بسم اللہ الرحمن الرحیم
فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون
المواہب الالٰہیۃ فی الفتاوی الشریفیۃ
المعروف بہ
فتاویٰ شارح بخاری
جلد سوم
تصنیف لطیف
شارح بخاری فقیہ اعظم ہند
حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ
سابق صدر شعبہ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

Designed & Printed by : RAZAVI KITAB GHAR DELHI-6 Ph.: 011-23264524, E-mail ID : razavikitabghar@gmail.com

فتاویٰ شارحِ بخاری

حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہٗ

دائرۃ البرکات

گھوسی ضلع مئو (یو، پی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون. (القرآن الحکیم)

تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔ (کنز الایمان)

المواھب الالٰھیۃ فی الفتاوی الشریفیۃ

المعروف بہ

فتاوی شارح بخاری

جلد سوم

تصنیف لطیف

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ

سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

ترتیب

مولانا مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

ناشر

دائرۃ البرکات، گھوسی، ضلع مئو

کتاب: المواہب الالٰہیۃ فی الفتاوی الشریفیۃ
المعروف بہ فتاویٰ شارح بخاری
تصنیف: فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی قدس سرہ
سابق صدر شعبۂ افتا الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
ترتیب، تخریج، تحقیق، تصحیح: مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ و مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
بسعی و اہتمام: جانشین شارح بخاری حضرت مولانا حافظ حمید الحق برکاتی
تخریج و تصحیح: مفتی محمود علی مشاہدی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور
مفتی کہف الوریٰ مصباحی، مولوی محمد فاروق رضوی
کمپوزنگ: مہتاب پیامیؔ، پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارک پور، اعظم گڑھ
سن اشاعت: شعبان ۱۴۳۴ھ/جون ۲۰۱۳ء
تعداد: ۱۱۰۰
ناشر: دائرۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی ضلع مئو

ملنے کے پتے

(۱) دائرۃ البرکات، کریم الدین پور، گھوسی، ضلع مئو
(۲) مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ
(۳) المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ
(۴) حق اکیڈمی، مبارک پور، اعظم گڑھ
(۵) رضوی کتاب گھر ۴۲۳ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶
(۶) کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶
(۷) فاروقیہ بک ڈپو / ۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۶
(۸) اسلامی پبلشر گلی سروتہ والی مٹیا محل جامع مسجد دہلی

عرضِ مرتب

الحمد لولیہ والصلاۃ والسلام علیٰ حبیبیہ و علیٰ آلہ و صحبہ

"فتاویٰ شارحِ بخاری" کی دو جلدیں اس سے پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پہلی جلد محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۱ء میں چھپی، جس کی رسمِ اجرا حضور شارحِ بخاری قدس سرہ کے بارہویں عرس کے موقع پر ۶/ صفر ۱۴۳۴ھ کو عمل میں آئی اور دوسری جلد ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ ستمبر ۲۰۱۲ء میں چھپی جس کی رسمِ اجرا عرسِ قاسمی کے موقع پر مارہرہ مطہرہ میں ذوالحجہ ۱۴۳۳ھ نومبر ۲۰۱۲ء کو عمل میں آئی۔ اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ دونوں جلدیں چھپتے ہی ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں، بلکہ یہ دونوں جلدیں پاکستان میں بھی چھپ چکی ہیں، جنھیں عالمی تحریک تبلیغ وارشاد دعوتِ اسلامی کراچی نے شائع کیا ہے۔ اور اب تیسری جلد پریس جا رہی ہے۔ پہلی دونوں جلدوں کے چھپنے کے بعد احبابِ اہلِ سنت و متعلقین حضور شارح بخاری نے مبارک بادی کے پیغام بھیجے اور بقیہ جلدوں کی جلد سے جلد اشاعت کا تقاضا بھی کیا۔ جامعہ اشرفیہ کے فرائضِ منصبی کے بعد میرا جو بھی وقت ہے وہ سب فتاویٰ شارحِ بخاری کی ترتیب و تصحیح کے لیے نذر ہے۔ میری بھی یہی کوشش ہے کہ فتاویٰ شارح بخاری کی تمام جلدیں جلد از جلد منظرِ عام پر آجائیں، مگر یہ کام بہت مشکل ہے۔ ناظرین دعا کریں کہ یہ عظیم علمی سرمایہ ترتیبی مراحل سے گزر کر جلد منظرِ عام پر آجائے۔

پہلی جلد ۷۰۴ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ۵۰۳/ فتاویٰ شامل ہیں۔ اس میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں:

(۱)- عقائد متعلقہ ذات و صفاتِ الٰہی عزوجل جلالہ
(۲)- عقائد متعلقہ نبوت
(۳)- عقائد متعلقہ نبوت
(۴)- عقائد متعلقہ ملائکہ
(۵)- عقائد متعلقہ جن و شیاطین

دوسری جلد ۶۷۰/ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۶۳۴/ فتاویٰ شامل ہیں۔ اس جلد میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں:

(۱)- عقائد متعلقہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۲)-عقائد متعلقہ اولیاے کرام

(۳)-عقائد متعلقہ اولیا۔

(۴)-بیعت وارشاد

(۵)-باب الفاظ الکفر

تیسری جلد ۵۸۸ر صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۲۹۹ر فتاویٰ شامل ہیں۔ اس جلد میں مندرجہ ذیل ابواب ہیں:

(۱)-باطل فرقے (قادیانی، رافضی، تبلیغی، دیوبندی، وہابی، شمع نیازی وغیرہم)

(۲)-رضویات

(۳)-شخصیات

فتاویٰ کی تینوں جلدیں عقائد پر مشتمل ہیں۔ پہلی دوسری جلد ناظرین مطالعہ کر چکے ہوں گے۔

حضور شارحِ بخاری قدس سرہ جہاں ایک باکمال مدرس، مصنف، محدث اور فقیہ تھے وہیں ایک ماہر مناظر بھی تھے۔ ملک کے مختلف علاقوں میں آپ نے بہت سے مناظروں میں مختلف حیثیت سے شرکت فرمائی ہے۔ کہیں مناظرِ اہلِ سنت کا علمی تعاون کیا، کہیں خود مناظرہ کیا، کہیں مناظرہ کی صدارت فرمائی۔ زمانہ طالب علمی ہی سے آپ نے مناظرہ شروع کر دیا تھا۔ سب سے پہلا مناظرہ بریلی شریف میں آپ نے قادیانیوں سے زمانہ طالب علمی میں کیا۔ باطل فرقوں کے رد اور ان کے اعتراضات کے جواب میں آپ اپنے معاصرین میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور آپ اس فن کے مردِ میدان تھے۔

تیسری جلد کے پہلے باب میں تبلیغیوں، دیوبندیوں، وہابیوں، نجدیوں، قادیانیوں، رافضیوں وغیرہ فرقِ باطلہ کا خوب رد ہے۔

دوسرا باب رضویات سے متعلق ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر معاندین نے جو اعتراضات کیے حضور شارحِ بخاری قدس سرہ نے بیش تر کا جواب تحقیقات حصہ اول میں تحریر فرما دیا ہے اور جو اعتراض بصورت استفتا حضرت کے پاس آئے جن کے جواب فتاویٰ کے رجسٹر میں منقول ہیں، ہم نے سب کو ایک باب میں جمع کر کے انھیں رضویات کا عنوان دے دیا ہے۔ اس باب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے معاندین کے اعتراضات کا دنداں شکن جواب ہے اور رضویات کے تعلق سے بہت سی مفید معلومات بھی ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انھوں نے دیوبندیوں کی تکفیر کیوں کی؟ یہ لوگ بھی اللہ و رسول پر ایمان رکھتے ہیں، قرآن و حدیث کی تعلیم دیتے ہیں، روزہ نماز وغیرہ تمام فرائضِ اسلام کے پابند ہیں۔

حضور شارحِ بخاری قدس سرہ نے اس اعتراض کا ایسا تفصیلی جواب تحریر فرمایا جسے پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند انسان مطمئن ہو جائے گا۔ یہ جواب ۲۵ر صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

اسلاف کے عہد ہی سے عقائد و فقہ کی کتابوں میں بالاتفاق ہر طبقہ کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں ایک مستقل باب رکھا ہے، جس میں ان افعال اور ان کلمات کو تفصیل کے ساتھ لکھتے آئے ہیں اور نہایت صراحت کے ساتھ بغیر کسی اشتباہ کے واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کیا وہ کافر اور جس نے یہ قول کیا وہ کافر۔

بلکہ خود قرآن مجید پر نظر کی جائے تو اس میں عہد رسالت کے بہت سے نمازیوں، غازیوں اور قسمیں کھا کھا کر کلمہ پڑھنے والوں کو اس بنا پر کہ انھوں نے کوئی کلمہ کفر بکا کافر فرمایا۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابو الشیخ عدی بن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں یہ حدیث ذکر کی ہے کچھ لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا:

"یحدثنا محمد أن ناقة فلان بوادي کذا و کذا في یوم کذا وکذا وما یدریه بالغیب"

محمد ﷺ یہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے انھیں غیب کی کیا خبر!

یہ کہنے والے وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنے بارے میں یہ اعلان کر دیا تھا:

"امنا باللہ وبالیوم الاخر. إلخ"

ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔

اور جنھوں نے ان زوردار الفاظ میں رسالت کا اقرار کیا تھا:

"نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔"

ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بلا شبہہ ضرور اللہ کے رسول ہیں۔

جنھوں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی جو حضور اقدس ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے، جو حضور اقدس ﷺ کے ہم رکاب اور ان کے جھنڈے کے نیچے جہاد کے لیے نکلتے تھے، مگر جب حضور اقدس ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ کو غیب کی کیا خبر، تو انھیں بلوایا اور ان سے مواخذہ فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسا کہا ہے؟ تو انھوں نے کہا:

اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ۔

ہم تو یوں ہی ہنسی اور کھیل کر رہے تھے۔

اس پر اللہ عزوجل نے ان زوردار کلمہ پڑھنے والے نمازیوں، غازیوں، مدنیوں کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمایا:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ کُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ

اے محبوب! ان سے فرما دو کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ

ایْمَانِکُمْ بناؤ، مسلمان ہونے کے بعد تم بلا شبہہ کافر ہو گئے۔

عہد رسالت میں دو شخصوں میں جھگڑا ہوا، مقدمہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور نے ایک کے حق میں فیصلہ فرمایا، جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا کہ اس کی حضرت عمر کے یہاں اپیل کریں گے۔ دونوں حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے معاملہ عرض کرنے کے اثنا میں جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے یہ بھی بتا دیا کہ حضور اقدس ﷺ نے میرے موافق فیصلہ فرما دیا ہے۔ دریافت فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے: عرض کیا: جی ہاں! فرمایا تم دونوں اپنی جگہ رہو، گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر باہر تشریف لائے اور اسے قتل کر دیا جس نے کہا تھا کہ حضرت عمر کے یہاں اپیل کریں، دوسرا بھاگ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے میرے حریف کو قتل کر دیا۔ فرمایا: عمر کسی مسلمان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

اے محبوب! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمھیں حاکم نہ بنائیں اور تم جو فیصلہ کر دو اس سے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور اسے کما حقہ مان نہ لیں۔

حضور اقدس ﷺ نے اس قتل پر قصاص یا دیت کچھ بھی نہیں واجب فرمائی۔ یہ بد نصیب جس نے حضور اقدس ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور اس کی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپیل کرنے گیا تھا، کلمہ گو تھا، اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا مگر اللہ عزوجل نے نہایت واضح غیر مبہم الفاظ میں فرمایا کہ ایسے لوگ جو میرے رسول کے فیصلے کو نہ مانیں مسلمان نہیں۔

اب نص قرآن سے ثابت ہو گیا کہ اگر کسی سے کوئی کفر سرزد ہو، یا اس نے کوئی کلمۂ کفر بکا تو وہ بلا شبہہ کافر ہے۔ اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو، نماز پڑھتا ہو، جہاد کرتا ہو اور اگر بالفرض یہ جرم اہانت رسول کا ہے تب تو معاملہ بہت ہی سنگین ہے اور ایسا سنگین کہ علما نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ اگر کوئی گستاخ رسول توبہ بھی کر لے حاکم اسلام اسے زندہ نہ چھوڑے گا اس کے لیے شفا اس کی شروح، درر، غرر، در مختار وغیرہ، دیکھیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور نمازیں پڑھے، زکاۃ دے، روزہ رکھے، حج کرے، دن رات قال اللہ قال الرسول کا درس دے اور اتنا بڑا متقی ہو کہ کبھی خلاف شرع تھوکے بھی نہیں۔ لیکن اگر اس سے کوئی فعلِ کفر سرزد ہو جائے یا کوئی کفری قول بک دے تو اسے کافر کہنا بہ نص قرآن فرض ہے۔ یہ جرم نہیں بہت بڑی عبادت ہے۔ یہ جہاد بالقلم ہے، جہادِ باللسان ہے۔ اور اسلامی شریعت کو فاسد مادّوں سے پاک کرنے کی

سعی مشکور بلکہ حقیقت میں سنت خدا ہے سنتِ رسول ہے۔ اسے جرم کہنا اور ایسے فرض شناس عالم کو موردِ طعن و تشنیع بنانا خود بہت بڑا جرم ہے۔

صلح کلی "تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان" کے مصنفین کو کفر سے بچانے کے لیے اس کا بہت زوروں سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت نے اسماعیل دہلوی کی قطعی یقینی حتمی تکفیر کی یہاں تک حکم دیا کہ جو اس کے ان کفریات پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ "تحقیق الفتویٰ" اور "سیف الجبار" وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

لیکن مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے اس کے باوجود اہل سنت ان دونوں بزرگوں کو اپنا امام اور مقتدیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ اگر علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حق پر مانتے ہیں، تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کافر مانیں۔

اسی طرح مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت حتیٰ کہ علمائے حرمین طیبین نے نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی صاحبان کو اگر کافر کہا اور وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ جانے تو خود بھی کافر ہے پھر کوئی ان کی تکفیر سے کف لسان کرے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاصر علما نے اسماعیل دہلوی کو اسی تفصیل کے ساتھ کافر کہا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا پھر بھی سب اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور علامہ فضل حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کو بھی۔

یہ صلح کلیوں کا ایک مغالطہ عامۃ الورود ہے چوں کہ عوام تو عوام علما تک مسئلہ تکفیر کے سلسلہ میں پیچیدگیوں سے واقف نہیں اس لیے الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ اس مغالطہ نے ہزاروں آدمیوں کو گمراہ کر دیا۔

اس کے جواب میں آپ رقم طراز ہیں:

"**اقول وباللہ التوفیق**۔ ہم نے پہلے شبہہ کے جواب میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں جو بھی غور کرے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر روشن ہو جائے گا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات میں کیا فرق ہے؟ لیکن ہم آپ کی آسانی کے لیے اعادہ کیے دیتے ہیں۔

کلمات دو قسم کے ہیں ایک جو اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے کفر ہیں۔ مگر ان میں ایسے معنی کا احتمال ہے جو کفر نہیں اور یہ احتمال صحیح ہو اگرچہ خفی بعید ہو جیسے یہ جملہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا اس کا ظاہر معنی کفر ہے اور یہ معنی کفری میں صریح و متبین ہے مگر اس کا بھی احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ چوں کہ قیامت کے دن قیامت کے احوال و اہوال دیکھ کر کوئی کافر نہیں رہے گا سب مسلمان ہو جائیں گے۔ ایسے کلمات کے بارے میں

حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ قائل کی مراد معنی کفری ہے تو وہ بلا شبہہ قطعًا یقینا کافر ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ قائل کی مراد وہ معنی بعید ہے جو کفر نہیں تو وہ مسلمان ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہیں کہ قائل کی مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں سکوت کیا جائے گا یہی محققین فقہا اور متکلمین کا مذہب ہے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مختار ہے۔

لیکن جمہور فقہا ایسے کلمات کے قائل کو بھی کافر کہتے ہیں منح الروض میں ہے:

عدم التکفیر مذھب المتکلمین والتکفیر مذھب الفقھاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور.	عدم تکفیر (ایسے کلمات میں) متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہا کا مذہب ہے اس لیے نقیضین کا قائل شخص واحد نہیں تو کوئی خرابی نہیں۔

دوسرے وہ کلمات جس کے ایک معنی ہوں یا چند اور سب کفری ہیں ان میں نہ تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ بعید کی جیسے یہ کہنا کہ اللہ عزوجل معبود نہیں ایسے کلمات کے قائل کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ وہ ضرور بالضرور حتمًا جزمًا کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات قسم اول سے ہیں اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات قسم ثانی سے، جو کفری معنی میں متعیّن ہیں ان کا کوئی معنی خفی سے خفی بعید سے بعید ایسا نہیں جو کفر نہ ہو جس پر قائلین اور ان کے ہم نواؤں کی توجیہات اور علمائے اہل سنت کے رد شاہد عدل ہیں۔" یہ فتویٰ ۲۲ر صفحات پر مشتمل ہے۔

تیسرا باب شخصیات سے متعلق ہے۔

حضرت شارحِ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جن شخصیات کے متعلق سوالات آئے، ان سب کو ہم نے یک جا کر کے شخصیات کا عنوان دے دیا ہے۔ اس باب کو کتاب العقائد میں شامل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے بیش تر شخصیات کے ایمان و کفر سے متعلق سوالات ہیں۔ ضمنًا دیگر شخصیات کے متعلق فتاویٰ بھی اس میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

حضرت شارحِ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذ حضرت علامہ سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محدث پاکستان کے محدث ہونے پر ایک صاحب نے اعتراض کیا تھا۔ یہ سوال مدینہ منورہ سے بریلی شریف بھیجا گیا۔ حضرت شارحِ بخاری قدس سرہ نے اس اعتراض کا انتہائی محققانہ جواب تحریر فرمایا ہے جس پر حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہ کی تصدیق ہے۔ اس فتویٰ کو بھی اس باب میں شامل کر دیا گیا ہے۔

حضرت شارحِ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ سے بہت والہانہ عقیدت تھی۔ اپنی مجلسوں میں بار بار آپ کا تذکرہ فرماتے تھے۔ اس لیے اس باب کا آغاز آپ ہی کے متعلق فتویٰ سے کیا ہے۔

تحریک دعوتِ اسلامی اور اس کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس قادری مد ظلہ العالی کے متعلق حضرت سے

جتنے سوالات ہوئے سب کو ہم نے اسی باب میں جمع کر دیا ہے۔

عقائد سے متعلق جتنے فتاویٰ ملے تھے ان میں منتخب فتاویٰ کو ان تینوں جلدوں میں شائع کر دیا ہے۔ تیسری جلد مکمل ہونے کے بعد عقائد کے متعلق کچھ اور فتاویٰ موصول ہوئے ہیں۔ اور آئندہ اگر کچھ اور فتاویٰ عقائد کے متعلق ملیں گے تو ان سب کو آخری جلد میں "متفرقات" کے عنوان سے انشاء اللہ شائع کر دیا جائے گا۔

حسبِ سابق اس جلد کی تخریج و تصحیح میں مفتی محمود علی مشاہدی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے ہمارا بہت ساتھ دیا۔ دو مرتبہ تصحیح کے بعد موصوف نے پوری جلد بہت غور سے پڑھی اور مناسب تصحیح کی، جہاں کہیں حوالہ رہ گیا ان حوالوں کی تخریج فرمائی۔ مولا عزوجل موصوف کو اور جملہ معاونین و محسنین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

اخیر میں ہم جملہ شہزادگانِ شارحِ بخاری، عالی جناب ڈاکٹر محب الحق قادری، مولانا حافظ حمید الحق برکاتی جانشین شارحِ بخاری، مولانا وحید الحق اور مولانا ظہیر الحق صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس کام کے لیے ہمیشہ ہماری خبر گیری فرماتے رہے اور کام میں تیزی لانے کی راہیں بھی ہموار کرتے رہے۔ مولا عزوجل ان حضرات کو اپنی لازوال نعمتوں سے نوازے اور اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس حقیر کو صحت و سلامتی اور کام میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

گدائے شارحِ بخاری
محمد نسیم مصباحی
خادم الافتاء والتدریس جامعہ اشرفیہ
مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ
۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ
۱۸ر جون ۲۰۱۳ء

المواهب الالٰهیة فی الفتاوی الشریفیة

المعروف بـ

فتاوی شارح بخاری

جلد سوم

فِرَقِ باطله

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبلیغی جماعت کا تعارف

مسئولہ: پیرزادہ سید محمد سلطان محی الدین قادری دھرور مٹ، گدوال، محبوب نگر (اے پی) ۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ -بخدمت اقدس حضور مفتی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ۔ بعد از تسلیمات و دست بوسی۔

عرض ایں کہ مورخہ ۱۷؍ اگست ۱۹۹۷ء بعد نماز مغرب فقیر جامع مسجد اگروال میں بیٹھا ہوا تھا کہ مسجد کے امام صاحب قبلہ جو صحیح العقیدہ ہیں مجھ سے بتایا کہ اس مسجد میں چند تبلیغی کارکن آئے ہوئے تھے وہ اپنے رسمی کام سے فارغ ہونے کے بعد ایک آدمی ہمارے قریب آکر بیٹھا اپنی جماعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ مولوی صاحب ہماری جماعت کے مبلغین اپنی کم علمی کی بنیاد پر قرآن کو حدیث اور حدیث کو قرآن، اسی طرح صحابی کے واقعہ کو ولی کا واقعہ، ولی کے واقعہ کو صحابی کا واقعہ بتا دیتے ہیں مگر کسی میں یہ ہمت نہیں ہوتی کہ وہ اسے پکڑ کر پوچھے یا بے عزت و شرمندہ کر دے۔ یہ بھی ہماری جماعت پر اللہ پاک کا بہت بڑا کرم اور احسان ہے۔ اس طرح کہنے والے سن کر خاموشی اختیار کرنے والی جماعت کے ذمہ داروں کے سلسلہ میں جو شرعی احکام قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پر عائد ہوتے ہیں اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں تاکہ اس تفصیلی جواب کو بطور سند لوگوں میں شائع کر کے اس گمراہ قوم سے بھولے بھالے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو بچایا جائے۔ ضرورت محسوس کی گئی تو اسی جواب کو کتابچہ کی شکل میں یہاں کی تلگو زبان میں بھی شائع کر دیا جائے گا۔ امید کرتا ہوں کہ اس سلسلہ میں آپ جلد از جلد تفصیلی جواب عنایت فرما کر ہماری رہبری و رہنمائی فرمائیں گے۔ والسلام مع الاکرام۔ فقط۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دنیا کی ترقی یافتہ بننے والی قوموں نے اپنی بات منوانے اثر و رسوخ پھیلانے کے لیے خفیہ محکمے قائم کر لیے ہیں جیسے امریکہ کی C.I.A. اسی طرح دیوبندی اہل سنت کے مقابلے میں تحریری و تقریری مناظروں میں بارہا منہ کی کھانے پر دیوبندیت پھیلانے کے لیے تبلیغی جماعت کے نام سے اپنا ایک خفیہ محکمہ قائم کر لیا ہے جنھیں دلی اپنے مرکز میں بلا کر ٹرینڈ کرتے ہیں پھر جب وہ ہر طرح سے قابل اطمینان ہو جاتے ہیں تو انھیں اہل سنت کی مساجد اور بستیوں میں بھیجتے ہیں یہ لوگ اپنے تبلیغی دوروں میں کوئی اختلافی بات نہیں کرتے ہیں، صرف دین کی پابندی، دین کی اشاعت کی باتیں کرتے ہیں، پھر چلّے میں لے جاتے ہیں اور لوگوں کے سامنے دیوبندی مذہب کے بانیوں کی بزرگی کشف و کرامت کے جھوٹے قصے سنا سنا کر ان کا معتقد بنا دیتے ہیں، اور پھر کسی دیوبندی کا مرید کرا کے اس کو پکا دیوبندی بنا دیتے ہیں، اگر ان لوگوں کا مقصد دین

کی اشاعت ہوتی تو ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں کے پاس جاتے انھیں اسلام کی دعوت دیتے لیکن تبلیغی جماعت کا ایک فرد کسی ہندو یا سکھ یا عیسائی کے پاس نہ گیا نہ جاتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ کلمہ پڑھنے والے جو فرقے گمراہ بد دین ہیں ان کو دیوبندی بھی گمراہ بد دین کہتے ہیں، مثلاً روافض، قادیانی، غیر مقلد، مودودی، ان کے پاس جاتے ان کی مسجدوں میں جاتے، انھیں سنی بنانے کی کوشش کرتے، مگر کبھی بھی کوئی تبلیغی جماعت نہ رافضیوں کی مسجد میں گئی، نہ قادیانیوں کی مسجد میں گئی، نہ غیر مقلدوں کی مسجد میں گئی، نہ مودودیوں کی مسجد میں گئی اس کا سارا زور اہل سنت و جماعت میں صرف ہوتا ہے۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ تبلیغی جماعت والے اہل سنت و جماعت کو مسلمان نہیں سمجھتے، ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں، قادیانیوں، رافضیوں، غیر مقلدوں، مودودیوں سے بڑھ کر گمراہ بد دین جانتے ہیں اور انھیں پر سارا زور صرف کرتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے بانی نے خود اس کو صاف صاف بتا دیا ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد کیا ہے، اس کو کوئی سمجھ نہیں پاتا۔ تبلیغی جماعت کے حامیوں کو خود اس کا اعتراف ہے کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس نے اپنا مقصد کھلم کھلا کسی پر ظاہر نہیں کیا ہے۔ مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی لکھتے ہیں:

”انھوں (مولوی الیاس) نے جس کام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا تھا (اس کا) اظہار بہت کم کرتے تھے، ”استعینوا علی أمورکم بالکتمان.“ (اپنا مقصد چھپا کر کامیابی حاصل کرو)۔ پھر بھی کبھی کبھی اس کا ترشح ہو جاتا۔ ایک مرتبہ اپنے عزیز مولوی ظہیر الحسن سے فرمایا: ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں، ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا، میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔“ [1]

اس عبارت کو بار بار پڑھیے جو بھی انصاف و دیانت کے ساتھ اس عبارت کو پڑھے گا اس پر واضح ہو جائے گا کہ تبلیغی جماعت کا جو ظاہر ہے وہ صرف دکھاوے کے لیے ہے اس کا مقصد کچھ اور ہے اور وہ ایک نئی قوم پیدا کرنا ہے۔ نئی قوم کے لفظ پر غور کریں، جس کا ظاہر مفاد اسلام اور مذہب اہل سنت کے ماننے والے پرانے ہیں، ان سے ہٹ کر ان کے خلاف نئی قوم نئے مذہب کے لوگ پیدا کرنا تبلیغی جماعت کا حقیقی مقصد ہے اور کلمہ، نماز، دین و سنت کی باتیں صرف دکھاوے کے لیے ہے تاکہ مسلمان اس میں پھنسیں۔ اب یہ نئی قوم کیسے پیدا ہوگی؟ اس کو انھوں نے ایک نجی مجلس میں یوں بیان کیا۔ ”حضرت مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل تو یہ چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقۂ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ [2]

(۱) دینی دعوت، ص:۲۰۵

(۲) ملفوظات مولانا محمد الیاس، ص:۵۷

اس سے ظاہر ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد نہ قرآن کی تعلیمات پھیلانا ہے، نہ احادیث کی، اور نہ حنفیت پھیلانا ہے، اور نہ اسلاف کے طریقے پھیلانا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی خاص تعلیمات پھیلانے کے لیے تبلیغی جماعت وجود میں آئی ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی خاص تعلیمات کیا ہیں اس کے چند نمونے ملاحظہ کریں۔

اشرف علی تھانوی صاحب کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے ایسا علم غیب ہر کس و ناکس بلکہ بچوں، پاگلوں اور تمام جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ چناں چہ وہ اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھتے ہیں: ”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی یہ کہنا کہ آپ غیب جانتے تھے اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے یعنی حضور کو جو حاصل ہے بعض علم غیب مراد ہے یا کل، اگر بعض علوم غیبیہ ہیں اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، بکر، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“[1]

یہی مولوی اشرف علی تھانوی اپنی دوسری کتاب بہشتی زیور میں ”کفر و شرک کی باتوں کا بیان“ کے تحت لکھتے ہیں: ”کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی کی دہائی دینا، کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا، سہرا باندھنا، علی بخش، حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا، یوں کہنا کہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا۔“[2]

نیز اسی میں یہ عنوان ہے: ”بدعتوں اور بری رسموں اور بری باتوں کا بیان“ اس کے تحت ہے: قبروں پر دھوم دھام سے میلہ (عرس کرنا) چراغ جلانا، چادریں ڈالنا، پختہ قبریں بنانا، بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا، قبروں کو چومنا چاٹنا، مٹھائی چاول، گلگلا وغیرہ چڑھانا وغیرہ وغیرہ۔[3]

اب آپ خود ساری باتوں کو ملائیے تو آپ کی سمجھ میں آجائے گا کہ تبلیغی جماعت کا اصل مقصد کلمہ اور نماز نہیں، دیوبندی مذہب پھیلانا ہے اس لیے سنی مسلمانوں کو تبلیغی جماعت سے دور رہنا چاہیے ان کو مسجد میں ہرگز ہرگز نہیں آنے دینا چاہیے۔ تفسیر صاوی وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے خاص جمعہ کے دن جمعہ کے وقت منافقین کو نام لے لے کر مسجد سے نکالا صاف صاف فرمایا:

---

(۱) حفظ الایمان، ص:۷

(۲) بهشتی زیور، ج:۱، ص:۳٤، ۳۵

(۳) بهشتی زیور، ج:۱، ص: ۳۵

”اخرج یا فلان فإنك منافق. اخرج یا فلان فإنك منافق.“[1] — اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا تو منافق ہے۔

درِ مختار وغیرہ میں ہے:

”ویمنع عنه کل موذ ولو بلسانه.“[2] — مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے گا اگرچہ وہ زبان سے ایذا دے۔

اور جو عقیدہ خراب کرنے کے لیے مسجد میں آئے اس سے بڑھ کر موذی کون؟ لہٰذا تبلیغیوں کو مسجد میں گھسنے نہ دیا جائے۔ ان کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ خود تبلیغی نے اقرار کیا کہ ہمارے مبلغین اپنی کم علمی کی بنیاد پر قرآن کو حدیث اور حدیث کو قرآن، اسی طرح صحابی کے واقعے کو ولی کا واقعہ، ولی کے واقعے کو صحابی کا واقعہ بتا دیتے ہیں، مگر کسی میں یہ ہمت نہیں ہوتی کہ وہ اسے پکڑ کر پوچھے یا بے عزت و شرمندہ کر دے یہ بھی ہماری جماعت پر اللہ پاک کا بہت بڑا کرم اور احسان ہے۔ قرآن کو حدیث بتانا، یا حدیث کو قرآن بتانا کفر ہے، حدیث کو قرآن بتانے میں قرآن کی تحریف ہے اور قرآن مجید میں زیادتی ہے۔ اسی طرح قرآن کو حدیث بتانا حقیقت میں اس کے کلام الٰہی ہونے سے انکار ہے یہ بھی کفر ہے۔ ایک جاہل اپنی جہالت کی وجہ سے کفر کرے تو فرض ہے کہ حاضرین اسے ٹوکیں اگر باوجود علم حاضرین اسے نہیں ٹوکیں گے تو کفر پر راضی ہونے کی وجہ سے خود کافر ہو جائیں گے۔ اسی طرح صحابی کے واقعے کو ولی کا واقعہ بتانا یا کسی ولی کے واقعے کو صحابی کا واقعہ بتانا دجل و فریب ہے، افترا ہے باوجود علم کے اگر کوئی نہ ٹوکے تو وہ خود مجرم ہے ارشاد ہے: ”اِنَّكُمۡ اِذًا مِّثۡلُهُمۡ۔“[3] باوجود علم کے نہیں ٹوکتے یہ ان پر اللہ کا کرم نہیں بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر ہے، اسے کرم کہنا بھی کفر ہے۔

دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصود دین پھیلانا نہیں بلکہ جس طرح بھی ہو عوام کو بے وقوف بنا کر اپنے جال میں پھانسنا ہے، ظاہر ہے قرآن کو حدیث بتانا یا حدیث کو قرآن بتانا کفر پھیلانا ہے، دین پھیلانا نہیں۔ کسی کی طرف کوئی جھوٹا واقعہ منسوب کرنا دین داری نہیں فریب دہی ہے۔ موٹی بات ہے کہ جو واقعہ کسی ولی کا ہے اسے صحابی کی طرف منسوب کیا تو یہ جھوٹ ہے جھوٹوں پر قرآن مجید میں لعنت آئی ہے لعنت کے مستحق دین کے مبلغ نہیں ہو سکتے، اس طرح بھی تبلیغیوں سے بچنا واجب ہے

---

(۱) عینی، شرح بخاری، ج:۱، ص:۲۲۱

(۲) درِ مختار، ج:۲، ص:٤۳۵، کتاب الصلوٰة، باب ما یفسد الصلاة، دار الکتب العلمیة، بیروت.

(۳) قرآن مجید، سورة النساء، پارہ:۵، آیت:۱٤۰

کہ اس میں قوی اندیشہ ہے کہ مسلمان یہ اعتقاد کرنے لگیں کہ جو قرآن مجید ہے وہ قرآن نہیں کیوں کہ جب تبلیغی یہ کہتا ہے کہ قرآن کو حدیث بتا دیتے ہیں تو وہ یقین کرلے گا کہ وہ قرآن مجید نہیں اس طرح اپنے ایمان سے ہاتھ دھولے گا۔ اسی طرح جب حدیث کو قرآن بتایا تو عوام یہ گمان کریں گے کہ جو قرآن مجید نہیں ہے وہ قرآن ہے اس طرح کفر میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کو کافر بنانا یہ دین پھیلانا نہیں کفر پھیلانا ہے۔ اور سنئے جب قرآن کو کہا کہ یہ حدیث ہے اور وہ حقیقت میں حدیث نہیں، حضور اقدس ﷺ کا فرمان نہیں تو اس نے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھا اور حدیث میں ہے کہ:

"من كذب عليّ متعمداً فليتبوأ مقعده من النار."[۱] — جو مجھ پر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

اور جب حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنا جہنم میں ٹھکانہ بنانا ہے تو اس نے جب حدیث کو قرآن کہا حالاں کہ وہ اللہ کا ارشاد نہیں تو اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔ اب آپ خود فیصلہ کیجیے، اس کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ غرض کہ تبلیغی جماعت دین پھیلانے کے لیے نہیں نکلتی ہے بلکہ جھوٹ سچ بول کر کفر و ضلالت بک کر جس طرح بھی ہو عوام کو اپنے جال میں پھانس کر دیوبندی بنانے کے لیے نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حق و باطل پہچاننے، حق کو قبول کرنے، باطل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا تبلیغی جماعت اسلام سے خارج ہے؟

مسئولہ: محمد فیروز، اسمال فیکٹری، نوپور-۱۶ر ربیع الاول ۱۴۰۹ھ

مسئلہ- (۱) زید مسجد میں پیش امام ہے اور تقریباً تین چار سال سے مسجد میں نماز پڑھا رہا ہے، ان چار سالوں میں امام نے ایک دو میت کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھایا، جب اس سے لوگوں نے نماز پڑھانے کے لیے اصرار کیا تو اس نے کہا کہ میں اس میت کی نماز جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، اس لیے کہ مرنے والا شخص تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتا تھا یا یوں کہیے کہ مشہور یہ تھا کہ وہ "وہابی" تھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ شخص "وہابی دیوبندی تبلیغی جماعت" سے تعلق رکھتا تھا۔

(۲) کیا تبلیغی جماعت والے اسلام سے خارج ہیں؟ اور کون کون سی جماعتیں اسلام سے خارج ہیں یہ لوگ تو نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور اسلام کے ضروری ارکان کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں؟ اس کی تفصیل عنایت فرمائیں۔

(۱) سنن ابن ماجة، ج:۱، ص:۵، باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(۳) ایسا شخص جس کا پورا گھرانہ وہابی، دیوبندی تبلیغی ہو اگر اس کا انتقال ہو جائے اور امام کو یقینی علم نہ ہو کہ وہ سنی صحیح العقیدہ تھا یا وہابی تھا اور اس نے صرف احتیاطاً نماز جنازہ نہیں پڑھائی اس کو دیوبندی وہابی تبلیغی وغیرہ نہیں کہا تو ایسی صورت میں امام کا نماز جنازہ پڑھانے سے احتیاط کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس پر شرعاً کیا الزام عائد ہوتا ہے؟

الجواب

(۱)-(۲)-(۳) وہابی، دیوبندی، تبلیغی اللہ عزوجل، ہر اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی وجہ سے اسلام سے خارج کافر و مرتد ہیں۔ تفصیل کے لیے "حسام الحرمین اور المصباح الجدید" کا مطالعہ کریں اور کسی کافر مرتد کی نماز جنازہ پڑھنی کفر۔ حدیث میں فرمایا گیا:

"لا تصلوا عليهم."[۱] — ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو۔

شامی میں ہے:

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلا ولا شرعا ولتكذيبه النصوص القطعية."[۲] — آپ کو معلوم ہے کہ مذہب صحیح اس کے بر خلاف ہے تو مرتد کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے، عقلاً اور شرعاً اس کے ناجائز ہونے اور نصوص شرعیہ کی تکذیب کو مستلزم ہونے کی وجہ سے۔

اس لیے امام نے اگر وہابیوں، تبلیغیوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا تو صحیح کیا یہی کرنا اس پر فرض تھا جب ایک شخص مشتبہ ہے تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، ویسے بھی امام پر یہ فرض نہیں کہ ہر شخص کی نماز جنازہ پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغی جماعت کے عقائد کیا ہیں؟

مسئولہ: ڈاکٹر افتخار احمد اعظمی، کرہاں، ضلع مئو (یو۔پی۔)-۳ر جمادی الاولی ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- تبلیغی جماعت کس عقیدے کی جماعت ہے؟ اگر دیوبندی جماعت ہے تو ان سے جب کہا جاتا ہے آپ لوگ دیوبندی ہیں تو وہ انکار کرتے ہیں، اور جب تقویۃ الایمان، حفظ الایمان وغیرہ کی گستاخی والی

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲

(۲) رد المحتار، ج:۲، ص:۲۳۷، باب مطلب في خلف الوعيد وحكم الدعاء بالمغفرة للكافر، دار الكتب العلمية، لبنان.

عبارت پیش کی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم لوگ اس قسم کے جھگڑے میں نہیں پڑتے، یہ بڑے علما جانیں، ہم صرف روزہ نماز کی تبلیغ کرتے ہیں اور یہ بھی وہ کہتے ہیں کہ ہماری اصل کتاب تو تبلیغی نصاب ہے۔ (جواب فضائل اعمال کے نام سے چھپتی ہے) اس میں کوئی گستاخی یا کفری عبارت یا کوئی غلط بات دکھائیں۔ لہٰذا ان کی اس طرح کی باتوں کا آخر کیا جواب دیا جائے، ان کو کیسے قائل کیا جائے؟ یا عوام کو جو ان کے فریب میں آرہے ہیں کیسے سمجھایا جائے؟ لہٰذا تبلیغی نصاب کی روشنی میں مسکت اور عام فہم جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

تبلیغی جماعت دیوبندی جماعت ہے، اور ان سب کے عقائد وہی ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں بلکہ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس نے اس کو صاف صاف بیان کر دیا ہے، وہ کہتے ہیں:

”لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں بہ قسم کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں۔ بڑی حسرت سے فرمایا، ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں مجھے ایک نئی قوم بنانا ہے۔“(۱)

نئی قوم بنانے کے لفظ پر غور کیجیے، نئی قوم کا مطلب یہ ہوتا ہے پہلے سے جو قوم ہے اس کے علاوہ دوسری قوم پیدا کرنا۔ اب یہ دوسری قوم کیسے پیدا ہوگی، اس کو بھی انھوں نے بہت صفائی سے بیان کر دیا ہے، انھوں نے کہا:

”مولانا اشرف علی تھانوی نے بہت کام کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات مولانا کی پھیلائی جائیں۔“(۲)

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد کلمہ اور نماز کی تحریک نہیں بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو پھیلا کر نئی قوم بنانا ہے۔ اب آپ مولوی اشرف علی تھانوی کی کتابیں پڑھ لیجیے، زیادہ نہیں تو حفظ الایمان اور بہشتی زیور پڑھ لیجیے۔ یہ سب دیوبندی مذہب کی بنیادی کتابیں ہیں جن میں دیوبندی مذہب کی بنیادی باتیں لکھی ہوئی ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد دیوبندیت، وہابیت پھیلانا ہے، البتہ طریقۂ کار بدلا ہوا ہے، دشمن سے مل کر دشمن کے گھر میں گھس کر اپنی چالاکیوں اور عیاریوں سے دشمن کو تباہ و برباد کرنا آج کل ہر حکومت اور ہر سیاسی جماعت نے سیکھ لیا ہے۔ جیسے امریکہ کا C.I.A.۔ دیوبندی میدان تحریر، میدانِ تقریر، میدانِ مناظرہ میں بارہا شکست کھانے کے بعد اور نقصان اٹھانے کے بعد متفکر تھے کہ ہم کیا کریں، کیسے جئیں کہ ان کا مسیحا مولوی الیاس پیدا ہوا اور اس نے امریکہ کے C.I.A. کے طرز پر تبلیغی جماعت قائم کی۔ ان کو

(۱) دینی دعوت، ص:۲۰۵
(۲) ملفوظات مولانا محمد الیاس، ص:۵۷

اپنے طور پر ٹرینڈ کیا، خاص ہدایت کی کہ اختلافی باتیں ہرگز نہ بیان کرنا اور صرف کلمہ نماز کی بات کرنا، اور چلہ میں ساتھ لے چلنے کی بات کرنا اور پھر ان کو مانوس کر کے رفتہ رفتہ دیوبندی بنانا یہی طریقۂ کار تبلیغی جماعت کا ہے۔ یہ کہنا کہ حفظ الایمان وغیرہ کی کفری عبارتوں کے بارے میں بڑے بڑے علما جانیں فریب ہے۔ ہر مسلمان کو یہ ایمان رکھنا ضروری ہے اگرچہ وہ بے پڑھا لکھا ہو کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے، اور جو اس پر اعتقاد رکھے وہ مسلمان نہیں۔ یہ مسلمانوں کا اجماعی حتمی یقینی مسئلہ ہے۔ اس لیے یہ بات صرف علما ہی تک محدود نہیں رہے گی عوام کو بھی فرض ہے کہ وہ گستاخِ رسول کو کافر جانیں، مانیں اور کہیں اور جو اس پر اعتراض کرتا ہے تو جان لیں کہ وہ بڑا مکار، کیّاد ہے، دھوکا دے رہا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ لوگ علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ کی کتاب ”تبلیغی جماعت“ پڑھیں۔ دار الافتا میں اتنا کام ہے کہ پوری کتاب نہیں لکھی جا سکتی اور نہ مناظرانہ طرز کے سوالات کے مفصل جوابات دیے جا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغی تقیہ باز ہوتے ہیں

مسئولہ: جناب فقیر محمد صاحب، محلہ انصار گنج بلڈہری -۲۲ر ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

مسئلہ -کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ میرے یہاں ایک صاحب ابھی نوکری سے ریٹائرڈ ہو کر آئے ہیں وہ پورے ہندوستان میں گھوم کر تبلیغ کر چکے ہیں اور تبلیغی جماعت کے فرد سے دہلی میں بیعت بھی ہو چکے ہیں، مسجد میں مولوی زکریا کی لکھی ہوئی کتاب ”تبلیغی نصاب“ ایک صاحب کو دیے تھے اور ایک دوسری کتاب محلہ کی مسجد میں ایک کتاب رکھے ہیں جس کو پڑھ پڑھ کر بعد نماز سناتے ہیں، عوام امتیاز نہیں کر پا رہے ہیں کہ یہ فاتحہ میلاد بھی کرتے ہیں پرانے طور پر سنی وہابی کی پہچان لوگ فاتحہ و میلاد ہی سمجھتے ہیں اس لیے جواب طلب یہ ہے کہ ان کی کتاب بعد نماز سنانا یا کبھی بھی پڑھنا کیسا ہے؟ کیا یہ فاتحہ میلاد کرتے ہیں یا تقیہ کر کے لوگوں کو جال میں پھنساتے ہیں؟

الجواب

یہ شخص جب تبلیغی نصاب پڑھ پڑھ کر سناتا ہے اور کسی تبلیغی دیوبندی کا مرید بھی ہے اور گھوم گھوم کر تبلیغی جماعت کے ساتھ گشت بھی کر چکا ہے تو ضرور دیوبندی وہابی ہے۔ اگرچہ میلاد و فاتحہ کرتا ہو، جہاں اہل سنت کا غلبہ ہوتا ہے وہاں دیوبندی تبلیغی میلاد و فاتحہ کرتے ہیں اور اندر اندر دیوبندیت پھیلاتے ہیں۔ چھوٹے تو چھوٹے ان کے بہت بڑے حکیم الامت اشرف علی تھانوی بارہ سال تک کان پور میں میلاد و فاتحہ کرتے رہے اور اندر اندر دیوبندیت پھیلاتے رہے اس شخص کے میلاد و فاتحہ سے دھوکا نہ کھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغیوں سے مسئلہ پوچھنا کیسا ہے؟

مسئولہ: افتخار احمد خان کھدولی، چناری سہسرام (بہار)۔

مسئلہ-وہابی تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی والے جو روزہ نماز وغیرہ کے پابند معلوم ہوتے ہیں اور یہ لوگ فاتحہ، سلام، میلاد وغیرہ سے بہت ضد رکھتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ان سب کے بارے میں قرآن و حدیث میں کہیں بھی حکم نہیں ہے کیا ان لوگوں کا کہنا اور دلیل دینا درست ہے، اور ان لوگوں سے محبت اور میل جول رکھنا بہتر ہے یا ان لوگوں سے دین کے مسائل اور نماز کے احکام پوچھنے میں حرج ہے؟ جواب سے تسلی فرماویں۔

الجواب

وہابی، تبلیغی، مودودی یہ سب جماعتیں حضور اقدس ﷺ کی توہین کرتی ہیں، ان سب کا مشترکہ عقیدہ یہ ہے کہ معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے، نماز میں اگر کوئی شخص بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جائے تو حرج نہیں۔ لیکن اگر نماز میں حضور اقدس ﷺ کا خیال آجائے تو نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں یہ شرک ہے۔ پہلا ان کا عقیدہ تقویۃ الایمان اور دوسرا صراط مستقیم میں مذکور ہے۔ یہ دونوں کتابیں اسماعیل دہلوی کی ہیں، مولوی اسماعیل دہلوی کو تمام دیوبندی، تبلیغی، مودودی، غیر مقلد اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں، اس لیے تمام دیوبندیوں، مودودیوں، تبلیغیوں، غیر مقلدوں کا وہی عقیدہ ہوا جو اسماعیل دہلوی کا ہے۔ جو اس نے تقویۃ الایمان اور صراطِ مستقیم میں لکھا ہے۔ دیوبندی تبلیغی، مودودیوں اور غیر مقلدوں سے بھی دو ہاتھ آگے ہیں۔ ان کے امام مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ "خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہونا عوام کا خیال ہے، اگر حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ ان کے دوسرے امام مولوی رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں لکھا: "شیطان کے علم کی وسعت قرآن و حدیث سے ثابت ہے مگر حضور ﷺ کے علم کی وسعت کی کوئی نص قطعی نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے لیے وسعت علم ماننا شرک ہے۔" ان کے چوتھے امام مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا: "کہ حضور جیسا علم غیب تو ہر بکر و عمرو زید وغیرہ بلکہ ہر بچے پاگل اور تمام جانوروں اور کل چوپایوں کو بھی حاصل ہے" ان کفری عبارتوں کی وجہ سے دیوبندیوں، تبلیغیوں پر تمام علمائے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان کے بارے میں فتویٰ دیا کہ یہ کافر ہیں اور یہ بات بالکل کھلی ہوئی ہے کہ آدمی اسی کو امام و پیشوا بناتا ہے جس کے عقیدے پر رہتا ہے جب یہ چاروں سارے دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے امام ہیں تو سب دیوبندی و تبلیغی بھی کافر ہوئے جو کافر کو امام بنائے گا خود کافر ہے۔ اس لیے ان لوگوں سے میل جول، سلام و کلام حرام و گناہ۔ حدیث میں ہے:

"إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."[1] تم ان سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

ان سب جماعتوں کا مذہب الگ، ہم اہل سنت کا مذہب الگ۔ ان سے آپ مسئلہ پوچھیں گے تو اپنے مذہب کے مطابق بتائیں گے جو اہل سنت کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے ان سے مسئلہ پوچھنا جائز نہیں، جیسے قادیانی ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، حنفیوں کے طریقے پر نماز بھی پڑھتے ہیں کیا ان سے مسئلہ پوچھنا جائز ہو گا؟ کبھی نہیں۔ رہ گیا میلاد، فاتحہ، نیاز کا معاملہ یہ بدمذہب اپنے برے عقیدے کو چھپانے کے لیے عام اہل سنت کو اس میں الجھا دیتے ہیں، جب کوئی وہابی یہ کہے، میلاد فاتحہ، قیام حضور نے نہیں کیا ہے تو اس سے یہ کہیے کہ حضور نے تو قاعدہ بغدادی اور یسرنا القرآن بھی پڑھنے کا حکم نہیں دیا ہے پھر کیوں پڑھتے ہو؟ جہاں سے یہ بدمذہب قاعدہ بغدادی و یسرنا القرآن پڑھنے کا ثبوت دیں گے وہیں سے میلاد و قیام، نیاز و فاتحہ کا بھی ثبوت دے دیا جائے گا۔ آپ کی تسلی رکھنے کے لیے اتنی گزارش ہے کہ یہ وہابیوں کا مغالطہ ہے کہ جو کام حضور نے نہ کیا ہو یا جس کے کرنے کا صراحۃً حکم نہ ہو وہ ناجائز و حرام ہے یہ حدیث کا رد ہے، حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"من سن في الإسلام سنة حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شئ."[2] جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جتنے لوگ اس کے بعد اس پر عمل کریں گے سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے ثواب میں کمی ہو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی طریقہ پہلے سے موجود نہ ہو اور کوئی ایجاد کرے تو اگر وہ چیز اچھی ہے تو اس کا ایجاد کرنا بھی ثواب ہے، اور اس پر عمل کرنا بھی ثواب ہے۔ اس لیے کسی چیز کے بارے میں یہ کہنا کہ چوں کہ حضور نے نہیں کیا ہے یا صراحۃً اس کا حکم نہیں دیا ہے اس لیے ناجائز ہے۔ اس حدیث کا انکار کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے مسلمان ہیں یا نہیں؟

مسئولہ: محمد عبد القیوم، میڈیکل لائنس

Phama Centeial Distribatous Bandra Road Vijai Wada 520002

مسئلہ-بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت اقدس حضرت مفتی صاحب قبلہ دارالافتا اشرفیہ یونیورسٹی

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۲۸، باب الاعتصام

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۳، باب الاعتصام

مبارک پور، اعظم گڑھ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت اسلامی (مودودی)، تبلیغی جماعت، اہل حدیث (غیر مقلد) سے تعلق رکھنے والے یا ان جماعتوں سے ربط رکھنے والے یا ان جماعتوں کی تائید وحمایت کرنے والے کیا سنی مسلمان ہوسکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

مودودی، تبلیغی، غیر مقلد حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر مرتد ہیں ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے جو لوگ ان جماعتوں کی تائید ان کے کفریات میں کرتے ہیں یا ان کو مسلمان سمجھ کر ان کے ساتھ ربط ضبط رکھتے ہیں تو بلا شبہ سنی مسلمان نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔"(۲) بے شک تم بھی انھیں جیسے ہو۔

اور اگر کوئی شخص ان سب جماعتوں کے افراد کو کافر مرتد جانتا ہے پھر بھی ان سے ربط ضبط رکھتا ہے تو وہ فاسق وفاجر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغیوں کو مسجد سے نکالنا کیسا ہے؟

مسئولہ: عبدالرحیم خاں، کیرآف خورشید عالم انصاری C/14-867 لولٹن کالونی، گونڈی، ممبئی ۷ر ذوقعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ - ہاں قریب ہی ایک مسجد ہے جس میں بہت دنوں سے تبلیغی جماعت آئی تھی ابھی کچھ مہینوں پہلے امام صاحب آئے جنھوں نے مقتدیوں کے ذریعہ جو ان کے موافق تھے رات میں ڈیڑھ بجے بھگا دیا (جو کہ انسانیت کے خلاف ہے) جس میں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ غلط کیا اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بہت اچھا کیا تو ان میں کن لوگوں کا کہنا درست ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں ارشاد فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب

تبلیغی جماعت والوں کا مسجد سے نکالنا غیر انسانی فعل نہیں بلکہ شریعت مطہرہ کے حکم پر عمل کرنا ہے، تبلیغی جماعت والے متعصب وہابی، دیوبندی ہوتے ہیں، اور ان کا مقصد صرف دیوبندیت، وہابیت، پھیلانا ہے۔ تبلیغی جماعت کے بانی کا قول دینی دعوت میں مذکور ہے۔

"لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے خدا کی قسم یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں، ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں مجھے ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔"

یہ نئی قوم کیسے پیدا ہوگی اس کو اپنے ملفوظات میں بتایا:

"میں چاہتا ہوں کہ ان کی (یعنی اشرف علی تھانوی کی) تعلیمات عام کی جائیں۔"

اس سے ظاہر ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد اور ان کا گشت نہ لوگوں کو شریعت کا پابند بنانے کے لیے ہے

نہ نمازی بنانے کے لیے، بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات پھیلا کر نئی قوم یعنی دیوبندی قوم پیدا کرنا ہے۔ ایسی صورت میں تبلیغی جماعت کو مسجد میں گھسنے دینا جائز نہیں اور اگر گھس جائیں تو نکال کر باہر کرنا واجب۔ یہ بہت بے حیا ہوتے ہیں اگر ذرا بھی ان کے ساتھ نرمی کی جاتی ہے تو پیچھے پیچھے لگے رہتے ہیں، در مختار میں ہے:

"ويمنع عنه كل موذ ولو بلسانه."(۱) مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے اگرچہ وہ زبان ہی سے ایذا دیتا ہو۔

دیوبندی جماعت سے بڑھ کر موذی کون جو حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں کیا کوئی شخص اس کو برداشت کرے گا کہ اپنے باپ کے گستاخ کو اپنے گھر میں رہنے دے، اور اگر بالفرض کوئی باپ کا گستاخ گھر میں گھس آئے تو کیا اسے رات ہی میں گھر سے نکال نہیں دے گا؟ دیوبندی، تبلیغی ایمان کے چور ہیں، کوئی شخص کسی چور کو اپنے گھر میں وہ بھی رات میں رہنے دے گا۔ حدیث میں ہے:

"خطبنا رسول الله ﷺ و حمد الله وأثنى عليه ثم قال إنّ منكم منافقين فمن سميته فليقم ثم قال قم يا فلان فإنك منافق حتى سمّى ستة وثلثين."(۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا، اللہ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا مجھے خوب معلوم ہے کہ تم میں منافقین گھسے ہوتے ہیں جس کا میں نام لوں وہ (مسجد سے) چلا جائے، پھر فرمایا: اے فلاں اٹھ تو منافق ہے، یہاں تک کہ چھتیس منافقین کا نام لیا۔ (اور انھیں مسجد سے نکالا۔)

زیر آیت کریمہ:

"سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ۔"(۳) جلد ہم انھیں دوبارہ عذاب کریں گے۔

یہ منافقین مسجد اقدس میں نماز پڑھنے آئے تھے مگر حضور اقدس ﷺ نے عین خطبے کی حالت میں ان کو مسجد سے نکال دیا۔ حضور اقدس ﷺ کے اس فعل کے بارے میں معترض کیا کہے گا۔ منافقین اور تبلیغی دیوبندیوں میں کیا فرق ہے۔ سوائے اس کے کہ منافقین بغض رسول چھپائے ہوئے تھے اور دیوبندی، تبلیغی اسے برملا لکھ کر چھاپتے ہیں، شائع کرتے ہیں، تقریروں میں بیان کرتے ہیں۔ پھر جب حضور اقدس ﷺ نے اپنے ان چھپے ہوئے دشمنوں کو عین حالت خطبہ میں مسجد سے نکالا اس سنت پر عمل کرتے ہوئے اگر سنیوں نے رسول اللہ ﷺ کے کھلے ہوئے اعداکو رات میں مسجد سے نکال دیا تو کیا برا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) در مختار، ج:۲، ص:۴۳۵، كتاب الصلوٰة ، باب ما يفسد الصلاة، دار الكتب العلمية، بيروت.
(۲) صاوی، ج:۲، ص:۱۶۶
(۳) قرآن مجید، سورة التوبة، آيت:۱۰۱، پاره:۱۰

تبلیغی جماعت میں جانا کیسا ہے؟ تبلیغی جماعت کا مقصد کیا ہے؟

مسئولہ: نواب الدین، دریاپور، تریاؤں، جگت سنگھ پور، اڑیسہ-۱۹، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

مسئلہ-واضح ہو کہ میں محمد نواب الدین بن نواز حسین مقام دریاپور کا رہنے والا ہوں اور عقیدہ کے لحاظ سے میں ایک اصلی سنی ہوں، فاتحہ کرتا ہوں اور قیام کرتا ہوں، اور سنی مولانا کی تقریر سنتا ہوں اور تبلیغی جماعت کے اجتماع میں جاتا ہوں اور میری بستی والے مجھے تبلیغی اجتماع میں جانے سے روکتے ہیں، اور ہماری بستی ایک چھوٹی سی بستی ہے اور دین کے لحاظ سے کم پڑھے لکھے لوگ ہیں اور دنیا کو دین پر ترجیح دینے والے ہیں اور مجھ سے کہتے ہیں کہ تم توبہ کرو، تبلیغی اجتماع میں مت جاؤ اور ہم نے توبہ کرنے سے اعتراض کیا تو بستی والوں نے مجھے بندش کر دیا اور جماعت کی نماز میں شریک ہونے کے علاوہ بستی داری کے اعتبار سے ہر چیز سے مجھے محروم کر دیئے ہیں۔ اس صورت حال میں علماے حق کیا فرماتے ہیں کہ میں کیا عمل کروں؟

الجواب

آپ فوراً بلا تاخیر تبلیغی جماعت میں جانا بند کر دیں اور اب تک جو شریک ہو چکے ہیں اس سے توبہ کریں، تبلیغی جماعت کا مقصد وہابیت، دیوبندیت پھیلانا ہے۔ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس نے دینی دعوت میں صاف صاف لکھا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں مجھے ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ ان کے ملفوظات میں ہے: مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے میں چاہتا ہوں طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔ اشرف علی تھانوی وہی ہے جس نے حفظ الایمان کے ص: ۷ پر حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو زید، عمرو، بکر، ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی، اور اپنی کتابوں میں میلاد، قیام، عرس، فاتحہ وغیرہ کو حرام و بدعت کہا۔ اب حاصل یہ نکلا کہ تبلیغی جماعت کا مقصود مسلمانوں کو میلاد، قیام، فاتحہ، عرس سے روکنا ہے اور حضور اقدس صلی ﷺ کی توہین کا معتقد بنانا ہے اس لیے تبلیغی جماعت میں شرکت حرام، اس کے دورے میں جانا حرام۔ میں نے جو تفصیلات لکھی ہے ان سب کے جاننے کے بعد تبلیغی جماعت میں وہی شخص جائے گا جو عقیدے کے اعتبار سے وہابی دیوبندی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغی جماعت کو حق پر کہنے والے کا حکم

مسئولہ: حافظ عبد الرؤف الانصاری القادری، خطیب جامع مسجد بانڈی، شاہ پورہ، ضلع بھیلواڑہ، راجستھان

مسئلہ-ایک معزز شخص جو اپنے کو رضوی کہلاتا ہے وہ کہتا ہے کہ تبلیغ میں جانا برا نہیں ہے وہاں تو اللہ و

رسول کی بات ہوتی ہے، کسی مولوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ بد عقیدہ کو مسجد سے نکالنا بھی سنت رسول ہے، امام مسجد کہتا ہے ان کی صحبت سے دور رہو لیکن مذکورہ بالا شخص کہتا ہے کہ میں تبلیغ میں جاؤں گا کون مجھے مسجد سے نکالتا ہے، کیا تبلیغی جماعت مذہب اہل حق ہے؟ وہ لوگ فاتحہ بھی لگاتے ہیں، ایسے شخص کو ان دینا و اقامت کہنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

یہ شخص یا تو جاہل ضدی ہے یا پھر اندر سے وہابی اور باہر سے تقیہ باز۔ تبلیغی جماعت مولوی الیاس نے دیوبندیت پھیلانے کے لیے قائم کی ہے، لیکن اگر وہ علانیہ دیوبندیت کی تبلیغ کرتا تو اس کو کوئی کامیابی نہ ہوتی۔ اس نے چالاکی اور عیاری سے نماز کلمہ کی تحریک چلائی اور اندر اندر وہابیت پھیلائی اس نے خود کہا ہے "ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں، ظہیر الحسن مجھے ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ (دینی دعوت) اس کے ملفوظات میں ہے: مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔ اس شخص کو سمجھایا جائے اگر مان جائے فبہا اب بھی ضد پر اڑا رہے تو سنی رضوی ہرگز نہیں، تقیہ باز وہابی ہے۔ جو تبلیغیوں کی طرح تقیہ کر کے وہابیت پھیلانا چاہتا ہے۔ اگر یہ تبلیغی جماعت میں جانا نہ چھوڑے تو اسے اذان و اقامت ہرگز ہرگز نہ کہنے دیا جائے۔ سب مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کی پوری کوشش کریں کہ یہ مسجد میں نہ گھسنے پائے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنی مسجد میں تبلیغی نصاب نہ پڑھنے دیں تبلیغی جماعت کے افراد وہابی ہیں۔

مسئولہ: محمد عبد اللہ انصاری،، جامع مسجد پریہار، سیتامڑھی (بہار)

مسئلہ-سنی رضا جامع مسجد قصبہ پریہار، سیتامڑھی کے امام، مؤذن متولی سبھی لوگ سنی صحیح العقیدہ بریلوی اعلیٰ حضرت کے مسلک پر چلنے والے ہیں اور بہت دنوں سے رضا جامع مسجد میں بعد نماز عصر مصافحہ و بعد نماز فجر و جمعہ صلاۃ و سلام و مصافحہ پابندی سے ہوتا آرہا ہے، اسی وجہ سے تبلیغی جماعت کے چند اشخاص کچھ دنوں سے اپنے عقیدے کی کتاب تبلیغی نصاب سناتے ہیں، سنی حضرات نے منع کیا تو کچھ لوگ کہنے لگے کہ یہ کام بھی تو اچھا ہے اگر کتاب سناتے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کو سنی مسجد میں تبلیغی نصاب کتاب سنانا اور لوگوں کو اس کے عقیدے کی کتاب سننا کیسا ہے؟ نیز یہ تحریر فرمائیں کہ اس جماعت کا عقیدہ کیسا ہے؟ اس جماعت سے سلام کلام، شادی بیاہ، لین دین کیسا ہے؟

الجواب

تبلیغی جماعت کے سارے افراد وہابی، دیوبندی ہیں۔ وہابی دیوبندی شان الوہیت ورسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ مرکر مٹی میں مل گئے، سارے انبیا واولیا ذرہ ناچیز سے کم تر چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد بھی نیا نبی آسکتا ہے، حضور ﷺ سے زیادہ شیطان لعین کا علم ہے، حضور کے ایسا علم تو ہر زید، عمرو، بکر بلکہ ہر صبی ومجنون کو بھی بلکہ تمام جانوروں کو بھی حاصل ہے۔ تفصیل کے لیے منصفانہ جائزہ اور کتاب علماے دیوبند کے عقائد واعمال کا مطالعہ کریں۔ تبلیغی جماعت کا مقصد دیوبندی مذہب پھیلانا ہے، تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس نے کہا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں بہ قسم کہتا ہوں یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں میرا مدعا کوئی پاتا نہیں، مجھے ایک نئی قوم بنانی ہے۔ (دینی دعوت) مولوی الیاس کے ملفوظات میں ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔ تبلیغی جماعت والے جو کتاب پڑھتے ہیں اس میں وہابی عقائد بھرے ہوئے ہیں۔ اس لیے سنی مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی مسجد میں تبلیغی کو نہ گھسنے دیں، نہ کتاب پڑھنے دیں۔ حضور اقدس ﷺ نے خاص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے وقت نام لے لے کر منافقین کو مسجد سے نکلوا دیا، جیسا کہ خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر در منثور میں حدیث نقل کی ہے، اگر سنی مسلمان آج نہیں مانیں گے تو کل پچھتائیں گے۔ دیوبندیوں کے سرگروہ مولوی اشرف علی تھانوی بارہ برس تک کان پور میں تقیہ کرکے سنی بنے رہے اور اندر اندر دیوبندیت پھیلاتے رہے اور اس میں وہ کامیاب ہوئے، اس لیے مسلمانوں کو اگر اپنی اولاد کو دیوبندیت سے بچانا ہے تو تبلیغیوں کو اپنی مسجدوں میں نہ گھسنے دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

تبلیغی نصاب پڑھنا کیوں منع ہے؟

مسئولہ: بی۔ جی۔ خان، کیراف اکبرٹی اسٹال، نورانی چوک، جمالی پورہ، کھنڈوا (ایم۔ پی۔)-۸/ صفر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ- مسجدوں میں بعد نماز فرض تبلیغی نصاب پڑھنے سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کا پڑھنا جائز ہے یا گناہ، گناہ ہے تو کیوں؟

الجواب

تبلیغی نصاب میں جگہ جگہ دیوبندی عقائد بھرے ہوئے ہیں۔ نماز، روزے، درود شریف اور بزرگوں کی حکایات کے ساتھ وہابی عقیدے اس طرح چالاکی سے لکھے ہوئے ہیں کہ عوام اس سے دھوکا میں پڑجاتے ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے عوام کے گمراہ ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے اس کا پڑھنا جائز نہیں۔ اس کے بجائے علماے اہل سنت کی کتابیں پڑھی جائیں۔ مثلاً سچی حکایات، سامانِ آخرت، شانِ حبیب الرحمن، نزہۃ

القاری شرح بخاری وغیرہ پڑھیں (۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

تبلیغیوں کے ساتھ چلہ میں جانے والوں کا حکم

مسئولہ: محمد اسرائیل اشرفی، طیب آباد، مالیگاؤں، ضلع ناسک، مہاراشٹر-۲ر صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ-کچھ سنی ایسے ہیں جو ان کی تبلیغی جماعتوں میں بھی چلہ کرنے چلے جاتے ہیں یہ لوگ مسلمان رہ جاتے ہیں یا کافر ہوجاتے ہیں؟

الجواب

محض تبلیغیوں کے ساتھ چلّے میں چلے جانے سے کوئی سنی کافر نہیں ہوگا، البتہ فاسق گنہ گار ضرور ہوگا۔ حدیث میں بدمذہبوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع فرمایا گیا۔ ارشاد ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم." (۲) نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان سے شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دیوبندی، وہابی، تبلیغی، جماعت اسلامی کسے کہتے ہیں؟

مسئولہ: ماسٹر عبد المالک قادری رضوی مصطفوی غفرلہٗ-۲۹/ ذو قعدہ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

دیوبندی، وہابی، تبلیغی جماعت وجماعت اسلامی کسے کہتے ہیں؟

الجواب

دیوبندی، وہابی، تبلیغی، مودودی (جماعت اسلامی) اپنے بنیادی عقائد میں ایک ہیں، یہ سب عقائد میں مولوی اسماعیل دہلوی کے پیرو ہیں اگرچہ بعض فروعی باتوں میں ان کے اندر اختلاف ہے ان سب عقائد کی تفصیل مندرجہ ذیل کتابوں میں مذکور ہے۔ "الکوکبة الشهابیه، سل السیوف الهندیه، حسام الحرمین، المصباح الجدید، منصفانه جائزه." ان کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۱) یا فیضانِ سنت، مصنفہ مولانا محمد الیاس قادری، مد ظلہ العالی پڑھیں، محمد نسیم مصباحی۔

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۷۳

تبلیغی جماعت کی کتاب پڑھنا کیسا ہے؟

جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔

مسئولہ: سید نذیر حسین، عامر نگر، نذیر روڈ، کریم نگر، آندھرا

مسئلہ -فضائل اعمال ذکر عکسی ص:۹۹ر مصنف زکریا صاحب قطا علی ذکر۔

حضور کا ارشاد نمبر سلسلہ نمبر ۳۰ر حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ جہنم سے ہر اس شخص کو نکالو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اور ہر اس شخص کو نکال لو جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو یا مجھے کسی طرح بھی یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔ حدیث حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ گزارش ہے کہ یہ حدیث تحریر صحیح ہے یا غلط اور ہم اہل سنت و جماعت والے کیا اس کو سن سکتے ہیں اور اس کتاب کو صحیح سمجھ سکتے ہیں یا نہیں؟

نوٹ:- اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اہل سنت کون سی کتاب جو مسجد میں پڑھ کر سنائیں اور عمل کریں، چند کتابوں کے نام تحریر فرمائیں میرے کو امید ہے کہ آپ ضرور مطمئن فرمائیں گے۔ تبلیغی جماعت کی کتاب اور جماعت کا از روئے شرع کیا مقام ہے؟

الجواب

مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے لا الہ الا اللہ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ مومن ہو یہ حق ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، اور ایک وقت ضرور آئے گا کہ وہ جہنم سے نکالا جائے گا۔ تبلیغی جماعت انتہائی کٹر اور فسادی، دیوبندیوں کی جماعت ہے جسے مولوی الیاس نے صرف دیوبندیت پھیلانے کے لیے تیار کیا ہے۔ انھوں نے خود کہا ہے:

لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے خدا کی قسم یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں، ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں مجھے ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ (دینی دعوت) پھر خود ہی وہ طریقہ وضاحت سے بتایا کہ نئی قوم کیسے بنے گی کہا مولانا اشرف علی تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقہ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی بے شمار گمراہ اور اسلام کے خلاف باتوں میں سے صرف ایک آپ نوٹ کرلیں۔ اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۷ر پر حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو بچوں اور پاگلوں اور ہر کس و ناکس حتی کہ چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی۔ اب دوسرے الفاظ میں یوں کہ، لیجیے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد اصلی یہ ہے کہ عوام میں یہ پھیلائے کہ حضور اقدس ﷺ کا علم ایسا گھٹیا تھا۔ اس جماعت کی حیثیت امریکہ

کے C.I.A. کی ہے جو دشمنوں میں دوست بن کر گھل مل جاتے ہیں اور دشمنوں کی فروعی باتوں کی تائیدیں کرتے ہیں جس سے دشمن سمجھتا ہے کہ ہمارے بہت خیر خواہ ہیں، پھر بڑی مکاری اور چالاکی سے دشمنوں کی صف میں انتشار پیدا کرکے انھیں تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ تبلیغیوں کا نماز، روزہ وغیرہ کا دعویٰ اس قسم کا ہے اپنی ظاہری نماز روزے سے عوام کو اپنا گرویدہ کرکے اپنے مولویوں کی جھوٹی تعریف کرکے عوام کو اس سے مرید کراتے ہیں اور کٹر دیوبندی بنا دیتے ہیں، اس لیے سنی مسلمانوں کو تبلیغیوں سے دور رہنا چاہیے۔ حضور اقدس ﷺ نے عین جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے وقت ان منافقین کو جو جمعہ پڑھنے آئے تھے مسجد سے نکلوا دیا۔ حالاں کہ وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے، نماز پڑھتے تھے، جہاد کرتے تھے، مگر اندر اندر حضور اقدس ﷺ اور اسلام کے خلاف زہر افشانی کرتے تھے اس لیے ان کو مسجد سے نکلوا دیا۔ تبلیغی جماعت والوں کی کوئی کتاب نہ پڑھیں انھوں نے اپنی کتابوں میں بڑی چالاکی سے وہابی عقائد لکھ دیئے ہیں۔ مثلاً ایک حدیث ہے کہ کچھ لڑکیاں اصحاب بدر کے حالات گا رہی تھیں اتنے میں انھوں نے یہ مصرع پڑھا۔ ع

"فينا نبي يعلم ما في غدٍ"[۱] — ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

حضور نے فرمایا پہلے جو تم گا رہی تھی وہی گاؤ۔ حدیث صرف اتنی ہی ہے اس کی بنیاد صرف اس پر ہے کہ جاں نثاروں کا ذکر زیادہ پسند تھا، مگر تبلیغی نصاب کے مصنف نے اپنی طرف سے یہ بڑھا دیا کیوں کہ میں یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہونے والا ہے۔ عوام بے چارے کیا سمجھیں گے کہ دیوبندی نے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھ کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا ہے وہ دھوکا کھا سکتے ہیں، اور گمراہ ہو سکتے ہیں اس لیے ان کی کتابیں ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائیں۔

آپ لوگ نمازوں کے بعد فیضان سنت، تفسیر نعیمی، مشکوٰۃ کی اردو شرح مفتی احمد یار خاں صاحب کی مرآۃ المناجیح اور بخاری کی اس خادم کی لکھی ہوئی شرح "نزہۃ القاری" پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغی جماعت کے بانی کے بارے میں سوالات

مسئولہ: ایچ۔ محمد حنیف قادری دہلوی-۲۵ر ذوقعدہ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ -کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ملفوظات مولانا الیاس صاحب، مرتبہ مولانا محمد منظور نعمانی الفرقان بک ڈپو، نیا گاؤں مغربی لکھنؤ۔ قسط نمبر ۴ ملفوظات نمبر ۵۰، ص:۵۰-۵۱۔ اس قسط کے تمام ملفوظات مولانا ظفر احمد تھانوی کے مرتب فرمائے ہوئے ہیں۔ ایک بار فرمایا کہ خواب نبوت کا

(۱) بخاری شریف، ج:۲، ص:۵۷۰، کتاب المغازی، مطبع رضا اکیڈمی

چھیالیسواں حصہ ہے، بعض لوگوں کو خواب میں ایسی ترقی ہوتی ہے کہ ریاضت و مجاہدہ سے نہیں ہوتی کیوں کہ ان کو خواب میں علوم صحیح القا ہوتے ہیں، جو نبوت کا حصہ ہے، پھر ترقی کیوں نہ ہوگی، علم سے معرفت بڑھتی ہے اور معرفت سے قرب بڑھتا ہے۔ اس لیے ارشاد ہے: ''قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا'' پھر فرمایا کہ آج کل مجھ پر علم صحیح کا القا ہوتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آنے لگے، خشکی کی وجہ سے نیند کم ہونے لگی تھی تو میں نے حکیم صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے مشورہ سے سر میں تیل کی مالش کرائی، جس سے نیند میں ترقی ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: '' كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ '' کی تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ تم مثل انبیا علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو اور اس کا مطلب کہ اخرجت سے تعبیر کرنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ایک جگہ کام نہ ہوگا بلکہ در بدر نکلنے کی ضرورت ہوگی۔ تمھارا کام امر بالمعروف اور ''نهی عن المنكر'' ہے۔ اس کے بعد ''تؤمنون بالله ''فرماکر یہ بتایا گیا کہ اس ''امر بالمعروف'' سے خود تمھارے ایمان کی ترقی ہوگی ورنہ نفس ایمان کا حصول تو ''كُنْتُمْ خير امة ''ہی سے معلوم ہوچکا ہے بس دوسروں کی ہدایت کا قصد نہ کرو، اپنے نفع کی نیت کرو، ''اخرجت للناس ''میں ''للناس'' سے مراد عرب نہیں بلکہ غیر عرب ہیں۔ کیوں کہ عرب کے متعلق تو ''لست عليهم بمصيّطر وما انت عليهم بوكيل ''فرماکر یہ بتلادیا گیا تھا کہ ان کے متعلق ہدایت کا ارادہ ہوچکا ہے، آپ ان کی زیادہ فکر نہ کریں۔ ہاں ''كنتم خير امة '' کے مخاطب اہل عرب ہیں اور الناس سے مراد دوسرے لوگ ہیں جو عرب نہیں۔ چناں چہ اس کے بعد ''ولو آمن اہل الکتٰب لکان خیرا لہم۔'' اس پر قرینہ ہے اور بیان: ''لكان خيرا لهم۔ ''فرمایا ''لكان خيرا لكم۔ ''نہیں فرمایا کیوں کہ مبلغ کو تو تبلیغ ہی سے اپنے ایمان کی تکمیل کا فائدہ ہوجاتا ہے، خواہ مخاطب قبول کرے یا نہ کرے، اگر مخاطب تبلیغ کا اثر قبول کرکے ایمان لے آئے تو اس کا اپنا فائدہ ہے۔ مبلغ کا فائدہ اس پر موقوف نہیں ہے۔ ملفوظات ختم شد۔

حدیث میں ہے: علماء امتی كانبياء بنی اسرائيل۔ حدیث میں علما کو انفرادی طور پر اپنے کو پیش کرنا خالی خطر نہیں، غلام احمد قادیانی نے حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ ظل نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، علما و محققین نے کفر کا فتویٰ دیا۔ تبلیغ الیاس کے ایک ذمہ دار شخص عام طور سے فرمایا کرتے ہیں کہ مدرسہ والوں کو اور خانقاہ والوں کو دین کی کبھی تمیز نہیں۔ مولانا الیاس صاحب نے شمع ہدایت روشن فرمائی، عرض ہے کہ شمع ہدایت نبی کے علاوہ کوئی روشن نہیں کرسکتا۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینی مدرسہ میں بھی تعلیم دیتے تھے اور خانقاہ میں تصوف کی تعلیم دیتے تھے، تمام اکابرین امت مدرسوں اور خانقاہوں سے منسلک رہے اور

مدرسہ والوں اور خانقاہ والوں کو دین کی کبھی تمیز نہیں ہوئی اس کا مطلب یہ نکلا کہ دین محمدی ختم ہوگیا تھا، روشنی کی مولانا الیاس نے۔ اکثر تبلیغی لوگ اپنے وعظ میں کہا کرتے ہیں کہ جو شمع ہدایت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روشن فرمائی وہ شمع ہدایت ان کے سو دو سو سال بعد بجھ گئی، دینی اعتبار سے اندھیرا ہوگیا۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، خواجہ اجمیری رحمہم اللہ تعالیٰ یہ سب اندھیرے میں تھے، انھیں دین کی کچھ تمیز نہیں تھی۔ روشنی کی مولانا الیاس نے یہ بھی اسی ہی کی طرف اشارہ ہے کہ مولانا الیاس صاحب کو نبی مان لو، بنفس نفیس خود مولانا الیاس صاحب اسی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ تفسیر خواب میں القا ہوئی کہ تم مثل انبیا علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو۔ نبوت کا یہ طرز آج تک کسی نے اختیار نہیں کیا پہلے خواب کو بہت اہمیت دی اس کے بعد خواب کے ذریعہ آیت قرآنی کی تفسیر کی اور نتیجہ میں وہ اپنی نبوت کو درجہ امکان میں لے آئے۔ مندرجہ ذیل آیت قرآنی کے ۲/ ترجمہ بطور نمونہ کے درج ہیں:

ترجمہ: حضرت مولانا فتح محمد صاحب:

''كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر و تؤمنون بالله ولو آمن اهل الكتب لكان خيرا لهم۔''

جتنی امتیں لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو، اور برے کاموں سے منع کرتے ہو، اور خدا پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔

ترجمہ: حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی: تم ہو بہتر سب امتوں سے جو پیدا کی ہوئیں لوگوں میں حکم کرتے ہو۔ پسند بات پر اور منع کرتے ہو ناپسند سے اور ایمان لائے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب تو ان کو بہتر تھا۔ دریافت طلب امور درج ذیل ہے:

① - آیت قرآنی متذکرہ بالا کے جو معنیٰ مولانا الیاس صاحب نے کیے ہیں، یہ معنی صحیح ہیں یا گمراہ کن ہیں؟

② - بذریعہ خواب قرآن مجید کی تفسیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

③ - قرآن و حدیث اجماع و قیاس کے علاوہ خواب بھی دلیل بن سکتی ہے یا نہیں؟

④ - جو شخص یہ کہے کہ دین محمدی کی شمع بجھ گئی تھی، روشن کی مولانا الیاس نے وہ شخص گمراہ ہے یا نہیں؟

⑤ - آیت شریفہ: كنتم خير أمة سے لكان خيرا لهم تک تفسیر جو مولانا الیاس صاحب نے خواب کے ذریعہ کی اور جس کی تشریح مکمل۔ ''قل رب زدنی علما سے لكان خيرا لهم تک بالکل

صحیح ہے یا غلط ہے، غلط کہنے و لکھنے والا کس گناہ کا مجرم ہے، وہ مسلمان رہا یا نہیں؟

❻-ایسی جماعت میں شامل ہونا، عمل کرنا، ان کی تبلیغ میں جانا اور چلہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

❼-گھر بار چھوڑ کر چلہ دینا اور چلہ میں جانا جائز ہے۔ تبلیغ کے مبلغ اس کو فرض و سنت بتاتے ہیں؟

❽-چلہ میں کاروبار چھوڑ کر جانا، قرض لے کر جانا، اگر کسی کا قرض دینا ہے، اس کو بغیر دیے جانا اور بیوی بچوں کا خیال نہ کرنا، ان کے اخراجات کا خیال نہ کرنا، نہ اس کا انتظام کرنا جائز ہے؟

❾-موجودہ تبلیغ جو مولانا الیاس نے جاری کی ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ یا صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور خلفاے راشدین کے مطابق ہے؟

❿-اس تبلیغ میں آج تک کوئی غیر مسلم مسلمان نہیں ہوا ہے، چوں کہ تبلیغ غیر مسلم میں نہیں کی جاتی، جائز ہے؟

⓫-شرعِ محمد ﷺ میں تبلیغ کے معنی کیا ہیں؟

⓬-تبلیغ موجودہ فرض ہے یا سنت، کون سے درجے میں ہے؟

⓭-تفسیر و ترجمہ مولانا الیاس صاحب کا صحیح ہے یا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کا؟

براہِ کرم ہر سوال کا جواب مفصل دلیل کے ساتھ دیا جائے، بحوالۂ کتب کے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صالحین کے سچے خواب کے بارے میں حدیث وارد ہے، وہ نبوت کے چھیالیس جز میں سے ایک جز ہے، مگر وہ بھی سب نہیں تبلیغی جماعت کے بانی پر بقول ان کے آیت کریمہ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔[1] کی تفسیر القا ہوئی، وہ نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک کیا ہوگی، سراسر قرآن مجید کی تحریفِ معنوی ہے۔ یہ تفسیر اس کی دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت کے بانی علم سے بالکل کورے تھے۔ میزان، منشعب بھی یاد نہیں رہ گئی تھی۔ وہ فرماتے ہیں، اس مطلب کو اخرجت سے تعبیر کرنے میں۔ اس طرف اشارہ ہے کہ ایک جگہ کام نہ ہوگا بلکہ در بدر نکلنے کی ضرورت ہوگی۔ تبلیغی جماعت کے بانی کی ہاتھ کی صفائی اس وقت ظاہر ہوگی جب اس کا ترجمہ آپ ذہن نشین کر لیں۔ فرمایا گیا: تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے۔ (ترجمۂ تھانوی)

میں نے مولوی الیاس اور سنبھلی دونوں کے مشترکہ آقا تھانوی کا ترجمہ اس لیے لکھا ہے کہ کسی تبلیغی کو مجالِ انکار نہ ہو۔ اس ترجمے کو سامنے رکھ کر سوچیں، اس سے اشارہ بھی کہیں نکلتا ہے کہ ایک جگہ سے کام نہ ہوگا در بدر نکلنا پڑے گا۔ اس آیت کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ اے امتِ مرحومہ تم ان ساری امتوں سے بہتر ہو جو دنیا

(۱) قرآن مجید، سورۃ آل عمران، آیت:۱۱، پ:٤

میں ظاہر کی گئیں۔ اس میں در بدر نکلنے کا شائبہ بھی نہیں۔ بے چارے نے "اخرجت" کے معنی سمجھا کہ جو نکلے، حالاں کہ یہ ماضی مجہول ہے اور "اظہرت" کے معنی میں ہے؛ "جلالین" میں "اخرجت" کے معنی "اظہرت" مذکور ہے اور یہ صفت امت کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جتنی بھی قومیں پیدا کی گئیں ان سب سے تم بہتر ہو۔

"صاوی" میں ہے: "قوله اخرجت للناس صفة لازمة."[1]

"خازن" میں ہے: "معناه كنتم خير الامم المخرجة للناس."[2]

مگر اپنی من مانی تبلیغی کوششوں کو خواہ مخواہ اس آیت سے ثابت کرنے کے لیے بے چارے نے کیا کیا گل کھلایا۔ "اخرجت للناس" کو "کنتم" کی ضمیر کی صفت ٹھہرایا، "اخرجت" کو "خرجت" کے معنی میں لیا۔ یہ دین کی خدمت نہیں دین کو ڈھانا ہے۔ پھر "للناس" میں "ناس" سے مراد تمام دنیا کے غیر مسلم تھے، خواہ عرب ہوں یا غیر عرب، اس میں سے عرب کو خارج کر دیا۔ یہ قرآن کی تخصیص بلا مخصص ہوئی۔ یہ بھی تحریفِ معنوی ہے، پھر یہ کہ "کنتم" کے مخاطب اول صحابۂ کرام ہیں اور ان کے صدقے میں قیامت تک کی ساری امت ہے، خواہ عرب ہوں خواہ غیر عرب، یہ بھی تحریفِ معنوی ہوئی اور لطف یہ ہوا کہ جب "کنتم" کے مخاطب اہلِ عرب ہیں اور آپ ہندی یا کم از کم آپ کے جتھے، والے اکثر عجمی ہندی تو آپ تبلیغ کیوں کرتے ہیں۔

پھر غور کیجیے تو ظاہر ہوگا کہ قبلہ کی مراد "للناس" سے وہ لوگ ہیں جن کے ایمان لانے کا ارادہ نہ ہو، یعنی ازلی کافر تو پھر آپ مسلمانوں میں تبلیغ کیوں کرتے ہیں، اور اس آیت سے اپنی کارستانی پر دلیل کیسے لاتے ہیں؟ آپ کی من مانی تفسیر کا مطلب یہ ہوا کہ اس آیت میں اہلِ عرب کے فضائل بیان ہوئے جو غیر عرب میں تبلیغِ دین کرتے ہیں اور آپ کی جماعت غیر عربی تو اس کو اس سے کیا ملے گا؟

"للناس" سے مراد غیر عرب ہیں، اس کی دلیل میں جو کچھ فرمایا وہ بھی عجب ہے۔ فرماتے ہیں: کیوں کہ عرب کے متعلق تو: **لست عليهم بمصيطر وما انت عليهم بوكيل**۔ فرما کر بتلا دیا گیا تھا کہ ان کے ایمان کا ارادہ ہو چکا ہے۔ وہ تو آں جہانی ہو چکے مگر جامعِ ملفوظات سنبھلی صاحب زندہ ہیں، ان سے کوئی پوچھے کہ پھر انھیں اہلِ عرب کے لیے کیوں فرمایا گیا۔

واقتلوا المشركين حيث وجدتموهم۔ اس آیت میں حکم اگرچہ عام ہے مگر شانِ نزول اہلِ عرب سے متعلق ہے جس پر آیت کا سیاق و سباق نص ہے۔ سورہ براءت اس کے آگے پیچھے پڑھ جائیے۔ یہ

(۱) صاوی شریف، ج:۱، ص:۱۵۲، زیر آیت مذکور.
(۲) تفسیر خازن، ص:٥٦٦، زیر آیت مذکورہ.

قرآن میں صریح تعارض ہے، کیا جواب ہوگا۔ قبلہ نے جلالین بھی پڑھی ہوتی یا کبھی پڑھی تھی اب یاد ہوتی تو ایسی غلطی نہ کرتے۔ جلالین میں یہ آیت کریمہ ''وماانت علیھم بوکیل'' کے تحت ہے۔ ''و ھذا قبل الامر بالقتال.''(۱) یہ قتال کے حکم سے پہلے کا ارشاد ہے۔ اور: ''لست علیھم بمصیطر'' کے تحت فرمایا: 'ھذا قبل الامر بالجھاد.''(۲) یہ ارشاد جہاد کا حکم ہونے سے پہلے ہے۔ یعنی یہ دونوں آیتیں منسوخ ہیں اور منسوخ کو دلیل بنانے والا جاہل ہے، یا گمراہ، کثرت کار اور قلت وقت کی وجہ سے اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں، ورنہ اس خواب کی خیالی تفسیر میں ابھی اور غلطیاں باقی ہیں۔ اس قسم کی تفسیر تفسیر بالرائے جس کے بارے میں حدیث میں ہے:

''من قال في القرآن برائه فليتبؤامقعده من النار.'' رواه الترمذي عن ابن عباس رضي الله تعالیٰ عنهما''(۳)

جس نے قرآن میں کوئی بات اپنی رائے سے کہی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خواب میں بتائی ہوئی تفسیر کا حال گزرا جب اسی تفسیر میں مولوی الیاس کی جہالت ظاہر ہوگئی اور کھلی ہوئی قرآن مجید کی تحریف معنوی بھی۔ نیز یہ بھی کہ یہ ان کی تفسیر خود ان کے گلے کا ہار بن گئی، اور بحکم حدیث وہ اس تفسیر کی وجہ سے جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنا چکے۔ تو بقیہ سوالوں کے جوابات کی ضرورت نہیں۔ خواب غیر نبی کا دلیل شرعی نہیں۔ صحابہ کرام، اولیاے عظام کے وہ خواب جو شریعت کے مطابق ہوں تو اس کو تسلیم کرنے میں حرج نہیں بشرط کہ خواب دیکھنے والا صحیح العقیدہ متبحر عالم صالح و دین دار ہو۔ تبلیغی جماعت کے بانی کی طرح بددین جاہل نہ ہو، جو مریدین سے سر میں تیل کی مالش کرنے کے لیے یہ کہتا ہو آج کل (خواب میں) کچھ علوم صحیحہ کا القا ہوتا ہے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔ الخ۔ ایک علم کا نمونہ آپ کے سامنے ہے، بقیہ کو اسی پر قیاس کرو۔ جاہل آدمی کے خواب کی تفسیر وہ بھی در اصل تحریف کا کیا اعتبار، حدیث میں تو یہ ہے:

''من قال في القرآن بغير علم فليتبؤا مقعده من النار.'' رواه الترمذي عن ابن عباس(۴)

جو قرآن میں بغیر علم کوئی بات کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

جاہل آدمی کی رائے کا اعتبار نہیں تو خواب کا کیا اعتبار، اپنی رائے سے تعبیر کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم

(۱) جلالین، ص:۱۲۲
(۲) جلالین، ص:۴۹۸
(۳) ترمذي شريف، ج:۲، ص:۱۱۹، ابواب التفسير، مطبع زكريا
(۴) ترمذي شريف، ج:۲، ص:۱۱۹، ابواب التفسير، مطبع زكريا

ہے۔ تو خواب سے قرآن کی تفسیر میں تحریف کرنے والے کا ٹھکانہ بدرجہ اولیٰ جہنم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس جماعت کا بانی قرآن مجید کی تحریف معنوی کرکے گمراہ ہو چکا اور وہ جماعت اب بھی اس کو اپنا پیشوا مانتی ہو اس جماعت میں شریک ہونا حرام اگرچہ وہ دین کے نام پر بلائیں۔ حدیث میں تمام گمراہوں کے بارے میں فرمایا:

''إياكم و إياهم ولا يضلونكم ولا يفتنونكم.''(۱)

ان کو اپنے سے دور رکھو ان سے اپنے کو دور رکھو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغ دین کے لیے گھر بار چھوڑ کر جانا اس زمانے میں فرض نہیں۔ سنت البتہ ہے۔ تبلیغ دین کے لیے قرض لے کر کاروبار چھوڑ کر بھی جاسکتے ہیں، مگر نئی قوم پیدا کرنے اور وہابیت پھیلانے کے لیے حرام و گناہ بلکہ منجر الی الکفر ہے۔ بیوی بچوں کا نان و نفقہ واجب ہے، ترک واجب گناہ اگرچہ دین کی تبلیغ کے لیے ہو، جب کہ تبلیغ فرض نہ ہو جیسا عموماً اس زمانے میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

موجودہ تبلیغی جماعت نہ حضور اقدس ﷺ کے طریقے پر ہے، نہ صحابہ کرام کے، یہ سراسر بدعت سئیہ ضلالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر تبلیغی جماعت کا مقصد اسلام کی خدمت ہوتی تو ضرور یہ لوگ غیر مسلموں میں بھی تبلیغ اسلام کرتے۔ ان کا مقصد تو وہابیت پھیلانا ہے، مسلمانوں کو وہابی بنانا ہے۔ اس لیے یہ سراسر گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغی جماعت کی تبلیغ نہ فرض ہے نہ سنت بلکہ قطعی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ مدرسہ والوں، خانقاہ والوں کو کبھی دین کی تمیز نہ ہوئی صریح گمراہی ہے۔ اس کا ایک ظاہر پہلو یہ ہے کہ سب بے دین ہیں، کافر ہیں یوں ہی یہ کہنا کہ جو دینی شمع ہدایت نبی کریم ﷺ نے روشن فرمائی وہ ان کے سو دو سو سال کے بعد بجھ گئی۔ دینی اعتبار سے اندھیرا ہو گیا، کھلی گمراہی ہے اور سو دو سو سال کے بعد تمام مسلمانوں کو بے دین خارج از ہدایت گمراہ بنانا ہے، بلکہ کافر بنانا ہے اور جو ایسی بات کہے جس سے ساری امت کا گمراہ ہونا لازم آئے وہ خود گمراہ ہے۔ شفا قاضی عیاض میں ہے کہ:

''كذلك نقطع بتكفير كل قائل قال قولاً يتوصل به الى تضليل الأمة.''(۲)

اور یوں ہی ہم اس کے کافر ہونے کا یقین کرتے ہیں جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کا گمراہ ہونا لازم آئے۔

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص:۲۸، باب الاعتصام والسنۃ، مطبع مجلس برکات اشرفیہ
(۲) شفا قاضي عياض، ص:۵۲۱

اور اس کہنے والے کو یہ نہیں سوجھا کہ جب شمع ہدایت بجھ گئی تھی تو مولوی الیاس کو ایمانی ہدایت کی روشنی کیسے ملی، کیا ان کے پاس وحی آئی، کیا نئی کتاب اتری اور ذرا یہ بھی بتائیے کہ مولوی الیاس کے استاذ باپ دادا کافر تھے کہ مسلمان ہدایت پر تھے کہ گمراہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس شخص پر جس کا ذکر اس سوال میں ہے توبہ و تجدید ایمان لازم، بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجدد ہر صدی میں ہوتا ہے حدیث میں: "علی رأس کل مائة." ہے اس کے معنی ہیں ہر صدی کے شروع میں۔ مجدد کا عالم متبحر مرجع خلائق صحیح العقیدہ، دین دار پابند شرع ہونا لازم ہے۔ اور یہاں پوری جماعت علم سے کوری تھی حتی کہ بانی جماعت بھی۔ جس کی نظیر گزری، یہ بھی ممکن ہے کہ کئی افراد مجدد ہوں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

تبلیغی جماعت کے ساتھ حسن سلوک کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد قمر الزماں، نچری روڈ، برتامور، جھاپا، نیپال، ۱۵/ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آٹھ دس آدمی کی ایک جماعت آئی ہے، ملک کے کسی بھی خطے سے، ان جماعتی سے سوال کرنے پر یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ سب سنی مسلمان ہیں اور سب آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں؟ ہم لوگ صرف اسلام کی دعوت دینے اور کلمہ گو لوگوں کو ارکانِ اسلام یا طریقہ نماز بتانے کو آئے ہیں، یہ بھولے بھالے مسلمان ہیں انھیں کچھ بھی صراطِ مستقیم کا پتہ نہیں ہے کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟ یہ لوگ بظاہر درود شریف پڑھتے ہیں، لیکن قیام، فاتحہ، دعا نذر و نیاز، چادر وغیرہ یہ سب چیزوں کو نہیں مانتے ہیں اور خفیہ طور پر منع بھی کرتے ہیں، یہ سب کرنا شرک ہے، ویسے کہتے تو بہت کچھ ہیں؟ تو ایسی جماعت کو مسجد میں آنے دینا، اپنا بیڈنگ بستر تکیہ وغیرہ مسجد میں رکھ کر تین دن یا دو دن سونے دینا۔ یا اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا یا سلام کلام، مصافحہ کرنا یا ان لوگوں سے کوئی جانی، مالی امداد لینا یا اپنی جگہوں میں بیٹھنے دینا یا ان لوگوں سے کاروباری میں کسی قسم کی شریک رکھنا یا چندہ، فطرہ، امداد لے کر مسجد بنانا یا مدرسہ کے لیے کوئی قسم کا امداد لے کر معلم کو وظیفہ دینا یا امام کی تنخواہ لینا ان سب اقوال کا دلیل قاہرہ سے جواب مرحمت فرمائیں۔

دیگر بات یہ ہے کہ وہ لوگ اپنی محفلوں میں کچھ لوگوں کو جمع کرکے ہاتھ اٹھا کر یہ وعدہ لیتے ہیں کہ رسول اللہ صرف گھر میں رہ کر تبلیغ نہیں کرتے تھے بلکہ کچھ ساتھیوں کو لے کر باہر بھی جایا کرتے تھے۔ لہٰذا دوستو تم لوگ بھی اپنے بال بچوں کو چھوڑو، وطن کی محبت کو فراموش کرکے نکل جاؤ اس میں اگر تم مر گئے تو بلا حساب

جنتی ہو گئے، تمھارا کوئی حساب و کتاب نہیں؟ تو ایسے بولنے والے کو شریعت کا کیا حکم ہے؟ نص قطعی سے مدلل جواب مرحمت فرمائیں؟

الجواب

یہ لوگ تبلیغی جماعت کے افراد ہیں جو انتہائی چالاک عیار ہوتے ہیں اور بظاہر بہت بھولے بھالے بنتے ہیں ان کا مقصود اصلی بے خبر سنی مسلمانوں کو دیوبندی بنانا ہے۔ کلمہ نماز کی تعلیم بہانہ ہے۔ اس جماعت کے بانی مولوی الیاس ہیں جس نے صاف صاف بتا دیا ہے کہ: لوگ سمجھتے ہیں کہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں مجھے ایک نئی قوم بنانی ہے (دینی دعوت) اور کہا ہے (مولانا اشرف علی) تھانوی نے بہت کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے چار سرغنہ میں سے ایک ہے، جنھوں نے دیوبندی مذہب کی بنیاد رکھی اسے پھیلایا۔ اپنی کتاب حفظ الایمان میں صاف صاف لکھ دیا کہ حضور اقدس ﷺ کے ایسا علم تو ہر کس و ناکس زید و عمرو بکر بلکہ ہر بچے اور پاگل تمام جانوروں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ تبلیغی جماعت کے بانی نے کہا مجھے نئی قوم بنانی ہے، تبلیغی جماعت کا مقصد مسلمانوں کو شریعت کا پابند بنانا نہیں بلکہ نیا مذہب پھیلا کر نیا فرقہ بنانا ہے۔ وہ کیسے بنے گا تو اس کو بھی بتا دیا کہ مولوی اشرف علی کی تعلیمات پھیلا کر دو دو چار کی طرح ظاہر ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد سنیوں کو دیوبندی بنانا ہے۔ لیکن اگر کھلم کھلا یہ کہہ دیں تو کہیں گھسنے نہ پائیں اس لیے امریکہ کے .C.I.A کی طرح نماز روزے کی تعلیم کے بہانے اپنے سے مانوس کر کے وہابی بنا لیتے ہیں اس لیے ان لوگوں کو مسجد میں گھسنے نہ دیا جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے جمعہ کے دن خاص جمعہ کے وقت منافقین کا نام لے لے کر مسجد سے نکلوا دیا اسی طرح سنیوں کو بھی چاہیے کہ ان وہابی تبلیغیوں کو اپنی مسجد میں نہ آنے دیں۔ یہ صحیح ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مکہ شریف اور مدینہ طیبہ سے باہر جا کر بھی تبلیغ فرمائی ہے مگر مسلمانوں میں نہیں کافر و مشرکین میں۔ ان تبلیغیوں کا حال یہ ہے کہ مشرکین کے یہاں تبلیغ کرنے کیا جائیں گے مشرکین کو دیکھ کر نمستے کہتے ہیں، رافضیوں، قادیانیوں کی بھی مسجد میں نہیں جاتے، سنیوں ہی کی مسجد میں آتے ہیں اس سے ظاہر ہے کہ اہل سنت و جماعت کو مسلمان نہیں جانتے مشرک جانتے ہیں۔ سنیو! تم ان لوگوں کو بھولا بھالا سمجھتے ہو وہ کتنے بڑے عیار ہیں کہ تم کو کافر و مشرک جانیں اور تم ان کو اپنا بھائی سمجھ کر اپنی مسجدوں میں ٹھہراؤ۔ بدمذہبوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."[1] نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:٦٣٢

بدمذہبوں کی کتابیں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد غوث رضوی نوری، مالک مبارک ہوٹل، میسور -۱۷ر ذوقعدہ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ -کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ؟ مندرجہ ذیل کتابیں پڑھنا کیسا ہے؟

(۱) - کتاب فضائل تبلیغ ادارہ اشاعت دینیات، بستی نظام الدین دہلی ایضًا۔

(۲) -خطبات تعمیر ملت (مرتبہ سید عبد الغنی تنویر) فاضل پنجاب۔

الجواب

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس نے خود کہا ہے: میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ (دینی دعوت) انھیں کے ملفوظات میں ہے: مولانا تھانوی (اشرف علی) نے بہت کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات مولانا تھانوی کی پھیلائی جائیں۔ تبلیغی جماعت کے بانی کے ان دونوں فرمودات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تبلیغی جماعت کا مقصود اسلام پھیلانا یا اسلام کا احیا یا لوگوں کو شریعت کا پابند بنانا نہیں بلکہ نئی قوم پیدا کرنا ہے ظاہر ہے کہ مسلمان نئی قوم نہیں قدیم ہیں تو نئی قوم کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں کے علاوہ اور کوئی قوم پیدا کرنا چاہتا ہے، اور مسلمانوں کے علاوہ جو قوم بھی ہوگی وہ مسلمان نہ ہوگی کافر ہوگی، پھر اس کو ملفوظات میں اور صاف کر دیا کہ تبلیغی جماعت نہ قرآن کی تعلیم پھیلانا چاہتی ہے، نہ احادیث کی نہ اسلامی تعلیمات بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات پھیلانا چاہتی ہے، اور یہ واقف کار پر واضح ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی وہابیت، دیوبندیت کے چوتھے ستون ہیں۔ انھوں نے وہابیت، دیوبندیت پھیلانا چاہا ہے۔ یعنی تبلیغی جماعت ہی کی طرح مودودی جماعت بھی وہابیت کی ایک شاخ ہے۔ وہابیوں کی بنیادی کتاب تقویۃ الایمان کو اپنا ایمان جانتی ہے۔ انبیاے کرام، اولیاے عظام کی توہین و تنقیص ان کا بھی نصب العین ہے۔ عرس میلاد و فاتحہ سب ان کے نزدیک بھی حرام شرک ہے، اس لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ تبلیغی جماعت، مودودی جماعت میں ہرگز ہرگز شریک نہ ہوں۔ ان کے ساتھ میل جول نہ رکھیں، ان سے دور رہیں۔ حدیث میں بدمذہبوں کے بارے میں ہے:

"إياكم و إياهم ولا يضلونكم ولا يفتنونكم."[1] تم ان سے دور رہو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

یہی حکم ان کتابوں کا بھی ہے ان کو ہرگز ہرگز نہ پڑھا جائے۔ خصوصًا یہ دو کتابیں جن کا نام سوال میں درج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشکوٰۃ، ص:۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

تبلیغی، شیعہ، قادیانی اور سلمان رشدی پر کیا حکم ہے؟

مسئولہ: عبد الشکور، مکان نمبر ۵۷، پی نمبر ۳، اسٹریٹ مکان روڈ کراس، بنگلور -۲۱ر ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ

مسئلہ -ایک بستی میں چند مسائل پر اختلاف بڑھتا جا رہا ہے اس لیے آپ سے رجوع کیا جا رہا ہے، حقائق سے سرفراز فرمائیں۔ جزاک اللہ۔

(۱) -بزرگانِ دین کے اعراس میں بالالتزام شریک ہونا اور شرکت کی ترغیب دینا کیسا ہے؟

(۲) -قادیانیوں پر کفر کا فتویٰ ہے، جواز کی علت کیا رہی؟ سر ظفر اللہ جن کا (اقوام متحدہ) میں تقریری ریکارڈ موجود ہے کس چیز نے حقیقت کو سمجھنے سے روکا؟

(۳) -مرزا غلام احمد قادیانی کو آخر کیوں اپنا وطن عزیز نہیں رہا، غلامی کو آزادی پر ترجیح دیتے رہے؟ کیا ان کا ضمیر زندہ تھا، فرنگی پیارے ان کی غلامی پیاری۔ لہٰذا ہند جیسے وطن کی آزادی ناپسند کچھ تو بات تھی جس کی وجہ سے دارین کی تباہی ملی، شرعًا کیا وہ حق بجانب تھے آج بھی ان کے پرستاروں، بھائیوں کو ملک کا غدار، ضمیر فروش، ملت و ملک فروش کہا نہ جائے تو اور کیا کہا جائے؟ مہربانی سے توضیح فرمائیں۔

(۴) -کیا اہل تشیع شرعًا مسلمان نہیں ہیں؟

(۵) -اسی طرح تبلیغ والے کیا کافر نہیں جبھی تو بریلوی علما مسجد میں آنے سے روکنے کو کہتے ہیں، اتفاقًا کوئی آ گیا تو مسجد کی ناپاکی کو دور کرنے کے لیے مسجد کو دھلواتے ہیں، بلہاری میں اور کئی مقامات میں آتا ہے، صحیح بات سے مطلع فرمائیں۔

(۶) -سلمان رشدی پر ایرانی حکومت آخر کس بنیاد پر قتل کا فتویٰ صادر کی ہے؟ آپ کیا اس فیصلہ سے متفق نہیں؟

(۷) -ہمارے ایک دوست کا قول ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں یہ سعادت تنہا ان کے حصہ میں آئی ہے، آپ کے سوا کوئی صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہیں کیا ہمارے دوست کا قول صحیح ہے؟

(۸) -شریعت اور طریقت کیا دو متضاد چیزیں ہیں؟ شریعت کے تابع طریقت ہے آپ ان دونوں میں کس کو ترجیح دیتے ہیں، واضح فرمائیں۔ امید کہ واضح جواب سے مسئلہ کو حل کرنے میں مدد فرمائیں۔

الجواب

(۱) -وہابی دیوبندی بزرگانِ دین سے عوام کو دور کرنے کے لیے عرس کو ناجائز و حرام اور شرک و بدعت کہتے

ہیں، چوں کہ دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاے کرام و اولیاے عظام مرکر مٹی میں مل گئے اور یہ ذرہ ناچیز سے کم تر چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ حالاں کہ بزرگانِ دین کے اعراس جائز و مستحسن ہیں جیسا کہ دیوبندیوں کے پیرانِ پیر جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر فرمایا ہے کسی جائز و مستحسن چیز کو حرام و گناہ شرک و بدعت کہنا اتنا بڑا جرم ہے کہ کفر تک منجر ہے، ایسی صورت میں جب کسی جائز و مستحسن کام کو حرام و بدعت کہ، کر روکا جاتا ہو اور اس کے حرام و شرک و بدعت ہونے کا عالم میں پروپگنڈہ کیا جاتا ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے تاکہ حکم شریعت محفوظ رہے، اور گمراہ بددین باطل پرستوں کا پروپگنڈہ بے اثر ہو اس کی مثال اونٹ کا گوشت ہے اس کا کھانا فرض و واجب نہیں صرف مباح ہے کوئی نہ کھائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو پہلے یہودی تھے یہودی مذہب میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام ہے، اسلام لانے کے بعد یہ اونٹ کے گوشت کو نہیں کھاتے تھے اس پر فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۔[1]	اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بیشک وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

اس کے پیش نظر اگر کوئی بزرگانِ دین کے عرس میں بالالتزام شریک ہوتا ہے اور لوگوں کو شریک ہونے کی ترغیب دیتا ہے تو وہ صحیح کام کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-❸ قادیانی بالاجماع کافر و مرتد ہیں، مسلمان نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا اپنے اوپر وحی اترنے کا ادعا کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی جس کی وجہ سے پوری دنیا کے مسلمانوں نے اسے کافر کہا، مسلمانوں پر فرض ہے کہ قادیانیوں سے دور رہیں، ان سے میل جول، سلام کلام ہرگز نہ کریں، مرجائیں تو ان کے جنازے کفن دفن میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹-شیعہ کافر و مرتد ہیں اس پر اہل سنت کا اجماع ہے، عالم گیری میں ہے: "واحکامھم احکام المرتدين."[2] واللہ تعالیٰ اعلم۔

❺-تبلیغی جماعت والے اصل میں دیوبندی ہیں اور دیوبندی مذہب پھیلانے ہی کے لیے ان کی ساری جد وجہد ہے بلکہ تبلیغی جماعت کو دیوبندی مذہب پھیلانے ہی کے لیے تیار کیا گیا ہے، اس جماعت کے بانی مولوی الیاس انتہائی متعصب کٹر دیوبندی تھے انھوں نے خود صاف صاف کہہ دیا ہے:

(۱) قرآن مجید سورة البقرة، آیت:۲۰۸، پاره ۲

(۲) عالمگیری، ص:۲٦٤، ج:۲، كتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين، رشيديه، پاكستان

لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں بقسم کہتا ہوں کہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں مجھے ایک نئی قوم بنانی ہے (دینی دعوت) انھوں نے صاف صاف اقرار کرلیا ہے۔ مولانا (اشرف علی) نے بہت کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائے۔ (ملفوظات مولانا الیا[س]) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی مذہب کے چار بانیوں میں سے ایک ہیں انھوں نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو زید و عمرو و بکر ہر کس و ناکس حتی کہ بچوں پاگلوں جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس پر علماے عرب و عجم حل و حرم ہند و سندھ نے بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے کے جرم میں کافر و مرتد کہا۔ تبلیغی جماعت نماز کی آڑ میں مولوی اشرف علی تھانوی کی انھیں گندی تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کرتی ہے جو ایمان دار کے لیے برداشت سے باہر ہے۔ گستاخ رسول سے بڑھ کر نجس کون ہو سکتا ہے اسی لیے سنی مسلمان انھیں مسجدوں میں آنے نہیں دیتے اور نہ یہ جائز ہے کہ انھیں مسجدوں میں آنے دیا جائے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص جمعہ کے وقت نام لے لے کر منافقین کو مسجد سے نکلوا دیا تھا۔ در مختار میں ہے:

"ويمنع عنه كل موذ ولو بلسانه."[1]	مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے، اگرچہ وہ زبان سے ایذا دے۔

ظاہر ہے کہ گستاخِ رسول سے بڑھ کر ایذا دینے والا کون ہو سکتا ہے؟ اس لیے تبلیغیوں کو مسجد میں ہرگز نہ آنے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❻-حیرت ہے رشدی کی خباثتوں سے آپ واقف نہیں اس بدباطن نے ایک کتاب لکھی ہے۔ "شیطانی آیات" جس میں اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید توہین کی ہے مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرے اسے قتل کر دیا جائے۔ حتی کہ سلطان اسلام کو حکم ہے کہ اگر وہ توبہ بھی کرلے تو بھی زندہ نہ چھوڑے قتل کر ڈالے۔ در مختار میں ہے:

"وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا الكافر بسب نبي من الأنبياء فإنه يقتل حدًّا ولا تقبل توبته مطلقاً."[2]	جو مسلمان مرتد ہوکر توبہ کرے اس کی توبہ مقبول ہے مگر جو کسی نبی کی توہین کرنے سے مرتد ہو تو توبہ کے بعد بھی اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلقاً قبول نہ کی جائے گی۔

بلاشبہ رشدی واجب القتل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) درِ مختار، ج:۲، ص:٤٣٥، كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها، دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲) درِ مختار، ج:۲، ص:٤٣٥، كتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها، دار الكتب العلمية، بيروت.

⑦ جہاں تک میرا گمان ہے یہ بات کسی نے نہیں کہی ہے اور نہ کوئی اس کو کہہ سکتا ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ صحابی ہیں، جھوٹ باندھنا، افترا کرنا سخت حرام وگناہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

''إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ۔''[1] جھوٹ، بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑧ شریعت اصل ہے طریقت اس کی فرع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تقلید کا ثبوت کہاں سے ہے؟

مسئولہ: حیدر علی قادری، مدرسہ مخدومیہ تعلیم الاسلام، موری روڈ، ماہم ممبئی - ۱۹/ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- حالیہ فرقہ وارانہ فساد میں مسلمانوں کے مالی نقصان کی وجہ سے ان کی امداد کے لیے آئے ہوئے اہل خبیث محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں اور بعد صلاۃ مغرب تبلیغ بھی کرتے ہیں، ہمیں سخت اندیشہ ہے کہ امداد کی آڑ میں لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔ لہٰذا آپ جلد سے جلد جواب عنایت فرمادیں کرم ہوگا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ تقلید کا ثبوت کہاں سے ہے؟ نیز غیر مقلدین کا شرعی حکم کیا ہے؟ آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں، مہربانی ہوگی۔

الجواب

تقلید کا ثبوت قرآن مجید سے ہے، ارشاد ہے:

''فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔''[2] تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔

تفصیل کے لیے ''انتصار الحق'' اور ''جاء الحق'' کا مطالعہ کریں۔

غیر مقلدین حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے کی وجہ سے اور کچھ توہین کرنے والوں کو مسلمان مان کر کافر ومرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مقلد دو طرح کے ہیں

مسئولہ: محمد حسام الدین جیبی، کوتوال محلہ، پوسٹ گوجیدرہ، بالاسور (اڑیسہ)

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔ زید ایک بد عقیدہ وہابی (غیر مقلد) شخص تھا اس کا بیٹا اور اس کے اکثر ورثا سنی ہیں زید کی موت پر اس کے ورثا نے سنت طریقہ

(۱) قرآن مجید، سورۃ النحل، ۱٦، آیت: ۱۰۵، پارہ: ۱٤

(۲) قرآن مجید، سورۃ الانبیاء، آیت: ۷، پارہ ۱۷

سے اس کی تجہیز وتکفین کی اور ایک سنی صحیح العقیدہ شخص نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، دعاے مغفرت کی تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایک بد عقیدہ وہابی جس کی اسی حالت میں موت ہوئی سنی کا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اور دعاے مغفرت کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ اور جن سنی حضرات نے اس کی اقتدا کی ان لوگوں کے لیے شرعاً کیا حکم وارد ہوتا ہے۔ مذکورہ باپ بیٹے کا ایک ساتھ رہن سہن شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب

غیر مقلدین کے عوام دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو اپنے اکابر کے کفر پر مطلع ہیں پھر بھی انھیں اپنا پیشوا جانتے ہیں ایسے لوگ ضرور کافر ومرتد ہیں، یہ مرجائیں تو ان کو نہلانا ان کو کفن دینا، ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام وگناہ ہے، یہ مرجائیں تو بغیر غسل وکفن دیے ہوئے مردار کی طرح کسی گڑھے میں ڈال کر مٹی برابر کر دینی چاہیے۔ در مختار میں ہے:

''أما المرتد فيلقى في حفرة كالكلب.''[1] رہا مرتد تو اس کو کتے کی طرح کسی گڈھے میں ڈال دیا جائے۔

اس کے تحت شامی میں ہے:

''ولا يغسل ولا يكفن.''[2] اور نہ ہی اسے غسل دیا جائے اور نہ ہی کفن۔

اور ان کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے۔ دوسرے وہ عوام غیر مقلدین ہیں جو غیر مقلدین کی طرح نماز پڑھتے ہیں، نیاز فاتحہ مراسم اہل سنت کو ناجائز وبدعت کہتے ہیں، مگر وہابیوں کے کفریات پر مطلع نہیں، ان کا حکم مرتد کا نہیں یہ گمراہ ضرور ہیں ان کی نماز جنازہ پڑھنی کفر نہیں البتہ گناہ ضرور ہے یہ غیر مقلد کس قسم کا تھا اس کی تعیین کر کے اس کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کے بارے میں خود حکم متعیّن کرلیں۔ میل جول، سلام وکلام البتہ دونوں قسم کے غیر مقلدین سے حرام ہے ان سے میل جول رکھنے والا گنہ گار ہے۔ جیسے داڑھی منڈانے والا، نماز چھوڑنے والا، یہ دوسری بات ہے کہ غیر مقلدین سے میل جول رکھنا دین کے لیے بہت مضر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا یہ سچ ہے کہ دیوبندی حضور کو خاتم النبیین نہیں مانتے؟ کیا دیوبندی وغیر مقلد مسلمان نہیں؟

مسئولہ: فیروز احمد اعظمی، لچھمن پور بازار، بہرائچ (یو۔ پی۔) - ۱۴/ رجب ۱۴۱۷ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) در مختار، ج:۳، ص:۱۳٤، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطبع زکریا، دیوبند.

(۲) در مختار، ج:۳، ص:۱۳٤، کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطبع زکریا، دیوبند.

❶-کیا یہ سچ ہے کہ غیر مقلد اور دیوبندی لوگ آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے ہیں؟

❷-کیا یہ سچ ہے کہ غیر مقلد اور دیوبندی خیال کے لوگ مسلمان نہیں اگر یہ سچ ہے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا جائے؟

الجواب

❶-❷ مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی عوام کا خیال ہے یہ مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں اس سے اللہ عزوجل کی طرف فضول کا توہم ہوتا ہے، اور حضور اقدس ﷺ کے مرتبے کی کمی کا احتمال پیدا ہوتا ہے اور قرآن میں بے ربطی لازم آتی ہے اگر بالفرض حضور کے زمانے میں یا حضور کے زمانے کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا اس میں یقیناً حضور اقدس ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے، اس لیے خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہی کے ہیں، جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے، مسلمان نہیں۔ یہی عقیدہ تمام دیوبندی اور غیر مقلدین کا ہے غیر مقلدین بھی اس عبارت کو صحیح مانتے ہیں اور اس کے قائل کو بزرگ و پیشوا کہتے ہیں اس لیے یہ دونوں کافر و مرتد ہیں۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی مذہب کی بنیاد کفر پر ہے۔ کفر و ایمان کے درمیان واسطہ نہیں۔ وہابیت کی مختلف شاخیں ہیں۔

مسئولہ: حافظ محمد ضمیر الدین قادری، مدرس مدرسہ غوثیہ رضویہ، پانکی، پلاموں (بہار)-۳۰/ رجب ۱۴۱۳ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ:

❶-مذہب وہابی مبنی بر کفر ہے یا مبنی بر ایمان یا مبنی بر چیزے دیگر؟ کیا کفر و ایمان کے بیچ اور کوئی تیسری راہ بھی ہے؟

❷-دیوبندی وہابی ایک ہی ہیں یا دونوں دو؟ اگر اتحاد ہے تو کیسے اور افتراق ہے تو کیوں؟

❸-تبلیغی جماعت میں شامل ہو کر چلہ پورا کرنا جس میں دین اسلام کی باتیں ہوتی ہیں کیسا ہے؟ ہر کس و ناکس یہ عمل کر سکتا ہے یا کچھ مخصوص؟ ایسا کرنے والا اجر کا مستحق ہے یا زجر کا؟ اس کا کیا حکم ہے؟

❹-وہابی، دیوبندی، تبلیغی والوں کے ساتھ سلام و قیام قعود و قیام ان کی تشریف ان کے ساتھ خورد و نوش خرید و فروخت کا کیا حکم ہے؟

❺-وہابی دیوبندی اور تبلیغی والوں کے جنازہ کا احترام کرنا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا پڑھانا جائز ہے یا

دوسرا حکم رکھتا ہے؟ اس سلسلے میں ان کے نابالغ بچے اور بچیوں کا کیا حکم ہے آیا ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے، پڑھائی جائے یا نہیں؟

بينوا و توجروا بالتفصيل والأدلة القاطعة الظاهرة الباهرة الذاهبة بالرجس والنجاسة والآتية بالطهارة والامن والامانة والسلامة لأن الناس منازعون جدا في الأسئلة المذكورة في هذه الديار.

الجواب

❶-وہابی مذہب کی بنیاد کفر پر ہے وہ بھی کفر کی سب سے بدترین قسم انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی توہین پر وہابی بلاشبہ کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں، تفصیل کے لیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ کفر و اسلام کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-وہابی دیوبندی سے عام ہے، ان کی مختلف شاخیں ہیں ایک شاخ دیوبندی بھی ہے وہابی اصل میں محمد بن عبد الوہاب کے متبعین کو کہتے ہیں، اس مذہب کو ہندوستان میں لانے والے مولوی اسماعیل دہلوی ہیں۔ اب ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی کے ماننے والوں کو وہابی کہا جاتا ہے۔ وہابی مذہب کی مختلف شاخیں ہیں۔ دیوبندی، غیر مقلد، مودودی ان شاخوں کے مابین کچھ فروعی اختلافات ہیں، مگر عقائد میں سب متفق ہیں یہ سب کے سب مولوی اسماعیل دہلوی کو اپنا امام اور اپنا پیشوا مانتے ہیں، اور اس کی لکھی ہوئی کتابوں کو اپنے مذہب کی بنیاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸-تبلیغی جماعت میں شریک ہونا حرام اس جماعت کا اللہ و رسول کی باتیں بظاہر کرنا فریب ہے۔ جیسے امریکہ کے C.I.A. کرتے ہیں تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس نے صاف صاف اپنے گھر کے اندر بیٹھ کر اپنے راز داروں کو بتا دیا ہے کہ ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں، ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں۔[1] ایک بار اور وضاحت سے بتا دیا۔ مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ طریقہ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔[2] ان حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ دیوبندی جماعت کا مقصد اللہ رسول کی باتیں پھیلانی نہیں بلکہ دیوبندی مولویوں کی باتیں پھیلانی اور دیوبندی مذہب پھیلانا ہے۔ تفصیل کے لیے علامہ ارشد القادری کی کتاب ''تبلیغی جماعت'' پڑھیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) دینی دعوت، ص:۲۰۵

(۲) ملفوظات مولانا محمد الیاس، مرتبہ: منظور سنبھلی

④-دیوبندیوں تبلیغیوں کے ساتھ میل جول، سلام کلام حرام ہے حدیث میں بدمذہبوں کے بارے میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تناكحوهم."(۱) نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، اور نہ شادی بیاہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤-دیوبندیوں کے جنازے کا احترام کرنا حرام اور ان کی نماز جنازہ پڑھنی حرام سخت حرام بلکہ بربنائے قول صحیح کفر، دیوبندیوں کے جو بچے نابالغ ہوں ان کی بھی نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مقلد کافر ہیں یا نہیں؟

مسئولہ: محمد صغیر، جوڑاسیمل، پوسٹ مارگومنڈا، ضلع دیوگھر (بہار)-۱۷/ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اہل سنت و جماعت مسائل ذیل میں:

وہابی (غیر مقلد) کو کیا کہا جائے کافر یا مسلمان؟

الجواب

بے پڑھے لکھے لوگوں پر واجب ہے کہ جو بات نہ جانتے ہوں وہ علما سے پوچھیں اور جو علما بتائیں اس کے مطابق عقیدہ رکھیں اور عمل کریں۔ عوام کو کسی معاملہ میں از خود فیصلہ کرنا جائز نہیں۔

سارے وہابی مولوی اسماعیل دہلوی کو اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اور جو عقیدہ مولوی اسماعیل دہلوی کا ہے وہی عقیدہ ہر وہابی کا ہے۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کی توہین کی ہے مثلاً صراط مستقیم میں لکھا کہ حضور اقدس ﷺ کا خیال بیل و گدھے کے خیال سے بدر جہا بدتر ہے۔ تقویۃ الایمان میں لکھا کہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔ اب مسلمان خود فیصلہ کریں، اپنے ایمان سے پوچھیں کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے وہ کافر نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی طرح جو لوگ ایسے گستاخ رسول کو اپنا امام و پیشوا مانیں وہ بھی کافر نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ آدمی اسی کو امام و پیشوا مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے۔ آج کل کے وہابی غیر مقلد جب مولوی اسماعیل دہلوی کو اپنا امام و پیشوا بنائے ہوئے ہیں تو ضرور ان کا بھی عقیدہ وہی ہے جو ان کے امام و پیشوا کا ہے۔

اس لیے آج کل کے وہابی، غیر مقلدین سب کے سب بلا شبہ حتماً یقیناً جمہور فقہا کی تصریحات کے مطابق کافر ہیں۔ اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے وہ بھی کافر ہے اور جو اس

(۱) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣، السنة لابن عاصم، ص:٤٧٣، ج:٢

توہین کرنے والے کو اپنا امام و پیشوا مانے وہ بھی کافر ہے۔ تفصیل کے لیے رسالہ مبارکہ "الكوكبة الشهابية، سل السيوف الهندية" کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مقلدوں کو مسجد سے روکنا کیسا ہے؟ غیر مقلدوں کے چند عقائد۔

مسئولہ: محمد نور اللہ شریف، بالاجی انڈسٹریز، آزاد نگر، چتردرگہ، کرناٹک اسٹیٹ

مسئلہ-ہمارے شہر کی جامع مسجد سنی حنفی جامع مسجد ہے اس مسجد میں تقریباً دو یا تین سال سے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں یہ مسجد میں امام کی اقتدا میں یعنی با جماعت نماز کے دوران آمین بالجہر کہتے ہیں اور رفع یدین کرتے ہیں جب کہ مسجد اور امام حنفی المسلک ہیں، کیا ان کا ایسا کرنا صحیح ہے یا غلط؟

چند دن پہلے چند سنی صحیح العقیدہ حضرات ایک بورڈ لکھوا کر مسجد کی دیوار پر لگوائے ہیں جس کے کلمات یہ ہیں:

①-سلطانی جامع مسجد مسلک سنی حنفی اہل سنت و جماعت ہے۔

②-مصلی سنی حنفی المسلک ہے، امام سنی حنفی ہے۔

③-غیر مقلدین کا مسجد میں داخلہ منع ہے۔

④-انتظامیہ میں کوئی دخل نہ دیں؟ متولی و اراکین مسجد چتردرگہ۔

یہ بورڈ لکھوانے سے پہلے متولی صاحب کی اجازت لیے ہوئے تھے۔ اب چند مقتدیوں نے تیسرے جملے پر اعتراض کیا کہ اوپر مذکورہ تیسرا جملہ جو حضرات لکھوائے ہیں وہ گمراہ ہیں، کافر ہیں اور ملحد ہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مذکورہ کلمات لکھوا کر لگوانا خلاف شرع ہے؟ جب کہ مسجد سنی حنفی المسلک ہے کیا ایسا لکھوانے والے گنہ گار ہیں یا ایسا لکھوانا صحیح ہے یا غلط؟ کیا اعتراض کرنے والے صاحب حق پر ہیں اگر نہیں تو ان پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ عامۃ المسلمین کو ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ مفتی صاحب کا فتویٰ اور شریعت کا حکم تو عائد ہوگا اس کو نہ ماننے والوں کو کیا سمجھیں، اور ان کے ساتھ کیا سلوک کریں؟

الجواب

یہ جملہ بالکل صحیح اور حق ہے اہل سنت و جماعت پر واجب ہے کہ غیر مقلدین کو مسجد میں گھسنے نہ دیں۔ وسعت ہوتے ہوئے جو اس میں کمی کرے گا گنہ گار ہوگا، غیر مقلدین حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخ ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے، اور ان کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جائے اس سے کئی گنا زیادہ برا یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا خیال نماز

میں لائے۔ اس سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے، بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے پکا مومن رہتا ہے۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ غیر مقلدوں کا عقیدہ ہے کہ گنتی کے چند غیر مقلدین کو چھوڑ کر ساری دنیا کے مسلمان کافر و مرتد ہیں جو سارے جہاں کے مسلمانوں کو کافر و مرتد جانے وہ خود کافر و مرتد ہے، اور کفار مرتدین کو مسجد کے اندر آنے دینا جائز نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ایسوں کو جمعہ کے دن خطبے کی حالت میں مسجد سے نکال دیا۔ در مختار میں ہے:

"ویمنع عنه کل موذ ولو بلسانه."[1] مسجد میں آنے سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے، اگرچہ وہ زبان سے ایذا پہنچائے۔

ان غیر مقلدین سے بڑھ کر موذی کون جو گستاخ رسول ہیں اور مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں، علاوہ ازیں جب یہ مسلمان نہیں تو ان کی نماز نماز نہیں یہ اگر صف میں کھڑے ہوں گے تو قطع صف ہوگی، اور قطع صف مکروہ تحریمی اور گناہ اس لیے غیر مقلدین کو کسی قیمت پر مسجد میں گھسنے نہ دیا جائے۔ اس عبارت کے لکھنے والے کو جس نے کافر و ملحد کہا اگر بطور گالی کہا تو سخت فاجر و فاسق ہوا اور اگر کافر اعتقاد کر کے اسے کافر و ملحد کہا تو وہ خود کافر ہو گیا۔ در مختار میں ہے:

"عزر الشاتم بیاکافر وهل یکفر؟ إن اعتقد المسلم کافرا نعم وإلا لا."[2] اے کافر کہہ کر گالی دینے والے کو سزا دی جائے گی۔ اور کیا وہ کافر ہو جائے گا؟ ہاں اگر مسلمان کو کافر اعتقاد کرلے ورنہ نہیں۔

حدیث میں ہے:

"من قال لأخیه یا کافر فقد باء بها احدهما."[3] جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا تو اس کا کہنا اسی پر لوٹ آئے گا۔

مسلمانان اہل سنت پر واجب ہے کہ حکم شرعی کو تسلیم کریں اور اس پر عمل کریں کس قدر تعجب کی بات ہے کہ غیر مقلد تو حنفیوں کو کافر و مشرک اور جہنمی کہیں اور حنفی سنی مسلمان ان کی پاسداری میں اپنے بھائیوں سے لڑیں، مانا کہ علانیہ ایسا نہیں کہتے مگر ان کا عقیدہ یہی ہے۔ جب آپس میں بیٹھتے ہیں تو یہی کہتے ہیں ان کی کتابوں میں احناف کے بارے میں یہی لکھا ہے، مگر یہ قوم تقیہ میں رافضیوں سے بھی چار ہاتھ آگے ہے، اہل سنت کو اپنے جال میں پھانسنے کے لیے میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں اور اندر دل میں شدید عداوت رکھتے ہیں۔

(۱) درِ مختار، ص:۴۳۵، ج:۲، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ
(۲) درِ مختار، ص:۱۱٦، ج:٦، کتاب الحدود، باب التعزیر، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان
(۳) مسلم شریف، ص:۵۷، ج:۱، کتاب الایمان، فاروقیه.

قرآن مجید میں ان کے پیشواؤں کے بارے میں فرمایا گیا:

''وَإِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ۔''[1] اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں، ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے ہیں۔

وہاں کمزور دبے کچے ہوں گے اس لیے دم دبائے رہتے ہوں گے جہاں ان کی شوکت ہے، اکثریت ہے، وہاں احناف کا جینا مشکل کر دیتے ہیں کتنی حنفیوں کی مسجدوں پر قبضہ کیا، کتنے کو بے گناہ قتل کیا، سنی حنفی مسلمانوں کو ان کے فریب میں نہیں آنا چاہیے۔ ایسے بدمذہبوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

"إیاکم و إیاهم لا یضلونکم ولا یفتنونکم."[2] اپنے کو ان سے دور رکھو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں تم کو فتنہ میں مبتلا نہ کردیں۔

جو اس فتویٰ پر عمل نہ کرے وہ سخت گنہ گار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ وہابیوں سے تعلقات رکھو مگر ان کا عقیدہ نہ اپناؤ

مسئولہ: مولانا اختر حسین، چندن بازار، بھدرک، بالاسور (اڑیسہ)

مسئلہ- عمر کا کہنا ہے کہ وہابی عقائد کے لوگ کافر ہیں ان سے رشتہ و تعلق رکھو لیکن ان کے عقائد کو مت اپناؤ اور جس نے ان کے عقائد کو اپنا لیا وہ بھی کافر اور یہ بھی کہتا ہے کہ میرے سر اور ہاتھ کاٹ دیئے جائیں تب بھی ان کے عقائد کو نہیں اپناؤں گا اور جب کہ عمر کے سسرال کے تمام اشخاص وہابی عقائد پر قائم ہیں۔ عمر کا ان کے گھر آنا جانا، لین دین، شادی بیاہ، مصافحہ، قدم بوسی اس کے علاوہ وہابی عقائد کے بزرگوں کی عزت و تعظیم کرنا برابر رہتا ہے۔ لہٰذا ایسے حالت میں ہم اہل سنت و جماعت کے لوگ عمر کو کس عقائد کا سمجھیں اس کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟ جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب

موجودہ تفصیلات کے پیش نظر عمرو عقیدۃً سنی ہے اسے وہابی یا کافر کہنا جائز نہیں مگر یہ کہہ کر کہ وہابیوں سے تعلقات رکھو اور وہابیوں سے تعلقات رکھ کر ان سے سلام مصافحہ بلکہ ان کی قدم بوسی کر کے ان کے بڑوں کی تعظیم کر کے گنہ گار فاسق ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۴، پارہ:۱
(۲) مشکوٰۃ شریف، ص:۲۷، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات.

غیر مقلد اور دیوبندی کیوں کافر ہیں؟

مسئولہ: محمد مشتاق احمد برکاتی بریلوی، سنی مدرسہ وحیدیہ فیض العلوم، مقام رہلا، رہوا، سمستی پور (بہار)

مسئلہ-اگر کوئی شخص جماعت اہل حدیث کو مسلمان کہے اور دیوبندی حضرات کو بھی مسلمان کہے تو اس شخص پر کیا شریعت کا حکم نافذ ہوگا؟ جماعت اہل حدیث کس بنا پر مسلمان نہیں ہے، اور دیوبندی حضرات کس بنا پر مسلمان نہیں ہیں؟ ذرا خلاصہ کرکے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

یہ سب حضور اقدس ﷺ کی توہین کے مرتکب ہیں جو ان کی کتابوں میں چھپا ہوا ہے۔ مثلاً تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم، تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان، اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے، وہ بھی ایسا کافر کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ شفا اور اس کی شرح ملا علی قاری اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون على أن شاتم النبي كافر من شك في عذابه وكفره كفر."(۱)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

اس لیے جو لوگ دیوبندی اور غیر مقلدوں کے کفریات پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو مسلمان جانیں وہ لوگ بھی کافر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مقلد کو حکم بنانا کیسا ہے؟

مسئولہ: مسلمانانِ تلسی پور، ضلع گونڈہ (یو۔پی۔)-۱۵/ ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک سنی صحیح العقیدہ ادارہ جس میں مولوی، عالم، منشی، کامل وغیرہ کی تعلیم عرصہ دراز سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے سے چند شر پسند لوگوں نے اس کی تعلیمی حیثیت کو برباد کردیا اور آپسی جھگڑا کرکے کرسی کی لالچ کی بنا پر چند لوگوں کے کہنے پر ملازمین ومدرسین موجودہ اور اراکین موجودہ وسابقہ نے تمامی اہل سنت وجماعت کو چھوڑ کر ایک غیر مقلد (وہابی) کو اپنا رہنما تسلیم کیا ہے اور یہ بات متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے کہ سبھی حضرات اپنا استعفیٰ رہنما صاحب کے حوالے کردیں۔ جس میں سے چند حضرات استعفیٰ دے چکے ہیں اس کو یہ تحریری اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سب سے استعفیٰ نیز چارج اور

(۱) رد المحتار، ج:۵، ص:۳۷۰، باب مطلب مهم في حكم ساب الأنبياء، دار الكتب العلمية، لبنان

حسابات وغیرہ مکمل لے کر اپنی مرضی سے مجلس شوریٰ بلا کر نئی کمیٹی تشکیل دے۔

۱-کیا غیر مقلد کو اپنا رہنما تسلیم کیا جاسکتا ہے؟

۲-کیا ایسے لوگ از روئے شرع مسلمان ہیں یا نہیں؟

۳-کیا ان کا نکاح باطل ہوا یا نہیں؟

۴-ایسے لوگوں سے موافقت رکھنے والوں پر کیا حکم ہوگا؟

۵-کیا ایسے لوگوں کے لیے نماز جنازہ میں شرکت و ایصال ثواب و دعاے خیر کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بينوا وتوجروا بحوالة القرآن والحديث بالتفصيل.

الجواب

غیر مقلدین شان الوہیت ورسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں، ان کو اپنا رہنما بنانا حرام وگناہ خصوصاً ایسا با اختیار رہنما کہ وہ سیاہ وسفید کا مالک ہوجائے اور اہل سنت کے ادارے میں اتنا دخیل ہو کہ وہ ملازمین اور اراکین سے استعفیٰ لے اور چارج لے اور پھر اپنی طبیعت سے دوسری کمیٹی بنائے۔ ارشاد ہے:

"لَنْ يَّجْعَلَ اللهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً."(۱)

اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔

احادیث میں بدمذہبوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."(۲)

بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو اٹھو، نہ کھاؤ پیو۔

جن لوگوں نے کسی غیر مقلد کو ایسا رہنما بنایا وہ سب بحکم قرآن وحدیث فاسق وفاجر ہیں، جہنم اور اللہ کے غضب کے مستحق اور یہی حکم ان لوگوں کا بھی ہے جن لوگوں نے اس مرتد غیر مقلد کو استعفیٰ دیا، مگر اس کی وجہ سے یہ لوگ کافر ومرتد نہیں ہوئے اس لیے ان کی عورتیں ان کے نکاح میں ہیں اور اگر اسی حال پر مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگر جن لوگوں نے اس غیر مقلد کو رہنما بنایا توبہ کرلیں اور اس غیر مقلد مرتد کے قبضہ سے مدرسہ نکال لیں تو بہتر ہے، ورنہ مسلمانانِ اہل سنت ان لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ بائیکاٹ کے اعلان کے بعد اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازے میں نہ شریک ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) قرآن مجید، سورة النساء، آيت:۱۴۱، پ:۵

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۲، ص:۶۳۲

جماعت اسلامی کے عقائد کیا ہیں؟

مسئولہ: حاجی منور خان بھائی عباسی، وایا، کوٹڑا چھاؤنی، ضلع اودے پور، راجستھان -۲۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں؟

❶- جماعت اسلامی، سیاسی جماعت ہے یا مذہبی جماعت ہے؟ اگر مذہبی جماعت ہے تو ان کے عقائد کیا ہیں، اور ائمہ اربعہ میں سے کس امام کی تقلید کرتے ہیں؟

❷- جماعت اسلامی کا ان لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے، جو ان کے عقائد کو نہیں مانتے ہیں، خاص کر سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کے بارے میں (یعنی بریلوی)؟

❸- جماعت اسلامی کے جلسہ و جلوس میں عام مسلمانوں کو اور خاص کر سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس غرض سے کہ کچھ دینی باتیں سیکھیں گے، شریک ہونا چاہیے یا نہیں؟

❹- سنی مسلمان اگر اپنی مسجد یا اپنے مدرسہ یا اپنے گھر میں جماعت اسلامی کا تقریری پروگرام رکھے اس غرض سے کہ کچھ دینی یا دنیاوی ترقی کی باتیں ان سے سیکھیں گے، ان جگہوں پر ان کا پروگرام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں کتب احناف کے حوالہ سے جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب

مودودی جماعت جسے آپ نے جماعتِ اسلامی لکھا ہے وہابیوں کی ایک شاخ ہے۔ مودودی جماعت والوں کے عقیدے بھی وہی ہیں جو تمام وہابیوں کے ہیں۔ جماعت اسلامی مذہبی جماعت بھی ہے اور سیاسی جماعت بھی ہے، مودودی جماعت کا مقصد وہابی مذہب پھیلانا بھی ہے اور ایک وہابی حکومت قائم کرنا بھی ہے، جیسا کہ ان کے دستور اساسی سے ظاہر ہے۔ مودودی جماعت کے بانی مسٹر ابوالعلی مودودی نے اپنی کتاب میں اپنے کچھ عقائد باطلہ صراحت کے ساتھ لکھے ہیں۔ مثلاً اولیاے کرام کی کرامتیں دیو مالائی کی حکایتیں ہیں، عرس، نیاز، فاتحہ، مشرکانہ پوجا پاٹ ہے۔ جو لوگ اجمیر یا سید سالار کے مزارات پر حاجتیں طلب کرنے جاتے ہیں وہ قتل، زنا سے بڑھ کر گناہ کرتے ہیں، سارے دیوبندیوں کی طرح مودودی بھی اسماعیل دہلوی مصنف صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان کو اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اور کچھ مخصوص عقائد ان کے ایسے بھی ہیں جو عام وہابیوں سے الگ ہیں۔ مثلاً سنیما دیکھنا جائز ہے، چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹنا اور زنا کی سزا میں کوڑے مارنا، سنگ سار کرنا ظلم ہے، تصویر بنانا جائز ہے۔ بناءً علیہ مودودیوں کا وہی حکم ہے جو عام وہابیوں کا ہے۔ ان سے میل جول، سلام کلام، شادی بیاہ حرام جیسا کہ روافض کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم."(۱) نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔ نہ ان سے شادی بیاہ کرو۔

نہ ان کو گھر بلانا جائز، نہ ان کے جلسوں میں جانا جائز، بے پڑھے لکھے عوام کیا جانیں کہ مودودی لکچرر جن باتوں کو دین کی باتیں بتا رہا ہے وہ دین کی باتیں ہیں یا خاص مودودی مذہب کی باتیں ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے بخاری وغیرہ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کچھ بچیاں گا رہی تھیں اور اشعار میں اصحاب بدر کا واقعہ ذکر کر رہی تھیں، یکایک انھوں نے نعت کا یہ مصرع پڑھا:

"فينا نبي يعلم مافي غد."(۲) ہم میں ایک ایسے نبی ہیں جو آئندہ کل ہونے والی باتوں کو جانتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو تم پہلے گا رہی تھیں وہی گاؤ، حدیث میں صرف اتنا ہی ہے۔ ایک مودودی مقرر نے اس کے ساتھ یہ چپکا دیا۔ "کیوں کہ میں غیب نہیں جانتا۔" بے پڑھے لکھے عوام تو یہی سمجھیں گے کہ آخر کا جملہ بھی حدیث ہی ہے حالاں کہ یہ حدیث نہیں۔ مودودی کا افترا ہے اور حدیث میں جو مضمون ہے اس سے کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ حضور ﷺ غیب نہیں جانتے تھے اس فرمانے کا مقصد کہ پہلے جو گا رہی تھیں وہی گاؤ۔ صرف یہ ہے کہ جاں نثاروں کا ذکر زیادہ پسند تھا ایسا ہوتا ہے کہ ہر شخص کو اپنے جاں نثار پیارے ہوتے ہیں ان کا ذکر پیارا ہوتا ہے۔ بہر حال عوام کو اس کی اجازت نہیں کہ مودودیوں کا لکچر سنیں، دین کی باتیں معلوم کرنی ہے تو علماے اہل سنت کے یہاں بیٹھیں، اپنی مسجدوں اور محلوں میں ان کا وعظ رکھیں، ان سے دین کی باتیں سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مودودیوں کے عقائد کیا ہیں؟

مسئولہ: محمد نذر سلامی، اکبرپوری، مراد آباد (یو۔ پی۔) -۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ فی زمانہ جو فرقہ جماعت اسلامی کے نام سے جانا جاتا ہے جسے مودودی جماعت بھی کہتے ہیں جس کے ممبران اور یجنل اسلام، دعوت اسلام اور جہاد فی سبیل اللہ کے لیے انتہائی پر جوش و مستعد نظر آتے ہیں۔ زید کہتا ہے کہ یہ لوگ عقائد باطلہ و خیالات فاسدہ رکھتے ہیں۔ لہٰذا کافر ہیں خارج از اسلام ہیں۔ جب کہ عمر کا کہنا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ لوگ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے تحت خالص اسلامی اصولوں کی پابندی کے ساتھ طریقۂ رسول کے

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۲، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ص:۴۷۳، ج:۲

(۲) بخاری شریف، ج:۲، ص:۵۷۰، كتاب المغازی، رضا اكیڈمی.

مطابق دینی خدمات کے لیے جد و جہد کرتے ہیں۔ لہٰذا خواہ مخواہ بلا وجہ اسلام کے مخلص مبلغین و مجاہدین کو بد عقیدہ و کافر بتاکر مخالفت کرنا دین کے کام میں روڑا اٹکانا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا؟

بقول زید حقائق کے اعتبار سے واقعی یہ لوگ شرعاً کافر و مرتد ہیں، اگر ہیں تو نمونے کے طور پر چند بنیادی کفریات سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

مودودی جماعت وہابیوں کی ایک شاخ ہے دیگر وہابیوں کی طرح سے مودودی جماعت والے بھی اسماعیل دہلوی کو اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان وغیرہ کو حق اور صحیح قرار دیتے ہیں اور ہر وہابی کی طرح یہ لوگ بھی انبیاے کرام و اولیاے عظام کی شان میں انتہائی گستاخ ہیں۔ مثلاً ان کا بھی عقیدہ ہے کہ "معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے، سارے انبیاے کرام و اولیا چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں، ذرۂ ناچیز سے کم تر ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کو یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا کفر پر۔" نماز میں حضور اقدس ﷺ کا خیال لانا اپنے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ صاف صاف لکھ دیا کہ خدا کے یہاں کوئی کسی کا وکیل اور سفارشی نہیں، قرآن مجید سے ثابت، بعض احکام کو کہتے ہیں کہ یہ ظلم ہے۔ مودودی صاحب نے اپنی کتابوں میں رافضیوں کی طرح کھلے بند صحابۂ کرام پر اعتراضات کیے ہیں۔ کشمیر میں ہزاروں بے گناہ اُن سنی مسلمانوں کو قتل کیا جو صحیح العقیدہ سنی تھے۔ کہیں سے اس بہانے ہتھیار یا پیسے لیتے ہیں کہ کشمیر کو آزاد کرائیں گے اور اس کے ذریعہ فوجی تنظیم قائم کرتے ہیں، سنی مسلمانوں کو بالجبر وہابی بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو نہیں مانتا انھیں مشین گنوں سے بھون ڈالتے ہیں۔ ان تفصیلات کے بعد آپ خود فیصلہ کریں کہ مودودی مسلمان ہیں یا کافر؟ اب آپ اپنے سوالات کے جوابات لیجیے۔ بلا شبہ مودودی کافر و مرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قادیانی کسے کہتے ہیں؟ قادیانی کا حکم۔

مسئولہ: محمد حسام الدین حبیبی، کوتوال محلہ، پوسٹ گوجیدرہ، ضلع بالاسور (اڑیسہ) -۵/ رجب ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-زید ایک سنی شخص تھا اس نے اپنی لڑکی کی شادی ایک قادیانی لڑکے سے کرائی تو اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے اس قادیانی (جس کا کفر ظاہر ہے اسے وہابی بھی کافر سمجھتا ہے) کو مسلمان سمجھ کر اپنی لڑکی کی شادی اس سے کرائی یا کافر سمجھ کر۔ اگر مسلمان سمجھا اس کافر مبین کو تو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اگر کافر سمجھا تو مسلمہ کا نکاح کافر سے درست سمجھنے پر شرعاً اس پر کیا حکم وارد ہوتا ہے کیا ایسے شخص یا مذکورہ بالا وہ

حضرات جو اپنی سنی لڑکی کی شادی وہابی لڑکے سے کرائیں شرعاً اس پر کیا حکم وارد ہے؟ اور یہ کہ شریعت کے حکم کی نافرمانی کرنے والے لوگوں سے میل جول درست ہے؟ شریعت کا کیا فیصلہ ہے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

قادیانی خواہ عامی ہوں خواہ خواص سب کے سب کافر مرتد ہیں اس لیے کہ قادیانی وہ ہے جو غلام احمد قادیانی کو نبی مانے یا کم از کم مسیح موعود جانے اس لیے ہر قادیانی ضرور کافر ہے اور مرتد بھی اور مرتد کا نکاح دنیا میں کسی سے درست نہیں، جس نے اپنی لڑکی کا بیاہ کسی قادیانی سے کیا وہ زنا کا آلۂ کار ہوا، اس قادیانی کے ساتھ اس لڑکی کی جتنی قربت ہوگی زنائے خالص ہوگی اور ان سب کے زنا کا وبال اس شخص پر ہوگا، جو اولاد ہوگی اولاد الزنا ہوگی اور اگر معاذ اللہ قادیانی کو مسلمان جان کر اپنی لڑکی بیاہی تو کافر و مرتد ہوگیا، اور اگر کافر جانتے ہوئے اسے لڑکی دی تو کافر نہ ہوگا، صرف گنہ گار ہوا۔ ایسے شخص سے میل جول حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قادیانی کے عقائد کیسے تھے؟

یہ کہنا کیسا ہے کہ فروعی مسائل کو چھوڑ کر عالمی اتحاد کی طرف چلنا چاہیے۔

مسئولہ: محمد مبین، ہالینڈ

مسئلہ-۱- زید جو اہل سنت کا مذہبی رہنما بھی کہلاتا ہے اور پیر طریقت بھی، اس نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل سے ان کی توجہ ہٹا کر ایک عالم گیر اتحاد کی طرف ان کو لگانا یہ آج کی ضرورت ہے۔ اس کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس طرح کی دعوت دینا کیا مسلک اہل سنت کے مطابق ہے؟ اور عالم گیر اتحاد کے لیے مذہب کے فروعی مسائل سے مسلمانوں کو ہٹانے کی تحریک چلانا کیا از روئے شرع درست ہے؟

۲-اس نے اپنی تقریر کے دوران یہ بھی فرمایا: مجھ سے کسی نے مسئلہ پوچھا کہ اگر خنزیر اور مرزائی، دونوں ایک جگہ ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟ کسی نے کہا تھا کہ اس نے یہ سوال ایک سے پوچھا تھا کہ اگر خنزیر اور مرزائی دونوں ایک جگہ ہوں تو کیا کریں تو اس نے کہا کہ خنزیر کو بچالو اور مرزائی کو قتل کردو۔ مجھ سے اس نے تقریر میں پوچھا آپ کیا کریں گے، میں نے کہا خنزیر، مرزائی ایک جگہ ہوں اور دونوں میں سے کسی کا قتل کرنا ہو تو میں خنزیر کو قتل کروں گا، اور مرزائی کو اپنا سچا دین سکھاؤں گا۔ (یعنی اسے بچالوں گا) اس ضمن میں اس نے یہ بھی کہا کہ کوئی مولوی اسلامک لا میں اختیار نہیں رکھ سکتا کہ جب چاہے جس کے لیے چاہے قتل کا فتویٰ دیدے۔ یہ حکومت اسلامیہ کا کام ہے یہ کورٹ آف جسٹس کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کرے یا حکومت اسلامیہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ فلاں

شخص مرتد ہے وہ واجب القتل ہے۔ یہ ہر شخص یا مولوی اس کے پاس یہ پاور نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو قتل کا فتویٰ دیتا رہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو نادان لوگ اس قسم کا فتویٰ دیتے ہیں وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف کام کررہے ہیں۔ اب اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔

الف:–قتل کا معاملہ جب خنزیر اور مرزائی کے درمیان دائر ہوجائے تو دینی اعتبار سے کس کا قتل انفع ہے؟

ب:–اگر مرزائی کا قتل اسلامی تعزیرات کے مزاج سے ہم آہنگ ہے تو اس کے مطابق فتویٰ دینے والے کو جو شخص نادان کہتا ہے اس کے لیے شرع میں کیا حکم ہے؟

ج:–ضروریات دین کے منکر اور اہانت رسول کے مرتکب کا شرعی حکم کیا ہے اور حکم بتانے کا اختیار کسے ہے؟

د:– مرتد اور واجب القتل ہونے کا فتویٰ دینا اور فعل قتل کا حکم صادر کرنا دونوں ایک ہے یا دونوں میں فرق ہے؟

ہ:–خنزیر کے مقابلے میں مرزائی مرتد کے قتل کے فتویٰ کی بنیاد شریعت میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو جس شخص نے اسے چھوڑ دینے کا فتویٰ دیا ہے اس نے مرزائی کی حمایت میں شریعت کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں؟

③–اس نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا ہم اپنی جیبوں میں کفر ونفاق کی ہر وقت مہر لے کر نہیں چلتے ہیں کہ جب چاہیں کافر کی مہر لگادیں اور جب چاہیں جس پر منافق کی مہر لگادیں۔ ہم کافر بنانے والے نہیں ہیں، ہم جانتے ہیں ہمارا ایمان اللہ پر ہے اور اس کے رسولوں پر، اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو اس لیے بھیجا ہے کہ کافروں کو مسلمان کرو نہ کہ مسلمانوں کو کافر بناؤ۔ اس کے متعلق دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

الف:–تقریر کا یہ حصہ کیا ان علماے حق کی کھلی ہوئی مذمت نہیں ہے جو مرزائیوں اور گستاخان رسول کو علی الاعلان کافر و مرتد قرار دیتے ہیں؟

ب:–نہ کہ مسلمانوں کو کافر بناؤ، کا جملہ کیا اسی مفہوم کی طرف مشیر نہیں ہے کہ انکار ضروریات دین اور اہانت رسول کی بنیاد پر علماے اہل سنت نے جن لوگوں کے خلاف کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر کیا ہے، زید انھیں مسلمان سمجھتا ہے۔ اخیر میں زید کے بارے میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اسے اہل سنت کا مذہبی پیشوا سمجھا جائے یا نہیں؟ اس سے بیعت اور اس کی اقتدا شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

①–زید کی یہ بات بظاہر حق ہے واقعی مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے فروعی مسائل میں الجھ کر لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایسا کرنا حرام و گناہ ہے۔ لیکن زید اپنی چالاکی سے کلمہ حق بول کر باطل معنی مراد لے رہا

ہے۔ یہ مسلمان بول کر بدمذہب، کلمہ گو، مرتدین، قادیانیوں، وہابیوں کو بھی مراد لے رہا ہے جب کہ قادیانی، مرزائی اور وہابی سرے سے مسلمان ہی نہیں۔ ان کے کفریات پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو مسلمان کہنا خود اسلام سے ہاتھ دھونا ہے، اور فروعی مسائل سے ان کی تکفیر اور ان سے مقاطعہ بھی مراد لے رہا ہے۔ حالاں کہ ان ضروریات دین کے منکرین گستاخان انبیا و مرسلین کی تکفیر کا مسئلہ فروعی نہیں جزو ایمان اور بنیادی ہے۔ جو شخص ضروریات دین میں کسی ایک کا منکر ہو یا کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے یہ شخص سنی مسلمان ہرگز نہیں، صلح کلی، دنیادار، بندۂ زر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

②–مرزائی یا قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے امتیوں کو کہتے ہیں۔ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ازالۂ اوہام میں لکھا: ''خداے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔''[1] انجام آتھم میں آیت کریمہ:

''وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ.''[2] (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا) اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے انکا نام احمد ہے۔

اس سے اپنی ذات مراد لیا مسلمانوں کا یہ قطعی یقینی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اس معنی کر کے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی جو شخص حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانے یا خود نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ صرف اتنے ہی سے مرزا احمد قادیانی دجال نے دافع البلا میں لکھا: ''مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''أنت مني بمنزلة أولادي أنت مني وأنا منك.'' تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے، میں تجھ سے ہوں۔''[3] یہ خود کثیر کفریات کا مرکب ہے۔

ازالۂ اوہام میں ہے: ''حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و وحی غلط نکلی تھی۔''[4]

اسی میں ہے: ''حضرت موسیٰ کی پیشین گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایت مافی الباب۔ یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشین گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔''[5]

(۱) ازالۂ اوہام، ص:۵۳۳
(۲) قرآن مجید، سورۃ الصف، ۶۱، آیت:۶
(۳) دافع البلا، ص:۶
(۴) ازالۂ اوہام، ص:۶۷۷
(۵) ازالۂ اوہام، ص:۸

اسی میں ہے: ”ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشین گوئیاں کیں اور وہ جھوٹی نکلیں اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔“(۱)

ازالۂ اوہام میں لکھا: ”براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے۔“(۲)

اربعین میں لکھا: ”کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ۔“(۳)

دافع البلا میں لکھا: ”ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو، اس سے بہتر غلام احمد ہے۔“(۴)

ضمیمہ انجام آتھم میں لکھا: ”آپ کا کنجریوں (رنڈیوں) سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک نوجوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگائے، اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے یہ سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“(۵)

نیز اسی رسالہ میں انھیں حضرت روح اللہ کلمۃ اللہ پر نہایت سخت سخت حملے کیے مثلاً: ”شریر، مکار، بدعقل، فحش گو بدزبان، جھوٹا، چور، خلل دماغ والا، بدقسمت، نرا فریبی، پیرو شیطان کہا۔“(۶)

ازالۂ اوہام میں لکھا: ”قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریقے کو استعمال کر رہا ہے۔“(۷)

جس مسلمان کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ان کفریات کی وجہ سے مرزا غلام احمد بدترین کافر و مرتد ہے۔ کسی نبی کی ادنیٰ سی توہین کرنے والا باجماع مسلمین کافر ہے۔ کسی نبی کو جھوٹا کہنے والا، قرآن مجید کو عیب لگانے والا بھی، اسی طرح باجماع مسلمین کافر ہے اور ایسا کہ اس کے کفریات پر مطلع ہو کر جو شخص اس کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ ایسے دریدہ دہنوں کے بارے میں درر غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار وغیرہ میں تصریح ہے:

---

(۱) ازالۂ اوہام، ص:۶۲۹
(۲) ازالۂ اوہام، ص:۵۵۳
(۳) اربعین ص:۲-۱۳
(۴) دافع البلا، ص:۲۰
(۵) ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷
(۶) ضمیمہ انجام آتھم، ص:۷
(۷) ازالۂ اوہام، ص:۲۶-۲۷

”من شك في كفره وعذابه فقد كفر.“(۱) جو شخص ایسے گستاخ کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علمائے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے اس قادیانی دجال کے بارے میں یہ متفقہ فتویٰ دیا کہ یہ بلاشبہ یقیناً حتماً کافر و مرتد ہے۔ اور جو اس کا متبع ہوا اسے نبی ماننے یا اسے مہدی موعود جانے یا کم از کم مسلمان مانے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔ اسی وجہ سے پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے جب قادیانی اہانت انبیا کی وجہ سے مرتد ہیں تو حاکم اسلام کو حکم ہے کہ اسے فوراً قتل کر دے۔ مگر اب جب کہ حکومت اسلام نہیں، خصوصاً ہالینڈ جہاں کے باشندے وہاں کے دستور کے مطابق اس کے پابند ہیں کہ وہاں کے باشندوں میں سے کسی کے جان مال سے تعارض نہ کریں گے، اس لیے وہاں یا کہیں بھی عوام کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی مرتد کو قتل کریں۔ اگر قتل کریں گے تو قتل کی سزا پائیں گے، اور بدعہدی بھی ہوگی اس لیے یہ کہنا کہ میں مرزائی کو قتل کروں گا صحیح نہیں، البتہ یہ کہنا درست ہے کہ مرزائی واجب القتل ہے۔ خنزیر نجس العین، غلیظ کی طرح سے اس کا رواں رواں ناپاک ہے، مگر وہ غیر مسلموں کی ملک ہے اور ان کے لیے مال ہے جب ہم یہ معاہدہ کر چکے ہیں کہ اس ملک کے غیر مسلموں کے جان مال سے تعارض نہ کریں گے تو خنزیر کو قتل کرنا جائز نہیں کہ یہ بدعہدی ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ خنزیر اور مرزائی جمع ہوں اور دونوں خطرے میں ہوں اور ان دونوں میں سے صرف ایک کی جان بچائی جا سکے تو مرزائی کو ہلاک ہونے دیا جائے اس لیے کہ مرزائی گستاخ رسول ہے اور منکر قرآن ہونے کی وجہ سے خنزیر سے بدتر ہے۔ قرآن کریم نے عامۂ کفار کے بارے میں فرمایا:

”أُولٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ.“(۲) وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ۔

اور مرتد کفار کی بدترین قسم ہے اور مرتدین میں گستاخان رسول سب سے بدتر اس طرح مرزائی چوپایوں سے تین گنا بدتر۔ زید اہل سنت کا مذہبی رہنما بھی کہلاتا ہے اور پیر طریقت بھی۔ قادیانی نے حضرت عیسیٰ روح اللہ، کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان اقدس میں جو کلمات کہے ہیں وہی کلمات اگر کوئی زید یا اس کے باپ کے بارے میں کہہ دے تو پھر زید کا پارہ ناپے بھی نہیں نپے گا، اتفاق و اتحاد کی وعظ گوئی ختم ہو جائے گی۔ حیرت ہے مذہبی رہنمائی اور پیر طریقت ہونے کا ادعا اور حال یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی اتنی بھی محبت نہیں جتنی اپنی ذات اور اپنے باپ کی ہے، زید کا یہ کہنا ”اور مرزائی کو اپنا سچا دین سکھاؤں گا۔“ سراسر فریب اور دھوکا ہے کوئی اس سے پوچھے، اب تک کتنے مرزائیوں کو اپنا سچا دین سکھایا، اگر زید عالم ہوتا تو ایسا

---

(۱) رد المحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، باب مطلب مهم في حكم ساب الأنبياء، دار الكتب العلمية، لبنان.
(۲) قرآن مجید، سورة الاعراف، پارہ:۹، آیت:۱۷۹

ہرگز نہیں کہتا۔ مرزائیوں جیسے، دریدہ دہنوں کے بارے میں فرمایا گیا:

"ثُمَّ لَا یَعُوْدُوْنَ۔" اسلام سے نکلنے کے بعد پھر اسلام میں نہیں لوٹیں گے۔

ارباب باطن نے فرمایا کہ گستاخ رسول کو توبہ نصیب نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳)-زید نے جو یہ کہا "کوئی مولوی اسلامک لا میں اختیار نہیں رکھ سکتا الخ۔" یہ اس کا کھلا ہوا دجل ہے، فتویٰ دینا علما ہی کا حق ہے۔ حکومت کے کار پردازوں کا نہیں۔ قرآن مجید نے ہمیں حکم دیا ہے:

"فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔"(۱) تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمھیں علم نہ ہو۔

اہلِ ذکر سے علما ہی مراد ہیں۔ یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ جو نہ جانتے ہو وہ حکومت کے کار پردازوں سے پوچھو۔ حکومت خود علما کی محتاج ہے۔ بلا شبہ علما کو یہ پاور ہے کہ جو واجب القتل ہو اس کے قتل کا فتویٰ دیں۔ بلکہ ان پر واجب ہے۔ زید نے علما کو نادان کہا اور واجب القتل کے فتویٰ دینے کو تعلیمات اسلامیہ کے خلاف کہا اس کی وجہ سے بھی اس پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر."(۲)

اب آپ تفصیل وار جوابات ملاحظہ فرمائیں:

جواب (۲) الف:-قتل کا معاملہ جب خنزیر اور مرزائی کے درمیان دائر ہو تو مرزائی کے قتل کو شرعاً ترجیح ہے اور یہی دینی اعتبار سے انفع بھی ہے، بلکہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ب:-گزر چکا کہ مرزائی کا حکم یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حتی کہ اگر وہ توبہ بھی کرلے جب بھی نہیں چھوڑا جائے گا، اس لیے کہ وہ گستاخ رسول ہے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

"كل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا الكافر بسبِّ نبي من الأنبياء فإنه يقتل حدا ولا تقبل توبتهُ مطلقاً ومن شك في عذابه وكفره كفر."(۳) ہر مرتد کی توبہ مقبول ہے سوا اس کے جو کسی نبی کی توہین کی وجہ سے کافر ہو توبہ کے بعد بھی اس کو بطور حد قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ مطلقاً قبول نہیں، اور جو اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

اس حکم شرعی بتانے والے کو نادان کہنے والے پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ جیسا کہ الاشباہ

(۱) قرآن مجید، سورۃ الأنبیاء، پارہ:۱۷، آیت:۷
(۲) الأشباہ والنظائر، ص:۸۷، ج:۲، کتاب السیر، مطبوعہ :ادارۃ القرآن
(۳) تنویر الابصار و درِ مختار

والنظائر سے گزرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ج:-ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرنے والا یا کسی رسول کی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ اور علما ہی کو حکم شرعی بتانے کا اختیار ہے کسی جاہل کو خواہ وہ سلطان ہو یا حاکم، پیر ہو یا واعظ، حکم شرعی بتانے کا اختیار نہیں بلکہ حدیث میں فرمایا:

"من أفتى بغير علم لعنته ملٰئكة السمٰوٰت والأرض."(۱) جو بغیر علم فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

د:-دونوں دو باتیں ہیں، فتویٰ دینا حکم شرعی بتانا ہے۔ قتل کرنا حکم شرعی کا نفاذ ہے۔ پہلا کام علما کا ہے، دوسرا حاکم اسلام کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہ:-گزر چکا کہ خنزیر غیر مسلموں کا مال ہے اسے قتل کرنا بد عہدی اور فتنے کو ابھارنا ہے، غیر مسلم کا مملوک "خنزیر" واجب القتل نہیں اور مرزائی شرعاً واجب القتل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب (۳) الف:-یہ کون کہتا ہے کہ ہر وقت یا کسی وقت کفر و نفاق کی مہر جیب میں لے کر چلو، البتہ یہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ہر آن اپنے عقیدے پر قائم رہے۔ عقیدے کی سچائی پر یقین کامل رکھے اور بوقت ضرورت بلا کسی جھجک کے اسے ظاہر کرے، گستاخ رسول کو کافر، مرتد جاننا بنیادی عقیدہ ہے۔ اس کی سچائی کا یقین ہر وقت دل میں رکھنا فرض ہے اور بوقت ضرورت اس کا اظہار بھی، ورنہ پھر اپنے ایمان کی خیر نہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ ہمیں یہ حکم ہے کہ اس کی جدوجہد کریں کہ کافر مسلمان ہو جائیں مگر ہمیں یہ بھی حکم ہے کہ جو گستاخ رسول ہیں ان سے مسلمانوں کو دور رکھیں، اور اس کے کافر ہونے کا اعلان عام کریں، ارشاد ہے:

"مَاکَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔"(۲) اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے گندے کو ستھرے سے۔

اور یہ اسی وقت ہوگا کہ بد باطن کو بد باطن کہا جائے اور اس کا اعلان عام کیا جائے، قرآن کریم نے خود گستاخان رسول کے بارے میں یہ فتویٰ دیا:

"لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ۔"(۳) بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

دوسری جگہ فرمایا:

(۱) جامع الصغير في أحاديث البشير النذير،ج:۲، ص:۱۴۱، بحوالة مسند للإمام أحمد بن حنبل
(۲) قرآن مجید، سورۃ آل عمران، پارہ:۳، آیت:۱۷۹
(۳) قرآن مجید، سورۃ التوبة۹، پارہ:۱۰، آیت:۶۶

"كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔"(۱) اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

بلاشبہ زید کا یہ جملہ علمائے اہل سنت کی ایک حکم شرعی بتانے کی وجہ سے تضحیک وتحقیر ہے جو ضرور کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ب:- بلا شبہ شاتمان رسول منکران ضروریات دین کو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے باوجود زید نے ان کو مسلمان کہا جس کی وجہ سے یہ خود کافر و مرتد ہو گیا۔ نیز اس نے علمائے اہل سنت پر یہ الزام لگایا کہ وہ مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں یہ اس کا دوسرا کفر ہوا۔ مسلمان کو کافر بتانا یقیناً حتماً کفر اور علمائے اہل سنت نے کافروں کے کفر کو ظاہر فرمایا جو فرض ہے اور کسی فرض کو کفر کہنا کفر صریح۔ زید نہ سنی ہے نہ سنی مذہبی پیشوا۔ ایک صلح کلی، بے دین، طالب دنیا ہے۔ اور یہ بلا شبہ کافر و مرتد ہے۔ نہ اسے امام بنانا جائز، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی قضا سے بھی بدتر ہے۔ در مختار میں ہے:

"وإن أنكر بعض ماعلم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً."(۲) جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا منکر ہو کر کافر ہو جائے، اس کی اقتدا قطعاً صحیح نہیں۔

اس سے مرید ہونا جائز نہیں، اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس سے مرید ہونا اپنے ایمان کو خیر آباد کہنا ہے اور نہ اس سے وعظ کہلانا جائز اور نہ اس کا وعظ سننا جائز بلکہ فرض ہے کہ اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قادیانی مسلمان نہیں ان کا حکم ہندوؤں سے سخت ہے۔ قادیانیوں سے ملنا جلنا گناہ ہے۔

مسئولہ: محمد یوسف شاہ ادھانتھ نگر، پوسٹ سورو، ضلع بالاسور، (اڑیسہ)-۵/ ذوقعدہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ- کوئی آدمی جان بوجھ کر قادیانیوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور جو بغیر جان بوجھ کر ملتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بستی کے سردار جان بوجھ کر قادیانیوں کے برات میں گئے ہیں اس کے لیے کیا سزا ہوگا؟

الجواب

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة۹، پاره:۱۰، آیت:۷۴
(۲) در مختار، ج:۱، ص:۵۶۱، باب الامة، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ص:۳۰۰، ج:۲

قادیانی کافر مرتد ہیں، مسلمان نہیں، ان کا حکم ہندوؤں سے بھی زیادہ سخت ہے، قادیانیوں سے ملنا جلنا حرام ہے جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ فلاں قادیانی ہے، پھر اس سے ملتا جلتا ہے تو فاسق فاجر ہے اس لیے بستی کا یہ سردار جو قادیانیوں کی برات میں شریک ہوا ضرور گنہگار ہے۔ اور اگر کسی کو معلوم نہیں کہ فلاں قادیانی ہے پھر اس سے ملتا جلتا ہے تو اسے اس پر کچھ گناہ نہیں لیکن جس شخص کو معلوم ہے اس پر واجب ہے کہ اسے بتائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرزائیوں اور دیوبندیوں کو مسلمان جاننے والا خود کافر ہے۔

مسئولہ: محمد اسلام، جامع مسجد سورینام (امریکہ)

مسئلہ- ہمارے ملک میں سنی، مرزائی اور وہابی نظریات کے کلمہ گو لوگ رہتے ہیں، جن کے درمیان تقریباً نصف صدی سے محاذ آرائی ہے، مناظرے، مجادلے اور افہام وتفہیم کی راہیں آپس میں اختیار کی گئیں شروع شروع میں مولانا عبد العلیم صدیقی اور مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریروں اور مناظروں کا اچھا خاصہ اثر بھی ہوا اور بہت سے بدعقیدے توبہ کر کے مسلک حق اہل سنت وجماعت میں لوٹ بھی آئے اور باقی مرزائی اپنے مذہب میں رہ گئے اور اس کی ترجمانی وتبلیغ کے لیے لاہور وغیرہ سے مبلغین علما کو بھی بلایا۔ چناں چہ آج تک ان کے علما بد مذہبی اور بدگمانی کی تبلیغ کر رہے ہیں اور وہابیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے دو فارغین دیوبند بھی چھوڑ دیا ہے جو اشرف علی تھانوی کو ولی کامل اور حضرت امام احمد رضا کو کافر کہتے رہتے ہیں جس سے یہاں پر پاکستانی مولانا کا کئی بار مناظرہ بھی ہوا ہے۔ چند سال پہلے کی بات ہے کہ سورینام میں ایک ایسے مولوی صاحب تشریف لائے جس کو سورینام کے مسلمان سنی عالم دین اور اپنا مقتدا سمجھتے ہیں، تشریف آوری کے بعد انھوں نے بتایا کہ ولی کامل اور سلسلہ نقشبندی بھی کہا چناں چہ کچھ سنی مسلمان ان سے بیعت بھی ہوئے۔ سورینام کی سب سے بڑی جمعیت نے ان کی خوب عزت کی جس کی وجہ سے پورے عوام میں ان کا نام لیا جانے لگا اور مریدوں کا حلقہ بھی وسیع ہوتا گیا۔ اب جب تشریف لائے ہیں بجائے سنی جماعت کے ایسے شخص کے یہاں قیام کیا جس کا وہابی مرزائی وغیرہ سے بہت گہرا رابطہ ہے۔ باوجودے کہ مولوی صاحب یہاں کے حالات سے باخبر تھے وہ یہ کہتے تھے کہ نہ یہاں کوئی مرزائی ہے اور نہ یہاں کوئی وہابی جن لوگوں نے مرزائیوں، وہابیوں کو اپنے سینوں سے الگ کیا انھوں نے اچھا نہیں کیا، ہم لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ آپ اشرف علی تھانوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو انھوں نے بر سر مجلس یہ جواب دیا کہ وہ لوگ بھی عالم تھے ان کو کافر و فاسق کہنے کا حق سورینام کے ان پڑھ مسلمانوں کو نہیں ہے۔ اس جواب پر وہابیوں نے نعرے بھی لگائے اور اسی

طرح ان کی تقریر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر ہوئی ہے۔ مولوی موصوف کے اس رویہ کی بنا پر یہاں کے مسلمانوں نے ان کی بیعت فوراً توڑ دی اور مسلک کی سب سے بڑی تنظیم سے مطالبہ کیا کہ مولوی صاحب سے چند سوالات کرنے چاہیے تاکہ ان کی دینی حقیقت ظاہر ہو جائے، انھوں نے تحریری جواب دینے کا وعدہ بھی کیا اور اس کے باوجود بھی کوئی جواب نہیں دیا اور وہ یہاں سے چلے بھی گئے۔ لٰہذا اب سنی مسلمان ان کے ساتھ کیا برتاؤ کریں؟ کیوں کہ اب چند ماہ بعد آنے والے ہیں۔

❶- آیا انھیں سنی مقتدا جان کر ان کی عزت کی جائے؟

❷- یا ان سے سنیوں کو کنارہ کشی کرنی چاہیے؟

❸- یا ان کی تردید یہاں کے سنی مسلمانوں پر ضروری ہے؟

❹- اکابر وہابیہ جیسے اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، قاسم نانوتوی، نیز غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کو کافر جاننے اور کہنے کا حق سورینام کے مسلمانوں کو ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ شخص (عبد الوہاب صدیقی) سنی مسلمان ہرگز نہیں بلکہ صلح کلی ہے یہ حقیقت میں مرزائی، قادیانی، وہابی، دیوبندی ہے، دیوبندیوں کا پرانا طریقہ ہے کہ جہاں کے اہل سنت خوش عقیدہ ہوتے ہیں اور کسی بدمذہب کو اپنے یہاں گھسنے نہیں دیتے وہاں کسی انتہائی چالاک شاطر دنیادار کو یہ ہدایت کر کے بھیجتے ہیں کہ ابتداءً وہاں جاکر تقیہ کر کے اپنے آپ کو سچا پکا سنی ظاہر کرو اور اپنے ریاکارانہ عبادت و ریاضت و تقویٰ سے سنی مسلمانوں کو اپنا گرویدہ اور معتقد بناؤ اور جب دیکھ لو کہ ہمارے پاؤں خوب جم جائیں تو پھر مرزائیت، وہابیت کا اظہار کرو۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب وہ کسی سے مانوس ہو جاتا ہے تو بڑی مشکل سے اس کا ساتھ چھوڑتا ہے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی سابق صدر مدرسہ دیوبند نے اپنے شاگردوں، مریدوں کو خاص طور سے اس کی ہدایت کی ہے اس فارمولے پر عمل کرتے ہوئے مولوی اشرف علی تھانوی نے کان پور میں بارہ سال تک اپنے آپ کو سنی ظاہر کیا جس کے نتیجہ میں سیکڑوں سنی وہابی ہو گئے، اسی فارمولے کے مطابق خلیل احمد بجنوری، بدایوں آکر رہا، وہابیوں کی تکفیر کرتا رہا، ان کے ساتھ انتہائی سخت برتاؤ کرتا رہا۔ تقریباً بیس سال تک اس کا یہی رویہ رہا، پھر اخیر میں اپنے آپ کو ظاہر کیا، سوال میں لکھے ہوئے واقعات سے ظاہر ہے کہ یہ شخص (عبد الوہاب صدیقی) بھی اسی قسم کا در انداز گھس پیٹھ ہے۔ سنی مسلمانوں کو فرض ہے کہ جماعتی طور پر اس سے بیزاری کا اعلان کر دیں اور اپنی بیعت اس سے توڑ دیں، اس کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ یہ شخص اپنے ان اقوال کی وجہ سے خود کافر مرتد ہو گیا۔ اس نے یہ کہا کہ سورینام میں نہ کوئی مرزائی ہے نہ کوئی وہابی جن لوگوں نے مرزائیوں وہابیوں کو اپنے

سنیوں سے الگ کیا انھوں نے اچھا نہیں کیا۔ نیز تھانوی، گنگوہی، نانوتوی وغیرہ کے بارے میں اس کا یہ کہنا کہ وہ لوگ بھی عالم تھے ان کو کافر و فاسق کہنے کا حق سورینام کے ان پڑھ مسلمانوں کو نہیں ہے۔ پہلے قول کی بنا پر اس وجہ سے کافر ہو گیا کہ اس نے مرزائیوں، وہابیوں کو کافر نہیں جانا جب کہ مرزائی اور وہابی ختم نبوت کے منکر اور انبیاے کرام کی شان اقدس میں توہین کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں اور کافروں کو کافر کہنا کافر جاننا فرض جیسا کہ ابھی آرہا ہے۔ مرزائی، تھانوی، گنگوہی کے بارے میں حل و حرم، عرب و عجم، ہند و سندھ کے علما کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ کافر و مرتد ہیں۔ ایسے کہ ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ الاشباہ والنظائر، پھر عالم گیری میں ہے:

"إذا لم يعرف الرجل أن النبي صلى الله عليه وسلم آخر الأنبياء فليس بمسلم."(۱)

جو شخص یہ نہ جانے کہ حضور اقدس ﷺ آخر الانبیا ہیں وہ مسلمان نہیں۔

شفا اور اس کی شرح شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر."(۲)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

نیز درر و غرر الاشباہ والنظائر، در مختار وغیرہ میں کسی نبی کی توہین کرنے والے کے بارے میں ہے:

"من شك في كفره وعذابه كفر."(۳) جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

یہ حکم جس طرح سے علما کے لیے ہے اسی طرح بے پڑھے لکھے عوام کے لیے بھی جو کافر ہے اسے کافر کہنا جاننا عوام پر بھی فرض ہے۔ ان کو کافر نہ کہنا بلکہ عالم و پیشوا ماننا کفر اس جاہل سے کوئی پوچھے فرعون، ہامان، ابوجہل وغیرہ کو کافر کہنا، سورینام کے بے پڑھے لکھے مسلمانوں پر فرض ہے کہ نہیں، اگر فرض اور ضرور فرض ہے تو پھر انبیاے کرام کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے مرزائی، وہابی کو کافر کہنا سورینام کے مسلمانوں پر کیوں فرض نہیں خود قرآن پاک میں حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

(۱) الاشباه والنظائر، ص:۹۱، ج:۲، فتاوىٰ عالمگيري، ص:۲۶۳، ج:۲، كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، رشيديه، پاكستان.

(۲) رد المحتار، ص:۳۷۰، ج:٦، كتاب الجهاد، الباب المرتد، دارالكتب العلمية لبنان.

(۳) در مختار، ص:۳۷۰، ج:٦، كتاب الجهاد، الباب المرتد، دارالكتب العلمية لبنان.

''قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ ''[1] تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

اور فرمایا:

''وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ۔ ''[2] اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

کیا قرآن مجید نے جن لوگوں کو کافر کہا انھیں کافر کہنا سورینام کے بے پڑھے لکھے مسلمانوں پر فرض نہیں یہ وہی کہے گا جو گستاخ رسول ہوگا اور اپنے ہم عقیدہ، دوسرے گستاخان رسول کی پردہ پوشی کی کوشش کرے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص سنی صحیح العقیدہ ہرگز نہیں۔ بظاہر صلح کلی، بے دین ہے اور ہو سکتا ہے باطن میں مرزائی یا وہابی ہو سنی مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کریں اور حتی الوسع اس کا بھرپور رد کریں ہر ہر سنی مسلمان کو اس سے دور رہنے اور اس سے بچنے کی تلقین کریں، علما پر اپنے مقدور بھر، ذی اثر، ذمہ دار افراد پر اپنے مقدور بھر اس کا رد کرنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

قادیانی کو کافر نہ ماننے والا کافر ہے

مسئولہ: محمد محفوظ علی نوری، ہبی مملاں، الکمار 1816, G9 ہالینڈ

مسئلہ-ایک مولانا شبر نے اپنی تقریر کے دوران کہا، جتنے لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، سب کے سب مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ کلمہ والی بات پر بہت زور دیتا رہا کہ روزِ قیامت صرف دو گروپ ہوں گے ایک مشرک اور ایک مسلم۔ دوسری بات یہ کہ انسان کو حق نہیں کہ کسی کو کافر کہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ کسی کو کافر بنانا جو گستاخِ رسول ہے، خاص کر مرزائی کے متعلق یہ صاحب کا خیال ہے کہ سب کلمہ گو ہیں، لہٰذا ان کو کافر نہیں کہنا چاہیے تو آیا ایسے شخص کو امامت پر مقرر کر سکتے ہیں؟ جواب قرآن و حدیث کی روشنی سے مطلوب۔

الجواب

یہ شخص اپنی تقریر کی بنا پر صلح کلی، بدمذہب، کافر و مرتد ہے۔ اسے امام بنانا حرام۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا قضا کے برابر بلکہ اس سے بدتر۔ منجر الی الکفر۔ جو لوگ حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کے گستاخ ہیں وہ بہ اجماع امت کافر و مرتد ہیں، ایسے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ شفا اور اس کی شرح اور شامی میں ہے:

''اجمع المسلمون علی ان شاتم کافر من شك فی عذابه وکفره کفر.''[1]

---

(۱) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، پارہ:۱۰، آیت:۶۶۔

(۲) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، پارہ:۱۰، آیت:۷۴۔

او کما قال- مرزائی دو وجہ سے کافر ہیں۔ ایک تو غلام احمد کو اپنا پیشوا بنا کر اور اسے نبی مان کر۔ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین بمعنیٰ آخر النبیین ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا شرعاً محال ہے۔ حضور کے بعد جو کسی کو نبی مانے یا نبی ہونے کو ممکن جانے وہ بھی بہ اجماع کافر و مرتد ہے۔

شفا شریف میں ہے: ''اجمعت الامة علیٰ حمل هذالکلام علی ظاهر ه و ان مفهومه المراد به بدون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر هٰؤلاء الطوائف کلها.''

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب الاقتصاد میں مضمون بالا اپنے الفاظ میں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

''لا یمنع الحکم بتکفیره.''

امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح الفرائد میں مضمون بالا اپنے الفاظ میں تحریر کر کے فرماتے ہیں:

''وهٰذا احدی المسائل المشهورة کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالیٰ.''

دوسرا ان کا کفر یہ ہے کہ قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخیاں کی ہیں جو اس کی کتاب کشتی وغیرہ میں موجود ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کافر اللہ بناتا ہے، پس جسے اللہ نے کافر بنایا تو اللہ کے بندوں پر فرض ہے کہ اسے کافر جانیں، کافر مانیں، کافر کہیں ورنہ اللہ عز و جل کی مخالفت لازم آئے گی۔ گستاخِ رسول کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ ''[2] بہانے نہ بناؤ مومن ہونے کے بعد بلا شبہہ تم کافر ہو گئے۔

اس لیے جو بھی گستاخ رسول ہو، خواہ قادیانی ہو یا دیوبندی وہ بلا شبہہ کافر ہے، جو اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔ اس لیے جو قادیانیوں کو کافر نہ جانے وہ مسلمان نہیں، نہ اس کی نماز نماز، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ ایسوں کو ماننا تو بڑی بات ہے، ان سے سلام کلام جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہر کلمہ گو میں اصل یہ ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ قادیانی سے ملنے جلنے والا قادیانی نہیں ہو جائے گا۔

مسئولہ: غلام نبی خاں، غریب پور، بھاگلپور

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید تین بھائی ہے

---

(۱) رد المحتار، ج:٦، ص:٣٧٠، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع زکریا.

(۲) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ٩، پارہ:١٠، آیت:٦٦

اس میں سے دو بھائی قادیانی مع اہل و عیال کے ہیں اور ایک بھائی اپنے کو اہلِ سنت و جماعت اعلان کرتا ہے۔ صرف عید اور بقر عید کی نماز عید گاہ میں جاکر پڑھتے ہیں جمعہ میں بھی شریک نہیں ہوتے اور رمضان شریف میں بھی مسجد نہیں آتے۔ زید کو ایک پوتا تولد ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی جو قادیانی ہیں اس کے لڑکے بھی آئے ہوئے تھے، دونوں بچوں کا ایک ہی جانور میں عقیقہ کیا جو کہ ذبح کرنے والے ان کے بھانجے ہیں جو کہ اپنے کو اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں۔ زید کے دونوں بھائی جو قادیانی ہیں مع بال بچے قادیانی ہیں، سب آتے جاتے ہیں اور ایک ہی ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ ایسی صورت میں زید پر از روے شرع کیا حکم عائد ہوتا ہے، سنی ہیں یا قادیانی؟

الجواب

ہر کلمہ گو میں اصل یہ ہے کہ وہ مسلمان ہے جب تک کہ یہ دلیل سے ثابت نہ ہو کہ اس سے کوئی کلمۂ کفر صادر ہوا ہے۔ جب زید اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور سنیوں کی مسجد میں سنیوں کے ساتھ عیدین پڑھتا ہے تو اس کو سنی ہی کہا جائے گا۔ ہاں اگر اس کی تحریر یا تقریر سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قادیانی ہے تو ضرور اس کو قادیانی کہا جائے گا۔ مگر محض اس بنا پر کہ اس کے بھائی قادیانی ہیں وہ ان سے ملتا جلتا ہے یا اپنے بچوں کا عقیقہ ان کے بچوں کے ساتھ کیا زید کو قادیانی کہنا درست نہیں۔ قادیانیوں کے ساتھ کھانا پینا، ملنا جلنا، سلام و کلام کرنا حرام و گناہ ضرور ہے مگر کفر نہیں۔ اس لیے محض ملنے جلنے، ساتھ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے پر قادیانی ہونے کا حکم نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ زید فاسق و گنہ گار ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرمین طیبین کے موجودہ حکمراں کے عقائد کیا ہیں؟

مسئولہ: حافظ محمد ناصر حسین، مدرسہ قاسمیہ دارالقرآن، سمری بختیار پور، سہرسہ (بہار)-۳۰/ شوال ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- حرمین طیبین (مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ) پر حکمراں لوگ مسلم ہیں؟ بحوالہ قرآن مجید و حدیث پاک مع مستند کتب اول فرصت میں دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

جیسے پہلے کسی زمانے میں حرمین طیبین پر رافضیوں کا تسلط تھا اور قرامطہ کا اسی طرح اس وقت ہماری شامت اعمال سے حرمین طیبین پر آل سعود نجدیوں کا قبضہ ہے، آل سعود سب کے سب ابن عبد الوہاب نجدی کے ہم عقیدہ اس کے پیرو اس کے متبع ہیں، ان کے عقائد کیا تھے ان میں سے ہم صرف دو عقیدہ نقل کرتے ہیں۔

دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی نے اپنے مشہور گالی نامہ الشہاب الثاقب مطبوعہ رحیمیہ دیوبند میں لکھا: ”محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانانِ جہاں مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا، حلال و جائز بلکہ واجب ہے۔“[1] چناں چہ نواب صدیق حسن خاں نے خود اس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔ علامہ محمد امین بن عابدین شامی قدس سرہ نے رد المحتار باب البغاۃ میں لکھتے ہیں:

”كما وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا أنهم هم المسلمون وأن من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل أهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالىٰ شوكتهم وخرّب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلاثين ومائتين وألف.“[2]

جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے متبعین ہیں جو نجد سے نکلے اور حرمین پر انھوں نے قبضہ کیا وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ صرف یہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں مشرک ہیں، اسی عقیدہ کے مطابق انھوں نے اہل سنت اور ان کے علما کے قتل کو مباح جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی، اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح دی۔

اور جو شخص سارے جہاں کے مسلمانوں کو کافر کہے وہ خود کافر جیسا کہ حدیث میں ہے: ”فقد باء بها احدهما.“[3] دیوبندیوں کے یہی شیخ الاسلام نے لکھا: شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبها الصلوٰة والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل سرور کائنات کر۔تے ہیں، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ شان نبوت و رسالت میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا کافر و مرتد ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) الشهاب الثاقب، ص:۵۵، مطبوعه رحيميه، ديوبند.
(۲) الردالمحتار على هامش الدرالمختار، ص:٤١٣، ج:٦، كتاب الجهاد، باب المرتد، دارالكتب العلمية
(۳) مسلم، جلد اول، ص:۵۷

نجدی، دیوبندی کے عقائد صحیح نہیں۔

یہ کہنا کہ عرب میں کفر نہیں پھیلے گا یا کافر کی حکومت نہیں ہوگی، غلط ہے۔

مسئولہ: محمد قمر رضا، مسجد پنجابیان، پیلی بھیت شریف (یو۔پی۔)-۲۱ر ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ

مسئلہ -زید نے عمرو سے سوال کیا کہ آپ کعبہ شریف اور مسجد نبوی شریف کے اماموں کو کیا کہتے ہیں تو زید نے جواب دیا ان کے عقائد صحیح نہیں ہیں کیوں کہ وہاں نجدی حکومت ہے اور نجدی کافر ہیں تو امام بھی نجدی ہوں گے، امام بھی کافر ہوئے، تو عمرو نے حدیث کو پیش کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہاں کبھی کفر نہیں پھیلے گا اور نہ کافر کی حکومت ہوگی تو وہاں کفر کیسے پھیل گیا؟ اور دوسری حدیث پیش کی کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر! میں تم کو خانۂ کعبہ کی چابی دیتا ہوں تاقیامت تمھاری ہی نسل میں رہے گی، اور تمھاری نسل میں سے یہاں امام رہیں گے، تو یہ حدیثیں صحیح ہیں یا نہیں؟ وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں، اگر نہیں ہوگی تو کیوں اور وہاں کی حکومت کیسی ہے، اور زید پر شریعت کا حکم کیا ہوگا، زید کا جواب غلط ہے یا صحیح؟

الجواب

زید نے صحیح کہا، اس وقت حرمین طیبین پر نجدیوں کی حکومت ہے اور دونوں حرم میں نجدی عقیدے کے امام ہیں، نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی درست نہیں، اگر کوئی پڑھے گا تو نماز نہ ہوگی، قضا کے برابر ہوگی۔

علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار جلد ثالث باب البغاۃ میں لکھا ہے کہ نجدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں صرف وہی مسلمان ہیں اور سارے جہان کے کلمہ گو کافر و مشرک ہیں، انھیں قتل کرنا ثواب اور ان کا مال لوٹنا ثواب (۱) اور یہی دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے: علما نے فرمایا جو کہ حدیث میں بھی ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہے۔ نیز انھیں ٹانڈوی صاحب نے اسی الشہاب الثاقب میں لکھا کہ نجدی شان رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں انتہائی گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ جب نجدی گستاخانہ کلمات استعمال کرنے کی وجہ سے گستاخ رسول ہیں تو ان سے بڑھ کر کافر کون؟ علما کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے وہ ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ (شفا قاضی عیاض، شرح شفا، الاشباہ والنظائر، درر، غرر، در مختار وغیرہ) جب

(۱) الردالمحتار علی هامش الدرالمختار، ص:۴۱۳، ج:۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، دارالکتب العلمیة، لبنان.

نجدی سارے جہاں کے مسلمانوں کو کافر کہے، اور حضور اقدس ﷺ کی گستاخی کر کے کافر ہو گئے، تو نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا حقیقت میں نماز قضا کرنا ہے۔

یاد رکھیں کہ مکہ معظمہ میں جس طرح ایک نیکی پر ایک لاکھ نیکی کا ثواب ملتا ہے اسی طرح ایک گناہ پر لاکھ گناہ کا وبال ہوتا ہے۔ نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے نمازیں قضا کر کے روزآنہ پانچ لاکھ نمازیں چھوڑنے کا گناہ سر پر لیتے ہیں۔

اور عمرو نے جو کہا کہ وہاں کفر نہیں پھیلے گا اور کافر کی حکومت نہیں ہوگی، یہ حدیث ہے: عمرو کا یہ کہنا غلط ہے اس نے حضور ﷺ پر جھوٹ باندھا اور اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔ ایسی کوئی حدیث نہیں۔ چالیس سال سے میں سارے وہابیوں کو چیلنج کر رہا ہوں مگر آج تک کوئی وہابی یہ حدیث نہیں دکھا سکا اور نہ مرتے دم تک کوئی وہابی دکھا سکتا ہے۔ اسی طرح عمرو نے جو دوسری حدیث بتائی کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ کی چابی دی یہ بھی جعل، جھوٹ ہے، اور اس میں عمرو نے حضور اقدس ﷺ پر متعدّد جھوٹ باندھا ہے۔ اول یہ کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کعبہ کی چابی دی۔ دوم یہ کہ قیامت تک یہ چابی تمھارے خاندان میں رہے گی۔ تیسرے یہ کہ تمھارے ہی نسل سے امام رہیں گے۔ عمرو حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی وجہ سے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا چکا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"من كذب علي متعمداً فليتبوا مقعده من النار."(۱) جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ تو حضور اقدس ﷺ نے خانۂ کعبہ کی چابی دی اور نہ ان کے خاندان میں امامت باقی رہنے کی پیشین گوئی فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی کعبہ کی چابی نہیں ملی، حتی کہ ان کے دور خلافت میں بھی، اور نہ ان کے خاندان کے لوگ امام رہے۔ عمرو کا جھوٹ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ کسی وہابی، مودودی سے پوچھ لیں کہ آج حرمین طیبین کے امام کس خاندان سے ہیں، یہی عمرو کے جھوٹے ہونے کے لیے کافی ہے۔ عمرو کی ترکی تو تمام ہوگئی۔ اب آپ کے افادے کے لیے لکھواتا ہوں۔

سید الشہدا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں حرمین طیبین پر یزید کی حکومت تھی اور اس کے بعد از منۂ وسطیٰ میں قریب قریب اسی نوے سال تک مصر کے عبیدی رافضیوں کی حکومت رہ چکی ہے اور حدیث میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قبیلہ بنی دوس کی عورتیں ذوالخرامہ بت کی

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص:۳۲، کتاب العلم، مجلس برکات.

پوچھا کے لیے ناچیں گی نہیں۔ اور فرمایا: اور میں اس چھوٹی پنڈلیوں والے حبشی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھیڑ رہا ہے۔ غالباً یہ حبشی کعبہ ڈھانے والا بھی عمرو کے نزدیک مسلمان ہوگا۔ ایسے خداناترس انسانوں سے بات ہی کرنا فضول ہے جو ایسا جری، بے باک ہو کہ نجدیوں کی حمایت میں حدیثیں گڑھے، حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نجدی جمہور فقہا کے نزدیک کافر ہیں

مسئولہ: محمد عبد العلی، انصار نگر، ڈوگرا، مرزا نگر، ضلع ویشالی (بہار) -۲۵؍ ذو قعدہ ۱۴۱۴ھ

مسئلہ -① -زید کہتا ہے کہ عرب میں جو مسلمان ہیں نا! زید کا اتنا بولنا تھا کہ بکر نے یوں کہا کہ عرب میں مسلمان نہیں ہیں، عند الشرع دونوں پر کیا حکم وارد ہے؟

② -زید کہتا ہے کہ عرب میں مسلمان ہیں، بکر کہتا ہے کہ عرب میں مسلمان نہیں، زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا از روئے شرع دونوں پر کیا حکم وارد ہوگا؟

③ -زید کہتا ہے کہ بکر نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے کیوں کہ عرب میں مسلمان ہیں، جیسے صدام حسین اور بکر کہتا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو کافر نہیں کہا ہے بلکہ عرب میں جن کی حکومت ہے وہ وہابی، دیوبندی کی ہے اور وہ لوگ کافر ہیں اور صدام حسین دوسرے ملک کا ہے اور عرب سے مراد سعودی عرب بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ سعودی عرب میں سنی مسلمانوں کو ہر کام سے روکا جاتا ہے۔ مثلاً روضۂ انور کو بوسہ دینے اور علانیہ سنی کی کتابوں کو پڑھنے سے اور یہ بھی کہتا ہے جو بھی وہاں مسلمان ہیں ہم ان کو مسلمان مانتے اور کہتے ہیں اور جو وہاں کافر ہیں ہم ان کو کافر مانتے اور کہتے ہیں۔ عند الشرع دونوں پر کیا جرم عائد ہوتا ہے؟

④ -زید کا کہنا ہے کہ روضۂ انور کو بوسہ دینے سے وہاں کی حکومت روکتی ہے تو ٹھیک کرتی ہے کیوں کہ وہاں لوگ دھکم دھکا کرتے ہیں، بکر نے اس بات کے کہنے سے منع کیا، لیکن زید اسی بات پر اڑا رہا تو زید پر کیا حکم وارد ہوگا؟

الجواب

①-④ عرب شریف حتی کہ سعودیوں کی حدودِ مملکت میں بلکہ خود ان کے دار السلطنت ریاض میں مسلمان سنی، صحیح العقیدہ موجود ہیں۔ البتہ وہاں کی حکومت نجدیوں کی ہے جن پر بہ وجوہ کثیرہ کفر لازم ہے، جس کی بنا پر نجدی جمہور فقہا کے نزدیک کافر و مرتد ہیں۔ یہ کہنا کہ ”عرب میں مسلمان نہیں“ صحیح نہیں اگرچہ عرب سے قائل کی مراد سعودیہ عربیہ ہو مگر اس قول کی بنا پر قائل کافر نہ ہوگا۔ البتہ اس پر توبہ فرض ہے۔ نجدی ایک

الگ مذہب رکھتے ہیں وہ اہل سنت کی جماعت سے الگ ہے یہ انبیاے کرام خصوصاً سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخ ہیں، اپنے علاوہ سارے جہاں کے مسلمانوں کو، مشرک جانتے ہیں، انھیں قتل کرنا، ان کے مال کو لوٹنا، ان کی عورتوں کو لونڈی بنانا جائز جانتے ہیں۔ شفاعت کے منکر ہیں، انبیا و اولیا سے توسل و استمداد کو شرک کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ، روضہ انور کا بوسہ لینے کو منع کرتے ہیں۔ اس پر بوسہ لینے والے کو مارتے ہیں، دھکا دیتے ہیں اور وہ بھی اس بنا پر نہیں کہ بوسہ دینے میں دھکم دھکا ہوتا ہے بلکہ اس لیے کہ وہ بوسہ دینے کو شرک جانتے ہیں، منع کرتے وقت چلاتے بھی ہیں، شرک شرک، شرک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حرمین طیبین کے امام کا عقیدہ کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد حامد علی، مکان سی ۱۵/۸۵/۳ جی ۲، ماتا کنڈلہ پورہ، وارانسی (یو۔پی۔) ۲۳؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ -موجودہ سعودیہ عربیہ کی حکومت نے خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ میں جو امام مقرر کیا ہے ان کے عقیدے کے بارے میں کوئی تحقیق نہیں ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کے مقلد بھی ہیں یا نہیں؟ پس جو سنی صحیح العقیدہ حجاج کرام فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے جاتے ہیں وہ اس امام کی اقتدا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ جب کہ کتب فقہ میں جماعت سے نماز پڑھنے کی تاکید آئی ہے اور اگر کسی نے دانستہ یا نادانستہ ان کے پیچھے نماز ادا کر لی تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اس شخص کے بارے میں علماے اہل سنت کی کیا راے ہے یا اس کا ایمان رہا یا تجدید ایمان و نکاح کرنا پڑے گا، اور دیگر کون کون سی قباحتیں لازم آئیں گی، اگر علماے اہل سنت کے نزدیک حرمین طیبین کے موجودہ اماموں کا عقیدہ واضح ہو تو قلم بند فرما کر ممنون و مشکور فرمائیں، احقر کے والدین اور کچھ متعلقین امسال حج بیت اللہ کے لیے جا رہے ہیں۔

الجواب

حرمین طیبین کی دونوں مساجد کے امام نجدی ہیں اور ابن عبد الوہاب نجدی کے عقیدے پر ہیں یہ تحقیق شدہ بات ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو تو وہ ان اماموں سے ملاقات کر کے معلوم کر سکتا ہے۔ علامہ محمد امین بن عابدین شامی قدس سرہ نے رد المحتار میں لکھا کہ نجدیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ صرف وہی مسلمان ہیں ان کے علاوہ دنیا کے تمام مسلمان مشرک ہیں اور یہی بات مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر مدرسہ دیوبند جن کو دیوبندی شیخ الاسلام مولانا مدنی کہتے ہیں نے بھی الشہاب الثاقب میں لکھی ہے۔ نیز یہی بات مولانا محمد زید صاحب نے مقامات خیر میں بھی لکھی ہے۔ نیز مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا کہ ”وہابیہ“ نجدیہ، شان رسالت میں انتہائی گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ سارے جہاں کے مسلمان تو بہت ہیں جو کسی ایک مسلمان کو کافر

کہے وہ خود کافر ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی معمولی گستاخی کرنے والا بھی کافر ہے اس لیے نجدی اپنے کفری عقائد کی بنا پر کافر و مرتد ہیں اور جو کافر و مرتد ہو اس کی نماز، نماز نہیں نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز درست۔ اس وجہ سے نجدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھنا ایسا ہے گویا نماز قضا کر دی، مکہ معظمہ کی شان یہ ہے کہ وہاں جہاں ایک نیکی پر لاکھ کا ثواب ملتا ہے وہیں ایک گناہ پر لاکھ گناہ بھی لکھا جاتا ہے تو جن لوگوں نے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھی جو حقیقت میں قضا ہوئی، ان کے گناہوں کا شمار کیا ہوگا۔ رہ گیا جماعت کا معاملہ تو جماعت کا ثواب اس وقت ملے گا جب نماز صحیح ہوگی اور جب نماز ہی صحیح نہیں تو جماعت کا ثواب کیسا۔ فرض کیجیے آپ کسی مسجد میں پہنچے اور اس کا امام قادیانی ہے تو کیا جماعت کے شوق میں اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے؟ جو لوگ نجدیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہوں اور یہ جانتے ہوں کہ امام نجدی ہے پھر بھی اس کے پیچھے نماز پڑھ لیں وہ لوگ یقیناً سخت گنہگار ہیں اور نماز کے تارک، لیکن جو لوگ نجدیوں کے عقیدے سے واقف نہیں جیسے عام حجاج اور وہ لوگ وہاں نماز پڑھ لیتے ہیں تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نجدی حکومت کا حکم۔ روضۂ اقدس پر حاضری کے آداب۔ روضۂ اقدس پر ایک صحابی کا بارش کے لیے استغاثہ کرنا۔

مسئولہ: جناب انوار حسین انجم، ایڈیٹر ماہ نامہ کاف نون، ٹمیابرج، کلکتہ-۹/ ۷ جمادی الآخرہ ۱۴۰۸ھ

مسئلہ -① -حکومت سعودیہ نے مقامات مقدسہ، مقابر صحابۂ کرام، ازواج مطہرات اور نشانات اوائل اسلام وغیرہ مقدس مقامات کو مسمار کرنے کے لیے جو بہانہ تراشہ ہے کہ اس قبر پرستی سے توحید میں خلل پڑتا ہے اور مظاہر پرستی کی بنیاد پڑتی ہے اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے، کیا اس سے حقیقتاً توحید میں خلل پڑ رہا ہے، یا مظاہر پرستی کی بنیاد پڑ رہی تھی؟ کتاب و سنت کی روشنی میں آگاہ کریں۔

② -حکومت سعودیہ نے حضور مجاہد ملت اور موجودہ مفتی اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ کے ساتھ ناروا سلوک کر کے بغیر حج کے واپس کر دیا، اور الزام عائد کر دیا کہ اجماع امت کے خلاف انھوں نے اقدام کیے اور ملت اسلامیہ میں افتراق کے باعث بنے۔ یعنی حج کی جماعت سے الگ جماعت کرنے کی کوشش کیا، یہ الزام صحیح ہے اگر صحیح ہے تو جماعتی طریقہ کار سے احتراز کیوں فرمایا؟ اور جو احتراز فرمایا اس کی وجوہات پر کتاب و سنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

③ -مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی اور دنیا کے مسلمانوں کی مشترکہ مانگ

خلافت کمیٹی کی شکل میں کہ سعودی بادشاہت ختم کرو، خلافت واپس لاؤ، ٹھکرا دی اور اپنی خاندانی موروثی حکومت قائم کر لی، کیا یہ کتاب و سنت کی رو سے صحیح ہے؟

④ -مناسک حج کے موقع پر ایرانی زائرین و حجاج پر جیسا کہ سننے میں آتا ہے حکومت سعودیہ نے اپنی قوت کے مظاہرہ میں گولیاں چلائیں۔ ایسا کیوں ہوا جب کہ جلسہ و جلوس کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ جس کے متعلق ایرانی سفارت خانے بولتے ہوئے تھک بھی نہیں رہے ہیں۔ اگر حقیقتاً ایسا ہوا تو اس میں مجرم کون ہے، اگر اس کی نشاندہی ہو جائے اور اسلامی جمہوریہ ایران اور حکومت سعودیہ جو ان دنوں طاقت کے نشے میں چنگھاڑ رہے ہیں ان پر اتفاق رائے سے جو حد جاری ہوتی ہو کتاب و سنت کی روشنی میں مرحمت فرمائیں۔

الجواب

① -سعودیہ عربیہ حکومت کے ڈکٹیٹر اور اس حکومت کے تمام ارکان اور ان کی ہم قوم ساری نجدی برادری کا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا میں صرف وہی مسلمان ہیں بقیہ پوری دنیا کے مسلمان حتیٰ کہ حجاز مقدس اور حرمین طیبین کے باشندے بھی کافر ہیں، صرف کافر ہی نہیں کافروں کی بدترین قسم مشرک ہیں۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کے پیش رو نے حرمین طیبین پر حملہ کیا اور وہاں کے باشندوں اور علما و مشائخ کو بے دریغ قتل کیا اور ان کے مال و متاع کو لوٹا، جیسا کہ علامہ محقق شیخ محمد امین شامی نے رد المحتار حاشیہ در مختار میں لکھا:

”كما وقع في زماننا في أتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا أنهم هم المسلمون وأن من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل أهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله تعالىٰ شوكتهم وخرّب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلاثين ومائتين وألف.“[1]

جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبد الوہاب کے متبعین ہیں جو نجد سے نکلے اور حرمین پر انھوں نے قبضہ کیا وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ صرف یہی مسلمان ہیں اور جو ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں مشرک ہیں، اسی عقیدہ کے مطابق انھوں نے اہل سنت اور ان کے علما کے قتل کو مباح جانا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی، اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح دی۔

اور بعینہٖ یہی مضمون مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر دار العلوم دیوبند نے الشہاب الثاقب میں لکھا: لیکن

(۱) الردالمحتار علی هامش الدرالمختار، ص:۴۱۳، ج:۶، كتاب الجهاد، باب المرتد، دارالكتب العلمية

صرف اس دعویٰ سے کہ صرف ہمیں مسلمان ہیں بقیہ سارے جہاں کے مسلمان مشرک ہیں انھیں کامیابی نہیں ہوئی تو انھوں نے نجد کے جاہل ان پڑھ بدوؤں کو یہ پٹی پڑھائی کہ چوں کہ حرمین طیبین کے مسلمان قبر پرستی کرتے ہیں اس لیے مشرک ہیں اور یہی حال دنیا کے تمام مسلمانوں کا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حرمین طیبین ہو یا دنیا کا کوئی حصہ کوئی مسلمان کسی قبر کی پرستش اور پوجا نہیں کرتا۔ پرستش اور پوجا عبادت کا ترجمہ ہے۔ عبادت اور چیز ہے اور تعظیم اور چیز دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، کسی کام کے عبادت ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جس کے لیے وہ کام کیا جاوے اسے معبود اعتقاد کیا جائے، بغیر اعتقاد کے کوئی کام عبادت نہیں ہو سکتا۔ مثال کے طور پر قبلہ رخ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، نماز میں عبادت ہے مگر سارے علماے اہل سنت یہ تحریر کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے مزار اقدس پر حاضر ہو تو منھ حضور ﷺ کے مزار اقدس کی طرف کرے اور جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے ویسے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو۔ فتح القدیر میں ہے:

”رواه أبو حنيفة رضي الله تعالىٰ عنه في مسنده عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما قال من السنة أن تاتي قبر النبي ﷺ من قبل القبلة وتجعل ظهرك إلى القبلة وتستقبل القبر بوجهه.“[1]

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرمائی کہ سنت یہ ہے کہ نبی ﷺ کے مزار پاک پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہو اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کرے اور منھ مزار اقدس کی طرف۔

عالم گیری میں ہے:

”رواه أبو حنيفة رضي الله تعالىٰ عنه في ”ويقف كما يقف في الصلوٰة كذا في الاختيار شرح المختار.“[2]

ایسے کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے مگر یہ کھڑا ہونا عبادت نہیں تعظیم ہے۔

اور دونوں میں فرق وہی اعتقاد ہے کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل کو معبود اعتقاد کرکے کھڑا ہوتا ہے اور مواجہہ اقدس میں کھڑا ہوتا ہے تو حضور اقدس ﷺ کو معبود نہیں اعتقاد کرتا بلکہ اللہ عزوجل کا محبوب بندہ اور رسول اعتقاد کرکے کھڑا ہوتا ہے اس لیے یہ عبادت نہیں تعظیم ہے، اس کی دوسری مثال دو زانو بیٹھنا ہے نماز میں دو زانو بیٹھتے ہیں یہ عبادت ہے مگر پوری دنیا کے مسلمان اپنے اساتذہ اور مشائخ کے سامنے

(۱) فتح القدير، ص:۹۵، ج:۳، مسائل منثورة، رشيديه پاكستان.
(۲) عالم گيرى، ص:۲۶۵، ج:۱، كتاب المناقب، مطلب زيارة النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، رشيديه پاكستان

بھی دو زانو بیٹھتے ہیں اسے کوئی عبادت نہیں سمجھتا، سب تعظیم جانتے ہیں، نجدیوں نے ہر تعظیم کو عبادت قرار دے کر دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دے دیا یہ ان کی جہالت ہی نہیں بدباطنی ہے۔ انبیاے کرام، اولیاے عظام، علما و مشائخ کے مزارات طیبہ کو پختہ بنانا کفر و شرک نہیں بلکہ مباح و مستحسن ہے ان پر قبے بنانا بھی جائز و مستحسن ہے۔ علامہ طاہر فتنی نے مجمع البحار میں اور ملا علی قاری نے حتی کہ دار العلوم دیوبند کے سابق مفتی عزیز الرحمٰن نے شرح نقایہ میں ملا علی قاری کے حاشیے میں لکھا:

”قد أباح السلف أن يبني على قبور المشائخ والعلماء المشاهير ليزورهم الناس ويستريحون فيه بجلوس فيه.“[1]

سلف نے علما اور مشائخ مشہورین کی مزارات پر عمارت بنانے کو جائز فرمایا تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور اس میں بیٹھ کر آرام پائیں۔

اسی طرح انبیاے کرام اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری اور ان سے استعانت اور ان سے دعا کے لیے درخواست عہد صحابہ سے لے کر آج تک تمام امت میں رائج و معمول ہے، امام ابوبکر ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوۃ میں سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک بار قحط پڑا ایک صاحب (حضرت بلال بن حارث مزنی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزار اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگیے کہ وہ ہلاک ہوئے جا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان صحابی کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا عمر کے پاس جاکر اسے سلام پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ اب پانی آیا چاہتا ہے اس حدیث کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں نقل فرمایا اور علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری نے المواہب اللدنیہ میں نقل فرماکر فرمایا کہ یہ صحیح ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد دوم میں امام غزالی کا یہ قول نقل فرمایا:

”جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے اس سے بعد وصال بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔“

اور اسی میں سیدی احمد بن مرزوق قدس سرہ کا یہ ارشاد نقل فرمایا: ”یہ دیار مغرب کے صف اول کے علما و مشائخ میں تھے کہ شیخ ابو العباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا کہ زندہ کا مدد کرنا زیادہ قوی ہے یا وصال فرما جانے والے کا، میں نے کہا ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ وصال فرما جانے والے کی مدد زیادہ قوی ہے اس پر شیخ ابو عباس حضرمی نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو اس لیے کہ وصال فرما جانے والا اللہ

(۱) محمود الرواية حاشيه شرح النقاية، ص:۱۳۹

عزوجل کی بارگاہ میں ہے۔"

نیز فرمایا کہ ایک بہت بڑے شیخ نے فرمایا کہ میں نے اولیاے کرام میں چار حضرات کو دیکھا کہ وہ اپنے مزارات میں رہتے ہوئے ویسے ہی تصرف کرتے ہیں جیسے اپنی حیات میں یا اس سے زیادہ۔ حضرت شیخ معروف کرخی، غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور دوسرے دو اور بزرگ۔

عارف باللہ ملا عبد الرحمن جامی قدس سرہ نے نفحات الانس میں بھی اسے نقل فرمایا اس سے ثابت ہوگیا کہ انبیاے کرام اور اولیاے عظام کے مزارات پر حاضر ہونا ان سے دعا کی درخواست کرنی، ان سے استعانت کرنا عہد صحابہ سے آج تک تمام دنیا کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ یہ شرک وبدعت نہیں، مگر نجدیوں کا مقصود تھا ملک گیری، حکومت کی لالچ اس کے لیے انھیں فوج کی حاجت تھی، حرمین طیبین پر حملہ کرنے کی ہمت وہ بھی مسلمانوں کو قتل کرنے کی جرأت کون کرتا اس کے لیے چالاک نجدیوں نے یہ تراشہ کہ یہ لوگ قبر پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں مسلمان نہیں۔ اس لیے ان سے لڑنا، ان کو قتل کرنا، ان کے مال و متاع لوٹنا، باعث اجر وثواب ہے، اس طرح جاہل بدو گنواروں کی فوج تیار کی اور حرمین طیبین اور پورے حجاز مقدس و نجد پر قابض ہو کر اسے اپنی ذاتی ملکیت بنالی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ مفتی اعظم ہند مولانا اختر رضا خان صاحب مد ظلہ العالی کا یہ عمل کہ ان حضرات نے نجدی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور اپنی الگ جماعت کی، کتاب وسنت کی روشنی میں بالکل حق ہے بلکہ ان حضرات پر ایسا کرنا لازم تھا۔ اس لیے کہ نجدی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں انتہائی گستاخ ہیں، مولوی حسین احمد ٹانڈوی سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند الشہاب الثاقب میں لکھتے ہیں: "شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں۔"(۱) اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو بھی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ امام قاضی عیاض شفا میں اور علامہ شامی رد المحتار میں نقل فرماتے ہیں:

"أجمع المسلمون أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر."(۲)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اور نماز صحیح ہونے کے لیے ایمان شرط۔ جب یہ مومن ہی نہیں تو نہ ان کی نماز نماز ہے، نہ ان کے پیچھے

(۱) الشہاب الثاقب، ص:۴۷.
(۲) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، باب مطلب مهم في حكم ساب الأنبياء، دارالكتب العلمية، لبنان.

کسی کی نماز صحیح۔ اس لیے در مختار میں فرمایا:

"وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلا."(۱)

اگر کوئی ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کرے جس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے تو اس کی اقتدا قطعاً صحیح نہیں۔

ایسی صورت میں نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنی نہ پڑھنے کے برابر، قضا کرنے کے مرادف حرم شریف میں نماز پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ ایک نماز پر لاکھ نماز کا ثواب ملے گا، اور جب نماز ہی نہیں ہوگی تو ثواب کیسا۔ اس لیے ان اکابر نے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اپنی الگ جماعت قائم کی۔ اس کی نظیر واقعۂ کربلا ہے کہ یزیدیوں کی فوج ہزار ہا ہزار تھی۔ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ صرف بہتر افراد تھے حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی الگ جماعت کی۔ ان ہزار ہا ہزار یزیدیوں کے ساتھ ان کے امام کی اقتدا نہیں کی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) خلافت کمیٹی کا مطالبہ حق تھا، ابتدا میں ابن سعود نے اسے منظور کرنے کا وعدہ بھی کر لیا تھا مگر جب باشندگان حجاز اور دنیاے اسلام کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو اسے ٹھکرا دیا اور اپنی ذاتی حکومت قائم کر کے حجاز مقدس کو اپنی ذاتی ملک بنا لیا۔ یہ ابن سعود کی منافقت تھی۔ حدیث میں منافق کی علامت بتائی گئی:

"اذا وعد غدر."

وعدہ کر کے پھر جائے۔

ابن سعود کی یہ حرکت یقیناً کتاب وسنت کی رو سے غلط اور غصب کے مرادف ہے اس پر اس کی جتنی بھی ملامت کی جائے وہ کم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) امسال حج کے موقع پر جو شرم ناک افسوس ناک واقعہ رونما ہوا اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے، ہر حکومت کا یہ طریقہ بن چکا ہے کہ قرآن وسنت اور انسانیت کو بالاے طاق رکھ کر اپنے مخالف کو بدنام کرنے اور اپنے کو بے داغ ثابت کرنے کے لیے بلا دریغ جھوٹ بولتے اور پھیلاتے ہیں یہی نجدی حکومت بھی کر رہی ہے اور ایران کی رافضی حکومت بھی۔ یہ حادثہ کیسے ہوا، کیوں ہوا یہ آج تک صحیح طور پر صحیح ذرائع سے معلوم نہ ہو سکا۔ ہندوستان میں نجدی حکومت کے وظیفہ خوار نجدیوں کی بول بول رہے ہیں اور ایرانی رافضی حکومت کے وظیفہ خوار ان کی بول بول رہے ہیں ایسی صورت میں صحیح صورتِ حال کی تحقیق مجھ جیسے گوشہ نشیں آدمی کے لیے قریب قریب محال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) درمختار، ج:۲، ص:۲۶۴، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة، دارالكتب العلمية لبنان.

کیا دفع شر کے لیے نجدی اماموں کی اقتدا میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟

مسئولہ: ادارۂ استقامت، کان پور (یو۔پی۔)

مسئلہ۔ حکومت سعودیہ نجدیہ حج و عمرے کے موقع پر ایرانیوں و بریلویوں کی خفیہ تلاش کرتی ہے، نت نئے بھیس میں سی آئی ڈی ہر چہار جانب پھیلے ہوتے ہیں، شبہ ہو جانے پر اسے حکومت کا باغی قرار دیا جاتا ہے، نیز تھپڑوں اور گھوسوں کے ساتھ اسے قید و بند کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور پھر حج و عمرے کی سعادت سے بھی اسے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی سنی مسلمان دفع شر کے لیے کبھی کبھی حرمین شریفین کے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے یعنی نیت نہ کر کے صرف نقل نماز کرے اور پھر فوراً اپنی نماز کا اعادہ کر لے، ساتھ ہی بلا تاخیر حرم شریف میں توبہ شرعیہ بھی کر لے تو از روئے شرع مطہرہ ایسا شخص مجرم ہوگا یا نہیں، واضح ہو کہ مدینہ طیبہ اور خود اپنے ملک ہندوستان میں بہت سے وہ سنی حضرات بطور گواہ اب بھی موجود ہیں جن کو خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے دفع شر کے لیے نجدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ دی، مہاجر مدنی موصوف کا یہ حکم شریعت مطہرہ کی رو سے کیسا ہے؟

الجواب

انبیاے کرام کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کی وجہ سے نجدی کافر ہیں، نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا قضا کے حکم میں بلکہ اس سے بدتر منجر الی الکفر، اس لیے محض اس اندیشے سے کہ اگر اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے تو پکڑے جائیں گے، ان کے اقتدا کی اجازت نہیں دی جا سکتی یہ محض ایک وہم اور وسوسہ ہے۔ بحمدہ تبارک و تعالیٰ یہ خادم بھی حج و زیارت سے مشرف ہوا ایک نماز بھی نجدی امام کے پیچھے نہیں پڑھی اور کسی نے مجھ سے کچھ پوچھا بھی نہیں ایسے ہی بحمدہ علماے اہل سنت بلکہ بہت سے عوام بھی ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا، حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی کیا بلکہ دونوں حرموں میں پنج وقتہ باجماعت نماز ادا کی اور کچھ بھی نہ ہوا، حضرت مجاہد ملت اور حضرت علامہ ازہری یا حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ ہندوستان کے شر پسند وہابیوں کی چغلی اور ان کے اکسانے پر ہوا، نجدی امام کی اقتدا ہرگز ہرگز کسی قیمت پر نہ کی جائے، اپنی نماز الگ پڑھی جائے ادر اوقات میں تو پوری دنیا نمازیں پڑھتی رہتی ہے کوئی ان سے نہیں پوچھتا صرف مغرب کے وقت تھوڑی سی دشواری ہوتی ہے مگر ایسی نہیں کہ کسی پریشانی کا موجب ہو۔ ان کی جماعت ہونے کے بعد نماز پڑھیں کوئی حرج نہیں بسبب عذر اتنی تاخیر میں کراہت بھی نہیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نجدی امام کی اقتدا کی اجازت دی ہو میں اس کو نہیں مان سکتا۔ یقیناً راویوں سے سننے یا سمجھنے میں غلطی ہوئی میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ عوام اپنی من مانی باتوں کو متوفی علما کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں کہ ان کے مرشد برحق مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز و دیگر علماے اہل سنت کے واضح اور غیر مبہم فتاویٰ موجود ہیں، میں کیسے باور کر لوں کہ انھوں نے ایسا کہا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آج کل کے روافض، دیوبندی، وہابی کا کیا حکم ہے؟
کافر کی بطریق مسنون تجہیز و تکفین و ایصال ثواب حرام قطعی۔ مرتد کی نماز جنازہ۔

مسئولہ: مدرسہ اسلامیہ، موضع فیروز پور، ڈاک خانہ آندر، سیوان (بہار) -۲۸/ ذوقعدہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلے میں کہ زید کی شادی خانہ آبادی شیعہ کی لڑکی سے ہوئی، زید اور زید کی شریک حیات مذہب اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، اور کچھ دنوں سے زید کی خوش دامن (یعنی ساس) مہمان کے طور پر ان کے گھر آئی ہوئی تھی، اور شیعہ خیال کی تھی اچانک اس کا انتقال زید کے گھر ہو گیا۔ اس کی نماز جنازہ و تجہیز و تکفین زید نے اہل سنت و جماعت سے ادا کروا دیا۔ لہٰذا اس صورت میں اس کی نماز جنازہ میں شریک ہونے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس کے لیے قرآن خوانی کروانا کیسا ہے؟ وہابی، دیوبندی کی نماز جنازہ ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

یہاں کے روافض مرتد ہیں، عالم گیری میں ہے: "أحكامهم أحكام المرتدين."[1] یہاں سے مراد آج کل ہندوستان میں پائے جانے والے روافض ہیں، اسی طرح وہابی، دیوبندی بھی کافر مرتد ہیں اس لیے کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی۔ کسی کافر کی بطریق مسنون تجہیز و تکفین حرام قطعی و گناہ۔ اسی طرح ایصال ثواب بھی اور ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کرنا اس سے سخت تر حرام و گناہ اور نماز جنازہ پڑھنا ان دونوں سے بدرجہا اشد بلکہ حکم یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والے، پڑھانے والے سب توبہ و تجدید ایمان اور اگر بیوی والے ہیں تو تجدید نکاح بھی کریں۔ شامی میں ہے:

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر."[2]

آپ نے جان لیا کہ مذہب صحیح اس کے برخلاف ہے تو مرتد کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے۔

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، کتاب المرتد، مطبع ماجدیہ.

(۲) ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۳۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، مطبع دارالکتب العلمیة لبنان

درر، غرر اور در مختار میں ہے:

"وما فيه خلاف يؤمر بالتوبة و تجديد النكاح."[1] اور جس مسئلہ میں اختلاف ہو اس میں توبہ اور تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

رافضی کے احکام۔ جو سید رافضی ہوجائے اس کا نسب باطل ہوجاتا ہے۔

مسئولہ: ذوالفقار محمد نیر، نیچے کی مسجد، چیپ محلہ، چتور گڑھ (راجستھان)۔ ۴؍ ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ

مسئلہ۔ سادات کا احترام مسلمانوں پر لازم وضروری ہے لیکن کیا شیعہ جو اپنے آپ کو سادات کہتے ہیں وہ بھی لائقِ احترام ہیں۔ اگر کسی شیعہ کے دعویٰ کے مطابق ان کے یہاں کوئی جن بزرگ آتے ہیں تو کیا اس نسبت سے اس شیعہ کا احترام کیا جائے گا اور اگر کوئی سنی کسی شیعہ کو حسنی وحسینی سادات سمجھ کر احترام کرے تو اس کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ بعض لوگوں کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہوگا کہ ہمارے بعض سنی بزرگ نجارہ کی ایک شیعہ عورت کے یہاں آیا جایا کرتے تھے اور سید سمجھ کر اس کی عزت وتعظیم کیا کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کا احترام کرنا چاہیے اور ان کے معاملہ میں ہمیں دخل نہیں دینا چاہیے کہ درویشی کے رنگ کو ہم کیا سمجھ سکیں چوں کہ ان بزرگوں کا اب وصال ہوچکا ہے۔ اس لیے یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ واقعی وہ سید سمجھ کر شیعہ کی تعظیم کرتے تھے یا کہ بعض مفاد پرستوں کی ان پر محض یہ الزام تراشی ہے۔ چوں کہ بعض سادہ لوح مسلمان اسے بنیاد بناکر شیعہ کو اپنا مرکز تعظیم سمجھنے لگے ہیں۔ لہٰذا ان کے اس ڈگمگاتے ہوئے ایمان کو بچانے کے لیے آپ سے مؤدبانہ عرض ہے کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کے مسلک کی روشنی میں حوالہ جات کے ساتھ جواب تحریر فرماکر ممنون فرمائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ جو شخص شریعت کا حکم جاننے کے باوجود محض ضد اور ہٹ دھرمی سے شیعہ کی عزت واحترام کر رہا ہے۔ کیا اسے اپنا پیر یا امام بنانا درست ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب

ہمارے دیار میں جو شیعہ پائے جاتے ہیں وہ اثنا عشریہ، امامیہ ہیں اور یہ اسلام سے خارج کافر ومرتد ہیں۔ عالم گیری میں ان کے بارے میں فرمایا:

"فهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام وأحكامهم أحكام المرتدين."[2] اور یہ قوم دین اسلام سے خارج ہوگئی اور ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

(۱) درمختار، ج:٦، ص:۳۹۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع دارالكتب العلمية بيروت لبنان

(۲) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:٢٦٤، الباب التاسع فی احکام المرتدين.

کفر وارتداد کے بعد نسب کی شرافت کا کوئی اعتبار نہیں۔ بلکہ بنص قرآن وہ نبی کے اہل ہونے سے خارج ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے کافر بیٹے کے بارے میں ارشاد ہے:

"اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ۔"[1] وہ تیرے اہل سے نہیں۔

اس لیے اگر واقعی کوئی شیعہ، رافضی سادات کے نسل سے ہو بھی تو رافضی ہوجانے کے بعد وہ سید نہ رہا۔ ویسے عموماً روافض صحیح النسب نہیں اس لیے اگر بالفرض کوئی رافضی اپنے آپ کو سید کہے تو بھی وہ سید نہیں اور نہ اس کی تعظیم وتکریم جائز بلکہ حرام وگناہ ہے، ان کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."[2] نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان سے شادی بیاہ کرو۔

جب ان کے ساتھ میل جول اور کھانا پینا جائز نہیں، ان کی تعظیم کب جائز ہوگی۔ رہ گیا کسی رافضی کا یہ دعویٰ کہ میرے اوپر فلاں بزرگ جن آتے ہیں یہ اس کا فریب ہے اس پر اعتبار کرنا درست نہیں، اور اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو جنوں میں بھی کافر، مسلمان، سنی، رافضی، وہابی سبھی ہیں یہ کہنا کہ فلاں بزرگ رافضی عورت کے پاس جاتے تھے کسی طرح درست نہیں۔ بزرگ ہوکر رافضی عورت کے پاس کوئی کیسے جاسکتا ہے۔ ابھی حدیث گزری کہ رافضیوں سے میل جول حرام، ثانیاً اجنبیہ عورت کے پاس جانے والا بزرگ ہو یہ محال ہے۔ رہ گیا یہ کہنا کہ درویشی کے رنگ کو ہم کیا سمجھیں شیطان کا فریب ہے۔ کافر کی تعظیم وتکریم درویشی نہیں شیطان کی پیروی ہے جو شخص رافضیوں سے ملتا جلتا ہو ان کی تعظیم وتکریم کرتا ہو اگرچہ یہ بہانا بناکر کہ یہ سید ہے فاسق وفاجر ہے۔ اور اگر اسے جائز سمجھتا ہے تو گمراہ بددین اس سے مرید ہونا جائز نہیں۔ اگر مرید ہوچکا ہے تو بیعت فسخ کرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی اور رافضی کو مسلمان کہنا جائز نہیں۔

مسئولہ: محمد خالد، ۲۸۲، عبدالرحمن اسٹریٹ R.25 بمبئی۔ یکم صفر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ۔ دیوبندیوں اور رافضی کو کافر کہا جاسکتا ہے یا نہیں؟ دلائل وبراہین کے ساتھ وضاحت فرمائیں۔

الجواب

دیوبندیوں وہابیوں کے پیشواؤں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کی ہیں۔ مولوی

(۱) قرآن مجيد، پاره:۱۲، سورة الهود، آيت:٤٦.

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:٦٣٢.

رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں ص:۵۱ پر ''شیطان لعین کے علم کو حضور اقدس ﷺ کے علم سے وسیع مانا شیطان کے علم کو وسیع کہا اور حضور اقدس ﷺ کے لیے وسیع علم ماننے کو شرک بتایا، وہ بھی ایسا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہ ہو۔'' مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ: ''حضور اقدس کے ایسا علم زید، عمرو، بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔'' اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہے۔ اس موضوع پر علماے اہل سنت کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، منصفانہ جائزہ وغیرہ آپ منصفانہ جائزہ منگا کر پڑھ لیں آپ کو اطمینان ہو جائے گا۔

رافضیوں نے سیکڑوں کفریات بکے جن میں چند یہ ہیں، موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور اس میں بہت تغیر و تبدل ہے، اصل قرآن امام غائب لے کر سُرَّ مَنْ رأی کے غار میں چھپ گئے ہیں یہ تمام صحابۂ کرام کو باستثناے چند منافق اور کافر مانتے ہیں۔ قرآن مجید کے خلاف ام المومنین محبوبۂ محبوب رب العالمین صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معاذ اللہ زنا کا مرتکب قرار دیتے ہیں، بدء کے قائل ہیں یعنی یہ کہ اللہ عزوجل ایک کام کا فیصلہ کرتا ہے پھر یہ جان کر کہ اس سے بہتر، دوسرا حکم ہے پہلے کو بدل کر دوسرا حکم دیتا ہے اس عقیدے کو لازم کہ اللہ ایک وقت جاہل رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی بنا پر علماے سلف نے ان کو کافر و مرتد کہا۔ فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

''فهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام وأحكامهم أحكام المرتدين.''[1]

تو یہ قوم دین اسلام سے خارج ہو گئی اور ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

ان کے رد میں رد الرفضہ، رادّ الرافضہ، نصیحۃ الشیعۃ وغیرہ کتابیں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ رافضیوں کی مجلس میں جانا، ماتم و تعزیے کے جلوس میں شریک ہونا، تعزیہ دفن کرنے کے لیے کربلا جانا حرام و گناہ ہے۔ یہ کہنا کیسا ہے کہ جو لوگ حضور کے روضے پر دیدار کے لیے جاتے ہیں ان کو کیا ملتا ہے؟

مسئولہ: ڈاکٹر محمد اسلام، چاند پور، کان پور (یو۔پی۔)-۱۶/ربیع الآخر ۱۴۱۰ھ

مسئلہ-رافضیوں کی محفل میں آنا جانا اور ان کو اہل سنت کے یہاں بلانا اور ان سے پڑھوانا ایک سنی مولوی

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، الباب التاسع في احكام المرتدين.

صاحب رافضیوں کی مجلس میں شرکت کرتے ہیں اور ان کی انجمن کے ممبر بھی ہیں۔ جس کا نام رضویہ ہے ان کو چندہ بھی دیتے ہیں اور مجلسوں میں رافضیوں کے رنگ میں پڑھتے ہیں، یہاں تک کہ ان کو خوش کرنے کے لیے پڑھنے میں ہی چلا چلا کر روتے ہیں اور رافضی کی طرح اس طرح نعرہ لگاتے ہیں، نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، نعرۂ حیدری، نعرۂ صلوٰۃ، ماتم کی تلقین کرتے ہیں اور رافضی سینہ زنی کرنے لگتے ہیں اور وہ شامل رہتے ہیں اور محفل ختم ہونے پر ان کی شیرینی کنک لے کر کھاتے ہیں۔ جب کہ ان کی محفل میں صلاۃ و سلام کھڑے ہو کر کبھی نہیں پڑھا جاتا ہے اور اخیر میں سینہ کوٹ کر ماتم کر کے ختم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے تعزیہ اور تابوت میں شریک ہوتے ہیں اور چندہ دیتے ہیں جب کہ رافضی چھریوں سے سینہ زنی کرتے ہیں اور سنی مولوی صاحب ان کے ساتھ ساتھ ان کے کربلا تک جاتے ہیں۔ یہی سنی مولوی صاحب اہل سنت کی محفلوں میں رافضیوں کو خوش کرنے کے لیے ان کو بلاتے ہیں اور پڑھواتے ہیں اور منبرِ رسول پر آنے سے پہلے استقبالی نعرہ لگاتے ہیں اور ان کی غلط روایتوں کو سنتے ہیں۔ ایک رافضی مولوی نے انھیں سنی مولوی کے یہاں محفل میں شرکت کی اور رافضی مولوی نے اپنے بیان میں کہا کہ جو شخص حضور کے روضے کے دیدار کے لیے جاتا ہے اس کو کیا ملتا ہے وہ تو ظلمت کا ستارہ لے کر وہاں سے واپس آتا ہے، اس پر چند سنی حضرات نے منع کیا کہ یہ تو حضور کی توہین ہے مگر وہ مولوی صاحب ان کو خوش کرتے ہوئے ان کی موافقت کرنے لگے۔ رافضیوں کے یہاں مجلسوں میں جانا اور اہل سنت کا ان کو بلا کر اپنی محفلوں میں شرکت کرانا اور پڑھوانا کیسا ہے؟ شرعی حکم واضح کیجیے۔

الجواب

یہ شخص جس کے حالات سوال میں مذکور ہیں کئی وجہ سے فاسق، فاجر، مستحق نار مستوجب غضب جبار ہوا۔ رافضیوں کے ساتھ میل جول، سلام کلام، خورد و نوش حرام و گناہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إن الله اختارني واختارلي أصحابا وأصهاراً سياتي قوم يسبونهم وينقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم.''[1]

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لیے اصحاب و اصہار (خسر اور داماد) چن لیے جلد ہی ایک قوم آئے گی جو انھیں برا کہے گی، ان کی شان گھٹائے گی، تم ان کے پاس مت بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا۔

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.

یہ حدیث خاص روافض کے بارے میں وارد ہے۔ اس کے علاوہ مطلقاً ہر گمراہ بددین کے بارے میں فرمایا:

"إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."(۱) بدمذہبوں سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں، کہیں تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ رافضیوں کے جلسوں میں جانا ان کو اپنے جلسوں میں بلانا، ان کے کسی مجمع میں شریک ہونا حرام و گناہ ہے، پھر ان کا استقبال کرنا، ان کو اپنے اسٹیج پر بٹھانا، ان سے تقریر کرانا پہلے سے بھی زیادہ بڑھ کر اور بدتر گناہ ہے، تعزیہ کے جلوس میں شریک ہونا الگ گناہ ان کو خوش کرنے کے لیے بناوٹی طور پر رونا ڈبل گناہ۔ رافضیوں کی طرح نعرۂ صلوٰۃ لگانا الگ گناہ، ان کی شیرینی کھانا، لینا وغیرہ الگ گناہ، اس طرح زید ایک ہی نہیں اکٹھے کئی کئی گناہوں کا مرتکب ہوا۔ جس رافضی خبیث نے یہ بکا کہ جو لوگ حضور کے روضے پر دیدار کے لیے جاتے ہیں ان کو کیا ملتا ہے وہ تو ظلمت کی الخ۔

یقیناً اس نے حضور اقدس ﷺ کی شدید توہین کی اور وہ تو رافضی ہونے کی وجہ سے پہلے ہی سے کافر و مرتد تھا یہ کفر بک کر کافر در کافر ہوا۔ اور یہ مولوی اس رافضی گستاخ، دریدہ دہن کی موافقت کرکے خود کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے سارے اعمال حسنہ برباد ہوگئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اس پر فرض ہے کہ بلا تاخیر اس سے توبہ کرے۔ پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو، اور اپنی بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے دوبارہ نکاح کرے اور اگر بالفرض اس سے توبہ نہیں کرتا، تجدید ایمان و نکاح نہیں کرتا تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس نام نہاد سنی مولوی سے بھی میل جول، سلام کلام بند کردیں۔ اگر وہ اسی حال میں مرجائے تو نہ اسے بطریق مسنون کفن، دفن دیں، نہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ خلاصہ یہ نکلا: رافضیوں کی مجلس میں جانا ان کو اپنی مجلس میں بلانا، ان کا استقبال کرنا ان کو عزت کے ساتھ اسٹیج پر بٹھانا ان سے تقریر کرانا ان کی تقریر سننا، ماتم کی محفل میں شریک ہونا تعزیہ کے جلوس میں شریک ہونا، تعزیہ کے دفن کے لیے کربلا جانا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں کے بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ رافضیوں سے میل جول۔

مسئولہ: عبد الباسط، ساکن بنکی کھال، میرگنج، گوپال گنج (بہار) - ۳۰/ ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ - ہماری مسجد کے امام صاحب شیعہ کے بچوں کو پڑھاتے ہیں، امام صاحب کا شیعہ کے یہاں آنا جانا اور ان کے بچوں کو پڑھانا از روئے شرع کیا حکم رکھتا ہے؟ ایسے امام کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص:۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، مطبع مجلس برکات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور.

الجواب

اس نیت سے رافضیوں کے بچوں کو پڑھانا کہ شاید وہ ہدایت پاجائیں جائز ہی نہیں بلکہ ثواب کا کام ہے۔ البتہ رافضیوں سے میل جول، سلام و کلام حرام و گناہ ہے۔ حدیث میں ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."(۱) نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

امام پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور آئندہ رافضیوں سے میل جول، نہ رکھے، اگر توبہ کرلے تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر توبہ نہ کرے تو اسے امامت سے معزول کردیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضی کو تقریر کے لیے بلانا کیسا ہے؟

مسئولہ: شکیل احمد قادری، محلہ ترکیانہ چرکھاری، ضلع ہمیر پور (یو۔پی۔) - ۱۶/ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

مسئلہ - زید نے (جو سنی صحیح العقیدہ ہے) ایک جلسہ کرایا جسے سیرۃ النبی ﷺ کا نام دیا اس میں خطابت کرنے کے لیے جس مقرر کو بلایا وہ رافضی تھا، چہرے پر داڑھی نام کی بھی نہیں تھی، عالم بھی نہیں تھا، پائنٹ اور کوٹ میں ملبوس ہو کر مقرر نے تقریر کی ابتدا تا انتہا ایک بار بھی درود پاک نہ پڑھا اور نہ پڑھنے کی تاکید کی۔ بعد اختتام تقریر نہ سلام پڑھا۔ جلسہ میں اس مقرر کو بلوانے والے بھی سنی اور چند آدمیوں کو چھوڑ کر باقی سامعین بھی سنی صحیح العقیدہ، ایسی صورت میں از روئے شریعت جس نے ایسے مقرر کو بلایا اور جس نے ایسے مقرر کی تقریر سنی اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ خدارا جواب سے جلد از جلد نوازیں کیوں کہ یہاں کا ماحول اس واقعہ کے بعد کافی مسموم ہے۔

نوٹ: - جلسہ کرانے والے اور سننے والے بھی مقرر کے عقیدہ و چال چلن سے پہلے ہی واقفیت رکھتے تھے۔

الجواب

جس نے رافضی کو جلسہ میں تقریر کرنے کے لیے بلایا وہ گنہگار ہوا، اور جو لوگ جلسے میں شریک ہوئے وہ سب بھی۔ سب پر اپنا اپنا گناہ الگ الگ ہوگا اور سب کے برابر اس بلوانے والے پر۔ رافضی سے میل جول، سلام کلام حرام ہے۔ چہ جائے کہ اسے بلوا کر اسٹیج پر بٹھایا جائے۔ اس کی تعظیم و تکریم کی جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے رافضیوں کے بارے میں فرمایا:

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.

"فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ."(۱) نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

بلوانے والے اور جلسہ میں تمام شریک ہونے والوں پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں کی تکفیر کیوں ہوتی ہے۔ تفضیلی کے کیا احکام ہیں ، شاہ نیاز بریلوی تفضیلی تھے۔ حدیث اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔

مسئولہ: جناب سید عبدالرحیم صاحب درگاہ اجمیر شریف (راجستھان) -۲۶/ محرم ۱۴۰۸ھ

مسئلہ -۱- **نقل اشتہار:-** من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ: میں جس کا مولیٰ ہوں پس علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔

حدیث شریف:- اے میرے پروردگار جو شخص اس سے (علیٰ) سے دشمنی کرے اسے آگ میں اوندھا کرکے گرا۔ نیز فرمایا خداوند تو دوست رکھ اسے جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علی سے دشمنی رکھے۔ علی کرم اللہ وجہ کا یوم شہادت حسب سابق امسال بھی خواجہ اعظم امام دین وملت حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز کے آستانہ عالیہ پر نور پر عقیدت و احترام کے ساتھ منعقد کیا جارہا ہے۔ لہٰذا جملہ صاحب ایمان سے درخواست کی جاتی ہے کہ شرکت فرماکر سعادت دارین حاصل کریں۔

پروگرام

مولائی لنگر ۲۱/ رمضان المبارک ، بمقام مقبرہ

بیان فضائل شہادت --- بمقام احاطۂ نور --- محفل سماع --- درود و سلام --- فاتحہ خوانی، بمقام احاطۂ نور

منجانب مولائی گروہ خدام خواجہ غریب نواز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسائل میں؟

۱- اہل تشیع کے کتنے اقسام ہیں؟

۲- جو حضرات اہل تشیع کی طرف داری کریں حبِ اہل بیت میں اتنا غلو کریں کہ ان کے قلم اور بیان سے خلفائے ثلاثہ کے مناقب وفضائل جو احادیث وقرآن سے ثابت اور اظہر من الشمس ہیں۔ (معاذ اللہ) ان پر پردہ ڈالیں اور یہ نظریہ رکھتے ہوں کہ ہمیں فضائل اہل بیت کے علاوہ کسی سے کیا مطلب۔ عندالشرع

(۱) المستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنۃ لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.

ان پر کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

۳- حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا فاروق اعظم، حضرت سیدنا عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان والا صفات پر تبرا کرنے والوں کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ یا جب کوئی سنی مسلمان حضرت خلفائے ثلاثہ کے شان والا صفات میں قرآن پاک کی آیت یا حدیث مبارک بیان کرے اور وہ شخص آیت کریمہ کے بارے میں یہ کہے کہ ان حضرات کے بارے میں نہیں ہے یا ان کے سامنے حدیث رسول بیان کی جائے تو یہ کہہ کر انکار کردے کہ حدیث کا وجود ہی نہیں ہے اور اگر حدیث کے وجود کا اقرار بھی کرلیتا ہے تو کہتا ہے کہ اس حدیث کے راوی ضعیف ہیں، ایسے شخص کے بارے میں عندالشرع کیا حکم ہے؟

۴- چند احادیث کریمہ جو حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں ہوں تحریر فرمادیں، نیز وہ احادیث مشہورہ جن میں خلفائے ثلاثہ ہی کے مناقب ہوں تحریر فرمادیں۔

۵- حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو بیعت کی وہ حدیث مع سند کے تحریر فرمادیں۔

۶- حضرت امام شافعی کا یہ عربی کا مشہور شعر ؎

لو کان رفضاً حب أهل بيتي   فليشهد الثقلين أنا رافضي

حضرت امام شافعی نے یہ شعر کس موقع پر اور کیوں کہا تھا؟ اس کو بھی قلم بند فرمادیں۔

۷- حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور خلفائے ثلاثہ کے مابین کیا کیا تعلقات تھے؟ برائے کرم تمام سوالات کے جوابات تفصیل سے دینے کی زحمت فرمائیں، کرم ہوگا۔

الجواب

۱- شیعوں کے اب تک اتنے اقسام پیدا ہوچکے ہیں کہ ان سب کو شمار کرنا اور ان سب کا تعارف کرانا ایک اہم کام ہوگیا ہے، مجھے نہ اتنی فرصت اور نہ اب اس کی ضرورت۔ ان میں سے اکثر ناپید ہوگئے۔ سلاطین صفویہ کا جب عراق ایران وغیرہ پر تسلط ہوا تو ان خبثا نے سارے علمائے شیعہ کو جمع کرکے بڑی بڑی تنخواہیں دے کر اس مذہب کے اصول مقرر کرائے، کتابیں لکھیں اور ان سب پر بزور شمشیر سب شیعوں کو اکٹھا کیا۔ جب سے ان کا انتشار کچھ ختم ہوا اور اب ان کی بڑی تعداد اپنے آپ کو اثنا عشریہ امامیہ کہتی ہے، ہندوستان ، ایران وعراق میں عام طور پر جو شیعہ پائے جارہے ہیں وہ سب اپنے آپ کو اثنا عشریہ امامی کہتے ہیں ان کے علاوہ بوہرے، خوجے تفضیلی شیعے بھی ہندوستان اور دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں، اگرچہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے بلکہ اثنا عشری رافضی ان کو شیعہ ماننے کے لیے تیار نہیں، ان میں سب سے اقل قلیل

تفضیلی ہیں، یہ اصول و فروع سب میں اہل سنت و جماعت کے موافق ہیں۔ البتہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابۂ کرام حتی کہ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم سے بھی افضل ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ خلافت کا استحقاق صرف اہل بیت کو ہے یہ اگر اپنی مرضی سے کسی کو سپرد کر دیں تو وہ خلیفہ ہو جائے گا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرات خلفاے ثلاثہ کو تفویض کی اس بنا پر وہ لوگ خلیفہ برحق ہوئے، لیکن اگر اہل بیت خود کاروبار خلافت انجام دینا چاہیں اور کسی کو تفویض نہ کریں تو دوسرا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ ماضی قریب میں اس کے داعی بریلی شریف کے شاہ نیاز احمد گزرے ہیں آج بھی ان کے جانشین اور خصوصی مریدین کا یہی عقیدہ ہے۔ یہ لوگ تبرا نہیں کرتے اور نہ قرآن مجید کو ناقص بتاتے ہیں، اور نہ خلفاے ثلاثہ کی خلافت کے حق ہونے سے انکار کرتے ہیں اور نہ صحابۂ کرام کو منافق اور غاصب کہتے ہیں، مگر چوں کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاے ثلاثہ سے بھی افضل تھے اور یہ اہل بیت کو خلافت کا حق دار سمجھتے ہیں۔ اس لیے اہل سنت سے خارج گمراہ بددین ہیں، اس لیے کہ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام سے مطلقاً حتی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضرت صدیق اکبر افضل ہیں، ان کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز خلافت کا استحقاق بالاصالۃ اہل بیت کو نہیں کہ وہ جب تک دوسرے کو تفویض نہ کریں دوسرا خلیفہ نہ ہو سکے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ حق حضرات اہل حل و عقد کو ہے وہ جسے منتخب کریں وہ خلیفہ برحق ہوگا یا پھر یہ حق خود خلیفہ کو ہے کہ وہ جسے منتخب کر دے گا وہ ہوگا اس پر بھی اہل سنت کا اجماع ہے، ان دو اجماع کے خلاف عقیدہ رکھنے کی وجہ سے تفضیلیہ اہل سنت سے خارج اور گمراہ ہیں، رہ گئے اثنا عشریہ تو یہ اور اسی طرح بوہرے اور خوجے یہ سب باتفاق اہل سنت و جماعت کافر و مرتد ہیں ان کے کفریات کی فہرست بہت طویل ہے جو تحفۂ اثنا عشریہ میں بالتفصیل مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)

❹ - روافض کا بنیادی عقیدہ تقیہ ہے اور دوسرا بنیادی عقیدہ کتمان، اس لیے ان کو پہچاننا اور ان کی گرفت کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، جن لوگوں کے مذکورہ بالا احوال آپ نے لکھے اس سے ظاہر یہی ہو رہا ہے کہ یہ لوگ اثنا عشری تبرائی رافضی ہیں ورنہ خلفاے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل و مناقب بیان کرنے سے ان کی زبان کیوں گونگی ہوتی، ان کا قلم کیوں ٹوٹتا، پھر یہ جملہ کہ ہم کو کسی اور سے کیا غرض یہ خود تبرا ہے۔

اولاً: - خلفاے ثلاثہ جو دین کے اہم ستون ہیں جن میں دو حضرات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وزیر ہیں جن کی بدولت دنیا میں اسلام پھیلا، اسلام کو فروغ حاصل ہوا، پوری دنیا میں اسلام کی دھاک بیٹھی، جن کے فضائل و مناقب اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمائے ان کی عظمت و برتری کو تسلیم کیا۔ ان کو ایسے عامیانہ لفظ سے ہم کو کسی اور سے کیا مطلب کے ساتھ تعبیر کیا یہ دلیل ہے کہ کہنے

والا ان حضرات کی عظمت و برتری کو اور اسلام میں جو ان کا مرتبہ ہے اس کو تسلیم نہیں کرتا اور ان حضرات کو ایک عام انسان جانتا ہے اور یہ اصل تبرا اور رفض ہے۔

ثانیاً: - اشارہ کنایہ جانے دیجیے اس نے صاف کہ، دیا ہم کو کسی سے کیا مطلب، کسی سے اس نے خلفاے ثلاثہ کو مراد لیا اب اس کے جملے کا صاف صاف مطلب یہ ہوا ہم کو حضرات خلفاے ثلاثہ سے کیا مطلب یہ کھلا ہوا تبرا اور رفض ہے۔

ثالثاً: - ایک انسان اسی کی طرف داری کرتا ہے جس کو حق پرست جانتا ہے جب یہ لوگ روافض کی طرف داری کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ روافض کو حق مانتے ہیں یہ دلیل ہے کہ یہ لوگ رافضی ہیں اور بطور تقیہ اپنے آپ کو کچھ اور ظاہر کرتے ہیں ان لوگوں کا حکم وہی ہے جو ابن حبان و ابن عقیل کی حدیث میں مذکور ہے کہ فرمایا:

”إن الله اختارني واختارلي أصحابا وأصهاراً سياتي قوم يسبونهم و ينقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم (أو كما قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم).“(۱)

بے شک اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لیے اصحاب اور اصہار منتخب کر لیے بہت جلد ایک قوم آئے گی جو انھیں برا کہے گی، اور ان کی شان گھٹائے گی، تم ان کے پاس مت بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا۔ (یا اسی طرح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❸ - ان لوگوں کا یہی حکم ہے یہ لوگ کم از کم گمراہ بددین ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں کفر بھرا ہو جس کی وجہ سے یہ منافق ہوں، ان سے میل جول سلام و کلام حرام و گناہ۔ قرآن کریم میں ہے:

”فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔“(۲)

یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔

اور ابھی نمبر ۲ر میں حدیث گزر چکی جو آیات مبارکہ ان حضرات کے فضائل میں نازل ہوئی مروی ہیں ان کا انکار کرنا یقینا ان کی شان گھٹانا ہے اور یہی رافضیت کی بنیاد ہے اس لیے ایسے لوگ

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.
(۲) قرآن مجید، سورة الانعام، آیت:۶۸، پارہ:۷.

یقیناً رافضی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴- امام بخاری و مسلم نے حضرت سیدنا ابو سعید خدری سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن آمَنَّ الناس عليّ في ماله وصحبته أبوبكر ولو كنت متخذا خليلا غير ربي لا تخذت أبابكر خليلا."[1]

اپنی صحبت اور مال میں سب سے زیادہ مجھے نفع پہنچانے والے ابوبکر ہیں اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔

"اٰمن" کے معنی سب سے زیادہ احسان کرنے والا ہے میں نے ادباً اس کا ترجمہ نفع پہنچانے والا کیا ہے، لفظی ترجمہ یہ ہوگا سب سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والا ابوبکر ہے، خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جو سب سے زیادہ گہرا دوست ہو کہ اس سے زیادہ محبت اور دوستی انسان کے بس میں نہ ہو، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص فرمایا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اکبر محبوب ہیں، اس حدیث سے دو طرح حضرت صدیق اکبر کی افضلیت ثابت ہوئی، ایک یوں کہ وہ بلا استثنا تمام صحابہ کرام سے زیادہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نفع پہنچانے والے ہیں یا حسب ارشاد حضور پر احسان فرمانے والے ہیں یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ سب سے زیادہ افضل ہیں۔ حضور کو نفع پہنچانا سب سے بڑی طاعت و عبادت ہے، اس میں صدیق اکبر سب سے زیادہ بڑھے ہوئے ہیں تو ثابت ہوگیا کہ وہ سب سے زیادہ افضل ہیں یوں ہی کسی کے ساتھ حضور کی محبت اس کی دلیل ہے کہ وہ سب سے زیادہ بزرگ و برتر ہے۔

بخاری و مسلم ہی میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک عورت خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اس نے حضور سے کسی معاملے میں بات کی، فراغت کے بعد اس کو واپس ہونے کا حکم دیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں حاضر ہوں اور آپ کو نہ پاؤں تو کس کے پاس جاؤں فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آنا۔[2]

(۱) مسلم شریف، ص:۲۷۲، ج:۲، کتاب الفضائل، باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رضا اکیڈمی بمبئی

(۲) الصحيح لمسلم، ص:۹۹۹، رقم الحديث: ٦١٧٩، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق، دار الكتاب العربي، لبنان و نصه: عن جبير بن مطعم، أن أمرأة سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئًا، فأمرها أن ترجع إليه، فقالت: يا رسول الله، أرأيت إن جئت فلم أجدك؟ فإن لم تجديني فأتي أبا بكر.

ترمذی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔[1]

اسی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ تو میرا غار میں بھی ساتھی ہے اور حوض میں بھی میرا ساتھی ہے۔[2]

بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ میں نے یہ دیکھا کہ کچھ لوگ مجھ پر پیش کیے جا رہے ہیں اور ان لوگوں کے اوپر کرتے ہیں بعض کے سینے تک پہنچ رہے ہیں اور بعض کے اس کے نیچے تک اور مجھ پر عمر بن خطاب پیش ہوئے اور ان پر اتنا لمبا کرتا تھا جسے وہ زمین پر گھسیٹ رہے تھے، لوگوں نے دریافت کیا آپ نے اس کی کیا تعبیر کی، ارشاد فرمایا: "دین"۔[3]

انھیں دونوں کتابوں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا کہ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا میں نے اس کو پیا یہاں تک کہ میں محسوس کر رہا تھا کہ سیرابی میرے ناخنوں سے نکل رہی تھی پھر میں نے بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیا، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ فرمایا "علم"۔[4]

ترمذی میں حضرت ابن عمر سے اور ابوداؤد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) سنن الترمذي، ص:۹٦٦، رقم الحديث: ٣٦٦٥، باب في مناقب أبي بكر الصديق، دارإحياء التراث العربي، لبنان، ونصه: عن عمر بن الخطاب، قال: أبو بكر سيدنا و خيرنا و أحبنا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(۲) سنن الترمذي، ص:۹٦٦، رقم الحديث: ٣٦٦٥، باب في مناقب أبي بكر وعمر، دارإحياء التراث العربي، لبنان، ونصه: عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال لأبي بكرٍ: أنت صاحبي على الحوض، وصاحبي في الغار.

(۳) الصحيح لمسلم، ص:۱۰۰۱، باب من فضائل عمر ، رقم الحديث:٦١٨٩، دار الكتاب العربي لبنان، ونصه عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بينا أنا نائم، رأيت الناس يعرضون علي و عليهم قمص، منها ما يبلغ الثدى، ومنها ما يبلغ دون ذٰلك ، ومرّ عمر بن الخطاب و عليه قميص يجره، قالوا: ماذا أولت ذٰلك يا رسول الله؟ قال الدين.

(۴) الصحيح لمسلم، ص:۱۰۰۱، باب من فضائل عمر، رقم الحديث:٦١٩٠، دار الكتاب العربى، لبنان و نصه عن عبد الله بن عمر عن أبيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: بينا أنا نائم، إذ رأيت قدحاً أتيت به، فيه لبن فشربت منه حتى وأني لأرى الري يجري في أظفاري، ثم أعطيت فضلي عمربن الخطاب، قالوا: فما أولت ذٰلك يا رسول الله؟ قال: العلم.

نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان اور دل پر رکھ دیا ہے وہ حق ہی بولتے ہیں۔[۱]

ترمذی میں حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔[۲]

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ادھیڑ عمر کے جو لوگ جنت میں جائیں گے ان سب کے سردار ابوبکر و عمر ہیں، انبیاو مرسلین کو چھوڑ کر سارے اگلوں اور پچھلوں کے۔[۳]

اسی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد ہوں گے، ابوبکر و عمر۔[۴]

ترمذی میں ہے: ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں میں سے، آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔[۵]

مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ فرمایا میں ایسے شخص سے کیوں نہ حیا

(۱) سنن الترمذي، ص:۹۷۱، باب في مناقب عمر، رقم الحديث: ۳۶۹۱، دار إحياء التراث العربي، لبنان و نصه عن ابن عمر أن رسول الله ﷺ قال: إن الله جعل الحق على لسان عمر و قلبه.

(۲) ايضاً، مصدر سابق، ص:۹۷۲، باب فی مناقب عمر، رقم الحديث:۳۶۹۵، دار احياء التراث العربي، لبنان. ونصه: عن عقبة بن عامر قال: قال رسول الله ﷺ: لو كان نبي بعدي لكان عمر بن الخطاب.

(۳) ايضاً مصدر سابق، ص:۹۶۸، باب في مناقب أبي بكر و عمر، رقم الحديث، ۳۶۷۳، دار إحياء التراث العربي، لبنان. ونصه: عن أنس قال: قال رسول الله ﷺ : لأبي بكر و عمر هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين إلا النبيين والمرسلين.

(۴) ايضاً مصدر سابق، ص:۹۶۸، باب في مناقب أبي بكر و عمر، رقم الحديث، ۳۶۷۱، دار إحياء التراث العربي،لبنان. ونصه:عن حذيفة قال: قال رسول الله ﷺ: اقتدوا بالذين من بعدي: أبي بكر و عمر.

(۵) سنن الترمذي، ص:۹۷۱، باب في مناقب أبي بكر و عمر، رقم الحديث: ۶۳۸۹، دار إحياء التراث العربي، لبنان و نصه :عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ ، ما من نبي إلاوله وزير ان من أهل السماء ووزير ان من أهل الأرض ، فأما وزير أي من أهل السماء فجبريل و ميكائيل، وما وزير اي من أهل الأرض فأبوبكر و عمر.

فرماؤں جس سے فرشتے حیا فرماتے ہیں۔[۱]

ترمذی میں حضرت عبد الرحمن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ جیش عسرت کے موقع پر حضرت عثمان نے اپنی نذر پیش کی تو فرمایا اس کے بعد اگر عثمان کوئی عمل نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں۔[۲]

ترمذی میں ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بیعت رضوان کے موقع پر اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا یعنی حضرت عثمان کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک حضرت عثمان کے لیے ان کے ہاتھوں سے بہتر ہے۔[۳]

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد پر چڑھے اور ابوبکر و عمر اور عثمان بھی تو احد ہلنے لگا، حضور نے اپنا پاؤں اس پر مارا اور فرمایا ٹھہر جا اے احد تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔[۴]

۵- اس وقت عدیم الفرصتی کی وجہ سے صرف ابن کثیر کی بدایہ نہایہ سے وہ عبارت پیش کر دے رہا ہوں اس میں ہے: "وبايعه عليّ بن أبي طالب أولا و يقال آخرا."[۵] اور حضرت عثمان کی حضرت علی بن ابی طالب نے سب سے پہلے بیعت کی اور ایک قول یہ ہے کہ آخر میں کی۔ اس سے روافض کو بھی انکار

(۱) صحيح مسلم، ص:۱۰۰۵، باب من فضائل عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۲۶۰۹، دار الكتاب العربي، ونصه: عن عائشة رضى الله عنها ، قال رسول الله ﷺ: ألا أستحي من رجل تستحي منه الملائكة.

(۲) سنن الترمذي، ص:۹۷۴، ۹۷۵، باب في مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۳۶۰۹، دار إحياء التراث العربي، لبنان. ونصه: عن عبد الرحمٰن بن خباب قال: شهدت النبي ﷺ: وهو يحث على جيش العسرة، فقام عثمان بن عفان. إلي أن قال:. فأنا رأيت رسول الله ﷺ ينزل عن المنبر و هو يقول : ما على عثمان ما عمل بعد هذه، ما على عثمان ما عمل بعد هذه.

(۳) مصدر سابق، ص:۹۷۵، ونصه: عن أنس بن مالك قال: لما أمر رسول الله ﷺ : ببيعة الرضوان كان عثمان بن عفان رسولَ رسول الله ﷺ إلى أهل مكة، قال: فبايع الناس ، قال: فقال رسول الله ﷺ. إن عثمان في حاجة الله و حاجة رسوله ، فضرب بإحدى يديه على الأخرىٰ ، فكان يد رسول الله ﷺ لعثمان خيراً من أيديهم لأنفسهم.

(۴) صحيح البخاري، ص: ۷۵۰، باب مناقب عثمان، رقم الحديث: ۳۶۹۹، دار الكتاب العربي، ونصه: عن أنس رضى الله عنه قال: صعد النبي ﷺ أحداً، ومعه أبو بكر و عمر و عثمان، فرجف، وقال: أسكن أحد. أظنه: ضربه برجله فليس عليك إلا نبي و صديق و شهيدان.(المشاهدى)

(۵) بدايه نهايه، جلد. سابع، ص:۱۴۷.

نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان کی بیعت کی اس لیے اس کے لیے زیادہ زور مارنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر روافض انکار کرتے یا کوئی انکار کرتا تو ضرورت تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❻-یہ زمانہ وہ تھا جب خوارج کا زور تھا عباسی حکومت ان کے قلع قمع کرنے میں لگی ہوئی تھی یہ خبثا اہل بیت کرام پر طعن کرتے ان کے رد کے لیے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل بیت کرام کے فضائل و مناقب بیان کرتے اس پر خوارج اور نواصب نے ان پر پھبتی کسی کہ وہ رافضی ہو گئے تو فرمایا:

لو كان رفضاً حب أهل بيتي فليشهد الثقلين أنا رافضي

اور یہ شعر اپنی جگہ بالکل حق ہے، اہل سنت دونوں یعنی صحابہ کرام خصوصاً خلفاے ثلاثہ سے محبت کرتے ہیں اور ہر ایک کی عظمت ان کے شایان شان کرتے ہیں۔ اب اگر اہل بیت کی محبت کی وجہ سے کوئی کسی کو رافضی کہے تو اس کے کہنے سے وہ رافضی نہ ہو جائے گا۔ رافضیت صحابہ کرام کی شان میں گستاخی اور تبرا کا نام ہے یہ شعر علی سبیل الفرض ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا:

"قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ۔"(۱) فرمادو بفرض محال اگر اللہ کے کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کی پرستش کرتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

❼-پوری تاریخ پڑھ ڈالیے کہیں کوئی ایسی بات نہیں ملے گی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات سے عداوت یا کدورت رکھتے تھے۔ ہر موقع پر ان حضرات کی اعانت فرماتے تھے، ان کی عظمت کرتے تھے انھیں صحیح مشورہ دیتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مجرموں پر حد قائم کرنے کی خدمت انھیں کی سپرد تھی، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی صاحب زادی ام کلثوم کا نکاح فرمایا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کے لیے اپنے صاحب زادگان حضرات حسنین کو ان کے دروازے پر مقرر فرمایا وغیر ذالك۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اثنا عشری کافر ہیں

مسئولہ: محمد اجمل احمد، خیر آباد، مئو معرفت مولانا محمد اختر کمال صاحب، استاذ جامعہ اشرفیہ -۱۰ر صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ -زید و عمرو میں شیعہ کے متعلق بحث چلی، زید کا کہنا ہے کہ شیعہ کافر ہیں اور عمرو نے اس پر یہ کہا کہ نہیں شیعہ کافر نہیں اگر شیعہ کافر نہیں تو زید پر کیا حکم صادر ہوگا؟ اور اگر ہے تو اس کے کفر کے منکر عمرو پر کیا

(۱) قرآن مجید، سورۃ الزخرف، آیت:۸۱، پارہ:۲۵.

حکم صادر ہوگا؟ براہین و دلائل سے تشفی بخش جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

ہمارے دیار میں پائے جانے والے روافض جو اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں، اثنا عشری رافضی ہیں یہ باتفاق اہل سنت کافر و مرتد ہیں عالم گیری میں ہے:

"فهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام وأحكامهم أحكام المرتدين."(۱) تو یہ قوم دین اسلام سے خارج ہے اور ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

غالباً عمرو روافض کے کفریات سے واقف نہیں اس بنا پر ان کے کافر ہونے سے انکار کیا اگر واقعہ یہی ہے تو عمرو پر کوئی الزام نہیں، عمرو کو روافض کے کفریات سے مطلع کیا جائے، روافض کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد اگر انھیں کافر کہے فبہا ورنہ عمرو خود کافر ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تفضیلی شیعہ کافر نہیں گمراہ ہیں۔ فتاویٰ عالم گیری کے مصنف کون؟

مسئولہ: فتاویٰ ۱۴۵/۷ کے متعلق سوالات

مسئلہ -❶-فتاویٰ عالم گیری کب اور کہاں پہلی بار تصنیف ہوئی؟

❷-ہمارے دیار سے مراد کتنا علاقہ ہے اور کس دلیل سے؟

❸-اگر دیار سے مراد پورا ملک ہندوستان ہے تو لفظ دیار کی جگہ ملک کیوں نہیں ہے؟

❹-ہمارے دیار کے شیعہ کافر مرتد ہیں تو دوسری جگہوں کے شیعہ اس حکم سے خارج کیوں ہیں؟

❺-کیا ہم سنی لوگ فتاویٰ عالم گیری و در مختار کی تمام باتوں پر عمل کر سکتے ہیں؟

براہِ کرم جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

الجواب

❶-فتاویٰ عالم گیری سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیر نے اس وقت کے علماے احناف سے تصنیف کرائی جس میں فقہ حنفی کے وہ مسائل جو قدیم کتابوں میں درج تھے ان کو جمع کرایا یہ ہندوستان ہی میں گیارہویں صدی ہجری میں تصنیف ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-❸-❹-چوں کہ شیعوں میں خود مختلف فرقے ہیں ان میں ایک فرقہ تفضیلیہ کا ہے جو اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت کے موافق ہیں نہ تو قرآن کو محرف اور ناقص بتاتے ہیں اور نہ صحابۂ کرام کو منافق

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیہ پاکستان.

اور جہنمی کہتے ہیں، حضرات خلفاے ثلاثہ صدیق اکبر، فاروق اعظم، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کو برحق مانتے ہیں صرف مسئلہ تفضیل میں اہل سنت سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی ہیں، پھر حضرت علی ہیں۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اس کے برخلاف تفضیلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں، حتیٰ کہ حضرت صدیق اکبر سے بھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اس بنا پر یہ گمراہ ہیں کافر و مرتد نہیں، تفضیلیہ شیعہ ہندوستان میں بھی کہیں کہیں پائے جاتے ہیں اور باہر ممالک میں بھی ہیں۔ ان کو مستثنیٰ کرنے کے لیے میں نے "ہمارے دیار" کی قید لگائی اس سے مراد ضلع اعظم گڑھ اور آس پاس کے اضلاع جونپور، غازی پور، بنارس، بلیا مراد ہیں کہ میں ذاتی طور پر یہاں کے شیعوں سے واقف ہوں کہ ان کے عقائد کفریہ ہیں اگر میں لکھتا کہ تمام شیعہ کافر ہیں تو وہ یوں صحیح نہ ہوتا کہ شیعوں میں تفضیلیہ بھی ہیں اور وہ کافر نہیں گمراہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵)-انسان سے بتقاضاے بشری لغزش اور خطا ہونی لازم ہے اس سے انسان کی تصنیف کردہ کوئی بھی کتاب خالی نہیں، عالم گیری اور در مختار میں بھی کچھ ضعیف اور مرجوح مسائل درج ہیں جس کی تحقیق و تنقیح فقہاے احناف کر چکے ہیں اس لیے یہ دونوں بلکہ کوئی بھی کتاب کسی مذہب کی حرف بہ حرف قابل عمل نہیں، البتہ ان دونوں کتابوں کے اکثر مسائل قابل عمل ہیں اور شیعوں کے بارے میں جو میں نے لکھا ہے، وہ صرف عالم گیری ہی میں نہیں اور جو در مختار سے لکھا ہے وہ بھی صرف در مختار میں ہی نہیں بلکہ اہل سنت کی فتاویٰ اور عقائد کی اکثر کتابوں میں ہے۔ یہ اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ وہ شیعہ جو ہمارے دیار میں پائے جاتے ہیں جو اپنے آپ کو اثنا عشری یا امامیہ کہتے ہیں اور بوہرے کافر و مرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امامیہ شیعہ اسلام سے خارج ہیں۔

مسئولہ: ریاض حسین انتظاری، ملتان، پاکستان

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ہذا کے متعلق کہ زید کے والدین و تمام بھائی بہن ایک شیعہ پیر کی پیروی کرتے ہیں جب کہ زید مکمل طور پر اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتا ہے اور رشتہ کے تمام لوگ اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں ایسی صورتِ حال میں زید کو کیا کرنا چاہیے جب کہ زید چاہتا ہے کہ اس کے والدین شیعہ پیر کو ماننا چھوڑ دیں لیکن والدین کی عقیدت شیعہ پیر سے مضبوط ہوگئی ہے وہ شیعہ پیر کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور زید والدین کو چھوڑنا نہیں چاہتا اس پیچیدہ مسئلہ کا اسلامی قانون کے اعتبار سے کیا حل

ہو سکتا ہے، اور نیز یہ بھی فرمائیں کہ شیعہ مسلمان ہیں کہ نہیں؟ کتاب و سنت کی روشنی میں جواب سے جلد نوازیں کرم ہوگا۔

الجواب

امامیہ شیعہ جو اپنے آپ کو اثنا عشریہ بھی کہتے ہیں، اپنے کثیر عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے خارج کافر مرتد ہیں۔ عالم گیری میں ان کے بارے میں ہے: "أحكامهم أحكام المرتدين."[1] اگر اس کے رافضی ماں باپ تنگ دست ہوں تو ان کو بقدر ضرورت نان و نفقہ دے سکتا ہے۔ لیکن اگر مر جائیں تو نہ غسل دے، نہ کفن میں شریک ہو نہ جنازے میں، نہ دفن میں اگر اس کے ہم مذہب رافضی اس کو لے جائیں تو لے جائیں، ورنہ ان کو بغیر نہلائے، بغیر کفن پہنائے لے جا کر کسی گڑھے میں دبا دیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فرقۂ ناجیہ کون سی جماعت ہے؟ رافضیوں کے عقائد۔ رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھنے والے پر کیا حکم ہے؟

مسئولہ: علی احمد عثمانی، امام مسجد نزد دیپک، رام پور (یو۔پی۔)-۲؍ ربیع الآخر ۱۴۱۴ھ

مسئلہ-(۱)-اہل سنت و جماعت اس زمانے میں کون سا فرقہ ہے؟ فرقۂ ناجیہ کی توضیح کرتے ہوئے یہ بھی بیان فرمائیے کہ آیا جو شخص اپنے کو اہل تشیع سے نسبت کرے کیا اس پر سنی ہونے کا اطلاق کیا جانا درست ہے؟

(۲)-کیا اہل تشیع کا دین حنیف کے اصول و فروع میں اہل سنت و جماعت سے کچھ اختلاف ہے۔ نیز موجودہ شیعہ فرقہ اپنے کو کون سے امام سے نسبت کرتا ہے اور اس کے مورث اعلیٰ کا کیا عقیدہ ہے؟

(۳)-کیا آج کے شیعہ حضرات اسلام سے خارج ہیں اگر نہیں تو سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان "سياتي من بعدي قوم يقال لهم الرافضة فإن أدركتم فاقتلوهم فإنهم مشركون قال قلت يا رسول الله ما علامتهم قال يفرطونك بما ليس فيك ويطعنون على السلف. (وفي رواية أخرى) آية ذلك أنهم يسبون أبابكر و عمرو من سبّ أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين." (دار قطنی) کا کیا مطلب ہوگا جب کہ موجودہ شیعہ حضرات شیخین و دیگر اکابرین صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر سب و شتم کرتے ہیں۔

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲٦٤، کتاب السير، الباب التاسع في احكام المرتدين، رشيديه پاكستان.

④-مجدد دین وملت حضرت امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی شیخ احمد الفاروقی السرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر اول کے مکتوبات سے ان کے کفر کی توثیق ہوتی ہے تو مجدد صاحب کا فرمان لائق اقتدا ہے یا نہیں؟

⑤-اگر شیعی جنازہ پر کوئی سنی نماز پڑھے یا پڑھائے تو اس کا شمول فرقہ شیعیہ میں ہوگا یا وہ سنی ہی رہے گا یا اس پر از روئے شرع تجدید ایمان واجب ہوگا؟

⑥-اہل تشیع کے جلسے و جلوس میں شریک ہونا یا ان کی مدح سرائی کرنا بہ مقتضائے شرع کیا ہے؟

مندرجہ بالا مسئلہ کے جوابات قرآن و حدیث و اجماع امت کی روشنی میں دلائل قائم فرما کر عنایت فرمائیں۔

الجواب

①-آپ کا یہ سوال بہت تفصیل طلب ہے بالاختصار یہ ہے کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت وہ ہے جو اس طریقے پر ہو جو عہد رسالت سے لے کر اب تک قرناً بعد قرنٍ متوارث چلا آرہا ہے جس پر ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے جس پر ان کے مقلدین قرناً بعد قرنٍ قائم رہے۔ ہندوستان میں جس طریقے پر حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ تھے، ماضی قریب میں حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے ہم عصر علما جس پر تھے مثلاً سیف اللہ المسلول، حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی، حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری وغیرہ جس طریقۂ مرضیہ کی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے نشر و اشاعت کی جس پر اس عہد کے تمام علماے اہل سنت تھے۔ مثلاً مولانا غلام دستگیر قصوری، مولانا عبد السمیع صاحب رام پوری، مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی وغیرہ جو اپنے آپ کو اہل تشیع کہتا ہے وہ فرقۂ ناجیہ اہل سنت میں داخل نہیں رافضی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

②-③ اہل تشیع یعنی رافضی ایک نہیں متعدد اصول و فروع میں اہل سنت کے مخالف ہیں جس کی پوری تفصیل حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ میں کر دی ہے یہ ایک نہیں کئی کئی ضروریات دین کے منکر ہیں۔ مثلاً یہ قرآن مجید کو ناقص مانتے ہیں ان کے یہاں ایمان کا جزیہ بھی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلافصل مانے اور حضرات خلفاے ثلاثہ کو غاصب جانے سوائے معدودے چند کے تمام صحابہ کرام کو منافق جانے نیز ائمہ اثنا عشریہ کو رافضیوں کے مخصوص معنی کے لحاظ سے امام مانے وغیرہ وغیرہ اس لیے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ رافضی اسلام سے خارج کافر مرتد ہیں۔ عالم گیری میں ہے:

"فهؤلاء القوم خارجون عن ملة   تو یہ قوم دین اسلام سے خارج ہے اور ان کا حکم

الاسلام وأحكامهم أحكام المرتدين."[۱]   مرتدوں جیسا ہے۔

رافضی بارہ امام پر عقیدہ رکھتے ہیں جن میں سے ایک امام غائب ہے جو بچپن میں ہی "سُرَّ مَنْ رَّاٰی" کے غار میں رافضیوں کا مخصوص قرآن اور علوم اہل بیت کے بورے لے کر غائب ہو گئے ہیں ان کے نزدیک ائمہ اہل بیت کے مخصوص اقوال جو رافضیوں کی تصنیف کردہ کتب میں مذکور ہیں واجب الایمان اور واجب العمل ہیں۔ اگر چہ وہ قرآن کے صریح معارض ہوں، ان کا عقیدہ ہے کہ قرآن گھٹا دیا گیا ہے اور جو موجود ہے اس میں بھی ترتیب بدلی ہوئی ہے، ردو بدل ہے۔ اعراب غلط ہے وغیرہ وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

④-حضرت مجدد صاحب کا یہ فرمان حق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤-رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھنی جائز نہیں بلکہ منجر الی الکفر ہے، لیکن پڑھنے والے کو رافضی نہیں کہا جا سکتا احتیاطاً رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھنے والوں پر توبہ تجدید ایمان و نکاح واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑥-یہ سب حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضی کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

مسئولہ: جناب محمد رفیع خاں، سلطان بیڑی ورکس، پوسٹ ماہل، ضلع اعظم گڑھ (یو۔پی۔) ۱۷ر محرم ۱۴۰۸ھ

مسئلہ-ہمارے قصبہ میں ایک شیعہ کا انتقال ہو گیا چوں کہ سیاسی آدمی تھے ہر آدمی سے تعلقات تھے اس لیے سبھی لوگ گئے اور سنی نے تجہیز و تکفین میں شرکت کی۔ شیعہ نے الگ نماز جنازہ پڑھی اور سنی نے الگ نماز جنازہ پڑھائی اور پڑھی جواب طلب یہ ہے کہ سنی حضرات گناہ کے مرتکب تو نہیں ہوئے اگر گناہ کے مرتکب ہوئے تو اس کا کیا کفارہ ادا کرنا ہوگا؟ فقہ و حدیث کا حوالہ دے کر بندہ کو مطمئن فرمائیں اگر سنیوں کو شیعہ کی نماز جنازہ، قرآن خوانی و ایصال ثواب درست ہے تو بحوالہ فقہ و حدیث، قرآن سے جواب دے کر بندہ کو اطمینان بخشیں تا کہ آئندہ کے لیے ہم لوگوں کے پاس سند رہے۔

الجواب

ہندوستان میں پائے جانے والے روافض کثیر ضروریات دین کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، عالم گیری میں ہے:"أحكامهم أحكام المرتدين."[۲] اور کافر و مرتد کی نماز جنازہ پڑھنا کفر اس لیے کہ نماز جنازہ پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ اسے مسلمان جانا، کسی کافر کی کوئی نماز جنازہ نہیں پڑھتا۔ اور کسی مرتد کو

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیہ پاکستان.
(۲) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیہ پاکستان.

مسلمان جاننا کفر۔ نیز نماز جنازہ دعاے مغفرت ہے اور کافر کی دعاے مغفرت کفر۔ شامی میں ہے:

"فالدعاء به كفرٌ لعدم جوازه عقلا ولا شرعا ولتكذيبه النصوص القطعية."[1]	تو مرتد کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے عقلاً اور شرعاً اس کے جائز نہ ہونے اور نصوص قطعیہ کی تکذیب کو مستلزم ہونے کی وجہ سے۔

اس لیے جن لوگوں نے اس رافضی کی نماز جنازہ پڑھی ان سب لوگوں پر توبہ اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شرما حضوری میں لوگ نمازیوں کی صورت بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اس میں ان کی کچھ مصلحت ہوتی ہے ان لوگوں پر تجدید ایمان و نکاح لازم نہیں، مگر حرام یہ بھی ہے اور ان لوگوں پر بھی توبہ واجب ہے اور یہی حکم ایصال ثواب کا بھی ہے کہ اگر واقعی ایصال ثواب کیا تو توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم اور اگر اس مجلس میں بیٹھا قرآن شریف پڑھا، مگر ایصال ثواب نہیں کیا تو بھی گناہ گار ہوا توبہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس دیار کے رافضی کافر ہیں۔
دکھاوے کے طور پر رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھنے والے کا کیا حکم ہے۔

مسئولہ: سید تنویر اشرف، بسکھاری، فیض آباد (یو۔ پی۔)-۶/ شعبان ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- ❶-رافضیوں شیعوں کے کفر و عدم کفر کے بارے میں علماے حق کا کیا فتویٰ ہے؟

❷-شیعوں کے مردے کی نماز جنازہ پڑھنا یا پڑھانا یا پڑھنے کا حکم دینا کیسا ہے؟

❸-شیعوں کے مردے کی نماز جنازہ جن لوگوں نے قصداً جان بوجھ کر پڑھی یا پڑھائی یا پڑھنے کا حکم دیا ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنے اور تعلقات رکھنے، سلام کلام کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

❹-شیعوں کی دل جوئی کے لیے شیعہ مردے کی نماز جنازہ بلا اکراہ شرعی الٹی سیدھی فی نار جہنم وغیرہ کہہ کر پڑھنا پڑھانا یا پڑھنے کا حکم دینا کیسا ہے؟

❺-وقت ضرورت حق مسئلہ بتانے سے چشم پوشی کرنا اور حق کے خلاف قدم اٹھانا کیسا ہے؟

❻-مداهنت فی الدین اور استہزاء بالشریعۃ کسے کہتے ہیں اور اس کے مرتکب کا شرعاً کیا حکم ہے؟

❼-شیعہ مردے کی نماز جنازہ عمرو نے الٹی سیدھی پڑھائی اور زید نے الٹی سیدھی پڑھانے کا حکم دیا

(۱) شامی، ص:۲۳۷، ج:۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیة لبنان.

لیکن مقتدیوں کو جو سنی مسلمان ہیں ان کو کچھ خبر نہیں عمرو کو علم والا سمجھ کر اپنے طور پر نماز جنازہ صحیح پڑھی اور عمرو وزید پر جو صاحب علم ہیں اور سنی بھی ہیں بھروسہ کیا جب عالم ہو کر جنازہ پڑھا رہے ہیں تو نماز پڑھنا صحیح ہوگا، ایسی صورت میں عام مقتدیوں اور جس نے امامت کی اور زید جس نے نماز پڑھانے کا حکم دیا ان سب کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

ہمارے دیار کے روافض کافر و مرتد ہیں عالم گیری میں ہے:

"أحكامهم أحكام المرتدين."[1]	ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

اور کسی کافر مرتد کی نماز جنازہ تو نماز جنازہ اس کی دعاے مغفرت کرنی بر بنائے مذہب صحیح کفر ہے۔ شامی میں ہے:

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلاً ولا شرعاً ولتكذيبه النصوص القطعية."[2]	آپ نے جان لیا کہ مذہب صحیح اس کے برعکس ہے تو مرتد کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے اس کے عقلاً اور شرعاً جائز نہ ہونے اور نصوص قطعیہ کے انکار کو مستلزم ہونے کی وجہ سے۔

لیکن بہت سے علما اس طرف گئے ہیں کہ کفر نہیں اگرچہ صحیح اور محقق یہ ہے کہ جس چیز کے کفر ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہو اس کے قائل یا آمر یا مرتکب کو کافر نہیں کہا جائے گا، مگر توبہ او. تجدید ایمان و نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ در مختار میں ہے:

"وما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار و تجديد النكاح بناءً عليه."[3]	اور جس میں اختلاف ہو اس میں بھی اسی پر بنا کرتے ہوئے توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

جن لوگوں نے کسی رافضی کی واقعی نماز جنازہ پڑھی ان پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے لیکن جن لوگوں نے نماز جنازہ نہیں پڑھی مگر نماز پڑھنے والوں کی طرح رافضی کی ناپاک مردار لاش کے قریب کھڑے ہو گئے، اگرچہ کھڑے ہو کر اسے گالیاں دیتے رہے فی النار والسقر کہتے رہے خواہ وہ امام کی جگہ کھڑے ہوں یا

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲٦٤، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیه پاکستان.
(۲) ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۳۷، باب صفة الصلوٰۃ زکریا بك ڈپو.
(۳) درمختار، ج:٦، ص:۳۹۰، باب المرتد، زکریا بك ڈپو.

مقتدیوں کے ساتھ وہ فاسق معلن معصیت کار جہنم کے سزاوار ضرور ہوئے۔

اولاً:- نماز جنازہ جو ایک مشروع عبادت ہے اس کا سوانگ رچایا، ڈرامہ کیا۔

ثانیاً:- عوام کو دھوکا میں ڈالا لوگوں کو کیا خبر کہ ان لوگوں کے دل میں کیا ہے لوگ تو یہی سمجھیں گے کہ مولانا صاحب نے اور فلاں فلاں نے رافضی کی نماز جنازہ پڑھائی یا پڑھی اسی طرح جس نے اس ڈھونگ کے رچانے کا حکم دیا وہ بھی فاسق، معصیت کار، جہنم کا سزاوار ہے ان دونوں فریق پر فرض ہے کہ علانیہ توبہ کریں سب مسلمانوں کو بتائیں کہ رافضی کی نماز جنازہ پڑھنی سخت حرام، عظیم گناہ، منجر الی الکفر ہے۔ اور میں نے نہ تو نماز جنازہ پڑھی تھی اور نہ نماز جنازہ پڑھانے کا حکم دیا تھا، گھر میں بیٹھ کر توبہ بیکار ہے۔

"توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية." پوشیدہ گناہ کی توبہ پوشیدہ اور کھلم کھلا گناہ کی توبہ کھلم کھلا۔

جن لوگوں نے اس بنا پر رافضی کی نماز جنازہ پڑھی کہ ایک سنی عالم پڑھا رہے ہیں ان سب پر بھی توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ یہاں ناواقفی عذر نہیں جن لوگوں نے رافضی کی نماز جنازہ واقعی پڑھی یا واقعی نہیں پڑھی نماز جنازہ کا ڈھونگ رچایا ان کے بارے میں جو حکم شرعی اوپر مذکور ہوا، اگر یہ لوگ اس پر عمل کر لیں فبہا ورنہ ان کو امام بنانا گناہ، ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا واجب اور ان سے میل جول، سلام کلام حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں اور دیوبندیوں کی اقتدا کو جائز سمجھنے والے کا حکم

مسئولہ: مولانا سردار احمد، میلسی، ملتان، پاکستان - ۱۲؍ جمادی الاولی ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- ایک شخص کہتا ہے کہ دیوبندیوں، وہابیوں، شیعوں، رافضیوں، غیر مقلدوں کی اقتدا میں نماز میں جائز ہی نہیں سمجھتا بلکہ جب موقع ملے پڑھ لیتا ہوں۔ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب

یہ شخص جب دیوبندیوں، وہابیوں، رافضیوں، غیر مقلدین کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز کو جائز کہتا ہے اور وہ اپنے اسی عقیدہ کے مطابق ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور اگر وہ ان بدمذہبوں کے عقائد و اقوال کفریہ پر مطلع ہے تو وہ کافر مرتد اسلام سے خارج ہے، اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت، تمام نیکیاں ضائع، اس کی جورو اس کے نکاح سے باہر، بیوی کے ساتھ جتنی قربت کرتا ہے زنائے خالص اور اس سے جو اولاد ہوگی اولاد زنا ہوگی یہ سب بدمذہب اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، روافض کے بارے میں عالم گیری میں ہے:

"أحكامهم أحكام المرتدين."(۱) ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

وہابیوں کے بارے میں خواہ وہ دیوبندی ہوں یا غیر مقلد، علمائے حل و حرم، عرب و عجم، ہند و سندھ نے بالاتفاق یہ فتویٰ دیا کہ یہ کافر ہیں اور ایسے کافر کہ جو ان کے کفر پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔ تفصیل کے لیے فتاویٰ حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے اور وہ بھی ایسا کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد کافر نہ مانے وہ خود کافر ہے۔ شفا اس کی شروح اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون أن شاتم النبي كافر من شك في كفره وعذابه كفر."(۲) مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

اور کوئی بھی نماز پڑھنے والا جسے امام بناتا ہے اسے مسلمان ضرور جانتا ہے اس لیے کہ ہر کلمہ گو اتنی بات تو مانتا ہی ہے کہ نماز صحیح ہونے کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔ کافر کی نماز نہ نماز ہے نہ اس کی اقتدا صحیح در مختار میں ہے:

"وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح به الاقتداء أصلاً."(۳) اور اگر ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے تو کافر ہے۔ لہٰذا اس کی اقتدا قطعاً صحیح نہیں۔

اور جب یہ ان کے پیچھے نماز کو جائز سمجھتا ہے اور ان کی اقتدا میں نماز پڑھتا ہے تو وہ انھیں مسلمان ضرور جانتا ہے اور کسی کافر کو مسلمان جاننا کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، مطبع رشیدیہ پاکستان.
(۲) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع زکریا دیوبند.
(۳) درمختار، ج:۲، ص:۳۰۰-۳۰۱، کتاب الصلوٰة باب الإمامة، مطبع زکریا .

خمینی رافضی تھا۔ رافضیوں کے چند عقائد کا بیان

مسئولہ: محمد اجمل قادری، خطیب مسجد آستانہ، ہلدوانی، ضلع نینی تال (یوپی)

مسئلہ-ہلدوانی شہر کی جامع مسجد کے امام صاحب نے عراق کی کامیابی کے لیے لائن نمبر ایک میں ہونے والے دعائیہ جلسہ میں اپنی تقریر کے دوران شیعوں کے امام خمینی کی اہلِ حق جیسی تعریف کی اور اس کو آیۃ اللہ خمینی علیہ الرحمۃ والرضوان کہا۔ قاری غلام محی الدین خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے موقع پر حضرت علامہ سید محمد عارف صاحب کے سامنے اس بات کو رکھا گیا، انھوں نے فرمایا: امام جامع مسجد کو توبہ کرنی چاہیے اور جتنی نمازیں ان کے اس قول کے بعد پڑھی گئی ہیں، دوہرائی جانی چاہئیں۔ اگر انھوں نے خمینی کو علیہ الرحمہ کہا ہے۔ حضرت قاری عبد الغفور، قاری ابوالحسن و حاجی نواب جان صاحب نے امام جامع مسجد سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ لائن نمبر ایک میں آپ نے دورانِ تقریر خمینی کو علیہ الرحمۃ والرضوان کہا تھا، لہٰذا آپ توبہ کر لیجیے۔ غالباً آپ نے سبقتِ لسانی میں کہہ دیا ہوگا۔ اس پر امام مذکور نے جواب دیا، نہیں۔ خمینی کے بارے میں جب تک تحقیق و ثبوت سے یہ باور نہیں ہو جاتا کہ یہ مسلمان نہیں ہے، اس وقت تک میں اپنے قول سے رجوع نہیں کروں گا، مزید یہ بھی کہا کہ شیعوں میں ۲۲ر فرقے ہیں۔ آپ لوگ کتنے فرقوں کو خارج از اسلام سمجھتے ہیں اور خمینی کون سے فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ حاجی نواب جان صاحب نے کہا سید عارف صاحب اور قاضی عبد الرحیم صاحب سے ہم نے معلوم کر لیا ہے۔ امام مذکور نے کہا، میں کسی کو نہیں جانتا آپ یا کوئی بھی علامہ خمینی کو ان کے کسی قول یا تحریر سے ثابت کر دے کہ وہ صاحبِ ایمان نہیں تھے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام جامع مسجد اشرف صاحب کے پیچھے نماز پڑھی جائے یا نہیں اور جو نمازیں ان کے اس قول کے بعد پڑھی گئی ہیں، ان نمازوں کا اعادہ کرنا چاہیے یا نہیں، مفصل، مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب۔ جامع مسجد ہلدوانی کے امام صاحب پر خمینی کو آیت اللہ اور اس کے بارے میں علیہ الرحمۃ والرضوان کہنے کی وجہ سے علانیہ توبہ فرض ہے اور وہ ضرور بالضرور فاسق معلن ہوئے اور اس قول کے بعد ان کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں، سب کا اعادہ واجب۔ اس لیے کہ امام صاحب کو اتنا ضرور معلوم تھا کہ خمینی رافضی تھا اور رافضیوں کا امام اور اتنا طے ہے کہ رافضیوں کے ۲۲ر نہیں ۲۷ر فرقے ہوں سب کے سب لاأقل گم راہ ضرور ہیں اور کسی بد عقیدہ گم راہ کو آیت اللہ کہنا اور اس کے بارے میں علیہ الرحمۃ والرضوان کہنا فسق و گناہ ضرور۔ حدیث میں ہے:

"اذا قال الرجل للفاسق يا سيدي فقد اغضب ربه."[1]

اور ظاہر ہے کہ کسی کو آیت اللہ یا اس کے بارے میں علیہ الرحمۃ والرضوان کہنا، اس سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے یہ بدرجۂ اولیٰ حرام اور بہت زیادہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا موجب، گم راہ جو فاسق اعتقادی ہے۔ فاسق عملی سے بدرجہا بدتر۔

غنیۃ شرح منیۃ میں ہے:

"المبتدع فاسق من حيث الاعتقاد و هو اشد من الفسق من حيث العمل لأن الفاسق من حيث العمل يعترف بأنه فاسق و يخاف ويستغفر بخلاف المبتدع."[2]

سنجیدہ سمجھ دار لوگ امام کے پاس پھر جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ اتنا تو آپ کو تسلیم ہے کہ خمینی شیعہ تھا۔ اب آپ یہ بھی بتائیے کہ شیعوں کے ۲۲ر فرقوں میں سے وہ کس فرقے میں تھا اور وہ فرقہ جس سے خمینی تھا حق پر ہے یا گم راہ۔ اور اگر وہ کہیں کہ میں نہیں جانتا تو پھر ان سے پوچھیے، کیا شیعوں میں کوئی ایسا بھی فرقہ ہے جو حق پر ہے گم راہ نہیں۔ اور شیعوں کے سب فرقے کم از کم گم راہ ہیں جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ کے شروع میں تحریر فرمایا ہے، اور یہی حدیث "تفترق امتی علیٰ ثلاث و سبعین ملّۃً کلھم فی النار إلّا ملۃ واحدۃ."[3] کا مفاد ہے۔ پھر ان سے پوچھا جائے کہ اب آپ ہی بتائیے کہ کسی گم راہ بد دین کو اگرچہ وہ کافر نہ ہو صرف اعتقاداً فاسق ہو "آیت اللہ" اور اس کے بارے میں "علیہ الرحمۃ والرضوان" کہنے کا کیا حکم ہے؟ اس طرح امید ہے کہ بات ان کی سمجھ میں آجائے گی۔ خمینی انتہائی متعصب اور غالی، اہلِ سنت کا جانی دشمن رافضی تھا۔ اور شہروں کو جانے دیجیے خود ایران کے دار السلطنت تہران میں رضا شاہ پہلوی کے دور میں اہلِ سنت کی مخصوص مسجدیں تھیں، جن میں وہ اپنے طور پر سنی امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ مگر خمینی نے اپنے دور میں سنیوں کی ساری مساجد پر قبضہ کر لیا اور ان میں رافضی امام مقرر کر لیے۔ پریڈ کے میدان میں سنیوں کو عیدین کی نماز پڑھنے سے روک دیا، یہی نہیں بلکہ سنیوں کو کہیں بھی سنی امام کے پیچھے عیدین، جمعہ و پنج گانہ نماز پڑھنے سے قانوناً روک دیا۔ یہی نہیں، تمام مساجد میں علانیہ تبرا بازی ہوتی تھی۔ ہر اذان میں یہ تبرائی جملہ اذانوں میں پڑھا جاتا تھا:

"أشھد أن عليًا أمير المؤمنين و | میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ علی بلافصل

(۱) اخبار اصبهان لأبي نعيم، ج:۲، ص:۱٦۸

(۲) غنية المستملي في شرح منية المصلي، ص:۵۱٤

(۳) مشكوٰة المصابيح، ص:۳۰

"خليفة رسول الله بلا فصل".

امیرالمومنین اور رسول اللہ کے خلیفہ ہیں۔

اس جملے کا صریح مطلب یہ ہے کہ حضرات خلفاے ثلاثہ خلیفۂ برحق نہیں، غاصب، خائن اور شیعوں کے مسلمات کے مطابق کافر و مرتد ہیں۔ شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مومن ہونے کے لیے اللہ عزوجل کی الوہیت و وحدانیت اور حضور اقدس ﷺ کی رسالت کے ساتھ ساتھ حضرت علی سے لے کر امام غائب تک کے بارہوں اماموں کی امامت کی تصدیق شرط ہے۔ ان کا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص توحید و رسالت کی شہادت دے اور بارہ اماموں میں سے کسی امام کو خلیفۂ برحق تسلیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

اصولِ کافی میں ہے:

"سمعت أبا عبد الله يقول اشرك بين الأوصياء والرسل فى الطاعة."

اوصیاء یعنی ائمہ کو طاعت میں رسولوں کے ساتھ شریک کرو۔

اسی میں ہے:

"من انكر ذلك كان كمن انكر معرفة الله تبارك و تعالىٰ و معرفة رسول الله.[1]

جو ائمہ کی امامت کا انکار کرے وہ اس منکر کی طرح ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے رسول کی معرفت کا انکار کرے۔

اسی میں ہے:

"لا يكون العبد مؤمناً حتىٰ يعرف الله ورسوله والأئمة كلهم وامام زمانه."[2]

جب تک کوئی بندہ اللہ اور اس کے رسول اور تمام ائمہ اور امامِ زماں کو نہ پہچانے مومن نہیں۔

اور یہی عقیدہ خمینی کا بھی تھا جو ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ جس کا جی چاہے ان کی مندرجہ ذیل کتابیں دیکھ لے۔

الولاية التكوينية، الحكومة الاسلامية، كشف الاسرار.

ہم صرف ایک عبارت پر اکتفا کرتے ہیں۔ خمینی نے "الولاية التكوينية" میں لکھا ہے:

"وان من ضرورة مذهبنا ان لأئمتنا مؤتمنا مقاماً لا يبلغه ملك

اور ہمارے مذہب (اثناعشریہ) کے ضروری عقائد میں یہ عقیدہ بھی ہے کہ ائمۂ معصومین کو وہ مرتبہ حاصل

(۱) اصولِ کافی، ص:۱۰۶
(۲) اصولِ کافی، ص:۱۰۵

مقرب ولا نبي مرسل."[1]

جہاں تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبیِ مرسل نہیں پہنچ سکتا۔

"الحکومۃ الاسلامیۃ" میں ہے:

"والرسول الكريم قد كلمه الله وحياً ان يبلغ ما انزل اليه فيمن يخلف فى الناس ويحكم هذا الامر فقد اتبع ما امر به و عيّن امير المؤمنين للخلافة."[2]

اللہ تعالیٰ نے وحی کے طور پر رسولِ کریم ﷺ سے کلام فرمایا اور اس میں یہ حکم دیا کہ جو شخص ان کے بعد ان کا خلیفہ و جانشین ہوگا اور جو نظامِ حکومت چلائے گا اس کے بارے میں اللہ کا جو حکم ان پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیں اور اس کی تبلیغ و اعلان کر دیں۔ تو آپ نے اللہ کے اس حکم کی تعمیل کی اور خلافت کے لیے امیرالمومنین حضرت علی کو نامزد کر دیا۔

آگے ہے:

"وفي غدير خم في حجة الوداع عيّنهُ النبي حاكماً من بعده."

حجۃ الوداع میں غدیرِ خم کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے علی کو اپنے بعد کے لیے حکمراں نامزد کر دیا۔

اسی کتاب میں ہے:

"قد عيّن من بعده والياً على الناس أمير المؤمنين واستمر إنتقال الإمامة والولاية من إمام إلىٰ إمام إلىٰ ان انتهىٰ الأمر إلى الحجة القائم."[3]

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد کے لیے امیرالمومنین (علی) کو لوگوں پر والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا اور پھر ولایت اور امامت کا یہ منصب ایک امام سے دوسرے امام کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ الحجۃ القائم (امام غائب) تک پہنچ کر یہ سلسلہ اپنی حد کو پہنچ گیا۔

امام صاحب کو یہ ساری عبارتیں سنائی جائیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خمینی رافضیوں کے مشہور غالی تبرائی فرقے اثناعشریہ کا فرد تھا۔ اس کے سارے اعتقادات اور معمولات اثناعشری رافضیوں کے مطابق تھے۔ جسے ذرا بھی شبہہ ہو وہ خمینی کی مذکورہ بالا کتابیں دیکھ لے۔ اس لیے جو شخص خمینی کے ان حالات اور معتقدات پر مطلع ہوتے ہوئے اس کو مسلمان جانے، مسلمان بھی نہیں بلکہ اس کو آیت اللہ اعتقاد کرے، اس

(۱) الولاية التكوينية، ص:۱۵۲
(۲) الحكومة الاسلامية، ص:۴۲، ۴۳
(۳) الحكومة الاسلامية، ص:۹۸

کو رحمت و رضوان کا مستحق جان کر اس کے بارے میں علیہ الرحمۃ والرضوان کہے وہ ضرور، بالضرور کافر و مرتد ہے۔

عالم گیری میں ایسے رافضیوں کے متعلق فرمایا:

"فھٰؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين."[1]

یہ قوم مذہبِ اسلام سے خارج ہے، ان کے لیے مرتدین کے احکام ہیں۔

اور جو شخص مرتد کے ارتداد پر اور کافر کے کفر پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے وہ خود کافر۔ فقہا نے متفقہ طور پر تصریح فرمائی ہے:

"من شك فی كفره وعذابه فقد كفر."[2]

مگر چوں کہ امام صاحب یہ کہہ سکتے ہیں، میں یہ نہیں جانتا تھا کہ خمینی غالی اثنا عشری ہیں اور اس قسم کا ہندوستان میں کافی پروپیگنڈہ بھی کیا گیا ہے، اور شبہہ کا فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے، اس لیے ان کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ درِ مختار میں ہے:

"إذا كان فی المسئله وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتی الميل لما يمنعه ثم لو نيته ذٰلك فسلم والا لم ينفعه حمل المفتی علی خلافه."[3]

جب مسئلے میں چند وجہیں ہوں تو مفتی پر واجب ہے کہ اس معنٰی پر حکم لگائے جو کفر نہیں۔ اب اگر قائل کی مراد وہی معنٰی ہے تو وہ مسلمان ہے، ورنہ مفتی کا اس معنٰی پر حمل کرنا قائل کو نفع نہ دے گا۔

مگر چوں کہ ان کو اتنا معلوم تھا کہ وہ شیعہ تھا بلکہ شیعوں کا امام اور شیعوں کے تمام فرقے کم از کم گم راہ ضرور حتیٰ کہ ان میں سب سے اخف تفضیلی ہیں جو حضرات خلفاے ثلاثہ کی خلافت کو حق مانتے ہیں، مگر چونکہ حضرت علی کو خلفاے ثلاثہ سے افضل مانتے ہیں اس لیے گم راہ ہیں۔ اس لیے خمینی کو "آیت اللہ" اور اس کے بارے میں "علیہ الرحمۃ والرضوان" کہنے کی وجہ سے فاسق معلن ضرور ہوئے، ان پر علانیہ توبہ فرض ہے۔ اگر توبہ کریں فبہا، ورنہ انھیں امامت سے معزول کر دیا جائے۔ اس قول کے بعد ان کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھیں سب کا اعادہ کیا جائے۔ غنیۃ میں ہے:

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۵۷، باب احكام المرتدين، مكتبه ماجديه كراچی پاكستان.
(۲) درِ مختار، ج:٦، ص:۳۷۰، كتاب الجهاد، باب المرتد، مكتبه زكريا .
(۳) درِ مختار، ج:٦، ص:۳٦۸، كتاب الجهاد، باب المرتد، مكتبه زكريا .

"لوقد موا فاسقا ياثمون بناء علىٰ ان كراهة تقديمه كرامة تحريم ."[1]

درِ مختار میں ہے: "كل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها." واللہ تعالیٰ اعلم۔[2]

خمینی کو ایصال ثواب کرنا اس کی قبر پر فاتحہ پڑھنا کیسا ہے؟

مسئولہ: شریف خاں قادری، بازار گارڈ، حیدرآباد-۱٦ر محرم ۱۴۱۰ھ

مسئلہ-ایک صاحب جو اپنے آپ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے سچے پیرو کار و سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ سے وابستہ بتاتے ہیں اور اپنے نام کے بعد رضوی لکھتے ہیں، کہلاتے ہیں صاحب موصوف ایک مسجد کے خطیب و امام بھی ہیں۔ چند روز ہوئے مولانا موصوف شیعہ فرقہ کے مشہور عالم آیت اللہ خمینی کے چہلم میں شرکت کی غرض سے ایران تشریف لے گئے۔ موصوف کے ساتھ ایک وفد بھی تھا جس میں اکثریت شیعہ فرقہ کی تھی، موصوف چہلم کے تمام مراسم خمینی کی قبر پر فاتحہ خوانی اور چہلم کا کھانا وغیرہ سے فارغ ہو کر تشریف لائے ہیں۔ ہم وفادارانِ رسول و آل و اصحاب رسول بڑی بے چینی میں مبتلا ہیں کیا ایسے عالم کے پیچھے نماز جائز ہے؟

کیا سنی عوام ایسے آدمی سے دینی میل جول رکھیں ایسے عالم کے لیے کیا حکم شرع ہے جو امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تصانیف سے ثابت ہو، بیان فرما کر عند اللہ ماجور فرمائیں۔

الجواب

خمینی بہت غالی اثنا عشری رافضی تھا جو اس کی تصانیف سے ظاہر ہے، نیز اس کے کردار سے بھی، اس نے سنیوں کو بالجبر رافضی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا حکم دیا، اور تو اور تہران میں رضا شاہ پہلوی کے دور تک اہل سنت جمعہ و عیدین و پنج گانہ سنی اماموں کے پیچھے پڑھتے تھے، مگر خمینی نے سارے سنی اماموں کو معزول کر دیا، ہر جگہ رافضی امام مقرر کیا اور سنیوں کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ کہیں سنی امام کے پیچھے نماز پڑھ سکیں۔ اثنا عشری رافضی کافر و مرتد ہیں۔ عالم گیری میں ہے:

"أحكامهم أحكام المرتدين."[3] ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

کسی کی قبر پر فاتحہ پڑھنا اس کے ایصال ثواب کی مجلس میں شریک ہونا اسے مسلمان جاننا ہے۔ اتنی بات ہر

(۱) غنية شرح منية، ص:۵۱۳، فصل فی الامامة، مكتبه زكريا.
(۲) درِ مختار، ج:۲، ص:۱٤۷، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلاة، مكتبه زكريا.
(۳) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲٦٤، كتاب السير، الباب التاسع فی احكام المرتدين، رشيديه پاكستان.

مسلمان جانتا ہے کہ ایصال ثواب کا اہل صرف مسلمان ہے اور کافر کو ایصال ثواب کرنا کفر۔ اس لیے ان صاحب پر اور جتنے لوگ ان کے ساتھ خمینی کے چہلم میں شرکت اور اس کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے گئے سب پر توبہ تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ اس وقت سے اب تک جتنی نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھیں اور توبہ و تجدید ایمان کرنے تک جتنی پڑھیں گے، سب کی قضا فرض۔ یہ امام صاحب توبہ و تجدید ایمان و نکاح کرلیں تو بہتر ورنہ ان کو امامت سے فوراً بلا تاخیر معزول کر دیا جائے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ''کافر خواہ مشرک ہو یا غیر مشرک جیسے آج کل کے عام رافضی کہ منکر ضروریات دین ہیں۔ اسے ہرگز کسی طرح کسی فعل خیر کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔ قال اللہ تعالیٰ:

''وَمَا لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔''[1]

انھیں ایصال ثواب کرنا، معاذ اللہ خود راہِ کفر کی طرف جانا ہے کہ نصوص قطعیہ کو باطل ٹھہرانا ہے۔''[2]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضی کے یہاں کھانے اور وہابیوں، دیوبندیوں سے میل جول رکھنے والے پیر کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد یونس قادری، قاضی شہر ممبئی، مکان نمبر ۱۴۰، پلاٹ نمبر ۱۴۱ مالونی ملاڈ، ایسٹ ممبئی، ۱۶ر ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- زید اور شاکر دونوں ایک سنی کے وہاں کونڈے کی نیاز میں شریک تھے، زید پیر کو ایک شیعہ نے نیاز کھانے کی دعوت دی اس کی دعوت پر موصوف تشریف لے گئے واپسی پر شاکر نے زید پیر سے سوال کیا گیا کہ آپ شیعہ کے وہاں دعوت کھائے اس پر زید پیر نے کہا کہ میں پیر فقیر ہوں، میرے پاس وہابی، دیوبندی چلیا سب آتے ہیں میں سب سے ملتا ہوں اور مجھ سے سب سلام و دعا کرتے ہیں یہ سب تم جیسے مولویوں کا کام ہے صورت مسئولہ میں شیعہ کے وہاں کھانے پر اور وہابی، دیوبندی چلیا وغیرہ سے میل جول رکھنا کیسا ہے؟

الجواب

رافضی کے یہاں کھانے، رافضیوں وہابیوں، سے میل جول رکھنے کی وجہ سے یہ پیر فاسق معلن ہوگیا، حدیث میں خاص روافض کے بارے میں فرمایا:

(۱) قرآن مجید، سورة البقرة، آیت: ۲۰۰.
(۲) فتاویٰ رضویہ، ج: ٤، ص: ١٩٦، مطبوعہ رضا اکیڈمی.

''فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم.''[1] نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

بلکہ اس نے بطور طنز یہ جو بکا کہ یہ سب تم مولویوں کے لیے ہے اس کی وجہ سے وہ گمراہ بددین ہوگیا، جتنے لوگ اس سے مرید ہو چکے ہیں، سب پر لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دیں اور آئندہ کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس سے مرید ہو، پیر صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ دیندار صالح ہو، فاسق گمراہ نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر کسی رافضی نے یہ وصیت کی ہو کہ اسے سنیوں کے طریقہ پر دفنایا جائے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد وارث، سکریٹری یتیم خانہ صفویہ، کرنیل گنج، گونڈہ (یو۔پی۔)-۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے یہاں ایک شخص مسمّٰی جانباز خاں عرصۂ دراز سے رہتا تھا، سنیوں سے خلط ملط زیادہ تھا اگرچہ وہ بذات خود رافضی تھا اور اپنے رفض میں حد درجہ راسخ تھا، مگر چوں کہ ہمارے قصبہ میں اس کا کوئی ہم عقیدہ نہ تھا اس لیے اس کی نشست و برخاست سنیوں کے ساتھ رہی حد یہ ہے کہ اس کی اولاد بھی سنی صحیح العقیدہ ہیں۔ اچانک ہارٹ اٹیک سے اس کا انتقال ہوگیا۔ اب مسئلہ یہ پیش ہوا کہ اس کی تجہیز و تکفین کس طرح کی جائے جب کہ اس کا رفض اظہر من الشمس تھا۔ متوفی کی تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں جب لوگوں نے ایک دینی ادارے کے علما کی طرف رجوع کیا تو حضرات علمائے کرام نے اس کے رفض کو مد نظر رکھتے ہوئے، نماز جنازہ نیز تجہیز و تکفین میں شرکت سے انکار کر دیا۔ نیز عوام پر شرعی مسائل بیان فرما کر اس بات کی وضاحت کر دی کہ ایسا شخص از روئے شرع مومن نہیں۔ کیوں کہ اس کی توبہ کسی بھی اعتبار سے ثابت نہیں۔ لہٰذا اس کے جنازے کی نماز نہ پڑھی جا سکتی ہے اور نہ تجہیز و تکفین میں شرکت کی جا سکتی ہے۔ اس پر لوگ اس کے لڑکے کو جو عاقل بالغ ہے، نیز سنی بھی ہے اگرچہ غیر متشرع ہے اپنے ہمراہ لائے اور اس نے یہ بیان دیا کہ مجھے میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ مجھے سنیوں کے طور طریقے پر دفنایا جائے، اس سلسلے میں لوگوں نے مندرجہ ذیل باتیں بیان کیں۔

❶- متوفی کے ہم جلیس افراد میں سے دو افراد نے یہ بیان دیا کہ ایک موقع پر متوفی نے یہ کہا تھا کہ میرا

(۱) المستدرك للحاكم، ج: ۳، ص: ٦٣٢.

عقیدہ حاجی وارث علی شاہ علیہ الرحمۃ دیوہ شریف پر ہے اور انھیں کی طرح ہے۔

❷- متوفی نے ایک حافظ قاری جو دینی ادارے کے ذمہ دار ہیں، نیز خطیب و امام ہیں ان سے یہ کہا تھا کہ میرے جنازے کی نماز آپ پڑھائیے گا۔ اس پر موصوف نے یہ جواب دیا کہ آپ بعد توبہ میری طرح ہوجائیں، پھر مجھے جنازے کی نماز پڑھانے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ اس پر متوفی خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا شخص جو اپنے رفض کے اعتبار سے انتہائی راسخ ہو اور کبھی سنیوں کی مسجد میں نماز تک نہ پڑھی ہو حتی کہ جمعہ یا عیدین کسی بھی نماز میں کبھی اس کو نہ دیکھا گیا ہو۔ بلکہ عیدین کے موقع پر وہ ایسی جگہوں پر چلا جاتا رہا ہو جہاں اس کے ہم عقیدہ افراد کی تعداد جماعتی اعتبار سے ہو اور جملہ مراسم اپنے عقیدہ کے اعتبار سے اپنے ہم عقیدہ افراد میں مل کر ادا کرتا رہا ہو۔ کیا ایسے شخص کی بعد موت مذکورہ بیان کی روشنی میں نماز جنازہ نیز تجہیز تکفین سنی صحیح العقیدہ افراد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر علماے کرام کے باز رکھنے کے باوجود لوگوں نے کسی سنی کے ذریعہ نماز جنازہ پڑھواکر اور خود بھی نماز میں شرکت کرکے اس کی تجہیز وتکفین کی ہو تو شرعی اعتبار سے ایسے افراد کے لیے کیا حکم ہے؟ آیا ایسے افراد سے اجتناب کیا جائے یا جملہ اختلاط روایات سابقہ کے طور پر برقرار رکھے جائیں۔ اگر دینی اعتبار سے نماز جنازہ پڑھنا اور تدفین وغیرہ میں شرکت کرنا جرم ہے تو ایسے افراد کے لیے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

ہمارے دیار کے رافضی ایک نہیں کثیر ضروریات دین کے منکر ہیں۔ کم از کم ہر رافضی کا یہ عقیدہ ضرور ہوتا ہے کہ قرآن مجید ناقص اور محرف ہے۔ صحیح اور مکمل قرآن امام غائب لے کر "سُرَّمَنْ رأی" کے غار میں غائب ہیں۔ اس لیے ہمارے دیار کے روافض کافر و مرتد ہیں۔ ان کے بارے میں عالم گیری میں فرمایا:

"أحكامهم أحكام المرتدين."[1] ان کا حکم مرتدوں جیسا ہے۔

کسی بھی مرتد اور کافر کی نماز جنازہ پڑھنی کفر ہے، نماز جنازہ دعاے مغفرت ہے، اور کافر کے لیے دعاے مغفرت بر بناے مذہب صحیح کفر۔ شامی میں ہے:

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلا ولا شرعا ولتكذيبه النصوص

آپ کو معلوم ہے کہ مذہب صحیح اس کے برعکس ہے، لہٰذا مرتد کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے، عقلاً اور شرعاً اس کے ناجائز ہونے اور نصوص قطعیہ

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲٦٤، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیہ پاکستان.

القطعية."[1] کے انکار کو مستلزم ہونے کی وجہ سے۔

یہ شخص جس کے احوال سوال میں مذکور ہیں بلا شبہ غالی متعصب رافضی تھا، بلا شبہ مرتد تھا۔ جب مدۃ العمر وہ عیدین کی بھی نماز روافض ہی کے ساتھ پڑھتا تھا اور سارے مراسم رافضیوں ہی کے طور و طریقے پر ادا کرتا تھا تو اس کے رافضی ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ رہ گیا بعض افراد کا یہ کہنا کہ اس نے کبھی کہا تھا کہ میرا عقیدہ حاجی وارث شاہ صاحب پر ہے اور انھیں کی طرح ہے اس کا تقیہ تھا، ورنہ جب حافظ صاحب نے اس سے کہا تھا کہ میری طرح ہو جائیے تو وہ کیوں خاموش رہا۔ بناءً علیہ جن جن لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی سب پر توبہ و تجدید ایمان اور اگر بیوی والے ہوں تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ در مختار میں ہے:

"وما فيه خلاف يؤمر بالتوبة و تجديد النكاح."[2] جس میں اختلاف ہے اس میں بھی توبہ اور تجدیدِ نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

ہاں اگر نماز جنازہ پڑھنے والے یہ کہیں کہ چوں کہ اس کے ساتھیوں نے یہ کہا تھا کہ میرا عقیدہ حاجی وارث علی شاہ صاحب پر ہے اور انھیں کی طرح ہے۔ اس سے ہم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ رفض سے تائب ہو کر سنی ہو گیا تھا اس لیے ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو تجدید ایمان و نکاح تو لازم نہیں ہوگا مگر توبہ بہر حال فرض ہے، اس لیے کہ جب مقامی علما نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ یہ رافضی ہے۔ اس کی تجہیز و تکفین نہ کرو، جنازہ نہ پڑھو، پھر بھی ان لوگوں نے یہ سب کچھ کیا اس وجہ سے توبہ ضرور فرض ہے۔ اسی طرح اسے بطریق مسنون نہلانا، کفنانا، دفن کرنا سب حرام و گناہ تھا، جتنے لوگ ان سب میں یا ان میں سے کسی میں شریک ہوئے۔ سب پر توبہ فرض ہے۔ اگر یہ لوگ توبہ نہ کریں۔ اور پہلی صورت میں تجدید ایمان و نکاح نہ کریں تو ان سے میل جول، سلام و کلام بند کر دیا جائے۔ ان کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا کھانا پینا حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ."[3] یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ مت بیٹھو۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، ص:۲۳۷، ج:۲، دارالکتب العلمیة، لبنان.
(۲) درمختار، ج:٦، ص:۳۹۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت لبنان.
(۳) قرآن مجید، سورة الانعام، آیت:٦٨، پارہ:۷.

ایک روایت کے متعلق سوال

مسئولہ: عبد الغفار قادری، چریا کوٹ، اعظم گڑھ (یو۔ پی۔)۔ ۳؍ صفر ۱۴۰۰ھ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں؟

مجاہد سے روایت ہے کہ ابو عمرو اور ابو سعید خدری نے بیان کیا کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، عمار بن یاسر، حذیفہ بن الیمان ابو الطفیل آئے، ان کے چہرے سے آثارِ ملال ظاہر تھے ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بعض اہل نفاق آپ کے ابن عم علی کے بارے میں ایسی باتیں کہتے ہیں جسے سن کر رنج و ملال ہوتا ہے، آپ نے فرمایا وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ وہ کہتے ہیں سبقت الی الاسلام میں علی کو دوسروں سے کیا فضیلت ہے جب کہ وہ طفل نابالغ تھے رسول اللہ نے فرمایا میں تم لوگوں سے ایک نقل بیان کرتا ہوں، شاید تم نے اسے کتبِ سابقہ میں بھی دیکھا ہو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیدا ہوئے تو ان کی والدہ نے بوقت غروب آفتاب ان کو درخت کی چھال کا ایک پارچہ پہنادیا اس وقت ابراہیم اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے منہ اور سر پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ کلمہ توحید ورد زبان کیا اور جس کپڑے میں آپ تھے، اس سے اپنا منہ اور ہاتھ صاف کرنے لگے۔ اے گروہ صحابہ تمھیں معلوم ہے کہ فرعون موسیٰ کی تلاش میں تھا وہ حاملہ عورتوں کے شکم چاک کرواتا اور بچوں کو مار ڈالتا، یہاں تک کہ موسیٰ پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی اپنی ماں سے کہا اے مادر گرامی! مجھے ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیجیے، یہ کلام سن کر ان کی ماں خوف زدہ ہوئیں اور کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو دریا میں ڈوب کر ہلاک نہ ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اے مادر مہربان کچھ خوف و اندیشہ نہ کیجیے اللہ تعالیٰ مجھے بچائے گا، اور صحیح سالم آپ تک پہنچادے گا۔ اے میرے صحابہ اس وقت کو یاد کرو جب مریم حضرت عیسیٰ کو قوم کے پاس لائیں اور کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس بچہ سے پوچھو اور اس وقت حضرت عیسیٰ نے بقدرت خدا کلام کیا۔ و علی ھذا القیاس.

الجواب

یہ روایت اہل سنت کی کسی کتاب میں میری نظر سے نہیں گزری اور نہ اہل سنت کی کتاب میں یہ روایت ہو سکتی ہے یہ روافض کذابوں کی من گڑھت ہے، رافضیوں کی کتابیں یہاں موجود نہیں جس میں یہ روایت ہو سکتی ہے ورنہ اس میں سے آپ کو نشان و پتہ نکال کر بتا دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فرقہ مہدویہ باطل فرقہ ہے۔ امام مہدی کا ظہور کب ہوگا؟

مسئولہ: جناب محمد رمضان صاحب، کوکری آگار، ایس۔ ایم۔ روڈ، انٹاپ ہل ممبئی۔ ۱۸؍ صفر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ۔ جناب رمضان بھائی چودھری سلام مسنون۔

من جانب سید من مہدوئی کے معلوم ہو کہ مجھے تمھارے برادر سے معلوم ہوا کہ تم اور چند تمھارے جیسے بھائی دین مہدی سے پھر گئے ہیں اور مرتد ہوتے ہیں، تمھارا مرتد ہو جانا کوئی نئی بات نہیں ہے، ہر زمانہ میں ایسا ہوتا آیا ہے اور تم نے ایک انجمن بھی قائم کی ہے اور اس کے ذریعہ ایک اشتہار بھی چھاپہ ہے اور ہر جگہ تقسیم کیا اس اشتہار سے تمھاری عقل مندی کا پتہ چل جاتا ہے کہ تمھاری عقل کی رسائی کہاں تک ہے۔ حدیثوں سے دلیل پیش کرنا تم جیسے عامی کا کام نہیں ہے۔ جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ کون سی حدیث صحیح ہے، کون سی غلط ہے، کون سی وضع کی گئی ہے۔ جب کہ ائمہ مجتہدین حدیثوں کے انتخاب میں پریشان ہیں تو وہاں تمھارا کیا ٹھکانہ ہے تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں، تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں تم نے مہدیت کے متعلق حدیثیں اشتہار میں لکھی ہیں، اس کا صحیح ہونے کا تمھارے پاس کیا ثبوت ہے، اگر تمام حدیثیں صحیح ہوتیں تو اسلام میں یہ چار مکتب حنفی، حنبلی، شافعی، مالکی الگ الگ کیوں ہوتے، اس کے کیا اسباب ہیں؟ اس کا اظہار کرنا تمھارے انجمن کا کام ہے کتابوں میں لکھی ہوئی ہر بات کو صحیح سمجھ کر چلنا یہ سخت نادانی ہے۔ مذہبی کام کوئی دُکان داری نہیں ہے خیر جانے دو تمھارے بس کی یہ بات نہیں ہے، میں اس خط کے ہمراہ آفاق نامی روزنامہ میں مہدیت کے متعلق شائع شدہ مضمون روانہ کر رہا ہوں اس میں شائع شدہ مضمون دہلی، مصر، بغداد وغیرہ مقامات سے شائع شدہ حدیث سے لیا گیا ہے یہ حیدرآباد سے شائع ہوا ہے، حیدرآباد کا نام سن کر پریشان نہ ہو، ٹھنڈے دل سے اس کو پڑھو، ہدایت دینا یہ کام اللہ کا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت نبی کے چچا ابوطالب، ابولہب، ابوجہل یہ کافر نہ ہوتے وہ نبی پر ضرور ایمان لاتے ہر شخص کی نیکی و بدی خود اس کے لیے ہوتی ہے لیکن کلام اللہ میں ارشاد ہے کہ بری باتوں سے منع کرو اور نیک کام کا حکم کرو اس لیے یہ زحمت اٹھائی ہے، اچھی طرح سن لو کہ مہدی علیہ السلام فرمان حضرت رسول کے مطابق آئے اور گئے، اب تا روز حشر کوئی مہدی آنے والے نہیں ہیں جس کو انتظار کرنا ہے وہ کرتے رہیں کسی کے مرتد ہونے سے مہدیت میں کچھ فرق نا ہوگا۔

امر حق، باطل نظر آتا ہے ہر اوباش کو

ناچیز عاصی سید من سامیان مہدوی

(۱)۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایسا عقیدہ رکھنے والے از روئے شرع مسلمان ہیں کہ نہیں اور ان

سے رشتہ ناتا، سلام کلام کرنا کیسا ہے؟ نیز یہ لوگ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرکے مسلمان ہونا چاہیں تو صرف توبہ کافی ہے کہ کلمہ پڑھنا اور تجدید نکاح بھی ضروری ہے؟

(۲)- جیسا کہ فرقۂ مہدی کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جون پور ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور وفات ۹۱۰ھ میں ہوئی۔ مگر ہم مسلمانوں کا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟ اکابر علمائے کرام کا کیا خیال ہے؟

الجواب

(۱)- ان کی توبہ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ یہ کہیں میں اس فرقۂ مہدویہ سے توبہ کرتا ہوں یہ فرقہ باطل ہے، اتنا کافی اور ضروری ہے، اگر کلمہ پڑھ لیں تو بہتر ہے اور اپنی بیویوں سے تجدید نکاح بھی لازم ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)- یہ بالکل غلط ہے کہ جون پور میں امام مہدی پیدا ہوئے اور پھر وہ مر گئے، صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ایک زمانے میں ہوں گے اور یہ بھی حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اس وقت نزول فرمائیں گے جب دجال آچکے گا، پہلے دجال آئے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور انھیں کے عہد مبارک میں امام مہدی کا ظہور ہوگا، ابھی نہ دجال ظاہر ہوا ہے نہ حضرت عیسیٰ کا نزول ہوا ہے۔ پھر امام مہدی کا ظہور کیسے ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہائی کون سا فرقہ ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمین پر تشریف رکھتے اور حضرت حسان کو منبر پر بٹھاتے۔ میلاد خواں منبر پر ہوتے اور اعلیٰ حضرت نیچے۔

مسئولہ: صوفی اسلام الدین چشتی، گاڈر واڑہ نورجی، جھالاواڑ، راجستھان - ۲۵ ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں، ہماری بستی گاڈر واڑہ نورجی میں عبد الصمد بہائی (بہائی ایک فرقے کا نام ہے جو بہاء الدین کی طرف منسوب ہے)۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ کو بموقع گیارہویں شریف بہار سے مفتی صاحب تشریف لائے جو مسلمانوں کو مرید بھی کرتے ہیں، مجلس میلاد شریف میں بھی وہ اور ان کے ساتھ ایک عالم بستروں پر لیٹے رہے اور نہ ہی بوقت صلوٰۃ و سلام تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے ان دونوں کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ کیا ایسے مفتی و پیر کی تعظیم کرسکتے ہیں کیا وہ ہمارے امام بن سکتے ہیں؟ کیا ہم ان سے مرید بن سکتے ہیں؟ مدلل شرعی جواب سے باخبر کریں۔ عین نوازش ہوگی۔
فقط والسلام۔

مذکورہ سوال کے ثبوت میں پچاس آدمی گواہ ہیں۔

الجواب

بہائی رافضیوں کے ایک انتہائی غالی، تبرائی بدزبان فرقے کا نام ہے جس شخص کے یہاں یہ نام نہاد پیر آیا اگر واقعی وہ بہائی عقیدے کا ہے تو اس کے یہاں میلاد شریف کے لیے جانا ہی حرام و گناہ تھا۔ پھر یہ بد تمیز پیر میلاد شریف کے وقت اور نام نہاد مولوی بستر پر لیٹا رہا، یہ ان دونوں کی انتہائی بے ہودگی ہے، ذکر پاک کی عظمت تو یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد اقدس میں زمین پر تشریف رکھتے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر پر بٹھاتے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پڑھتے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا طریقہ تھا کہ میلاد شریف کی محفل میں میلاد خوان منبر پر ہوتے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے تشریف رکھتے۔ اس بد تمیز بے ادب پیر سے کوئی مرید نہ ہو اسی طرح اس بے ادب مولوی کے پیچھے کوئی نماز نہ پڑھے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں سے شادی کرنا، ان کو زکاۃ و فطرہ دینا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد امتیاز رضوی، مقام جھرکی، پوسٹ ساڑم، ضلع گریڈیہ (بہار) - ۲ ذوالحجہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ- بریلوی عقائد کی شادی دیوبندی عقائد میں کرنا کیسا ہے؟ اور اگر شادی کرلی گئی تو ان کے گھر آنا، جانا کھانا پینا ان سے فطرہ زکاۃ لینا دینا کیسا ہے؟ ان کی شادی جائز ہوئی یا ناجائز؟

الجواب

دیوبندی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، دیوبندی مرد یا عورت کے ساتھ سنی بریلوی کا نکاح صحیح نہیں، اور دیوبندی سے میل جول، سلام کلام حرام ہے، ان سے لین دین حرام ہے۔ بلکہ اگر ان کو صدقۂ فطر یا زکاۃ دیں گے تو ادا نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کی نماز جنازہ نہ پڑھانے والے امام کو برا بھلا کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد حنیف خادم مسجد گورہ پٹی، فیض آباد (یو۔پی۔) ۲ ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں محمد شوکت قریشی کے بارے میں؟ ہمارے محلے میں بھلر نام کا ایک وہابی رہتا تھا جو قرآن کی آیت: وما انت بمسمع من فی القبور۔ پر عقلی دلیلیں قائم کرکے انبیائے کرام کی شان میں اہانت کیا کرتا تھا۔ نیز ایک مرتبہ خدا کے محبوب ص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاذ

اللہ مرکر مٹی میں مل چکے کہ، دیا، پھر اس وہابی کو مسجد سے نکالا بھی گیا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد جب اس گستاخ رسول کو قہر خداوندی نے اپنے زد میں لے لیا اور یہ نہایت ہی بھیانک اور عبرت ناک طور پر اپنے بستر پر گر جنے لگا تو کچھ لوگ دوڑے محلے کی مسجد میں آئے اور بولے چلیے امام صاحب بھلر کا بہت برا حال ہے، سورۂ یٰسین پڑھ دیجیے۔ اس پر امام صاحب نے انکار کرتے ہوئے گستاخ رسول کی نماز جنازہ پڑھانے سے بھی انکار کر دیا۔ اس بات کو لے کر کچھ لوگ ٹاٹ شاہ مسجد پہنچے تو وہاں پر مولانا و مفتی قطب الدین صاحب نے بھی شرعی مسئلہ بتاتے ہوئے بھلر کی نماز جنازہ کو باطل قرار دے دیا جب یہ لوگ لوٹ کر آئے تو محمد شوکت قریشی کو جلال آگیا کہ کہاں لکھا ہے قرآن میں کہ وہابی کی نماز جنازہ نہ پڑھو؟ تھوڑی دیر طوفان مچانے کے بعد ایک نیا فتنہ کھڑا ہو گیا۔ وہ یہ کہ وہابی کی میت کو سنیوں کی مسجد کے سامنے لاکر رکھ دیا گیا تاکہ زبردستی سنی امام سے وہابی کی نماز جنازہ پڑھوائی جا سکے۔ واضح ہو کہ یہی محمد شوکت کچھ عرصہ پہلے اسی مسجد میں تبلیغی جماعت کے آجانے پر امام و متولی کو قصور وار ٹھہراتے ہوئے طوفان مچا دیا تھا کہ آپ لوگوں نے ان وہابڑوں کو مسجد کے اندر کیوں گھسنے دیا؟ آپ لوگ محلے کے مسلمانوں کو گمراہ کروانا چاہتے ہیں، اور بالآخر وہابی مولویوں کو بڑی بے دردی کے ساتھ بھگا کے ہی دم لیا۔ مگر آج معاملہ اس کے برعکس ہے کہ زندہ وہابی مولویوں کو بھگا دینے والا شخص آج ایک مردہ وہابی کو کاندھے پر اٹھانے کے لیے بے قرار ہے۔ کیوں کہ اسے وہابی امام کا انتظار ہے۔ موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے سنی امام فرار ہے کہ اتنے میں سامنے سے آتی ایک امبیسڈر کار ہے اور اس کار سے نکلتے وہابیوں کے سردار ہیں، پھر کیا تھا، محمد شوکت کی باچھیں کھل گئیں، بڑھا دیا آگے۔ کھڑے ہو گئے پیچھے اور اس وہابی امام کے پیچھے گستاخ رسول کی نماز جنازہ پڑھنے میں محمد شوکت قریشی اکیلے نہیں تھے بلکہ اس بات سے ورغلانے میں آکر کہ کہاں لکھا ہے قرآن میں... بہت سے سنی مسلمان بھی تھے، مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مسجد میں ان سنی مسلمانوں نے اس وقت علانیہ توبہ کر لیا۔ جب محمد شوکت قریشی کے چیلنج پر منعقد اسی سلسلے کے ایک جلسے میں علمائے اہل سنت نے وہابیوں کو انھیں کی کتابوں کی کفری عبارتوں سے کافر و مرتد ثابت کر دیا مگر محمد شوکت قریشی نے توبہ نہیں کیا۔ الٹے یہ شخص ان سنی مسلمانوں کو توبہ کر لینا بھی اپنے حق میں توہین سمجھا۔ جس نتیجے میں یہ شخص اس قدر دریدہ دہن ہو گیا ہے کہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پیش امام کو توبہ کرانے والے علمائے اہل سنت کو ماں بہن کی فحش گالیاں دیتے ہوئے مسجد کی بھی سخت بے حرمتی کرتا ہے اور بہت زیادہ ڈینگیں مارتا ہے کہ اے فلاں والے تمھارا یہ کر ڈالوں گا، وہ کر ڈالوں گا، وغیرہ وغیرہ۔ اور آئے دن شہر کے امام کی شان میں بدتمیزی کرتا رہتا ہے کہ فلاں والے مولانا کی ماں بہن کو ایسا ویسا کر ڈالوں گا، یہ فلاں والے مولانا سالے ایک بار پھر آئیں، اور ہم کو دکھائیں کہ قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے، وہابی کی نماز جنازہ پڑھنے سے ایمان و نکاح

ٹوٹ جاتا ہے؟ نیز وہابی کی نماز جنازہ نہ پڑھانے والے پیش امام کو یہ شخص کافر کہتا ہے اور اسی سلسلے میں ایک مسجد کے پیش امام کو دھوکا سے پکڑ کر اپنے گھر میں بند کر کے ان کے ساتھ اخلاق سے گری ہوئی نہایت ہی نازیبا حرکتیں بھی کر چکا ہے اور یہ سب کچھ محلے کے مسلمانوں کی کمزوری کا نتیجہ ہے جو شورش پسند ہونے کی وجہ سے اس شخص سے ڈرتے ہیں، ورنہ محمد شوکت قریشی کی ظلم و جبر کی آہنی دیواروں کو شہر کے باغیرت مسلمان ہی علمائے کرام کی رہبری کرنے پر توڑیں گے۔ براہِ کرم قرآن و حدیث کی روشنی میں مفتیانِ عظام رہبری فرمائیں کہ شریعت اسلامی کی رو سے اس ظالم و جابر شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

الجواب

دیوبندی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ کے علمائے اہل سنت کا متفقہ فتویٰ ہے یہ لوگ کافر و مرتد ہیں، تفصیل کے لیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کے بارے میں جن لوگوں نے کلمہ پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی ارشاد فرمایا:

”لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔“[۱] بہانے نہ بناؤ میرے محبوب کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔

ان لوگوں کے بارے میں فرمایا:

”وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ۔“[۲] ان میں سے اگر کوئی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ کبھی مت پڑھو اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہو۔

کسی کافر کی نماز جنازہ پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں خواہ کھلا ہوا کافر ہو یا چھپا ہوا کافر ہو، خصوصاً دیوبندی کہ انھوں نے حضور اقدس ﷺ کی شان میں سخت توہین کی ہے، کیوں کہ نماز جنازہ دعائے مغفرت ہے اور کافر کے لیے دعائے مغفرت مذہب صحیح پر کفر ہے۔ شامی میں حلیہ سے ہے:

”وقد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلا ولا شرعا ولتكذيبه النصوص القطعية.“[۳] صحیح یہ ہے کہ کافر کے لیے دعائے مغفرت کفر ہے، اس لیے کہ یہ نہ تو عقلاً جائز ہے اور نہ شرعاً اور نصوص قطعیہ کی تکذیب ہے۔

---

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة۹، پاره:۱۰، آیت:۶۶

(۲) قرآن مجید، سورة التوبة، پاره:۱۰، آیت:۸۴.

(۳) ردالمحتار، ص:۲۳۷، ج:۲، کتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، دارالکتب العلمية لبنان.

حدیث میں صحابہ کرام کی توہین و تنقیص کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

"وقد علمت أن الصحيح خلافه "فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم." [1] رواه ابن حبان والعقيلي عن انس رضى الله عنه.

نہ ان کے ساتھ اٹھو نہ ان کے ساتھ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو۔

اس لیے جس عالم نے یہ فتویٰ دیا کہ دیو بندیوں کی نماز جنازہ جائز نہیں انھوں نے صحیح فتویٰ دیا اور جن سنی مسلمانوں نے دیو بندی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی انھوں نے صحیح کیا اور جن لوگوں نے دیو بندی کی نماز جنازہ پڑھی وہ بھی دیو بندی امام کے پیچھے ان سب پر توبہ فرض ہے، جن لوگوں نے توبہ کی انھوں نے صحیح کیا اور جنھوں نے توبہ نہیں کی وہ اپنا بگاڑ رہے ہیں۔ اہل سنت پر فرض ہے کہ ایسے سنی امام کی قدر کریں جنھوں نے شدید دباؤ کے باوجود دیو بندی کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور جو بدزبان اس حکم شرعی کے بتانے کی وجہ سے امام صاحب کو گالیاں دے رہا ہے وہ اپنا ایمان برباد کر رہا ہے۔ حکم شرعی بتانے پر کسی عالم کو گالی دینی کفر ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:

"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر." [2] علم اور علما کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

اس کی وجہ سے اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس پر فرض ہے کہ وہ بلا تاخیر توبہ کرے اور تجدید نکاح بھی، اس نے ان سنی مسلمانوں کو کافر کہا جو وہابی کی نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں یہ کافر کہنا اگر گالی کے طور پر ہے تو حرام و گناہ ہے، اور اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ جو شخص دیو بندی کی نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز کہے وہ کافر ہے تو یہ شخص خود کافر ہو گیا، در مختار میں ہے:

"عزّر الشاتم بياكافر. وهل يكفر؟ إن اعتقد المسلم كافراً نعم وإلا لا." [3]

اے کافر کہ، کر گالی دینے والے کو سزا دی جائے گی اور کیا وہ اس کی وجہ سے کافر ہو گا؟ ہاں اگر مسلمان کو کافر اعتقاد کرے، ورنہ نہیں۔

حدیث میں ہے جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا وہ خود کافر ہے، اس شخص کو حکم شرعی پہنچا دیا جائے کہ اس

(۱) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣، السنة لابن عاصم، ص:٤٨٣، ج:٢.
(۲) الاشباه والنظائر، ص:١٨٧، ج:٢، كتاب السير، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، پاكستان.
(۳) ردالمحتار، ص:١١٦، ج:٦، كتاب الحدود، باب التعزير، دارالكتب العلمية لبنان.

پر فرض ہے کہ وہابی کی نماز جنازہ پڑھنے وہ بھی دیو بندی امام کے پیچھے پڑھنے اور علمائے اہل سنت اور عوام اہل سنت کو گالی دینے اور انھیں کافر کہنے کی وجہ سے علانیہ توبہ کرے اور اب سب لوگوں سے معافی مانگے کیوں کہ کسی مسلمان کو گالی دینے والے کی توبہ اس وقت تک توبہ نہیں جب تک ان لوگوں سے معافی نہ مانگے جن کو گالیاں دی ہیں، اور تجدید ایمان و نکاح بھی کرے۔ در مختار میں ہے:

"وما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار وتجديد النكاح." [1]

اور جس میں اختلاف ہے اس میں بھی توبہ و استغفار اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

اگر یہ سرکش ان سب باتوں کو مان جائے اور ان پر عمل کرے تو ہمارا بھائی ہے ورنہ سب مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس سے میل جول، سلام و کلام بند کر دیں۔ حدیث میں ہے:

"تقربوا إلى الله بالتباعد عنهم." [2] ایسے لوگوں سے دور رہ کر اللہ سے نزدیکی چاہو۔

حدیث میں ہے:

"انصر أخاك ظالما أو مظلوماً." [3] اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ظالم کی مدد کا کیا مطلب؟ فرمایا ظالم کو ظلم کرنے سے روک دے۔ امام صاحب حق پر ہیں ان کی مدد کرنی ہر مسلمان پر واجب ہے اور ظالموں سرکشوں کے ظلم سے انھیں محفوظ رکھنا واجب ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیو بندی کی نماز جنازہ پڑھانے والے امام کا حکم۔

مسئولہ: مولانا لیاقت حسین، سردار پٹیل روڈ، بیلی مورا، بلساڑ (گجرات) --۱۰ ربیع الآخر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ-اگر قصداً جان بوجھ کر کسی وہابی کے جنازے میں شریک ہوئے خاندان یا پڑوس کا لحاظ کرتے ہوئے یا کسی سنی صحیح العقیدہ عالم نے بہ مجبوری ملازمت وہابی کا جنازہ پڑھایا یا صرف شرکت ہوئی تو ان لوگوں کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ نکاح ٹوٹ جائے گا یا صرف گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوں گے؟

الجواب

وہابی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں اور نماز جنازہ حقیقتاً دعاے

(۱) درمختار، ص:٣٩٠، ج:٦، كتاب الجهاد، باب المرتد، دارالكتب العلمية لبنان.
(۲) الجامع الصغير في أحاديث البشير النذير، ص:١١٤، ج:١.
(۳) بخاری شریف، ص:٣٣٠، ج:١، ابواب المظالم والقصاص، باب انصر اخاك ظالما أو مظلوما، رضا اكيڈمی.

مغفرت ہے اور کسی مرتد کافر کی دعاے مغفرت کفر ہے یا نہیں اس بارے میں علما کے مابین اختلاف ہے کچھ علما نے فرمایا کفر نہیں ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ کفر ہے۔ شامی میں ہے:

"وقد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر." (۱)

آپ کو معلوم ہے کہ مذہب صحیح اس کے برخلاف ہے تو مرتد کے لیے دعاے مغفرت کرنا کفر ہے۔

اور جس چیز کے کفر ہونے اور نہ ہونے میں علما کا اختلاف ہو اس کے مرتکب کو کافر نہیں کہا جائے گا مگر توبہ و تجدید ایمان کا حکم دیا جائے گا۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

"لايفتى بكفر مسلم متىٰ أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو كانت رواية ضعيفة." (۲)

مسلم کے کافر ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا جب تک کہ اس کے کلام کو اچھے معنیٰ پر محمول کرنا ممکن ہو یا اس کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اگرچہ کوئی ضعیف روایت ہی کیوں نہ ہو۔

عالم گیری میں ہے:

"وما كان في كونه كفراً اختلافٌ فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك." (۳)

جس بات کے کفر ہونے میں اختلاف ہو اس کے قائل کو تجدید نکاح توبہ اور اس قول سے رجوع کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

وہابی کو وہابی جانتے ہوئے کسی سنی نے نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی تو اسے حکم ہے کہ توبہ کرے، تجدید ایمان و نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور اگر کسی امام نے کسی وہابی کی نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی تو جب تک وہ توبہ، تجدید ایمان و نکاح نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں جب اس نے وہابی کی نماز جنازہ پڑھی یا پڑھائی اس وقت سے لے کر اب تک ایسے امام کے پیچھے جتنی نمازیں پڑھی ہیں سب کو دوبارہ پڑھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) شامی: ج:۲، ص:۲۳۷، كتاب الصلوٰة، باب صفة الصلوٰة، دارالكتب العلمية.
(۲) تنوير الابصار ج:٦، ص:٣٦٧، كتاب الجهاد، باب المرتد.
(۳) هنديه، ج:۲، ص:۲۸۳، الباب التاسع احكام المرتدين ما يتعلق بتلقين الكفر والامر بالارتداد.

کتابی، نصرانی، یہودی کسے کہتے ہیں؟

مسئولہ: عبدالرشید، جامع مسجد، کرناٹک - ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

مسئلہ- کتابی، نصرانی، یہودی کس کو کہتے ہیں؟

الجواب

کتابی، یہود و نصاریٰ کو کہتے ہیں، نصرانی عیسائیوں کو کہتے ہیں جو لوگ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی اور انجیل کا ماننے والا کہتے ہیں۔ یہودی وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا امتی اور توریت کا ماننے والا کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی کے پاس بچوں کو تعلیم دلانا حرام ہے

مسئولہ: عبدالمعبود انصاری، روم نمبر ۴۲ رنیر مہاراشٹرا بینک، ایم اے روڈ، بمبئی - ۲۹؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ- اگر دیوبندی عقائد کا کوئی اسکول ہے اور اس میں بریلوی عقائد کا مسلمان اپنے بچوں کو تعلیم دلوا رہا ہے تو وہ شرعی مجرم ہوا کہ نہیں؟ جب کہ ان سے بات چیت ملنا جلنا تک کے قطعی منع کیا گیا ہے۔

الجواب

دیوبندی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اس لیے ان کے پاس بچوں کو پڑھنے کے لیے بھیجنا بلا شبہہ حرام و گناہ ہے، اور بچوں کے گمراہ ہونے کا اندیشہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی کے گھر قرآن خوانی و میلاد کے لیے جانا جائز نہیں۔

طلبہ و مدرسین کو دوسرے کے گھر قرآن خوانی کے لیے بھیجنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد کلیم جوہری، چوک بازار، ضلع سیوان (بہار) - ۱۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ- زید بد عقیدہ جماعت یعنی دیوبندی سے تعلق رکھتا ہے، ان کے مدرسہ کو چندہ دیتا ہے ان کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے، ان کے عقیدے کو برا نہیں سمجھتا ہے، زید اپنی والدہ کے جنازہ کی نماز بھی انھیں دیوبندی عالم سے پڑھوایا ہے، اور چہارم کی دعوت کے لیے ان کے مدرسہ میں ہی کھانا بنوا کر کھلاتا ہے چوں کہ ان کے مدرسہ کے مدرسین اور طلبہ گھر گھر جا کر نہ تو قرآن خوانی کرتے ہیں اور نہ ہی دعوت چہارم کھاتے ہیں مگر اہل سنت و جماعت کے مدرسہ کے مدرسین اور طلبہ کو اپنے گھر بلوا کر قرآن خوانی کرواتا ہے، میلاد شریف

کرواتا ہے، اور دعوت چہارم کھلواتا ہے چوں کہ مدرسین اور طلبہ لوگوں کے گھروں میں جاجاکر دعوت چہارم و چہلم کھاتے ہیں اور قرآن خوانی و میلاد شریف پڑھتے ہیں اس طرح زید یہ تأثر دیتا ہے کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت کا ماننے والا ہے۔

از روئے شریعت یہ فیصلہ کیا جائے کہ مذکورہ بالا باتوں کی مکمل واقفیت کے باوجود مسلک اعلیٰ حضرت کے دعویٰ کرنے والے مدرسہ کے مدرسین وطلبہ اور ذمہ داران مدرسہ اور میلاد خواں حضرات کو زید کے گھر میلاد شریف پڑھنے قرآن خوانی کرنے اور دعوت چہارم کھانا اور نذرانہ لینا کیسا ہے؟ ان مدرسین اور طلبہ اور میلاد خواں حضرات پر شریعت کا کون سا حکم عائد ہوتا ہے؟ ازراہ کرم واضح کیا جائے اور پھر زید کو از روئے شرع کیسا سمجھا جائے اس کے لیے شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

اسی زید کی والدہ کی نماز جنازہ ادا کرنے والوں میں بعض حضرات مسلک اعلیٰ حضرت کے پیروکار یہ جاننے کے باوجود کہ پیش امام ایک دیوبندی ہے، شریک نماز جنازہ ہوتے ہیں، ایسے حضرات کے لیے شریعت مطہرہ کی رو سے کیا حکم ہے؟ یہ بھی واضح کیا جائے کہ فاتحہ چہارم و چہلم کا کھانا کن کن لوگوں کے لیے جائز ہے؟ خوش حال لوگوں کو فاتحہ چہارم و چہلم کا کھانا کھلواکر ثواب کا متوقع ہونا کیسا ہے؟ اور کیا ایسے عمل کا ثواب مردہ کو بھی ملے گا؟ براہِ کرم تمام سوالوں کے شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب

زید کے بارے میں جو باتیں سوال میں لکھی گئی ہیں اس کی رو سے وہ سنی مسلمان ہرگز نہیں بظاہر صلح کلی ہے، اور اندر اندر کٹر دیوبندی، دیوبندی نہ ہوتا تو اپنی ماں کی نماز جنازہ کے لیے دیوبندی کو امام نہ بناتا۔ زید کے یہاں دعوت کھانا حرام اس سے میل جول رکھنا حرام، سنی مدرسہ کے مدرسین وطلبہ پر واجب ہے کہ زید کے یہاں نہ قرآن خوانی کے لیے جائیں، نہ میلاد پڑھنے کے لیے، نہ اس کے یہاں کسی قسم کا کھانا کھائیں۔ لیکن یہ وبا سنی مدارس میں عام ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ چندہ حاصل کرنے کے لیے ہرنا کردنی کر بیٹھتے ہیں۔

اولاً:— یہی غلط ہے کہ طلبہ کو کسی کے گھر قرآن خوانی کے لیے بھیجا جائے طلبہ مدرسہ میں پڑھنے آتے ہیں نہ کہ گھر گھر گھوم کر قرآن خوانی کرنے، لیکن حریص مدرسین اور منتظمین صرف اتنی طمع پر کہ ایک وقت مطبخ کا کھانا کھلانا نہیں پڑے گا، طلبہ کو ڈنڈوں سے مار مار کر گھر گھر قرآن خوانی کے لیے بھیجتے ہیں اور یہ بھی پروا نہیں کرتے کہ بلانے والا سنی ہے کہ شیعہ ہے کہ وہابی ہے وہ تو خیریت ہے کہ ہندو نہیں بلاتے ہیں، ورنہ شاید یہ لالچی مدرسین وارکین وہاں بھی ڈنڈے مار مار کر طلبہ کو بھیجتے اور یہ بلا ایسی ہے کہ چھوٹے مدارس کو تو جانے دیجیے بعض ایسے مدارس کو بھی میں جانتا ہوں جن کا لاکھوں کا بیلنس ہے اور لاکھوں کی سالانہ آمدنی وہ بھی وارثین کی

خوشنودی حاصل کرنے اور مطبخ کا ایک وقت کا خرچہ بچانے کی لالچ میں طلبہ کو گھر گھر قرآن خوانی کے لئے بھیجتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔ زید چونکہ دیوبندی ہے اس لیے وہ ایصال ثواب کے نام سے لاکھوں خرچ کرے مالداروں کو کھلائے یا غریبوں کو کھلائے کوئی نفع نہیں، کوئی ثواب کسی کو نہیں ملے گا، دیوبندی چونکہ کافر ہیں اور کافر کو کسی عمل پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جن لوگوں نے دیوبندی امام کی اقتدا میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ امام دیوبندی ہے نماز جنازہ پڑھی سب پر فرض ہے کہ علانیہ توبہ کریں اور احتیاطاً تجدید ایمان و نکاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد اور روزہ کی بے حرمتی کفر ہے

مسئولہ: محمد عثمان انصاری، سید راجہ، وارانسی

مسئلہ— کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں، زید مسجد کی بے حرمتی کرتا ہے۔ اس کی شان میں گندہ و مذموم جملہ استعمال کرتا ہے حتیٰ کہ وہ مسجد کے بارے میں یہاں تک کہہ چکا ہے کہ مسجد کیا ہے یہ موئے زیر ناف ہے۔ (العیاذ باللہ) تم لوگ اس مسجد میں بدفعلی کرو (معاذ اللہ) روزہ نماز صرف غریبوں کے لیے ہے، روزہ صرف اس لیے رکھا جاتا ہے تاکہ ایک ماہ کا کھانا بچے، آیا از روئے شرع ایسا جملہ استعمال کرنے والوں کو کیا کہا جائے گا؟ حضرت برائے کرم حدیث وقرآن کی روشنی میں سادہ اور عام فہم جملوں میں جواب تحریر فرمائیں گے چوں کہ طبقہ جہالت کا ہے۔

الجواب

زید مسجد اور روزہ کی بے حرمتی کرنے کی وجہ سے کافر مرتد ہو گیا، دین اسلام سے نکل گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے، تجدید ایمان و نکاح کرے اگر توبہ وغیرہ نہ کرے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی صحیح العقیدہ مرتے وقت کافر ہو جائے جن کا خاتمہ کفر پر ہوا ان کے لیے شفاعت نہیں

مسئولہ: محمد یٰسین کرانہ مرچنٹ، محلہ پورہ صوفی، ڈاک خانہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

مسئلہ— کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں:

(۱)— کیا سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے بارے میں یہ ممکن ہے کہ کسی غلط کاری کی وجہ سے کسی کا خاتمہ

ایمان پر نہ ہو؟

❷-جس سنی صحیح العقیدہ مسلمان کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو اس کے لیے کیا شفاعت ہو سکتی ہے، یا دوزخ میں ڈالے جانے کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں ڈالا جائے گا یا نہیں؟

❸-جو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ایک جنتی بہتر دوزخی ہوں گے تو یہ بہتر فرقے دوزخ کے عذاب کو کاٹنے کے بعد دوزخ سے نکالے جائیں گے یا نہیں اور ان بہتر فرقہ کی رسول اکرم ﷺ شفاعت کریں گے یا نہیں؟

الجواب

❶-یہ ممکن ہے کہ ایک سنی صحیح العقیدہ مسلمان مرنے کے وقت کافر ہو جائے۔ امام بخاری و مسلم، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"فو الذي لا اله غيره ان أحدكم يعمل بعمل اهل الجنة حتى مايكون بينه وبينها إلا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل النار فيدخلها."[1]

اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم میں کچھ لوگ جنتیوں کے کام کرتے رہتے ہیں۔ جب جنت اور اس میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو تقدیر کا لکھا سبقت کرتا ہے اور جہنمیوں کے کام کرنے لگتا ہے، اور جہنمی بن جاتا ہے۔

اور انھیں دونوں اماموں نے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرمایا:

"إنما الأعمال با الخواتيم"[2] اعمال کا دارو مدار خاتمہ پر ہے

مشکاۃ شرح مرقات میں ہے:

"ورب مسلم متعبد يكفر في غاية امره."[3] بہت سے عبادت گزار مسلمان عمر کے اخیر حصے میں کافر ہو جاتے ہیں۔

اس لیے ہر وقت خدا کا خوف کرتے رہنا چاہیے سلب ایمان سے ڈرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-شفاعت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کا خاتمہ ایمان پر ہو فرمایا:

"شفاعتي لأهل الكبائر من امتي."[1] میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لیے ہے جو گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۲۰.
(۲) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۲۰.
(۳) مرقاۃ المفاتیح، جلد اول، ص:۱۵۳.

جن کا خاتمہ کفر پر ہو ان کے لیے شفاعت نہیں، ان کے بارے میں فرمایا:

"فمالهم من شافعين" ان کی کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔

یہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸-یہ حدیث حق ہے اس میں جہنمی سے مراد ایسے جہنمی جو کبھی جہنم سے نکالے نہیں جائیں گے اور ان کو شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک زمانہ آئے گا کہ دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا

مسئولہ: ظہیر احمد اشرفی ٹوبویل شیڈیزن، نیو بازار، بک سیلر (بہار) ۱۲ر ذوقعدہ ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں اہل سنت و جماعت کے علما اس مسئلہ میں قرب و جوار شہر اور ہماری بستی میں در اصل دیکھا جائے۔ جو حکم علمائے دین فرماتے ہیں عقیدے کے متعلق سنی صحیح العقیدہ وہ شخص ہے تم نہیں دیکھو گے ان لوگوں کو جو خدا اور رسول اور روز محشر پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اور رسول کے دشمن کے ساتھ روابط رکھیں خواہ وہ ان کے ماں باپ، بھائی، بیٹے یا ان کے رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے ایمان مکمل کر دیا اور روح القدس کے ساتھ ان کی دستگیری کی ہے یہی لوگ خدائی جماعت میں شامل ہیں اور یقینا خدائی جماعت ہی ظفریاب ہوگی۔ نمبر ۲ر ایمان کی یہ بھی دلیل ہے دشمنِ جان سے کہیں بدتر ہے دشمن دین۔

❶-ان کے عقیدے پر توجہ فرمائی جائے:

کہتے ہیں کہ ہم حنفیہ مذہب اہل سنت و جماعت کے ہیں اور عاشق رسول اور امتی بھی بنتے وہابی دیوبندی سے شادی کرتے بارات جاتے، کھاتے پیتے ان کے ساتھ نماز پڑھتے، ان کو امام بناتے ہمیشہ علمائے اہل سنت سے وعظ و نصیحت سنتے یہ اپنے کفری عقائد کی بنا پر اسلام سے خارج ہیں در حقیقت ان کے عقائد میں فتور ہو گیا ہے جو دامن مصطفی چھوٹ جائے مگر ماں کی دوستی نہ چھوٹے۔ حالاں کہ وہابی دیوبندی اصلی کافر مرتد گمراہ کافر ہیں۔ اگر یہ امام بنے یا نماز جنازہ پڑھائے۔ یا شادی کرنے کو کہے تو عام مسلمانوں کو دکھ و رنج پہنچے گا۔ مگر آج ہزاروں لڑکیاں اہل سنت و جماعت کی وہابی دیوبندیوں کے نکاح میں خوشی با خوشی دے رہے ہیں اور قاضی

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۴۹۴، الفصل الثاني باب الحوض والشفاعة.

لوگ نکاح پڑھاتے ہیں۔ خدا کے خوف وڈر سے سینہ خالی ہے کہ حشر کے دن پورے پورے براتی و قاضی وغیرہ کی بھی پکڑ ہوگی جو ایک دین دار لڑکی کا نکاح کافر سے کرے اگر ان کے روبرو یہ بات کہی جائے تو ان کو رنج پہنچتا بلکہ شدید تکلیف پہنچتی جو ایک صوم و صلوٰۃ شخص کو کافر کہتے، مرنے کٹنے کو تیار ہوجاتے، بچے بچائے کہیں ایک صحیح العقیدہ ہیں انھیں بہت بیزاری و پریشانی ہے ایمان کو اس دور میں کس طرح محفوظ رکھیں جس طرف بھی نظر ڈالو بدعقیدہ والے ہی نظر آئے یا ان کے ہم خیال ان سے بیزاری کا اعلان کرنے والا تو مشکل سے نظر آئے گا۔ ایک ہی گھر میں کئی کئی فرقے والے نظر آتے ہیں کوئی مودودی ہے تو کوئی وہابی ہے تو کوئی دیوبندی، کوئی اہل سنت اگر مختلف فرقوں میں مسلمان بن جائیں تو ایمان رکھنے والے شخص کے لیے کیا صورت ہوگی۔

اس مسئلہ میں سمجھایا جائے، بڑا کرم ہوگا۔

❷-یہ بھی بتایا جائے جو لوگ بدعقیدہ سے تعلق رکھے ان کو دین دار سمجھے وہ لوگ کون ہیں؟

❸-اگر یہ لوگ مسکین کو کپڑے وغیرہ دیں تو وہ پہن کر نماز ہوجائے گی۔

❹-بدمذہبوں کی حمایت کرنے پر مولانا وفا صاحب نے ایک امام کو معزول کردیے۔ زید کسی بستی کے پورے عوام جب کہ وہ امام نے نماز جنازہ پڑھائی سب نے اس کے پیچھے نماز ادا کی یہ بھی حنفیہ مذہب والے عاشق رسول ہیں اس طرح کے عقیدہ رکھنے والے شخصوں کے لیے کیا حکم آیا ہے وہ اسلام میں رہتے ہیں کہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں؟

الجواب

❶-حدیث میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا کہ جیسے ہاتھ میں انگارہ لینا۔ ایسے وقت میں ہدایت ہے: "علیك بخاصة نفسك"[1] اپنے آپ کو بچائے رہو مولیٰ عزوجل آپ کی مدد فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-بدعقیدہ اگر کافر ہے جیسے دیوبندی، قادیانی، اور جو لوگ ان کے کفریات پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کو دین دار کہتے ہیں تو ضرور کافر ہیں اور اگر ان کے کفریات پر مطلع نہیں تو معاف ہے۔ یوں ہی اگر ان کی بدعقیدگی حد کفر تک نہ ہو اور وہ ان کے گندے عقائد پر مطلع ہو پھر دین دار مانے تو گمراہ ہے اور واقف نہیں تو معاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸-اگر بدمذہبوں کو دین دار کہنے والے یا خود بدمذہب کسی مسکین کو کچھ دیں، تو بہتر یہی ہے کہ نہ لے،

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص:٤٦٤، کتاب الفتن.

لیکن اگر مال موذی نصیب غازی سمجھ کر لے لے تو کوئی حرج نہیں۔ ان کپڑوں میں بلا شبہہ نماز جائز ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹-اس امام کے پیچھے جن جن لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی سب کے سب گناہ گار ہوئے توبہ کریں۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کہ شریعت مطہرہ کے بالمقابل نئی شریعت کی داغ بیل ڈالنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حافظ داور احمد جھنگاوری، مقام و پوسٹ کمبولی، وایا پالیج، ضلع بھروچ، گجرات

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ مندرجہ ذیل میں کہ "شریعت مطہرہ کے بالمقابل ایک نئی شریعت کی داغ بیل ڈالنے والے پر کیا حکم شرعی ہے"؟ اس کو شریعت مطہرہ صرف فاسق قرار دیتی ہے یا گمراہ یا کافر؟ بینوا توجروا۔

الجواب

شریعت مطہرہ کے بالمقابل نئی شریعت کی داغ بیل ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت کے خلاف اس کے متضاد کوئی دین قائم کیا جائے مثلاً ہماری شریعت میں ہے کہ اللہ ایک ہے، حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں، قرآن اللہ کی کتاب ہے وغیرہ وغیرہ اب نئی شریعت کی داغ بیل ڈالنے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی کو معبود بنایا جائے یا حضور اقدس ﷺ کے علاوہ کسی اور کو خاتم النبیین مانا جائے، اور دوسری کتاب کو قرآن کا درجہ دیا جائے جیسا کہ دیوبندیوں نے کیا کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد جدید نبی ہونے کو قرآن و حدیث کے خلاف نہیں جانا، تقویۃ الایمان کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا پڑھنا، اس کا رکھنا عین اسلام ہے ایسا شخص یقیناً بلا شبہہ کافر اور مرتد ہے۔

ارشاد ہے: "وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔"[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

یگیہ میں تعاون کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: ماسٹر محمد سمیع اللہ، دولت پور، مینہ نگر، اعظم گڑھ، ۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ کے بارے میں زید حاجی اور پنج وقتہ نماز اور تہجد گزار اور تعلیم یافتہ شخص ہے، موضع میں اتفاق سے ایک سادھو آیا تھا جس نے یہاں ایک دس

(۱) قرآن مجید، پارہ:۳، سورۃ آل عمران، آیت: ۸۵.

یوم کا یگیہ پروگرام بنایا اور یگیہ بڑے دھوم دھام سے منایا جانے لگا، بنارس سے کچھ بڑے بڑے پنڈت اور سادھو بھی بلوائے تھے۔ حاجی مذکور سادھوؤں کی خدمت میں صبح سے بارہ بجے رات تک روزانہ رہے، اور یگیہ کے کاموں میں بڑے معاون و مددگار بھی رہے۔ یگیہ میں حاجی مذکور کے نمایاں کام انجام دینے کا لاؤڈ اسپیکر سے اعلان بھی ہوا تھا اور یہاں تک کہ حاجی کی جے کے نعرے بھی لگائے گئے یگیہ کے آخری دن تمام سادھو اور تمام پنڈت اور منتظمین کا ایک فوٹو گراف بھی فوٹو گرافر کو بلوا کر لیا گیا تھا جس میں حاجی مذکور بھی سادھوؤں کے بغل میں موجود تھے۔ اب ایسے حاجی کے متعلق شرعی فیصلہ کیا ہے؟

الجواب

سوال کی ساری باتیں اگر درست ہیں تو بلا شبہہ حاجی سخت گنہ گار ہوا، یگیہ کے کاموں میں تعاون منجر الی الکفر حاجی پر فرض ہے کہ توبہ کرے، اگر توبہ نہ کرے تو اس سے میل جول بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لفظ ''نہیں'' کی تاویل

مسئولہ: حکم دار، پروا مجھوا میر، بستی، ۶/ صفر ۱۳۹۹ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ حامد نے درمیان گفتگو بکر سے کہا کہ اگر تیرے سامنے اسلام کی بات آئے تو کیا تُو کرے گا۔ بکر نے کہا نہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا بکر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی؟ نیز حامد کے اوپر شریعت کا کوئی حکم نافذ ہوگا یا نہیں؟

الجواب

''نہیں'' انکار کے لیے بھی آتا ہے، اور حق مانتے ہوئے عمل نہ کرنے پر، جیسے کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ اس نے کہا نہیں پڑھوں گا۔ اگرچہ اس کا اعتقاد ہو کہ نماز فرض ہے یہ حق ہے۔ اس لیے اسے کافر ہونے کا قطعی طور پر حکم نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اس میں ایک پہلو اعراض کا ہے۔ اس لیے بکر کو حکم ہے کہ وہ توبہ و تجدید ایمان و تجدید نکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اللہ عزوجل و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا ایک جملہ

مسئولہ: محمد ذکی برکاتی دار العلوم برکاتیہ مؤید الاسلام، محلہ شیر پور، پوسٹ گھنگھر بستی (یو۔ پی۔) ۱۷/ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید اور بکر میں ایک بات پر گفتگو ہوئی بکر نے

کہا کہ خدا اور رسول گواہ ہیں میں نے ایسا نہیں کہا ہے یا نہیں کیا ہے۔ تو زید نے کہا کہ اللہ و رسول جہنم میں جائیں۔ (معاذ اللہ) کیا زید اسلام سے خارج ہو گیا اس کے لیے تجدید نکاح و تجدید بیعت ضروری ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کے پیر کا وصال ہو گیا ہے وہ کسی پیر سے بیعت ہو جائے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

زید بلا شبہہ کافر و مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ اور اس کی بیعت فسخ ہو گئی۔ زید پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرے۔ اور پیر کا وصال ہو گیا ہے تو کسی جامع شرائط پیر سے بیعت ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے گنبد کی توہین کرنے والے کا حکم

مسئولہ: جواد علی انصاری مقام، کوئیری ڈیہ گریڈیہ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص مسجد کے اوپر گنبد نما ہنڈے پر صفائی و سپیدی کا کام کر رہا ہے اور دوسرا شخص غصہ کی حالت میں ہنڈہ پر صفائی و سپیدی کرنے والے کو تلاش کرتا ہے تیسرے شخص نے اسے بتا دیا کہ وہ دیکھو مسجد کے ہنڈے پر ہے یہ سن کر دوسرا شخص یہ کہ، دیا کہ ہنڈہ نہیں ''لنڈا'' پر ہے یعنی مسجد کے ہنڈے کو ''لنڈا'' کہنے والا شخص از روئے شرع کس حکم کا سزاوار ہے۔

الجواب

گالی دینے والے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس نے مسجد کے گنبد کو کہا بلکہ صرف گالی دینا مقصود تھا اس لیے اسے مسجد کی توہین نہیں کہہ سکتے۔ اس نے ایک مسلمان کو گالی دی اس کا گناہ اس کے سر ہے اور اگر اس بدنصیب کی نیت مسجد کے گنبد کی توہین ہے تو البتہ حکم بہت سخت ہے مگر ایک مسلمان سے یہ بہت بعید بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوانی کلینڈر پر گنبد خضرا کا چھاپنا کیسا ہے؟

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں ایک شخص نے اپنے لڑکے کی شادی پر ایسا کلینڈر چھپوایا جس پر ہندو دیوتاؤں کی تصویریں ہیں کلینڈر کے نیچے کا وہ حصہ جو سادہ ہوتا ہے اس پر شادی کی تقریبات کی تاریخ نام و پتہ کے علاوہ کعبہ شریف و گنبد خضرا کی تصویریں بھی چھپی ہوئی ہیں، جو ان ہندو دیوتاؤں کے پیر کے نیچے ہیں جس کی وجہ سے کعبہ شریف و گنبد خضرا کی بے حرمتی معلوم ہوتی ہے، کلینڈر

چھاپنے والے اور چھپوانے والے دونوں مسلمان ہیں ان کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب

لاالہ الااللہ العیاذ باللہ تعالیٰ!

مسلمان کتنا گر گیا ہے کہ وہ اپنے ایمان جان مال عزت وآبرو کے سب سے بڑے دشمن ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ان کی دیوی دیوتاؤں کی تصویریں شادی کارڈ پر چھپوا رہا ہے وہ بھی اس بے دردی کے ساتھ کہ دیوی دیوتاؤں کی تصویریں اوپر اور ان کے قدموں کے نیچے خدا کی خدائی میں سب سے زیادہ مقدس ومحترم کعبۂ مقدسہ اور گنبد خضرا کے نقشے یہ سخت حرام اشد حرام کفرانجام ہے اگر معاذاللہ چھپوانے والے کی نیت دیوی دیوتاؤں کی تعظیم اور ان مقامات مقدسہ کی توہین ہو تو کفر قطعی اور چھپوانے والا بلاشبہہ اسلام سے خارج کافر ومرتد اس کے تمام اعمال حسنہ رائگاں اس کی جورو اس کے نکاح سے باہر لیکن ہمیں حکم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مسلمان کے فعل کو اچھے عمل پر حمل کیا جائے ظاہر ہے کہ ایک مسلمان سے بعید کہ وہ دیوی دیوتاؤں کی تعظیم کرے اور کعبۂ مقدسہ اور گنبد خضرا مبارکہ کی توہین کرے ہاں یہ احتمال ہے کہ وہ صرف اپنے ہندو دوستوں کو خوش رکھنے کے لیے اور اپنے آپ کو سکولر ترقی یافتہ ظاہر کرنے کے لیے یہ سب کیا ہے اگر واقعی اس کی یہی نیت تھی تو وہ کفر سے تو بچ گیا مگر اشد حرام کا بلاشبہہ مرتکب ہوا اس حرکت کی وجہ سے یہ بدترین فاسق جہنم کا مستحق اور اللہ کے غضب کا سزاوار ہوا پھر بھی چوں کہ ظاہر فعل کفر ہے اس لیے چھپوانے والے پر لازم ہے کہ وہ توبہ بھی کرے اور تجدید ایمان ونکاح بھی کرے۔

در مختار میں ہے: ومافیہ خلافٌ یؤمرُ بالاستغفار والتوبۃ وتجدیدالنکاح۔[1]

آئندہ مسلمان احتیاط کریں تصویر کسی کی بھی ہو اس کا چھپوانا رکھنا حرام وگناہ ہے اور دیوی دیوتاؤں کی تصویر چھپوانا بدترین گناہ ہے حدیث میں ہے جس گھر میں تصویر ہوتی ہے رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور دیوی دیوتاؤں کی تصویریں تو شیاطین کے اکٹھا ہونے کی جگہ ہے مسلمان اس سے سخت پرہیز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا ہاتھ جوڑ کر نمستے کرنا جائز ہے؟

مسئلہ-بہت سے مسلمان خصوصاً ملازمین اور تاجر صاحبان جب اپنے آفیسران یا اپنے مہاجنوں سے ملتے ہیں تو ہندوؤں کی طرح ہاتھ جوڑ کر نمستے کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

(۱) در مختار، ج:۶، ص:۳۶۷.

الجواب

یہ طریقہ سخت حرام اور بہ اعتبار ظاہر کے کفر ہے پہلی بات یہ خاص ہندوؤں کا مذہبی شعار ہے کسی کافر کے مذہبی شعار کو قبول کرنا کفر ہے حدیث میں فرمایا گیا:

من تشبہ بقوم فھو منھم۔[1] جو کسی قوم کا مذہبی شعار اختیار کرے وہ انھیں میں سے ہے۔

نمستے کے معنی ہیں میں تمھاری تعظیم کے لیے جھکتا ہوں یہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے کہ مسلمان جسے اللہ نے اسلام سے عزت دی اور اسلام کی بدولت سارے جہان سے معزز ہے وہ اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے دشمن بلکہ اپنے جان ومال کے دشمن کی تعظیم کے لیے جھکے چوں کہ عوام نہ نمستے کے معنی جانتے ہیں نہ ہاتھ جوڑنے کا مطلب معلوم ہے وہ صرف ایک رسم سمجھ کر ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں اس لیے ان پر حکم کفر نہیں مگر گنہگار ضرور ہوں گے اور سخت گنہگار اس لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہندوؤں کے سامنے ہاتھ جوڑنے اور نمستے کہنے سے پرہیز کریں ہندوگردی کے اس زمانہ میں ہندوؤں کے راہ ورسم کو اختیار کرنا بہت بڑی کمزوری ہے اس وقت تو مسلمانوں کو بہت سختی کے ساتھ اپنے مذہب کا پابند رہنا چاہیے اور غیر مسلموں کے طور وطریقہ اختیار کرنے سے مکمل پرہیز کرنا واجب ہے اللہ عزوجل مسلمانوں کو اسلام پر ثبات قدمی عطا فرمائے اور کفار ومشرکین کے طور وطریقے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

جناب بیکل اتساہی کا اپنے چند اشعار سے متعلق استفسار

مسئولہ: بیکل اتساہی: ۱۷؍ ستمبر ۱۹۶۴ء

مسئلہ-آج ایک سوال لے کر حاضر ہو رہا ہوں اس سے پہلے بھی ایک فتویٰ مجھ پر صادر ہو چکا ہے یہ دوسرا ہے پہلے پر میں نے کوئی دھیان نہیں دیا لیکن بار بار ٹوکنا کوئی معنی رکھتا ہے، پہلے اس شعر پر فتویٰ تھا ؎

مطمئن آج جہاں میں کوئی انسان نہیں — کیوں کہ سب کچھ ہے مگر دولت ایمان نہیں

پہلے مصرعہ پر فتویٰ تھا بغیر تشریح کے۔

آج پھر ایک مولانا صاحب نے اس شعر پر صریح شرک کا فتویٰ صادر فرمایا ہے اگر واقعی اس میں لغزش کا شائبہ ہے تو میں توبہ کر لوں شعر یہ ہے ؎

رب نے فرمایا میری قدرت کی حد کوئی نہیں — اور میرے محبوب کی رحمت کی حد کوئی نہیں

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۷۵، کتاب اللباس.

اس نعت کو حضرت نے سماعت فرمائی ہے اور آپ حضرات نے بھی ملاحظہ فرمالیا ہے۔ اس مصرعہ پر صریح شرک کا فتویٰ ہے، کانپور جیلانی کتب خانہ کے مالک سعید انصاری نے مجھ کو لکھا ہے کہ کوئی صاحب یہ نعت پڑھ رہے تھے، ایک مولانا موجود تھے، اسٹیج پر بھی توبہ کرائی اب آپ بتائیں اس شعر کے دوسرے مصرعے میں واقعی شرک ہے اگر ہے تو لاکھ کروڑ بار توبہ۔ اگر حضرت (حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ) موجود ہوں تو ذکر کردیں اور تفصیل ناچیز کو لکھنے کی زحمت کریں تاکہ اس شعر میں اصلاح کرلی جائے، اور پھر کتابیں چھپنے کی اجازت دی جائے۔ اس طرح براؤں شریف سے "ترانۂ وطن" ایک مصرعہ پر بہت لوگ ناراض ہوئے تھے اور تاکید کی تھی وہ مصرعہ یہ تھا پاؤں دھوئے تراحسن رامیشورم، حسن رامیشورم کیوں لکھا یہ قطعی مسلمان کو نہیں لکھنا چاہیے، یہ تاکید تھی میں منتظر ہوں حضور کے جواب کا۔ مبارکپور بھی لکھ رہا ہوں دیکھیے کیا جواب ملتا ہے۔ فقط

بیکل اتساہی

الجواب

سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہونے والا ہے، کہاں شریعت مطہرہ کا یہ حکم کہ اگر کسی قول میں سو وجوہ ہوں جن میں ننانوے وجوہ کفر اور ایک وجہ اسلام کی ہو اور قائل کی مراد معلوم نہ ہو تو مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر اسے اسی محمل حق پر محمول کرکے کف لسان کریں گے اور کہاں یہ تکفیر کی ارزانی کہ جس کلام میں کفر کی کوئی صورت ظاہر نہ ہو اسے توڑ مروڑ کے کفر بنایا جائے۔ پہلے میں غالباً بنائے اعتراض یہ ہے کہ آپ نے یہ کہ، دیا کہ اس زمانہ میں کسی کے پاس دولت ایمان نہیں اور یہ صریح جھوٹ ہے اور ساتھ ساتھ دنیا میں کروڑوں مسلمان کو ایمان سے محروم کرکے بے ایمان و کافر بنادیا۔ یقیناً اگر یہی مراد ہے تو ضرور آپ کافر ہوگئے اور اگر آپ کی مراد یہ نہیں بلکہ وہ ہے جو ہر سننے والے نے سمجھا تو پھر وجہ کفر کوئی نہیں۔ ایسے موقع پر ایمان کی نفی سے کمال ایمان کی نفی مراد ہوتی ہے۔

حدیث میں ہے:

"لا إيمان لمن لا أمانة له" جو امانت دار نہیں اسے ایمان نہیں۔

خود ہمارے عرف میں خائن فریبی کو بے ایمان کہتے ہیں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ آج دنیا میں کوئی کامل ایمان نہیں اگر کوئی ڈھکا چھپا بھی ہے تو شاعر کو اس کی خبر نہیں۔ ہر شخص اپنے علم کا مکلف ہے۔ نیز جو حکم کثرت کے لیے ہوا سے تمام کے لیے ثابت کرنا مبالغہ کے طور پر عرف عام میں شائع ذائع ہے۔ دوسرے شعر پر شرک کا فتویٰ اس سے بھی عجیب تر ہے۔ غالباً فتویٰ دینے والے نے یہ دیکھا کہ شاعر نے قدرت الٰہی کے لیے بھی کہا۔ حد کوئی نہیں اور رحمت نبوی کے لیے بھی کہا حد کوئی نہیں۔ لہٰذا شرک ہوگیا، یہ استدلال بالکل وہابیوں

کا ہے کہ وہابی بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب ہے اور حضور ﷺ کو بھی علم غیب ہے لہٰذا شرک ہے یہ ذاتی اور عطائی کا فرق یا تو نہیں سمجھے یا سمجھے مگر اس پر ایمان نہ لائے اور مولانا موصوف کو حد نہیں کے مختلف معانی سے ذہول ہوگیا۔ حد نہیں غیر متناہی کا ترجمہ ہے غیر متناہی کے دو معنی ہیں ایک غیر متناہی بالفعل دوسرے غیر متناہی بالقوہ بمعنی لاتقف عند حد.

یعنی کسی حد پر جاکر رکے نہیں بلکہ اس کے آگے اور بڑھے اگرچہ جتنا وجود میں آئے گا وہ متناہی بالفعل ہوگا۔ جیسے اعداد کہ گنے جائیے گنتی کسی حد پر ختم نہ ہوگی مگر جس حد تک پہنچیں گے وہ متناہی ہوگی۔ مہاسنکھ تک گنا لیکن گنتی کی یہ حد آخر نہیں کہ آگے نہ بڑھے اس سے آگے بھی بڑھے گی اور ایک مہاسنکھ دو مہاسنکھ بڑھتی ہی جائے گی مگر جس حد تک پہنچے گی وہ بالفعل متناہی ہوگی۔ اللہ عزوجل کی تمام صفات غیر متناہی بالفعل ہیں خداوندی کی حد نہیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ غیر متناہی بالفعل ہے اور حضور سید عالم ﷺ کی ہر صفت غیر متناہی بالقوہ بمعنی لاتقف عند حد ہے کہ جس قدر حصول ہوگیا ہے وہ تو متناہی ہے مگر وہیں رکے گی نہیں بلکہ اور بڑھے گی اور ہمیشہ بڑھتی رہے گی۔ ارشاد ہے: "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ" (۱) مشکوۃ المصابیح، ص:۵۷۵،۳، کتاب اللباس۔ آپ کی ہر بعد والی گھڑی پہلے سے بہتر ہے امام فخر الملۃ والشریعۃ والدین رازی قدس سرہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والأحوال الآتية خير لك من الماضية كأنه تعالىٰ وعده بأنه سيزيده كل يوم عزا إلى عزو منصبًا إلى منصب فيقول لاتظن اني قليتك بل تكون كل يوم يأتي فإني ازيدك منصبًا وجلالا." (۲)

تمہارے آنے والے احوال گزشتہ سے بہتر ہیں اللہ عزوجل نے حضور سید عالم ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ وہ آپ کی روزآنہ عزت پر عزت منصب پر منصب زیادہ کرتا رہے گا، وہ فرماتا ہے کہ تم یہ گمان نہ کرو کہ میں نے تمھیں چھوڑ دیا بلکہ آنے والے دن میں تمھارے منصب وجلالت کو زیادہ کرتا رہوں گا۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے:

"لنهاية آخرك خير من بداية ·لاتزال تتزايد قوة وتتصاعد رفعة الخ."

آپ کا آخر ابتدا سے بہتر ہے آپ کی قوت ہمیشہ بڑھتی رہے گی اور آپ کا مرتبہ اونچا ہوتا رہے گا۔

یعنی معنی غیر متناہی لاتقف عند حد کے ہیں کہ مرتبہ کی حد کہیں ختم نہیں، ہمیشہ بڑھتا رہے گا آج جس

(۱) قرآن مجيد ، سورة والضحي، آيت:۲.

(۲) التفسير الكبير، المجلد السادس عشر، ص:۱۹۱، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت.

منصب پر ہیں کل اس سے آگے رہیں گے آج جو رفعت ہے وہ اخیر حد پر نہیں کل اس سے آگے رہیں گے آیت کے اس مفہوم کا شاعر نے اپنے الفاظ میں ترجمہ فرمایا ہے اور میرے محبوب کی رحمت کی کوئی حد نہیں، یہ مضمون شاعر کا اپنا متخیّلہ نہیں بلکہ آیت قرآنیہ سے مستفاد ہونے کے علاوہ علمائے متقدمین نے بھی بیان فرمایا ہے۔ علامہ بوصیری عرض کرتے ہیں:

"فان فضل رسول الله ليس له حد — رسول اللہ ﷺ کے فضل کی کوئی حد نہیں کہ
فيعرب عنه ناطق بفم." — بولنے والا اپنی زبان سے اسے بیان کر سکے۔

اگر وہ شرک ہے تو اسے کیا کہیں گے؟ اب رہ گیا یہ شبہ کہ چوں کہ پہلے مصرع میں یہ مذکور ہے حق نے فرمایا میری قدرت کی حد کوئی نہیں جب اس مصرع میں "حد کوئی نہیں" سے مراد غیر متناہی بالفعل ہے تو اس کے متّصل دوسرے مصرع میں جب یہی لفظ ہے تو اس کے بھی وہی معنی ہوں گے۔ لہٰذا شرک ہوا مگر یہ شبہ وہ کرے گا جو اسلوب سخن و تکلم سے آگاہ نہ ہوگا، علما نے تصریح فرمائی کہ اگر کوئی دہریہ یہ کہے کہ بہار نے سبزہ اگایا تو یہ کلام مجاز نہ ہوگا، حقیقت ہوگا اور اگر کوئی مومن کہے تو یہ مجاز ہوگا کہ مومن کا اعتقاد اس پر قرینہ ہے کہ یہاں حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ مجازا سبب کی طرف نسبت ہے اور یہ مجاز ہے اس کو مجاز عقلی کہتے ہیں۔ اسی طرح جب شاعر سنی صحیح العقیدہ ہے تو اس کا اعتقاد اس پر قرینہ ہے کہ پہلے مصرع میں مراد غیر متناہی بالفعل ہے اور دوسرے میں غیر متناہی بالقوہ ہے اور اگر کوئی اسے تسلیم نہ کرے تو لازم ہے کہ وہ علامہ بوصیری کو بھی مشرک کہے اور قصیدہ بردہ کے تمام پڑھنے والے اسے حق جاننے والے سب اہل سنت و جماعت کو مشرک کہے اور اس کی جرأت نہیں کرے گا مگر جو دین و دیانت سے عاری ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی
دار الافتا، بریلی شریف۔

کیا مسلمان ہندوؤں کے لیے مندر تعمیر کر سکتا ہے؟

مسئلہ- زید جو کہ مسلمان ہے اس نے ایک مندر تعمیر کرائی تاکہ غیر مسلم اس جگہ پوجا پاٹ کریں اور ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تاکہ مسلمان اس میں نماز ادا کریں نیز زید کے آگے مسلم اور غیر مسلم سجدہ کرتے ہیں لیکن زید منع نہیں کرتا زید نے جو مسجد تعمیر کرائی ہے اس میں پنج وقتہ اذان ہوتی ہے لیکن مؤذن خود کبھی نماز نہیں پڑھتا اور زید کو لوگوں نے نماز پڑھتے نہیں دیکھا عوام سے جو کہ زید کے معتقد ہیں سوال کرنے پر یہ جواب ملا کہ زید طریقت والے ہیں وہ باطن میں نماز پڑھتے ہیں نیز زید کے سر پر تقریباً بیس انچ لمبے بال ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید از روے شرع کیا ہے اور جو لوگ اس کے معتقد ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب

زید جس نے مندر تعمیر کرائی جس میں بت رکھ کر اس کی کھلی چھٹی دیدی کہ اس میں مشرکین پوجا کریں اسلام سے خارج ہو کر کافر اور مرتد ہو گیا اگر اس کے کچھ اعمال حسنہ تھے تو وہ سب ضائع ہو گئے اور اس کی بیوی تھی تو نکاح سے نکل گئی اس لیے کہ مندر بنانا اس میں بت رکھنا لوگوں کو اس میں پوجا کرنے کی کھلی چھٹی دینا دو کفر پر مشتمل ہے کفر و شرک پر رضا یہ دونوں الگ کفر ہیں۔ ارشاد ہے: انكم اذا مثلهم [1] علما فرماتے ہیں کہ رضا بالکفر کفر ہے لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں وہ منع نہیں کرتا اس کی وجہ سے بدترین فاسق ہے غیر خدا کو سجدہ کرنا حرام قطعی ہے اس پر راضی ہونے والا بدترین فاسق نیز نماز نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے فرض ظاہری نماز ہے باطنی نماز کوئی چیز نہیں سر پر اتنے لمبے بال رکھنا کہ شانوں کے نیچے آجائیں حرام ہے لیکن جب یہ شخص اسلام سے خارج ہو چکا تو اس سے اس کی کیا شکایت؟ معتقد ہونے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسے ولی مانتے ہیں جب شخص کافر و مرتد ہے تو جو لوگ اس علم کے باوجود کہ یہ کافر و مرتد ہے اسے ولی مانیں گے یا بہ لفظ دیگر اس کے معتقد ہوں گے وہ اسلام سے خارج کافر و مرتد۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ زید اور زید کے معتقدین سے میل جول سلام کلام بند رکھیں بدمذہبوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا:

" فلا تجالسوهم، و لا تشاربوهم، ولا تواكلوهم." [2] — نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

مورتیوں کے چڑھاوے کو پرشاد یعنی تبرک سمجھنے والے پر توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔

مسئولہ: محمد اسماعیل میاں

مسئلہ- مورتیوں کا چڑھاوا پرشاد کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مورتیوں کا چڑھاوا نہ پرشاد ہے، نہ اسے پرشاد سمجھنا جائز، نہ پرشاد سمجھ کر کھانا جائز، بلکہ جو اسے پرشاد سمجھے یعنی اسے تبرک جانے اس پر توبہ اور تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم۔ ہاں بغیر

---

(۱) قرآن مجید، سورة النساء، آيت: ١٤٠.
(۲) المستدرك للحاكم، ص: ٦٣٢، ج: ٣

پرشاد سمجھے "مال موذی نصیب غازی" سمجھ کر لینے میں حرج نہیں لیکن ان کی پوجا کے دن نہ لے[۱]۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مفتی محمد شریف الحق امجدی، بریلی شریف

ہندو سے جھاڑ پھونک کرانا یا ہندوؤں کے منتر سے جھاڑ پھونک کرنے والے کا حکم

مسئولہ: ۱۷/ نومبر ۱۹۶۷ء

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی مسلمان کو سانپ کاٹے اور وہ کسی ہندو سے اس کی منتر کے ذریعہ زہر اتروائے اور زہر اترنے کے بعد وہ یہ اعتقاد رکھے کہ یہ زہر اس کے پھونکنے، جھاڑنے کی وجہ سے اترا ہے تو ایسے شخص پر از روئے شرع کیا حکم ہے۔

اسی طرح اگر وہ کسی مسلمان سے جھڑوائے اور وہ مسلمان ہندوؤں کے منتر سے جھاڑے تو ایسے مسلمان پر کیا حکم ہے؟ اگرچہ وہ اس بات پر اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ فقط!

الجواب

ہندو عموماً اپنے منتروں میں معبودان باطل کی دہائی دیتے ہیں اس لیے ان سے جھاڑ پھونک ہرگز ہرگز نہ کرائے۔ حدیث میں ہے: "انا لا نستعين بمشرك." یہ اعتقاد کہ ہندوؤں کے پڑھے ہوئے منتر میں زہر اتارنے کی تاثیر ہے باطل ہے۔

مسلمان کو ہندوؤں کے منتر پڑھنے سے احتراز واجب ہے کہ عموماً اس میں معبودان باطل کی دہائی ہوتی ہے اور یہ کفر ہے۔ معاذ اللہ جو مسلمان ایسا منتر پڑھے گا وہ خارج از اسلام ہوجائے گا اس پر توبہ اور تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح لازم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی

رضوی دار الافتا، بریلی شریف

"میں اللہ و رسول کو نہیں مانتا" کہنے والے پر کیا حکم ہے

مسئولہ: ادریس احمد، محلہ نرکلا گنج، بریلی۔

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نامی شخص نہایت مغرور،

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا، ہنود جو اپنے معبودانِ باطل کو ذبیحہ کے سوا اور قسم طعام و شیرینی وغیرہ چڑھاتے ہیں اور اسے بھوگ یا پرشاد نام رکھتے ہیں، اس کا کھانا شرعاً حلال ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمان کو احتراز چاہیے، لخبیث النسبۃ۔ الخ (فتاویٰ رضویہ، نہم، ص: ۶۰) محمد نسیم مصباحی

شرابی زانی جابر اور ظالم ہے۔ اکثر اہل محلہ اس سے پریشان ہیں۔ کئی لوگوں سے اس کی مقدمہ بازی ہوئی جس میں یہ قصور وار پایا گیا۔ زید مذکور محلہ کے امام صاحب کے بہت خلاف ہے۔ ایک مرتبہ ایک پنچایت میں اس نے کہا کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا (نعوذ باللہ) اور اپنے باپ کو بھی نہیں مانتا اس پر اہل محلہ سخت ناراض ہوئے۔ ایک دن شراب کے نشہ میں اپنے ایک پڑوسی کو گالیاں دیں اور اس کی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر اس کو دروازے سے باہر کر دیا اور کہا کہ میں تیرے منھ میں پیشاب کروں گا۔ یہ واقعہ چند افراد کی موجودگی میں ہوا۔ پولس کو رپورٹ کی گئی اور امام صاحب وغیرہ حاضرین نے گواہی دی اس پر پولس نے اسے حوالات میں بند کر دیا ہے۔ بعد میں زید کی ضمانت ہوئی پھر زید کے معافی مانگنے پر اہل محلہ نے فریقین میں راضی نامہ کرادیا۔

بعدہ زید نے امام صاحب کی چھت پر ایک پیپہ شراب رکھوا کر برآمد کرائی پولس نے انکوائری میں امام صاحب کو بے قصور قرار دیا۔ پھر گزشتہ جمعہ ۶/ اپریل ۱۹۶۲ء کو جب کہ امام صاحب ممبر پر پہنچ گئے۔ اور خطبہ کی اذان ہوگئی اس وقت زید نے کھڑے ہو کر کہا کہ جو شخص جھوٹی گواہی دے اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں۔ اس پر مقتدیوں نے کہا کہ نماز کے بعد بات ہوگی۔ زید نماز چھوڑ کر چلا گیا اس حالت میں زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

زید اپنے ان افعال کی وجہ سے ظالم، جفاکار، فاسق وبدکار، حق اللہ وحق العبد میں گرفتار مستحق عذاب نار، مستوجب غضب جبار و قہر قہار ہے۔ بلکہ اس جملے کی وجہ سے کہ "میں اللہ و رسول کو نہیں جانتا" اس پر توبہ اور تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ جن جن لوگوں کو گالیاں دیں، جنھیں ستایا، جن پر جھوٹے الزام لگائے، جن پر غلط مقدمات قائم کیے۔ ان سب سے معافی مانگنی لازمی ہے، بلا عذر شرعی جماعت ترک کی، جمعہ چھوڑا اس سے بھی گنہگار، فاسق معلن ہوا۔ اگر زید توبہ نہ کرے، لوگوں سے معافی نہ مانگے، تجدید ایمان و نکاح نہ کرے تو اس کا حقہ پانی بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی — ۵/ شوال ۱۳۸۱ھ — بریلی شریف

روزہ کو گالی دینا کفر ہے

مسئولہ: محمد ادریس، ۱۳/ ذوقعدہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ- ہم لوگ محمد ادریس، علی مرزا، محمد اسلام اور دو عورتیں تھیں کارڈ کے معاملہ میں محمد ادریس اور جمیل احمد کے درمیان جھگڑا بلوا، ہوتے دیکھا، معلوم ہوا کہ راشن کارڈ محمد ادریس کا تھا اس بات کو ہم لوگوں نے

رفع دفع کرانے کی کوشش کی، اور درمیان میں یہ کہا گیا کہ رمضان المبارک کا آج تیسرا روزہ ہے خاموشی سے بات کریں یہ بات علی مرزا صاحب نے جمیل احمد کو سمجھاتے ہوئے کہا، اتنی ہی بات پر جمیل احمد نے کہا کہ چپ رہو جی، اور روزے کی ماں کی گالی دی اس بات پر ہم سبھی محلہ کے لوگ جمیل احمد سے ناراض ہیں سلطان احمد صاحب نے سمجھاتے ہوئے کہا کہ جمیل احمد صاحب توبہ کرو، کلمہ پڑھو نہیں تو ہو سکتا ہے کہ تمھارے اوپر کفارہ لاگو ہو جائے اس پر گالی دیتے ہوئے کہا کہ کون مولانا میرے اوپر فتویٰ دے گا؟

الجواب

جمیل احمد جس نے روزے کو گالی دی دین سے نکل گیا کافر مرتد ہو گیا اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی اس کی پچھلی تمام نیکیاں غارت ہو گئیں۔ اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے پھر کلمہ پڑھ کر مسلمان بنے اور اپنی بیوی سے نئے مہر پر نکاح جدید کرے۔ یہ جرم قابل گردن زدنی ہے۔ کفارہ سے ختم نہ ہوگا مگر بدقسمتی کہ حکومت اسلام نہیں، اس لیے اب ہم کو یہی چاہیے کہ پہلے ان کو سمجھا بجھا کر راہِ راست پر لائیں مان جائے بہتر نہ مانے تو بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مدرسہ کو چڑیا گھر کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد عیسیٰ رضوی ابراہیمی، گاؤں پورے نیوں چرن تیواری
رہوا لال گنج بازار، پرتاپ گڑھ - ۷؍ ذوقعدہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے مدارس اسلامیہ جیسے دینی مدرسہ گلشن مدینہ پلٹن بازار پرتاپ گڑھ کی شان میں گستاخانہ جملے استعمال کیے وہ اس طرح کہ یہ تو مدرسہ ہے یہی چڑیا گھر کی طرح مدرسہ ہوتا ہی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مدرسہ کا لگاؤ قرآن پاک اور احادیث کریمہ کے درس دیے جاتے ہیں۔ اس طرح لگاؤ، حساب لگاؤ، اوپر سے لگاؤ۔ مدرسہ کی عزت پر حملہ کرنا ان جملوں کے ساتھ کہ یہ مدرسہ ہے یہی چڑیا گھر کی طرح ہوتا ہی ہے۔ (العیاذ باللہ) اور دریافت طلب امر یہ بھی ہے کہ ایسا جملہ استعمال کرنے والا اور ایسے جملے استعمال کرنے والے کی حمایت کرنے والے شریعت کے نقطہ نظر سے کون ہیں؟ شرعی حکم نافذ کیا جائے۔

الجواب

مدرسہ کو جس نے بھی چڑیا گھر کہا تو اس بنا پر کہا کہ جیسے چڑیا گھر میں کچھ دن رہتی ہیں پھر چلی جاتی ہیں، پھر دوسری چڑیا آتی ہیں۔ یہی حال مدرسہ کا ہے۔ کہ کچھ مدرس آتے ہیں جاتے ہیں، پھر دوسرے آتے تیسرے آتے ہیں۔ پڑھنے والے آتے ہیں چلے جاتے ہیں، پھر دوسرے لوگ آتے ہیں، یوں ہی ہمیشہ آتے جاتے

رہیں گے اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"یہ فتویٰ پھینکنے کے قابل ہے" کہنے والے کا حکم
"شیطان کے فضل و کرم سے" کہنا جائز نہیں

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے مسجد کے امام صاحب کے متعلق حضرت مفتی اعظم ہند سے ایک فتویٰ منگایا گیا، لیکن فتویٰ دکھانے سے پہلے ہی امام صاحب کو معلوم ہو گیا کہ میرے خلاف فتویٰ منگایا گیا ہے۔ چناں چہ انھوں نے ایک بااثر شخص کو اپنی طرف کر لیا۔ یہ شخص مذکور بفضلہ تعالیٰ حاجی بھی ہے اور خیر سے نمازی بھی۔ مگر شیطان کے فضل و کرم سے ایسا جاہل مطلق ہے کہ ہر معاملے میں جہالت کی لنگوٹی اور اپنے شیطانی اثر و رسوخ کا جانگیہ پہن کر اکھاڑے میں کود پڑتا ہے۔ چناں چہ جمعہ کے دن جب کہ ابھی فتویٰ دکھایا بھی نہیں گیا تھا کہ انھوں نے فتویٰ منگانے والے کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ فتویٰ مفتی اعظم ہند کے یہاں سے آیا ہے اس کا حکم سر آنکھوں پر۔ اس حاجی مذکور نے کہا کہ فتویٰ تو اس قابل ہے کہ پھینکا جائے گا اور اس کے منگوانے والے کی منڈیا رگڑ دوں گا۔ سوال یہ ہے کہ اتنے بڑے عالم دین کے فتویٰ کو دیکھے بغیر اس کے بارے میں غلط الفاظ استعمال کرنا از روئے شرع کہاں تک جائز ہے؟

الجواب

اس حاجی پر یہ بکنے کی وجہ سے کہ "فتویٰ تو اس قابل ہے کہ پھینکا جائے گا۔" توبہ، تجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ اگر یہ شخص مذکور ان باتوں سے انکار کرے تو اس کا حقہ پانی بند کرنا لازم ہے۔ سائل نے یہ لکھا کہ "شیطان کے فضل و کرم سے جاہل مطلق ہے" شیطان ملعون بارگاہ ہے، اس کے پاس فضل و کرم کہاں۔ سائل بھی توبہ و تجدید ایمان کرے اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی اس پر لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی
۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۲ھ/ بریلی شریف

وہابی کی تعریف

مسئولہ: محمد اسلام، سورینام، امریکہ

مسئلہ - ۱ - مرزائی جو غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد وغیرہ مانتا ہو اور اس کے عقائد کا قائل ہو، اگر کسی مسلمان کا پڑوسی ہو تو کیا پڑوسیوں کے حقوق اسلامی کا وہ حق دار نہیں؟

۲-وہابی کسے کہتے ہیں اور اس کے معتقدات مشہورہ جو ان کی کتاب ''کتاب التوحید، تقویۃ الایمان، حفظ الایمان وغیرہ سے ظاہر ہیں وہ آپ کے نزدیک کیسے ہیں؟

۳-کبار مرزائیہ ووہابیہ ودیابنہ مثلاً غلام احمد، رشید احمد، قاسم نانوتوی، خلیل احمد، اشرف علی کے اسلام و کفر سے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

۴-اعلیٰ حضرت فاضل بریلی کی مشہور تدوین ''حسام الحرمین'' اور ''قطب ربانی'' مولانا عبد الحمید پانی پتی کی تالیف فتاوائے علمائے عالم اور شیر بیشۂ اہل سنت حشمت علی خاں کی ترتیب، الصوارم الہندیہ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا مذکورہ فتاویٰ صحیح ہیں یا غلط؟

۵-سوالات میں جن اشخاص یا کتب کا ذکر ہے ان کے عقائد اور کفریہ عبارات پر مطلع ہونے کے بعد بھی اگر کوئی انھیں مسلمان مانے یا اپنا پیشوا مانے تو وہ مسلمان ہے یا نہیں۔ نیز ایسے لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے؟

الجواب

۱-مرزائی قادیانی دجال مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور مذہبی پیشوا مان کر کافر و مرتد ہیں۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا میل جول رکھنا، ان سے سلام و کلام کرنا، ان کی شادی غمی میں شریک ہونا حرام و گناہ ہے۔ صحابۂ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

''لا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تجالسوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلو عليهم ولا تناكحوهم.''(۱)

نہ اس کے پاس اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

اس لیے اگر کوئی مرزائی پڑوسی بھی ہو تو اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲-ہندوستان میں وہابی اسے کہتے ہیں جو اسماعیل دہلوی کو اپنا امام و پیشوا مانتا ہے، اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، یکروزی، ایضاح الحق وغیرہ کو حق مانتا ہے۔ وہابیوں کے معتقدات میں سیکڑوں کفریات ہیں اور بوجوہ کثیرہ وہ کافر و مرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳-یہ سب کے سب کافر و مرتد ہیں، براہین احمدیہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی وہ کفری عبارتیں جن پر حسام الحرمین میں کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے، وہ کفری معنی میں صریح اور متعین ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢،ج:٣،السنة لابن عاصم ص:٤٨٣،ج:٢.

۴-یہ تینوں کتابیں حق ہیں، ان کے سب فتاوے صحیح ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۵-ایسے تمام لوگ خود بھی کافر و مرتد ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ مسلمانوں کو میل جول رکھنا حرام و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

وہابی دیوبندی کی تعریف

مسئولہ: محمد سردار عبد اللہ، پنجاب ڈیری فارم، اندھیری، مورل ناکہ، اندھیری ایسٹ، بمبئی -۷ر ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-حضرات علمائے کرام و مفتیان عظام مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات مطلوب ہیں، امید کہ ہر سوال کا جواب مدلل مفصل دے کر مطمئن و ممنون فرمائیں گے۔

۱-اہل سنت و جماعت کی جامع و مانع تعریف بیان کیجیے۔

۲-اہل قبلہ اور اہل لا الہ الا اللہ کا ایک ہی مطلب ہے یا الگ الگ؟ اگر ایک مطلب ہے تو کیا ہے؟ الگ الگ ہے تو کیا ہے؟

۳-علمائے کرام کے طبقات بعض نے پانچ بتائے ہیں اور بعض نے سات لہٰذا فاضل بریلوی کون سے طبقے کے عالم تھے۔ مخمسین کے اعتبار سے کون سے طبقہ کے، مسبعین کے اعتبار سے کون سے رتبے کے؟

۴-وہابی اور دیوبندی کی الگ الگ جامع اور مانع تعریف بیان کیجیے۔

۵-راقم الحروف کا طریقہ اکابر دیوبند کے بارے میں کف لسان کرنا، اس پر شرعاً کیا حکم لگتا ہے، اس حکم کو دلیل شرعی سے ثابت کریں۔

۶-وہ علمائے کرام جن کے اسما نیچے لکھے جاتے ہیں، ان کے بارے میں بتلائیے کہ یہ علما آپ کے نزدیک مسلم ہیں یا غیر مسلم۔ بصورت مسلمان یہ سنی ہیں یا غیر سنی۔ علمائے فرنگی محل لکھنؤ میں مولانا عبد الحیٔ صاحب لکھنوی، مولانا عبد الباری، و مولانا عتیق میاں۔ علمائے رام پور میں مولانا سلامت اللہ صاحب، مولانا عبد الغفار صاحب، مولانا کرامت اللہ خان صاحب، مولانا ارشاد حسین صاحب، مولانا خلیل احمد خان صاحب، مولانا عبد البصیر صاحب پیلی بھیت، مولانا نذیر احمد صاحب احمد آباد۔ علمائے بدایوں میں مولانا عبد القادر صاحب، مولانا مقتدر صاحب، مولانا عبد القدیر صاحب و مولانا محب اللہ صاحب، مولانا حبیب الرحمن سابق مفتی مدرسہ قادریہ بدایوں رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

ان حضرات کے بارے میں آپ کا لاعلمی ظاہر کرنا کافی نہ ہوگا، کیوں کہ اکثر کا ذکر فاضل بریلوی کے رسائل میں موجود ہے۔ امید کہ سوالات مذکورہ بالا کی وضاحت اہل سنت کے نقطۂ نظر کے مطابق کریں گے

اور صحیح اور منصفانہ جوابات سے نوازیں گے۔

الجواب

آپ کے یہ سوالات خالص مناظرانہ ہیں اور آپ نے اپنے عقیدے کے تحفظ کے لیے کچھ ایسے سوالات کیے ہیں کہ اس کا جو بھی جواب دیا جائے اس میں بحث در بحث چل سکتی ہے اس لیے ابتدائی دو سوالوں کے بارے میں یہ گزارش ہے کہ اہل سنت اور اہل قبلہ کی آپ ہی تعریف کر دیں تو بہتر ہے، ساتھ ہی اس کی بھی توضیح کر دیں کہ جو شخص اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرے وہ اہل سنت اور اہل قبلہ سے ہے یا نہیں؟ تیسرے سوال کے بارے میں گزارش ہے کہ اس سے اصل مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فقہا کے کس طبقے سے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ دیوبندی کافر ہیں یا مسلمان؟ اس کی بنیاد یہ ہے کہ پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ عزوجل یا کسی نبی و رسول کی جناب میں گستاخی کرنے والا اسلام سے خارج اور کافر مرتد ہے، وہ بھی ایسا کافر کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہونے پر اسے کافر نہ کہے تو خود کافر ہے۔ شفا قاضی عیاض اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون أن شاتمه كافر من شك في عذابه و كفره كفر."(1) کسی نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے، جو اس کے کافر ہونے اور جہنمی ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

اور یہی فقہ کی عام کتابوں میں ہے، مثلاً درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار وغیرہ۔

دیوبندیوں نے اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے، تفصیل کے لیے "الصوارم الہندیہ، المصباح الجدید، منصفانہ جائزہ" کا مطالعہ کریں۔ بطور نمونہ ایک عبارت پیش خدمت ہے۔ دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب "حفظ الایمان" کے ص:۸ پر لکھا:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (یعنی یہ کہنا کہ حضور اقدس ﷺ غیب جانتے تھے) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب (یعنی جو حضور کو حاصل ہے) سے کل علوم غیبیہ مراد ہیں، یا بعض۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔"

آگے چل کر لکھا: "اگر کل علوم غیبیہ مراد ہیں تو عقلاً نقلاً باطل۔"

آپ بلا کسی تعصب و عناد کے غور کریں کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم غیب کی دو قسمیں کیں، کل اور بعض، کل کو عقلاً و نقلاً باطل مانا۔ اب حضور اقدس ﷺ کو حاصل نہ رہا مگر بعض غیب اور

(١) رد المحتار، ج:٦، ص:٣٧٠، كتاب الجهاد باب المرتد، مطبع زكريا.

اسی کو کہا "ایسا علم غیب (جیسا کہ حضور کو حاصل ہے) ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون الخ۔" حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا یا ان کے برابر ماننا یقیناً بہت بڑی گستاخی ہے اور ایسا گستاخ ضرور کافر اور جو اس گستاخ کی گستاخی پر مطلع ہونے کے بعد بھی اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔

آپ اگر علماے دیوبند کی ان کفری عبارتوں پر مطلع نہیں تھے جن کی بنا پر علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان دیوبندیوں کو نام بنام کافر و مرتد کہا ہے اور ایسا کہ جو کوئی ان کے کفریات پر مطلع ہو کر کافر نہ جانے وہ بھی کافر، تو آپ پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور اگر آپ مطلع تھے اور اب مطلع ہو کر بھی ان کی تکفیر سے کف لسان کرتے ہیں تو آپ بھی ضرور کافر و مرتد۔ دار الافتا میں اتنی فرصت نہیں کہ سوالوں کے جوابات میں کتابیں لکھی جائیں۔ اس سلسلے میں منصفانہ جائزہ میں مکمل بحث موجود ہے، آپ اس کا ضرور مطالعہ کریں۔

آپ نے علما کی جو فہرست پیش کی ہے ان میں سے اکثر سنی مسلمان عالم ہیں ہاں ان میں سے کچھ لوگوں سے لغزشیں ہوئی ہیں جس پر شرعی گرفت کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض کو واقعی میں نہیں جانتا، مثلاً مولانا کرامت اللہ خان صاحب اور مولانا خلیل اللہ خان صاحب اور مولانا حبیب الرحمن صاحب سابق مفتی مدرسہ قادریہ بدایوں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیفات میں ذکر ہونا اس کو کہاں لازم ہے کہ میں انھیں جانوں بھی۔

وہابی وہ لوگ ہیں جو ابن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے ہم مذہب، ہم عقیدہ ہوں۔ دیوبندی وہ لوگ ہیں جو قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی کے ہم عقیدہ ہم مذہب ہوں اور ان کو اپنا پیشوا مانتے ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی کسے کہتے ہیں اور اس کی پہچان کیا ہے؟

مسئولہ: محمد سلیم نعیمی، گونڈہ، یو۔پی۔ - ۱۲؍ جمادی الآخرہ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ وہابی کسے کہتے ہیں، اور ان کی پہچان کیا ہے؟

الجواب

وہابی اسے کہتے ہیں جو اللہ عزوجل اور انبیا و اولیا کی شان میں گستاخ ہو، جو اسماعیل دہلوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں امام و پیشوا مانے۔

ان کی علامت یہ ہے کہ وہ نیاز، فاتحہ، میلاد، قیام وغیرہ کو حرام و بدعت جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی اور سنی کا فرق

مسئولہ: عزیز الرحمن نگینہ مسجد، A-33/11 ضلع بنارس (یو۔پی۔)-۱۷ر ذوقعدہ ۱۴۱۱ھ

مسئلہ-دیوبندی اور سنی کا فرق واضح فرمائیں۔ اہل محلہ کا قول ہے کہ اس کی تبلیغ سے کیا لینا دینا ہے ہم لوگوں کو، کسی چیز سے منع نہیں کرتا لہٰذا ہم لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔

الجواب

ہم نے دیوبندیت کی علامتیں بیان کر دیں۔ ان کے چند عقائد بھی لکھ دیے، اسی سے آپ دیوبندی اور سنی کا فرق سمجھ لیجیے، اہل محلہ کو سمجھایا جائے۔ یہ امام پہلے شاتمان رسول کو اپنا امام و پیشوا مانتا ہے تو یہ خود مسلمان نہیں۔ نہ اس کی نماز نماز ہے اور نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح، اس کے پیچھے نماز پڑھنی ایسا ہے جیسے نماز قضا کرنی بلکہ اس سے بدتر۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو مسجد سے نکال دیں اس سے میل جول تک نہ رکھیں۔ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی شان میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم."[1] — نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

جب صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا کیا حکم ہوگا؟ اس کے ساتھ میل جول کیسے جائز ہوگا۔ اس کے پیچھے کیسے نماز درست ہوگی؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنی و دیوبندی کی پہچان

مسئولہ: عبد المصطفیٰ نوری، جامعہ رضویہ ہدایت المسلمین، سندر پور، سرلاہی، نیپال-۲۱ر محرم ۱۴۱۹ھ

مسئلہ-عوام کے درمیان دیوبندی وہابی کی پہچان کیا ہے؟ واضح طور پر بیان فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب

جو لوگ فتاویٰ حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، المعتقد المنتقد اور المستندُ المعتمد فتاویٰ رضویہ، بہار

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:٦٣٢.

شریعت، خزائن العرفان وغیرہ علمائے اہل سنت کی تصنیفات کے مطابق عقیدہ رکھتے ہوں وہ سنی مسلمان ہیں اور جو لوگ علمائے دیوبند، رشید احمد گنگوہی، محمد قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی کے ہم عقیدہ ہوں ان کو اپنا امام اور پیشوا مانے وہ دیوبندی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل سنت کو بریلوی کہنا بدمذہبوں کا جملہ ہے کہ وہ از راہِ عناد اہل سنت کو بریلوی کہتے ہیں؟

مسئولہ: عبد الوہاب، بھمر پور، ضلع مہوتری، نیپال-۱۲ر جمادی الآخرہ ۱۴۱۴ھ

مسئلہ-اس خط کے بارے میں شرعاً اس میں کوئی پکڑ کی بات ہے اور اس خط کے لکھنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا اس سے سلام کلام اس کے پیچھے نماز جائز ہے، کیا اپنے باپ کی زمین جائداد سے حصہ پانے کا حق رکھتا ہے، اور اس کے باپ پر کیا ضروری ہے، کیا اس صورت میں اس کا باپ اس کو عاق کرنے کا شرعاً حق رکھتا ہے؟

خط:

عالی مقام محترم جناب والد صاحب قبلہ ادام اللہ فیوضکم وظلکم علینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ کے فضل اور آپ کی نیک دعاؤں کے صدقے میں بخیر و عافیت ہوں اور ذات باری سے امید ہے کہ آپ بھی ہر طرح بخیر و عافیت ہوں گے۔

بہر حال لنگی اور مفلر ملنے کے ایک ماہ بعد آپ کا خط ملا ہے لفظ بلفظ جواب حاضر خدمت ہے۔ بعد دعا آنحضور نے لکھا ہے کہ بیٹا تمہارا خط ملا تھا پڑھ کر صدمہ ہوا کیوں کہ تم نے اپنے آپ کو غیر مسلم لکھا تھا۔ اب حضور کی بات تو واقعی صدمہ کی ہے اور مجھے بھی اس وقت بہت دکھ ہوا تھا اور ابھی بھی ہے۔ جب آپ نے پہلے والے خط میں لکھا تھا کہ عزیزم میرے حساب سے تم مسلمان نہیں ہو۔ یہ آپ کی بات میں نے لکھا تھا، اپنی طرف سے نہیں کہ میں جب آپ کی طرف سے مسلمان نہیں ہوں تو کیا ہوں جو ہوں وہی لکھا تھا۔ آپ نے چند ناقابل فراموش نصیحت کیا ہے جس کا میں بے حد شکر گزار ہوں، نصیحت کا نام ہی دین دھرم ہے اور یہی سبق رسول خدا نے اپنی امت کو سکھایا ہے۔ آپ نے انعام ہدایت اور اکرام والے راستہ پر مجھے چلنے کی دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول کرے۔ (آمین) لیکن اس ہدایت انعام و اکرام والے راستہ سے مطلب آپ کا وہ جو بریلویوں کا ہے تو یہ سو فیصد غلط مطلب ہے۔ کیوں کہ اللہ کے کلام اور پیارے مصطفی کے احکام سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بریلوی جس راہ پر ہیں یہ وہی راستہ ہے جس کے بارے میں قرآن نے کہا: "غیر

المغضوب علیھم ولا الضالین."ابا میں نے بیس پچیس صفحہ پر مشتمل ایک خط آپ کے نام لکھا ہوں جس میں دن کے اجالے اور رات کے اندھیرے کی طرح فرق ظاہر ہے کہ غضب کا راستہ کون سا ہے اور انعام و اکرام والا کون سا ہے؟ وہ خط میں نے اس لیے لکھا تھا کہ کسی نے بتایا کہ آپ حج پر آرہے ہیں اور حج میں اللہ انسان کے سارے کے سارے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ آپ حج سے پہلے یہ جان لیں کہ صحیح کیا ہے، غلط کیا ہے؟ پھر اللہ کے دربار میں جاکر توبہ کریں، اللہ معاف فرمادے گا۔ مگر مجھے اطلاع بہت بعد میں ملی، پھر میں نے سوچا کہ جب تک یہ خط آپ تک جائے گا آپ حج کر چکے ہوں گے۔ ابا آپ جانتے ہیں کہ ایک کافر ہے اسے ہدایت کی بھی بات کیجیے وہ آپ کی بات قطعی نہیں مانے گا کیوں اس لیے کہ اس کی تربیت ہی اس کافرانہ ماحول میں ہوئی ہے۔ بچپن سے ہی اسے کفر و الحاد کی تعلیم دی گئی ہے۔ اب ہدایت اسے گمرہی معلوم ہوتی ہے اب چاہے آپ سورہ فاتحہ سے لے کر سورۂ ناس تک قرآن پڑھ کر سنائیے، ساری حدیث مصطفی پڑھ ڈالیے مگر اسے قرآن و حدیث کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ وہ اپنی غلط بات پر اٹل رہے گا مگر اللہ جب اپنی ہدایت سے نواز دے پھر وہ اقرار کرنے پر مجبور ہوجائے گا کہ میں جس راستہ پر تھا واقعی غلط تھا۔ یہ مسئلہ پنڈت ساری زندگی میری آنکھوں میں دھول جھونکتے رہے، مگر اللہ ہر ذی روح کو ہدایت نہیں دیتا کیوں کہ خود اس نے جنت و دوزخ بنائے ہیں، اور ایک دوسرے سے وعدہ بھی کیا ہے کہ تمھارا پیٹ بھی بھر دوں گا اور تمھارا بھی۔ سورہ ق میں ہے کہ جس دن میں جہنم سے یہ کہوں گا کہ کیا تمھارا پیٹ بھرا تو وہ اللہ سے کہے گا اور ہے؟۔ دوسری جگہ ہے: اگر میں چاہتا تو ہر ذی روح کو ہدایت دے دیتا۔ لیکن صحیح اور سچ بات تو یہ ہے کہ میں جہنم کو جنات و انسان سے بھر دوں گا۔ یہی وہ مصلحت ایزدی ہے کہ باطلوں کو حق کی پہچان نہیں ہوتی اور اپنی غلط باتوں ہی کو وہ حق تصور کرتا ہے۔ اللہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ان کے پاس کان بھی ہوگا اور آنکھ بھی ہوگی مگر ان کے کانوں میں ٹھیکی پڑی ہوگی، بینا ہونے کے بعد بھی نابینا والی کیفیت ہوگی جس سے وہ ناحق کو حق اور حق کو ناحق کہیں گے۔ اگر آپ حق جاننا چاہتے ہیں تو کہیے تو میں اپنا وہ خط بھیج دوں مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے آنکھ سے پٹی ہٹائیے اور اللہ سے حق کی مدد مانگیے۔ ابا، یہ دنیا نہیں ہے کہ بڑے سے بڑے جرم کی سزا جیل ہے۔ آدمی جیل سے نجات پاکر نئی زندگی از سر نو شروع کر دیتا ہے، مگر اللہ کے بنائے جہنم سے کوئی نجات نہیں ہے۔ اگر ہے تو صرف اس کے لیے کہ جو کافر نہ ہو، مشرک نہ ہو۔ اگر یہ دونوں نہیں ہے تو انسان اپنی دوسری غلطی کی سزا کاٹ کر اس جہنم سے نجات ضرور پائے گا، مگر کافر مشرک کبھی بھی نجات نہیں پائے گا چاہے جس کسی کی بھی

سفارش کیوں نہ ہو۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں، گزارش کرتا ہوں کہ لوگوں کی بات نہ مانیے۔ گمراہوں کی اندھی تقلید نہ کیجیے۔ جب آپ کے پاس اللہ کا کلام موجود ہے، رسول اللہ کی حدیث موجود ہے، ان دونوں کو پکڑیے اور دیکھیے کہ فرمانِ خدا کیا ہے، فرمانِ رسول کیا ہے، بات واضح ہوجائے گی۔ ایک مسلمان کے لیے ان دونوں سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔ فرمانِ خدا، فرمانِ رسول کے خلاف کوئی اپنی عقل لگائے تو یقیناوہ خسارے میں ہے۔ آپ میری بات چھوڑیے اور ان مولویوں کی بھی بات چھوڑیے اور خود اپنے ایمان اور اپنے اعمال کو دیکھیے کہ جو چیز ہم کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کرنے کو کہا ہے یا نہیں۔ رسول اللہ کے حکم کے مطابق ہم کر رہے ہیں یا نہیں۔ ہمارا ہر قول و فعل مولویوں کی باتوں پر ہو رہا ہے، یا اللہ و رسول کی باتوں پر ہو رہا ہے۔ اگر اتنا بھی آپ نے غور و فکر کیا تو انشاء اللہ العزیز مسئلہ واضح ہوجائے گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو اس راستے پر چلائے جو سیدھا راستہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو میں نے دسیوں بار کہا ہے اور لکھا ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے اجتناب کیجیے۔ یہ بہت ہی خطرناک مسئلہ ہے۔ آپ ان لوگوں کی باتوں میں نہ آئیے جو مذہب کے نام پر لوگوں کے ایمان کا سودا کرتے ہیں۔ جنھیں تعلیم قرآن و سنت اور تعلیم صحابہ سے تھوڑی بھی واقفیت نہیں ہے۔ ان لوگوں کی تعلیم و تربیت کا دار و مدار تعلیم اعلیٰ (ادنی) حضرت ہی تک محدود ہے۔ خود اپنی غرض وغایت کے لیے ایک پل میں ساری دنیا کو کافر کہہ بیٹھے۔ نعوذ باللہ۔ آپ باہر نہ جائیے۔ ہندوستان ہی کی دنیا میں مولوی احمد رضا بریلوی سے پہلے کے عالم کی کتابوں کا بھرپور مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوجائے گا کہ بریلوی کا عقیدہ کیا ہے، اسلامی عقیدے سے کوسوں دور ہے اور ان کا عقیدہ شرک و بدعت پر مبنی ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیے کہ یہ بریلوی اگر اپنے اس غلط عقیدے کے بنا پر جنت میں گیا تو دنیا کا کوئی کافر مشرک جہنم میں نہ جائے گا آپ سے امید کرتا ہوں کہ سنجیدگی سے میری باتوں کو سوچیں گے اور اس پر غور کریں گے۔ ہدایت دینا نہ میرے ہاتھ میں ہے نہ کسی اور کے ہاتھ میں ہے، ضرور اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ہدایت کی دعا اللہ ہی سے مانگیے۔ شرک و بدعت سے دور رہیے اور دعا مانگیے یا اللہ جو شرک علمی یا لاعلمی میں کرتا ہوں اسے معاف فرما۔ کیوں کہ مشرکین کے حق میں نہ کسی انبیا اور نہ کسی رسل کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ مشرکین کا ٹھکانہ دائمی جہنم ہے۔ اللہ ہمیں اور آپ کو بچائے، آمین۔

الجواب

خط سے ظاہر کہ خط لکھنے والا سنی مسلمان نہیں کٹر قسم کا بدمذہب ہے وہ بھی ایسا بدمذہب جس کی بدمذہبی

حد کفر تک پہنچی ہوئی ہے۔ اندازہ یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص بہت ہی متعصب قسم کا وہابی ہے۔ اس نے ہم اہل سنت کو بریلوی لکھا ہے۔ یہ خاص بدمذہبوں کا جملہ ہے کہ وہ ازراہِ عناد و دشنام ہم اہل سنت کو بریلوی کہتے ہیں۔
اس نے صاف صاف لکھا کہ بریلوی جس راہ پر ہیں یہ وہی راستہ ہے جس کے بارے میں قرآن نے کہا: ''غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔''(۱)

پھر اس نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر یہ افترا کیا ہے جو اپنی غرض و غایت کے لیے ایک پل میں ساری دنیا کو کافر کہہ بیٹھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خط لکھنے والا انتہائی متعصب بدمذہب ہے۔ اس نے افترا و بہتان باندھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ضرور چار مولویوں کو کافر کہا، جنھوں نے حضور اقدس صلی ﷺ کی توہین کی۔ **ایک قاسم نانوتوی** کو جس نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں لکھا ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کہیں اور کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا، آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔ یہ حضور اقدس ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ اور **رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی** کو کافر کہا، جنھوں نے اپنی براہین قاطعہ میں صاف صاف لکھ دیا کہ شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے مگر فخر عالم ﷺ کے علم کی زیادتی ثابت نہیں۔ حضور ﷺ کے لیے علم کی زیادتی ماننا قرآن و حدیث کے خلاف اور شرک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک شیطان کا علم حضور اقدس ﷺ کے علم سے زائد ہے۔ اور **اشرف علی تھانوی** کو کافر کہا جس نے حفظ الایمان میں حضور اقدس ﷺ کے بارے میں لکھ دیا کہ ایسا علم غیب ہر زید و عمرو بکر، ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں اور چوپایوں کو حاصل ہے۔ خط لکھنے والا اتنا بڑا بے ایمان ہے کہ اسے حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے پر کوئی غصہ نہیں آیا۔ غصہ ہے تو اس بات پر کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان گستاخانِ رسول کے بارے میں شریعت کا حکم کیوں ظاہر فرمایا۔

بہر حال خط لکھنے والا سنی مسلمان نہیں، اسلام سے خارج، کافر و مرتد، بد دین ہے۔ نہ اسے سلام کرنا جائز، نہ اس سے میل جول جائز۔ شرعی طور پر یہ اپنے باپ کی میراث سے محروم۔ جیسا کہ تمام کتب فقہ میں لکھا ہوا ہے کہ مرتد ہو جانے سے وارث میراث سے محروم رہتا ہے۔ اس کے باپ پر واجب ہے کہ ایسا دستاویز لکھ جائے کہ جس کی بنیاد پر یہ خط لکھنے والا اس کی میراث نہ پا سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) قرآن مجید، سورۃ الفاتحۃ، آیت:۷

بریلوی کوئی نیا فرقہ نہیں، یہ دیوبندیوں کا دیا ہوا لقب ہے۔

مسئولہ: کلو خان، ریوڑی تالاب، وارانسی

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ دیوبندی اور ان کے مدرسہ کا وجود بریلوی اور ان کے مدرسہ کے وجود سے پہلے ہے اور ہم ہی سچے حنفی المسلک یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے مقلد ہیں۔ بکر اس کے خلاف کہتا ہے۔ یعنی بریلوی اور اس کے مدرسہ کا وجود دیوبندی اور اس کے مدرسہ کے وجود سے پہلے ہے اور ہم ہی سچے حنفی المسلک یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے مقلد ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں میں کس کی بات صحیح ہے؟ مدلل جواب عطا فرما کر مشکور فرمائیں۔
بینوا توجروا۔

الجواب

بریلوی کوئی نیا فرقہ نہیں۔ یہ وہی قدیم فرقہ ہے جس کو اہلِ سنت و جماعت کہتے ہیں۔ جو صحابۂ کرام و تابعین عظام کے مبارک عہد سے چلا آ رہا ہے۔ دیوبندیوں نے عناد و دشمنی کی وجہ سے اہلِ سنت و جماعت کو بریلوی کہنا شروع کر دیا ہے، تاکہ ناواقف لوگ یہ نہ جانیں کہ یہ نیا فرقہ ہے اور اس سے بیزار ہوں۔ چوں کہ اس صدی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے مذہبِ اہلِ سنت و جماعت کی حمایت و نصرت کی ہے، تو بدمذہبوں نے سنیوں کو بریلوی کہنا شروع کر دیا ہے۔ دیوبندی البتہ نیا فرقہ ہے جو تیرہویں صدی سے شروع ہوا اور اب ابھرا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ دیوبندیوں کے جو عقائد ہیں وہ اسلاف میں سے کسی کے نہیں تھے۔ اب ہم آپ کی تسلی کے لیے دیوبندیوں کے چند عقائد ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔ آپ خود اندازہ کر لیں گے کہ یہ نیا فرقہ ہے اور اسلام سے خارج ہے۔

ہندوستان میں وہابیت کے بانی اور دیوبندیوں کے سب سے بڑے امام اسماعیل دہلوی نے صراطِ مستقیم میں لکھا ہے:

''صرف ہمت بسوے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاو و خر خود است۔''(۱)

نماز میں بزرگانِ دین کی طرف خیال لے جانا اگرچہ وہ رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل و گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔

(۱) صراطِ مستقیم، ص:۹۵

سارے جہاں کے مسلمان نماز میں التحیات پڑھتے ہیں اور التحیات میں السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و برکاته بھی پڑھتے ہیں، نیز اشهد ان محمدا عبده و رسوله بھی پڑھتے ہیں۔ نیز درود شریف بھی پڑھتے ہیں۔ جب حضور اقدس ﷺ کو پکار کر مخاطب کر کے سلام پڑھا جائے گا اور رسالت کی گواہی دی جائے گی اور درود شریف پڑھا جائے گا تو ضرور خیال بھی لایا جائے گا۔

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

"واحضر فی قلبك النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم قل السلام علیك ایها النبی ." اپنے دل میں حضور کو حاضر کرو پھر کہو السلام علیك ایها النبی .

ثابت ہو گیا کہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ نیا ہے اور اگلے علما کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

یہی دیوبندیوں کا امام اپنی دوسری کتاب تقویۃ الایمان میں لکھتا ہے کہ: حضور ﷺ نے فرمایا، میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ معاذ اللہ۔ حالاں کہ حدیث میں ہے:

"إن الله حرم علی الأرض ان تاکل اجساد الأنبیاء فنبی الله حیٌّ و یرزق ."(1) اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیا کے جسموں کو کھائے، اللہ کا نبی زندہ، اسے روزی دی جاتی ہے۔

حضور ﷺ کو مر کر مٹی میں مل جانے والا بتانا تمام امت کے خلاف ایک نیا عقیدہ ہے، اس لیے دیوبندیوں کا مذہب نیا ہوا۔ دیوبندیوں کے دو بہت بڑے پیشوا گنگوہی اور انبیٹھی نے اپنی مصدقہ مصنفہ کتاب براہین قاطعہ میں لکھا۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ یعنی شیطان و ملک الموت کے علم کی وسعت (زیادتی) قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضور اقدس ﷺ کے علم کے زیادہ ہونے کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے علم کو وسیع اور زیادہ ماننا شرک ہے۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم حضور ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ یہ بھی دیوبندیوں کا نیا عقیدہ ہے۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں تھا اور نہ اب ہے۔ ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا علم سارے جہاں کے علم سے زیادہ ہے۔

انھیں دیوبندیوں کے تیسرے پیشوا تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں لکھا: تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے۔

(1) سنن ابن ماجه، ص:۱۱۸، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم.

کیا کبھی یا آج ہی کسی مسلمان کا عقیدہ یہ رہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایسا علم ہر کس و ناکس حتیٰ کہ بچوں، پاگلوں، چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ یہ بھی دیوبندیوں کا نیا عقیدہ ہے۔

انھیں دیوبندیوں کے بہت بڑے پیشوا، دیوبندی مدرسہ کے بانی نانوتوی صاحب نے لکھا: اگر آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد کہیں کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا، یا نانوتوی سے پہلے کسی مسلمان کا یہ عقیدہ تھا؟ چناں چہ خود نانوتوی نے اسی تحذیر الناس میں یہ اقرار کیا ہے کہ یہ معنی مجھ سے پہلے کسی کی سمجھ میں نہیں آیا، یہ میں نے اپنی طرف سے لکھا ہے۔

اس سے بڑھ کر دیوبندیوں کے نئے فرقہ ہونے کا اور کیا ثبوت ہوگا۔ اور اگر دیوبندی یہ کہیں کہ ہم بھی صحابہ و تابعین کے طریقہ پر ہیں، ہم سچے حنفی ہیں تو جو چند عقائد اوپر ذکر کیے گئے ہیں ان کو پیش کر کے ان سے پوچھا جائے کہ کیا صحابہ کا، تابعین کا، امامِ اعظم کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی عقیدہ تھا؟ اگر تھا تو ثبوت لاؤ۔ امام اعظم نے کہاں لکھا ہے کہ حضور ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے؟ امامِ اعظم نے کہاں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کا نماز میں خیال لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بہت زیادہ برا ہے؟ امامِ اعظم نے کہاں لکھا ہے کہ شیطان کا علم حضور ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ انھوں نے کہاں لکھا ہے کہ حضور ایسا علم ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں اور چوپایوں کو بھی حاصل ہے؟ کہاں لکھا ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں یا حضور کے زمانے کے بعد کہیں کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اگر دیوبندی یہ سب دکھا دیں تو وہ سچے اور اگر نہ دکھائیں اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ قیامت تک کبھی بھی نہیں دکھا سکتے تو وہ جھوٹے اور ضرور ان کا مذہب نیا جو تیرہویں صدی اور چودھویں صدی کی پیداوار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صلح کلی کسے کہتے ہیں؟

مسئولہ: ایس۔ کے؛ زین عالم لطیفی، کھانکوہ، رحمن پور، تکیہ شریف، کٹیہار، بہار

مسئلہ: صلح کلی کا عامل و قائل وہابی ہے یا نہیں؟ صلح کلی کا کیا معنی؟ تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائیں

الجواب

صلح کلی اس شخص کو کہتے ہیں جو سارے مذاہب کو صحیح مانے اور جو باطل پرستوں پر احکامِ شرعیہ ہیں ان کو تسلیم نہ کرے۔ مثلاً یہ کہے کہ مسلمان بھی صحیح راستے پر ہیں، ہندو بھی صحیح راستے پر ہیں، شیعہ بھی صحیح راستے پر ہیں، سنی بھی صحیح راستے پر ہیں، غیر مقلد بھی صحیح راستے پر ہیں۔ دیوبندی صلح کلی نہیں بلکہ بہت بڑے فسادی، معاند، الد الخصام ہیں۔ یہ اپنے سوا سارے جہان کے مسلمانوں کو کافر و مشرک جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کسی پر فتویٰ لگانے سے پہلے اتمامِ حجت ضروری ہے

مسئولہ: حبیب الدین قادری، مدرسہ عربیہ اسلامیہ، سعدی مدن پور، باندہ (یو۔پی۔)-۷؍ صفر ۱۴۰۷ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں: زید دیوبندیوں کے مدرسہ میں چندہ دیتا ہے، دیوبندی مولویوں کے ساتھ میل جول اور خورد نوش کرتا ہے، مگر دیوبندیوں کے عقائد کفریہ باطلہ کو نہیں جانتا ہے۔ بتانے پر وہ اس بات کا یقین نہیں کرتا کہ دیوبندی مولویوں نے ایسا لکھا ہوگا۔ اور کہتا ہے کہ جس کسی کا ایسا عقیدہ ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص کو دیوبندی بمعنی کافر و مرتد کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کہا جا سکتا ہے تو کس دلیل سے؟ اگر نہیں تو ایسے شخص کو وہابی دیوبندی بمعنی کافر و مرتد کہنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

کسی پر فتویٰ لگانے کے لیے اتمامِ حجت کر لینی ضروری ہے۔ زید کو تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتیں دکھائی جائیں، اس کے شبہات دور کیے جائیں۔ اس کے بعد بھی اگر وہ نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی کو کافر نہ کہے تو وہ ضرور دیوبندی، کافر، مرتد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

معیارِ سنیت کیا ہے؟

مسئولہ: محمود رضوی -۲۵؍ ربیع الآخر ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- دیوبندی، تبلیغی اور جماعت اسلامی عقیدے رکھنے والے بھی اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ پھر امتیاز کے لیے معیارِ شرعی کیا ہے؟ براے مہربانی مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب

ان جماعتوں کا اپنے آپ کو سنی کہنا فریب ہے۔ دیوبندی تبلیغیوں کا مذہب قاسم نانوتوی صاحب کے سوانح نگار سوانح قاسمی میں لکھتے ہیں۔" دیوبندی تحریک کے بانی (نانوتوی صاحب) ابھی بارہ ساڑھے بارہ برس کی عمر سے متجاوز نہ ہوئے تھے۔" (اول، ص:۲۱۹)۔

قاری طیب صاحب نے لکھا: "ان کی سوانح عمری یہ ہے کہ انھوں (نانوتوی صاحب) نے اپنے علم لدنی اور وہبی علم سے جس حکمت کی بنیاد ڈالی وہ کیا ہے؟ کن اصولوں پر مبنی ہے؟ دار العلوم کی اس معنوی اور علمی تاسیس میں

جو کام ہوا وہ یقیناً بلا شرکت غیر کے تھا، جس کا نام دیوبندیت ہے۔" (خاتمہ سوانح قاسمی، ص:۱۷۶)

اسی وجہ سے دیوبندی جماعت کے بہت بڑے نقیب مولوی زکریا سہارن پوری امیر تبلیغ جماعت نے لکھا:

"ہمارے اکابر حضرت گنگوہی حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب قاسم اور رشید پیدا ہونے سے رہے، بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ۔" (صحبت با اولیا، ص:۱۲۶)

اور گنگوہی صاحب نے فرمایا: "بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔" (تذکرۃ الرشید، حصہ دوم، ص:۱۷)

اور جب دیوبندی مذہب قائم کرنے والے نانوتوی اور گنگوہی ہیں تو یہ لوگ جو دیوبندی مذہب ہیں، سنی نہیں ہو سکتے۔ چودہویں صدی کے مولوی کا گڑھا ہوا مذہب نہ مذہب اسلام ہو سکتا ہے اور نہ مذہب اہل سنت۔ اسی طرح مودودی مذہب مسٹر ابو الاعلیٰ مودودی کا گڑھا ہوا ہے۔ انھوں نے خود لکھا ہے، کتاب و سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرے سے نہیں۔ اور یہ نئے ذخیرے کیا ہیں، مودودی صاحب کے بیان کردہ ہیں۔ اور تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس نے ڈنکے کی چوٹ پر برملا کہا:

"لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے۔ میں بقسم کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں۔ ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا ہی نہیں، مجھے ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔"

ان اقتباسات کو ذرا غور سے پڑھیے، آپ پر واضح ہو جائے گا کہ دیوبندی، تبلیغی، مودودی جماعتیں سب چودہویں صدی کی پیداوار ہیں، اس لیے یہ سنی نہیں ہو سکتے۔ سنی اس زمانے میں وہ لوگ ہیں جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیفات کے مطابق عقیدہ اور عمل رکھتے ہیں۔ جو عہد رسالت سے لے کر آج تک صحابہ، ائمہ مجتہدین اور سلف و خلف کے مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کی تکفیر کی وجہ کیا ہے؟

مسئولہ: ایک ہمدرد ادارہ، اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ (یو۔پی۔)-۳؍ صفر ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- آپ نے اپنے ایک فتویٰ میں دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کو گستاخ رسول بتا کر کافر و مرتد قرار دیا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ رسولِ پاک ﷺ کی شان میں ان کی گستاخیاں کیا ہیں؟

الجواب

میں نے اپنے فتوے میں تصریح کر دی تھی کہ دیوبندی، غیر مقلد، وہابی شانِ رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ دیوبندیوں کی شانِ رسالت میں گستاخی، ڈھکی، چھپی بات نہیں۔ ان کی کتابوں میں

ایسی عبارتیں چھپی موجود ہیں جس میں شانِ رسالت میں گستاخی موجود ہے۔ مثلاً دیوبندی جماعت کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان، ص:۷، پر لکھا: "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد کل امور غیبیہ ہیں، یا بعض۔ اگر بعض امور غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو ہر زید، عمر، بکر بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت میں اشرف علی تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو زید، عمر، بکر، یعنی ہر کس و ناکس حتیٰ کہ بچوں، پاگلوں، حد یہ ہے کہ جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے علم کے برابر بتایا۔ دیوبندی جماعت کے کچھ اکابر یہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے۔ اس تقدیر پر حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ان خسیس چیزوں کے علم سے تشبیہ دی۔ اس میں بھی حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے۔ اور کچھ دیوبندی اکابر یہ کہتے ہیں کہ اس عبارت میں "ایسا" اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے۔ اس تقدیر پر اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کا علم ارفع و اعلیٰ، ان خسیس چیزوں کے برابر ہے۔ اس میں بھی توہین ہے۔

دیوبندی جماعت کے دوسرے دو بڑے بزرگ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ ص:۵۱ پر لکھا: "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے، کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے؟ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟"

اس عبارت میں ان دونوں دیوبندی بزرگوں نے شیطان کے علم کی وسعت نص یعنی قرآن و حدیث سے مانی ہے۔ یہ بتایا ہے کہ شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس کے برخلاف حضور اقدس ﷺ کی وسعت علم یعنی علم کی زیادتی سے انکار کیا اور صاف کہ، دیا کہ حضور اقدس ﷺ کے لیے وسعت علم کو ماننا شرک ہے۔

اس عبارت پر پوری توجہ دیں صاف صاف لکھا......... "شیطان ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت (زیادتی) نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہے۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ (یعنی کوئی نص قطعی نہیں) جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟"..... اس میں صاف صاف لکھ دیا کہ حضور اقدس ﷺ کے لیے وسعت علم ماننا، حضور اقدس

ﷺ کے علم کو زیادہ ماننا شرک ہے، قرآن و حدیث کے خلاف ہے، اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار میں ہے:

"من شك في كفره و عذابه فقد كفر."(1) گستاخِ رسول کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

آج کل کے دیوبندی، گنگوہی صاحب، نانوتوی صاحب، انبیٹھی صاحب، تھانوی صاحب کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں۔ آدمی اسی کو اپنا پیشوا مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے۔ اس لیے جو لوگ ان دیوبندی بزرگوں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں وہ یقیناً بلا شبہہ ان کے ہم عقیدہ ہیں، جس کی وجہ سے یہ بھی گستاخ رسول ہوئے اور ان کا حکم بھی وہی ہوا جو ان کے بزرگوں کا ہے۔ ہاں جو لوگ ان کفری عبارتوں پر مطلع نہیں، سنی دیوبندی اختلاف صرف نیاز، فاتحہ، میلاد، قیام وغیرہ تک محدود جانتے ہیں وہ کافر نہیں۔ لیکن چوں کہ ہر دیوبندی، سنی مسلمان کو بدعتی گمراہ سمجھتا ہے، اس لیے اہل سنت سے خارج ضرور ہے۔ دیوبندیوں کی مذکورہ بالا عبارتیں ایسی صریح کفر ہیں کہ اس پر حرمین طیبین کے پینتیس اجلۂ علمائے کرام نے ان عبارتوں کے لکھنے والوں کو نام بنام کافر لکھا ہے، جس کی تفصیل حسام الحرمین میں مذکور ہے۔ دیوبندی عقائد کی قدرے تفصیل جلالۃ العلم استاذ العلما حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب المصباح الجدید میں ساٹھ سال پہلے لکھ کر شائع فرما دی ہیں۔ اس کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل قبلہ کسے کہتے ہیں؟ دیوبندی مودودی اہل قبلہ ہیں یا نہیں؟

امام غزالی کے ایک ارشاد کا مطلب

مسئولہ: محمد منظور الحق فریدی، مقام و پوسٹ پھولار چوک، ضلع ویشالی، بہار۔ ۱۳؍ محرم ۱۴۱۱ھ

مسئلہ-ایک جگہ استفتا کیا گیا کہ دیوبندیوں، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور رافضی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ نیز ان حضرات کا اسلام ثابت ہے یا نہیں تو جواب آیا کہ رافضی کے علاوہ سب کے پیچھے نماز جائز ہے اور ان کا اسلام ثابت ہے جو لوگ تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی اور دیوبندی کی تکفیر کرتے ہیں، بظاہر غلط معلوم ہوتے ہیں، اور تائید میں اس حدیث کو پیش کرتے ہیں:

"عن أسامة بن زيد قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على قوم جهينة

(۱) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد باب المرتد.

فحاربناهم وهز مناهم فكان رجل منهم لا يقصد قتل رجل من المسلمين الاقتله فلحقته أنا ورجل من الأنصار فلما غشّيناه قال لا اله الا الله فكف عنه الأنصار وطعنته برمحي. حتى قتلته فلما قدمنا بلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا أسامة أقتلتهٔ بعد ما قال لا اله الا الله قلت يا رسول الله إنما قال خوفا من السلاح.“قال هلاّ شققت قلبه.(بخاری، مسلم، ابوداؤد،نسائی، ترمذی)

اور امام غزالی کی طرف سے منسوب کرکے (التفرقة بين الاسلام والزندقة) کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ:

”أما الوصية فان تكف لسانك من أهل القبلة ما أمكنك ماداموا قائلين لا اله الا الله محمد رسول غير منافقين لها والمنافقة تجويزهم الكذب على رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بعذر او بغير عذر فان التكفير فيه خطر والسكوت لا خطر فيه.“

لہٰذا ہم سارے بریلوی (اہل سنت وجماعت) کے درمیان شدید اختلاف ہوگیا کیوں کہ اس مفتی کے کچھ لوگ معتقد ہیں لہٰذا ایسے مفتی صاحب کے بارے میں بھی شرع کے حکم کو نافذ کریں۔ واضح رہے کہ اس مفتی نے تفصیلی جواب دیا ہے، لہٰذا حضور بھی کرم فرمائیں۔ اور دیگر لوگوں کو گمراہ ہونے سے بچائیں۔

بینوا وتوجروا۔

(پھلواری مفتی کا جواب)

الجواب

”عن اسامة بن زيد قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم على قوم جهينة فحاربناهم وهز مناهم فكان رجل منهم لا يقصد قتل رجل من المسلمين الاقتله فلحقته انا ورجل من الانصار فلما غشّيناه قال لا اله الا الله فكف عنه الأنصاري وطعنته برمحي. حتى قتلته فلما قدمنا

حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو قبیلہ جہینہ میں جہاد کے لیے بھیجا تو ہم نے وہاں ان سے جنگ کی ان کو شکست دیا ان میں کے ایک شخص نے ایک مسلمان کو قتل کردیا تو میں نے اور ایک انصار نے اس کا مقابلہ کیا جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ انصار یہ سن کر رک گئے لیکن میں نے اس کو برچھی مار کر ہلاک کردیا۔ جب ہم لوگ واپس پہنچے اور رسول اللہ ﷺ تک یہ

بلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا أسامة أقتلتهٔ بعد ما قال لا اله الا الله قلت يا رسول الله إنما قال خوفا من السلاح قال هلاّ شققت قلبه.“

خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اے اسامہ تم نے اس کو لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد بھی قتل کردیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو محض ہتھیار (اور موت) کے خوف سے کہ، دیا تھا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟

حضرت اسامہ نے اقرار بالسان کے بعد بھی اس کو کافر جان کر قتل کردیا جب کہ آنحضرت ﷺ نے اقرار بالسان کے بعد اس کو مسلمان قرار دیا اور اس کے قتل پر حضرت اسامہ کو تنبیہ فرمائی، اس حدیث سے مسئلہ تکفیر کی نزاکت اہل فہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حضرت امام غزالی نے اپنی کتاب ”التفرقة بين الاسلام والزندقة“ میں لکھا ہے:

”أما الوصية فان تكف لسانك عن أهل القبلة ما أمكنك ماداموا قائلين لا اله إلا الله محمد رسول الله غير منافقين لها والمنافقة تجويزهم الكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعذر او بغير عذر فان التكفير فيه خطر والسكوت لا خطر فيه.“

میری نصیحت ہے کہ جہاں تک ہوسکے اہل قبلہ کی تکفیر سے اپنی زبان کو روکو جب تک وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل رہیں، اور اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور خلاف یہ ہے کہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو کسی عذر یا بغیر عذر کاذب قرار دیتے کیوں کہ کسی کو کافر کہنے میں بڑے خطرات ہیں، اور سکوت میں کوئی خطرہ نہیں۔

حضرت امام غزالی کے اس قول اور مذکورہ حدیث شریف کی روشنی میں تو زید ہی حق پر معلوم ہوتا ہے۔ والعلم الصحيح عند الله. زید و بکر دونوں میں سے جو امام ہو اس کی اقتدا جائز ہے۔ رافضی کو چھوڑ کر سب کے پیچھے نماز جائز ہے کیوں کہ سبھی اہل سنت وجماعت اور حنفی ہونے کے مدعی ہیں۔ رافضی شیعہ ہیں اور شیعوں کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں اور علامہ ابوشکور سالمی نے تمہید میں فرقۂ ضالہ میں شمار کیا ہے اس لیے رافضی کے پیچھے نماز جائز نہیں، تکفیر القائل نہیں، بلکہ توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل۔ یعنی کسی کے قول کی ایسی توجیہ جس سے خود قائل کے متعلق نہ ہو۔ اس کا اعتبار نہیں۔ قول صریح میں صراحت شرعاً اور عرفاً دیکھی جائے گی، نہ کہ بزعم خویش۔

جلال احمد

دارالافتا حنفیہ مجیبیہ، پھلواری شریف (بہار)

(حضور شارح بخاری قدس سرہ کا جواب)

الجواب

آپ نے جس فتویٰ کی نشاندہی کی ہے وہ کئی وجہ سے صحیح نہیں۔

اول:- حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یہاں بالکل بے محل نقل کی۔ اس لیے کہ سوال دیوبندیوں، اور مودودیوں اور تبلیغیوں کے بارے میں ہے۔ تبلیغی اور دیوبندی تو ایک ہی ہیں۔ البتہ مودودی اپنے کو ترقی یافتہ نیو ماڈل وہابی بتاتے ہیں۔ اس لیے ان کو ایک الگ فرقہ شمار کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں بنیادی عقائد میں مودودی اور دیوبندی متحد ہیں۔ اس لیے جو حکم دیوبندیوں کا وہی مودودیوں کا۔ دیوبندیوں کی طرح مودودی بھی "تقویۃ الایمان" کے مصنف اسمٰعیل دہلوی کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں۔ نیز دیوبندیوں کی طرح نانوتوی صاحب، گنگوہی صاحب، انبیٹھی صاحب، تھانوی صاحب کی ان کفری عبارتوں کو حق مانتے ہیں جن پر علمائے عرب وعجم حل وحرم نے ان چاروں کے بارے میں نام بنام یہ فتویٰ دیا کہ یہ چاروں کافر ہیں۔ ایسے کہ جو ان کی کفری عبارتوں پر مطلع ہو اور انھیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ اس لیے جو حکم دیوبندیوں کا وہی حکم مودودیوں کا، دیوبندی اور مودودی اپنے آپ کو کلمہ پڑھتے ہوئے مسلمان کہتے ہوئے ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کافر ہیں۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس شخص کو قتل کیا تھا وہ پہلے کھلا ہوا کافر و مشرک تھا، اس نے کلمہ طیبہ پڑھا جو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ اس نے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل ہونے تک نہ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کیا اور نہ اللہ عزوجل کی توہین کی اور نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی، اور نہ اس سے کوئی اور کفر صادر ہوا، اس لیے وہ مسلمان ہی رہا۔ اب اسے قتل کرنا درست نہیں تھا۔

حضرت اسامہ نے جو معذرت کی اس کا حل یہ ہے کہ اس نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا تھا، جان بچانے کے لیے پڑھا تھا، اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ اس نے دل سے کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا۔ اسے دیوبندیوں کے کفر سے کیا علاقہ؟ دیوبندیوں نے علانیہ اپنی کتابوں میں کفری عبارتیں لکھیں، چھاپیں اور آج تک اس پر اڑے ہوئے ہیں کہ وہ حق ہیں۔ کیا یہ مفتی صاحب اس مقتول کا بھی کوئی کفر بتا سکتے ہیں جو کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کیا ہو۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو دیوبندیوں کو کفر سے بچانے کے لیے اس حدیث کو پیش کرنے سے کیا فائدہ؟ پھلواری کے فتوے سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ جو کلمہ پڑھے وہ مسلمان ہے۔ اگرچہ ضروریات دین میں سے کسی کو حق نہ مانے تو پھر لازم کہ یہ رافضیوں کو بھی مسلمان جانیں۔ اور ان کے پیچھے بھی نماز کو صحیح کہیں۔ اس لیے کہ رافضی بھی لا الہ الا اللہ

پڑھتے ہیں جیسے اس مقتول نے پڑھا تھا۔ مفتی صاحب نے اپنے دیوبندی بزرگوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کے لیے حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی قدس سرہ کا ارشاد نقل کردیا۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ یہ خود ان کے قول کا رد ہے۔ خود ان مفتی صاحب نے حضرت امام غزالی کے ارشاد کا جو ترجمہ کیا ہے وہ یہ ہے: "میری نصیحت ہے کہ جہاں تک ہوسکے اہل قبلہ کی تکفیر سے اپنی زبان کو روکو۔" اس میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ ایک اہل قبلہ دوسرے یہ کہ جہاں تک ہوسکے زبان کو روکو۔ کا کیا مطلب۔ افسوس یہ ہے کہ: "المنقذ من الضلال" یہاں نہیں۔ ورنہ ہم اس سے مفتی صاحب کو سمجھا دیتے کہ ان دونوں کا کیا مطلب ہے۔ پہلے آپ اہل قبلہ کا معنی سمجھے۔

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"ثم اعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الأجساد و علم الله تعالى من الكليات والجزئيات وما أشبه ذلك من المسائل فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم أونفي الحشر أو نفي علمه سبحانه بالجزيات لايكون من أهل القبلة."[1]

پھر جان لے کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین کے حق ہونے پر متفق ہوں جیسے عالم کا حادث ہونا اور اجساد کا حشر اور تمام کلیات و جزئیات کا باری تعالیٰ کو علم اور جو اہم مسائل میں سے اس کے مثل ہیں۔ پس جو شخص عمر بھر طاعات اور عبادات پر پابندی کرے اور ساتھ ہی ساتھ عالم کے قدیم ہونے اور حشر کے نہ ہونے اور اللہ عزوجل کے جزئیات کا علم نہ ہونے کا اعتقاد رکھے وہ اہل قبلہ سے نہیں۔

اس سے ظاہر ہوگیا کہ اہل قبلہ وہ ہے جو تمام ضروریات دین کو حق مانے۔ ضروریات دین میں سے کسی کا انکار نہ کرے اور اگر کوئی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ بڑا پکا نمازی اور دیندار بنتا ہے اور ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرتا ہے تو وہ اہل قبلہ سے نہیں۔ دیوبندی، مودودی ضروریات دین کا انکار کرتے ہیں اس لیے وہ اہل قبلہ سے نہیں، اور جب اہل قبلہ سے نہیں تو انھیں کافر کہنا اہل قبلہ کو کافر کہنا نہیں۔ اس کو یوں سمجھیے کہ رافضی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، کلمہ پڑھتے ہیں، ہمارے قبلہ کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتے ہیں مگر وہ اہل قبلہ سے نہیں۔ اسی بنا پر باجماع اہل سنت اثنا عشریہ رافضی جو عام طور پر ہمارے دیار میں پائے جاتے ہیں کافر و مرتد ہیں۔ عالم گیری میں ہے:

(۱) شرح فقه اکبر، ص:۱۸۵.

"فھؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام أحکامھم أحکام المرتدین."(۱) — یہ لوگ ملت اسلامیہ سے خارج ہیں۔ ان کے احکام مرتدین کے احکام ہیں۔

اس کا فیصلہ دو لفظوں میں ہو سکتا ہے۔ آپ ان مفتی سے سوال کریں کہ اثناعشری رافضی جو عام طور پر ہمارے دیار میں پائے جاتے ہیں کافر ہیں یا مسلمان؟ اور یہ اہل قبلہ سے ہیں یا نہیں؟ علمانے جو فرمایا کہ اہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے انھوں نے اپنی مراد بھی بتادی۔ اسی شرح فقہ اکبر میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد ہے:

"و أن المراد بعدم تکفیر أھل القبلة عند أھل السنة أنه لایکفّر ولم یوجد منه شئ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شيء من موجباته."(۲) — اہل قبلہ کی عدم تکفیر سے مراد اہل سنت کے نزدیک یہ ہے کہ جب تک اس میں کفر کی نشانیاں اور علامتیں نہ پائی جائیں اور کفر واجب کرنے والی کوئی چیز نہ صادر ہو تو وہ کافر نہیں۔

اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو اہل قبلہ سے کہتا ہو مگر اس میں کفر کی نشانیوں، علامتوں میں سے کچھ پایا جاتا ہو یا اس سے کوئی صادر ہوا ہو تو وہ کافر ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مگر قشقہ لگاتا ہے یا زنار باندھتا ہے تو وہ ضرور کافر ہے۔ ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے بلکہ بزعم خویش مسلمانوں کا ہادی اور رہنما بنتا ہے۔ مگر یہ کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم الانبیا بمعنی آخر الانبیا نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ شیطان کے علم کی وسعت قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے علم کی وسعت ثابت نہیں۔ حضور ﷺ کے لیے وسعت علم ماننا شرک ہے تو وہ ضرور کافر ہے۔ علامہ شامی، رد المحتار حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

"لا خلاف في کفر المخالف في ضروریات الإسلام وإن کان من أھل القبلة المواظبة طول عمره علی الطاعات کما في شرح التحریر."(۳) — اس میں کوئی اختلاف نہیں (سب کا اتفاق ہے) کہ ضروریات اسلام کا مخالف کافر ہے، اگرچہ عمر بھر طاعات کا پابند ہو، جیسا کہ شرح تحریر میں ہے۔

اب اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ دیوبندی، مودودی اہل قبلہ سے ہیں تو بھی کافر ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ ضروریات دین کے بھی منکر ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کے بھی مجرم۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۶۴، احکام المرتدین، مطبع رشیدیه، پاکستان

(۲) شرح فقه اکبر ص:۱۸۹

(۳) رد المحتار ج:۲، ص:۳۰۰، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة مطبع زکریا.

بانی مدرسہ دیوبند، قاری طیب کے دادا دیوبندی اور مودودی جماعت کے حجۃ الاسلام نے اپنی مشہور کتاب "تحذیر الناس" کے ص:۳ پر لکھا۔ "خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے۔ یہ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لائق نہیں۔ یہ انسان کے ان اوصاف کی طرح سے ہے۔ جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی لیا جائے گا تو قرآن میں بے ربطی لازم آئے گی۔"

ص:۴ پر لکھا "خاتم النبیین کے معنی نبی بالذات کے ہیں۔"

ص:۱۶ پر لکھا: "بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

ص:۳۳ پر لکھا۔ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین نہیں۔ خود حضرت امام غزالی نے "الاقتصاد" میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا نہ مانے وہ کافر ہے۔

انھیں نانوتوی صاحب کے رفیق جانی رشید احمد گنگوہی اور ان کے خلیفہ روحانی و جسمانی خلیل احمد صاحب انبیٹھی نے براہین قاطعہ ص:۵۱ پر لکھا۔ "شیطان و ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہے۔ فخر عالم کے وسعت علم کی کون نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔" اس عبارت کا صاف صریح متعیّن صرف یہی مطلب ہے کہ شیطان کے علم کا وسیع ہونا، زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے مگر حضور اقدس ﷺ کے علم کی وسعت قرآن و حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ حضور اقدس ﷺ کے علم کو وسیع ماننا شرک ہے۔ اس کا صاف صریح مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ ہزار بار معاذ اللہ کہ شیطان لعین کا علم حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب نے "حفظ الایمان" ص:۸ پر لکھا۔ "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے (یعنی جو حضور کو حاصل ہیں) کل علوم غیبیہ مراد ہیں یا بعض اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو ہر زید، عمر، بکر بلکہ ہر صبی (بچے) مجنون یا پاگل بلکہ جمیع حیوانات بہائم (چوپائے، گدھے، خچر، سور) کو بھی حاصل ہے۔" اس عبارت میں تھانوی صاحب نے حضور اقدس صلی اقدس ﷺ کے علم ارفع و اعلیٰ، اطیب وازکی کو ہر کس و ناکس، بدھو، جمن خیراتی حتی کہ بچوں، پاگلوں، حتی کہ پشو، کھٹل، مچھر، کتوں، سووروں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا۔ کون عقل والا ہے جو یہ

نہیں تسلیم کرے گا کہ ”براہین قاطعہ“ اور ”حفظ الایمان“ کی ان دونوں عبارتوں میں حضور اقدس ﷺ کی توہین نہیں، امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر و مرتد ہے اور ایسا کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ شفا امام قاضی عیاض اور اس کی شرح ملا علی قاری اور رد المحتار میں ہے:

”أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر.“[1]

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

تو اگر مان بھی لیا جائے کہ دیوبندی، مودودی اہل قبلہ سے ہیں تو بھی ضروریات دین کے انکار اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے کی وجہ سے کافر ہیں۔ حضرت امام غزالی کے دوسرے جز کے ارشاد۔ جہاں تک ہو سکے زبان روکو، کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے ایسا کلمہ کفر بکا کہ اس کا ظاہر معنی کفر ہو، مگر اس کی کوئی تاویل اگرچہ بعید ہی سہی ممکن ہو اور قائل کی مراد معلوم نہ ہو تو اس کی تکفیر سے کف لسان کرنا چاہیے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایک شخص کوئی کفر صریح بکے جو کفری معنی میں متعیّن ہو اور اس کی کوئی تاویل بھی نہ ہو سکے نہ قریب نہ بعید تو اسے بھی کافر نہ کہیں، اگر امام غزالی کے ارشاد کا یہ مطلب لے لیا جائے تو پھر نہ رافضیوں کی تکفیر صحیح، نہ قادیانیوں کی یہ وہی کہے گا جسے خود دین سے کوئی علاقہ نہیں۔ امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ کلمہ پڑھتے ہوئے اگر کوئی شخص ایسا لفظ صریح کلمۂ کفر بکے جو کفری معنی میں متعیّن ہو تو وہ بلا شبہہ کافر و مرتد ہے۔

دیوبندیوں کی مندرجہ بالا عبارتیں ایسے ہی صریح ہیں جو کفری معنی میں متعیّن ہیں، نہ اس میں کسی تاویل قریب کی گنجائش ہے، نہ بعید کی اس لیے وہ ضرور بالضرور کافر۔ اور یہ خود امام غزالی کے اس ارشاد سے لزوماً ثابت۔ اس لیے کہ کتابوں کا مفہوم مخالف حجت۔ تو اب امام غزالی کے ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کف لسان ممکن نہ ہو تو تکفیر لازم۔ رہ گیا دیوبندیوں مودودیوں کا ان عبارتوں میں کسی تاویل کا ادعا تو وہ قطعاً باطل، جو بھی انھوں نے بنام تاویل کہا ہے وہ ان عبارتوں کی تاویل نہیں۔ بلکہ تحریف معنوی ہے۔ جس کی قدرے تفصیل ”منصفانہ جائزہ“ میں مذکور ہے۔ مفید تاویل ہے، تحریف نہیں۔ صریح کے دو معنی ہیں صریح متبین اور صریح متعیّن۔ صریح متبین وہ کلام ہے جس کا ظاہر معنی کفر ہو۔ جس میں تاویل قریب کی گنجائش نہ ہو اگرچہ بعید کی ہو۔ جمہور فقہا ایسے کلام پر بھی تکفیر کرتے ہیں۔ صریح متعیّن وہ کلام ہے جس میں سوائے کفر کے کسی ایسے معنی کی گنجائش نہ ہو جو صحیح ہو۔ نہ تاویل قریب سے نہ تاویل بعید سے۔ ایسے کلمہ کا قائل باجماع امت کافر ہے۔

(۱) رد المحتار ج:٦، ص:٣٧٠، كتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع زكريا.

اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو ”الموت الاحمر“ کا مطالعہ کریں۔[1]

خلاصہ یہ نکلا کہ دیوبندی اکابر نے ضروریات دین کا بھی انکار کیا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین بھی کی ہے۔ اس لیے وہ کافر و مرتد ہیں، اور جو ان کے ان کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے، نہ جانے وہ بھی کافر اور یہی حکم مودودیوں کا بھی ہے۔ اس لیے کسی دیوبندی، مودودی، تبلیغی کو امام بنانا جائز نہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر۔ بلکہ اس سے بدتر۔ در مختار میں ہے:

”وإن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتد به أصلا.“[2]

بد مذہب اگر ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو جس کی وجہ سے کافر ہے۔ تو اس کی اقتدا قطعاً صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور کے متعلق دیوبندیوں کا کیا عقیدہ ہے؟

مسئولہ: مختار احمد خان موضع وڈاک خانہ گوڑ سرا، ضلع غازی پور (یو۔پی۔)-۱۵؍ ذو الحجہ ۱۴۰۵ھ

مسئلہ-سرکارِ مدینہ کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ کیا ہے؟

الجواب

وہابیہ، دیوبندیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیا نہیں مانتے اور یہ صریح کفر ہے۔ تحذیر الناس ص:۲ پر ہے: ”عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ”ولكن رسول الله و خاتم النبيين.“ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے، ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ براہین قاطعہ ص:۱۵ پر یوں لکھ دیا کہ ”نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔“ حضور ﷺ کی شان میں صریح گستاخی کرتے ہوئے حفظ الایمان ص:۷ میں یوں لکھا ”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“

(۱) تحقیقات حصہ دوم کا مطالعہ کریں، حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ نے اس موضوع پر بہت تفصیلی بحث فرمائی ہے۔ محمد نسیم مصباحی۔
(۲) درمختار ج:٢، ص:٣٠٠، كتاب الصلوٰة باب الإمامة مطبع زكريا.

حضور جیسا علم زید، عمرو ہر بچے اور پاگل بلکہ تمام جانوروں اور چوپایوں کے لیے حاصل ہونا کہا ایسا کہنے والے کے کفر میں شک بھی نہیں کیا جاسکتا۔ انبیاے کرام کے معجزات اور اولیاے عظام کی کرامت کا صاف انکار کرتے ہوئے تقویۃ الایمان ص:۷ پر لکھا۔ ”اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔“ اور صفحہ ۲۲ پر اس طرح لکھا کہ ”جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں“ اور بھی بہت سے ان کے عقائد ایسے ہیں جن سے صراحۃً توہین نبی و تنقیص شان رسالت لازم آتی ہے اور یہ کفر ہے وہ بھی ایسا کفر کہ علماے حرمین طیبین نے بالاتفاق فرمایا:

”من شك في كفره وعذابه فقد كفر.“(۱) جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی دیوبندی سے رشتہ جوڑنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد ایوب، ناری سیواسدن روڈ، ممبئی، ۲۸؍ ذو قعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ- کسی وہابی دیوبندی سے رشتہ جوڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

دیوبندی حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس مین گستاخیاں کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، مثال کے طور پر مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان ص:۸ پر حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو بچوں اور پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی، جس پر علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان کو کافر کہا۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے وہ مسلمان نہیں لاکھ اپنے کو مسلمان کہے، نماز پڑھے، روزہ رکھے۔

کسی گستاخِ رسول سے رشتہ کرنا تو بڑی دور کی بات ہے، میل جول بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

”إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم.“(۲) ان کو اپنے سے دور رکھو، وہ کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور فرمایا:

”لا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ

(۱) درمختار ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع زكريا.
(۲) مشكوٰة شريف، ص:۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مجلس بركات.

تناكحوهم.“(۱) شادی بیاہ کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل سنت کی کمیٹی میں دیوبندی کو شامل کرنا

مسئولہ: حافظ محمد ممتاز احمد، رسول پور، امبیکاپور، سرگوجہ (ایم۔پی۔)- ۲؍ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- ہمارے یہاں کچھ ایسے لوگ ہیں جو سب کو خوش رکھنے والی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس طرح کا ماحول اور ذہن پورے شہر والوں کا بن جائے، چناں چہ ان میں بہت آگے آگے رہنے والے چند حضرات یہ ہیں، محمد مستقیم خان، نور الحسن صدیقی، بدر الدین خان وغیرہ۔ ان لوگوں نے ایک کمیٹی ”راہ امن“ بنائی ہے جس میں ایک وہابی خیال کے آدمی ڈاکٹر عبد الخالق کو صدر بنایا اور ماسٹر امتیاز وغیرہ چند وہابی مزاج لوگوں کو اس میں شامل کیا ہے کہ کمیٹی کے ذریعہ عوام کو اپنی طرف لایا جا سکے۔ اب یہ لوگ ایک تعلیمی ادارہ اور اسکول کھولنا چاہتے ہیں۔ اس صحبت اور اٹھا بیٹھی کے نتیجے میں یہ فرق پیدا ہو گیا ہے کہ محمد مستقیم خان کو یہ کہتے سنا جاتا ہے کہ کیا تعظیم کے لیے کھڑا ہونا ضروری ہے۔ کیا ہمارے یہاں جامع مسجد کے امام حافظ محمد اسلم کا محمد مستقیم خان اور نور الحسن وغیرہ کے یہاں کافی آنا جانا ہے، لیکن محمد مستقیم خان کی اس بولی میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا۔ لوگوں میں اس طرح کی باتیں چل رہی ہیں کہ ایسے حالات میں محمد مستقیم اور نور الحسن کی بنائی ہوئی کمیٹی اور اسکول کے ساتھ ہم لوگ نہیں رہیں گے، اس لیے کہ اس میں وہابی لوگ شامل ہیں اور مستقیم خان اور نور الحسن کا کہنا ہے کہ وہابی دیوبندی ہونے سے کیا ہوتا ہے، ہم لوگوں کو کمیٹی اور اسکول سے مطلب ہے۔

(۱)- کیا مستقیم خان کی کمیٹی اور اسکول سے سنی عوام دور رہیں اور اس کا بائیکاٹ کریں یا شامل رہیں۔

(۲)- نور الحسن کا یہ مزاج کہ وہابی دیوبندی سے کچھ نہیں ہوتا، اور مستقیم خان کا یہ کہنا کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا کوئی ضروری ہے، اس کے باوجود ان سے تعلق رکھا جاسکتا ہے یا نہیں؟

(۳)- حافظ محمد اسلم صاحب کا ان لوگوں سے تعلق رکھنا کیسا ہے، شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تفترق أمتي على ثلث و سبعين ملة كلهم في النار إلا واحدة.“(۲) میرا کلمہ پڑھنے والوں میں تہتر فرقے ہوں گے، سوائے ایک کے سب جہنمی ہیں۔

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.
(۲) مشكوٰة شريف، ص:۳۰، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مجلس بركات.

اس کے مطابق بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہیں گے، اہل سنت اور گمراہ فرقوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش اس حدیث کا رد ہے۔ کلمہ پڑھتے ہوئے حدیث کو جھٹلانے کی کوشش کرنا نابخشیدہ جرم ہے۔ دیوبندی شانِ الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنی کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، ان کی بہت سی گستاخانہ عبارتوں میں سے صرف ایک عبارت نوٹ کر لیجیے۔ دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب ”حفظ الایمان“ ص:۸ پر حضور اقدس ﷺ کے علم مبارک کے بارے میں لکھا: ”ایسا علم غیب تو ہر زید، بکر، عمر، خالد بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جملہ بہائم و حیوانات کے لیے بھی حاصل ہے۔“ اور اس میں شبہہ نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو، بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دینا بلا شبہہ حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے ایسا کہ جو اس کی توہین پر واقف ہو کر توہین کرنے والوں کو کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفا، اس کی شروح، درر، غرر، در مختار وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ دیوبندی چوں کہ اشرف علی تھانوی وغیرہ گستاخانِ رسول کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں، اس لیے ان کا بھی یہی عقیدہ ہوا اس لیے کہ آدمی اسی کو اپنا بزرگ و پیشوا مانتا ہے، جس کے عقیدے پر ہوتا ہے۔ اب مجھے یہ بتانے کی بھی ضرورت نہیں کہ دیوبندیوں سے میل جول، سلام کلام، جائز ہے یا ناجائز۔ ہر ایمان دار اپنے ایمان سے اس کا فیصلہ کر لے۔ صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

”فلا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم.“(۱) نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

جب صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا کتنا سخت حکم ہوگا۔ اس لیے کسی بھی کمیٹی میں کسی دیوبندی کو کسی طرح شامل کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی کمیٹی میں کوئی دیوبندی شریک ہو تو اہل سنت کے سنجیدہ افراد پر لازم ہے کہ پہلے سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اہل سنت کو سمجھائیں بجھائیں کہ وہ دیوبندیوں کو کمیٹی سے نکال دیں۔ اگر سمجھانے بجھانے پر نہ مانیں تو اہل سنت اس کمیٹی کا بائیکاٹ کریں۔ امیکا پور کے سنی مسلمانوں پر حیرت ہے، وہاں اہل سنت کی غالب اکثریت ہے، چند گنے چنے دیوبندی ہیں، وہاں کوئی ایسی ضرورت نہیں کہ سنی مسلمان کسی کمیٹی میں کسی دیوبندی کو شریک کریں۔ سنی مسلمان خالص اپنی کمیٹی بنا کر بڑے سے بڑا کام انجام دے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.

دیوبندیوں کے ساتھ کھانا کیوں ممنوع ہے؟

مسئولہ: عبد الرحیم اشرفی محلہ نانکواڑی، پوسٹ تعلقہ قلم نوری، ضلع پربھنی، مہاراشٹر – ۲۴؍ مارچ ۱۹۸۷ء

مسئلہ - بخدمت شریف حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اصل مقصد تحریر یہ ہے کہ ہمارے مقام تعلقہ قلم نوری میں اللہ کے فضل و کرم سے سو فیصدی لوگ جماعت اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں اور عقائد باطلہ دیوبندیہ سے سخت پرہیز کرتے ہوئے ان کا ہمیشہ رد کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت اس بات سے ہوتا ہے کہ قلم نوری میں آج تک ایک بھی تبلیغی جماعت یا کسی دوسری جماعت کا دورہ نہیں ہوا۔ جلسے پروگرام تقریریں صرف مسلک اعلیٰ حضرت ہی کے ہوتے ہیں، لیکن ہمارے ہی موضع میں چند مکان ایسے ہیں جو عقائد دیوبندیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کے پاس شادی بیاہ کے پروگرام کے موقع پر وہ لوگ سبھی کو عام طریقے سے دعوتیں دیتے ہیں، جس میں ہمارے لوگ جاتے ہیں اور ان کے یہاں کھانا کھاتے ہیں، لیکن عقائد دیوبندیہ پر علمائے اہل سنت و اعلیٰ حضرت کے کفر کے فتوے جب بندۂ ناچیز کی نظر سے گزرے تو میں نے لوگوں سے کہا کہ بھائی اس کے گھر کا کھانا بھی ہمارے لیے حرام ہو سکتا ہے۔ تو لوگ اس پر برہم ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ کس کتاب میں ہے کہ دعوت کو ٹھکرا دینا چاہیے۔ اور جب ہم کافر کے یہاں کھاتے ہیں تو دیوبندی کے گھر کیوں نہیں کھا سکتے۔ اس طرح کے مختلف سوالات ان لوگوں نے کر ڈالے اور میرے لیے ایک بہت بڑا مسئلہ کھڑا کر دیا، کیوں کہ میں اپنی کم علمی کے باعث ان کا جواب نہ دے سکا۔ میں نے کہا، بھائی میں اپنے قائدین سے اس کے بارے میں پوچھ کر آپ حضرات کو مطمئن کر دوں گا وہ لوگ مان گئے اور کہا کہ اگر ہمیں تشفی بخش جواب ملا تو ہم دیوبندیوں کے گھر کھانا نہیں کھائیں گے۔

اس لیے آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ تسلی بخش فتویٰ تحریر فرما کر کرم فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے حقہ اس بارے میں کہ دیوبندیوں کے یہاں کھانا کھانا، ان سے دوستی رکھنا، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، یا ان سے رشتے داری وغیرہ کرنا کیسا ہے۔ اس کا مدلل جواب تحریر فرما کر بندہ کی ہمت افزائی فرمائیے تاکہ ناچیز ان کا منہ توڑ جواب دے سکے۔

الجواب

دیوبندیوں نے شان الوہیت و رسالت میں گستاخیاں کی ہیں جس کی وجہ سے صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ہی نے نہیں بلکہ تمام علمائے اہل سنت عرب و عجم، حل و حرم ہند و سندھ نے ان کے بارے میں فتویٰ دیا کہ دیوبندی کافر و مرتد ہیں۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں۔

مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا: ”خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے یہ مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر آپ کے زمانہ یا اس کے بعد بھی کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہیں آئے گا، آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

براہین قاطعہ میں ہے جس کے مصنف خلیل احمد انبیٹھی ہیں اور مصدق رشید احمد گنگوہی: ”شیطان اور ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے، جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

حفظ الایمان میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا: ”حضور اقدس ﷺ کے جیسا علم غیب تو ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“

اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرے وہ کافر ہے۔ شفا اور اس کی شرح، ملا علی قاری اور شامی میں ہے:

واللفظ للآخر ”أجمع المسلمون على أن شاتم النبي صلى الله عليه وسلم كافر من شك في كفره وعذابه كفر.“[1]

اور گستاخ رسول سے میل جول، سلام، کلام، نشست و برخاست، ان کے ساتھ کھانا، یا ان کے یہاں کھانا حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

”فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔“[2]

اس کے تحت تفسیرات احمدیہ میں ہے:

”و ان القوم الظلمين يعم الكافر والفاسق والمبتدع.“[3]

حدیث میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی گستاخی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

”ان الله اختارني واختارلي أصحابا و أصهاراً وسياتي قوم يسبونهم و ينقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم.“[1] رواه عقيلي و ابن حبان عن انس رضي الله عنه

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لیے اصحاب و سسرالی رشتہ دار چن لیے، عن قریب ایک قوم آئے گی جو انھیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا اور نہ شادی بیاہ کرنا۔

(۱) شامی، ج:۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، فی حکم ساب الانبیاء، ص:۳۷۰
(۲) قرآن مجید، سورة الانعام، پ:۷، آیت:۶۸
(۳) تفسیرات احمدیه، ص:۲۵۵، اشرفی بک ڈپو.

اس لیے دیوبندیوں کی کسی تقریب میں جانا، یا ان کو اپنے یہاں بلانا، یا ان کے ساتھ کھانا پینا ناجائز و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اشرف علی تھانوی کے ماننے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟

مسئولہ: عنایت کریم مقام ڈاک خانہ ستبروا، ضلع پلاموں، بہار

مسئلہ - ہماری بستی نیز اطراف کی کل بستیوں کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے لیکن ہماری بستی کے زید، بکر عمرو ان تینوں آدمی کا عقیدہ بالکل خراب ہے یہ لوگ مولوی اشرف علی تھانوی پر ہمارے کل علمائے دین اہل سنت و جماعت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور لکھ دیا کہ جو ان کی کفری عقائد سے آگاہ ہو کر ان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ اس لیے میں آپ لوگوں کو سمجھاتا ہوں اس مولوی یعنی اشرف علی تھانوی کا جو عقیدہ ہے اس کو چھوڑ دو اور اس مولوی سے قطع تعلق کر لو لیکن ان لوگوں نے ہماری ایک بات نہ سنی نہ مانی اب میں مجبور ہو گیا تب میں جمعہ کے دن مسجد کے اندر عام مجمع میں حسام الحرمین میں لکھی ہوئی کلام پاک کی آیت اور اس کا ترجمہ پڑھ پڑھ کر سنایا اور یہ بھی سنایا کہ ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ جو میں نے پڑھ کر سنایا ”جو آدمی مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے اور اس کی جورو نکاح سے نکل گئی۔“ یہ سب حسام الحرمین شریف سے پڑھ کر سنایا اس کے بعد میں نے کہا کہ برادران اسلام آپ حضرات سے کوئی سوال نہیں ہے صرف زید، عمر، بکر ان تینوں سے سوال ہے کہ ان لوگوں کو اگر اپنا ایمان پیارا ہے تو کہیں کہ مولوی اشرف علی تھانوی کافر ہے، بولیے کیا کہتے ہیں؟ ان تینوں نے صاف صاف کہا کہ ہم کافر نہیں کہیں گے، اور ان کو مقدس عالم سمجھتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان زید، عمرو، بکر کو مسلمان کہیں یا کافر ان لوگوں سے اسلامی رابطہ رکھیں یا نہیں؟ ان لوگوں سے بولنا، سلام کلام کرنا شادی بیاہ میں شریک کریں یا نہیں؟ اور مسلمانوں کی جماعت سے ان لوگوں کو علاحدہ کریں یا نہیں۔ ان سب باتوں کو شریعت کی رو سے کیا حکم ہے؟ ان تینوں، زید، عمرو، بکر کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ صاف صاف تحریر کرنے کی زحمت گوارا فرما کر جواب سے جلد مطلع فرمائیں گے۔ شکر گزار ہوں گا۔

الجواب

جب ان تینوں یعنی زید، عمرو و بکر کو تھانوی کے وہ عبارت بھی دکھائی گئی جس میں اس نے حضور اقدس

(۱) المستدرک للحاکم، ص:۶۳۲، ج:۳

ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس حتیٰ کہ بچوں اور پاگلوں چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے اور حسام الحرمین کے فتاویٰ بھی سنا دیے گئے پھر بھی یہ زید، عمرو، بکر تھانوی کو اپنا مقتدا و پیشوا مانتے ہیں تو بلا شبہہ یہ تینوں کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں۔ شفا شریف اور شامی وغیرہ میں ہے:

"أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر." (۱)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں اس کے عذاب کے مستحق ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

وجہ یہ ہے کہ جو گستاخ رسول کو پیشوا مانتا ہے وہ رسول اللہ کی گستاخی کو حق سمجھتا ہے اور اس طرح وہ بھی گستاخ رسول ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"انکم اذاً مّثلھم۔" (۲) تم بھی اب انھیں جیسے ہو گئے۔

اور جب یہ تینوں کافر مرتد ہیں تو ان سے میل جول، سلام کلام، شادی بیاہ، کھانا پینا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

"ان الله اختارني واختارلي أصحابا و أصهاراً وسياتي قوم يسبونهم و ينقصونهم فلا تجالسوهم ولاتشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم." (۳)

اور اللہ نے مجھے چن لیا اور میرے لیے اصحاب و سسرالی رشتہ دار چن لیے عنقریب ایک قوم آئے گی جو انھیں برا کہے گی ان کی شان گھٹائے گی تم لوگ نہ ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا، نہ ان سے شادی بیاہ کرنا، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

قرآن کریم میں ہے:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ" (۴) یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"وان القوم الظّلمين يعم الكافر ظالم قوم کافر فاسق بدمذہب سب کو شامل

(۱) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد، باب المرتد في حكم ساب الأنبياء.
(۲) قرآن مجید، سورۃ النساء، آیت:۱۴۰.
(۳) المستدرك للحاكم،ص:۶۳۲،ج:۳
(۴) قرآن مجید، سورۃ الانعام، آیت: ۶۸، پ:۷.

والفاسق والمبتدع." (۱) ہے۔

والله تعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.

دیوبندیوں کے عقائد کی تشہیر علما پر فرض ہے

مسئولہ: عطا کریم

مسئلہ - آج کل ہمارے یہاں دیوبندی عقائد کے لوگ اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی شادی صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے گھر میں کرتے ہیں، مقامی علما اس شادی کو دیوبندیوں کی خاموش تبلیغ قرار دے کر اس کو روک تھام کے لیے بہت زور دے رہے ہیں، علما کا کہنا ہے کہ ایک جماعت بنا کر دیوبندیوں کے عقائد کفریہ کے متعلق عوام کو آگاہ کرو۔ ساتھ ہی ساتھ دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر مرتد ہیں۔ عوام کے ذہن میں یہ بات ڈال کر ان مسلمانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرنے کی تاکید کرو۔ اگر ابھی سے اس کی روک تھام کے لیے کوشش نہ کروگے تو دیوبندی تمھاری رگوں میں گھس کر ایمان کو چرا لیں گے۔ اس پر ایک شخص نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ یہ طریقہ بالکل غلط ہے کیوں کہ جو صحیح العقیدہ سنی مسلمان دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع نہ ہو کر انھیں مسلمان سمجھتا ہے تو وہ مسلمان ہے اگر عوام کو دیوبندیوں کے عقائد کفریہ کے متعلق آگاہ کر دیا گیا اس کے بعد اگر پھر انھیں سے کوئی دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اب تک جتنے مسلمان دیوبندیوں سے رشتہ داری کر چکے ہیں۔ ان کا دیوبندیوں کو کافر سمجھنا مشکل ہے، اگر اسی بات پر بحث کروگے تو جھگڑے کے سوا کوئی انجام ممکن نہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس حالت میں دیوبندیوں کے عقائد کفریہ کے متعلق عوام کو آگاہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

ایسی صورت میں علما پر فرض ہے کہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کریں۔ یہ مسئلہ لوگوں کو بتائیں کہ دیوبندی کافر و مرتد ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کرنا حرام و گناہ ہے۔ حدیث میں ہے رافضیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"لاتنا كحوهم." (۲) ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔

ورنہ بالکل یہ خطرہ ہے کہ دیوبندی اپنی بیٹیاں سنی لڑکوں کو دے دے کر لوگوں کے عقائد خراب کر دیں

(۱) تفسیرات احمدیہ، ص:۲۵۵، اشرفی بک ڈپو.
(۲) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.

گے۔ آج اس اشاعت سے اگر دس بیس دیوبندی ہوجانے کا خطرہ ہے تو کل اس کا خطرہ ہے کہ ہزاروں سنی ہاتھ سے نکل جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دینی کاموں میں رخنہ ڈالنے والوں کا بائیکاٹ

مسئولہ: محمد سمیع اللہ انصاری، سیدواڑہ، قصبہ سادات، ضلع غازی پور (یو۔پی۔)-۱۷؍صفر المظفر ۱۴۰۲ھ

مسئلہ-علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ہے جو مولوی نہیں ہے، نہ حافظ ہے، ناظرہ وغیرہ کی تعلیم ہے اور وہ شخص بنارس میں مطلع العلوم میں پڑھاتا ہے اور اپنے کو مولوی اور اپنا نام لکھ کر عفی عنہ لکھتا ہے۔ وہ آدمی یہ چاہتا ہے کہ قصبہ میں پھوٹ رہے۔ ہمارے قصبہ میں دین کا کوئی مدرسہ نہیں تھا، نہ اس کی عمارت تھی، ایک انجمن قائم کرکے چرم قربانی کا پیسہ اکٹھا کرکے بذریعہ حیلہ لگانا چاہتے تھے۔ اس نے قصبہ میں بغاوت پیدا کی۔ یہاں دین کا مدرسہ میں رخنہ پڑے اور آپس میں نفاق پڑے اور اس کی بنا پر امید ہے کہ دینی تعلیم کا کام بند ہوجائے تو ایسے شخص کے بارے میں علماے دین کیا فرماتے ہیں؟

الجواب

مطلع العلوم دیوبندیوں کا مدرسہ ہے۔ یہ مولوی یہاں پڑھاتا ہے تو ضرور یہ بھی دیوبندی ہی ہوگا اور دیوبندیوں کا کام فساد مچانا، دینی کاموں میں رخنہ ڈالنا ہی ہے۔ اگر یہ شخص دیوبندی نہ بھی ہو، سنی ہی ہو جب بھی یہ فسادی ہے۔ دین کے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے، مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا ہے۔ بلاشبہ یہ شخص مفسد و فتین ہے۔ اس شخص سے میل جول، سلام و کلام بند کر دیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے:

"الفتنة اشد من القتل."[۱] فتنہ و فساد قتل سے بھی سخت ہے۔

اور حدیث میں فرمایا گیا:

"إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."[۲] ان کو اپنے سے دور رکھو، وہ کہیں تم کو گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) قرآن مجید، سورة البقرة،آیت:۱۹۱.
(۲) مسلم شریف، ج:۱،ص:۱۰، مقدمه.

دیوبندی کو فقیہ کہنا

مسئولہ: عبد الباری مقصود پوری، جامعہ قادریہ مقصود پور، پوسٹ اورئی، ضلع مظفر پور، بہار-۶؍رجب ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ کافر و مرتد بددین وہابی دیوبندی مولویان جن کے کفر و ارتداد پر علما و مشائخ رضوان اللہ علیہم نے حسام الحرمین میں حکم دیا اور مشککین کے لیے فرمایا: "من شك في كفره و عذابه فقد كفر." اس بنا پر ان مرتدین کو فقیہ کہنا اور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ کے معاصرین فقہا میں شمار کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

کسی کافر مرتد کو فقیہ نہیں کہنا چاہیے، لیکن اگر کسی نے کہ، دیا تو اس پر کوئی مواخذہ بھی نہیں، اس لیے کہ فقیہ عرف عام میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو فقہ کے کلیات و جزئیات پر عبور رکھتا ہو اور کتب فقہ کے جزئیات سے احکام معلوم کرنے کی مہارت رکھتا ہو۔ زمخشری معتزلیوں کا امام ہے۔ لیکن علامہ شامی نے رد المحتار میں اس کے بارے میں کہا:

"أن الزمخشري من مشائخ المذهب."[۱] زمخشری مشائخ مذہب سے ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم، ص:۲۱ پر لکھتے ہیں کہ کیا مشائخ مذہب میں معتزلہ نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

جو کہے کہ ہم دیوبندی و سنی دونوں کے پیچھے نماز پڑھیں گے

مسئولہ: اسرار الحق رضوی قادری، بٹوا، مقام پوسٹ کریمن ڈیہ، ضلع پلاموں (بہار)-۴؍رجب ۱۴۰۱ھ

مسئلہ-زید کا کہنا ہے کہ جان بوجھ کر دیوبندی وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے سے اسلام کے دائرہ سے خارج ہوجاتا ہے اور ایمان چلا جاتا ہے۔ بکر کا کہنا ہے کہ ہم دیوبندی اور سنی دونوں عقیدے کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اور بکر سنی عقیدے کی امامت کرتا ہے، لہٰذا اس کے بارے میں آپ صحیح مسئلہ بتائیں، کیوں کہ گاؤں میں اختلاف پیدا ہوگیا ہے اور بریلی عقیدے کے آدمیوں نے بکر کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا ہے اور مسجد چھوڑ دیا ہے۔ زید حق پر ہے یا بکر، ہم نے مسجد چھوڑ دیا ہے، کیوں کہ امامت کرنے والے نے کہا کہ ہمارے لیے سب برابر ہیں، کیا ہم حق پر ہیں، اس کا جواب دیں۔

(۱) رد المحتار،ج:٤،ص:١٠٥، كتاب النكاح، فصل في المحرمات، مطبع زكريا، ديو بند.

الجواب

دیوبندی شانِ الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی، جو کسی دیوبندی کو یہ عقیدہ رکھ کر کہ یہ مسلمان لائق امامت ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھے گا تو دیوبندی کو مسلمان جاننے کی وجہ سے خود کافر و مرتد ہو جائے گا۔ اس لیے کہ گستاخِ رسول کا یہ حکم ہے کہ جو ان گستاخانِ رسول کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے۔ علما کا متفقہ فتویٰ ان کے بارے میں یہ ہے:

"من شك في كفره وعذابه فقد كفر."[1] — کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر۔

بکر جس نے کہا کہ دیوبندی اور بریلوی دونوں عقیدے والوں کے پیچھے نماز پڑھیں گے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہمارے لیے سب برابر ہے۔ اس کے پیچھے بھی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ مسلمان و کافر یعنی سنی و دیوبندی دونوں کو برابر کہہ کر یہ خود کافر ہو گیا۔ سب سنی مسلمانوں پر لازم کہ حتی الوسع پوری کوشش کریں کہ بکر کو امامت سے علاحدہ کر دیں اور اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو اپنی نماز علاحدہ پڑھیں، اسی مسجد میں اپنی دوسری جماعت کریں۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

کیا دیوبندی و سنی کے درمیان عقائد میں اختلاف ہے اور مسائل میں اتحاد ہے؟

مسئولہ: امیر الحسن، دار العلوم مخدومیہ، ردولی، ضلع بارہ بنکی (یو۔پی۔)-۲۳، صفر ۱۴۱۰ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ وہابی اور سنی میں صرف عقائد کا فرق ہے، مسائل و احادیث میں دونوں کا خیال ایک ہے۔ اگرچہ عمل ان کا اس کے خلاف ہے۔

الجواب

سبحان اللہ زید کے ایمان کا کیا حال ہے۔ عقائد کے اختلاف کو شیر مادر کی طرح بیان کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ صرف عقائد کا اختلاف ہے گویا زید کے نزدیک عقائد کے اختلاف کی کوئی اہمیت نہیں۔ زید کو بتا دیجیے کہ عقائد ہی مدار کفر و ایمان ہیں اور عقائد کے اختلاف کی وجہ سے سارے وہابی دیوبندی کافر و مرتد ہیں، اور جب وہ کافر و مرتد ہیں تو ان کے بتائے ہوئے مسائل کا کیا اعتبار۔ زید کا یہ کہنا کہ مسائل و احادیث میں دونوں کا خیال ایک

(۱) در مختار، ج:٦، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد باب المرتد. مطبع زکریا، دیو بند.

ہے، یہ بھی زید نے غلط کہا۔ یا تو اسے وہابی مذہب کی تفصیل نہیں معلوم، یا پھر وہ وہابیوں کی محبت میں ان کی پردہ پوشی کر رہا ہے۔ وہابیوں کی دو قسمیں ہیں، غیر مقلد اور دیوبندی۔ غیر مقلدین اور اہل سنت کے مابین ہزاروں مسائل میں شدید اختلافات ہیں، وہ وہابیت کا مطالعہ کرے، پھر غیر مقلدین کی کتابوں کا تو اسے معلوم ہوگا۔ تفصیل کے لیے دفتر درکار ہے۔ اسی طرح دیوبندیوں نے نئے عقیدوں کے ساتھ ساتھ سیکڑوں نئے مسائل گڑھے ہیں۔ ہمارا ان کا سیکڑوں فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔ مثلاً دیوبندیوں کے یہاں کوا کھانا ثواب کا کام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ عبادت ہے، ہمارے یہاں حرام و گناہ۔ دیوبندیوں کے یہاں بکرے کا خصیہ کھانا حلال، ہمارے یہاں حرام۔ دیوبندیوں کے یہاں منی آرڈر سے روپیہ بھیجنا حرام ہمارے یہاں جائز۔ دیوبندیوں کے یہاں اذان کے بعد دعا مانگنا حرام اور ہمارے یہاں سنت۔ دیوبندیوں کے یہاں "السلام عليك ايها النبي" التحیات میں نماز کے اندر پڑھنا شرک اور ہمارے یہاں واجب۔ دیوبندیوں کے یہاں جماعت ثانیہ حرام و گناہ ہمارے یہاں بہتر اور افضل، دیوبندیوں کے یہاں قربانی کا گوشت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضیافت ہے اللہ و رسول کے دشمن منکرین کو دینا جائز، ہمارے یہاں حرام، وغیرہ ذٰلک۔ اس کی تفصیل کے لیے سیکڑوں صفحات چاہئیں جس کی مجھے فرصت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدمذہب سے بدلہ لینا کیسا ہے؟

مسئولہ: سگ بارگاہ رضویہ نواب علی خان رضوی، ضلع چورو، راجستھان

مسئلہ- مذاہب باطلہ مثلاً دیوبندیہ وہابیہ و نیز گستاخِ رسول سے کہاں تک بدلہ لے سکتے ہیں، ان سے از روئے شرع کہاں تک لڑا جا سکتا ہے۔ زید گستاخِ رسول کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ زید کا یہ جذبہ کہاں تک روا ہے؟

الجواب

مسلمانوں پر اپنی جان، اپنی عزت و آبرو کی حفاظت فرض ہے۔ اگر مسلمان ان سے اس طرح بدلہ لے گا جو قانون کے خلاف ہو تو ان کی عزت آبرو محفوظ نہ رہے گی۔ اس لیے اتنی حد تک ان سے بدلہ لے سکتا ہے جس میں یہ قانوناً ماخوذ نہ ہو سکے۔ ان سے سلام کلام بند کر دیں، میل جول ختم کر دیں، مار پیٹ یا قتل جائز نہیں کہ اس سے یہ خود قانونی طور پر مجرم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی مولوی اور فاسق معلن میں کس کو امام بنایا جائے؟

مسئولہ: محمد فصیح الدین نیپالی - ۲؍ جون ۱۹۸۰ء

مسئلہ- زید مفتاح العلوم مئو کا فارغ ہے اور براہین قاطعہ، تحذیر الناس و تقویۃ الایمان پر اعتقاد رکھنے والا ہے اور بکر جو جاہل اور فاسق معلن ہے اور ہر ہفتہ میں صرف جمعہ کی نماز ادا کرتا ہے اور اہل سنت و جماعت کا ہے، ان دونوں میں کس کو امام بنایا جائے۔ فقط والسلام

الجواب

زید بلا شبہہ وہابی دیوبندی ہے اس کو کسی حال میں امام بنانا درست نہیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ قضا کے حکم میں ہے، اس لیے کہ دیوبندی اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنے کی وجہ سے کافر، مرتد ہیں، کافر و مرتد کے پیچھے کسی کی نماز درست نہیں۔ در مختار میں ہے:

"و إن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة يكفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلا."(۱)

ایسی صورت میں اس فاسق معلن کو جو سنی صحیح العقیدہ ہے امام بنایا جائے، ہاں اگر جماعت میں اور کوئی صحیح العقیدہ مسلمان لائق امامت ہو تو اسے فاسق معلن پر ترجیح حاصل ہوگی۔ یہ حکم صرف جمعہ اور عیدین کے لیے ہے۔ پنج وقتہ میں فاسق معلن کو کسی حال میں بھی امام بنانے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی دیوبندی کے مدرسے میں تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟

دیوبندیوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں

مسئولہ: عبد المنعم قادری، مجیبی، نعمت کتب خانہ، مدرسہ گیٹ، بائسی، پورنیہ (بہار)

مسئلہ- هو الفرد المجيب ولى النعمة. کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں:

❶- دیوبندی، وہابی کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنا اہل سنت طلبہ کے لیے کیسا ہے؟

❷- اہل سنت کے مدارس کے لیے دیوبندی وہابی کے ہاں سے چندہ لینا قصداً کیسا ہے؟ نیز دیوبندی کے یہاں نکاح میں لڑکی دینا اور لڑکی کا نکاح میں لانا اہل سنت کے لیے کیسا ہے؟ نیز دیوبندی کے یہاں کھانا پینا، سلام کرنا، ملازمت کرنا، تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھنا بغرض شرعی کیسا ہے؟

(۱) در مختار، ج:۲، ص:۳۰۱، کتاب الصلوٰۃ باب الإمامة. دار الکتب العلمیة، بیروت.

الجواب

❶- دیوبندیوں کے مدارس میں اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے بھیجنا حرام و گناہ ہے۔ ان سے میل جول، سلام کلام حرام حدیث میں ہے:

"فلا تجالسوهم."(۱) بد مذہبوں کے پاس نہ اٹھو بیٹھو۔

اور ظاہر ہے کہ تعلیم کے لیے میل جول، سلام کلام لازم، بلکہ استاذ کی تعظیم و تکریم ضروری۔ گستاخ رسول کی تعظیم و تکریم حرام و گناہ پھر بچے کے گمراہ ہونے کا شدید خطرہ، جیسا کہ تجربہ ہو چکا ہے۔ دیوبندیوں سے چندہ مانگنا حرام۔ حدیث میں ہے:

"إنا لا نستعين بمشرك."(۲)

اور اگر بغیر مانگے وہ خود کچھ دے دیں تو مال موذی نصیب غازی سمجھ کر لینا جائز۔ دیوبندی کو لڑکی دینا بھی حرام اور دیوبندی کی لڑکی لانا بھی حرام۔ حدیث میں ہے فرمایا:

"ولا تناكحوهم."(۳) ان سے شادی بیاہ نہ کرو۔

علاوہ ازیں دیوبندی مرد ہو یا عورت شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے والوں کو امام و پیشوا بنانے کی وجہ سے مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح دنیا میں کسی سے صحیح نہیں، در مختار میں ہی:-

"لا يصلح ان ينكح مرتد او مرتدة احداً من الناس مطلقاً."(۴)

کتنے سنی وہابی کی لڑکی لائے کہ اسے سنی بنالیں گے، لیکن بیوی کی محبت میں خود وہابی ہو گئے۔ العروج بالفروج مشہور ہے دیوبندیوں کی عادت ہے کہ وہ بطور رشوت سنی لڑکوں کو زبردستی لڑکیاں دیتے ہیں تا کہ لڑکی کے جال میں پھنس کر لڑکا دیوبندی ہو جائے۔ سنیوں کو دیوبندیوں کی چال میں نہیں آنا چاہیے۔ دیوبندیوں کے ساتھ کھانا پینا ناجائز و حرام ہے۔

دیوبندی شاعر کو اسٹیج پر بیٹھانا گناہ ہے

مسئولہ: نور احمد خان راجا یونانی دار الشفاء، سنہری مسجد کے نیچے، پیلی بھیت

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں مفتیان اہل سنت مسئلہ ذیل میں زید نے ایک مشاعرہ کرایا، جس میں ایک

(۱) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣.
(۲) سنن ابن ماجه ص:٢٠٣، باب الاستعانة بالمشركين (اشرفی)
(۳) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣.
(۴) در مختار، ج:٤، ص:٣٧٦، كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، دار الكتب العلمية.

دیوبندی شاعر کو بھی مدعو کیا اور اس کا نام اشتہار مطبوع میں شعرائے کرام کی سرخی کے نیچے درج کیا اور اس شاعر کے نام کے ساتھ بھی دیوبندی لکھ کر اشتہار میں چھاپا، پھر مسلمانانِ اہل سنت نیچے بیٹھے اور اس دیوبندی شاعر کو تخت پر بٹھایا۔ لہٰذا زید کے بارے میں کیا حکم شرع ہے، اور ایسے مشاعرے میں جو حضرات یہ جانتے ہوئے کہ دیوبندی شاعر بھی مدعو ہے اور وہ تخت پر بیٹھے گا شریک مشاعرہ ہوئے اور نیچے فرش پر بیٹھے اور وہ دیوبندی شاعر تخت پر بیٹھا۔ ان پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے۔ زید پر جب عمرو نے اعتراض کیا تو زید نے کہا کہ میں پختہ رضوی ہوں تو کیا دیوبندی کو مدعو کرنے والا مذکورہ بالا امور کے ارتکاب کے بعد بھی زید کا دعوی سنیت و رضویت صحیح ہے اور اس کی سنیت و رضویت میں کیا کوئی فرق نہیں آیا؟ زید کے ساتھ مسلمانانِ اہل سنت کو کیا برتاؤ اور عمل کرنا چاہیے؟

الجواب

زید اور اس مشاعرہ کے تمام منتظمین اور تمام شرکا فاسق معلن ہوئے، ایک دیوبندی مرتد کو اسٹیج پر لاکر کے اعزاز کے ساتھ بیٹھانا تو بہت بڑی بات ہے، اس کو اپنی مجلس میں جوتوں کے پاس بھی بیٹھنے دینا جائز نہیں، کوئی اگر زید کے باپ کو گالی دے تو زید کبھی بھی اس شخص کو اپنے گھر میں نہیں آنے دے گا، نہ اس سے بات کرنا پسند کرے گا۔ پھر ایک گستاخ رسول کو کیسے مدعو کیا، کیسے اسٹیج پر بیٹھایا۔ یہ ضعف ایمان کی علامت ہے مگر اس گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے سنیت سے خارج نہ ہوا، حدیث میں صحابہ کرام کی تنقیص کرنے والوں کے بارے میں وارد ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم."[1] "رواه عقيلي و ابن حبان عن انس رضى الله تعالىٰ عنه"

نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

تو گستاخ رسول کا کتنا حکم سخت ہوگا۔ زید پر فرض ہے کہ علانیہ اس سے توبہ کرے اور اگر توبہ نہ کرے تو مسلمانانِ اہل سنت اس سے میل جول، سلام کلام بند کردیں۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"و إن القوم الظالمين يعم الكافر والفاسق والمبتدع والقعود مع كل منهم ممتنع."[2] والله تعالىٰ اعلم.

(۱) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣، والسنة لابن عاصم، ص:٤٨٣، ج:٢

(۲) تفسيرات احمديه، ص:٢٥٥، زير آيت فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين. اشرفی بک ڈپو

جو سنی دیوبندی ہو جائے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئولہ: شبیر احمد، نوادہ، پلاموں بہار

مسئلہ -زید سنی تھا اب اس کا عقیدہ بدل گیا، اور اپنی دو لڑکی کی شادی دیوبندی کے یہاں کر دیا۔ اب آپ بتائیں ایسے شخص کے ساتھ میل ملاپ، کھانا پینا، کیسا ہے؟ بیان فرمائیں۔

الجواب

اگر یہ صحیح ہے کہ زید اب دیوبندی ہو گیا تو بلا شبہہ وہ کافر مرتد ہے۔ اس سے میل جول، سلام کلام ممنوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علما کے سمجھانے کے بعد بھی دیوبندیوں کی تکفیر نہ کرنے والے کا حکم

مسئولہ: عبد الحکیم نوری، مقام و پوسٹ برڈیہہ، ضلع گڑھوا، بہار-۵، ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ

مسئلہ -دیوبندی وہابی مسلمان ہیں یا نہیں، اگر کوئی شخص علما کے سمجھانے کے بعد بھی دیوبندی وہابی کو مسلمان سمجھے تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب

وہابی دیوبندی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کی توہین کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں جو شخص ان کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوا اور سمجھانے بجھانے کے باوجود انھیں کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ تفصیل کے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس قول میں سو احتمالات ہوں، ننانوے کفر کے ایک اسلام کا تو جب تک قائل کی نیت معلوم نہ ہو کف لسان کریں گے۔

دیوبندیوں کی عبارتیں کفری معنی میں متعین ہیں۔

مسئولہ: محمد مطیع الرحمن، مقام و پوسٹ گوپال پور، ضلع سمستی پور، بہار-۲۳، محرم ۱۴۱۳ھ

مسئلہ -دیوبندی وہابی کے جن علما پر کفری عبارت لکھنے کی وجہ سے فتویٰ کفر ہے تو اس سلسلے میں زید کہتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے کچھ علما اس کی تکفیر پر سکوت کرتے ہیں، اس لیے کہ ننانوے گوشہ کفر کا ہو اور ایک گوشہ بھی ایمان کا ہو تو اس کو کافر کہنا درست نہیں۔ آیا زید کا قول درست ہے یا نہیں؟

الجواب

زید سراسر غلط کہہ رہا ہے، سنی علما نے ان چاروں گستاخان رسول کے بارے میں سکوت نہیں کیا ہے علماے اہل سنت سب متفقہ طور پر یہی فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ چاروں کے چاروں افراد کافر و مرتد ہیں۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ اگر کسی کے قول میں سو احتمالات ہوں ننانوے احتمالات کفر کے اور ایک اسلام کا اور قائل کی نیت معلوم نہ ہو تو اسے کافر کہنے سے کف لسان کیا جائے گا لیکن یہ قاعدہ ان چاروں کو مفید نہیں۔ ان چاروں کی چاروں عبارتیں کفری معنی میں متعین ہیں، ان میں کوئی پہلو ایسا نہیں جو کفر نہ ہو، جو علماے اہل سنت کی کتابوں اور چھپی ہوئی مناظرہ کی رودادوں سے ظاہر ہے اس لیے اس قاعدہ کی آڑ لے کر ان کو کفر سے بچایا نہیں جا سکتا اگر آپ تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو وقعۃ السنان، ادخال السنان، روداد مناظرہ ادری، روداد مناظرہ بریلی اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو دیوبندیوں کو دشمنِ خدا، گستاخ رسول کہے لیکن تکفیر نہ کرے

مسئولہ: محمد مزمل مانڈول کارواری- ۱۱ر ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ- محترمی و مکرمی جناب مفتی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ! کیا فرماتے ہیں علماے دین شرع متین:

زید کہتا ہے کہ دیوبندی، وہابی، تبلیغی اور جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے اور ان کے عقائد کو ماننے والے سب کے سب توہین خدا اور رسول کے سبب خارج از اسلام ہیں۔ وہابیوں، تبلیغیوں کے عقائد باطلہ کے سبب کفر و عذاب میں اور ان کے جہنمی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ انھوں نے خدا پر جھوٹ کا الزام لگایا ہے، یعنی خدا جھوٹ بول سکتا ہے، اور انھوں نے اللہ کے رسول کی بھی بڑی توہین کی ہے ان کے علم غیب سے انکار کرتے ہیں ان کے علم کو گدھوں اور چوپایوں کے علم کے برابر کہتے ہیں اور اسی طرح کے کئی گندے عقیدے رکھتے ہیں، ان سے بات چیت کرنا، سلام کلام اور کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔

مگر بکر کا کہنا ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں کیوں کہ یہ کلمہ، نماز، روزہ، زکاۃ و حج کے پابند ہیں، اس لیے ان پر ہم کفر کا فتویٰ نہیں لگا سکتے، انھیں ہم دشمن خدا، گستاخ رسول، منکر اولیا کہہ سکتے ہیں، مگر کفر کے کلمات ہم ان کے لیے نہیں استعمال کر سکتے ہیں کیوں کہ جب ہم کافر کو کافر نہیں کہہ سکتے تو مسلمان کو کافر کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اور بکر مزید یہ کہتا ہے کہ شیعہ حضرات اور قادیانی فرقے کے لوگ بھی مسلمان ہیں یہ بھی ہماری ہی طرح نماز پڑھتے ہیں، تو ہم کیوں کر انھیں کافر کہہ سکتے ہیں۔

زید کہتا ہے کہ کلمہ، نماز، روزہ، زکاۃ و حج وغیرہ کے علاوہ مسلمان ہونے کے لیے سب سے پہلی شرط

ایمان اور عقیدہ ہے جب ان کا عقیدہ ہی الگ ہے اور ایمان میں کمی ہے تو یہ مکمل مسلمان نہیں ہوئے، اس لیے ان کا کفر ثابت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ بکر زید کو سورۃ کافرون، سورۂ کوثر بتا کر کہتا ہے کہ ان کے ترجمہ کو دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہم کو کسی پر غلط الزام نہیں لگانا چاہیے۔ حضور نے کئی اذیتیں برداشت کی ہیں۔ مگر کبھی کسی کے حق میں بددعا نہیں فرمایا اور کسی کے لیے برے الفاظ استعمال نہیں فرمائے تو ہم کیوں کر ان جماعتوں کو برا بھلا کہہ سکتے ہیں، اگر ان کی کتابوں میں کچھ گستاخانہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں تو تم ان کتابوں کو کیوں پڑھتے ہو؟ اشرف علی تھانوی کے ترجمہ کو کیوں پڑھتے ہو، آپ لوگ ان کے پیچھے کیوں پڑے ہو۔ کیوں ان کے خلاف زہر گھولتے ہو، اپنی امت میں ۷۳ فرقے ہونے کی بشارت حضور پہلے ہی دے چکے ہیں، یہ کون سی نئی بات ہے؟ زید کہتا ہے کہ جب تک ہم ان کے کفری عقائد کو اپنے بچوں کے سامنے بیان نہیں کریں گے تو یہ بچے ان کو کیسے سمجھ سکیں گے؟ ان کی نماز اور لباس کو دیکھ کر ہمارے بچے انھیں مسلمان ہی سمجھیں گے۔ جب تک ہم بچوں کے سامنے ان کا ذکر نہیں کریں گے تو لوگ کیسے ان کے دھوکے سے بچ سکیں گے؟ ان کو کیسے معلوم ہوگا کہ تبلیغ کے پیچھے ان کا کیا راز ہے ان کو کیسے معلوم ہوگا کہ ہمیں بریلوی ترجمہ قرآن خریدنا ہے۔ یا تھانوی ترجمہ جب تک ہم اپنی نسلوں کو یہ نہیں بتائیں گے کہ یہ لوگ کن کن باتوں میں دین کے منکر ہیں تو یہ لوگ کیسے جان سکیں گے ان کی مسجد کون سی ہے اور سنیوں کی مسجد کون سی ہے؟ بکر پھر بھی اپنی ہی بات پر قائم ہے اور بار بار یہی کہتا ہے کہ ہم انھیں کافر نہیں کہہ سکتے، یہ سب ان مولویوں کی غلط بیانی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے ہمیں اپنا دماغ خراب نہیں کرنا ہے۔ بلکہ علماے اہل سنت کے بیان کے خلاف (تبلیغی جماعت) کے یہاں جا کر ان سے میل ملاپ رکھ کر ان کو اصلیت بتا کر ان کو ان کی جماعتوں سے نکال کر اپنی جماعت میں لانے کی کوشش کرنی چاہیے جب کہ زید کہتا ہے کہ جب وہ مسلمان ہی نہیں تو ہم ان سے میل ملاپ کیوں رکھیں؟ کیوں ان کے گھروں کو جائیں، کیوں ان سے تعلقات رکھیں جب کہ صرف خدا کے لیے اور حق کے لیے قطع تعلق کرنا جائز ہے۔ واضح ہو کہ بکر کو اردو آتی نہیں صرف ہندی کی چند کتابیں پڑھ کر اور ان کی باتیں سن کر بکر یہ باتیں بتا رہا ہے جب کہ زید نے اس کو بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، بہار شریعت، قانون شریعت، احکام شریعت، انوار الحدیث، فتاویٰ پاسبان کا حوالہ دیا۔ مگر بکر کا کہنا ہے کہ حدیثوں میں تبدیلی کی گئی ہے۔ میں تو صرف قرآن کی ہی بات کرتا ہوں۔

غور طلب بات یہ ہے کہ زید اور بکر دونوں ہی اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں، دونوں نماز اور روزے کے پابند ہیں، میری آپ سے عاجزانہ گزارش ہے کہ آپ براے مہربانی اس بات کا صحیح جواب، اس مسئلے کا صحیح حل قرآن کی آیت سے دیں چوں کہ زید اور بکر کی یہ گفتگو ایک تیسرے گھر میں ہوئی ہے، اس گفتگو

سے صاحب اہل خانہ کشمکش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ حالاں کہ زید کے پاس مبارک پور اور روناہی (فیض آباد) کے فتاویٰ موجود ہیں کہ دیوبندی، وہابی، تبلیغی اور جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے امام کے پیچھے کسی سنی شخص کی نماز نہیں ہوتی ہے، مگر بکر اپنی ہی بات پر قائم ہے۔

اس لیے مفتی صاحب میری عاجزانہ گزارش ہے کہ برائے مہربانی آپ اس مسئلے کا حل تفصیل سے قرآن کی آیات اور اردو ترجمے سے کریں۔ آیت نمبر کس رکوع میں ہے، اور کون سی سورت ہے صاف صاف لکھیں، اور بخاری شریف کی جس حدیث کا حوالہ دیں گے اس حدیث کی جلد، باب اور صفحہ نمبر خلاصہ وار لکھیں ہمارے یہاں بریلوی ترجمہ قرآن پاک موجود ہے ہم کلام پاک میں دیکھ کر خود بھی تسلی کرلیں گے اور بکر کو بھی بتائیں گے۔

حالاں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ سوال بہت ہی طویل ہو گیا ہے مگر میں نے آپ کو صاف صاف لکھ دینا ہی مناسب سمجھا تاکہ آپ جواب بھی مفصل ہی دیں۔ آپ ایک بہت ہی مصروف شخصیت ہیں۔ لہٰذا میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، آپ کے ایک جواب سے ہی ایک گھر صحیح العقیدہ پر قدم جمالے گا اور اس طرح ان کے دماغ کو سکون اور دل کو اطمینان حاصل ہوگا، اگر جواب کے لیے یہ صفحات خالی نہ ہوں تو آپ مزید صفحات استعمال کریں۔ مجھے امید ہے کہ مفتی صاحب اپنی پہلی فرصت میں ہی مفصل جواب سے نوازیں گے۔ دار العلوم کی مہر اور دستخط کے ساتھ جواب لکھیں۔ عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام۔

الجواب

بکر کو اللہ عزوجل ہدایت دے، اور قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ بکر کو جب یہ تسلیم ہے کہ یہ لوگ دشمن خدا گستاخ رسول ہیں، منکر اولیا ہیں تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر ان کو کس منھ سے مسلمان کہتا ہے، کیا خدا کا دشمن، رسول کا گستاخ بھی مسلمان ہو سکتا ہے؟ قرآن کریم میں رسول کے گستاخوں کے بارے میں ارشاد ہے:

"لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ."[1] بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو گئے مومن ہونے کے بعد۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ رسول کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے۔ اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو، حج کرتا ہو، اس لیے کہ یہ لوگ کلمہ بھی پڑھتے تھے، نماز بھی پڑھتے تھے اور جہاد میں بھی جا رہے تھے۔ مگر جب شانِ اقدس میں گستاخی کی تو کافر ہو گئے۔ اللہ عزوجل نے ان کے کفر کا فتویٰ دیا۔ اب جو بھی قرآن پر سچے دل سے ایمان رکھتا ہوگا، وہ بھی گستاخ رسول کو کافر کہے گا، اور اگر گستاخ رسول کو کافر کہنے سے گریز کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے قرآن پر ایمان نہیں۔ بخاری شریف میں ہے: "کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

(۱) قرآن مجید، پارہ: ۱۰، آیت:٦٦، سورة التوبة

آخر زمانے میں کچھ نو عمر بے وقوف پیدا ہوں گے جو بہترین مخلوق کا قول پڑھیں گے۔ یعنی حدیث ان کا ایمان حلق سے آگے نہیں بڑھے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے کو پار کر جاتا ہے، ان کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ انھیں قتل کرنے میں قیامت کے دن ثواب ملے گا۔"[1]

وہیں اس کے بعد کی حدیث یہ بھی ہے کہ: "تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے آگے تم اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے آگے حقیر جانو گے۔" بکر کو بتائیں کہ قرآن پڑھنے والے حدیث پڑھنے والے اتنے بڑے نمازی اتنے بڑے روزے دار کے بارے میں خود حضور نے یہ فتویٰ دیا کہ یہ دین سے نکل گئے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کافر ہو گئے۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ صرف قرآن پڑھنا، حدیث پڑھنا، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا ہی کافی نہیں قرآن و حدیث پڑھنے کے باوجود نماز روزے کی پابندی کے باوجود کچھ لوگ کافر ہیں۔ ضرور یہ ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے، مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تو فرمایا کہ سوائے ایک فرقے کے سب جہنم میں جائیں گے۔ بکر نے اس کو بشارت کہا یہ بشارت نہیں انذار یعنی ڈرانا ہے، امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے۔

ایسا کافر کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ شفا شریف اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر."[2] مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو نبی کی توہین کرے کافر ہے، ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

وہابی، دیوبندی، تبلیغی قادیانی رافضی یہ سب کے سب بوجوہ کثیرہ کافر و مرتد ہیں۔ ان سے میل جول سلام و کلام منع ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔"[3] یاد آنے کے بعد ظالموں کے پاس مت بیٹھو۔

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے کہ فرمایا کہ بدمذہبوں کو اپنے سے دور رکھو اور ان سے خود بھی دور رہو۔ کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں، فتنے میں نہ ڈال دیں۔[4] اس لیے کسی بدمذہب سے میل جول سلام و کلام جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۱) بخاری شریف، جلد ثانی، ص:۱۰۲٤.
(۲) شامی کتاب الجهاد، باب المرتد، ص:۳۷۰، ج:٦، لبنان
(۳) قرآن مجید، پارہ:۷، آیت: ٦٨، سورہ انعام
(۴) مشكوٰة المصابيح، ص:۲۸، اياكم و اياهم لايضلونكم ولا يفتنونكم.[محمد نسيم مصباحی]

رشید احمد گنگوہی وغیرہ کو اپنا پیشوا ماننے والا مسلمان نہیں

مسئولہ: جملہ مسلمانِ اہل سنت مڑھاں وبھات کول، اعظم گڑھ (یو۔پی۔)-۲۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ-زید جو اپنے کو دیو بندی کہلاتا ہے، اور ان علما کو اپنا پیشوا تسلیم کرتا ہے جن پر علماے عرب وعجم کا کفر کا فتویٰ ہے۔ نیز زید تبلیغیوں کے ساتھ بھی جاتا ہے اور سلام قیام سے اعراض کرتا ہے، لیکن جب اس کے سامنے اس کے علما کے عقائد رکھے جاتے ہیں تو اس کو نہیں مانتا۔ یا اس کی بے جا تاویل کرتا ہے۔ ایسے شخص سے میل جول، شادی بیاہ کرنا، ان کی نماز جنازہ پڑھنا پڑھانا از روئے شرع کیا ہے؟

نوٹ:-ہمارے اطراف میں کچھ ایسے دیو بندی موجود ہیں جو کہ اپنے علما کی کفری عبارتوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے علما کی عبارتیں نہیں ہیں، اور اگر ہیں تو ہم انھیں نہیں مانتے ہیں پھر بھی انھیں اپنا قائد تسلیم کرتے ہیں اور ان کے بتائے ہوئے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی اشرف علی تھانوی نے ضروریات دین کا انکار کیا اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کی جس کی وجہ سے یہ چاروں مسلمان نہ رہے کافر و مرتد ہو گئے، اور کافر کو کافر ماننا فرض ہے۔ کسی کافر کو مسلمان ماننا کفر ہے۔ اسی وجہ سے یہ دونوں گروہ خود کافر ہو گئے۔ پہلے گروہ کا کفر ظاہر ہے کہ وہ ان عبارتوں پر مطلع ہیں جن کی بنا پر یہ چاروں کافر ہو گئے ہیں۔ انھیں یہ بھی تسلیم ہے کہ یہ کفری عبارتیں انھیں مولویوں کی ہیں۔ اس کے باوجود ان کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کو اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں۔ دوسرا گروہ بھی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہے پھر بھی ان چاروں کو کافر نہیں کہتا اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں، یہی اس گروہ کے کافر ہونے کے لیے کافی ہے۔ رہ گیا ان کا یہ بہانہ کہ یہ عبارتیں ان مولویوں کی نہیں، انھیں کچھ نفع نہ دے گا۔ اس لیے کہ یہ قطعی یقینی حتمی ہے اور ہر شبہہ سے بالاتر ہے کہ یہ عبارتیں انھیں کی ہیں۔ اور یہ کہنا کہ ان کی نہیں ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے ان چاروں کا وجود ہی نہ تھا۔ دیو بند اور گنگوہ تھانہ بھون دنیا میں کوئی بستی نہیں۔ جیسے یہ نامعتبر ویسے ہی وہ نامعتبر۔ یہ دونوں گروہ دیو بندی ہی ہیں۔ ان سے میل جول سلام و کلام حرام و گناہ ہے۔ ان کے کفن دفن میں شریک ہونا یا ان کے جنازے کی نماز پڑھنا حرام و گناہ منجر الی الکفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیو بندیوں کے کفریات بتانا انتشار پیدا کرنا نہیں

مسئولہ: مولوی محمد رمضان، دولت آباد، محمد آباد، غازی پور (یو۔پی۔)-۱۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ-زید اپنے کو عالم اور فاضل کہتے ہیں، نیز مسجد میں امام بھی مقرر ہیں۔ ہمارے گاؤں میں چھوٹے بچوں کو ناظرہ کی تعلیم دیتے ہیں، اکثر وہ یہ کہا کرتے ہیں کہ دیو بندی کو مسلمان کہنا گناہ ہے، کچھ لوگوں کو یہ بات بری لگی کہ ایسی بے بنیاد باتوں سے تفریق بین المسلمین کا فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ جماعت میں انتشار پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ چناں چہ مذکورہ عالم صاحب سے پوچھا گیا تو وہ حدیث کا حوالہ پیش کرتے ہیں ان سے کہا گیا کہ آپ کتاب پیش کریں تو فرماتے ہیں کتاب میرے پاس نہیں ہے۔ لہذا ایسی صورت میں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں، اور کیا واقعی دیو بندی فرقہ کے لوگ مسلمان نہیں ہے؟

الجواب

واقعی دیو بندی مذہب والے مسلمان نہیں، دیو بندی مذہب کے بزرگوں نے حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں کی ہیں۔ مثلاً دیو بندی مذہب کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب حفظ الایمان ص:۷ پر لکھا: "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علومِ غیبیہ ہیں یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب (جیسا کہ حضور کو حاصل ہے) ہر زید و عمرو بکر (ہر کس و ناکس) ہر صبی و مجنون (ہر بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔" اس عبارت میں تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس حتی کہ بچوں اور پاگلوں، جانوروں چوپایوں کے علم ناپاک کے ساتھ تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا، دونوں صورتوں میں اس میں حضور اقدس ﷺ کی شدید توہین ہے جو کسی سے مخفی نہیں، اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرنے والا بدترین کافر ہے۔ ایسا کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار میں ہے:

"من شك فى كفره و عذابه فقد كفر."[1]	گستاخِ رسول کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

دیو بندیوں کے ایسے بہت سے کفریات ہیں۔ ہم نے نمونے کے طور پر صرف ایک پیش کیا ہے، آج کل

(۱) در مختار کتاب الجهاد/ باب المرتد، ص:۳۷۰، ج.٦ دارالكتب العلمية، لبنان

کے دیوبندی تھانوی صاحب وغیرہ گستاخان رسول کی گستاخیوں پر مطلع ہو کر ان کو اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں اس لیے وہ بھی کافر ہیں، ہر انسان بزرگ اسی کو مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے۔ آپ مزید تفصیل چاہتے ہوں تو کتاب ''دیوبندیوں کے اعمال و عقائد'' اور ''منصفانہ جائزہ'' کا ضرور بالضرور مطالعہ کریں، اس صورت میں امام صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل حق ہے اور یہ مسلمانوں میں انتشار پھیلانا نہیں چھپ چھپا کر جو مسلمانوں کے دشمن، دسیسہ کار مسلمانوں میں گھسے ہوئے ہیں ان کو مسلمانوں سے الگ کرنا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔''(۱)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر نہیں چھوڑے گا جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کردے خبیث کو طیب سے۔

یہی امام صاحب نے کیا جس پر وہ اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علماے دیوبند کافر ہیں

مسئولہ: منجانب اراکین مسجد کمیٹی کٹیہ گوپال پور، ضلع کٹک، اڑیسہ-۱۸؍ صفر ۱۴۰۸ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ:

❶-علماے دیوبند عقیدۃً وہابی ہیں یا نہیں اور انھیں کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

❷-جو ان دیوبندی علما کو جان بوجھ کر کافر کہنے پر ہچکچاتا ہو، اس کے لیے شرعی حکم کیا ہے، اسے مسلمان کہہ سکتے ہیں؟

❸-جو حضرات مولوی اشرف علی تھانوی کے ترجمہ قرآن کو حق کہتے ہوں کیا ان سے مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ لے سکتے ہیں؟

❹-جو شخص علماے دیوبند کو حق مانتا ہو اور ان کی باتوں کو تسلیم بھی کرتا ہو، کیا اس کا نکاح شریعت محمدی کے مطابق ہے اور اس کی بیوی پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب

❶-❷-علماے دیوبند بلا شبہہ وہابی ہیں، وہ خود اپنے آپ کو وہابی کہتے ہیں اور حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے یہ لوگ کافر و مرتد ہیں۔ علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان کے

(۱) قرآن مجید، پارہ:۴، آیت: ۱۷۹، سورہ آل عمران.

بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے، اور حضور اقدس ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرنے والے کے بارے میں پوری امت کا اجماع ہے کہ وہ کافر ہے۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار، رد المحتار، شفاء امام قاضی عیاض اور اس کی شرح میں تصریح ہے:

''من شك في عذابه و كفره كفر.''(۱)

یہ شخص جو دیوبندی مولویوں کی تکفیر میں تردد کر رہا ہے، یہ اگر ان کے کفریات پر مطلع نہیں تو مطلع کیا جاوے، اس کو سمجھایا جائے، اس کے شبہات دور کیے جائیں، اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ بلا شبہہ یہ بھی کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸-تھانوی کے ترجمہ کلام پاک کو حق وہی کہے گا جو دیوبندی ہوگا۔ وہابی و دیوبندی سے مسجد و مدرسہ یا کسی کام کے لیے چندہ مانگنا جائز نہیں، لیکن اگر وہ بغیر مانگے ہوئے خود دے دے تو مال موذی نصیب غازی سمجھ کر لے لیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹-اگر یہ شخص دیوبندی مولویوں کے کفریات پر مطلع ہو پھر بھی ان کو حق مانتا ہو تو وہ مرتد ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح میں نہیں رہی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنی اور دیوبندیوں کے عقیدے

مسئولہ: شیر علی خان، موضع پڑولی، پوسٹ جھنگٹی ٹھوٹھی باری، ضلع مہراج گنج-۲۲؍ ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-فی زمانہ جو لوگ اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں، اور بریلوی منسوب کرتے ہیں۔ ندائے یا رسول اللہ، یا غوث و یا اعلیٰ حضرت یا خواجہ غریب نواز، کے قائل ہیں علم غیب مصطفیٰ، رسول کے حاضر و ناظر کے قائل اور نیاز و فاتحہ کے قائل ہیں۔ جب کہ تقویۃ الایمان، حفظ الایمان و دیگر کتب سے اس کا بطلان ثابت ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ لوگ بایں عقائد سنی مسلمان ہیں یا نہیں، ان کے ساتھ شادی بیاہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب

مذکورہ بالا عقائد رکھنے والے ہی صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں، اور تقویۃ الایمان، حفظ الایمان کے ماننے والے وہابی، دیوبندی ہرگز ہرگز سنی مسلمان نہیں، بلکہ مسلمان ہی نہیں۔ ان کتابوں میں حضور اقدس ﷺ اور دوسرے انبیاے کرام کی توہین لکھی ہوئی ہے جس پر علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان

(۱) در مختار کتاب الجهاد/ باب المرتد، ص:۳۷۰، ج.٦ دارالكتب العلمية، لبنان

کتابوں کے لکھنے والوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ یہ لوگ کافر مرتد اسلام سے خارج ہیں۔ ایسے کہ ان کے کفریات پر مطلع ہوکر جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل سنت پر افترا پردازی

مسئولہ: محمد عثمان، جمواگریڈیہ، بہار-۲۵ ذوقعدہ ۱۴۰۶ھ

مسئلہ-میرے گاؤں والے علانیہ کہتے ہیں کہ جو بارش کے لیے کربلا میں خصی ذبح نہ کرے گا اور محرم کا تعزیہ مع تمام خرچہ کے حصہ دار نہ ہوگا، وہ یزید ہے، وہ اسلام کے دائرے سے باہر ہے، حسینی نہیں ہے۔ ایک صاحب نے علانیہ کہا کہ جو بارش کے لیے خصی کربلا میں ذبح نہیں کرے گا اور محرم کا تعزیہ اٹھانے میں بدنی اور مالی مدد نہیں دے گا وہ والدین کی جائداد سے محروم کردیا جائے گا، ایک صاحب کہتے ہیں کہ ان مسئلوں کا حل ہم قرآن و حدیث سے نہیں مانیں گے، جھگڑا ہوتا ہے تو کیا نعوذ باللہ قرآن و حدیث جھگڑے کے باعث بنتے ہیں یا سمجھ کا فرق ہے۔ میرے گاؤں میں کچھ مولوی قسم کے لوگ بھی ہیں جو درج بالا عمل شوق سے کرتے ہیں اور شیخ سدو کا بکرا، مرغ کھاتے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟ معاملہ یہ ہے کہ جب پڑھے لکھے لوگ ایسا کرتے ہیں تو جاہل کیوں نہ کریں کیا درج بالا عمل آپ حضرات بھی کرتے ہیں، کیا بزرگان دین نے بھی کیا؟ حضور ﷺ کا بارش کے لیے کیا حکم ہے ان کے بعد صحابۂ رسول نے بھی مذکورہ کوئی عمل کیا، درج بالا کی طرح۔ مذکورہ بالا عمل نہ کرنے پر لوگوں نے ایک شخص کو آزاد کردیا، کیا لوگوں کا آزاد کرنا حق بجانب ہے؟ چند لوگ محفل میلاد کے آخر میں حضور کی پیدائش کا ذکر نہ کیا جائے اور کھڑے ہوکر صلاۃ و سلام نہ پڑھی جائے ذکر رسول کو نا مکمل سمجھتے ہیں جب کہ پورے طور پر قرآن و احادیث نبویہ ہی کا ذکر ہوتا ہے۔ تو کیا اخیر میں ان لوگوں کے مرضی پر چلا جائے؟

الجواب

اہل سنت و جماعت پر افترا ہے کہ میلاد شریف کی محفل میں اخیر میں پیدائش کا ذکر نہ ہو تو نامکمل سمجھتے ہیں، وہابیت کی بنیاد افترا پردازی اور جھوٹ پر ہے وہابیوں کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، اس لیے دیوبندی جھوٹ بولنے کو عبادت سمجھتے ہیں اور وہابیوں کا میلاد شریف کے سلسلے میں یہ اختلاف ہے کہ دیوبندی اس کو جنم اشٹمی کی طرح حرام و گناہ مانتے ہیں۔ ان کے سب سے بڑے مولوی گنگوہی صاحب کا فتویٰ ہے کہ کوئی سا بھی مولود کوئی سا بھی عرس جائز نہیں، اور اہل سنت و جماعت، گنگوہی صاحب کے پیر حاجی امداد

اللہ صاحب مہاجر مکی کے فتوے کے مطابق اس کو جائز و مستحسن باعث خیر و برکت مانتے ہیں۔ رہ گیا تعزیہ داری اور شیخ سدو کا بکرا بکری بحمدہٖ تعالیٰ علمائے اہل سنت بھی ان چیزوں کو ناجائز و حرام کہتے ہیں، آپ نے تعزیہ وغیرہ کے بارے میں بڑا زور لگایا ہے، مگر دیوبندیوں نے جو حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی ہیں ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا کہ حضور کے ایسا علم غیب ہر زید و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ پھر آپ لوگ ایسے گستاخ رسول کو امام و پیشوا کیوں بنائے ہوئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی کیوں کافر ہیں؟

مسئولہ: سراج احمد بسکٹ والے، محلہ منصور گنج، ضلع بہرائچ شریف-

مسئلہ-۱-دیوبندی کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو ان کے کافر ہونے کی دلیل کیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں کہ حضور کو نہیں مانتے ہیں ماننے کا تعلق تو دل سے ہے، جس کو دل سے دشمنی ہو تو وہ نبی کریم کے قول کے اوپر عمل کیسے کرسکتا ہے؟ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکات اگر مان لیجیے کہ دل سے دشمنی ہے تو اس کا پتہ بریلوی کو کیسے چلا جب کہ حدیث میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضور نے ایک لشکر کی طرف بھیجا اور حضرت زید نے ایک آدمی کو قتل کردیا حالاں کہ اس نے کلمہ بھی پڑھ لیا تھا جب اس کا ذکر حضور کے پاس ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس کو کلمہ پڑھنے کے بعد بھی قتل کردیا، تو حضرت زید نے ارشاد فرمایا کہ اس نے تلوار کے خوف سے پڑھا تھا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھ لیا تھا، اور حضور بار بار اس کو کلمہ دہراتے اور مسلم شریف میں اتنا اور بھی ہے کہ اے اسامہ تم قیامت کے دن اس کے لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دوگے؟ اسی طرح قرآن کی اس آیت سے جس کا ترجمہ یہ ہے اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہوجائیں، اور زکاۃ ادا کرنے لگیں تو بے شک ان کے راستے چھوڑ دو، ستاؤ نہیں، اور اس حدیث سے جس کا ترجمہ یہ ہے: کہ حضرت عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں۔ یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہیں دیں کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور نماز پڑھنے لگیں اور زکاۃ دیں جب یہ کرنے لگیں تو مجھ سے اپنا خون بچالیں گے۔ سوائے اسلامی حق کے باقی اندرونی حساب اس کا اللہ کے حوالے ہے، اور بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں آخر کفر کی کیا وجہ ہے؟ تفصیل فرمائیں۔

اور اگر مان لیجیے کہ کافر ہیں تو قرآن میں بھی کافروں پر لعنت کی گئی اور لعنت بھیجنے پر کسی کا اختلاف بھی

نہیں ہے۔ مگر کسی کافر کو اے کافر، اے فاسق، اے مشرک کہنا مکروہ ہے، اگر اس کو گراں ہو۔ جب کہ وہابیوں میں کفر کی کوئی علامت بھی نہیں اور حدیث میں ہے کہ جس کو مسجد میں آتا ہوا دیکھو اس کے ایمان کی گواہی دو، اور امام ابو حنیفہ کا قول بھی ہے کہ جس کے اندر ایک علامت بھی ایمان کی ہو وہ مسلمان ہے نا معلوم کتنی علامت وہابیوں کے اندر پائی جاتی ہے پھر بھی محسن حضرات کافر قرار دیتے ہیں اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جب کسی شخص نے اپنے (مسلمان) بھائی سے کہا اے کافر تو ان دونوں میں سے ایک ایسا ہی ہوگا۔ اب اگر بریلی عالم یا ان کا ماننے والا کسی دیوبندی یا وہابی کو کافر کہے تو کافر کہنے والا کیسا ہے؟ اس کا جواب تفصیل سے لکھیں تاکہ دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہ ہو۔

❷-کیا وجہ ہے کہ جب دیوبندی، بریلوی عالم اور ان کے ماننے والوں سے سلام کرتے ہیں تو اس کا جواب نہیں دیتے جب کہ قرآن مجید میں ہے: ”و اذا حيّيتُم بتحيّة فحيّوا باحسن منها أو ردّوها۔“ اور حضرت علی کی حدیث کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ پسندیدہ حقوق ہیں جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرنا۔ اس میں یہ بھی ہے جب کہ حدیث میں بدعتیوں کی تعظیم سے منع کیا ہے: ”من وقّر صاحب بدعة فقد آعان على هدم الاسلام.“ اس میں سلام کرنا بھی داخل ہے۔ اس لیے کہ سلام سے تقویت ملتی ہے۔ اس کا جواب بھی تفصیل سے درج کریں۔

الجواب

❶-آپ نے بجائے استفتا کے مناظرہ شروع کر دیا، دار الافتا میں مناظرانہ روش اختیار کرنا کہاں تک صحیح ہے اس کو آپ خود سوچیں وہ بھی ایک ایسے مسئلے پے جس پر سیکڑوں کتابیں چھپی ہوئی موجود ہیں۔ دیوبندی بلا شبہہ کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں۔ اس لیے کہ دیوبندی اکابر نے حضور اقدس ﷺ کی توہین کی ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والا باجماع امت کافر ہے۔ امام قاضی عیاض کی شفا اس کی شروح اور شامی میں ہے:

”أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر.“(۱)

مسلمانوں نے اجماع کیا کہ نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔

اور سارے دیوبندی ان گستاخانِ رسول کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں انسان اسی کو اپنا پیشوا مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے اس لیے سارے دیوبندی گستاخ رسول ہوئے ایک مسلمان کسی گستاخ رسول کو اپنا

(۱) رد المحتار ج:٦، ص:٣٧٠، كتاب الجهاد باب المرتد، مطبع زكريا.

پیشوا نہیں مان سکتا۔ اب آئیے دیوبندی اکابر کی شان رسالت میں بہت سی گستاخیوں میں سے صرف ایک سن لیجیے، دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۸ پر لکھا ”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا (یعنی یہ کہنا کہ حضور غیب جانتے تھے) اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب (یعنی جو حضور کو حاصل ہیں) سے کل علوم غیبیہ مراد ہیں، یا بعض۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب (یعنی جیسا حضور کو حاصل ہے) ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں، گدھوں، کتوں، سووروں) کو بھی حاصل ہے۔“ ص:۸ پر اس عبارت میں دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس زید و عمرو، بکر حتی کہ بچوں، پاگلوں حد یہ ہے کہ چوپایوں، گدھوں، کتوں سوروں کے سے تشبیہ دی ہے۔

اب اگر آپ میں ذرا بھی ایمان کی رمق باقی ہے تو آپ خود فیصلہ کیجیے کہ کیا اس میں حضور اقدس ﷺ کی توہین نہیں، اور کیا ایسی عبارت لکھنے والا مسلمان ہو سکتا ہے۔ اب اس سلسلے میں قرآن مجید کا فتویٰ سن لیجیے۔ خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے تفسیر در منثور میں تحریر فرمایا ہے کہ کچھ کلمہ پڑھنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں نے ایک بار یہ کہہ دیا تھا:

”إنّ محمداً يحدث أن ناقة فلان بوادي فلان وما يدريه بالغيب.“

بے شک محمد بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں میدان میں ہے۔ انھیں غیب کی کیا خبر؟

اس پر سورۂ توبہ کی یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

”قُلْ أَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ۔“(۱)

تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

آپ نے جتنی حدیثیں نقل کی ہیں وہ سب ان کہنے والوں پر صادق ہیں لیکن جب ان لوگوں نے حضور اقدس ﷺ کے علم غیب سے انکار کیا تو اللہ عزوجل نے صاف صاف ان کے بارے میں فتویٰ دیا کہ یہ لوگ بلا شبہہ کافر ہو گئے۔ جب علم غیب کے انکار پر اللہ عزوجل کا یہ فتویٰ ہے تو جو حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کی ایسی بری تشبیہ دے اس کے بارے میں کتنا سخت فتویٰ ہوگا۔ دیوبندیوں کے کفریات کی مزید تفصیل جاننے کے لیے آپ کم سے کم یہ کتابیں پڑھ لیں۔ منصفانہ جائزہ، المصباح الجدید۔ آپ نے جو حدیثیں نقل کی ہیں ان

(۱) قرآن مجید، آیت:٦٥ و ٦٦، سورة التوبة، پ:١٠

سب کا مطلب یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے وغیرہ وغیرہ ہم اس کو مسلمان ہی کہیں گے، جب تک اس سے کوئی کلمہ کفر سرزد نہ ہو، لیکن اگر اس سے کفر سرزد ہو جائے تو وہ بلا شبہہ کافر ہے۔
بخاری و مسلم وغیرہ میں یہ حدیث ہے کہ: عن قریب ایک قوم پیدا ہوگی جن کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو، جن کے روزوں کے سامنے تم اپنے روزوں کو حقیر جانو گے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے۔[۱]

اس کو آپ یوں سمجھیے کہ کیا قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے، کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے، کیا ان میں سیکڑوں باتیں، اسلام کی نہیں پھر وہ کیوں کافر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲- اس کا جواب ظاہر ہو گیا کہ چوں کہ دیوبندی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ہیں اس لیے نہ انھیں سلام کرنا جائز نہ ان کے سلام کا جواب دینا جائز۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپ کی پیش کردہ حدیث میں تصریح ہے اور آیت کریمہ میں مراد مسلمان ہیں یعنی جب کوئی مسلمان تم کو سلام کرے تو اس کے سلام کا جواب دیں۔ یہ علماے دیوبند کا بھی فتویٰ ہے کہ کافر کو نہ سلام کرنا جائز نہ اس کے سلام کا جواب دینا جائز۔ آپ دیوبند استفتا بھیج کر معلوم کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی کو کافر کہنے والے پر کوئی الزام نہیں

مسئولہ: حافظ محمد اسرافیل قادری مبارکی، امام ہوگلی جوٹ مل جامع مسجد، ریچ روڈ، کلکتہ، ۲۴؍ ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین ان سوالوں کے متعلق قرآن وحدیث پاک کی روشنی میں:
زید اور بکر دونوں ایک ہی محلے میں رہتے ہیں، زید جامع مسجد کے امام ہیں جو ایک محلے کی جامع مسجد ہے۔ امام موصوف حافظ قرآن، مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند، سنی صحیح العقیدہ، سلسلہ قادریہ مبارکہ سے ان کا تعلق ہے۔

بکر ایک عام مسلمان کہلاتا ہے، بے نمازی، ان پڑھ اور مسلک دیوبندی وہابی کا پابند ہے اور فاسق بھی ہے اور غیر شرعی کام بھی وہ کرتا ہے، جس کی تفصیل بیان کرنا بہتر نہیں۔ دونوں آدمی یعنی زید امام، اور بکر میں ایسی دشمنی، عناد جاہے جس وجہ سے ہو شروع ہوا اور ایک دوسرے نے ایک دوسرے کو طرح طرح کے الزامات لگائے۔ ان الزام میں جو الزام زید امام پر لگایا گیا وہ بے بنیاد اور جھوٹ اور پروپیگنڈہ کے لیے چوں کہ زید امام عوام کی نظروں میں ذلیل ہوں، جس کی بنیاد پر زید امام نے بکر کو جو بار ہا زید امام کو خود بھی اور دوسروں

(۱) بخاری شریف جلد ثانی، ص:۱۰۲٤[محمد نسیم مصباحی]

سے ذلیل کرانے کی مکمل کوشش کیا۔ اس بنیاد پر زید امام نے بکر کو اس کے غائبانہ میں یہ کہا کہ اگر میں اس کی نظر میں مکار، دغاباز اور چور ہوں تو وہ میری نظر میں کافر کی طرح ہے۔
لہٰذا ایسی صورت میں زید امام اور بکر کے متعلق کیا حکم ہے؟ مفتیانِ دین کی طرف سے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔ فقط۔

الجواب

جب بکر وہابی ہے تو وہ ضرور کافر ہے۔ وہابی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اب اگر امام صاحب نے بکر کو کافر کی طرح کہا تو کیا بے جا بات کہی، خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ بکر زید پر جھوٹے الزامات لگا کر انھیں بدنام کرنا چاہتا ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ زید کا ساتھ دیں اور بکر سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابیوں کی تردید کرنے پر اعتراض کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: عبد الودود صدیقی، جامع مسجد کٹھی واڑہ، ضلع جھابوا (ایم۔ پی۔)

مسئلہ- امام صاحب نے تقریر میں فرقۂ وہابیہ کا رد کیا تو بکر کہتا ہے کہ امام صاحب وہابی کی تقریر کیوں کرتے ہیں؟ بکر سے کہا گیا کہ تم وہابی نہیں ہو تو تم کو برا کیوں لگتا ہے تو بکر نے کہا کہ اس گاؤں میں وہابی نہیں ہے تو وہابی کی تقریر کیوں کرتے ہو؟ بکر کے بارے میں شریعت مطہرہ کا حکم تحریر فرمائیں۔

الجواب

یہ بکر کی مداہنت ہے اور حماقت، وہابی بہت عیار مکار ہوتے ہیں، ان کی بد عقیدگی اور گمراہی سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے تاکہ وہ وہابیوں کے جال میں گرفتار نہ ہوں۔ امام صاحب جو کرتے ہیں ٹھیک کرتے ہیں، بکر نے جو اعتراض کیا وہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا کسی کے کہنے پر وہابیوں کی تردید سے زبان بند کر لینا چاہیے؟

مسئولہ: محمد صغیر، جوڑا سیمل، پوسٹ مارگومنڈا، ضلع دیوگھر، بہار- یکم اگست ۱۹۹۸ء

مسئلہ- کچھ رؤسا لوگ صلح کلی ہیں اور وہابی کے خلاف بولنے پر جان کی دھمکی دیتے ہیں، ایسے موقع پر سنی عالم کیا کرے؟

الجواب

ان رؤسا کی دھمکی کی پرواہ نہ کرے، استطاعت ہو تو ان کا مقابلہ کرے، نہ استطاعت ہو ملازم ہو تو

ملازمت چھوڑ دے، اور ان ظالموں کی بستی میں رہنا متعذر ہو تو ترک وطن کرے۔ بہر حال کسی قیمت پر اس کی اجازت نہیں کہ وہابی کو کافر کہنے سے زبان بند کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۷؍ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ۔

کیا کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے؟

مسئولہ: محمد طالب لطیفی، ساکن محی الدین پوسٹ نور بونسرائے، سنبھل، مراد آباد - ۱۸؍ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر کہتا ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے۔ وہ اشرف علی تھانوی کے عقیدے پر ہے، اور بکر فتوے کو بھی ماننے سے انکار کرتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ وہابی کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ فقط والسلام۔

الجواب

اس قسم کے پھکڑ باز جاہلوں کی بات کیوں سنتے ہیں جو خود اپنا کہا ہوا نہیں سنتا، اس نے کیا کہا آپ غور کریں، کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ اس نے خود اپنے منھ سے کافر کو کافر کہا اور اسے خبر بھی نہیں ہوئی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

حفظ الایمان کی عبارت کی صحیح تاویل کی گنجائش نہیں

مسئولہ: محمد اسلام الدین، نگراں اشرفیہ، مبارک پور اعظم گڑھ

مسئلہ- ۱- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زید و عمر کے کلام ضدین کے بارے میں۔

زید و عمر دونوں ہی سنی ہیں۔

زید: میں تو اشرف علی تھانوی کو کافر نہیں مانتا وہ سنی تھے۔

عمر: اسے سنی کیسے کہتے ہو۔ سنی کی کون سے علامت اس میں پائی جاتی ہے؟

زید: وہ متبع شریعت اور لاثانی عالم دین تھے۔

عمر: اس نے جو عقیدہ اختیار کیا تھا کیا یہی عقیدہ سنیوں کا ہے؟ تم توبہ کرو۔

زید: مجھ پر توبہ لازم نہیں میں نے تو ضمناً یہ بات کہی تھی۔

عمر: اگر تم نے ضمناً یہ بات کہی ہے تو تم پر ضمناً ہی توبہ لازم ہے۔

زید: میں تو توبہ نہیں کروں گا۔

عمر: جاؤ مت کرو میرا کیا بگڑتا ہے۔

۲- بکر کہتا ہے کہ اشرف علی تھانوی نے جو حفظ الایمان میں علم غیب کے متعلق عبارت لکھی ہے لفظ (ایسا علم غیب) کو تاویل حقہ کے ذریعہ یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ اس سے توہین رسالت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اسے کافر نہیں کہا جاسکتا۔

الجواب

۱- تھانوی کی حفظ الایمان کی کفری عبارت پر مطلع ہونے کے بعد بھی جو اسے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ سوال سے ظاہر ہے کہ زید تھانوی کی کفری عبارت پر مطلع ہے۔ پھر بھی اس نے یہ کہا کہ میں اسے کافر نہیں کہتا وہ خود کافر ہو گیا۔ علمائے عرب و عجم حل و حرم، ہند و سندھ کا تھانوی وغیرہ کے بارے میں یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ:

"من شك فى كفرهم و عذابهم فقد كفر."(۱)

جو ان کی کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

خواہ یہ بات ضمناً کہے، یا مستقلاً ہر طرح زید کافر ہو گیا، کفری قول خواہ کوئی ضمناً کہے خواہ مستقلاً ہر طرح کفر ثابت ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲- بکر اپنے اس قول کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گیا، تھانوی کی اس عبارت پر کسی ایسی تاویل کی گنجائش نہیں جس کی بنا پر وہ صحیح ہو سکے۔ بکر غریب کیا تاویل حقہ نکالے گا خود تھانوی تو نکال نہ سکا۔ بسط البنان میں بہت زور مارا مگر جتنا زور مارا اتنا ہی دلدل میں پھنستا گیا۔ بکر اگر سچا ہے تو وہ اپنی تاویل حقہ بتائے تو اسے معلوم ہو جائے گا اس کی کیا حقیقت ہے۔ بکر پر فرض ہے کہ توبہ کرے، پھر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو اگر بیوی والا ہے اور اس بیوی کو رکھنا چاہتا ہے تو اس سے پھر سے نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا رشید احمد گنگوہی نے اپنی کفری عبارتوں سے رجوع کر لیا ہے؟

مسئولہ: محمد عبد العزیز اشرفی، مقام بان پور، پوسٹ چانگوڈیہ، گدھور مونگیر، بہار - ۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ

۱- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے یہاں (بان پور) میں کئی ماہ سے یہ مسئلہ الجھا ہوا ہے کہ (مولوی) رشید احمد گنگوہی کی جو کفری عبارتیں ہیں ان سے انھوں نے رجوع کر لیا ہے یا نہیں؟ رشید احمد گنگوہی کے متبعین حضرات کا کہنا ہے کہ وہ اپنی تمام کفری عبارتوں سے رجوع کرنے کے سلسلے میں

(۱) ردالمحتار كتاب الجهاد/ باب المرتد، ص:۳۷۰، ج:٦ دارالكتب العلمية، لبنان

بصورت توبہ نامہ ایک کتاب لکھ رہے تھے۔ ابھی وہ کتاب مکمل نہ ہو پائی تھی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ بایں وجہ وہ کتاب منظر عام پر نہ آسکی۔ کیا ان متبعین حضرات کا یہ کہنا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر صحیح نہیں ہے تو ان کے متبعین پر از روئے شرع کیا حکم نافذ ہوتا ہے؟ اور ان کے ساتھ دینی و دنیاوی تعلقات کو برقرار رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

یہ بالکل بے سروپا افسانہ ہے کہ گنگوہی نے اپنی کفری عبارت سے توبہ کر لیا ہے۔ بان پور کے اس زمانہ کے دیوبندیوں سے زیادہ واقف کار گنگوہی کے مریدین اور خلفا تھے۔ گنگوہی کے سب سے بڑے خلیفہ خلیل احمد انبیٹھی اور محمود الحسن دیوبندی تھے ان لوگوں نے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا کہ گنگوہی نے اپنی کفری عبارتوں سے توبہ کی ہے، اگر ایسا ہوتا تو یہ سب اس کو ظاہر کرتے اس کے برخلاف ان لوگوں نے تسلیم کیا ہے کہ یہ عبارت گنگوہی کی ہے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی بھی گنگوہی کے مرید و خلیفہ ہیں، انھوں نے اپنے گالی نامہ الشہاب الثاقب میں براہین قاطعہ کی عبارت کو گنگوہی کی عبارت تسلیم کیا ہے۔ اس کی بے جا تاویل کی ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں لکھا کہ انھوں نے اس سے توبہ کر لیا ہے۔ اگر گنگوہی نے توبہ کی ہوتی تو بے جا تاویل کی کوئی ضرورت نہ تھی صاف لفظوں میں لکھ دیتے کہ انھوں نے اس سے توبہ کر لی ہے۔ غرضے کہ یہ بالکل غلط ہے کہ گنگوہی نے اپنی کفری عبارت سے توبہ کر لی ہے۔ جو لوگ یہ جھوٹی افواہ اڑا کر گنگوہی کو کفر سے بچانا چاہتے ہیں وہ گنگوہی کو قطعاً مفید نہیں۔ نہ اس سے گنگوہی کفر سے بچے گا۔ یہ لوگ اگر گنگوہی کو کافر نہیں مانتے تو ان کا حکم یہ ہے کہ ان سے میل جول، سلام کلام بند کر دیا جائے، ان کو پہلے سمجھایا جائے کہ اگر مان جائیں تو ٹھیک ہے، نہ مانیں تو بلاشبہہ یہ لوگ بھی گنگوہی کی طرح کافر و مرتد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کی کفری عبارتوں کی تاویل کا رد

مسئولہ: صدیق القادری، چشتیہ پبلک اسکول، ملا تلائی، اودے پور، راجستھان

مسئلہ - ① - صاحب تحذیر الناس کے بارے میں یوں کہنا ممکن ہے کہ لفظ عوام کے اطلاق سے خواص مراد لیا ہو، جیسے صاحب شرح عقائد و نبراس و قمر الاقمار اور لفظ خیال کا استعمال ہمارے دیار میں رائے پر بھی بولا جاتا ہے، اس نے بھی یوں ہی استعمال کیا ہو، اور تفصیل مذکور ان احادیث کی بنا پر کی گئی اس لیے کہ تحریر شدہ عبارت میں لفظ بالفرض مذکور ہے، بلا تشبیہ جیسے حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آسمانی و زمینی بندوں کو عذاب دے تو ان پر ظالم نہیں، یہ فرضی گفتگو ہے ورنہ انبیاے کرام اور جن سے جنت کا وعدہ ہو چکا ان کا عذاب پانا ناممکن ہے۔ دیکھیے مرآۃ المناجیح باب القدر۔

② - صاحب براہین قاطعہ کے بارے میں یوں کہنا ممکن ہے کہ در باب عقائد نص قطعی درکار ہے، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کی زیادتی ظنیات سے ثابت کرنا نص قطعی کے رو سے مشابہت ثابت کرتا ہے تو گویا قائل نے جو بات کہی مشابہت سے احتراز کے لیے نہ کمی زیادتی کی نفی مقصود۔ لفظ شرک بمعنی مصطلح نہیں وہ عبارت اولیٰ سے ظاہر ہے، اور غالباً یہ وہی کتاب ہے جس کے رد میں مولانا عبد السمیع رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنام انوار ساطعہ تحریر فرمایا۔ جس میں انھوں نے مسائل مولود و فاتحہ کی بحث کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرمایا: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کلمات شنیعہ کے باوجود اس کی تکفیر سے پرہیز کرتا ہوں، انداز بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے مرید تھے، اس زمانے میں شاہ صاحب موجود تھے نیز اس پر علماے عجم و عرب کی تقریظات مع دستخط موجود ہیں۔ دیکھیے انوار ساطعہ۔

③ - صاحب حفظ الایمان سے متعلق یہ کہنا ممکن ہے کہ اس میں تشبیہ نفس لفظ بعض سے ہے اگرچہ ہر بعض کے مابین تفاوت ہے لیکن باعتبار کل سب بعض ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب پر اس کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے یعنی موسوم باسم ایں تو رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو موسوم کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ نہ مراد غیر اور علم سے تشبیہ ماننے میں جو نقص پیدا ہوتا ہے وہ نہ ہوتا جیسا کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے جو الدولۃ المکیۃ میں بعض کو شیطانی فریب بتا کر ساقط الاعتبار فرمایا ہے۔ کسی مومن کے بارے میں صرف ظاہر المفہوم مراد لے کر الزام کو ٹھہرانا سوء الظن کے مرادف ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول ہے سوء الظن رأس کل خطیئۃ پھلواری والوں کا یہ کہنا احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی تکفیر نہ کی جائے کفر نوازی ہے۔ یہ صحیح نہیں بلکہ شفقت علی الخلق ہے۔ حدیث کریمہ سماعت فرمائیے: "الراحمون یرحمهم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء." حضرت العلام سید شاہ عون احمد شاہ کا یہ کہنا کہ یہ عبارتیں گندی ہیں۔ یعنی لزوم کفری ہیں جو کفر و التزام کفر نہیں ہوتا اور کسی فتنے و بدمذہبی کی تردید صرف یہی نہیں کہ شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ جا کر بذریعہ تقریر کفر و بدعت حسنہ کا اعلان کرنا۔ بزمانۂ فتنہ احکام مشتبہ محققہ پر عمل کرتے رہنا بھی عملی جہاد و تردید ہے۔

جیسا کہ اذان سن کر مسجد آنا عملی جواب ہے۔ مرآۃ المناجیح باب الاذان: "الصریح الفظ الذی لم یستعمل إلا فیه أو یستعمل فیه غالباً حقیقة أو مجازاً" اس سے ظاہر ہو گیا کہ لفظ کافر صریح ہے اس لیے کہ غیر مسلم پر کثیر الاستعمال ہے تو جب آنجناب مسند تدریس پر فائز تھے تو اس وقت طلبہ درجۂ حدیث کو "من قال لاخیه یا کافر فقد باء بها أو أمثال ذٰلك." پڑھایا کرتے تو مختلف توجیہات بیان فرمائے، اور ایسے ہی دوسرے اساتذہ کرام بھی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ در باب ایمان معتبر نہ غیر اور تھانوی

صاحب کی تاویلات میں کوشاں ہونا ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر مفہوم مراد نہیں، اور ما بقی کا عدم ذکر ذکر عدم کو مستلزم نہیں۔ دوسرے عالم صاحب قدس سرہ العزیز نے جو فرمایا وہ آیۂ کریمہ "ان اللّٰه یامرکم بالعدل" پر عمل کرتے ہوئے صحیح اور حق فرمایا۔ علاوہ ازیں ان کا قول ملا جیون علیہ الرحمہ کے اس قول کی طرح ہے جو نور الانوار میں زیر بحث الصراط المستقیم یوں فرمایا ہے: على عقائد السنة والجماعة فانها متوسطة بين الجبر والقدر إلخ" جو معنی آنجناب نے بزعم خویش اختراع فرمایا ہے اس کے تحت بتائیں کہ اہل سنت ملا جیون علیہ الرحمہ اور آپ کس زمرے میں ہیں؟ چرند میں یا پرند میں یا کسی میں نہیں (نعوذ باللہ) اب تقریظ کا معنی سنتے چلیے کوتاہی کرنا تو مطلب ہوا کہ دیوبندی حضرات جو صفات سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اور دیگر احکام ثابت ہو سکتے ہیں وہ نہیں کرتے اور ان کے متبعین پر غلط حکم لگا کر ثابت کر دیا یہ ہیں ہمارے شیخ علیہ الرحمہ کی زندہ کرامت جیسے اکابر علمائے بریلی میں سے کسی نے نہیں کہا تھا بلکہ انھوں نے خاموشی سے ساری زندگی گزار دی اور واصل بحق ہو گئے۔

خداوند قدوس اپنی رحمت و انوار کی بارش فرمائے۔ مزید اس کے لیے یعنی آگے بیانات سے ظاہر ہو جائیں گے اور یہ آیۂ کریمہ: انما يفترى الكذب الذين لا يومنون۔ آپ پر ہی چسپاں تیسرے صاحب نے صحیح کہا کہ جب اس بے چارے کو اپنے مسلمان ہونے میں شک ہے۔ یہ بدیہی البطلان ہے کیوں کہ المقید یجری علی تقییدہ تو یہ فرمانا میں نہیں بتا سکتا کہ صحیح معنوں میں مسلمان ہوں۔ یعنی جیسا مسلمان ہونا چاہیے ویسا ہوں یا نہیں کامل الاسلام مقید ہے جو عین فرمان الٰہی کے اس کلام کی طرح ہے: یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ۔ اور یا مومن سے ثبات قدمی و تکمیل ایمانی کا مطالبہ کرتی ہیں گویا بندۂ مومن کا ہر ایمان و عمل متقدم میں ناقص ہوتا ہے۔ پھر کوئی بندۂ مومن اپنے کو کامل ایمان کیسے بتا سکتا ہے ہاں آپ بتا سکتے ہوں تو نص پیش کیجیے۔ دوسرا وہ جو آنجناب نے بلا لحاظ جملہ کے حصۂ اولیٰ سمجھا یعنی المطلق یجری علی اطلاقہ کے قاعدہ کے تحت نفس ایمان میں شک پھر بھی باوجود اس کے گنجائش موجود جو آپ کی پیش کردہ دلیل ہے۔ جسے آپ نے نادانستہ نظر انداز کرتے ہوئے حکم جڑ دیا جب اپنے زمانہ کا عرف نہیں جانتے تو جاہل ہوئے۔ دیکھیے فتاویٰ رضویہ جلد ثالث۔

ان سوالوں کے جوابات بھی مدلل دیں۔

(۱)- حضرت مولانا بحر العلوم عبد العلی صاحب قدس سرہ اپنی کتاب شرح فقہ اکبر میں ماتا علی الکفر کے زیر بحث رقم طراز ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کی تکفیر کے لیے نص مشہور ہو۔ جیسے ابو جہل، ابو لہب تو تکفیر کی جائے گی تو بتائیے رؤسائے دیوبند کے بارے میں کون سا نص مشہور ہے؟

(۲)- حسام الحرمین میں جو حکم مثبت ہیں وہ قطعی ہیں یا نہیں جس پر اول قطعیت کی دلیل پیش کیجیے اور بتقدیر ثانی اس کا منکر کیسے کافر ہوگا؟ بیان کیجیے۔

(۳)- خداوند قدوس عالم کلیات و جزئیات ہے یہ اہل سنت کا مجمع علیہ مسئلہ ہے تو زید کا یہ کہنا کہ اللہ عالم لا علم لہ جزئیات کا انکار ہے یا نہیں، اگر ہے تو زید کی تکفیر کیوں نہیں کرتے اور کافر کہنے والے کی تکفیر کیوں نہیں کرتے؟

(۴)- تمام مخلوق سے انبیاے کرام کا افضل ہونا مجمع علیہ من ضروریات دین ہے یا نہیں، اگر ہے تو علاوہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیگر انبیاے کرام علیہم السلام پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو جو افضل بتائے وہ لائق تکفیر ہے یا نہیں، اور جنھوں نے تکفیر نہیں کی ان کا کیا حکم ہے؟ بیان کیجیے،

(۵)- امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں ایک اسلام کی، تکفیر نہ کی جائے صاحب تاتارخانیہ فرماتے ہیں کہ وجوہ میں دو احتمال ہیں ایک اقوال، دوسرے احتمالات کے اس تصریح سے معلوم ہوا کہ ان میں سے کوئی ضعیف بھی ہو تو ترجیح عدم تکفیر کو ہوگی۔

(۶)- محمد بن عبد الوہاب نجدی ہی کا قول ہے جس نے گنبد خضریٰ کو صنم اکبر کہا، یہ بھی کھلی ہوئی توہین ہے جو بزمانۂ علامہ شامی ظاہر ہوا انھوں نے اس کو خارجی بتایا۔ جس میں عدم تکفیر ظاہر ہے تو علامہ شامی پر کیا حکم شرعی عائد ہوگا؟

(۷)- حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں کہ فرق باطلہ کے بارے میں ادلہ کے مختلف ہو جانے کی بنا پر علما، فقہاے اسلام تین طرف گئے ہیں، ایک مطلق تکفیر نہیں کرتے، دوسرے بلا تاویل تکفیر کرتے ہیں جنھیں قریب بخوارج بتایا۔ تیسرے تاویل کی تکفیر نہیں کرتے، خاطی بتاتے ہیں، انھیں قابل ستائش بتایا۔

(۸)- تمام اہل سنت کہتے ہیں کہ بعد مردن کسی مومن کے ایمان یا کسی کافر کے کفر کی شہادت نہ دی جائے، منصوصہ کے علاوہ۔

(۹)- حضرت امام غزالی نے کافر اور مسلمان کا معنی یوں بتایا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کو مسلمان کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام پر خاتمہ کرے اور کافر کو کافر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ تمھاری موت کفر پر ہو۔ اسے مذموم بتاتے ہوئے دلیل میں یہ پیش کیا ہے: ان اللّٰه لا یامرکم بالفحشاء تو معلوم ہوا کہ مسلمان کو مسلمان کہہ سکتے ہیں، کافر کو کافر نہیں؟

(۱۰)- الروافض رفضوا اكثر الصحابة وانكروا امامة الشيخين والمسح على الخفين وسبوا معاوية وأحزابه فهم افرطوا فى محبة على كرم الله وجهه والخوارج

افرطوا فی محبته حتی خرجوا عن الطریقة القویمة و حاربوا مع علی رضی اللہ عنہ وشتموا اصهاره صلی اللہ علیه وسلم و اهل السنة و الجماعة کفوا اللسان وأیقنوا بان الصحابة کلهم عدول الامة و خیارها والأدله فی علم الکلام.(قمر الاقمار)

⑪-قال الشیخ الاکبر محی الدین بن العربی ان الشیخ مادام یتمسك بالکتاب والسنة لایکفرو ان کان تاویله فاسداً فلو کان الجمع علیه من ضروریات الدین بحیث یعرفه الخاصة والعامة لانه ما انکر الدین المحمدی بزعمه وهواه ولذا قیل ان لزوم الکفر لیس بکفر والزام الکفر. (قمر الاقمار)

⑫-او فضل کالروافض والخوارج والمعتزله و نحوهم الوهابی المنکر الشفاعة.

⑬-زید کا یہ کہنا کہ اہل قبلہ خلقت میں سے ہے کسی میں سے کفر و شرک اور نفاق کی قطعی شہادت نہ دو کہ یہ رحمت کی طرف بہت قریب ہے اور درجہ میں بلند ہے، اور اللہ عزوجل کے علم میں دخل دینے سے بہت دور ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی سے بعید ہے اور اللہ عزوجل کی رضامندی اور اس کی رحمت کی طرف بہت قریب ہے، اور تحقیق یہ اللہ عزوجل کی درگاہ میں جانے کا شرف اور بزرگی کا دروازہ ہے۔ بندہ کو تمام خلقت پر مہربانی کا نتیجہ دیتا ہے۔

⑭-اگر کافر ہو تو کہو کہ کیا معلوم شاید وہ مسلمان ہوجائے اور اس کا نیک عمل سے خاتمہ ہوجائے، اور شاید میں کافر ہوجاؤں تو میرا خاتمہ برے عمل پر ہو اور یہ غیر پر مہربانی کرنے کا اور۔

⑮-اپنے نفس پر خوف کا بارہے قولہ تعالیٰ لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا.

⑯-یایها الذین اٰمنوا علیکم انفسکم. لا یضرکم من ضلّ اذا اهتدیتم.

مندرجہ بالاروایات وبیانات سے معنی تفریط وافراط اور مذہب معتدل یعنی متوسط اظہر من الشمس محقق و مبرہن ہوگیا، اور یہ معلوم ہوگیا کہ رؤسائے دیوبند خاطی فی الدین ہیں جس میں کسی عاقل کامل غیر متعصب کو شک وشبہہ کی گنجائش نہ رہی اور نہ انکار کرے گا مگر ضدی ہٹ دھرم۔ الحمد للہ رب العالمین علی ذالك والصلوٰة والسلام علی حبیبه و اله الطاهرین بینوا بالدلائل مع الحوالجات و توجروا عند اللہ.

الجواب

①-تحذیر الناس پھر پڑھیے اور بغور پڑھیے ص:۳ کی عبارت یہ ہے: "سو اول معنی خاتم النبیین کے سمجھنا چاہیے۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاے سابق کے

بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں "و لکن رسول اللہ خاتم النبیین." فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانہ صحیح ہوسکتی ہے۔" اگر آپ کو ایک بار میں عبارت نہ سمجھ میں آئے تو دو تین بار پڑھ کر ذہن میں بٹھائیے اور ٹھنڈے دل سے اللہ عزوجل کا خوف اور رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت دل میں جما کر غور کیجیے۔

اولاً:- نانوتوی صاحب اہل فہم کے مقابلے میں عوام بول رہے ہیں اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان کی مراد عوام سے نافہم نادان لوگ ہیں اس لیے اگر کہیں کسی موقع پر سیاق وسباق کے قرینے سے عوام سے مراد خواص ہوں بھی تو نانوتوی صاحب کو کچھ مفید نہیں۔

ثانیاً:- خاتم النبیین کا معنی آخری نبی حضور اقدس ﷺ، صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمہ متکلمین و محدثین وفقہا نے بتایا اور پوری امت نے یہی جانا اور سمجھا۔ حتی کہ اس پر اجماع قطعی، یقینی حتمی ہے۔ اب آپ اپنے ایمان سے فتویٰ پوچھیے کہ جس نے حضور اقدس ﷺ کو اور تمام صحابہ کرام کو اور پوری امت کو نادان بتایا اور نافہم بتایا، اور ناسمجھ بتایا وہ کافر ہوا کہ مسلمان رہا۔

ثالثاً:- عبارت میں کہیں "بالفرض" نہیں۔ میرا ظن غالب یہی ہے کہ آپ نے خود تحذیر الناس نہیں دیکھی ہے، کسی نے آپ کو فریب میں ڈالا ہے۔ آپ تحذیر الناس اٹھا کر دیکھ لیں۔ یہاں کہیں بھی بالفرض نہیں ہے۔

رابعاً:- نانوتوی صاحب نے پہلے تو یہ کہا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، مگر بعد میں دل کی بات کھل کر لفظ بدل کر کہ، دیا کہ "پھر مقام مدح میں الخ" یعنی اگر خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیا لیا جائے تو مدح کے موقع پر خاتم النبیین کہنا صحیح نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس کو مقام مدح نہ مانیں تو خاتم النبیین سے آخر الانبیا مراد ہونا صحیح ہوسکتا ہے۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ آخر الانبیا ہونے میں کوئی مدح نہیں کوئی فضیلت نہیں، اس لیے کہ یہی نانوتوی صاحب ص:۴۰ پر دوسرے انبیاے کرام کی نبوت کو بالعرض مانتے ہیں اور قرآن مجید، احادیث، ارشادات علما اور خود نانوتوی صاحب کے کلمات میں، دوسرے انبیا کی نبوت کو مدح کے طور پر ذکر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ بالذات فضیلت کے ساتھ ساتھ بالعرض فضیلت بھی مقام مدح میں ذکر کے لائق ہے اور اس میں مدح ہے۔ اب نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ آخر الانبیا ہونا مقام مدح میں ذکر کے لائق نہیں تو ثابت کہ آخر الانبیا ہونے میں نہ بالذات فضیلت ہے نہ بالعرض۔

②-پھر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے براہین قاطعہ کی یہ عبارت دیکھی نہیں ہے۔

ورنہ آپ شاید ایسا نہیں لکھتے۔ پوری عبارت سن لیجیے۔ ص:۵۱ پر ہے "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔"

اولاً:— دو جگہ شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے؟ اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ محیط زمین یعنی کل روئے زمین کا علم حضور اقدس ﷺ کے لیے ماننا ایسا شرک ہے، جو قطعی ہے جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ اب آپ ہی اپنے ایمان سے پوچھ کر بتائیے کہ شرک کی اس تفسیر کے بعد جو خود مصنف کی ہے شرک کے وہ معنی کیسے بن سکتے ہیں جو آپ نے بتائے ہیں۔

ثانیاً:— شرک کے معنی نص قطعی کے خلاف ہونا نہ کہیں لغت میں وارد ہے نہ شرع میں نہ عرف میں۔ تو ایسی صورت میں شرک کا وہ معنی مراد لینا جو آپ نے بیان کیا، ایسے ہی ہے جیسے زمین بول کر آسمان مراد لیا جائے، اس بنا پر کہ دونوں گول ہیں۔

ثالثاً:— شیطان کے ساتھ یہ محبت دیکھیے کہ شیطان کی وسعت علم کے ثبوت کے لیے نص (قرآن و حدیث) کو کافی جانا قطعی کی ضرورت نہیں سمجھی۔ صاف صاف لکھا: شیطان وملک الموت کو یہ (علم کی وسعت) نص سے ثابت ہے۔ قطعی کی قید نہیں مذکور ہے اور مطلق نص ظنی بھی ہو سکتی ہے۔ مگر حضور اقدس ﷺ سے یہ عداوت کہ حضور اقدس ﷺ کی وسعت علم کے ثبوت کے لیے نص قطعی مانگتا ہے۔ بولیے آپ اس کا کیا نام رکھیں گے؟

رابعاً:— شیطان کے علم کی وسعت بھی تو باب عقائد سے ہے تو اس مصنف کی تحقیق کی رو سے اس کے لیے بھی نص قطعی بھی درکار۔ صرف نص اگرچہ ظنی ہو کیسے کافی ہوگی۔ اسے شیطان کی محبت کا سرور اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عداوت کا خمار نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے گا؟

خامساً:— حضرت مولانا عبد السمیع رام پوری نے پہلے انوار ساطعہ لکھی، اس کے رد میں گنگوہی صاحب نے براہین قاطعہ لکھی جو اپنے مرید انبیٹھی صاحب کے نام سے چھپوائی۔ پھر بعد کے ایڈیشن میں مولانا عبد السمیع صاحب نے براہین قاطعہ کے کچھ حصہ کا رد کیا۔ حاجی امداد اللہ صاحب وغیرہ کی تصدیق وتقریظ پہلے والے ایڈیشن پر ہے۔ دوسرے پر نہیں۔ آپ نے دربارۂ تکفیر مولانا عبد السمیع صاحب رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول جو ذکر کیا ہے وہ مجھے یاد نہیں اتفاق سے اس وقت دوسرا ایڈیشن نہیں مل سکا۔ میرے پاس بھی نہیں، مدرسہ میں بھی

نہیں۔ ایک بار زمانۂ طالب علمی میں دیکھا تھا۔ اب اصل مقصد سنیے۔ ایک دیوبندی نے قیام کا رد کرتے ہوئے لکھا تھا ہر جگہ موجود ہونے کی طاقت اللہ نے کسی کو نہیں بخشی۔ مولانا عبد السمیع صاحب نے اس کے رد میں فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت ملک الموت کو یہ طاقت بخشی ہے کہ روح قبض کرنے کے لیے زمین کے ہر [illegible] پر تشریف لے جاتے ہیں، ایک ہی آن میں مشرق ومغرب میں جلوہ فرماتے ہیں۔ حضرت ملک الموت تو [illegible] القدر ملک مقرب رسل الملائکہ میں سے ہیں۔ شیطان جو مردود بارگاہ ہے اسے یہ قوت عطا فرمائی کہ وہ زمین کے جس چپے پر چاہے بہکانے کے لیے پہنچ جائے۔ پھر تمھارا یہ کہنا کیسے صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ قوت کسی کو نہیں بخشی اس کا جواب کسی وہابی دیوبندی کے پاس نہیں۔ لیکن جاہلوں میں بھرم رکھنے کے لیے اس پر بھی کچھ لکھنا ضروری تھا تو گنگوہی صاحب نے ان پر افترا کیا ان کی بات کو پلٹا جو بات انھوں نے نہ کہی اس کو ان کی طرف منسوب کی کہ وہ شیطان اور ملک الموت کے حال پر قیاس کر کے حضور ﷺ کے لیے علم محیط زمین کا ثابت کیا، پھر اپنے افترائی استدلال پر خوب گرجے برسے اور وہ عبارت لکھوائی جو زیر بحث ہے۔

سادساً:— لطف یہ کہ حضور کے وسعت علم کی نفی پر افترا سے بھی نہیں چوکے۔ اس عبارت کے چند سطر اوپر اسی صفحے پر ہے۔ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ حالاں کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج میں اس روایت کو ذکر کر کے فرمایا:

"جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے نہ دارد	اس بات کی کوئی اصل نہیں ہے اور
وروایت بداں ثابت نہ شدہ است۔"	یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

اب آپ خود بتائیے کہ کیا یہ ایمان داری ہے؟

سابعاً:— اخیر میں لکھا۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے، جس سے تمام نصوص کو رد کر کے شرک ثابت کرتا ہے، شرک نہیں تو ایمان کا کون سا حصہ ہے۔ ذرا ٹھنڈے دل سے جذبات سے عاری ہو کر اس عبارت کو پڑھیے۔ کیا اس عبارت کا یہی مطلب کہ شیطان کا علم وسیع یعنی زیادہ ہے اور قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور اقدس ﷺ کا علم وسیع نہیں۔ حضور کے لیے وسعت علم ماننا ایسا شرک ہے جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ کیا اس کا صاف صاف مطلب یہ نہیں ہوا کہ براہین قاطعہ کے مصنف اور مصدّق اور اسے حق ماننے والے شیطان کے علم کو حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ مانتے ہیں، اور حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو شیطان لعین کے علم سے کم مانتے ہیں۔ بولیے کیا اب بھی یہ لوگ کافر نہ ہوئے؟

③— آپ حفظ الایمان کی کفری عبارت پھر پڑھیے۔ "پھر یہ کہ حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا

جانا (یعنی یہ کہنا کہ غیب جانتے تھے) اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے (یعنی جو حضور اقدس ﷺ جانتے تھے) کل علم مراد ہے یا بعض۔ یعنی حضور کل علم جانتے تھے یا بعض۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون الخ۔"

اب غور کیجیے یہاں مطلق غیب سے بحث نہیں نہ مطلق غیب کی دو قسمیں کی ہیں، بلکہ بحث ہے اس غیب سے جو حضور کو حاصل ہے اور اس کی دو قسمیں کی ہیں۔ کل اور بعض۔ لہذا کل سے مطلق علم غیب مراد نہیں ہو سکتا، بلکہ وہی علم غیب مراد ہو سکتا ہے جو حضور کو حاصل ہے۔ اسی طرح بعض سے مطلق مراد نہیں ہو سکتا بلکہ وہی مراد ہوگا جو بعض حضور کو حاصل ہے۔ اس کو یوں سمجھیے مقسم ہے وہ علم جو بقول زید حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہیں کل اور بعض اس کی دو قسمیں ہیں اور مقسم کا اپنے اقسام میں پایا جانا ضروری ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ نحوی کہتے ہیں کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم، فعل، حرف۔ تو لازم کہ اسم بھی کلمہ ہو اور فعل اور حرف بھی۔ اسی طرح جب یہاں حضور اقدس ﷺ کے لیے حاصل شدہ علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں تو کل کی طرح بعض سے بھی وہی علم غیب مراد ہوگا، جو حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہے۔ اسی کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی، اس لیے بلا شبہہ اس میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہوئی۔ اس کی مزید توضیح یہ ہے کہ اگر "ایسا" کلمۂ تشبیہ مانیں جیسا کہ ان لوگوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے تو مشبہ کا "ایسا" سے پہلے مذکور ہونا ضروری ہے ورنہ کلام لغو ہو جائے گا، اور یہاں پہلے جو مذکور ہے وہ بعض علم غیب ہے جو حضور کو حاصل ہے۔ اس لیے وہی مراد ہونا متعین۔ مطلق بعض چوں کہ مذکور نہیں اس لیے وہ مراد نہیں ہو سکتا۔ اس کو مراد لینا کلام کو لغو اور مہمل کر دینا ہے۔ اور اگر "ایسا" کو اتنا اور اس قدر کے معنی میں مراد لیں، جیسا کہ مرتضیٰ حسن چاند پور دربھنگی وغیرہ کا خیال ہے تو بھی یہ اپنے پہلے مشارٌ الیہ کو چاہتا ہے۔ جس کی طرف اشارہ ہے اگر وہ پہلے مذکور نہ ہو یا مذکور کچھ اور ہو اور اشارہ کسی اور کی طرف کیا جائے تو کلام لغو، مہمل ہو جائے گا، اور اس عبارت میں "ایسا" سے پہلے حضور اقدس ﷺ ہی کا علم مذکور ہے۔ نہ کہ مطلق بعض تو "ایسا" سے مراد بلا شبہہ حضور ہی کا علم ہوا نہ کہ مطلق بعض۔ آپ اچھی طرح میرے معروضے پر غور کیجیے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ سے اتفاق رائے کریں گے۔

④ - بلا شبہہ تمام انبیاے کرام علیہم السلام والتسلیم کا ساری مخلوقات سے افضل ہونا ضروریات دین سے ہے اور جو شخص امام الاولیا حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کسی نبی پر فضیلت دے۔ بلا شبہہ وہ کافر ہے۔ ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ بشرط کہ اس کا یہ کلام حالت ہوش وحواس صحو میں صادر ہوا ہو نہ کہ حالت سکر اور جذب میں اس لیے کہ حالت سکر و جذب میں انسان مکلف نہیں رہتا، مرفوع القلم ہو جاتا

ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤ - آپ نے جس طرح سیدنا امام اعظم کا قول نقل کیا ہے وہ حضرت امام پر سراسر افترا ہے اور پورے اصول اسلام کے ڈھانے کے مرادف ہے۔ دنیا میں کوئی کافر ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی بات اسلام کی نہ ہو جتنے مذاہب ہیں وہ سب کم سے کم وجود باری کے قائل ہیں۔ اس معنی کر کے: "ما وراء الورىٰ." ایک ذات ایسی جو پورے عالم پر تصرف کرتی ہے اور اس کا حکم ہر حال میں نافذ ہے۔ دہریئے وجود باری کے منکر ہیں مگر وہ بھی اتنا تو مانتے ہی ہیں کہ سچ اچھی چیز ہے اور جھوٹ برا ہے۔ مہربانی، شفقت، انصاف پسندیدہ ہے اور ظلم برا ہے۔ اسی طرح تاتار خانیہ کی طرف نسبت کر کے آپ نے جو عبارت نقل کی ہے وہ بھی اسی کے مثل ہے یعنی نہ تاتار خانیہ میں ایسی عبارت ہے، نہ ہو سکتی ہے، اور یہ بھی سارے جہاں کے کافروں کے مسلمان بنانے کے مرادف ہے۔ ہاں سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ضرور ہے کہ اگر کسی مسلمان سے کوئی ایسا قول صادر ہو جس کے کئی معنی ہوں تو اگر اس کے ننانوے معنی کفر کے ہوں اور ایک معنی اسلام اور اس کی نیت معلوم نہ ہو تو اس کو کافر نہ کہا جائے گا۔ تاتار خانیہ میں اگر ہوگا تو یہی ہوگا۔ تاتار خانیہ یہاں نہیں اگر آپ کے پاس ہو تو دیکھ لیں، اور جو عبارت ہو نقل کر کے اس خادم کے یہاں بھیج دیں۔ عالم گیری میں ہے:

"إذا كان في المسئلة وجوهٌ توجب الكفر ووجه واحدٌ يمنع فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه كذا في الخلاصة في البزازية إلا إذا صرّح بارادةٍ توجب الكفر فلا ينفعه التاويل حينئذ كذا في البحر الرائق."(۱)

مگر یہ قول دیوبندیوں کو مفید نہیں۔ ان کے جن اقوال کفریہ پر ان کی تکفیر کی گئی ہے، ان میں کوئی ایسی وجہ نہیں نکلتی جو انھیں کفر سے بچا سکے۔ تفصیل دیکھنا چاہتے ہیں تو رسالۂ مبارکہ "الموت الاحمر"(۲) کا مطالعہ کریں۔

⑥ - کسی قائل کی تکفیر مفتی پر اس وقت فرض ہے جب اس کا کلمۂ کفر مفتی کے علم میں آئے، اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ نجدی شیطان کا یہ قول علامہ شامی کے علم میں آیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑦ - ملا علی قاری کی کس کتاب میں ان کا یہ ارشاد ہے، آپ کو اس کا حوالہ دینا ضروری تھا۔ اگر کسی کتاب میں ان کا ارشاد ہے تو چندان مخصوص فرقوں کے بارے میں ہے، جن کے کفری عقائد میں تاویل کی گنجائش ہے، ورنہ یہی ملا علی قاری شرح شفا میں لکھ چکے ہیں:

(۱) عالمگیری، ج:۲، ص:۲۸۳، رشیدیہ پاکستان.
(۲) اور تحقیقات حصہ دوم. محمد نسیم مصباحی

"وكذلك نقطع بتكفير غلاة الرافضة."[1]

اور ایسے ہی ہم غالی رافضیوں کی تکفیر کا یقین رکھتے ہیں۔

یہی ملا علی قاری شرح شفا میں تصریح کر چکے:"لان ادعاءه التاويل فى لفظ صراح لايقبل."[2]

یہی ملا علی قاری شرح شفا میں فرما چکے ہیں:"جو خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیا ہونے کے علاوہ کچھ اور بتائے، یا اس میں تاویل کرے، کافر ہے۔ علاوہ ازیں شرح فقہ اکبر میں فرما چکے کہ جو مدت العمر پابندی کے ساتھ عبادت و ریاضت کرے اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے وہ کافر ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑧-آپ اسے تمام اہل سنت کا قول لکھتے ہیں کسی معتمد کتاب کے حوالے سے ایک ہی کا قول نقل کیجیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑨-امام غزالی نے کہیں کوئی ایسی بات نہیں لکھی ہے، جس کا خلاصہ وہ ہے جو آپ نے لکھا ہے۔ کیا جب مسلمان مر گیا اور اس سے کفر کا صدور معلوم نہیں اس کو مسلمان کہنا مذموم ہے۔ اسی طرح جو کافر کفر پر مرا اور اس کا ایمان لانا ثابت نہیں اس کو کافر کہنا مذموم ہے۔ مشرکین و یہود و نصارا بغیر ایمان لائے مریں تو ان کو کیا کہا جائے گا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑩-ابھی ہم نے حضرت ملا علی قاری کا ارشاد شرح شفا سے نقل کیا۔ مزید سنیے، عالمگیری میں روافض ہی کے بارے میں ہے:"و هؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام و أحكامهم أحكام المرتدين."[3] ان دونوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑪-آپ نے قمر الاقمار سے امام المکاشفین شیخ اکبر محی الدین بن عربی قدس سرہ کا جو قول نقل کیا ہے وہ خود آپ کا رد ہے۔ دوسری سطر میں ہے:"فلو كان المجمع عليه من ضروريات الدين بحيث يعرفه العامة والخاصه فيكفر جاحده."[4] اس کو پھر پڑھ لیجیے اور بتائیے خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا مجمع علیہ اور ضروریات دین سے ہے یا نہیں؟ بتائیے یہ عقیدہ اجماعی ضروریات دین سے ہے یا نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا علم پاک ساری مخلوقات حتیٰ کہ تمام انبیاے کرام اور ملائکہ عظام سے بھی زیادہ وسیع تر ہے کہ نہیں۔ "اب جس نے یہ کہا کہ شیطان کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے اور فخر عالم کی وسعت علم

(۱) شرح شفاء للملا علی قاری، ج:۲، ص:۵۲۶
(۲) شرح شفاء للملا علی قاری، ج:۲: ص:۳۹۷
(۳) عالمگیری،ج:۲،ص:۲۶۴، رشیدیہ پاکستان۔
(۴) قمر الاقمار،ص:۲۲۵،بحث اجماع حاشیہ نور الانوار

کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"... اس نے شیطان کے علم کو حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ وسیع مان کر اور جس نے یہ کہا، ایسا علم غیب زید، عمر، بکر، الخ۔ اس نے ایک دینی ضروری عقیدے کا انکار کیا یا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑫-وہابیہ کا یہ حکم مولانا عبد السمیع صاحب نے اپنے عہد کے وہابیوں کے بارے میں دیا تھا، جب کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان لکھی نہیں گئی تھی۔ ان کا وصال ۱۲۸۵ھ میں ہو گیا تھا۔

⑬-زید کا قول صحیح ہے، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ "اہل قبلہ وہ مسلمان ہے جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار نہ کرے اور جو ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے اس کو کافر کہا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑭-ظاہر ہے کہ اگر یہ بات اسی طرح صحیح مان لی جائے تو جیسے کافر کو کافر کہنا منع، اسی طرح مسلمان کو مسلمان کہنا منع، چلیے چھٹی ہو گئی۔ اب دنیا میں نہ کوئی کافر ہے نہ مسلمان۔ نہ کسی کو کافر کہنا چاہیے نہ کسی کو مسلمان۔ علما تو یہ فرمائیں کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے، جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ امام قاضی عیاض شفا میں اور علامہ شامی حاشیہ در مختار میں اس پر اجماع امت نقل فرمایا۔ اور آپ اپنے بزرگوں کے کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے اجماع امت کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑮-چلیے چھٹی ہوئی، کسی ہندو نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا تو وہ بھی آپ کے نزدیک مسلمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑯-آپ نے شاید قرآن مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ."[1]
تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

اور فرمایا:

"لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ."[2]
بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

اور فرمایا:

"كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ."[3]
اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔

(۱) قرآن مجید، سورہ آل عمران، پ:۴،آیت:۱۱۰
(۲) قرآن مجید، سورة التوبة، پ:۱۰،آیت:۶۶
(۳) قرآن مجید، سورة التوبة، پ:۱۰،آیت:۷۴

آدمی جس کو مستند مانے کم از کم اس کی بات تو مانے۔ قمر الاقمار کی عبارت آپ نے جو نقل کی اس میں وہابیوں کو مضل، گمراہ کرنے والا کہا گیا ہے، اور اس سے لازم ہے گمراہ ہونا۔ مگر آپ اتنے انصاف پسند، معتدل مزاج ہیں کہ انھیں صرف خاطی کہتے ہیں، گمراہ کہنے کے لیے بھی تیار نہیں۔ ہماری اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ جو لوگ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کے مصنفین کی تکفیر نہیں کرتے وہ تفریط میں مبتلا ہیں اور صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں، اور صراط مستقیم افراط و تفریط کے درمیان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عقائد باطلہ کے معتقد کافر ہیں یا مرتد؟

مسئولہ: حسیب الدین قادری، خادم الافتا مدرسہ عربیہ اسلامیہ سعدی مدن پور، باندہ- ۷، صفر ۱۴۰۷ھ

مسئلہ- عقائد کفریہ باطلہ کے معتقد دیوبندی کی وہ نسل جو ابتدا ہی سے اپنے باپ دادا کے عقائد باطلہ پر ہیں ان کے اوپر کافر ہونے کا حکم ہے یا مرتد ہونے کا؟

الجواب

یہ سب مرتد ہیں۔ ادعاے اسلام کے ساتھ ساتھ کفر کا ارتکاب ارتداد ہے۔ روافض کے بارے میں عالمگیری میں ہے:

"أحكامهم أحكام المرتدين."(۱) ان کے احکام مرتد کے احکام ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو دیوبندی اپنے اساطین کے کفریات پر مطلع نہیں وہ کافر نہیں۔

قدریوں پر کفر کا فتویٰ نہیں۔ گم راہوں سے میل جول حرام۔

مسئولہ: حسیب الدین قادری، خادم الافتا مدرسہ عربیہ اسلامیہ سعدی مدن پور، باندہ- ۷، صفر ۱۴۰۷ھ

مسئلہ- وہابی دیوبندی شمار کیے جانے والے اس اطراف میں تقریباً ۹۵ فی صد ایسے ہی لوگ ہیں جو دیوبندیوں کے عقائد کفریہ باطلہ کے نہ قائل ہیں نہ ہی معتقد ہیں جیسا کہ عند الاستفسار ظاہر ہوتا ہے، بقیہ عمل میں بہت سی چیزوں میں انھیں لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے یا کافروں جیسا یا مرتدین جیسا۔ یعنی ان کا کھانا مباح ہے کہ نہیں، ان کے ساتھ بیٹھنا مباح ہے کہ نہیں، ان سے سلام و کلام مباح ہے یا نہیں؟ دلائل کے ساتھ مسائل سے رہ نمائی فرمائیں۔

(۱) عالمگیری، ج:۲، ص:۲۶۴، الباب التاسع في أحكام المرتدين.

الجواب

ہر وہ وہابی جو میلاد، قیام، نیاز، فاتحہ وغیرہ کو حرام و بدعت بتائے وہ گمراہ ضرور ہے اور گم راہوں سے میل جول حرام۔ حدیث میں قدریہ کے بارے میں فرمایا:

"لا تجالسوا أهل القدر."(۱) قدریوں کے ساتھ مت بیٹھو۔

اور فرمایا: "إن مرضوا فلا تعودوهم و إن ماتوا فلا تشهدوهم."(۲) اگر وہ بیمار پڑیں تو دیکھنے مت جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے پاس مت جاؤ۔

قدریوں پر کفر کا فتویٰ نہیں پھر بھی ان کے بارے میں یہ حکم ہے۔ اسی طرح وہ دیوبندی جو اپنے اساطین کے کفریات پر مطلع نہیں وہ اگرچہ کافر نہیں مگر گمراہ ضرور ہیں، اس لیے ان سے بھی میل جول، سلام کلام، لین دین حرام و گناہ ہے۔ آپ کے اطراف کے دیوبندی اگرچہ کہتے یہی ہیں کہ ہم حضور اقدس ﷺ کی توہین نہیں کرتے مگر جب وہ نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی کو اپنا بزرگ و پیشوا مانتے ہیں، اس کے باوجود کہ وہ ان کے کفریات پر مطلع ہیں تو خود کافر ہو گئے۔ ان کے بارے میں علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ کا متفقہ فتویٰ ہے:

"من شك في كفره و عذابه كفر."(۳) گستاخ رسول کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جب انھوں نے گستاخانِ رسول کو پیشوا بنایا تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ یہ ان کے ہم عقیدہ ہیں۔ انسان کسی گم راہ بددین کو پیشوا نہیں بناتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے عقائد کی تفصیل۔ حضور ﷺ نے منافقوں کو مسجد سے نکالا ہے۔ ابولہب حضور کا چچا تھا۔ دین کے معاملہ میں خونی رشتہ کوئی چیز نہیں۔

مسئولہ: شمس الحق انصاری، ڈومری- ۱۱، جمادی الآخرہ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- عالی جناب مفتی صاحب السلام علیکم۔ بعد سلام کے معلوم کریں کہ میرے ذہن میں کچھ

(۱) مشكوٰة شريف، ص:۲۲، باب الايمان بالقدر، مجلس بركات.
(۲) مشكوٰة شريف، ص:۲۲، باب الايمان بالقدر، مجلس بركات.
(۳) شامی، ج:۶، ص:۳۷۰، كتاب الجهاد باب المرتد، مطلب في حكم ساب الأنبيا، دار الكتب العلمية، لبنان.

سوالات بہت دنوں سے اٹھ رہے ہیں، جس کی وجہ سے میں کافی پریشان ہوں، لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ آپ مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب قرآن اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں دینے کی زحمت کریں، آپ کی مہربانی ہوگی۔

❶- میں بریلوی فرقہ کے نقش قدم پر چلنے والا سنی مسلمان ہوں۔ ہمارے یہاں بریلی مولانا بیان کرتے ہیں کہ بریلوی فرقہ کے مسلمانوں کی نماز دیوبندیوں کے پیچھے نہیں ہوگی، جب کہ دیوبندی مسلمان بریلوی مولانا کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں، کیا ان کی نماز ہو جائے گی؟

❷- مسجد کے ممبر سے کسی ایک فرقہ والوں کی شکایت کرنا کیا درست ہے یا نہیں۔ کیا حضورِ پاک نے ایسا کیا ہے؟

❸- کسی مسلمان کو کافر منافق، دین کا دشمن، بددین کہنا جائز ہے۔ کیا حضور پاک نے ایسا کیا ہے نہیں تو ایسا کہنے والے کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

❹- مسجد کے امام کے شرائط کیا چاہئیں؟

❺- ہمارے مولانا بیان کرتے ہیں کہ دیوبندی کے یہاں کھانا، اٹھنا بیٹھنا، ان کے یہاں رشتہ کرنا، یہاں تک کہ ان سے کوئی لگاؤ رکھنے تک کو منع کرتے ہیں۔ کیا حضورِ پاک نے ایسا کیا ہے؟

❻- اگر میرا اپنا ہی خون کا ایک شخص دیوبندی ہو گیا ہے اور اس کے یہاں لڑکے کی شادی ہو، وہاں میں پورے خاندان کے ساتھ دعوت کروں تو اس مقام پر میرے اوپر کوئی حکم تو نہیں لگے گا، جب کہ میں نے جانکاری میں دعوت کیا، ان کا کھانا وغیرہ ہوا۔

❼- ہمارے یہاں کی مسجد میں ایک امام رکھے گئے ہیں، چوں کہ ہم لوگ بھی بریلوی خیالات ہیں اس لیے ویسا ہی امام رکھا گیا ہے اپنے امام میں کچھ کمی پاکر کچھ لوگوں نے پرانے امام کی جگہ دوسرے امام کی ضرورت محسوس کی، لیکن گاؤں کے کچھ لوگ ضد میں آکر ان کو بدلنے کو راضی نہیں ہیں اس لیے کچھ لوگ ان کے پیچھے نماز ہی نہیں پڑھ رہے ہیں۔ جس سے آپس میں نفاق پیدا ہو گیا ہے۔ اس حالت میں جو امام ہے ان کو کیا کرنا چاہیے کہ سب لوگ ایک ساتھ نماز پڑھ سکیں، اور آپس میں نفاق اتفاق میں بدل جائے۔ فقط والسلام۔

الجواب

آپ سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں اس کی خوشی ہے لیکن آپ کو دیوبندیوں کے عقائد معلوم نہیں اگر ان کے عقائد آپ کو معلوم ہوتے تو آپ کو فتویٰ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی، آپ کا ایمان خود آپ کی رہنمائی کرتا آپ پہلے دیوبندیوں کے عقائد معلوم کریں۔ اس کے لیے آپ زیادہ نہیں صرف دو کتابیں پڑھ لیں۔ المصباح

الجدید، منصفانہ جائزہ دارالافتا میں اتنی فرصت نہیں کہ ہر ایک سائل کو پوری کتاب لکھ کر بھیجی جائے۔ دیوبندیوں کے چند عقائد یہ ہیں۔

(۱) اگر کوئی شخص نماز کے اندر اپنے بیل اور گدھے کے خیالات میں ڈوب جائے تو نماز میں کوئی فتور نہیں آئے گا لیکن اگر حضور اقدس ﷺ کا خیال آجائے تو نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں (صراط مستقیم)

(۲) [معاذ اللہ، معاذ اللہ] حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان)

(۳) حضور اقدس ﷺ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتے۔ (تقویۃ الایمان)

(۴) شیطان لعین کا علم حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ وسیع ہے۔ شیطان کے علم کو وسیع ماننا قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور حضور اقدس ﷺ کے علم کو وسیع ماننا شرک ہے۔ (براہین قاطعہ)

(۵) حضور ایسا علم ہر کس وناکس حتیٰ کہ ہر بچے، پاگل تمام حیوانات کل چوپایوں کو حاصل ہے۔ (حفظ الایمان)

اب آپ خود اپنے ایمان سے پوچھیے کہ جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہو وہ کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں معمولی سی گستاخی کرنے والوں کے بارے میں قرآن کریم میں فرمایا گیا:

''لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔''(۱) بہانے نہ بناؤ مومن ہونے کے بعد تم کافر ہو گئے۔

تو جب دیوبندی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں تو نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ اس لیے کسی دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں، نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر قضا کے حکم میں ہے، اور دیوبندی جب کافر مرتد اور گستاخ رسول ہیں تو ان سے میل جول، سلام کلام حرام۔ قرآن مجید میں ہے:

''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔''(۲) یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا:

''فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم ولا تناكحوهم.''(۳)

نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو نہ ان سے شادی بیاہ کرو۔

تفسیر در منثور میں سورۂ توبہ کی آیت کریمہ:

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة، پارہ:۱۰، آیت: ۶۶.
(۲) قرآن مجید، سورة الانعام، پارہ:۷، آیت: ۶۸.
(۳) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم ج:۲، ص:۴۸۳.

"سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ." جلد ہم انھیں دوبارہ عذاب کریں گے۔

کی تفسیر میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار جمعہ کے خطبہ کے دوران حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"قم يا فلان فاخرج فإنك منافق."(۱) اٹھ اے فلاں نکل جا بے شک تو منافق ہے۔

اس طرح نام لے لے کر سارے منافق کو مسجد سے نکال دیا۔ اب آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ علماے اہل سنت جو فرماتے ہیں کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز صحیح نہیں ان سے میل جول سلام کلام جائز نہیں، ان کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں وہ حق ہے۔

دین کے معاملہ میں خونی رشتہ کوئی چیز نہیں ابولہب حضور اقدس ﷺ کا چچا تھا، کیا حضور اقدس ﷺ نے اس کا کوئی لحاظ فرمایا، پوری سورہ "تبت یدا" اس کے ہجو میں نازل ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جہاں کوئی بدمذہب مدعو ہو وہاں سنیوں کو جانا جائز نہیں

مسئولہ: جناب محمد صالح تاج بابا، ڈی ۶۶/۳۱، مدنپورہ، وارانسی

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علماے دین حق مندرجہ ذیل مسائل میں:

[الف] جیسا کہ علماے حقہ کے اقوال متفقہ فتویٰ علماے دین و فتاویٰ حسام الحرمین شریف سے حکم عیاں ہے کہ متعدد وہابی جنھیں فی زمانہ دیوبندی کہا جاتا ہے ان کے اکابر مولوی کافر ہیں، اور جو شخص ان کے عقائد پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے یا ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی انھیں کے حکم میں ہے کہ من شك في كفره و عذابه فقد كفر تو جو لوگ ان مولویوں کے عقائد باطلہ اور ان کی کفری عبارت کو جانتے ہوئے انھیں اپنا پیشوا مانتے ہیں ان لوگوں کے متعلق حکم فرمائیں؟

[ب] پس ان بدمذہبوں یعنی دیوبندی، غیر مقلد، رافضی، قادیانی، چکڑالوی، خارجی، نیچری وغیرہ کے متعلق جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے اور علماے اہل سنت کے فتاویٰ سے مکمل مقاطعہ کا حکم ہے۔ ان سے دور اور نزدیک کا رشتہ کیسا جو سنی ان بدمذہبوں کو دعوت وغیرہ میں بلائے ایسوں کے متعلق شرع میں کیا حکم ہے؟ اگر صاحب خانہ ان بدمذہبوں کو کافر جانتا ہو اور جس طرح مشرکین گراہکوں کو بلاتا ہے اور صاحب خانہ سنی اگر خدانخواستہ ان بدمذہبوں کو کلمہ گو اور مسلمان جانتا ہو تو ان دونوں کا کیا حکم ہے؟

[ج] مندرجہ بالا قسم کے صاحب خانہ کے وہاں کسی سنی کو دعوت طعام، بارات، شادی یا جنازہ میں

(۱) الدر المنثور، ج:۳، ص:۲۷۱

شرکت کرنا کیسا ہے، جو سنی پرہیز نہیں کرتے ہیں اور ہمیشہ ایسوں کی دعوت خوشی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ پھر اگر امامتِ نماز کی ضرورت ہو تو ایسا شخص کیا امامت کر سکتا ہے؟

دیوبندی، وہابی بدمذہبوں کے لڑکوں کے متعلق کیا حکم ہے، سنی بچوں بالغ و نابالغ کا ایسے بچوں سے دوستی، ساتھ میں کھیلنا، لہو ولعب میں پڑنا کیسا ہے، اور جو والدین اپنے بچوں کو ان بدمذہبوں کے بچوں کی صحبت سے نہ بچاتے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے؟

[د] مساجد جن کے متولیان بھی سنی ہوں اور واقف بھی سنی۔ ایسی مسجدوں میں بدمذہبوں (دیوبندی وہابی، غیر مقلد) وغیرہ کو آنے سے روکنے کا حکم ہے جیسا کہ امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نور اللہ مرقدہٗ نے بھی فتاویٰ رضویہ شریف جلد سوم میں روکنے کا حکم فرمایا حق ہے۔ اس حکم کی تشریح فرمادیں تاکہ وہ عوام الناس جو ضروریات دین سے بھی اچھی طرح واقف نہیں اور اپنی کم فہمی اور جہل کی بنا پر ان بدمذہبوں کو بھی کلمہ گو مسلمان تصور کرتے ہیں اور ان کے ایمان کی خرابی کو بھی عمل کی خرابی خیال کرتے ہیں۔ اس لیے دیوبندی وہابی کو بھی مسجد میں آنے سے روکنے والوں کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ حتی کہ لڑنے بھڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق کیا حکم ہے، اور جن مساجد میں یہ دیوبندی وہابی وغیرہ آتے ہیں اور صفوں میں شامل رہتے ہیں تو ایسی جماعت کے متعلق بھی حکم فرمادیں۔ آیا نماز ہوگی یا نہیں؟

[ہ] ایسی مسجد جس کے تمام مصلیان محلہ میں نہ کوئی عالم دین ہوں نہ حافظ و قاری ہوں اور نہ کوئی متقی ہوں یعنی سب فاسق ہوں ایسی حالت میں امامت کون کرے؟ کیا انھیں فساق میں جو کم درجے کا فاسق ہو یا جسے مصلیان وقت جماعت پر پسند کریں وہ امامت کرے؟ یا متولیان و مصلیان مسجد ہذا عالم متقی جو حافظ و قاری متصلب سنی صحیح العقیدہ کا انتظام کریں۔ جب کہ شہر کے سنی مدرسہ میں ان صفات کا عالم حق موجود ہو۔

فقط والسلام۔

الجواب

[الف] جو لوگ دیوبندیوں کے پیشوا قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہوں جن کی بنا پر علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے متفقہ فتویٰ دیا کہ یہ کافر و مرتد ہیں اور ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے ضروریاتِ دین کا انکار کیا۔ اللہ عزوجل اور حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کی۔ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کرے، یا اللہ عزوجل یا حضور اقدس ﷺ کی ادنیٰ سی توہین کرے وہ کافر ہے۔ در مختار میں ہے:

"و إن أنكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها."[1]

شفاء امام قاضی عیاض اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر."[2] مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

پھر بھی ان لوگوں کو اپنا پیشوا مانتا ہو، وہ بھی ضرور بالضرور کافر و مرتد ہے۔ اس لیے کہ آدمی پیشوا اسی کو بناتا ہے، جس کے عقیدے اور عمل کو اچھا سمجھتا ہے، تو اس میں ضروریاتِ دین کے انکار، اللہ عزوجل اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کو اچھا جانا اور یہ بلا شبہہ کفر ہے۔ یہ شخص خواہ مولوی ہو یا جاہل، سب کا حکم یکساں ہے۔ جو بھی ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کو مسلمان جانے وہ کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[ب] ابن عقیلی و ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله اختارني و اختار لي أصحابا وأصهاراً سياتي قوم يسبونهم و ينتقصونهم لا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم."[3] بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے چن لیا اور میرے لیے اصحاب اور سسرالی رشتے والے چن لیے۔ عن قریب ایک قوم آئے گی جو انھیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی، تم ان کے پاس نہ اٹھنا نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔

جب صحابہ کرام کی گستاخی کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو جو لوگ اللہ عزوجل و رسول اکرم ﷺ کی توہین کریں ان کا کیا حکم ہوگا۔ اس لیے سوال میں مذکور بد مذہبوں کو اپنی کسی تقریب میں ہرگز ہرگز نہ بلائیں۔ کوئی شخص اپنے یا اپنے ماں باپ کے دشمن کو اپنی کسی تقریب میں نہیں بلاتا، پھر مسلمان ہو کر اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ اور دین کے دشمنوں کو اپنے یہاں بلانا کیسے گوارا کرتا ہے۔ یہ بلانے والا ان بد مذہبوں کو کافر سمجھ کر بلاتا ہے تو فاسق ہے اور اگر مسلمان سمجھ کر بلاتا ہے تو دو صورت ہے۔ اگر وہ ان کے پیشواؤں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہے جن پر ان کی تکفیر کی گئی ہے، پھر ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو خود کافر اور اگر ان عبارات کفریہ پر مطلع نہیں تو فاسق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) تنویر الأبصار مع در مختار، ج:۲، ص:۳۰۰، كتاب الصلاة باب الامامة، (زكريا).
(۲) شامی، ج:۶، ص:۳۷۰، كتاب الجهاد باب المرتد فی حكم ساب الانبياء، (زكريا).
(۳) المستدرك للحاكم ج:۳، ص:۶۳۲، كنز العمال للمتقى رقم الحديث: ۳۲۴۶۶، معجم كبير للطبرانی، ج:۱۷، ص:۱۴۰

[ج] جہاں کوئی بد مذہب مدعو ہو وہاں سنیوں کو جانا جائز نہیں۔ اس لیے کہ جانے کے بعد ان سے اختلاط ہوگا، ان کے ساتھ کھانا پینا پڑے گا اور یہ سب ناجائز و گناہ ہے۔ جنازے میں اگر امام اور میت سنی ہوں تو شریک ہو سکتا ہے۔ اہل سنت پر فرض ہے کہ اپنے بچوں کو خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ بد مذہبوں کے بچوں کے ساتھ میل جول سے سختی کے ساتھ روکیں۔ اس لیے کہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ بد مذہب کے بچے بد مذہب ہی ہوتے ہیں، اور بچپن کی دوستی مدت العمر باقی رہ جاتی ہے، اسے ختم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جو اہل سنت اپنے بچوں کو بد مذہبوں کے بچوں سے ملنے جلنے سے نہیں روکتے وہ بھی فاسق ہیں اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں، خواہ کسی وجہ سے فاسق ہو۔ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

[د] ایسے لوگوں کو سمجھایا جائے اور انھیں حکم شرعی بتایا جائے۔ تجربہ ہے کہ جو لوگ بے عملی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں سمجھانے بجھانے کے بعد مان جاتے ہیں۔ در مختار و غیر عامہ کتب فقہ میں مذکور ہے:

"ويمنع منه كل موذ ولو بلسانه."[1] مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے، اگرچہ زبان سے ایذا دیتا ہو۔

اللہ عزوجل اور حضور اقدس ﷺ کی گستاخی کرنے والے سے بڑھ کر موذی کون ہوگا۔ علاوہ ازیں ان بد مذہبوں کے صف میں کھڑے ہو جانے کی وجہ سے قطع صف بھی ہوتا ہے اور حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ فرمایا گیا:

"من قطع صفا قطعه الله."[2] جو صف کو قطع کرے گا، اللہ اس کو قطع کر دے گا۔

ان بد مذہبوں کی نماز نماز نہیں۔ ان کا صف میں کھڑے ہونا ایسا ہی ہے جیسے کوئی ہے ہی نہیں۔ اس لیے ان کے صف میں ہوتے ہوئے قطع صف لازم ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے جمعہ کے دن بھری مسجد سے منافقین کو نام لے لے کر نکال دیا۔ صاف صاف فرمادیا:

"اخرج يا فلان فإنك منافق، اے فلاں (مسجد سے) نکل تم منافق ہو
اخرج يا فلان فإنك منافق."[3] اے فلاں (مسجد سے) نکل تم منافق ہو

مسلمانوں کو بھی اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

[ہ] جس مسجد کے تمام مصلیان یا جس جماعت کے سبھی لوگ فاسق معلن ہوں تو ان سب پر واجب

---

(۱) در مختار، ج:۲، ص:۴۳۵، كتاب الصلاة باب ما يفسد الصلاة و ما يكره فيها. (زكريا).
(۲) سنن نسائی، ص:۱۳۱، باب من وصل صفاً.
(۳) عينی شرح بخاری، ج:۴، ص:۲۲۱.

ہے کہ ایسا امام تلاش کریں جو غیر فاسق ہو اور جب تک ایسا کوئی امام نہ ملے تو ان فساق میں جو نسبتاً کم فاسق اور صحیح نماز پڑھنا جانتا ہو اسے امام بنائیں۔ تاکہ جماعت جو واجب بھی ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے فوت نہ ہو، البتہ دفع کراہت کے لیے اعادہ کرلیں۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ میں فرمایا۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم

شبہہ کی بنیاد پر کسی کو وہابی کہنا حرام

مسئولہ: نور الدین بابا، پان محل، چرنیس پارک، شیام ٹاکیز کے سامنے، ناگپور (مہاراشٹر)-۲۱ر رجب ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-زید عالم دین و حافظ قرآن ہے۔ ایک مسجد کا امام و خطیب بھی ہے، سنی صحیح العقیدہ بھی ہے، لیکن نام نہاد وہابیوں سے اس کا تعلق بھی ہے، حتی کہ کھانا پینا تک ہے۔ اعتراض کرنے پر زید امام جواب دیتا ہے کہ ہم تمھارے کہنے سے کسی کو وہابی تصور نہیں کرسکتے، جب گستاخان رسول کو نہ وہ اپنا پیشوا مانتا ہے، نہ ان کے اقوال کو تسلیم کرتا ہے تو ہم اسے وہابی نہیں کہیں گے۔ بکر و عمر جس کو تم وہابی کہتے ہو وہ میرے ساتھ کھڑے ہو کر باادب صلاۃ و سلام بھی پڑھتے ہیں، اولیاے کرام کی بارگاہ میں نذر بھی پیش کرتے ہیں اور میں اہل سنت کے افراد سے نالاں ہوں جو صرف سنی سنائی بات پر کسی کو بھی وہابی دیوبندی تسلیم کرلیتے ہیں۔ کم سے کم اصلاح کے طور پر ایک بار تو اس کے سامنے کفریہ عبارت رکھ کر دیکھا جائے کہ آیا اس کا کفریہ عبارت کے تئیں ردعمل کیا ہے۔ اگر کفریہ عبارت کو تسلیم کرے اور دیوبندی وہابی اکابرین کو اپنا پیشوا تسلیم کرے تو ایسا فرد یقیناً وہابی بد مذہب ہے۔ اگر اس کے برعکس معاملہ ہے تو وہ سنی صحیح العقیدہ ہے۔ تو آیا زید امام کا قول درست ہے اور اس کا طریقہ صحیح ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

امام نے صحیح کہا، بلا ثبوت محض شبہہ کی بنیاد پر کسی کو وہابی کہنا حرام و گناہ ہے۔ اور کسی مشتبہ آدمی کی تحقیق کا یہی طریقہ ہے کہ تحذیر الناس، ص:۱۴، ۴، ۳ اور ص:۱۸ کی عبارتوں کو اور براہین قاطعہ ص:۵۱ کی عبارت "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان الخ" اور حفظ الایمان ص:۷ کی عبارت "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر الخ" کو پیش کیا جائے۔ اگر وہ ان عبارتوں کو دیکھنے کے بعد ان عبارتوں کے لکھنے والوں، قاسم نانوتوی، رشید

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد سوم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں، جماعت اہم واجبات اور اعظم شعائر اسلام سے ہے تو فسق امام کے سبب ترکِ جماعت نہ چاہیے۔ ادائگی جماعت کے لیے اس کے پیچھے پڑھ لیں اور دفعِ کراہت کے لیے اعادہ کرلیں۔ ص:۱۶۷، مطبوعہ رضا اکیڈمی۔ [محمد نسیم مصباحی]

احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی کو کافر و مرتد کہے تو سنی مسلمان ہے اور نہ کہے تو وہابی دیوبندی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

گنگوہی کو "رحمۃ اللہ علیہ" لکھنا دیوبندی ہونے کی دلیل ہے۔

مسئولہ: ضمیر الدین، موضع جلال پور، پوسٹ مدیاپور، کانپور (یو۔پی۔)

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ عمرو کے عقائد پر اہل خاندان و متعلقین مطمئن نہیں، کیوں کہ برادری میں ان سے متعدّد بار توبہ و تجدید ایمان کرایا گیا اور عمرو کا خود کہنا ہے کہ ہم سنی وہابی سبھی کے جلسوں میں جاتے ہیں۔، ہم سب کو مسلمان جانتے ہیں۔ ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ وہ کس عقیدے کا ہے۔ ہم ہر مذہب و ملت سے تعلق رکھیں گے اور اپنے یہاں تقریب میں سب کو شریک کریں گے۔ اور عمرو کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہم کیا نہیں کرتے۔ نیاز فاتحہ ہم کریں، شب براءت ہم کریں، میلاد سلام ہم پڑھیں اور مزارات پر حاضری بھی دیتے ہیں۔ حالاں کہ خاندان والوں اور دیگر متعلقین عزیزوں نے عمرو کو راہِ راست پر لانے کی بہت کوشش کی اور علماے اہل سنت نے حسام الحرمین شریف سے آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں کافی سمجھایا اور عقائد کفریہ دیوبندیہ سے مطلع کیا اور عمرو سے توبہ و تجدیدِ ایمان بھی کرایا گیا۔ توبہ نامہ کی تحریر بھی لی گئی۔ مگر پھر بھی عمرو جلسۂ دیوبندی اور تبلیغی اجتماع میں برابر شرکت کرتا ہے اور حال ہی میں اپنے مکان میں ایک سہارن پوری مولانا کو بلا کر اجتماع کرایا اور لوگوں سے کہا کہ لوگ اجتماع کا معنی نہیں سمجھتے۔ دیکھو انھوں نے کیا برا کہا۔ بلکہ درود شریف کی فضیلت بیان کی۔ ایسے حالات کی وجہ سے خاندان کے زیادہ تر لوگ خلاف ہوگئے اور کھانا پینا، آنا جانا، بیاہ شادی وغیرہ سے قطع تعلق کرلیا۔ لیکن کچھ خاندان کے لوگ سنی ہوتے ہوئے عمرو سے تعلق رکھتے ہیں، ان کے رشتے عمرو سے گہرے ہیں۔ بکر ایک نوجواں جو کہ عمرو کا بھانجا ہے وہ بھی عمرو کے ساتھ اجتماع میں جاتا ہے اور اس کی دوکان پر کٹر کھلے وہابیہ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ انھیں وہابیوں کے ہمراہ جامع مسجد میں آٹھویں دن جوان کا اجتماع ہوتا ہے اس میں شریک ہوتا ہے۔ دوران گفتگو میں رشید احمد گنگوہی کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نوازتا ہے۔ بکر کی شادی ۱۰ مئی ۱۹۸۳ء کو موسیٰ نگر گڑھ سنی صحیح العقیدہ لوگوں کے یہاں ہوئی۔ ایک سال قبل نکاح ہوچکا تھا۔ خاندان کے عزیزوں نے لڑکی والوں (نسیم لڑکی کا بھائی) کو عمرو اور بکر کے عقائد باطلہ پر مطلع کیا تو نسیم خاں عمرو اور بکر کے مکان پر گیا اور ان لوگوں سے توبہ و تجدید ایمان پر زور دیا تو عمرو اور بکر کے حالات پر ایک فتویٰ لکھ کر نسیم کو دیا گیا کہ بریلی سے جو اس پر حکم شرعی ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اس فتویٰ کا کوئی پتہ نہ چلا اور یہ فتویٰ نمبر ۲۶۶ جو اس فتوے کے ہمراہ جواب الجواب کے لیے روانہ

خدمت ہے نسیم خان نے منگایا اور برات کے دن برادری والوں کو بتایا کہ فتویٰ آگیا کہ براتیوں کے ساتھ کھانا پینا ناجائز اور حرام نہیں۔ لہٰذا برادری کے چند اشخاص شریک ہوئے اور کھایا پیا۔ اور اکثر لوگ مطمئن نہیں ہوئے اور شرکت نہیں کی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں مندرجہ بالا حالات پر تفصیل سے حکم فرمایا جائے۔ عمرو و بکر کے ساتھ کھانا پینا، ملنا جلنا وغیرہ کا مسلمانوں کے لیے کیا حکم ہے۔ عمرو اور بکر کے باپ بھائی وغیرہ جو عزیز ملتے جلتے، کھاتے پیتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

اور لڑکی والے (نسیم خان) جس سے فتویٰ ۲۶۶ کانپور کے دیوبندی مولوی محمد یحییٰ قاسمی جامع العلوم پٹکاپور سے لیا اور سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دھوکا دیا اور بد عقیدہ بکر کے ہمراہ اپنی بہن کی رخصتی کر دی، پھر اس کے یہاں لڑکی والوں کا خاندان دعوت میں شریک ہوا، لہٰذا نسیم خان وغیرہ کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟ جب کہ نسیم خان نے خود براتیوں کو جس میں سنی بھی شریک تھے، سب کو جماعت اسلامی لکھ کر فتویٰ وہابی سے لیا۔

نمبر ۲۶۶ (نقل مطابق اصل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک جگہ شادی ہے جس میں نوشہ کا خاندان نیز دیگر متعلقین بارات میں شامل ہونے والے جماعت اسلامی عقیدہ کے ماننے والے ہیں اور نوشی کے خاندان نیز دیگر متعلقین سنی عقیدہ (بریلوی عقیدہ) کے ماننے والے ہیں، جس میں نوشی کے خاندان و دیگر متعلقین نے یہ اعتراض اٹھایا ہے کہ ہم لوگ جماعت اسلامی عقیدہ رکھنے والوں کے ساتھ ہرگز ہرگز کسی قیمت پر کھانا نہیں کھا سکتے اور چاہے کسی دوسری قوم کے ساتھ کھا بھی لیں، لہٰذا مندرجہ بالا مسئلہ میں قرآن و حدیث کی روشنی میں مع حوالہ جو شرعی احکام ہوں اسے معلوم کرانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ فقط والسلام۔ محمد نسیم خان، موضع موسیٰ نگر گڑھ، ضلع کانپور، مورخہ ۵ ر مئی ۱۹۸۲ء

الجواب:- جماعت اسلامی اگرچہ غلط راستہ پر ہے اور علمائے حق اسے گم راہ جماعت سمجھتے ہیں، لیکن اسے کافر کسی نے نہیں کہا ہے، اس لیے اس کے ساتھ کھانا پینا ناجائز اور حرام نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد یحییٰ قاسمی، مفتی جامع العلوم، جامع مسجد پٹکاپور، کانپور۔ مہر

مکرمی جناب مفتی صاحب مندرجہ بالا تحریری فتویٰ جو کہ نقل مطابق اصل ہے جواب الجواب کے لیے حاضر خدمت ہے۔ شرعی احکام کے ساتھ جواب لکھنے کی زحمت کریں۔

الجواب

عمرو و بکر کے جو حالات سوال میں درج ہیں وہ اس کی دلیل ہیں کہ یہ دونوں بلا شبہہ وہابی دیوبندی ہیں اور بہت ہی عیار و مکار بھی۔ عمرو کی مکاری تو ظاہر ہے کہ وہ توبہ و تجدید ایمان متعدد بار کر چکا ہے پھر بھی دیوبندیوں

کے اجتماع میں جاتا ہے، اپنے گھر اجتماع کراتا ہے، اجتماع میں دیوبندی مولویوں کی تقریر کراتا ہے۔ یہ سب اس کے خالص دیوبندی ہونے کی دلیل ہے۔ بکر کی عیاری یہ ہے کہ اپنے کو سنی کہتا ہے، مگر سب کچھ جانتے ہوئے گنگوہی جیسے خدا اور رسول کے دشمن کو رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اور دیوبندیوں کے اجتماع میں شرکت کرتا ہے۔ اگر حقیقت میں بکر دیوبندی نہ ہوتا تو سب کچھ جانتے ہوئے گنگوہی کو رحمۃ اللہ علیہ نہ کہتا۔ دیوبندیوں کے اجتماع میں نہ جاتا اور یہی حال نسیم کا بھی ہے۔ حالات کی روشنی میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کٹر دیوبندی اور دیوبندیوں کی طرح عیار بھی ہے۔ اس نے سوال غلط لکھا، سنی مسلمانوں کو جماعت اسلامی بتایا، بجائے بریلی شریف کے کانپور کے دیوبندی مولوی سے فتویٰ لیا اور اس کے مطابق خود بھی عمل کیا اور لوگوں سے بھی عمل کرایا۔ پھر بکر کے پورے احوال سے واقفیت کے باوجود اپنی بہن کو اس کے گھر رخصت کیا۔ سنی مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان تینوں بکر، عمرو نسیم سے دور رہیں، نہ ان سے سلام وکلام رکھیں نہ ان کے یہاں کھائیں پئیں، قرآن مجید میں ہے:

”فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔“ [1] یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

حدیث میں بدمذہبوں کے بارے میں ہے:

”إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم.“ [2] ان کو اپنے سے دور رکھو، وہ کہیں تم کو گم راہ نہ کر دیں، کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور فرمایا:

”لا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم.“ [3] نہ ان کے ساتھ اٹھو، نہ بیٹھو، نہ کھاؤ، نہ پیو۔

جو بھی ان تینوں کے ساتھ کھائے گا پیے گا، سلام وکلام کرے گا وہ گنہ گار ہوگا۔ کانپوری فتویٰ فتویٰ نہیں طغویٰ (گمراہی) ہے اور خود دیوبندی مولوی کے فتویٰ کے خلاف ہے۔ دیوبندی مفتی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جماعت اسلامی گمراہ ہے، پھر بھی فتویٰ یہ دیا کہ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے۔ حالاں کہ وہی گنگوہی جی جن کو بکر رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے، اپنے فتویٰ میں ص:۳۷۸ پر ایسے شخص کے بارے میں جو معتقد تعزیوں کا ہو ان سے مرادیں مانگے اور یہ بھی ظاہر کرتا ہو کہ اس میں امام حسین آتے ہیں وغیرہ لکھتے ہیں۔ ”جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے۔ فساق سے ربط و ضبط رکھنا حرام ہے۔ ایسے شخصوں سے ابتداءً سلام

(۱) قرآن مجید، سورة الانعام، پ:۷، آیت:۶۸

(۲) مشکوٰة شریف، ص:۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مجلس برکات.

(۳) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.

درست نہیں۔" لیکن ہر دیوبندی کا مذہب یہ ہے کہ بہر قیمت عوام کو خوش رکھو، ان کی مرضی کے مطابق فتویٰ دو، تاکہ ہم سے ناراض نہ ہوں، ہمیں چندہ دیتے رہیں۔ اجتماع میں آتے رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کو مسجد میں آنے سے روکا جائے۔ دیوبندیوں کے خلاف تقریر کرنے سے امام کو منع کرنے والوں کا حکم۔ صاحب ترتیب کسے کہتے ہیں؟ جس نے فجر کی نماز نہ پڑھی اس کی نماز عیدین ہوگی یا نہیں؟

مسئولہ: مولانا محمد امین الدین، محلہ گھڑوا، جلال پور، فیض آباد (یو۔پی۔) -- ۲۰ محرم ۱۴۱۴ھ

مسئلہ-- زید جامع مسجد میں یوم جمعہ کو تقریر کر رہا تھا جس میں وہ بغیر کسی فرقہ کا نام لیتے ہوئے قرآن و حدیث کی روشنی میں فرقۂ باطلہ وہابیہ کا رد کرتا رہا جس کی وجہ سے وہابیوں نے مسجد آنا بند کر دیا جس سے مسجد کا چندہ کم ہونے لگا، بکر کو مقتدیوں کی کمی یا چندہ کی کمی کی وجہ سے بہت ناگوار گزرا، ایک مرتبہ بکر کو کہتے ہوئے سنا گیا کہ مقتدی بہت کم ہو رہے ہیں، مگر زید برابر تقریر کرتا رہا، بکر نے تقریر روکنے کی کوشش کی۔ تین دفعہ اس نے دوسرے صاحب کو تقریر کرنے کے لیے بلایا ایک مرتبہ بلائے ہوئے مقرر نے تقریر کی مگر جب زید کو اندازہ ہوا کہ یہ تقریر روکنے کے لیے بلائے جاتے ہیں تو زید دوسرے جمعہ کو آگے بڑھ کر تقریر کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے بلائے ہوئے مقرر تقریر نہ کر سکے۔ تقریر کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا، ایک مرتبہ وہابیوں کے پیشوا نے اپنی تقریر میں سرکار کائنات احمد مختار دوعالم کے تاجدار محمد رسول اللہ ﷺ کی میلاد پاک کو کنھیا جی کا جنم بیان کیا مگر زید نے اس کے رد میں تقریر نہیں کی، مگر زید اس کوشش میں لگا رہا کہ آقائے نعمت اصل وجود کائنات سیاح لامکاں احمد مجتبیٰ ﷺ کے خلاف کیا کیا باتیں کہیں گئیں۔ ابھی اس کا پورا پتہ نہ چل سکا تھا کہ اسی دوران پالن حقانی کی تقریر ہوئی جس میں وہ میلاد پاک اور سلام کے خلاف تقریر کر گیا ہے۔ آپ اس کا جواب یوم جمعہ جامع مسجد میں دیں۔ زید نے کہا کہ آپ حقانی کی کیسٹ کسی سے حاصل کر کے سنا دیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب ضرور دوں گا، مگر دن بیتتے گئے۔ صبح و شام ہوتی رہی کسی سے بھی کیسٹ حاصل نہ ہو سکی، یوم جمعہ آگیا اپنے دستور کے مطابق زید نے تقریر کی پھر یوں ہی گردش لیل و نہار ہوتے رہے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک دن کسی سے کیسٹ حاصل ہو گئی۔ کیسٹ زید نے بغور سنی اور یوم جمعہ جامع مسجد میں میلاد پاک ﷺ اور سلام پاک کے ثبوت پر مدلل تقریر کی۔ مگر تقریر کے دوران زید نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ دوعالم کے تاجدار احمد مختار ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ جاہلوں کو اپنا رہنما منتخب کر لیں گے

اور وہ اپنی مرضی سے مسئلہ گڑھ کر بتائیں گے۔

افسوس صد افسوس آج ہمیں وہ زمانہ دیکھنا پڑتا ہے، تقریر کے دوران زید جاہل اور چوبیس نمبر کا ملا بھی کہ، گیا بعد جمعہ مسجد میں ایک آدمی نے زید سے پوچھا کہ کیا فلاں آدمی نے آپ کو تقریر کرنے سے منع نہیں کیا تھا کہ آج فلاں تقریر کریں گے۔ زید نے کہا ہاں، انھوں نے منع کیا تھا، اس شخص نے کہا کہ جب آپ سے کوئی سینئر ہے تو آپ تقریر نہ کریں۔ حجت و تکرار بڑھ گئی زید نے کہا کہ میں تقریر کرنے کا بھوکا نہیں ہوں مجھے تقریر کرنا ہوگا تو بہت جگہ ہے مگر مجھ کو فلاں نے اجازت دی تھی۔ مسجد کے چند اراکین نے اس شخص کو بلایا، یہاں آؤ اور اب مسجد میں کسی کو تقریر کرنے نہیں دیں گے۔ اگلے جمعہ کو پاٹیہ (یعنی تختی) لگا دیا جائے گا کہ اب مسجد میں کوئی تقریر نہیں کر سکتا۔ زید نے کہا کہ برا کیوں نہ لگے کیوں کہ باپ ادھر تو بیٹا ادھر ہے دونوں دین کی خیر۔ زید یہ کہ، کر مسجد سے چلا آیا، گردش لیل و نہار بدلتے رہے یہاں تک کہ جمعرات کا دن آگیا، مسجد کے مؤذن نے اطلاع دی کہ امام مسجد اور فلاں فلاں شخص کا کہنا ہے کہ زید تقریر غلط سلط کرتا ہے، یہ سن کر زید نے کہا کہ امام صاحب اپنے ایمان کی خیر منائیں، کیوں کہ میں تقریر میں غوث اعظم کے ایک واقعہ کے سوا جو کچھ بیان کیا ہے یا وہ قرآن و حدیث کا مفہوم یا ترجمہ تھا۔

کچھ دنوں کے بعد امام صاحب نے کہا کہ میں نے زید کو تقریر کرنے سے روک دیا کیوں کہ مسجد کا چندہ کم ہوتا تھا، اور کسی شخص نے امام صاحب سے یہ بھی کہا کہ زید تقریر میں کفر بولتا ہے۔ حالاں کہ زید ان سب باتوں کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ زید کا کہنا ہے کہ اگر میں تقریر غلط سلط یا کفر بولتا ہوں تو امام صاحب پر ضروری ہے کہ وہ ثابت کریں ورنہ دو حال سے خالی نہیں، اگر میں تقریر میں کفر بولتا ہوں تو میں ورنہ امام صاحب خود کافر ہیں۔

حضور مفتی صاحب قبلہ سے یہ عرض ہے کہ شریعت کا جو بھی حکم قرآن و حدیث کی روشنی میں جو کسی پر عائد ہوتا ہو واضح فرمائیں۔ حضور سے یہ عرض ہے کہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کیا وہابیوں کے یہاں لڑکی یا لڑکا کا نکاح کرنا جائز ہے، اگر کوئی بھی صورت جائز ہونے کی پیدا ہوتی ہو تو ضرور ظاہر فرمائیں، کیا ان کے ساتھ قیام و طعام و سلام و کلام جائز ہے؟ چلتے چلاتے ایک اور مسئلہ پر روشنی ڈال دیں کہ جس نے فجر کی نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اس کی عید الفطر کی نماز نہ ہوگی۔ ان سب مسائل پر روشنی فرمائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید کی تقریر کا اگر یہ اثر ہوا ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں نے از خود مسجد چھوڑ دیا تو یہ بہت بڑا فائدہ تھا، وہابی گستاخ رسول ہیں انھیں مسجد میں آنے دینا جائز نہیں اور اگر آجائیں تو انھیں مسجد سے نکالنا واجب۔ حضور اقدس ﷺ نے منافقین کو جمعہ کے دن خاص نماز جمعہ کے وقت نام لے لے کر مسجد سے نکالا۔ در مختار میں ہے:

"و يمنع منه كل موذ ولو بلسانه."[1] مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے گا اگر چہ وہ زبان سے ایذا دے۔

اور گستاخِ رسول سے بڑھ کر موذی کون؟ بکر اور امام وغیرہ نے جو یہ کہا کہ وہابیوں کے مسجد میں نہ آنے سے چندہ کم ہو گیا۔ لہٰذا زید تقریر نہ کرے یہ ان لوگوں کی مداہنت ہی نہیں پیسے کے لالچ میں کتمان حق کی کوشش ہے۔ اراکین کی یہ حرکت کہ اب مسجد میں کوئی تقریر نہ ہوگی لائق ملامت ہے۔ تقریر سے عوام کو علمی باتیں معلوم ہو جایا کرتی تھیں۔ اب لوگوں میں یہ ذوق نہ رہا کہ از خود علما کی خدمت میں حاضر ہو کر دینی باتیں معلوم کریں۔ جمعہ کے دن تقریر سے کچھ نہ کچھ معلومات ہو جاتی تھیں، لوگ اس سے محروم ہو گئے۔ پھر اس اقدام کا تاریک پہلو یہ ہے یہ وہابیوں کی خوش نودی کے لیے کیا گیا کس قدر افسوس ناک بات ہے۔ گستاخانِ رسول علیہ السلام کو خوش رکھنے کے لیے عوام کو دینی باتیں سننے سے محروم کر دیا گیا: "لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم." اراکین پر واجب ہے کہ مسجد میں تقریر کی بندش ختم کریں، اور ہر صحیح العقیدہ سنی عالم کو تقریر کی اجازت دیں، اور سب سے حیرت امام صاحب پر ہے کہ امام ہوتے ہوئے وہابیوں کو مسجد میں آنے دینے اور چندہ زیادہ ہونے کی نیت سے زید کو تقریر کرنے سے روک رہے ہیں۔ امام نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہابیوں کے مسجد آنے پر راضی ہونا گناہ ہے، اور ان کے آنے کی کوشش کرنا اشد گناہ، اگر چہ امام کا مقصد یہی رہا ہو۔ وہابی مسجد آئیں گے تو چندہ زیادہ دیں گے لیکن یہ نیت انتہائی قبیح ہے۔ امام پر اس قول سے توبہ لازم ہے اور زید کی تقریر سے پابندی ہٹانا لازم۔

امام نے جو یہ کہا کہ زید تقریر میں کفر بولتا ہے تو امام سے پوچھا جائے کہ زید تقریر میں کیا کفر بولتا ہے؟ پھر غور کیا جائے وہ کفر ہے یا نہیں، اور زید نے یہ کہا ہے کہ نہیں اب تین صورتیں ہیں یا تو امام اس سے انکار کرے تو بات ختم ہے اور اگر اقرار کرے کہ میں نے یہ کہا ہے تو اس پر واجب ہے کہ بتائے وہ کفر کیا ہے؟ جو بھی بتائے اگر واقعی وہ کفر ہے تو زید پر کفر لازم اور زید پر اس سے توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم اور اگر وہ کفر نہیں یا امام نہ بتا سکے تو امام پر توبہ تجدید ایمان و نکاح اور زید سے معافی مانگنا لازم۔ اگر امام اس سے آنا کانی کرے تو لائق امامت نہیں اسے امامت سے معزول کرنا واجب۔

وہابی کا لڑکا یا لڑکی ضروری نہیں ہے کہ خود وہابی ہوں اگر وہ سنی ہوں تو ان کا نکاح درست، اور اگر وہابی ہوں تو نادرست۔ در مختار میں ہے:

(۱) در مختار، ج:۲، ص:۴۳۵-۴۳۶، کتاب الصلوٰة.

"لا يصلح أن ينكح مرتد أو مرتدة أحدا من الناس مطلقاً."[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

اگر بالفرض کسی نے عید کے دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور وہ صاحب ترتیب نہیں تو اس کی نماز عید صحیح ہے اور اگر وہ صاحب ترتیب ہے اور اس نے فجر کی قضا نہیں پڑھی تو عید کی نماز نہ ہوگی۔ صاحب ترتیب وہ ہے جس کے ذمہ پانچ وقت کی نمازیں نہ ہوں۔ وہابی گمراہ بد دین شاتم رسول کافر و مرتد ہیں۔ ان سے میل جول، سلام و کلام ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث میں ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم."[2] نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

گستاخِ رسول کبھی ولی نہیں ہو سکتا

مسئولہ: محمد قیام الدین، اسناجرہی، پوسٹ آدر، ضلع گڑھوا، بہار - ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- ہمارے علاقہ میں عبد العزیز نام کے ایک پیر آتے ہیں اپنے کو سید بتاتے ہیں، مگر مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر نہیں جانتے اور کہتے ہیں کہ ہم ان کو برا بھلا نہیں کہیں گے۔ وہ بہت بڑے عالم اور اللہ کے ولی تھے۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ ایسے پیر کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے، ایسے پیر سے لوگوں کو مرید ہونا چاہیے یا نہیں؟ جواب سے نوازیں، کرم ہوگا۔

الجواب

یہ پیر حقیقت میں دیوبندی ہے اسی لیے شاتم رسول اشرف علی تھانوی کو بہت بڑا عالم اور اللہ کا ولی کہتا ہے۔ اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان کے ص:۷ پر حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کے بارے میں لکھا: "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر زید، عمرو، بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ اس کی وجہ سے علمائے عرب و عجم و ہند و سندھ حل و حرم نے اشرف علی تھانوی کا نام لے کر اسے کافر کہا اور وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ کہ جو شخص اس کی اس کفری عبارت پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ گستاخ رسول کبھی بھی ولی نہیں ہو سکتا۔ اس مسمی عبد العزیز سے جو شخص بھی مرید ہوا ہو وہ اپنی بیعت توڑ دے اور آئندہ کوئی مرید نہ ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) در مختار، ج:۴، ص:۳۷۶

(۲) المستدرك للحاكم،ج:۳،ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم،ج:۲،ص:۴۸۳.

ایک شخص کے عقیدے کے متعلق سوال

مسئولہ: فٹ ویل ٹیلر، راجندر ٹاکیج، بس اسٹینڈ، شہڈول (ایم۔پی۔)-۲۲؍محرم ۱۴۱۴ھ

مسئلہ-ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میرا ایمان اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اس کی کتابوں، فرشتوں پر، قیامت کے دن پر، قبر پر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھائے جانے پر، حشر و نشر پر ہے۔ میں امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک کا ماننے والا ہوں۔ مجھ سے جتنا ہو سکتا ہے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میری برادری کے لوگ مجھ پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ تم مولانا اشرف علی تھانوی کو کافر کہو، میں انھیں کافر نہیں مانتا اور نہ میں مولانا اشرف علی تھانوی و اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے دینی جھگڑے میں پڑتا۔ جس کی وجہ سے میری برادری کے لوگ مجھ سے قطع تعلق کر لیتے ہیں۔ قرآن و حدیث اور امام اعظم کے مسلک کی رو سے فرمایا جائے کہ جس شخص کا ایمان اس طرح ہو وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ غلط کہتا ہے اگر اس کا اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اس کی کتابوں پر ایمان ہوتا اور اگر وہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک پر ہوتا تو مولوی اشرف علی تھانوی کو ضرور کافر کہتا اس لیے کہ انھوں نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۸ پر حضور اقدس ﷺ کی کھلی ہوئی شدید توہین کی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں، اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ یعنی ان کے برابر قرار دیا ہے۔ کیا ایمان کا یہی مقتضا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھا جائے۔ شفا اور اس کی شروح اور شامی میں ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اور مولوی اشرف علی تھانوی کا جھگڑا نہیں۔ بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی اور اللہ عزوجل اور رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کا جھگڑا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاجی امداد اللہ صاحب عرس، میلاد، نیاز و فاتحہ کو جائز کہتے تھے
جو دنیا سے چلا گیا اس کی امداد زیادہ قوی ہے

مسئولہ: شاہ عین الیقین، مکان نمبر ۴۷؍ اے پہاڑ پور، شہر اعظم گڑھ -۱۷؍محرم ۱۴۱۴ھ

مسئلہ-ایک ضروری مسئلہ دریافت طلب ہے، میرے ایک پیر بھائی جو بریلوی خیال کے لوگ ہیں۔ نام

ڈاکٹر حمیدی ہے بھوپال میں مقیم ہیں، جہاں تبلیغی جماعت کا مرکز ہے یہ سالانہ محفل میلاد مبارک کرتے ہیں، ان کے خلاف دیوبندی فتویٰ شائع کر کے ان کا بائیکاٹ کر دیا اور ان کو جان و مال کے نقصان پہنچانے کے خلاف ہیں۔ ان کے خلاف دیوبندی فتویٰ کی نقل روانہ خدمت ہے براہ کرم از روئے شرع، مناسب فتویٰ جو صحیح ہو وہ روانہ فرمائیں تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو، اور لوگ محفل میلاد مبارک میں شامل ہوں۔ ڈاکٹر حمیدی صاحب کی اہلیہ بھی دیوبندی عقائد کے اثر میں آگئی ہیں۔

نقل استفتا، مع فتویٰ جواب شہر بھوپال۔

بریلوی علماے حق علماے کرام۔ اہل سنت و جماعت کو کافر قرار دیتے۔ اہل تبلیغ کو اپنی مسجدوں سے نکال کر مسجدیں دھوتے ہیں۔ نیز شرک و بدعات کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کا رواج ڈالتے ہیں، عرس قائم کرنا، غیر شرعی فاتحہ خوانی قبروں سے مرادیں مانگنا ان کو حاجت روا سمجھنا وغیرہ وغیرہ امور کے مرتکب ہیں۔ جو ان کی کتب تقاریر و عمل سے ظاہر ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے بدعتی علما کو اپنے یہاں بلانا ان سے تقریر کرانا ان کی تعظیم کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب:- صورت مسئولہ میں بریلوی بدعتی علما جو ان امور کے مرتکب ہیں یہ سب چیزیں گناہ، فسق بدعت ہیں اور شرک تک پہنچانے والی ہیں۔ اہل حق کو کافر قرار دینا، اہل تبلیغ کو مسجدوں سے نکالنا، غیروں سے مرادیں مانگنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ ایسے بدعتیوں کی تعظیم کرنا ان سے تقریر کرانا دین و مذہب کو منہدم کر دینے کے مرادف ہے۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: من وقّر صاحب بدعۃ فقد أعان علی ھدم الاسلام۔ "کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی گویا اس نے اسلام کو ڈھا دینے پر معاونت کی۔ لہٰذا ایسے لوگوں کی تقاریر نہ کرائی جائیں اور نہ سنی جائیں اور نہ ہی ان کی تعظیم کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نائب مفتی شہر بھوپال ۱۸؍ستمبر ۱۹۹۲ء

حضور شارح بخاری قدس سرہ کا جواب

الجواب

اس قسم کا ایک فتویٰ ان بھوپال کے دیوبندیوں کا پہلے بھی آیا تھا جس کا میں نے دو دو رد لکھ کر بھیج دیا تھا۔ فتویٰ منگانے والوں نے لکھا یہی تھا کہ ہم چھپوانا چاہتے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے چھپوایا نہیں۔ بہر حال آپ کی فرمائش پر چند سطر لکھوا دے رہا ہوں۔

بریلوی علماے اہل سنت دیوبندیوں کو بلا وجہ کافر نہیں کہتے بلکہ اہانت رسول کے جرم پر کافر کہتے ہیں، اور پھر بریلوی علما ہی کافر نہیں کہتے بلکہ تمام دنیا کے علماے اہل سنت حتی کہ علماے حرمین طیبین بھی کافر کہتے

ہیں۔ تفصیل کے لیے "حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ" اور میری کتاب منصفانہ جائزہ" کا مطالعہ کریں۔

دیوبندیوں کی متعدد کفری عبارتوں میں سے صرف ایک عبارت لکھوا رہا ہوں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۸ پر لکھا: "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد کل علوم غیبیہ ہیں، یا بعض۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس حتی کہ بچوں اور پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا اس میں یقینا حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے اور ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والا مسلمان نہیں کافر ہے۔ تبلیغی جماعت چوں کہ مولوی اشرف علی کی اپنی تعلیمات کو پھیلانے کے لیے قائم ہوئی ہے جس کا اعتراف جماعت کے بانی مولوی الیاس احمد نے خود کیا ہے۔ "دینی دعوت" میں ہے کہ ایک دن مولوی الیاس نے کہا۔ "لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں۔" ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں مجھے ایک نئی قوم بنانی ہے۔ ملفوظات مولانا محمد الیاس میں ہے کہ انھوں نے کہا "مولانا تھانوی (اشرف علی) نے بہت کام کیا ہے چاہتا ہوں کہ طریقہ کار میرا ہو، اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔" اس سے ظاہر ہو گیا کہ تبلیغی جماعت کا مقصد صرف دیوبندی مذہب پھیلانا ہے جس کی بنیاد اہانت رسول پر ہے اس لیے اگر اہل سنت تبلیغیوں کو اپنی مسجدوں میں نہیں جانے دیتے تو اچھا ہی کرتے ہیں۔ تفسیر صاوی وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے منافقین کو مسجد سے نکلوادیا۔ رہ گیا عرس، میلاد، قیام، فاتحہ کا معاملہ، اور بزرگان دین سے مدد مانگنے کا مسئلہ تو سارے دیوبندیوں کے پیران پیر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب نے اپنی کتاب 'فیصلہ ہفت مسئلہ" میں عرس، میلاد، قیام، فاتحہ مروجہ کو جائز و مستحسن کہا ہے۔ اگر دیوبندیوں کے نزدیک ہم اہل سنت عرس وغیرہ کرنے کی وجہ سے بدعتی اور مشرک ہیں تو حاجی امداد اللہ صاحب بھی بدعتی اور مشرک ہوئے اور انھیں پیر مان کر سارے دیوبندی بھی۔ رہ گیا بزرگان دین سے مدد مانگنے کا مسئلہ تو حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشکوٰۃ کی دونوں شرحوں "لمعات اور اشعۃ اللمعات" میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرمایا کہ انھوں نے فرمایا:

"من يستمد في حياته يستمد

جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس

بعد وفاته."(۱)

سے بعد وصال بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

نیز یہی شیخ سیدی احمد بن مرزوق کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: "کہ جو دنیا سے چلا گیا اس کی امداد زیادہ قوی ہے یہ سن کر شیخ ابو العباس حضرمی نے کہا بالکل صحیح ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ کے دربار میں ہے۔" اس لیے اسے شرک کہنا ان اکابر ملت کو مشرک بنانا ہے، مسلمانوں پر لازم کہ وہ بے جا جانبداری سے ہٹ کر انصاف کے ساتھ معاملہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اختلافی مسائل کے لیے، عوام کے لیے سب سے مفید "جاء الحق" ہے اور اثبات ایصال ثواب اور منصفانہ جائزہ ان کا مطالعہ کرلیں۔ بلا وجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا اس سے قطع تعلق کرنا حرام و گناہ ہے۔ بخاری وغیرہ میں متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلث ليال."(۲)

کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔

ایک حدیث میں فرمایا:

"من أذى مسلماً فقد أذاني ومن أذاني فقد أذى الله ومن اذى الله فسيأخذ منه."(۳)

جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی، اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی، اور جو اللہ کو ایذا دے گا عن قریب اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ فرمائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اشرف علی تھانوی کا کیا حکم ہے؟

مسئولہ: انوار احمد، جامعہ اسلامیہ، نگراو نثاری، ضلع گڑھوا، بہار – ۱۷ر محرم ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- اشرف علی تھانوی کافر ہے یا نہیں، اور جو شخص اشرف علی تھانوی کے بارے میں یہ کہے کہ میں اسے برا بھلا کچھ نہیں کہتا وہ شخص کیسا ہے؟ تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔

(۱) حاشیه مشکوة شریف، ص:۱۵٤، مطبع مجلس برکات، اشرفیه.

(۲) بخاری شریف، ج:دوم، ص:۸۹۷، کتاب الأدب، مسلم شریف ج:۲، ص:۳۱٦، باب تحریم الهجر فوق ثلاثه أیام / السنن لابن أبي داؤد ج:۲، ص:٦۷۳، باب في هجرة الرجل أخاه، مطبع اصح المطابع.

(۳) جامع صغیر، ص:۱٦٥.

الجواب

مولوی اشرف علی تھانوی یقیناً حتماً جزماً کافر ہے۔ انھوں نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۸ پر یہ کفری عبارت لکھی ہے: ’’پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد کل امور غیبیہ ہیں، یا بعض۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔‘‘ اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس حتی کہ بچوں، پاگلوں حد یہ ہے کہ جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے یا ان کے برابر بتایا ہے۔ دونوں صورتوں میں اس میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے اور اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والا اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہے۔ اسی طرح جو لوگ تھانوی صاحب کے اس کفر پر مطلع ہو کر ان کو اپنا پیشوا جانیں یا مسلمان مانیں یا ان کے کافر ہونے میں شک کریں وہ بھی کافر ہیں۔ درر، غرر الاشباہ والنظائر، در مختار وغیرہ میں ہے:

من شك في كفره و عذابه فقد كفر.“(۱)	کسی نبی کی توہین کرنے والے کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

تفصیل کے لیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مومن و کافر ہونے کا مدار عقیدہ ہے۔ دیوبندیوں کے کچھ عقائد

مسئولہ: نور غنی، اوکھر گاڑا، گڑھوا، بہار - ۲۷؍ ذوقعدہ ۱۴۱۶ھ

مسئلہ — زید، عمرو، بکر ایک ہی گاؤں میں رہتے ہیں، تینوں ہی اپنے آپ کو مسلمان ہونے کا اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عشق و محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تینوں ہی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر یقین رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ زید پنج وقتہ نمازیں پابندی سے پڑھتا ہے۔ راتوں کو تہجد بھی پڑھتا ہے، پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ راتوں کو نفل نمازیں بھی پڑھتا ہے۔ تہجد کے وقت دیگر تسبیحات اور وظائف کے ساتھ ساتھ روزانہ چالیس مرتبہ حضور اکرم ﷺ پر درود ابراہیمی بھی پڑھتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور حضور اکرم ﷺ کے بتلائے طریقے کے مطابق نبی پاک ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھتا ہے یہ صلاۃ و سلام وہ روزانہ تقریباً تیس مرتبہ پڑھتا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتے رہتا ہے۔ اسلام دشمن لوگوں سے مذہبی بحث کرتا ہے، اور اسلام کی صداقت ثابت کرتے رہتا ہے۔

(۱) در مختار، ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع زكريا.

عمرو پنج وقتہ نمازیں پڑھتا ہے اور بعد فجر نبی پاک ﷺ پر ایک بار صلاۃ و سلام پڑھتا ہے وہ علما کا ایجاد کیا ہوا صلاۃ و سلام پڑھتا ہے۔ جیسے مختلف شاعروں کے اردو اشعار کے ساتھ ملا کر پڑھتا ہے۔

بکر، عید اور بقر عید کی نمازیں پابندی سے پڑھتا ہے، جمعہ کی نمازیں بھی پڑھ لیتا ہے از روئے شریعت قرآن و حدیث یا اقوال صحابہ کے حوالے سے بتلایا جائے کہ تینوں میں سے کوئی دائرۂ اسلام سے خارج بھی مانا جاسکتا ہے، اگر ہاں تو کون؟ تینوں میں افضل اور بہتر کس کو سمجھا جائے؟

الجواب

نمازیں پڑھنا، تلاوت کرنا، ذکر و اذکار کرنا فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے مگر حیرت ناک بات یہ ہے کہ بخاری شریف و حدیث وغیرہ کی بہت سی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ بہت جلد ایک قوم آئے گی:

”تحقرون صلٰوتكم عند صلٰوتهم وصيامكم عند صيامهم. يقرؤن القرآن ولا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية.“(۱)	تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے آگے تم لوگ اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے آگے حقیر جانو گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے آگے نہیں بڑھے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے کو چھید کر پار نکل جاتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مومن اور کافر ہونے کا مدار عقیدہ ہے اور آپ نے ان تینوں کے صرف کردار لکھے ہیں عقیدہ نہیں لکھا ہے لیکن علامتوں سے ظاہر ہے کہ زید وہابی ہے اور وہ بھی غیر مقلد وہابی آپ تحقیق کیجیے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہی ثابت ہوگا کہ غیر مقلد وہابی یا مقلد وہابی دونوں حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ ہی کو مانو اوروں کو مت مانو ان کا عقیدہ ہے کہ اب دنیا میں کوئی مسلمان نہیں سب مشرک ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے، ان کا عقیدہ ہے کہ نماز میں اپنے بیل، گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن حضور اقدس ﷺ کا خیال آجائے تو نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں۔ دیکھیے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم۔

عمرو، صحیح العقیدہ سنی مسلمان معلوم ہوتا ہے، بکر کی ایسی کوئی علامت نہیں لکھی ہے کہ اس کے بارے میں کوئی رائے قائم کی جائے۔ البتہ وہ نماز نہیں پڑھتا، اس لیے گنہ گار ضرور ہے مگر نماز چھوڑنے کی بنا پر اس کو

(۱) سنن ابن ماجة، ص:۱۵، باب ذكر الخوارج، مطبع اشرفی بک ڈپو.

کافر نہیں کہا جائے گا۔ ورنہ لازم آئے گا کہ مسلمانوں کی تین چوتھائی کافر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہر دیوبندی گمراہ بد دین ہے

مسئولہ: پٹیل شبیر علی رضوی، فیضان رضا منزل، دیادرہ بھروچ - ۴؍ رجب ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- شکاگو امریکہ میں دو سنی مولانا ہیں جن میں کے ایک نے ایک نیا فتنہ کا جنم دیا ہے یہ مولانا تقریروں میں دیوبندی لوگوں کا بہت رد کیا کرتے تھے، لیکن ابھی گزشتہ ہفتہ انھوں نے ایک فتویٰ دیا کہ جس دیوبندی کے بارے میں ہم کو پورا یقین نہ ہو کہ وہ توہین رسالت کا مرتکب ہے، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، مزید وہ مولانا نے بتایا کہ سبھی دیوبندی گستاخ رسول نہیں ہوتے۔ دیگر یہ سنیوں کی اُور سے میلاد شریف کے پروگرام ہو رہے ہیں جس کی کامیابی کو دیکھ کر یہاں کے دیوبندیوں نے سنیوں کو دھوکا دینے کی خاطر میلاد شریف کا پروگرام رکھا ہے جس میں دیوبندی مولوی عبد اللہ سلیم کے علاوہ یہ دونوں سنی مولانا نے بھی ان کی دعوت قبول کرلی ہے اور یہ تینوں اکٹھا ایک ہی اسٹیج پر سے تقریر کرنے والے ہیں تو یہ پورے معاملہ میں شریعت کی رو سے رہنمائی فرمائیں۔ ویسے بھی یہاں صلح کلی لوگ بڑھ رہے ہیں اور پھر ایسے فتوؤں سے ان کو تو کچھ پوچھنے کا رہتا ہی نہیں۔ جہالت میں لوگ وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو لوگوں کو گمراہی سے بچانے کی خاطر خلاصہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

ہر دیوبندی خواہ وہ جاہل ہو یا مولوی کم از کم گمراہ بد دین، اہل سنت سے خارج ضرور ہے، ہر دیوبندی سنیوں کو گمراہ نہ جانتا، حق پر جانتا تو دیوبندی کیوں رہتا اور جو بدمذہب گمراہ ہوں ان کو امام بنانا گناہ، ان کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ان سے میل جول، سلام و کلام حرام و گناہ، حدیث میں ہر بدمذہب کے لیے فرمایا گیا:

"إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."[1] — ان سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گم راہ نہ کردیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

اور فرمایا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم — نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ

(۱) مشكوٰة شريف، ص:۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبع مجلس بركات، اشرفيه.

ولا تواكلوهم."[1] — کھاؤ پیو۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

"اذا لقيتموهم فلا تسلموهم."[2] — وہ سامنے آجائیں تو ان کو سلام نہ کرو۔

اس لیے دیوبندیوں کے ساتھ ایک اسٹیج پر بیٹھ کر تقریر کرنا حرام و گناہ ان علما کو سمجھایا جائے یہ فتویٰ ان کو دکھایا جائے۔ مان جائیں فبہا ورنہ سنی مسلمان ان علما سے ہوشیار رہیں اور کسی متصلب سنی عالم کو اپنے یہاں رکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدمذہب کا بائیکاٹ کریں

مسئولہ: موسیٰ عیسیٰ مومن، جامع مسجد، دونڈائچہ، ضلع دھولیہ، مہاراشٹر - ۲۰؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- زید دیوبندی، وہابی، تبلیغی، جماعت اسلامی کے عقائد باطلہ یا ان میں سے کوئی ایک جماعت کے عقائد سے تعلق رکھتا ہے، اور اس جماعت کی اشاعت کی کوشش کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو شوشل بائیکاٹ (جماعت سے باہر) کر دینا یعنی سلام کلام، شادی، غمی، موت مٹی ہر طرح سے تعلق ختم کرلینا از روئے شرع کیسا ہے؟ نیز مذکورہ بالا عقائد باطلہ رکھنے والے شخص کا کن کن چیزوں سے بائیکاٹ کیا جائے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

حدیث میں ہر بدمذہب کے بارے میں فرمایا گیا:

"إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."[3] — بدمذہبوں سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گم راہ نہ کردیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

دوسری حدیث میں صحابہ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کے بارے میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."[4] — نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.
(۲) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.
(۳) مشكوٰة شريف، ص:۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبع مجلس بركات، اشرفيه.
(۴) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.

دیوبندی تبلیغی حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں جس کی وجہ سے علماے عرب وعجم حل وحرم نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ یہ کافر و مرتد ہیں۔ جب صحابہ کرام کی شان میں تنقیص کرنے والوں کا وہ حکم ہے تو حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والوں کا حکم بدرجۂ اولیٰ یہ ہوگا کہ ان کے ساتھ نہ اٹھنا بیٹھنا جائز نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ جائز، نہ سلام کلام جائز ہے۔ آپ لوگ زید کے بائیکاٹ کی زبانی تحریک چلائیں، کوئی تحریر نہ شائع کریں۔ پھر وہ کیس نہیں کر پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنا کفر ہے

مسئولہ: نور محمد اظہر، مسجد پنجابین، محلہ کٹرا، اٹاوہ - ۱۹ر ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ- ۱- موجودہ دور میں دیوبندی کن کن لوگوں کو کہیں گے۔ عوام کا حال تو یہ ہے کہ دیوبندی کے کفریات سن کر لاحول پڑھتے ہیں لیکن تبلیغی جماعت اور ان کے علما کو اچھا جانتے ہیں۔

۲- ایک دیوبندی نے ولیمہ میں زید کی دعوت کی۔ زید جو کہ سنی صحیح العقیدہ ہے دیوبندیوں کے یہاں کھایا پیا۔ جب زید سے پوچھا گیا کہ تم نے اس کے یہاں کیوں کھایا پیا تو زید نے جواب دیا، مالِ غنیمت سمجھ کر۔ کیا زید کا یہ کہنا درست ہے؟

الجواب

۱- ایسے لوگ جو دیوبندیوں کے گمراہ کن اور کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود دیوبندی مولویوں کو اچھا سمجھتے ہیں اور تبلیغی جماعت میں شریک بھی ہوتے ہیں، یہ لوگ یقیناً دیوبندی ہیں۔ دیوبندیوں کی کفری عبارتیں سن کر ان کو اچھا سمجھنا کفر ہے۔ علما کا متفقہ فتویٰ ہے:

"من شك في كفره و عذابه فقد كفر."(۱) جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے۔

جب شک کرنے کا یہ حکم ہے تو انھیں اچھا جاننے کا حکم کتنا سخت ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۲- زید دیوبندی کے یہاں کھانے کی وجہ سے ایک نہیں کئی گناہوں کا مرتکب ہوا ہے، وہابی کے ساتھ میل جول، بلکہ دوستی رکھ کر، کیوں کہ کوئی دعوت کسی کی اسی وقت کرتا ہے جب اس سے رشتہ ہو یا دوستی ہو۔ دوسرے دیوبندی کے یہاں کھانا کھا کر اور اگر معاذ اللہ صورت حال یہ ہو کہ کھانے میں گوشت رہا ہو اور یہ جانور کسی دیوبندی نے ذبح کیا ہو تو مردار کھانے کا گناہ الگ ہوا۔ پھر اس گناہ کے عذر میں زید نے جو کچھ کہا وہ گمراہی ہے

(۱) در مختار، ج:۲، ص:۴۳۵، کتاب الصلوٰۃ.

اور زید کی جہالت۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ مالِ غنیمت کیا ہے۔ مالِ غنیمت کوئی خوشی سے نہیں دیتا، بلکہ مالِ غنیمت حاصل کرنے والا اپنے قہر و غلبہ سے کافروں کو مقہور و مغلوب کر کے حاصل کرتا ہے۔ زید پر ان سب باتوں سے توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سب دیوبندی کافر نہیں

مسئولہ: محمد غلام خواجہ، حاجی عبد الرشید، محلہ بڑی مسجد، لوہتہ، بنارس، (یو۔پی۔)- ۲۰ر صفر ۱۴۱۴ھ

مسئلہ- میں ابھی حال ہی میں مبارک پور گیا تھا، وہاں پر مجھ کو لوگوں نے ایک فتویٰ دکھایا، جس کو لے کر میں بنارس چلا آیا، یہاں لوگوں کو دکھایا جس سے کچھ باتوں سے ہم لوگ کافی الجھن محسوس کر رہے ہیں، جو درج ذیل ہے:

۱- یہ کہ ہم لوگ سنی صحیح العقیدہ ہیں، لیکن ہم لوگوں کا کاروبار عرصہ دراز سے مدن پورہ کے وہابیوں، دیوبندیوں سے ہے۔ چوں کہ کاروباری تعلق ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی نمازِ جنازہ میں ہم لوگ شریک رہتے ہیں جو کہ فتویٰ کے حساب سے کفر کیا اور جب کفر کیا تو اسلام سے خارج، ایسی شکل میں ہم لوگ کیا کریں کہ اسلام میں داخل ہو جائیں؟

۲- یہ کہ جو لوگ مر گئے وہ کفر کرتے کرتے مر گئے۔ ان کے بارے میں کیا راے دیں گے؟

۳- یہ کہ ہم لوگ دیوبندیوں سے اتنا قریب ہو گئے تھے کہ شادی بیاہ وغیرہ بلا جھجک کرنے لگے، جس کی وجہ سے ہم لوگوں کی اور ان لوگوں کی بہن بیٹیاں ایک دوسرے سے منسلک ہیں، ان کے بارے میں کیا راے دیں گے؟ اور جب دیوبندی، غیر مقلد، وہابی یہ تینوں اسلام سے خارج، اس لیے نکاح ہی نہیں ہوا، لہٰذا حرام کاری ہوتی رہی، اور فتویٰ دیکھنے کے باوجود زیادہ تر لوگ اپنی بیویوں کے ساتھ اسی طرح رہتے ہیں اور کچھ لوگ بیوی کے پاس جانا بند کر دیے ہیں، لیکن بول چال اسی طرح جاری ہے، اس کے بارے میں کیا راے دیں گے۔ ہم لوگ بہت پریشانی میں مبتلا ہیں، کوئی کہتا ہے میں وہابی ہو جاؤں گا، کوئی کہتا ہے میں غیر مقلد ہو جاؤں گا، کوئی دیوبندی ہونے کو کہتا ہے، کوئی طلاق دینے کو کہتا ہے، لیکن جو اولاد ہو گئی وہ حرام ہوئی اور اس پر ہمیشہ حرامی کا لیبل لگا رہے گا۔ اس طرح بہت سی پریشان کن الجھن درپیش ہے۔ اطمینان بخش راے سے نوازیں عین کرام ہوگا۔

الجواب

ضروری تھا کہ مبارک پور میں جو فتویٰ آپ کو دکھایا گیا تھا، اس کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی سوال میں بھیج

دیتے تو آپ کو جواب دینے میں بہت آسانی ہوتی۔ غالباً اس فتوے کے شروع میں یہ عبارت ہے بلفظہٖ یا اس کے ہم معنی۔ ———— وہابی دیوبندی غیر مقلد شان رسالت میں گستاخی کرنے کی مرتد ہیں۔ اس پر آپ کو کافی دھیان دینا ضروری تھا اور فوراً اس کی تحقیق کرنی چاہیے تھی کہ فتویٰ میں مقلدوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے اور بلا شبہہ صحیح ہے تو آپ کو خود اپنے سے فتویٰ پوچھنا چاہیے تھا کہ جب یہ لوگ گستاخ رسول ہیں تو مسلمان رہے یا نہیں؟ آپ کو یہی فیصلہ کرنا پڑے گا کہ مسلمان نہیں رہے اور جب مسلمان نہیں رہے تو پھر ان کی نماز جنازہ پڑھنے، ان کے یہاں شادی بیاہ کرنے کا سوال ہی نہیں۔ کاروباری تعلق تو آپ حضرات کا ہندوؤں سے بھی ہے، کیا ہندوؤں کی لاش پھونکنے مرگھٹ جاتے ہیں، کیا ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کاروباری تعلق کسی رافضی سے بھی ہو، کیا رافضیوں کی نمازِ جنازہ آپ پڑھتے ہیں، رافضیوں کے یہاں شادی بیاہ آپ کرتے ہیں، پھر بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ آپ سنی ہیں تو آپ پر لازم تھا کہ ہوش سنبھالتے ہی وہابی سنی اختلافات کی بنیاد کو معلوم کرتے دیوبندیوں وغیر مقلدین کے مشترک امام ہندوستان میں وہابیت کی بنیاد رکھنے والے اسماعیل دہلوی نے کتاب صراط مستقیم کے ص:۹۵ پر لکھا:

”صرف ہمت بسوے شیخ وامثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ و خر خود است۔“

نماز میں اپنے پیر اور دوسرے بزرگانِ دین کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل و گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی گنا زیادہ بُرا ہے۔

اس عبارت میں دہلوی نے حضور اقدس ﷺ کے خیال مبارک کو بیل اور گدھے کے خیال سے کئی گنا زیادہ برا بتایا، کیا اس میں حضور اقدس ﷺ کی توہین نہیں ہے۔ انھیں دہلوی صاحب نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے ص:۶۰ پر حضور اقدس ﷺ کے بارے میں لکھ ڈالا: ”کہ مر کر مٹی میں مل گئے۔“ دیوبندی جماعت کے سرگروہ اشرف علی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کے ص:۸ پر حضور اقدس ﷺ کے علم مبارک کے بارے میں لکھا: ” اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کو بھی حاصل ہے۔“

اب آپ اپنے ایمان سے پوچھیے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے علم مبارک کو ہر کس و ناکس زید، عمرو، بکر بچوں اور پاگلوں، جانوروں اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ دے۔ کیا اس نے حضور اقدس ﷺ کی توہین نہیں کی۔ کی اور ضرور کی۔ اب آپ اپنے دل سے فتویٰ پوچھیے کہ یہ مسلمان رہا۔ سارے وہابی خواہ

دیوبندی ہوں یا غیر مقلد۔ اسماعیل دہلوی کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی اسی کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانے گا جس کے عقیدے پر ہوگا۔ اس لیے ثابت کہ سارے وہابی اسی عقیدے پر ہیں، جو اسماعیل دہلوی کا تھا؟ اسی طرح سارے دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی کو اپنا بزرگ و پیشوا مانتے ہیں۔ اس لیے سب کا وہی عقیدہ ہوا جو تھانوی کا تھا ہاں ایسے بہت سے غیر مقلد اور دیوبندی ہیں اور غالباً عوام کی اکثریت ہی ایسی ہے جو اپنے پیشواؤں کی کفری عبارتوں سے واقف نہیں۔ صرف پارٹی بندی یا دنیوی منفعت کے لالچ میں یا باپ دادا کی عصبیت کی بنا پر دیوبندی یا غیر مقلد ہیں کہ باپ دادا دیوبندی تھے تو وہ بھی دیوبندی، باپ دادا غیر مقلد تھے تو یہ بھی غیر مقلد۔

ایسے لوگ، جو وہابی پیشواؤں کی ان عبارتوں اور عقیدوں سے واقف نہیں، جن میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے یا کفر ہے ان کے بارے میں کفر کا فتویٰ نہیں۔ کفر کا فتویٰ صرف ان لوگوں پر ہے جو وہابی بزرگوں کی ان عبارتوں سے واقف ہیں۔ جن میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے یا کوئی کفر ہے۔ پھر بھی ان کو اپنا بزرگ و پیشوا مانتے ہیں انھیں کافر نہیں جانتے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے ایسا کہ جو اس کی اس توہین سے واقف ہو پھر بھی ان کو کافر نہ جانے تو وہ بھی کافر ہے۔ شفا اور اس کی شروح درر، غرر، الاشباہ والنظائر، درمختار وغیرہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔ سلطان التارکین حضرت مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بنارس، بجرڈیہہ لوہتہ ہر جگہ سنیوں کو یہی بتایا۔ ضروری ہے کہ اب آپ کم از کم ”سیف الجبار، اور منصفانہ جائزہ“ کتابیں پڑھ لیں یا پھر اہل سنت کے مدارس حنفیہ غوثیہ بجرڈیہہ، مدرسہ فاروقیہ ریوڑی تالاب، حمیدیہ رضویہ ہٹیا مدن پورہ جا کر وہاں کے علما سے وہابی سنی اختلافات کو کما حقہ سمجھ لیں۔ آپ نے علما سے سنا ہوگا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ سوائے ایک کے سب جہنم میں جائیں گے۔ اس کی روشنی میں ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اللہ عزوجل اور آخرت کا خوف دل میں رکھ کر نیک نیتی کے ساتھ وہابی، سنی اختلاف کو کما حقہ سمجھنے کی کوشش کرے اور ان کو کما حقہ سمجھے۔ جو اس میں سستی کرے وہ جانے میں نے بنیادی بات آپ کو لکھ دی پہلے اس کو سمجھ لیجیے۔ بقیہ فروعی باتوں کا جواب آپ پر خود واضح ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے سوال پر ایک معارضہ

مسئولہ: عبد الرشید، جنرل مرچنٹ، چوک بازار، بلرام پور، گونڈہ (یو۔پی۔)-۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ امت مسلماں نماز ادا کرنے کے لیے پہلے اذان دیتے بعدہ بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھتے

ہیں۔ کچھ وقفہ بعد تکبیر تحریمہ ادا کر کے جماعت سے نماز ادا کرتے ہیں، ابھی تک ہر فرقہ کے لوگ مسجدوں میں برابر نماز ادا کرتے تھے مگر کچھ لوگوں نے مسجد میں ایک تختی چسپاں کر دی ہے کہ یہاں صرف اہل سنت و جماعت کے لوگ ہی نماز پڑھ سکتے ہیں، دوسرے فرقہ کے حضرات نماز پڑھنے کی زحمت نہ کریں۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا نماز پڑھنے چلا جاتا ہے تو گریبان پکڑ کر بے حرمتی کے ساتھ مسجد سے باہر زبردستی کر دیتے ہیں، اور نماز پڑھنے نہیں دیتے اور فجر کے وقت جماعت ختم ہو جانے کے بعد بلند آواز سے سلام پڑھتے ہیں۔

❶- یہ اذان دینے کے بعد صلاۃ و سلام پڑھنے بعدہ تکبیر تحریمہ ادا کر کے جماعت سے نماز ادا کرنے کا طریقہ امام اعظم یا شافعی، مالک یا حنبل میں سے کس امام نے رائج کیا ہے؟ واضح فرمائیں۔

❷- کیا اذان کے بعد صلاۃ و سلام اور بعدہ تکبیر تحریمہ ادا کر کے نماز ادا کرنے کے بعد سلام کسی صحابہ نے یا تابعین نے بھی پڑھا ہے۔

❸- غیر فرقہ کے اشخاص کو نماز پڑھنے سے منع کر کے مسجد میں ان کی بے حرمتی کر کے زبردستی کس امام نے باہر ڈھکیلا ہے؟

❹- مندرجہ بالا حرکت کرنے والے شخص پر کیا جرم عائد ہوتا ہے، اس کا کفارہ کیا ہے؟

❺- جب کہ کوئی شخص نماز ادا کر رہا ہو تو بلند آواز سے تسبیح پڑھنا اور کلام پاک کی تلاوت کرنا منع ہے کیوں کہ نماز میں خلل پڑتی ہے، کیا بلند آواز سے سلام پڑھنے سے نماز میں خلل نہیں پڑتی؟ اس لیے جائز ہے؟

❻- نماز جنازہ سے قبل سلام و میلاد پڑھنے کا طریقہ امام اعظم و شافعی و مالک، و حنبل سے کس کا طریقہ تھا؟ جواب دے کر ہمارے قلب کو سکون و منور و مجلّٰی فرمانے کی زحمت گوارا کریں گے۔

الجواب

دیوبندی، مودودی شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں ان کو مسجد میں آنے دینا جائز نہیں، خود حضور اقدس ﷺ نے منافقین کو نام بنام مسجد سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس لیے اہل سنت کی مساجد میں ایسی تختی لگانا کہ کوئی بدمذہب وہابی دیوبندی نماز نہ پڑھے بالکل صحیح ہے، اور انھیں دھکے دے کر مسجد سے باہر کرنا حق۔ در مختار میں ہے:

"و یمنع منه کل موذ ولو بلسانه."[1] — مسجد سے ہر ایذا دینے والے کو روکا جائے گا اگرچہ وہ زبان سے ایذا دے۔

دیوبندیوں سے بڑھ کر موذی کون جو اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ اذان اور نماز کے بعد

(۱) درمختار، ج:۲، ص:۴۳۵، ۴۳۶، کتاب الصلاة.

بھی درود و سلام پر آپ نے جس انداز سے سوال کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو کسی دیوبندی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے، آپ یقین کیے ہوئے ہیں کہ جو بات قرآن و حدیث اور ائمہ دین سے صراحۃً ثابت نہ ہو وہ حرام ہے اس لیے پہلے آپ خود یا جس نے آپ کو غلط فہمی میں ڈالا ہے اس سے ان دو سوالوں کا جواب حل کرا دیں۔ اول یہ کہ ایک شخص روزانہ بعد نماز فجر بیٹھ کر قرآن مجید دیکھ کر تلاوت کرتا ہے یہ ثواب کا کام ہے کہ گناہ کا؟ اگر آپ کے نزدیک یہ گناہ کا کام ہے تو آپ سے اس کی توقع نہیں کہ حق بات سمجھ سکیں، اور اگر ثواب کا کام ہے تو بتائیں کہ کیا قرآن سے یا حدیث سے یا ائمہ مجتہدین کے اقوال سے یہ ثابت ہے کہ روزانہ نماز فجر کے بعد بیٹھ کر قرآن مجید دیکھ کر تلاوت کرتے تھے اگر ثابت ہے تو قرآن کی وہ آیت وہ حدیث اور امام کا قول نقل کریں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں حکم دیا کہ نبی ﷺ پر درود و سلام پڑھو تو آپ یا جس نے آپ کو سکھایا ہے اس سے پوچھ کر بتائیے کہ درود و سلام کس وقت کس طریقے سے پڑھیں۔ جو طریقہ بھی بتایا جائے اس کو قرآن کی آیت یا حدیث یا کسی امام کے قول سے ثابت کیا جائے ان دونوں سوالوں کے جوابات آپ یا کوئی دیوبندی صاحب دے دیں گے تو پھر ہم اسی جواب سے اذان و اقامت کے درمیان اور نماز کے بعد درود و سلام کو ثابت کر دیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی کو جانچنے کا طریقہ۔ فاسق معلن کو امام بنانا گناہ

مسئولہ: علی حسن، خیرہ بازار، بھارت ٹینٹ ہاؤس، چھپرہ، بہار۔ ۳ر صفر ۱۴۱۷ھ

مسئلہ- ❶- ایک شخص دیوبندی سے لگاؤ رکھتا ہے یعنی اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کرتا ہے؟

❷- دیوبندی ادارہ سے اس کی تعلیم ہے اور اپنے لڑکے کو بھی سیوان کے دیوبندی مدرسہ میں تعلیم دلوا رہا ہے۔

❸- اس کا لگاؤ مونگیر مدرسہ سے ہے جو دیوبندیوں کا مدرسہ ہے اس کے لگاؤ کا ثبوت یہ ہے کہ وہ اوقات نماز کا نقشہ مونگیر سے لاکر مسجد میں لگایا ہے۔

❹- موصوف مذکور کے گھر دو آدمی پتہ لگانے کے لیے گئے تھے کہ یہ شخص دیوبندی ہے یا سنی تو یہ پتہ لگا کہ دس بارہ گاؤں تک کوئی سنی جماعت کا نہیں سب دیوبندی ہیں وہاں میلاد شریف نہیں مناتے ہیں۔ شخص مذکور کے گھر والے بھی سب دیوبندی ہیں۔

❺- ایک صاحب نے شخص مذکور سے رائے لی کہ ہم مرید ہونا چاہتے ہیں تو شخص مذکور نے رائے دی کہ مرید ہونے کی ضرورت نہیں صرف نماز پڑھیے اور روزہ رکھیے۔

❻- شخص مذکور کے ہم خیال لوگوں نے پھلواری شریف سے شخص مذکور کے بارے میں استفتا کیا تو وہاں سے جواب آیا کہ شخص مذکور کے پیچھے نماز جائز ہے۔
❼- شخص مذکور سے کبھی درود پڑھتے نہیں سنا گیا۔
❽- شخص مذکور کہا کرتا ہے کہ ہم کسی مولوی کے پیچھے پڑے نہیں رہتے ہم کو کسی مولوی سے تعلق نہیں۔
❾- شخص مذکور بیس سال سے ایک مسجد میں امامت کرتا ہے۔
❿- من میں آتا ہے تو نماز پڑھ لیتا ہے ورنہ نہیں؟ حضور آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ شخص مذکور دیوبندی ہے یا سنی کیا دیوبندی کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے؟ تفصیلی جواب سے رہبری فرمائیں، یہاں کی سنیت خطرے میں ہے۔

الجواب

شخص مذکور کے جو احوال سوال میں درج ہیں اس سے ظاہر ہے کہ شخص مذکور کم از کم سنی نہیں لیکن سوال میں مذکور باتوں کی بنا پر اس شخص کو قطعی طور پر دیوبندی بھی نہیں کہہ سکتے۔ اس کی تحقیق کے لیے اس کے سامنے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتیں پیش کی جائیں اگر وہ ان عبارتوں کے لکھنے والوں کو کافر کہے تو سنی ہے اور اگر مسلمان کہے یا بہانے بازیاں کرے تو سنی نہیں دیوبندی ہے۔ اگر ثابت ہو جائے کہ دیوبندی ہے تو اسے بلا تاخیر امامت سے الگ کر دیں، اس کے پیچھے ہرگز ہرگز کوئی نماز نہ پڑھیں۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر قضا کے حکم میں ہے، اور اگر ثابت ہو جائے کہ وہ سنی ہے تو بھی اس کو امامت سے الگ کر دیں۔ کیوں کہ جب وہ نماز کا پابند نہیں، قصداً نمازیں چھوڑ دیتا ہے تو وہ شخص فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا دہرانا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا بسط البنان اور تغییر العنوان لکھنے کے بعد بھی اشرف علی کا کفر باقی رہے گا؟

مسئلہ- جب حفظ الایمان کے مصنف مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ بسط البنان میں یہ لکھ دیا کہ میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ الخ۔ تو حفظ الایمان کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو؟ کیا بسط البنان لکھنے کے بعد اور تغییر العنوان لکھنے کے بعد بھی تھانوی صاحب پر کفر باقی رہ جاتا ہے؟ اگر کفر باقی رہ جاتا ہے تو کیسے؟ یہ دیوبندی کا سوال ہے۔

الجواب

جب تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کے ص: ۷ پر وہ کفری عبارت لکھی ہے: "پھر یہ کہ ذات مقدسہ پر الخ"، جس کا صاف صریح مطلب یہ ہے کہ انھوں نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں،

چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا اس کے برابر کر دیا۔ حفظ الایمان ان کی زندگی میں چھپتی رہی، اب بھی چھپ رہی ہے، جس میں یہ عبارت موجود ہے تو بسط البنان میں یہ کہنا کہ میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، سراسر جھوٹ اور دجل اور فریب ہے، یہ انکار بالکل ایسے ہی ہے جیسے ہر چور کچہری میں جا کر چوری سے انکار کرتا ہے۔ کیا جرم کے ثبوت کے بعد مجرم کے محض انکار سے اسے بری کر دیا جائے گا۔ یہ دنیا میں کہاں کا قانون ہے قطعی، حتمی ثبوت کے بعد اس انکار کی کوئی حیثیت نہیں۔ ایک شخص نے علانیہ کفر بکا اور بکا ہی نہیں لکھ کر چھاپ رہا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ میں نے یہ کفر نہیں بکا ہے تو اس کا یہ انکار کچھ مفید نہیں۔ رہ گیا تغییر العنوان کا معاملہ تو اولاً حفظ الایمان ص:۷ کی بنا پر توبہ و تجدید ایمان فرض تھا وہ انھوں نے نہیں کیا۔ زندگی بھر اس کفری عبارت کو حق مانتے رہے، اسی پر مرے پھر تغییر العنوان لکھنے سے کیا فائدہ؟ ایک شخص زندگی بھر بت پوجتا رہے اور اسی حال میں مرے اور اخیر میں نماز بھی پڑھنے لگے مگر بت پرستی سے توبہ نہ کرے، کیا اسے کوئی بھی مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح جب تھانوی صاحب زندگی بھر حفظ الایمان کی کفری عبارت کو حق مانتے رہے، اسی پر مرے تو تغییر العنوان سے انھیں کیا فائدہ۔ ثانیاً انھوں نے تغییر العنوان الگ رسالہ لکھا اور حفظ الایمان میں بعینہ وہی عبارت باقی رکھی، حتی کہ آج تک وہی عبارت موجود ہے تو تغییر العنوان لکھنے سے حفظ الایمان کا کفر کیسے اٹھ گیا۔ اس کی مثال تو یہ ہوئی کہ ایک شخص زندگی بھر بت پوجتا رہا، ایک بار مسجد میں جا کر نماز پڑھ لی، نہ بت پرستی سے توبہ کی اور نہ نماز پڑھنے کے بعد بت پرستی سے باز آیا، کیا یہ شخص مسلمان کہا جائے گا؟

خلاصہ یہ ہے کہ حفظ الایمان کی کفری عبارت کی وجہ سے تھانوی صاحب پر توبہ اور تجدید ایمان فرض تھا، وہ انھوں نے نہیں کیا بلکہ زندگی بھر حفظ الایمان کی کفری عبارت کو حق مانتے رہے۔ اس لیے تغییر العنوان لکھنے کے باوجود وہ کافر اور مرتد ہی رہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل سنت کے معمولات پر عمل کرنے کے ساتھ تھانوی کو بزرگ ماننے والا سنی ہے یا نہیں؟

مسئولہ: حاجی ریاض احمد صاحب، کیر آف کلکتہ اسٹور، اورنگ آباد- ۱۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ زید کلمہ، نماز، روزہ، زکاۃ حج ادا کرتا ہے اور سیرت النبی ﷺ کا جلسہ و بزرگان دین کے مزارات کی زیارت بھی کرتا ہے اور قرآن و حدیث

پر ایمان بھی رکھتا ہے، خلفاے راشدین، وصحابۂ کرام وتابعین وتبع تابعین کو دل سے مانتا ہے اور ان کی اتباع کرتا ہے اور ائمۂ اربعہ پر اعتقاد رکھتا ہے، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کرتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی و حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ و دیگر علماے دین کو بزرگانِ دین سمجھتا ہے۔ زید سنی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے۔ اس میں بلا شبہہ حضور اقدس ﷺ کی شدید توہین ہے اور ساری امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ توہین کفر ہے اور ایسا کفر ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ ملا علی قاری کی شرح شفا اور شامی میں ہے:

"اجمع المسلمون علی أن شاتمه کافر من شك في عذابه وكفره كفر."(1)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

اس لیے علماے حل و حرم، عرب و عجم نے مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہے، جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اس شخص کو پہلے حفظ الایمان کی مذکورہ بالا کفری عبارت دکھائی جائے جو حفظ الایمان کے ص:۸ پر ہے۔ اگر اسے کچھ شکوک وشبہات ہوں تو اسے دور کیا جائے۔ اگر وہ پھر بھی تھانوی کو پیشوا مانے تو وہ ضرور دیوبندی وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ کہنا کیسا ہے کہ دیوبندی اور سنی میں کوئی فرق نہیں

مسئولہ: مولانا محمد احمد، بلا پور، کرناٹک

مسئلہ- زید پہلے صحیح العقیدہ سنی تھا مگر کسی وہابی سے دوستی کیا اور ان کی کتابیں پڑھنا شروع کیا، اب کہتا ہے کہ دیوبندی اور سنیوں میں کوئی فرق نہیں۔

الجواب

زید جب یہ کہتا ہے کہ سنی اور وہابی میں کوئی فرق نہیں تو وہ گم راہ بد دین ہوگیا۔ دیوبندی حضور اقدس ﷺ کی توہین کو اپنے ایمان کا جز سمجھتے ہیں اور سنی شاتمانِ رسول کو کافر و مرتد جانتے ہیں۔ یہ بہت بڑا بنیادی

(1) الرد المحتار علی هامش الدر المختار، ص:۳۷۰، ج:٦، کتاب الجهاد، باب المرتد، دار الکتب العلمیة، بیروت

فرق ہے۔ آپ یقین مانیے کہ اس نے دیوبندی وہابیوں کی کل کتابیں نہیں پڑھی ہیں ورنہ وہ ایسا نہیں کہتا، یا پھر عناد میں یہ ایسا کہہ رہا ہے۔ اگر یہ انصاف پسند ہے تو اسے اہل سنت کی بھی کتابیں پڑھنی چاہئیں خصوصاً حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، مصباح الجدید، جاء الحق وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی بریلوی اختلاف کو فالتو بات کہنا کفر ہے

مسئولہ: حاجی لطف الرحمن، غریب نواز ہوٹل، گھنٹہ گھر، کوٹہ (راجستھان)-۱۷؍ ذو قعدہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین مسائل ذیل میں:

۱- مولویوں کی لڑائی ہے، وہابی، نجدی، دیوبندی، اسلامی جماعت، مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے، یہ بہت بری بات ہے، اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔ دیوبندی بریلوی فالتو بات ہے۔

۲- جو شخص جماعت سے نماز پڑھتا ہے، اور مولویوں کی برائی کرتا ہے، مطلق جاہل، فاسق، وفاجر نماز پڑھتا ہے، داڑھی منڈاتا ہے، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

۱- جس نے جملہ مذکورہ کہا وہ صلح کلی اور اسلام سے خارج ہے۔ وہابی، دیوبندی، مودودی نے شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کی۔ شان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے والا باجماع مسلمین کافر ہے۔ اسے فالتو بات کہنا گستاخان رسول کی حمایت ہے، اس لیے کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲- یہ شخص کئی وجوہ سے فاسق وفاجر، جہنم کا مستحق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تھانوی کی کوئی کتاب پڑھنا جائز نہیں

مسئولہ: سید عبد الرحمن

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین مسئلہ ہذا میں: کیا ایک حافظ قرآن چاہے کوئی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ یہ کہے کہ اشرف علی تھانوی کافر ہے اور ان کی اردو ترجمہ والا قرآن پاک اور ان کی لکھی ہوئی کتاب بہشتی زیور پڑھنا حرام ہے؟ شرع میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

الجواب

حافظ صاحب مذکور کا یہ کہنا بالکل حق ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں یہ لکھا، "اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب ہر زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" اس عبارت میں بلا شبہہ حضور اقدس ﷺ کی صریح توہین ہے۔ قرآن کریم کے اس کے

ترجمے میں بے شمار غلطیاں ہیں، قرآن کی تحریف معنوی ہے، بہشتی زیور میں غلط مسائل درج ہیں۔ اسی لیے تھانوی کی کوئی کتاب پڑھنا اپنے آپ کو گم راہی کے لیے پیش کرنا ہے۔ اس بنا پر یہ جائز نہیں کہ اس کی کوئی کتاب پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کا افترا

مسئولہ: محمد غلام رسول انصاری، گورکھپور - ۱۸ر محرم ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- دیوبند سے بریلی تک نامی کتاب مولانا "خون کا آنسو" نامی کتاب کا رد لکھتے ہوئے کہیں علماے بریلی کی کتاب "غایت المرام" کے ص:۵۱،۵۵ اور ص:۶۷،۷۱ر میں لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہر محفل میلاد میں تشریف لاتے ہیں، تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا فرض ہے، قیام نہ کرنے والا کافر۔ جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ اہل قبلہ کو کافر کہنے سے باز رہے۔ ایک کلمہ گو مسلمان میلاد شریف سن کر واپس چل دیتا ہے، یا مسجد سے نماز پڑھ کر اپنے قیام وطعام کی طرف روانہ ہو جاتا ہے یا مسجد یا خانقاہ میں ذکر کے لیے روانہ ہو جاتا ہے تو ایسے لوگوں کے متعلق از روے شرع کیا فتویٰ دیا جائے گا۔ اگر کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو پھر امام صاحب نے ان ستر (۷۰) خارجیوں پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں لگایا جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے، امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ایک صاحب کلمہ گو میں بہت سے وجوہات اسلام کے پائے جاتے ہیں اور کچھ کفریہ تو کافر نہ بنایا جائے۔ دورِ حاضر میں بے نمازیوں کو مجمع عام میں کافر بنایا جا رہا ہے، خواہ وہ جمعہ وعیدین کی نماز پڑھتے ہوں۔

الجواب

"غایت المرام" نام کی کوئی کتاب علماے اہل سنت کی نہیں اور اگر اس کتاب میں وہ لکھا ہے جو آپ نے نقل کیا ہے تو بہر حال غلط ہے۔ میلاد شریف میں تعظیم کے واسطے کھڑے ہونے کو ہم فرض نہیں کہتے مستحسن اور باعث اجر وثواب جانتے ہیں۔ قیام نہ کرنے والے کو ہم ہرگز کافر نہیں جانتے، اگر بلا عذر قیام نہیں کرتا اسے محروم جانتے ہیں۔ اور اگر کسی عذر شرعی کی بنا پر شریک نہیں ہوا تو یہ بھی نہیں کہتے، کافر کہنا تو دور کی بات ہے۔ دیوبندیوں کی عادت ہے کہ وہ علماے اہل سنت کے دلائل قاہرہ سے عاجز آکر خود کتاب گڑھ لیتے ہیں، عبارت بنا لیتے ہیں۔ اس کے شواہد میری کتاب "تحقیقات" میں بکثرت ہیں۔ اور آپ نے جو لکھا ہے، امام صاحب فرماتے ہیں کہ ایک صاحب کلمہ گو میں بہت سے وجوہات اسلام کے پائے جاتے ہیں اور کچھ کفریہ تو کافر نہ بنایا جائے۔ امام صاحب نے یہ کہیں نہیں فرمایا اور یہ بالکل غلط ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ ہندو، یہودی، عیسائی کسی کو کافر نہ کہا جائے، کیوں کہ ان سب میں بہت سی باتیں اسلام کی پائی جاتی ہیں، مثلاً خدا کا وجود، اس کی عبادت کا

واجب ہونا، سچ کا اچھا ہونا، جھوٹ کا برا ہونا، زنا، چوری، ڈاکہ، خونِ ناحق کا معیوب ہونا۔ عیسائی انجیل کو خدا کی کتاب مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں، یہودی تورات کو خدا کی کتاب مانتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں۔ یہ دونوں قیامت، جنت، دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہم بے نمازی کو کافر نہیں کہتے، جو کہتا ہو اس سے سوال کیجیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے اور اتنا واس قدر کے معنی میں بھی

مسئولہ: شکیل احمد نعیمی، لطیفی، امام بڑی مسجد، کاکورہ، پوسٹ خاص، سکندر آباد، بلند شہر (یو۔پی۔) - ۲۰ر صفر ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہی آتا ہے اور اس کے سوا غیر کے لیے نہیں آیا کرتا ہے؟ اگر غیر کے لیے بھی آتا ہو تو پھر تھانوی صاحب کی تکفیر کیوں ضروری ہے؟

الجواب

لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے بھی آتا ہے اور اتنا واس قدر کے معنی میں بھی آتا ہے۔ حفظ الایمان کی عبارت میں تشبیہ کے لیے مانیں تو کفر، اور اتنا، اس قدر کے معنی میں مانیں تو کفر۔ کیوں کہ معنی یہ ہوں گے کہ حضور اقدس ﷺ جتنا علم ہر کس وناکس، حتی کہ بچوں، پاگلوں، چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔ یہ ضرور کفر ہے۔ اس کو کیا کیجیے گا کہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے جس کو دیوبندی مولانا مدنی کہتے ہیں، اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں لکھا ہے "ایسا" کلمۂ تشبیہ ہے۔ میں آپ کے پاس اپنی کتاب منصفانہ جائزہ بھیج رہا ہوں، بذریعہ ڈاک، آپ اسے چھڑا لیں، اس میں دیوبندی کی تکفیر کی پوری بحث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے اہل سنت پر چند اعتراضات اور شارح بخاری کے مسکت جوابات

مسئولہ: رضی احمد صدیقی، پریم نگر، اورئی، جالون - ۱۴ر ربیع الآخر

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ:

۱- دور دراز مقام سے "یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے" کہنا جائز ہے کہ نہیں؟

۲- کافر ومشرک پر سلام پڑھنا جائز ہے کہ نہیں؟

۳- عرش وکرسی، لوح وقلم جن وبشر، زمین وآسمان شجر وحجر کافر ومشرک غرض زمین تا آسمان جو بھی مخلوق ہے آپ کی امت میں ہے کہ نہیں؟

۴- "ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں... شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام" کہنا درست ہے کہ نہیں؟

(۵)-بلا وجہ جان بوجھ کر نماز چھوڑنا، دین کے کام چھوڑنا، سنتوں پر عمل نہ کرنا، دوسرے مسلمان بھائی کو روحانی تکلیف پہنچانا اور یہ سمجھتے رہنا کہ شافع محشر ﷺ ہماری شفاعت کرالیں گے، جائز ہے یا نہیں؟

(۶)-حضور ﷺ کی یہ حدیث کہ مسلمان آپس میں سلام وکلام بند نہ کریں، صحیح ہے یا غلط، اور آج کل اس پر جو عمل ہو رہا ہے اس بارے میں کیا راے ہے؟

(۷)-حضور ﷺ کی یہ حدیث کہ نمازی کو دیکھے تو ایمان دار ہونے کی گواہی دے، صحیح ہے یا غلط؟ اور اس پر آج کل جو عمل ہو رہا ہے، اس کے بارے میں کیا راے ہے؟

(۸)-آپ کی یہ حدیث کہ دو مسلمان آمنے سامنے ہوں تو ایک دوسرے کو کافر نہ کہے، اس لیے کہ اگر یہ کافر نہ ہوا تو کہنے والا ہو جائے گا، صحیح ہے یا غلط اور آج کے دور میں جو مسلمان کو کافر ابلیس شیطان ملعون کہا جاتا ہے اس میں کیا راے ہے؟

(۹)-حضور ﷺ روز محشر اللہ کے سامنے جب سجدہ میں گریں گے تو خدا کی ایسی حمد وثنا کریں گے جو ابھی معلوم نہیں ہے یہ حدیث صحیح ہے یا غلط؟

(۱۰)-سلام کیا التحیات اور درود شریف سے افضل ہے، اور سلام پڑھنے کے لیے کھڑے نہ ہونے پر کوئی گناہ ہے، اور سلام نہ پڑھنے پر کوئی وعید آئی ہے، کسی صحابہ کا تابعین یا تبع تابعین نے یہ طریقہ سلام کا اختیار کیا ہے، اس طریقہ پر عمل کیا ہے، اگر پڑھا ہے تو کون سا سلام پڑھا ہے، یہ سلام جو آج کل مسجدوں میں پڑھا جاتا ہے کوئی نئی چیز ہے یا نہیں؟

(۱۱)-اکبر وارثی نے میلاد شریف میں آپ کی پیدائش کا جو نقشہ کھینچا ہے کہ حضرت عبد اللہ سے منتقل ہو کر یہ نور حضرت آمنہ تک آیا اور پھر درد زہ وغیرہ کا نقشہ اور پھر ولادت باسعادت کا نقشہ اور ختنہ وغیرہ کے بارے میں تفصیل لکھی ہے کیا پڑھنے والے کے سامنے حضور کے بچپن کا تصور نہیں آجاتا ہے، کیا یہ تصور جائز ہے اور اس کے بغیر کیا میلاد شریف نہیں ہو سکتی؟ اگر صرف صورت اور سیرت ﷺ پر بیان ہو تو کیا میلاد شریف ادھوری رہتی ہے؟

(۱۲)-اس دنیا میں سب سے بڑے افسر سے کوئی بات پوری کروانے کے لیے چھوٹے عہدیداروں کی سفارش کرواتے ہوئے بڑے سے بڑے عہدیداروں کی مثال دینا اس بات کو تسلیم کرانا نہیں ہے کہ خدا سمیع و بصیر نہیں ہے، اور وہ بھی ڈائرکٹ بندہ کی سن نہیں سکتا؟

(۱۳)-کیا دیو بندی علما کی تقریر سننا جائز نہیں ہے اگر سن لی جائے تو اس پر عمل سے ایمان کمزور ہوتا ہے؟

(۱۴)-لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان ملعونوں کے سائے سے بھی دور رہنا چاہیے، ان کی بات پر عمل اس

لیے نہ کرنا چاہیے کہ یہ شیطان کے بندے ہیں، کیا حکومت کا کوئی قانون اس لیے نہیں مانا جاسکتا کہ اعلان کرنے والا بھنگی ہے، اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کی کوئی گرفت نہیں؟

(۱۵)-کیا سنت وجماعت کا ایمان اتنا کمزور ہے تبلیغی جماعت کے پنڈال کے اندر پہنچنے میں چلا جاتا ہے۔

(۱۶)-کیا شفاعت کا حق حضور ﷺ کے علاوہ دیگر اشخاص کو بھی حاصل ہے۔

(۱۷)-اللہ واحد ہے ہر مخلوقی ذات وصفات سے مُبرّا ہے تو اس کو اگر تو کہیں یا آپ، اللہ فرماتا ہے یا اللہ فرماتے ہیں، کہنے سے کوئی فرق پڑتا ہے، اگر کسی شخص کا ایک باپ ہے اور وہ یوں کہے کہ میرے والد صاحب کہتے ہیں کیا اس کہنے سے اس شخص کے کئی باپ ہو جائیں گے؟

(۱۸)-حضور پاک ﷺ کے نام پاک کے پہلے اگر جناب لگا دیا جائے تو کیا یہ طریقہ آپ نے یا خدا نے منع فرمایا ہے یا کوئی بے حرمتی ہے؟

(۱۹)-لوگ یوں کہتے ہیں کہ کتے کے گلے میں پٹا پڑا ہونے کی وجہ سے اس کو کوئی پکڑ نہیں سکتا۔ کیوں کہ کتے کا مالک دعویٰ دائر کر دے گا۔ ہمارے گلے میں قادری، چشتی، نقشبندی، رضوی وغیرہ کا پٹہ پڑا ہوا ہے ہمیں بھی کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ چاہے عمل ناقص ہی ہوں یہ صحیح ہے۔

(۲۰)-اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے فتاویٰ میں جس بات کو رد کر دیا ہے جو لوگ اس کو چھوڑ دیں اور جس بات کا حکم کیا ہے اس پر پورا عمل کریں، کیا ایسا شخص جنتی ہے؟

(۲۱)-کیا سنت وجماعت وہی ایک واحد فرقہ ہے جس کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے کہ بہتر فرقے ہوں گے ایک جنتی ہے باقی دوزخی۔

(۲۲)-تبلیغی جماعت کے پیچھے کیا نماز نہیں ہوتی؟ کیوں کہ ہم تو ہر امام کے پیچھے نماز اس لیے پڑھتے ہیں کہ اللہ ہماری نیت سے واقف ہے، اور سارا دارومدار نیت پر ہے ہم گناہ گار ہیں۔ یہ امام چوں کہ پنج وقتہ نمازی ہے لہٰذا یہ ہم سے بہت بہتر ہے۔

(۲۳)-اللہ ایک اور اس کا رسول ایک اس کا کلام ایک لہٰذا وہ کلام کا فرمان ساری دنیا پر جاری ہے، کیوں کہ ساری دنیا ایک اور اس دنیا کا مالک اللہ ہے، اس میں عرب اور ہندوستان کے لیے حکموں کی الگ الگ وضاحت نہیں تب ہندوستان میں سود لینا حلال ہے بلکہ جائز ہے ایسا کیوں؟

(۲۴)-ایک مولانا اورئی آئے جامع مسجد مین روڈ پر باہر تقریر ہوئی، انھوں نے ہندوستان کی سرزمین کو مقدس سرزمین بتایا کیوں کہ آدم علیہ السلام جنت سے نکلنے کے بعد جب دنیا میں بھیجے گئے تو وہ مقدس سرزمین ہندوستان کی تھی۔ اب نکتہ چیں حضرات یہ کہتے ہیں کہ مولانا نے حضور کا نام ہندوستان کے ساتھ کیوں ملایا۔

حضور کا تعلق آدم علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے؟ اور ہندوستان سے حضور کا کیا تعلق جب کہ ہمارا ایمان اور عقیدہ یہی ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک دنیا کی ہر شے کے لیے گوشہ گوشہ کے لیے، ذرہ ذرہ کے لیے رحمت ہیں۔ لہٰذا آپ کا تعلق چاہے ہندوستان سے ہو چاہے لندن، عرب ہو یا عجم سب سے ہے۔

(۲۵)- ایک صاحب کا انتقال ہوا دوسرے یا تیسرے روز ان کا تیجہ ہوا۔ مسجد کے باہر لوگ کھڑے تھے جو سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ غصہ ہونے لگے کہ محرم کی ۷ یا ۸ تاریخ کو ان کا سوئم کیسے ہو گیا جب کہ ابھی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیجہ نہیں ہوا۔ کیا یہ صحیح ہے کہ امام حسین کے سوئم سے پہلے کسی میت کی سوئم نہیں ہو سکتے۔ ہم تو امام حسین کے سوئم کو بھی غلط سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ سوئم مردہ کے لیے ہوتے ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ خدا میں شہید کیے گئے، شہید کبھی نہیں مرتا۔ ہمیشہ زندہ رہتا ہے پھر زندہ کے سوئم کا کیا معنی؟ کیا ہمارا عقیدہ غلط ہے؟

(۲۶)- شیعہ حضرات خلفاے راشدین کا (حضرت علی کو چھوڑ کر) تبرا کرتے ہیں، سنت و جماعت کے پیشوا ہمیشہ اپنی تقریروں میں تبلیغی جماعت پر تبرا کرتے ہیں، کیا یہ طریقہ صحیح ہے جب کہ تبلیغی جماعت والے اپنی تقریروں میں ہمیشہ یہی دعا کرتے ہیں کہ اللہ سب کو نیک ہدایت دے سب مسلمانوں کو ایک اور نیک کر دے؟

الجواب

(۱)- بلا شبہہ دور دراز مقامات سے حضور اقدس ﷺ کو پکارنا مدد مانگنا جائز و مستحسن اور تمام امت کا معمول ہے اس کی بنیاد تین باتوں پر قائم ہے ایک یہ کہ حضور اقدس ﷺ آج بھی اپنی حقیقی دنیوی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الله حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء فنبي الله حيٌّ يرزق۔"[۱]

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا کہ انبیاے کرام کے جسموں کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہے، اسے روزی دی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ سلوك اقرب السبل میں فرماتے ہیں:

"باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ علماے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت ﷺ بہ حقیقت حیات بلا شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی اند و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آں حضرت را مفیض و مربی۔"[۱]

علماے امت کے درمیان اختلافات و مذاہب کے کثرت کے باجود کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ جس میں مجاز کا کوئی شائبہ اور تاویل کو کوئی وہم نہیں زندہ ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ نیز طالبانِ حقیقت کے لیے کہ آں حضرت ﷺ کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان کو فیض بخشنے والے اور ان کے مربی ہیں۔

دوسرے یہ کہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل و کرم سے اپنے حبیب ﷺ کو زمین اور سارے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی ہیں وہ اللہ کے اذن سے جسے چاہیں جو چاہیں عطا فرمائیں۔ امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام احمد حنبل نے روایت کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انّی اعطیتُ بمفاتیح خزائن الأرض۔"[۲]

زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں مجھے دی گئیں ہیں۔

مسند امام احمد بن حنبل کی حدیث میں:

"أوتيت بمقاليد الدنيا."[۳]

میرے پاس دنیا کی تمام کنجیاں لائی گئیں۔

علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

"هو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم خليفة الله الأعظم جعل خزائن كرمه ومواعد نعمه طوع يديه و إرادته يعطي من يشاء."[۴]

حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے سب سے بڑے نائب ہیں، اللہ نے اپنے سارے خزانے اور اپنی ساری نعمتوں کے سارے دستر خوان حضور کے قبضے اور اختیار میں دے دیئے ہیں جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل نے یہ قوت عطا فرمائی ہے کہ وہ سارے عالم کی آواز کو سنیں۔ دلائل الخیرات شریف میں حدیث ہے کہ فرمایا:

"أسمع صلوٰة أهل محبتي."

میں محبت کرنے والوں کے درود کو سنتا ہوں۔

اسی وجہ سے ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ امت حضور اقدس ﷺ کو دور دور سے پکارتی رہی ہے۔
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب شامیوں نے گرفتار کیا تو عرض کیا:

(۱) ابن ماجه، ص:٦٧، ابوداؤد، ص:١٥٠، كتاب الصلاة جمعة، مشكوٰة، ص:١٢١

(۱) سلوك اقرب السبل بالتوجه الى سيد الرسل مع أخبار الأخيار، ص:١٦١
(۲) بخاری جلد اول، ص:١٧٩، مسلم جلد:٢، ص:٢٥٠
(۳) مسند امام احمد بن حنبل، ج:٣، ص:٣٢٨، دارالفكر بيروت
(۴) الجوهر المنظم، ص:٤٢

"یا رحمة للعالمین ادرك لزین العابدین." اے رحمت عالم زین العابدین کی مدد فرمائیے۔

علامہ بوصیری پر فالج گرا تو مصر میں رہتے ہوئے پکارا:

"یاأکرم الخلق مالی من ألوذبه سواك عند حلول الحادث العمم." اے تمام مخلوقات سے بزرگ آپ کے سوا کون ہے جس کی مصیبت میں پناہ ڈھونڈی جائے۔

مولانا جامی عرض کرتے ہیں:

زمہجوری برآمد جان عالم — ترحم یانبی اللہ ترحم

حتیٰ کہ بانی مدرسہ دیوبند قاری طیب کے دادا کہتے ہیں:

کرم کرائے کرم احمدی کے تیرے سوا — نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

اب اگر مسلمانان اہل سنت یہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے تو اس میں کیا حرج ہے؟ اس کے خلاف فتویٰ دینے والے پہلے اپنے امام قاسم نانوتوی پر فتویٰ دے لیں پھر آکر بات کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-کافر و مشرک کو سلام کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے:

"لاتبتدؤا الیهود ولا النصاریٰ بالسلام."(۱) یہود اور نصاریٰ کو سلام نہ کرو۔

انھیں کے حکم میں تمام کفار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸-ساری مخلوقات حضور ﷺ کی امت ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا."(۲) بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

امت کی دو قسمیں ہیں، امت دعوت، امت اجابت، امت دعوت میں سارا عالم ہے، اور امت اجابت میں صرف مسلمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹-بلاشبہہ یہ کہنا صحیح ہے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ اس میں امت سے مراد امت اجابت ہے، جو صرف مسلمان ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا:

"شفاعتي لأهل الكبائر من أمتي."(۳) میری شفاعت میری اس امت کے لیے

(۱) مسلم، ج:۲، ص:۲۱٤، مشکوٰة: ص:۳۹۸
(۲) قرآن مجید، سورہ فرقان،آیت:۱، پ:۱۹
(۳) ابن ماجة، ص:۳۱۹، مشکوٰة، ص.٤۹٤

ہے جو کبیرہ کے مرتکب ہیں۔

امت جب مطلق بولتے ہیں تو اس سے امت اجابت مراد ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❺-کون مسلمان ہے جو ان کاموں کو جائز سمجھے گا، یہ سب کام بلاشبہہ ناجائز و حرام و گناہ ہیں۔ رہ گیا شفاعت کا معاملہ تو ابھی حدیث گزری اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ اللہ کی رحمت کیسے کس کو بخشے گی اسے کون بتا سکتا ہے، اور کس بات پر مواخذہ ہوگا اسے بھی کوئی نہیں جانتا۔ اس کو اللہ عزوجل نے سر مخفی رکھا ہے حدیث میں ہے(۱) کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کیا پھر ایک عالم کے پاس گیا اس سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بخشے گا کہ نہیں؟ انھوں نے کہہ دیا کہ ننانوے قتل کے بعد بھی؟ اس پر مشتعل ہو کر اس نے ان عالم کو بھی قتل کر دیا دوسرے عالم سے دریافت کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ انھوں نے کہا ہاں! ارض مقدس جاؤ، ارض مقدس جاتے ہوئے راستے میں انتقال ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے اسے بخش دیا۔ شفاعت کا مفہوم کچھ لوگوں نے غلط سمجھ رکھا ہے۔ گنہگاروں کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی سزا میں جہنم میں داخل فرمائے گا۔ جرم کی جتنی سزا ہے اس سے کم معیاد میں حضور اقدس ﷺ یا اور دوسرے محبوبان بارگاہ کی شفاعت سے جہنم سے نکالا جائے گا۔ کچھ ایسے بھی خوش نصیب ہوں گے جنھیں شفاعت کے صدقے میں بالکلیہ جہنم سے بچا لیا جائے گا۔ کون کس گروہ میں جائے گا، کوئی نہیں جانتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❻-اس مضمون کی کوئی حدیث میری نظر میں نہیں جس نے اسے حدیث بتایا اس سے حوالہ مانگیے۔

حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ فرمایا:

"من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار."(۲) جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے تو اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❼-اس مضمون کی کوئی حدیث میری نظر میں نہیں۔ مگر یہ بات واقع میں صحیح ہے کہ نماز پڑھنا مسلمان کی علامت ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر جانو گے۔ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے آگے نہیں بڑھے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر نماز پڑھنے والا مسلمان ہی ہو، ایسا ہو سکتا ہے کہ کچھ بدمذہب دین کے دشمن مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے نمازیں پڑھیں، اپنے آپ کو مسلمان کہیں مگر حقیقت میں مسلمان نہ

(۱) مسلم، ج:۲، ص:۳۵۹، مشکوٰة: ص:۲۰۳
(۲) مشکوٰة شریف، ص:۳۲، کتاب العلم، مجلس برکات.

ہوں۔ جیسا کہ اس زمانے میں قادیانی، دیوبندی، وہابی ہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مگر حقیقت میں مسلمان نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑧-آپ نے جو لکھا ہے اس میں کچھ الفاظ زائد ہیں، حدیث یوں ہے جو اپنے بھائی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہیں تو یہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جسے کافر کہا اگر وہ واقعی کافر ہے تو اس نے ٹھیک ہی کہا، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ہو سکتا ہے کہ بظاہر ایک شخص مسلمان ہو اور حقیقت میں کافر ہو اب اگر انھیں کوئی کافر کہے تو حدیث مذکور کی روشنی میں اس نے ٹھیک ہی کہا وہابی دیوبندی حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں کی ہیں۔ مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس علم سے مراد کل علوم غیبیہ ہیں، یا بعض۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔“

اس عبارت میں تھانوی نے حضور اقدس ﷺ کے علم غیب کو ہر کس و ناکس حتی کہ بچوں، پاگلوں حتی کہ جانوروں، کل چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر کہا۔ اس میں بلا شبہہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین ہے، اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ وہ بھی ایسا کافر کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ اس لیے اگر کسی دیوبندی کو کافر کہا تو اس نے صحیح کہا اور اسی حدیث سے ثابت کہ اب یہ کفر کہنے والے کی طرف نہیں لوٹے گا۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، المصباح الجدید کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑨-یہ حدیث صحیح ہے مگر اس سے ہمارے اس عقیدے پر کہ حضور اقدس ﷺ جمیع ما کان وما یکون کا علم غیب رکھتے تھے کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لیے کہ ما کان وما یکون کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جتنی چیزیں اب تک پیدا ہو چکی ہیں یا قیامت تک پیدا ہوں گی، ان سب کو حضور اقدس ﷺ جانتے تھے اور جانتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساری مخلوقات کا علم حضور کو ہے روز قیامت اللہ کی جو حمد و ثنا فرمائیں گے وہ اللہ کی صفات کے ساتھ ہوگی، اور اللہ کی صفات مخلوق نہیں، جو اللہ کی صفات کو مخلوق مانے وہ کافر اس کا حاصل یہ ہوا کہ جمیع ما کان وما یکون میں اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی صفات داخل نہیں۔ یعنی ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور ﷺ اللہ عزوجل کی ذات کو کما حقہ یا اس کی تمام صفات کو جانتے تھے۔ ہاں اللہ عزوجل کی ذات اور اس کے صفات کو ساری مخلوقات سے زیادہ جانتے تھے مگر تمام صفات باری تعالیٰ کو نہیں جانتے تھے اس لیے باری تعالیٰ کی کچھ صفات کا نہ جاننا ہمارے عقیدے کے معارض نہیں۔ اللہ عزوجل کی ذات ما کان وما یکون میں داخل نہیں۔ اس

لیے ذات باری تعالیٰ کو کما حقہ نہ جاننا یا بعض صفات کا نہ جاننا ہمارے اس عقیدے کے معارض نہیں، بلکہ ہمارے عقیدے کے عین مطابق۔ جیسا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے الدولۃ المکیہ اور خالص الاعتقاد وغیرہ میں تصریح فرمادی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑩-اس سوال سے آپ کا کیا مقصد ہے یہ سمجھ میں نہیں آیا اگر یہ مقصد ہے کہ جو افضل ہو وہی کیا جائے اور غیر افضل کو نہ کیا جائے تو اب آپ بتائیں نماز افضل ہے یا قرآن مجید کی تلاوت افضل ہے، قرآن مجید کی تلاوت افضل ہے، یا کلمہ طیبہ، تسبیح و تکبیر کا ورد یا درود شریف پڑھنا۔ اب آپ کے بقول لازم آئے گا کہ ان میں سے جس کسی کو بھی آپ افضل مانیں تو دوسرا ناجائز ہو جائے گا۔ آپ تبلیغیوں سے پوچھیے وہ جو جواب دیں وہی جواب ہمارا ہوگا۔ اسی طرح یہ سوال ”کہ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین کا طریقہ تھا یا نہیں۔“ کا مقصد اگر یہ ہے کہ جو کام ان حضرات نے نہ کیا ہو تو وہ سب ناجائز و حرام تو ان سے پوچھیے کیا ان حضرات میں سے کسی نے نمازیوں کو نماز کے بعد تبلیغی نصاب یا دیوبندیوں کی لکھی ہوئی کتابیں بیٹھ کر اور دیوبندیوں کو بیٹھا کر سنائی ہیں۔ اگر سنائی ہے تو ثبوت دیں ورنہ خود اپنے ہی قاعدے سے وہ حرام کار ٹھہرتے ہیں۔ پھر ان سے پوچھیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”صلّوا علیه وسلموا تسلیما.“ نبی ﷺ پر خوب خوب سلام پڑھو، تو ہم کس طرح سلام پڑھیں وہ جو طریقہ بتائیں اس کے بارے میں ان سے ثبوت مانگو کیا صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین اس طریقہ سے حضور پر سلام پڑھتے تھے اور اگر یہ کہیں کہ التحیات کے علاوہ اور قعدۂ اخیرہ کے علاوہ درود و سلام پڑھنا حرام و گناہ ہے تو تبلیغی نصاب ان کے سر پر پٹخ دو کہ اس میں جو درود و سلام کے فضائل لکھے ہیں یہ سب لغو اور بیکار ہیں۔ تم لوگ مسجدوں میں لغو و بیکار باتوں کی تعلیم دیتے ہو اخیر میں ان سے پوچھیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے اسے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کے برابر ایجاد کرنے والوں کو ثواب ملے گا۔ اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ یہ حدیث ہے یا نہیں؟ اگر کہیں کہ نہیں تو دیوبند سے استفتا کر کے ان کے سر پر پٹک دو۔ اور اگر یہ حدیث ہے تو اس کا کیا مطلب؟ کوئی نئی چیز ایجاد کب ہوگی یہ ان سے پوچھیے اور بتائیے کہ جب تمھارا یہ عقیدہ ہے کہ جو کام صحابہ، تابعین، یا تبع تابعین نے نہ کیا ہو وہ حرام و گناہ ہے تو حضور اقدس ﷺ نے اچھے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت دی اور اس پر ثواب کا وعدہ فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑪-اکبر وارثی سے پہلے یہ اعتراض ان صحابۂ کرام اور تابعین اور تبع تابعین محدثین علما پر پڑتا ہے جنھوں نے ان روایات کو بیان فرمایا اپنی کتابوں میں لکھا، آپ کو یقین نہ ہو اور عربی فارسی جانتے ہوں تو مدارج النبوۃ، المواہب اللدنیہ، زرقانی علی المواہب، سیرت ابن ہشام وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کریں کیا یہ

حضرات ان روایتوں کو بیان نہ کرتے، کتابوں میں نہ لکھتے تو ان کی کتاب ادھوری رہ جاتی، کیا وہ سارے اعتراضات جو آپ نے اکبر وارثی کی کتاب پر کیے ان لوگوں پر نہیں پڑتے جو جاہل دشمن رسول وہابی میلاد کی کتابوں پر کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲)-بعینہٖ یہی اعتراضات قیامت کے دن شفاعت پر بھی پڑتا ہے، کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر نہیں رہے گا کہ شفاعت کی ضرورت پڑے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳)-حدیث میں ہے صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا گیا:

”فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم.“[1] رواه العقيلي و ابن حبان عن انس رضى الله تعالىٰ عنه .

ان کے ساتھ نہ اٹھو بیٹھو نہ کھاؤ پیو۔

تو جب صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں تو دیوبندی جو حضور اقدس ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بدرجۂ اولیٰ ناجائز حرام و گناہ ہوگا۔ جب ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں تو ان کے وعظ و تقریر کو سننا کیسے جائز ہوگا۔ بات یہ ہے کہ بدمذہب خصوصاً دیوبندی بڑے جعل ساز جھوٹے کذاب ہوتے ہیں، اور ظاہری طور پر گربۂ مسکین بڑے دیندار متقی پرہیز گار بنتے ہیں۔ عوام بیچارے ان کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے تو اس کا اندیشہ ہے کہ ان کی باتوں کو سچ سمجھ کر کہیں ان کے جال میں پھنس نہ جائیں۔ مثال کے طور پر ہتھوڑا کے صدیق صاحب نے حق نما کتاب لکھی ہے اس میں انھوں نے کئی جھوٹ لکھے ہیں۔ مثلاً یہی کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی عبد الحئی نے صراط مستقیم میں اپنی طرف سے ایک لفظ نہیں بڑھایا ہے۔ حالاں کہ خود مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم لکھا ہے۔

اسی طرح براہین قاطعہ میں جو حقیقت میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے مگر چھپی ہے ان کے شاگرد مرید خلیل احمد انبیٹھی کے نام سے یہ خود ایک جھوٹ ہے، اس سے بڑھ کر جھوٹ یہ ہے کہ ایک جگہ لکھا کہ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں سراسر جھوٹ اور فریب ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا: ”ایں سخن اصلے ندارد و روایت بر آں صحیح نہ شدہ“۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کی اور بھی نظیریں ہیں تو دیوبندیوں کی تقریر سننے میں اس کا اندیشہ ہے کہ عوام بے چارے جو ان کے باطن سے واقف نہیں ان کی ظاہری تقدیس کو دیکھ کر ان کے من گڑھت اور دجل فریب کو حق سمجھ کر اپنا ایمان نہ کھو بیٹھیں۔ ایک تابعی کی خدمت میں ایک بدمذہب آیا اس نے خواہش ظاہر کی کہ مجھ سے قرآن مجید کی کچھ آیتیں سن لیں۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ وہ چلا گیا تو لوگوں نے

(۱) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣

پوچھا آخر قرآن مجید سننے میں کیا بات تھی، اللہ کا کلام تھا۔ فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے کرتے اپنی طرف سے تفسیر کے ساتھ کوئی گمراہی کی بات کہہ دیتا۔ اس لیے میں نے اس سے قرآن مجید نہیں سنا۔ اس لیے دیوبندیوں وہابیوں کی تقریر سننے سے منع کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۴)-جس بیٹے کے دل میں باپ کی محبت ہوگی وہ یقیناً باپ کے دشمنوں کے سایے سے بھاگے گا، دیوبندی دشمن رسول و گستاخ رسول ہیں جس کا ایک ثبوت جواب ۸ میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اس لیے جس کے دل میں حضور ﷺ کی ذرا برابر محبت ہوگی وہ رسول کے دشمنوں کے سائے سے بھی بھاگے گا۔ بھنگی ہی نہیں اگر کوئی مرزا پٹھان ہی ایسا ہو جس کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ اپنی طرف سے اپنی بات کو حکومت کا قانون بتا کر اعلان کرتا ہے تو اس معلن کی کوئی بات نہیں سنے گا۔ بلکہ پکڑ کر حکومت کے حوالے کر دے گا، دیوبندی جب اپنی طرف سے حدیثیں گڑھ گڑھ کر بیان کرتے ہیں جھوٹ لکھ کر چھاپتے ہیں اور شریعت کے خلاف مسائل بیان کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے خلاف عقائد پھیلاتے ہیں، جس کی صدہا نظیریں ہیں تو ان کی بات وہی سنے گا جو اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کا باغی ہوگا، ان کی سزا تو یہی تھی کہ حکومت اسلام ہوتی تو جیلوں میں بند کر دیئے جاتے۔ مگر بد قسمتی یہی ہے کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۵)-اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس کی اجازت دیدی جائے کہ وہ مندروں میں جائیں، سنیما ہال میں جائیں، ناچ گانوں کی محفلوں میں جائیں، غیر مسلموں کے مذہبی میلوں میں شریک ہوں، رتھ یاترا میں جائیں، اگر ان جگہوں پر جانا منع ہے تو کیا مسلمانوں کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ ان جگہوں پر جانے سے ایمان کمزور ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۶)-جی ہاں انبیاے کرام علماے عظام، اولیاے امت، کعبہ شریف کو بھی شفاعت کا اختیار ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۷)-قرآن مجید اٹھا کر دیکھو اور کسی عربی داں سے پوچھو، ساری دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے خطاب کے وقت واحد ہی کا صیغہ استعمال ہوا ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل کی شان یکتائی کے لیے یہی لائق ہے۔ اسی کی اقتدا میں اہل سنت اللہ تعالیٰ کے لیے واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہیں اگر یہ اعتراض کی بات ہے تو یہ اعتراض اہل سنت پر نہیں بلکہ ان انبیاے کرام پر بھی ہے اور ان اللہ والوں پر بھی ہے خود قرآن مجید پر ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۸)-کوئی بے حرمتی نہیں، مسلمانوں میں رائج و معمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۹)-بالکل صحیح ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"إن لم یکن مریدي جیدا فأنا جیدٌ."   اگر میرا مرید اچھا نہیں تو میں اچھا ہوں۔

اور فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں نے قیامت تک تیرے سلسلہ بہ سلسلہ مریدین کو بخش دیا۔ خود حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک ایک مسلمان بندہ پیش ہوگا جس کے دفتر اعمال میں اعمال حسنہ نہ ہوں گے اللہ عزوجل اس سے پوچھے گا:

"هل و الیت لی ولیا. هل عادیت لی عدوا."   کیا تو نے میرے لیے کسی ولی سے محبت کی، کیا تو نے میرے کسی دشمن سے عداوت کی۔

وہ عرض کرے گا ہاں۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا، اور انعام واکرام سے مالامال فرمائے گا۔ حدیث میں ہے:

"المرء مع من أحب."[1] انسان اسی کے ساتھ رہے گا جس کے ساتھ اسے محبت ہے۔

خود قرآن مجید میں ہے:

"یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمۡ."[2] جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

ہر مسلمان کو اللہ عزوجل کی رحمت سے یہ امید رکھنی چاہیے کہ وہ جس ولی کے دامن سے وابستہ ہے اس کے طفیل اس کی مغفرت ہوگی۔ صرف اعمال پر غرور نہیں کرنا چاہیے، وہ بھی اس طرح کہ اپنے اعمال پر غرور کرتے ہوئے انبیا، اولیا کی تحقیر کرے ہم یہ نہیں کہتے کہ اعمال کچھ نہیں اور فرائض اور واجبات کے ترک کی کچھ سزا نہیں چوں کہ دیوبندی وہابی یہ کہتے ہیں کہ خدا کے یہاں کوئی کسی کا وکیل اور سفارشی نہیں۔ یہ عقیدہ اہل سنت کے اجماع اور بکثرت احادیث بلکہ قرآن کی آیتوں کے خلاف ہے، ان کی اس گمراہی اور بدعقیدگی کا رد کرنے کے لیے قرآن مجید کی آیات احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کے محبوبوں کو اللہ عزوجل نے یہ حق عطا فرمایا ہے کہ وہ اپنے مریدین ومتعلقین کی سفارش وشفاعت کریں۔ پہلے جھگڑے کی بنیاد سمجھ لینا چاہیے، پھر بات آگے بڑھانا چاہیے۔ یہ دیوبندیوں کا دجل ہے کہ اپنی بدعقیدگی اور گمراہی چھپانے کے لیے بات بدل دیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۰)- اس کو صاف صاف لکھیے، جنتی دوزخی ہونے کا فیصلہ میرے اختیار میں نہیں، اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے، آپ احادیث پڑھیں کہ وہ کبھی کبھی بہت بظاہر معمولی بات پر رحمت فرما کر سزا معاف کر دے گا، قیامت میں کیا ہوگا اسے کوئی نہیں بتا سکتا۔ قاعدہ کلیہ اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ شریعت کا کوئی فرض یا واجب چھوڑنے والا گنہ گار ہے۔ کسی بھی جرم وناجائز کا ارتکاب کرنے والا گنہ گار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشکوٰۃ، ص:٤٣٦، مسلم، ج:٢، ص:٣٣١

(۲) قرآن مجید، سورہ بنی اسرائیل، ١٧، آیت:٧١، پ:١٥

(۲۱)- جی ہاں صرف فرقہ اہل سنت وجماعت جنتی ہے۔ بقیہ جہنمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۲)- تبلیغی جماعت والے بہت ہی کٹر متعصب دیوبندی ہیں جو نماز اور کلمہ کی تبلیغ کے پردے میں رات دن وہابیت پھیلانے کی اور سنیوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کا قول دینی دعوت میں مذکور ہے۔ "لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلاۃ ہے، خدا کی قسم یہ تحریک صلاۃ ہرگز نہیں۔" ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں۔ مجھے ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔ انھیں کے ملفوظات میں ہے مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت کام کیا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ طریقۂ کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائے۔ جواب: ار میں اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کا ایک نمونہ گزر چکا کہ حضور اقدس ﷺ ایسا علم غیب ہرکس و ناکس ہر بچے، پاگل تمام حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ تو جب تبلیغی جماعت بظاہر کلمہ اور نماز کی تبلیغ کا ڈھونگ رچا کر حضور اقدس ﷺ کی گستاخی پھیلانا چاہتی ہے تو یقیناً بلاشبہہ یہ لوگ کافر مرتد ہیں، اور کافر کی نہ اپنی نماز، نماز ہے نہ اس کے پیچھے کسی اور کی نماز درست۔ در مختار میں ہے:

"وإن أنکر بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الاقتداء به أصلاً."[1]

اس لیے تبلیغی امام کے پیچھے کسی کی نماز صحیح نہیں۔ جیسے قادیانی کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر مرتد ہیں، اسی طرح تبلیغی کلمہ پڑھنے کے باوجود کافر و مرتد ہیں تو ان کے پیچھے بھی کسی کی نماز صحیح نہیں۔ جس طرح قادیانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی حضور اقدس ﷺ بدستور خاتم النبیین رہیں گے۔

بعینہٖ یہی عقیدہ تبلیغی دیوبندیوں کا ہے، مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے: "بالفرض اگر آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانہ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا، خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اس لیے جیسے قادیانی امام کے پیچھے نماز صحیح نہیں۔ ویسے ہی دیوبندی تبلیغی امام کے پیچھے صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۳)- سود لینا ہندوستان میں بھی حرام ہے اور عرب میں بھی اور دنیا کے ہر خطے میں۔ جو ہندوستان میں سود لینے کو جائز بتائے وہ کافر ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی ایسی مخصوص صورت ہے جسے عوام سود سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں وہ سود نہیں اور اتفاق ایسا ہو کہ وہ صورت ہندوستان میں پائی جاتی ہو اور عرب میں نہ پائی جاتی

(۱) درمختار، ج:٢، ص:٣٠٠، مکتبہ زکریا

ہو، جیسے ہندوستان کی غیر مسلم حکومت کے بینکوں میں روپیہ جمع کر کے زائد رقم لینا یہ حقیقت میں سود نہیں ہے۔ حدیث میں ہے:

”لا ربوا بین أھل الحرب وأظنه قال و أھل الاسلام.“[1]

مسلمانوں اور اہل حرب غیر مسلم کے مابین سود نہیں۔

یہ سود کو حلال کرنا نہیں ہوا جو یہ سمجھے کہ یہ سود کو حلال کرنا ہوا وہ جاہل ہے یہ حکم صرف ہندوستان کا نہیں بلکہ دنیا کی ہر غیر مسلم حکومت کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۴)- میں خود ابھی اور ئی گیا تھا میں نے خود ان مولوی صاحب کی تقریر جو انھوں نے بیان کی اس سے باخبر ہوا اور اس پر لوگوں کا جو اعتراض تھا وہ بھی سنا اعتراض صرف ہندوستان کے مقدس کہنے پر نہیں بلکہ اس دیوبندی مولوی نے ایک مشرک کو جنتی بتایا اس پر اعتراض ہے۔ اسی سلسلہ میں کچھ عوام نے ہندوستان کے مقدس کہے جانے پر بھی اعتراض کیا، آپ کو اس مولوی کی پوری تقریر اور اس پر لوگوں کا اعتراض نقل کرنا چاہیے تھا۔ اصل تقریر کا وہ حصہ جو اعتراض کی بنیاد ہے نہ ذکر کرنا اور جہاں اعتراض اور جس طرح سے اعتراض کیا گیا ہے اسے بدل کر اپنی طرف سے لکھنا دیانت نہیں۔ آپ خود بتائیں کہ آپ کے سوالوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ اس پر راضی نہیں کہ ایک گنہ گار مسلمان جنت میں جائے تو کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک مشرک جنت میں جائے گا۔ یا کسی مشرک کے لیے جنتی ہونے کی دعا کرنا جائز ہے۔ علما نے اسے کفر لکھا ہے، ہندوستان میں جب کہ تقریباً پچاسی فیصد مشرکین بستے ہیں اور یہ کفر و شرک کے اہم مراکز میں سے ہے۔ اسے مقدس کہنا کیسے صحیح ہے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہندوستان میں نہیں لنکا میں اتارے گئے تھے۔ یہ بھی اس مولوی نے فریب دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۵)- یہ کہنا کہ جب تک حضرت امام حسین کو سوئم نہ ہو جائے کسی کا سوئم نہیں کرنا چاہیے، جہالت ہے نیز یہ جو تعزیہ داروں میں رائج ہے وہ تیرہ محرم کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تیجہ کرتے ہیں غلط ہے، اس سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر سال دس محرم کو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوتے ہیں۔ تیجہ، سوئم حقیقت میں ایصال ثواب ہے۔ اس میں قرآن مجید اور شیرنی وغیرہ جو مسلمانوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اس کا ثواب کسی انتقال کرنے والے کو بخشا جاتا ہے، یہ بلا شبہہ جائز و مستحسن ہے اور یہ شہید غیر شہید سب کے لیے جائز ہے شہید اگرچہ زندہ ہے مگر بظاہر وفات پا چکا ہے اس لیے اس کا تیجہ اور اس کے لیے ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے

(۱) الدرایہ بحوالہ بیہقی، حاشیہ ہدایہ، ج:۳، ص:۶۸، باب الربیٰ

بلکہ علما نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ زندہ کے لیے بھی ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے شرعاً کوئی تاریخ مقرر نہیں۔ عوام نے اپنی آسانی کے لیے تیسرا دن مقرر کر لیا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ جیسا کہ خود دیوبندیوں کے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں صاف صاف لکھا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

- آپ کو ذرا بھی جھجک نہ ہوئی کہاں خلفاے ثلثہ کہاں اس صدی کے تبلیغی جماعت کے جاہل گنوار جو علم سے ناآشنا نہ وضو کا صحیح طریقہ جانیں نہ نماز کا نہ قرآن صحیح پڑھ سکیں نہ کلمہ نہ درود نہ دعا جن سے خود دیوبندی مولوی بیزار اور دغا باز اتنے بڑے کہ نام لیتے ہیں کلمہ اور نماز کی تبلیغ کا اور اندر اندر وہابیت پھیلاتے ہیں۔ رُفاض خلفاے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جھوٹ باندھتے ہیں، افترا کرتے ہیں اور بہتان تراشتے ہیں، اور علماے اہل سنت تبلیغیوں کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ صحیح کہتے ہیں۔ جو کچھ ان کی کتابوں میں ان کے عقائد اور ان کی اسکیم لکھی ہوئی ہے اس کو مع ثبوت کے کہتے ہیں۔ پھر ان گستاخانِ رسول کو مکارین و دجالین کو خلفاے راشدین جیسے برگزیدہ افاضل امت کی صف میں لانا گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہم سے سنیے تبلیغی جماعت سولہ آنہ رافضیوں کے نقش قدم پر ہے بلکہ ان سے بھی آگے، رافضی صرف صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں رافضی تقیہ کر کے رافضیت پھیلاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت بھی تقیہ کر کے وہابیت پھیلاتی ہے جس کا ثبوت گزر چکا، رافضی بھی اپنے مطلب کی حدیثیں گڑھتے ہیں، اہل سنت پر بہتان باندھتے ہیں۔ تبلیغی جماعت والے بھی اپنے مطلب کی حدیثیں گڑھتے ہیں۔ علماے اہل سنت کی طرف فرضی کتابوں، فرضی عبارتوں کو منسوب کرتے ہیں۔ چھوٹوں کو جانے دیجیے، مولوی اشرف علی تھانوی ۱۲ سال تک کانپور میں تقیہ کر کے سنی بنے رہے۔ میلاد قیام، فاتحہ سب کرتے رہے۔ اور اندر اندر وہابیت پھیلاتے رہے۔ جس کی تفصیل خود انھیں کی زبانی دیوبندیوں کی مشہور کتاب تذکرۃ الرشید حصہ اول میں مذکور ہے۔ خود مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنے شاگردوں مریدوں کو تقیہ کی تعلیم دی ہے۔ جو ان کے مکاتیب اور الجمعیۃ کے شیخ الاسلام نمبر میں موجود ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابیوں کی چار شاخیں ہیں

مسئولہ: اراکین انجمن محمدیہ، سرگوجہ، ایم۔ پی۔ -۱۶ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے کرام اس مسئلہ میں کہ واقع میں ہندوستان میں وہابیوں کے خاص خاص مراکز کہاں کہاں پر ہیں اور ہندوستان کے علاوہ دنیا میں کہاں کہاں ہیں، صحیح صحیح حالات سے مطلع فرمائیں، مع

دلیل کے۔ بینوا مع الدلائل۔

الجواب

وہابیوں کی چار شاخیں ہیں، ایک غیر مقلد، دوسرے دیوبندی، تیسرے ندوی، چوتھے مودودی۔ یہ چاروں اپنے بنیادی عقائد میں متفق ہیں۔ یہ چاروں مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان اور ابن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کے مصنف کو اپنا مقتدا و پیشوا مانتے ہیں، چند فروعی باتوں میں آپس میں اختلاف رکھتے ہیں وہ بھی محض دکھاوے کے لیے۔ غیر مقلدین کا مرکز اس وقت دہلی اور بنارس ہے۔ دیوبندیوں کا مرکز، دیوبند، سہارن پور، ڈھابیل ہے، ندویوں کا مرکز ندوۃ العلما لکھنؤ ہے، مودودیوں کا مرکز دہلی و رام پور میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی، وہابی عقائد میں متحد ہیں

مسئولہ: محمد سعید رضوی، سی او ایس آفس، نادرن ریلوے، عالم باغ، لکھنؤ (یو۔پی۔)۔ ۲۴؍ صفر

مسئلہ - بخدمت گرامی جمیع علماے اہل سنت و جماعت... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
ذیل میں ہم سنی صحیح العقیدہ کو دیوبندی لڑکی دینے اور غیر مقلد لڑکی دینے دیوبندی اور غیر مقلد علما کے فتوے پیش کر رہے ہیں، براے کرم انھیں ملاحظہ فرمائیں۔

سوالات - کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو شخص مندرجہ ذیل عقیدہ رکھتا ہو کہ مجلس میلاد میں حضور تشریف لاتے ہیں اور ہر مشکل کے وقت یا رسول اللہ پکارتا ہو اور تیجہ، چالیسواں، عرس، برسی وغیرہ کا قائل و عامل ہو اور حضور کے علم غیب کا بھی قائل ہو اور حضرت مولانا اسماعیل شہید (لعنۃ اللہ علیہ) اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان کو نہایت ہی برے الفاظ سے یاد کرتا ہو اور حضرت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی و مولانا اشرف علی تھانوی کو کافرین و مرتدین سے جانتا ہو...

(۱) - ایسا شخص کیا ہے؟

(۲) - ایسے شخص سے ہم دیوبندی اہل سنت و جماعت کو اپنی دختر کا نکاح کرنا کیسا ہے؟؟

(۳) - موجودہ غیر مقلدین وہابی کو ہم اہل سنت و جماعت یعنی دیوبندی کے مابین لڑکیوں کا نکاح کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔ ۲۱؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

الجواب: - شخص مذکور فاسق و فاجر اور انتہا درجے کا گنہ گار ہے۔ مسلمانوں کو اس سے کسی قسم کا تعلق

رکھنا جائز نہیں اور اس کی تکفیر سے احتیاط کرنی چاہیے کیوں کہ حدیث مسلم میں مسلمان کی تکفیر کرنے پر سخت وعید آئی ہے، جس کی تکفیر کی جاوے اگر وہ فی الوقت کافر نہیں ہے تو کفر تکفیر کرنے والے پر لوٹے گا اور حضرت شیخ الہند نے "ایضاح الدلالہ" میں فرمایا ہے: "اگر گفتی مرا کافر غمے نیست، چراغ کذب را نبود فروغے، مسلمانت بگویم در جوابے۔ دہم شیرت بجاے ترش دوغے۔ اگر تو مومنی فبہا۔ دروغے را جزا باشد دروغے۔"

(۲،۳) ایسے لوگوں سے مناکحت کرنا اہل سنت والجماعت کو انتہا درجے کی بے حیائی ہے۔ اور اپنی لڑکی انھیں دینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ مسعود احمد نائب مفتی دار العلوم دیوبند۔

دیابنہ کی راے آپ معلوم کر چکے، اب ہم غیر مقلدین کا فتویٰ پیش کرتے ہیں۔

سوال: - بریلوی سے رشتہ لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: - ایسی جگہ رشتہ نہیں دینا چاہیے جہاں اپنی لڑکی کے عقائد خراب ہو جانے اور طوعاً یا کرہاً بدعات و رسومات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو۔ مفتی مدرسہ رحمانی دہلی، بحوالہ رسالہ محدث، یکم اپریل ۱۹۴۲ء، ص: ۲۲۔

غیر مقلدوں کے ذریعہ شائع ایک اشتہار پیش نظر ہے۔ مشتہر نے سوال نہیں شائع کیا ہے، لیکن جواب کے تیور سے سوال کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے۔ اشتہار کے اوپر کی عبارت بھی بتاتی ہے کہ سوال یہی ہے کہ موحد لڑکی کا نکاح بریلوی سے ہو سکتا ہے کہ نہیں۔ مندرجہ بالا سوال و جواب بھی اسی اشتہار کا ہے۔ رسالہ محدث بھی مستفتی کے پاس موجود ہے۔ اب اشتہار میں شائع شدہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو درج ذیل ہے۔

فتویٰ - الجواب: - مذکورہ بیان کے سلسلہ میں مولانا عبد الجلیل سامرودی کا فتویٰ جگہ کی کمی کی وجہ سے صرف جواب شائع کیا جا رہا ہے۔ مشرکہ عورت سے موحد مرد کو نکاح نہیں کرنا چاہیے، اسی طرح موحدہ عورت کو مشرک مرد سے نکاح کر دینا شریعت میں حرام ہے۔ قومی رواج کو نکال ڈالو اور اسلام اور شریعت کو اپنے دلوں میں جگہ دو، بدعتی مرد سے موحدہ متبع سنت کا نکاح ہرگز ہرگز نہ کرو۔ برادری کا ہرگز ہرگز لحاظ کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ مسلمان بے دینوں سے کسی حال میں دوستی نہیں کر سکتا۔ بدعتی اور مشرک کو اہل کتاب پر قیاس کرنا بے دینی کی باتیں ہیں مشرک مرد اور بدعتی مرد سے موحدہ دین دار کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا، واللہ الموفق۔ عبد الجلیل سامرودی، مورخہ ۱۹؍ مئی ۱۹۵۹ء۔

مستفتی کا سوال: - ❶ - دیوبندیوں اور وہابیوں کو لڑکی دینا اور ان سے رشتہ داری کے جملہ حقوق برقرار رکھنا مذہب اہل سنت کے مطابق کیسا ہے؟

❷ - دیوبندیوں اور غیر مقلد وہابیوں سے لڑکی بیاہنے والوں کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟ ایسے لوگوں

سے سماجی، معاشرتی اور مذہبی سلوک کیسا ہونا چاہیے؟

(۳)- دیوبندیوں اور وہابیوں سے لڑکیاں بیاہنے اور ان سے رشتہ داری کے جملہ تعلقات قائم رکھنے والوں کو کیا کسی دینی مدرسہ انجمن کا صدر سکریٹری یا مہتمم بنانا جائز ہے؟

(۴)- اگر وہ موقع سے فائدہ اٹھاکر ان عہدوں پر قابض ہو گئے ہوں تو انھیں ہٹا دینا چاہیے یا نہیں؟

الجواب

دیوبندی اور وہابی دونوں سوتیلے مذہبی بھائی ہیں تمام عقائد میں دونوں متفق ہیں، صرف اعمال کا فرق ہے اور آپس کا جھگڑا روٹی بوٹی کا ہے، دونوں حضور اقدس ﷺ شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر و مرتد ہے۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار، رد المحتار، شفاء امام قاضی عیاض وغیرہ میں تصریح ہے۔ دیوبندی غیر مقلد مرد ہو یا عورت ان کا نکاح سنی مرد یا عورت سے قطعاً صحیح نہیں، یہی نہیں بلکہ دنیا میں کسی سے صحیح نہیں۔ در مختار میں ہے:

"لا يصلح أن ينكح مرتد أو مرتدة أحدا من الناس مطلقاً."[1] مرتد اور مرتدہ کا نکاح کسی انسان سے نہیں ہو سکتا۔

ایسی صورت میں کسی دیوبندی یا غیر مقلد کو لڑکی دینا اس کو حرام کاری کے لیے دوسرے کے حوالے کرنا ہے۔ ایسا شخص بحکم حدیث دیوث اور جہنم کا مستحق ہے۔ ایسا شخص بدترین فاسق ہے، اسے اہل سنت کے کسی دینی ادارے کا ممبر یا عہدے دار بنانا جائز نہیں۔ در مختار میں ہے:

"وينزع وجوبا لو الواقف فغيره بالاولىٰ غير مامون او عاجزاً او ظهر به فسق."[2]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور غیر مقلد کو حق بجانب ماننا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد عبد القیوم میڈیکل لائنس - ۷؍ رجب ۱۴۰۴ھ

Pharma Cantical Distrilutors Bunder Road Vizai Vada 520002

مسئلہ- بخدمت اقدس حضرت مفتی صاحب قبلہ! دار الافتا اشرفیہ یونیورسٹی، مبارک پور السلام علیکم

(۱) زید جماعت اسلامی (۲) تبلیغی جماعت (۳) اہل حدیث (غیر مقلد) کے امام کے پیچھے عملاً جان

(۱) در مختار، ج:٤، ص:٣٧٦ كتاب النكاح، باب نكاح الكافر، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.

(۲) در مختار، ج:٦، ص:٥٧٨ كتاب الوقف، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.

کر اقتدا میں نماز پڑھتا ہے اور اس امام کو حق بجانب تسلیم بھی کرتا ہے اور یہ دعویٰ بھی کرتا ہے کہ وہ سنی ہے زید کیا ایسی صورت میں سنی مسلمان ہو سکتا ہے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

جو کسی مودودی، تبلیغی، غیر مقلد امام کو سنی کہے اور اس کی اقتدا میں نماز پڑھے وہ شخص سنی مسلمان نہیں یہ سب جماعتیں حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں، ایسی کہ ان کے کفریات پر مطلع ہو کر جو شخص ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر جس کسی نے ان جماعتوں کے کسی فرد کو سنی کہا اور ان کے کافر ہونے میں شک کیا وہ بھی کافر، جب کسی نے ان جماعتوں کے کسی فرد کو سنی کہا اور ان کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نے ان کو مسلمان جانا اس کی وجہ سے یہ شخص بھی کافر ہو گیا۔ مسلمان یا سنی نہ رہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک فیصلے کی تصدیق

مسئولہ: حافظ محمد حنیف، اوپ اودھ بچ، انجمن اسلامیہ کمیٹی جگدل پور، بستہ (ایم۔ پی۔) - ۳۰؍ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ- مخدوم محترم مولانا المکرم حضرت مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ امید ہے کہ مزاج عالی بخیر ہوگا۔

گزارش ہے کہ ہمارے یہاں ایک صاحب نے اتحاد نامی کتاب لکھا جس پر مولانا اسلام الرحمن صاحب نے اعتراض کیا، انجمن کمیٹی نے حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب کو ثالث پیش کر کے دونوں فریق میں فیصلہ کرادیا، مگر مرتب کتاب نے فیصلہ کے خلاف کورٹ میں مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ لہذا ۱۵؍ اگست تک فیصلہ کی تصدیق اور مرتب کتاب پر اسلامی احکام کورٹ میں پیش کرنا ہے۔ اس لیے مولانا محمد اسلام الرحمن صاحب امام جامع مسجد جگدل پور کو خدمت میں بھیج دیا ہوں۔ مہربانی فرماکر جلد ہی فیصلہ کی تصدیق فرمادیں اور کتاب پر تبصرہ فرمادیں کہ وقت پر کورٹ میں پیش کر سکوں۔ فقط والسلام۔

نقل فیصلہ

جانبین کے بیانات اور ان پر لگائے گئے الزامات پر تنقید و تبصرہ کے بعد جو بات سامنے آئی وہ یہ کہ فریق ثانی حافظ اسلام الرحمن صاحب نے عبد الصمد صاحب پر جو کفر و ارتداد کا الزام جامع مسجد میں رکھا ہے، خود عبد الصمد صاحب نے اس سے اپنی صفائی میں دلیل کے طور پر جو قول "کیا کلمہ توحید پر یقین کامل رکھنے والا شخص کسی شرط کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا۔" یعنی دوسرے الفاظ میں میرا جواب یہ ہے کہ ایک مسلمان کا ایمان کلمہ توحید پر یقین کامل کے بعد کسی شرط کا محتاج نہیں رہتا۔" بیان کیا ہے اس سے بریلی اور علمائے

دیوبند کے نزدیک بھی بحکم اسلام کافر و مرتد ٹھہرتے ہیں، اور اس طرح انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی توہین کی ہے، اور اسلام الرحمن کا دعویٰ کفر و ارتداد عبد الصمد صاحب پر عبد الصمد صاحب کے قول سے ہی مضبوط ہوجاتا ہے۔ لہٰذا عبد الصمد صاحب پر فرض ہے کہ وہ اپنے ان عقائد کفریہ سے توبہ کرلیں، اور عام مسلمانوں میں اپنی توبہ کا اعلان کرائیں اور چوں کہ عبد الصمد صاحب علماے دیوبند پر فریق ثانی حافظ اسلام الرحمن کی طرف سے لگائے گئے الزامات کا تحقیقی جواب نہ دے سکے اور نہ ہی علماے دیوبند کو اسلامی قانون کی رو سے مسلمان ثابت کرسکے۔ لہٰذا اسلامی قانون اور مولانا احمد رضا خاں کے فتویٰ کی رو سے علماے دیوبند کے کفر و ارتداد پر یقین کا اعلان کرائیں، اور اپنی اتحاد نامی کتاب سے اظہار بیزاری کا اعلان بذریعہ تحریر یا تقریر کرائیں۔ فقط

عبد الحلیم خطیب چھوٹی مسجد بنگالی پنجہ ناگپور-۲۶، جولائی ۱۹۸۲ھ

الجواب

اس جھگڑے کی بنیاد اتحاد نامی رسالے پر ہے اس اتحاد نامی رسالے میں مسلمانوں کے عقیدہ اور عمل کے خلاف بہت سی باتیں ہیں۔ جس کو مسلمان کبھی بھی برداشت نہیں کرسکتے۔ مثلاً اس کتاب میں ہے ایک شخص نے خواب میں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے بجائے اشرف علی تھانوی رسول اللہ پڑھا۔ پھر جاگنے کے بعد درود شریف پڑھا تو اس کو یوں پڑھا "اللھم صلی علی نبینا و مولانا اشرف علی" اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والا اور خواب کی تائید کرنے والا اشرف علی کو رسول اور نبی مانتا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے بنیادی عقیدے کے خلاف ہے، مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر نبوت و رسالت ختم ہے ان کے بعد نہ کوئی نبی ہوا ہے نہ ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے: "ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین." "مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ جو حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے مسلمان نہیں۔

اس کتاب میں کوّا کھانے کو ثواب لکھا ہے، کوّا انتہائی گندہ حرام جانور ہے، مسلمان اس کا کھانا تو بڑی چیز جس مین پانی وہ چونچ ڈال دے اس کے پینے کو بھی پسند نہیں کرتے۔ چہ جائے کہ اس گندے جانور کو کھانے کو پسند کریں اور وہ بھی اس حد تک کہ اس کے کھانے کو ثواب اور عبادت جانے، اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں اس کتابچے میں ہیں۔ جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور مسلمانوں میں جھگڑا لڑائی ہوسکتا ہے۔ مثلاً رشید احمد گنگوہی کو حضرت اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا۔ حالاں کہ رشید احمد گنگوہی وہ ہے جس نے براہین قاطعہ ص:۵۱ میں لکھ دیا کہ نبی ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور شیطان کے لیے لکھا کہ اس کو زمین کا علم محیط حاصل ہے یعنی زمین کے کونے کونے، چپے چپے کا علم حاصل ہے۔ شیطان کے علم کی وسعت یعنی علم کی زیادتی

نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ رسول کے علم کی کوئی نص قطعی نہیں، حضور کے لیے وسعت علم ماننا شرک ہے، یعنی جو شخص یہ کہے کہ حضور اقدس ﷺ کا علم زیادہ ہے تو مسلمان نہیں مشرک ہے۔ یہ کتاب اگرچہ گنگوہی صاحب کے مرید مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے نام چھپی ہے لیکن رشید احمد گنگوہی نے اس کے حرف حرف کی تصدیق کی ہے، جیسا کہ کتاب کے ساتھ چھپی ہوئی رشید احمد گنگوہی کی تصدیق سے ظاہر ہے اسی طرح اتحاد نامی کتابچہ میں اشرف علی تھانوی کو حضرت مولانا لکھا ہے۔ حالاں کہ انھوں نے حفظ الایمان ص:۸ پر حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس حتی کہ بچوں، پاگلوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے جس سے حضور اقدس ﷺ کی سخت توہین ہوئی اور مسلمانوں کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے وہ مسلمان نہیں، اور یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ کسی مذہب کے بانی کی توہین کرنے والا اس مذہب کا ماننے والا نہیں ہوسکتا۔

اسی بنا پر حرمین طیبین اور ہندوستان کے تمام علماے اہل سنت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کے کفریات سے خبر دار ہوکر ان کو مسلمان جانے کافر نہ جانے وہ شخص خود کافر ہے۔ جیسا کہ کتاب حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ میں صاف صاف لکھا ہے۔ چوں کہ اتحاد نامی کتابچہ میں ان دونوں کو تعظیمی کلمات کے ساتھ یاد کیا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ اتحاد نامی کتابچہ کا لکھنے والا عبد الصمد، رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کو کافر نہیں جانتا بلکہ اپنا بزرگ و پیشوا مانتا ہے۔ اس وجہ سے عبد الصمد بھی ضرور کافر ہوگیا۔ اس بنا پر جناب مولانا اسلام الرحمن صاحب امام جامع مسجد جگدل پور نے عبد الصمد کو کافر کہا تو بالکل صحیح کہا۔ ایک عالم دین اور امام جامع مسجد ہونے کی حیثیت سے ان کا یہ فرض تھا کہ وہ مسلمانوں کو صحیح بات بتائیں اور عبد الصمد نے جو غلط بات پھیلانے کی کوشش کی تھی اس سے مسلمانوں کو خبر دار کریں، اس لیے انھوں نے جو کچھ بھی کیا وہ سب درست ہے۔

اس تنازع کے فیصل حضرت مولانا مفتی عبد الحلیم صاحب ناگپوری مدظلہ العالی نے فریقین کے بیانات لے کر جو کچھ فیصلہ کیا وہ صحیح ہے۔ تمہید ایمان کی جو عبارتیں عبد الصمد نے پیش کی تھیں وہ سب اسماعیل دہلوی کے بارے میں ہیں۔ رہ گئے رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی ان کے بارے میں حسام الحرمین میں خود امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صاف صاف تصریح کی ہے کہ یہ دونوں کافر و مرتد ہیں اور جو شخص تمہید ایمان کے ان کلمات پر غور کرے گا جو علامہ اختر رضا خاں ازہری جانشین حضرت مفتی اعظم ہند نے اپنے فتوے میں تحریر فرمائی ہے۔ انھیں سے ظاہر ہے۔ تمہید ایمان حسام الحرمین کا مقدمہ ہے۔ رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ کی تکفیر پر جب ان لوگوں کے ہوا خواہوں نے یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ ان لوگوں کی

تکفیر غلط طریقہ پر کی گئی ہے۔ اسی کا جواب دینے کے لیے تمہید ایمان لکھی ہے اور عبد الصمد کی پیش کردہ عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ میں نے گنگوہی و تھانوی کی تکفیر کرنے میں نہ میں نے جلدی کی ہے نہ غلطی کی ہے میں نے خوب تحقیق کرکے ہر پہلو پر غور کرکے پورے ثبوت کے بعد تکفیر کی ہے۔ بطور نظیر کے فرمایا: اسماعیل دہلوی جس پر سیکڑوں وجوہ سے کفر لازم ہے مگر اس کے کفریات التزام کی حد تک نہیں پہنچے اس لیے میں نے اس کی تکفیر سے کف لسان کیا خود یہی رشید احمد گنگوہی اور اشرف علی تھانوی کو لے لیجیے ان کی یہ کتابیں برسہا برس سے چھپی ہوئی ہیں، مگر میں نے فوراً ان کی تکفیر نہیں کی جب پوری تحقیق کرلی اور ان کے ہر پہلو پر غور کرلیا، جب کوئی گنجائش نہ رہی تو ان کی تکفیر کی۔ اس لیے تمہید ایمان کی ان عبارتوں کو گنگوہی اور تھانوی کی صفائی میں پیش کرنا دھوکا دینا ہے، فریب دینا ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبد الحلیم صاحب نے جو فیصلہ فرمایا اس کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

بہشتی زیور، تقویۃ الایمان کیسی ہے؟

مسئولہ: قطب علی شاہ، مقام بڑپوروا، پوسٹ میکھولی، ضلع گورکھ پور (یو۔پی۔) - ۱۲ ذو القعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ — بہشتی زیور اور تقویۃ الایمان ہمارے لوگ نہیں مانتے، آخر یہ غلط ہے کیا، اس کا جواب دیجیے۔

الجواب

تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور میں سیکڑوں عقائد اور مسائل غلط ہیں۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے ان دونوں کتابوں کو ہرگز ہرگز نہ پڑھیں، نہ مانیں۔ بہار شریعت، احکام شریعت، عرفان شریعت اور علماے اہل سنت کی دوسری کتابیں پڑھیں، اسی کے مطابق اعتقاد رکھیں اور انھیں پر عمل کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی کی نمازِ جنازہ پڑھنا، قبر پر اذان دینا کیسا ہے؟ تالیف قلب کا معنی۔ اس زمانہ میں تالیف قلب کا حکم ہے یا نہیں؟

مسئولہ: سید محمد عقیل، متعلّم دار العلوم اسحاقیہ، جودھ پور (راجستھان)

مسئلہ - ❶ - کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک دیوبندی جس نے اپنی پوری زندگی اور مال عقیدۂ دیوبندیت کی ترویج و اشاعت اور اس کی بقا کے لیے صرف کیا۔ جب وہ مرا تو

ایک سنی مولوی سنی دار العلوم کا مفتی اور مدرس نے مذکورہ بالا دیوبندی پر نماز جنازہ ایک دیوبندی امام کے پیچھے پڑھی اور پھر اس دیوبندی کی قبر پر اذان کہلائی، اس دیوبندی پر فاتحہ پڑھی، اور مجمع عام سے فاتحہ پڑھوائی اور یہ سنی فخریہ طور پر لوگوں سے بیان بھی کرتا ہے کہ ایسا کرنا سیاست اور تالیف قلب کے طور پر جائز ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ عقیدۂ دیوبندیت کے سرگرم رکن پر نمازِ جنازہ پڑھنا، اس کی قبر پر اذان دینا، اس پر فاتحہ پڑھنا اور ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو عقلاً نقلاً مع حوالۂ کتب معتبرہ جواب عنایت کیا جائے۔ اور اگر ناجائز ہے تو اس سنی مولوی، سنی دار العلوم کے مفتی پر شرعاً کیا حکم ہے، جس نے ایک دیوبندیت کے سرگرم رکن کی نماز جنازہ ایک دیوبندی امام کے پیچھے پڑھی پھر اس دیوبندی مردہ کی قبر پر اذان کہلوائی اور ایصالِ ثواب کروایا۔ آیا سنی مولوی مفتی مدرس پر تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح فرض ہے یا نہیں اور ایسے کو کسی سنی بڑے دار العلوم کا مفتی اور مدرس رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

❷ - تالیف قلب کی کیا تعریف ہے اور اب تالیف قلب جائز ہے یا نہیں؟

❸ - دیوبندیت کے سرگرم رکن کی موت پر اس کے گھر بطور تعزیت جانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بالدلائل القاہرۃ من الکتب المعتبرہ، توجروا۔

الجواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فتاویٰ رضویہ میں ”رافضی کی نمازِ جنازہ پڑھنے کے بارے میں فرماتے ہیں صورت مذکورہ میں وہ امام سخت اشد کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے کسی دنیوی طمع سے ایسا کیا ہو، اور اگر دینی طور پر اسے کارِ ثواب اور رافضی تبرائی کو مستحقِ غسل و نماز جان کر یہ حرکات مردودہ کیں تو وہ مسلمان ہی نہ رہا۔ اگر عورت رکھتا ہو، اس کے نکاح سے نکل گئی کہ آج کل رافضی تبرائی عموماً مرتدین ہیں۔“(۱)

یہی حکم یہاں بھی ہے۔ اگر ان مولوی صاحب نے کسی دنیوی طمع مثلاً چندہ وغیرہ کی وصولی کے لیے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تالیف قلب کے لیے بلا نیت نماز یوں ہی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے، دکھاوے کے لیے اذان و فاتحہ پڑھی، تعزیت کے لیے گئے تو بھی اشد کبیرہ کے مرتکب فاسق معلن ہوئے۔ ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور اگر توبہ نہ کریں تو انھیں کسی دینی مدرسہ کا مدرس و مفتی بنانا جائز نہیں۔ ان کو امام بنانا گناہ۔

قرآن کریم میں ہے:

”وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ“ اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور

(۱) فتاویٰ رضویہ، جلد چہارم، ص: ۵۷۔

اَبَداً وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ۔ الآیۃ۔"[۱] نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔

حدیث میں ہے:

"واذا ماتوا فلا تشھدوھم."[۲] وہ مرجائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔

اور اگر معاذ اللہ اس وہابی کو نمازِ جنازہ کے لائق جان کر واقعی اس کی نمازِ جنازہ پڑھی، خواہ یوں کہ اس وہابی امام کی اقتدا کی نیت کی تو ان پر توبہ کے ساتھ ساتھ تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح لازم۔ شامی جلد اول میں ہے:

"فالدعاء به كفرلعدم جوازه عقلاً ولا شرعاً ولتكذيبه النصوص القطعية."[۳]

مگر سوال سے ظاہر ہے کہ انھوں نے یہ سب دکھانے کے لیے کیا۔ وہ خود توجیہ میں کہتے ہیں تالیف قلب کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ انھوں نے یہ سب اس وہابی کے متعلقین کو خوش کرنے کے لیے کیا ہے، اس لیے اس پر پہلا حکم عائد ہوتا ہے۔ البتہ انھوں نے جو یہ کہا کہ تالیف قلب کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، یہ غلط ہے۔ انھوں نے غلط فتویٰ دیا۔ اس سے بھی ان پر توبہ فرض ہے اولاً اب تالیف قلب کا حکم مرتفع ہو چکا ہے، ثانیاً تالیف قلب کا مطلب یہ نہیں ہوتا ہے کہ محرمات کا ارتکاب کیا جائے۔ تالیف قلب کا مطلب صرف یہ تھا کہ ان سے ملو جلو، ان کو داد و دہش کرو۔ یہ حکم بھی زمانۂ رسالت تک کے لیے خاص تھا اب نہیں۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"سقط ذلك بإجماع الصحابة في خلافة أبي بكر رضى الله عنه اذ لما اعز الله الاسلام اغنى عنهم فارتفع سهمهم لأن الحكم متى يثبت معقولاً لمعنى خاص يرتفع و ينتهى لذهاب ذلك المعنى على ما في المدارك."[۴] والله تعالىٰ اعلم.

قدریہ گم راہ فرقہ ہے

مسئولہ: شاہ عالم ریشم والا، سید پورہ، ہوڑی بنگلہ، بامبے بلڈنگ، سورت (گجرات)۔ ۲۹، ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- دیوبندی آدمی سے سلام کرنا، کلام کرنا، ان کے یہاں رشتہ کرنا، ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا کیسا ہے، اگرچہ وہ عالم دین ہو اور اس کے لیے عقائد اہل سنت و جماعت کے آدمی کیا کریں۔ جواب عنایت فرما

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة، آیت:۸٤

(۲) كنز العمال للمتقی،ج:۱۱،ص:۳۲٤

(۳) رد المحتار ج:۲،ص:۲۳۷، باب صفة الصلاة، زكريا بك ڈپو

(۴) تفسيرات احمديه،ص:۳۰۵.

کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب

دیوبندی شانِ الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ ان کو سلام کرنا، ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں، گناہ ہے۔ لیکن اگر کوئی سلام کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا کہ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے۔ حدیث میں فرمایا گیا:

"لا تفاتحوا أهل القدر."[۱] قدریوں کو سلام نہ کرو۔

قدریہ زمانۂ تابعین میں ایک گمراہ فرقہ پیدا ہوا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنے علم غیب سے جان لیا تھا تو وہ ارشاد فرمایا۔ قدریہ سے بدر جہا بدتر وہابی دیوبندی ہیں، اس لیے ان کو بھی سلام کرنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کا تحفہ لینا جائز نہیں

مسئولہ: محمد تفضّل حسین خاں مقام گرنگا، مشہری، چھپرہ (بہار)

مسئلہ-زید کی شادی ہوئی۔ لڑکی کے خاندان والے صحیح العقیدہ سنی تھے، پھر کچھ دنوں کے بعد لڑکی کا باپ عقیدۃً دیوبندی ہوگیا اور گستاخانِ رسول کی بات کو حقیقت تسلیم کرتا ہے اور فریقین آمد و رفت برابر جاری رکھے ہیں، لہٰذا بتایا جائے کہ شریعت اس لڑکا کے بارے میں کیا حکم نافذ کرتی ہے اور ان تحفوں کا لینا کیسا ہے جس کو وہ لائے؟

الجواب

لڑکا اور لڑکے کے گھر والے اس دیوبندی سے ربط ضبط رکھ کر گنہ گار ہوئے۔ کسی دیوبندی سے میل جول رکھنا حرام ہے۔ حدیث میں صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."[۲] نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔

تو دیوبندی جو شانِ رسالت میں گستاخ ہیں ان کا حکم کتنا سخت ہوگا۔ دیوبندی کے یہاں سے جو تحفہ آئے اس کو لینا بھی جائز نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشكوٰة شريف،ص:۲۲، باب الايمان بالقدر، مجلس بركات.

(۲) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:٦۳۲. السنة لابن عاصم،ج:۲،ص:٤٨۳.

وہابیوں سے میل جول رکھنا گناہ ہے

مسئولہ: الیاس احمد قادری، درگاہ سگون، دھارواڑ، کرناٹک -۱۹؍ ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- اکثر سنی مصلیان آج کل وہابیوں سے وہ سختی نہیں کر رہے ہیں جو پہلے کیا کرتے تھے آخر کیوں؟ اور علمائے کرام بھی گمراہ فرقوں کے رد میں تقریریں کرتے ہیں، مگر خود ان سے ربط و تعلق رکھتے ہیں، آخر کیوں؟ کیا اس طرح کرنا صحیح ہے؟ ان پر شرع کا کیا حکم ہے؟

الجواب

عوام میں فساد دنیا دار علما اور پیشہ ور پیروں کی وجہ سے آیا ہے۔ عالم کہلانے والوں کی بہت بڑی تعداد خداناترس دنیادار ہے۔ لالچ رگ رگ میں بھری ہوئی ہے، ان کو پیسہ چاہیے کہیں سے بھی ملے، کیسے بھی ملے، یہی حال پیشہ ور پیروں کا ہے۔ بہر حال ان خداناترس پیروں سے اور مولویوں کی وجہ سے حکم شرعی نہیں بدلے گا، وہابیوں سے میل جول حرام ہے، حرام ہی رہے گا۔ کوئی علامہ ہو یا پیر مغاں جو بھی وہابیوں سے میل جول رکھے گا، گنہگار ہوگا اور دین ڈھانے میں مددگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

زید دیوبندیوں کے خلاف تقریر بھی کرتا ہے اور ان سے میل جول بھی رکھتا ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئولہ: افسر رضا، کیر آف مفتی حبیب الرحمن، شاہی جامع مسجد، چوک بازار، متھرا (یو.پی.)-۲۳؍ ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ

مسئلہ- زید دیوبندیوں کے خلاف تقریر بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ میل جول بھی رکھتا ہے، کیا اہل سنت کو ایسا کرنا ضروری ہے کہ مجمع کے اندر اہل سنت ہونے کا ثبوت دے اور بعض احکام پر دیوبندیوں سے زید مصافحہ کرتا ہے ایسا کرنا ضروری ہے؟

الجواب

دیوبندیوں کی ساتھ میل جول کی وجہ سے زید دیوبندی نہیں ہوجائے گا جب کہ وہ عقیدۃً سنی ہے۔ البتہ دیوبندیوں کے ساتھ میل جول رکھنے کی وجہ سے فاسق فاجر ضرور ہے، اور یہودیوں کی اس صفت لما تقولون مالا تفعلون [۱] کا مصداق ایسے بے عمل علما کو علمائے سو کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) قرآن مجید، سورۃ الصف، آیت:۲

بدمذہبوں کا استقبال کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد اعجاز حسین رضوی صدر مدرسہ مصباح العلوم، کسکو، لوہردگا، بہار -۱۹؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل کے متعلق؟

زید کے باپ وہابی دیوبندی ہیں اور وہ جب حج کے لیے جائیں تو زید کا باپ و بھائی کا خیال کرتے ہوئے ان کے استقبال میں شریک ہونا یا ان لوگوں کی نماز جنازہ میں شرکت کرنا کیسا ہے، اور اگر نادانستہ طور پر شریک ہوگیا تو اس پر شریعت کا کیا حکم عائد ہوتا ہے؟

الجواب

زید اپنے وہابی باپ کا نہ استقبال کر سکتا ہے، نہ اس کے رخصت کے جلوس میں شریک ہوسکتا ہے، اور اگر مر جائے تو بھی یہ جائز نہیں کہ اس کے جنازے کی نماز میں شریک ہو، اگر رخصت و استقبال کے جلوس میں شریک ہوا تو گنہگار ہوگا۔ اور جنازے کی نماز میں شریک ہوا تو بھی گنہگار ہوگا، اور اس پر توبہ تجدید ایمان و نکاح لازم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا سنی دیوبندی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے ہیں؟

مسئولہ: محمد امین معرفت مولوی محمد اسلم صاحب رضا بک ڈپو، جامع مسجد سرنکوٹ، پونچھ، جموں و کشمیر

۱۹؍ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- کچھ دیوبندیوں کے عقائد نے اور کچھ ہمارے مسلک کے مصنفین نے میرے ذہن کو اتنا کٹر بنا دیا ہے نہ تو میں ان کے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہوں۔ سوائے اس کے کہ جمعہ کی نماز جب کہ سنی امام موجود نہ ہو یہاں تک کہ میں ایسے لوگوں کو سلام تک دینا گوارا نہیں کرتا۔ دوسری طرف وہ جب ملتے ہیں تو بڑے اخلاق سے پیار سے باتیں کرتے ہیں، پھر بھی تنہائی میں سوچتا ہوں کہ مسلمانوں میں اس قدر اختلافات کیوں کر ہوگئے ہیں۔ آخر ان کا حل کیا ہے؟ کیا ہم سب پھر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکیں گے یا نہیں؟ گویا اس کشمکش میں کبھی کبھی بڑی گرانی ہوتی ہے، اگر ہوسکے تو میری تشفی کے لیے کوئی نسخہ تحریر کردیں۔ طالب دعا

محمد امین، علاقہ پونچھ جموں و کشمیر انڈیا

نوٹ:- اگر مذکورہ بالا مسائل کے جوابات ماہنامہ اشرفیہ کے کسی شمارہ میں دینا ممکن نہ ہو تو برائے نوازش بندہ کی اصلاح دین کے اس پتہ پر دارالافتا کے روانہ کردہ ڈاک میں بھیج دیں۔ خدائے بزرگ و برتر آپ کو

جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

الجواب

حدیث میں فرمایا گیا میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے، سوائے ایک کے سب جہنم میں جائیں گے، یہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ جو غلط نہیں ہو سکتا اس لیے اسلام میں متعدّد فرقوں کا ہونا اور ان میں سے سوائے ایک کے سب کا جہنمی ہونا یقینی ہے، دنیا کی کوئی طاقت نہ ان فرقوں کی پیدائش کو روک سکتی ہے اور نہ ایک جنتی کو جہنم میں ڈھکیل سکتی ہے۔ اب تو اس حدیث کی روشنی میں راستہ یہی ہے۔ فرقہ حقہ ناجیہ اہل سنت پر سختی سے کاربند رہا جائے اور توہمات کو ذہن سے جھٹک دیا جائے۔ آخر آپ نے دیوبندیوں ہی کے بارے میں کیوں کہا غیر مقلدین، مودودی، قادیانی، رافضی، صلح کلی، نیچری وغیرہ مدعیان اسلام باطل فرقوں کے بارے میں آپ نے ایسا کیوں نہیں سوچا۔ ایک یوروپین ماہر نفسیات نے لکھا ہے کہ کامیابی کی دو عادتیں گارنٹی ہیں۔ ایک بے حیائی اور دوسرے جھوٹ کی مشاقی، دیوبندی ان دونوں کے ماہر ہوتے ہیں۔ انھیں ان دونوں باتوں کی خاص تربیت دی جاتی ہے۔ اس لیے دیوبندیوں کے تپاک سے ملنے جلنے سے دھوکا نہ کھائیں، اور مذہب اہل سنت پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ دیوبندی بشان الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ نہ ان کی نماز، نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز صحیح، نہ پنج گانہ، نہ جمعہ اگر کسی سنی امام کے پیچھے جمعہ نہ ملے تو ظہر پڑھ لیں، دیوبندی امام کے پیچھے جمعہ بھی نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے ساتھ اصلاح معاشرہ کے لیے اتحاد کرنا کیسا ہے

مسئولہ: سید بدر الحسن، اصلاح قوم محلہ دیپک سرائے، سنبھل، مرادآباد (یو۔ پی۔)-۸/ رجب ۱۴۱۰ھ

مسئلہ-امت مسلمہ کے مشترک مسائل جیسے کہ مسلم پرسنل لا، بابری مسجد یا اس جیسے دیگر مسائل جیسے کہ رسوم شادی بیاہ، باجہ گاجہ، شراب، ٹی وی، ویڈیو کیسٹ نمائش سامان جہیز، ہندوانی رسمیں، سمدھورا، منگنی، چھڑوائی، شیرینی کھلانا وغیرہ وغیرہ کہ باہم تعاون ایک دوسرے فرقے دیوبندی (وہابی) غیر مقلد و غرض کہ مسلمانانِ عالم کے دیگر فرقے جس میں کے عوام یا ان کے خواص پڑھے لکھے لوگ خصوصاً علما حضرات ایک قومی اصلاح کمیٹی بنا کر معاشرہ (سماج) ہر وہ برائی جس سے مجبور مسلم والدین دوچار ہیں۔ ان اخراجات باطلہ کو دور کرنے کے لیے ایک ملی جلی اصلاح قوم مسلم تنظیم بنا کر معاشرہ (سماج) شرعی طور پر کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ جب کہ ایک دوسرے سے خلط و ملط رشتہ داریاں، قرابت داریاں قدیمی ہیں آج بھی رائج ہے کہ دیوبندی (وہابی) سنی (بریلوی) ایک دوسرے میں جکڑے ہوئے ہیں، اور علما فرقہ پر دو طرف کے نکاح پڑھاتے ہیں۔ ایسے قاضی

نکاح حضرات کے بارے میں کیا حکم ہے؟ سابقہ میں مسلم پرسنل لا، پر بریلوی حضرات مفتی برہان الحق صاحب خلیفہ حضرت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ارشد القادری صاحب مد ظلہ العالی نے پرسنل لا بورڈ میں مولوی علی میاں ندوی کے ساتھ مل کر کام کیا ہے، یا بابری مسجد ایکشن کمیٹی جس میں سید مظفر حسین صاحب کچھوچھوی و شاہی امام صاحب دہلی جامع مسجد، ظفریاب جیلانی صاحبان و کلب عابد، کلب صادق شیعہ حضرات وغیرہ جنھیں ایک ہی اسٹیج سے عوام کو خطاب کرتے دیکھا و سنا گیا ہے۔ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

زید سنی کہتا ہے دیوبندی حضرات کے خواص پر مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی، عالم اسلام کے مفتیان کا فتویٰ کفر ہے جو ان کی سابقہ عبارتوں و تحریروں پر صادر فرمایا گیا۔ جن کی رو سے وہ کافر ہیں اور اب جو ان کی تحریروں کو قبول کرے وہ بھی اسی حکم میں آکر ارتداد کرے گا، اور اسلام سے خارج ہوگا۔ جس کی رو سے وہ مذکورہ اصلاح تنظیم کی مخالفت پر آمادہ ہے، اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہوئے عوام میں تخریب کاری پھیلا رہے ہیں، اور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب

اصل جواب سے پہلے آپ سنی دیوبندی اختلافات کی بنیاد سمجھ لیجیے۔ دیوبندی جماعت وہ ہے جس نے ۱۸۵۷ء جنگ آزادی سے لے کر آج تک ہر موقع پر مسلمانوں کے ساتھ غداری کی ہے۔ جس کی تفصیل متعدّد کتابوں میں بارہا کی جا چکی ہے۔ کانگریس کی حکومت قائم ہونے کے بعد اس نے ہمیشہ مسلمانوں کے مفاد کے بر خلاف کانگریس کی وفاداری کی ہے۔ سب کچھ جانے دیجیے ابھی چند سال پہلے جب دار العلوم دیوبند کا بڑے پیمانے پر جلسہ ہوا تو اس میں اندرا گاندھی کو بلا کر چوٹی کے علمائے دیوبند نے اپنے جھرمٹ میں لے کر تقریر کرائی۔ بابری مسجد کے سلسلے میں آج تک اسعد مدنی صاحب ایک لفظ نہیں بول سکے۔ ابھی چند دن پہلے یہی بزرگ بنارس سے مظلومین بھاگلپور کے نام پر ڈیڑھ لاکھ کے قریب چندہ کیا۔ بھاگلپور گئے بھی مگر وہاں ایک پیسہ نہیں دیا۔ یہ سب روپے کیا ہوئے کون جانے؟ ایسی صورت میں جب کہ اس جماعت کے قائدین کا یہ حال ہے تو اس کے پسماندگان سے کوئی اچھی امید رکھنی اپنے آپ کو فریب میں ڈالنا ہے۔ کردار سے ہٹ کر عقائد کے اعتبار سے ان کا حال اور بدتر ہے۔ ان کی مذہبی بنیادی کتاب "تقویۃ الایمان" ہے جس کے بارے میں رشید احمد گنگوہی صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اس کا پڑھنا، رکھنا اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ: "حضور اقدس ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔" جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تمام انبیا اولیا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ذرۂ ناچیز سے کمتر عاجز و نادان ہیں۔

اس جماعت کے بانی قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا: ''خاتم النبیین کا معنی سب میں آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے، اس میں کوئی مدح تعریف نہیں۔ یہ مدح کے مقام پر ذکر کرنے کے لائق نہیں، اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ اگر حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

اس مذہب کے دوسرے بانی رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب ''براہین قاطعہ'' میں لکھا جسے انھوں نے اپنے مرید خلیل احمد انبیٹھوی کے نام سے چھپوائی۔ ''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم کی زیادتی) نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہے۔ فخر عالم کے وسعت علم کی کون نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ یعنی شیطان کے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اور حضور اقدس ﷺ کے علم کا زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ حضور کے لیے زیادہ علم ماننا شرک ہے، اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ شیطان کا علم حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔''

اس مذہب کے چوتھے بزرگ اشرف علی تھانوی صاحب نے ''حفظ الایمان'' میں لکھا: ''پھر یہ کہ حضور کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد کل علوم غیبیہ ہیں یا بعض۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون اور جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' امت کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ادنیٰ سی توہین کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ ایسا کہ جو ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔ شفا شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری اور شامی میں ہے:

''أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه كفر.''(۱)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے ایسا کہ جو شخص اس توہین پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔

درر، غرر، الاشباہ والنظائر اور در مختار وغیرہ میں بھی یہی ہے۔ اسی بنا پر علماے عرب و عجم حل و حرم، ہندو سندھ نے ان چاروں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ یہ کافر و مرتد ہیں۔ جو ان کی کفریات پر مطلع ہونے کے بعد انھیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ آج کل کے عوام دیوبندی سب جانتے سمجھتے ہوئے ان کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے

(۱) رد المحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد باب المرتد مطبع زکریا.

ہیں۔ اس لیے ان لوگوں کا بھی وہی حکم ہے جو ان چاروں کا ہے۔ ان سے میل جول، سلام و کلام، شادی بیاہ سب ناجائز و حرام ہے۔ صحابہ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کے بارے میں فرمایا گیا:

''فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم وفي رواية فلا تناكحوهم.''(۱)

نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو، اور نہ ان سے شادی بیاہ کرو۔

جب صحابہ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والوں کا حکم کتنا سخت ہوگا۔ اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ.''(۲)

یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس مت بیٹھو۔

اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کے حبیب ﷺ کی توہین کرے۔ اس لیے دیوبندیوں کے ساتھ بھی معاملہ میں اتحاد اور اختلاط جائز نہیں، اور کسی حال میں ان سے وفا کی امید رکھنی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ مسلمانو! تمھیں کلمہ کا واسطہ ان دیوبندیوں مولویوں نے جو کچھ حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں لکھ کر چھاپا ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی۔ کیا اگر کوئی تمھارے باپ دادا کو گالیاں دے اور گالیاں دینے کو اپنا مذہب بنا لے تو کیا تم اس سے یارانہ کروگے۔ اس پر اعتماد کروگے؟ اگر نہیں ہر گز نہیں تو کیا تمھارے دلوں میں اللہ کے حبیب ﷺ کی عظمت باپ دادا کے برابر بھی نہیں۔ اپنے ایمان سے فتویٰ پوچھو جس کسی نے کبھی کسی بھی موقع پر ان وہابیوں اور دیوبندیوں سے اتحاد و اختلاط کیا اس نے گناہ کیا۔ کسے باشد۔ مسلمانانِ اہل سنت پر لازم ہے کہ وہ اپنی الگ تنظیم بنائیں اور معاشرہ میں شریعت کے مطابق اصلاحات کی کوشش کریں۔ جو لوگ خود فاسد ہیں وہ اصلاح کیا کریں گے۔ فساد مچائیں گے، ایسوں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمادیا:

''اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ.''(۳)

سنو! یہ لوگ فسادی ہیں۔

جن علماے اہل سنت نے یا جس سنی نے کسی دیوبندی لڑکے یا لڑکی کا نکاح پڑھا وہ زنا کا دلال جہنم کا مستحق ہے۔ رہ گئے دیوبندی مُلّے ان کو جہاں دو ٹکے ملیں، دو لقمے ملے پہنچ جائیں گے۔ بلکہ اگر مدعو بھی نہ ہوں اور اس کا اندیشہ نہ ہو کہ دھکے دے کے بھگائے جائیں گے تو بھی پہنچ جائیں گے۔ ان سے ہمیں کیا غرض ان کا

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.
(۲) قرآن مجید، سورة الانعام، آیت: ۶۸، پ:۷.
(۳) قرآن مجید، سورة البقرة، آیت: ۱۲، پ:۱.

عمل ہمارے لیے کیا سند؟ آپ ان اہل سنت کو جو حکم شرعی کے مطابق دیوبندیوں سے الگ رہنے کو کہتے ہیں یہ لکھ دیا کہ شر و فساد مچاتے ہیں۔ یہ جملہ بہت سخت ہے۔ اس سے آپ پر توبہ کرنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں سے اتحاد کی کوئی صورت ہے یا نہیں؟

جو شخص حضور ﷺ سے زیادہ علم کسی کا مانے وہ کافر ہے

مسئولہ: بزم اتحاد نو، قادری ریسٹورینٹ، کرلا، اندھیری روڈ، جری مری، بمبئی -۲/ ذی الحجہ۔

مسئلہ- وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

عالی مرتبت علماے ملت اسلامیہ و ہمدردانِ قومِ مسلم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

غرض یہ کہ آج کے اس پر آشوب دور میں جب کہ ہر چہرے پر تفکرات کی گرد جمی ہے، ہر دل پریشان، ہر ذہن الجھا ہوا ہے، امن و آشتی کا روشن سویرا آلام و مصائب کی دبیز تاریکیوں میں مقید ہے۔ آج جدھر بھی نظر اٹھائیے ہم ایک ہو کر بھی انیک ہو گئے ہیں، جب کہ ہمیں ایک اور صرف ایک ہونا ہے۔ دوسرے زرد و سرخ آندھیاں منظم طور پر سوچے سمجھے منصوبے کی ردائیں اوڑھے دوستی و منافقت کا چہرا بنائے گلشن ملت کو خزاں کا روپ دینے میں مصروف عمل ہیں اور ہم ہیں کہ ؎

آگ کے دریا میں خوابیدہ ہیں لنگر چھوڑ کے
بے حسی بیدار ہونے ہی نہیں دیتی ہمیں

ہمیں ایک خدا، ایک رسول، ایک قرآن کا پرچم بلند کرتے ہوئے ایک ہونا ہے مگر کس طرح۔ اسی مقصد کے تحت (بزم اتحادِ نو) خدمتِ عالی میں ایک سوال پیش کرتی ہے۔ قوی تر امید ہے کہ ۲۰/ فروری ۱۹۸۳ء تک جواب نہیں اپنے بے بہا خیالات سے بزم کو نوازیں گے تا کہ ہم صراطِ مستقیم پر رواں دواں ہوتے ہوئے اپنی مراد پائیں۔

سوال- بریلوی، وہابی، دیوبندی کے اتحاد کی صورت اور قوم مسلم کو ایک اور صرف ایک ہونے کا طریقہ کار آپ کے خیال میں۔ فقط... اتحاد زندہ باد۔

الجواب

سب سے پہلے آپ لوگ دیوبندی، سنی بریلوی اختلاف کی بنیاد ذہن نشین کر لیں، بریلوی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے۔ اس کے بر خلاف دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے۔ دیوبندیوں کے سب سے بڑے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھا، "یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔" ہم

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ عزوجل نے انبیاے کرام و اولیاے عظام کو سارے دوسرے لوگوں سے زیادہ عزت دی ہے۔ یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں معزز محترم ہیں، اس کے بر خلاف دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ انبیا و اولیا خدا کی بارگاہ میں چمار سے بھی زیادہ ذلیل، ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (تقویۃ الایمان)

ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ نماز میں التحیات میں جب یہ پڑھا جائے: "السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و بركاته. اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکت، تو دل میں یہ تصور جمائے کہ حضور حاضر ہیں۔ اس کے بر خلاف دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ نماز میں اگر کوئی اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جائے تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر حضور کی طرف خیال لے جائے تو شرک ہے۔ یعنی اب نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں۔

ہم اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم الانبیا اس معنی کر ہیں کہ آپ آخر الانبیا ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے، جو حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی اور نبی کو ممکن جانے وہ کافر ہے۔ اس کے بر خلاف قادیانیوں کی طرح دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہونا سب میں پچھلا نبی ماننا درست نہیں، یہ عوام کا خیال ہے، اس میں بالذات کوئی فضیلت نہیں، یہ تعریف کے موقع پر ذکر کرنے کے لائق نہیں، یعنی اس میں کوئی تعریف اور فضیلت نہیں، اس میں حضور اقدس ﷺ کی شان کی تنقیص کا پہلو ہے۔ اس میں اللہ عزوجل کی جانب یاوہ گوئی، بیہودہ بکواس کا پہلو ہے اس سے قرآن میں بے ربطی لازم آئے گی۔ اگر حضور کے بعد اور کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی بدستور باقی رہے گی، بلکہ اگر آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس، مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند)۔

ہم اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اللہ عزوجل نے سارے جہاں سے زیادہ علم عطا فرمایا ہے، جو شخص حضور اقدس ﷺ سے زیادہ علم کسی کا مانے وہ کافر ہے۔ اس کے بر خلاف دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان ملعون کا علم حضور اقدس ﷺ سے زیادہ وسیع ہے۔ شیطان کے علم کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت ہے، مگر حضور کے لیے ماننا قرآن و حدیث کے خلاف ہے، بلکہ شرک ہے۔ (براہین قاطعہ، مصنفہ مولوی خلیل احمد مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی)

ہم اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو رذیل چیزوں سے تشبیہ دے وہ کافر ہے۔ اس کے بر خلاف دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ایسا علم تو زید و عمرو بچوں یا پاگلوں حتیٰ کہ چوپایوں تک کو حاصل ہے۔ (حفظ الایمان، مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی)

اگر آپ پوری تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ اور الکوکبۃ الشہابیۃ کا مطالعہ کریں۔ ان بنیادی اہم عقائد کے اختلاف کے ہوتے ہوئے دیوبندیوں سے اتحاد کی صرف یہی صورت ہے کہ دیوبندی اپنے مذکورہ بالا اور دیگر عقائد کفریہ وضلالت سے توبہ کریں اور جن مولویوں نے یہ گندی کفری باتیں لکھی ہیں ان سے بیزاری کا اعلان کریں، جن پر کفر کا فتویٰ ہے انھیں کافر مانیں، سوائے اس کے دیوبندیوں سے اہل سنت وجماعت یعنی ہم بریلویوں سے اتحاد کی کوئی صورت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں سے اتحاد۔

جس تنظیم میں بدمذہب شامل ہوں اس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

مسئولہ: حکیم محمد اصغر، یونانی دارالشفا متصل سنہری مسجد، پیلی بھیت - ۸ر صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ- جس تنظیم میں وہابی، دیوبندی، بدمذہب وغیرہ شامل ہوں اس تنظیم میں شریک ہونا یا اس کا تعاون کرنا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا۔

الجواب

جس تنظیم میں وہابی یا کوئی بدمذہب شریک ہو اس میں اہل سنت کو شریک ہونا جائز نہیں۔ ارشاد ہے:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم."(1) نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلمان کو منافق کہنے والے کے یہاں کھانے پینے کا حکم

مسئولہ: محمد وثیق القادری، خادم مدرسہ اہل سنت مظہر العلوم، احمد پور، ضلع بارہ بنکی - ۲۶ر ربیع الآخر ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید پر ایک مفتی اہل سنت نے توبہ وتجدید ایمان کا شرعاً حکم اس لیے لگایا کہ زید نے ایک سنی مسلمان کو منافق اور دوسرے سنی مسلمان کو صلح کلی اور تیسرے سنی مسلمان کو دھوتی پہننے کی بنا پر کافر کہا تھا، اور بکر فتویٰ کا علم رکھتے ہوئے جانتے، بوجھتے، سمجھتے ہوئے زید کی دعوت قبول کی اس کے یہاں قیام کیا، شوق سے کھایا پیا، سلام ومصافحہ کیا۔ اب بکر پر شریعت کا کیا حکم ہے، آگاہ فرمایا جائے۔

الجواب

(1) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.

بکر گنہ گار ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابیوں کے یہاں کھانا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد شبیہ الحسن، دار العلوم اہل سنت حشمت الرضا، ہردولی، باندہ (یو۔پی۔)

مسئلہ- وہابیوں کے گھر کا کھانا حرام ہے یا ان کے گھر میں کھانا حرام ہے؟ وہابیوں کے ہاتھ کا دیا ہوا پانی حرام ہے یا نہیں؟

الجواب

وہابیوں سے میل جول، حرام وگناہ ہے اور کھانا پینا میل جول ہی کی طرح ہے تو خواہ وہابیوں کے گھر کھائے یا وہابی کو اپنے گھر بلا کر کھلائے، یا وہابی کے گھر سے آیا ہوا سوغات (تحفہ) کھائے یا اپنے گھر سے اس کے یہاں سوغات تحفے بھیجے یہ سب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدمذہبوں سے میل جول جائز نہیں مگر اس سے کوئی شخص سنیت سے خارج نہ ہوگا

مسئولہ: ولی محمد خاں، مولی پور ہڑاہوا، پوسٹ پچپیڑوا، ضلع گونڈہ

مسئلہ- ایک شخص اپنے کو سنی کہلواتا ہے اور یہ دیوبندی وہابی کے یہاں جا کر ان کے لیے تعویذ لکھتا اور قیمت لیتا۔ نیز کھانا بھی کھاتا ہے، اس کا یہ فعل از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب

سائل کے اس جملے کا مطلب "کہ اپنے کو سنی کہلواتا ہے۔" یہ ہے کہ وہ حقیقت میں سنی نہیں ہے، اگر واقعہ یہی ہے کہ زید سنی نہیں تو سائل کو صاف صاف لکھنا ضروری تھا کہ زید سنی نہیں۔ اور اگر زید واقعی سنی ہے اس میں بدعقیدگی کی کوئی بات نہیں تو سائل کو ایسا جملہ ہرگز نہیں لکھنا چاہیے تھا جس سے اس کے سنی ہونے میں شبہہ پڑ جائے، مسلمان پر بدگمانی حرام ہے وہ بھی عقیدہ کے معاملے میں قرآن مجید میں ہے: "اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ."(1) بدمذہبوں سے میل جول رکھنا ان کے یہاں کھانا پینا، ان کو تعویذ لکھ کر دینا جائز نہیں۔ زید اس کی وجہ سے فاسق معلن ہو گیا، لیکن اگر اس کا اعتقاد درست ہے تو وہ سنی ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا مجاہد ملت عتیق میاں فرنگی محلی کی دست بوسی کرتے تھے؟

مسئولہ: محمد ابراہیم حشمتی، چھیپانہ گلی، کرنیل گنج، کانپور - ۲۵ر رجب ۱۴۱۳ھ

(1) قرآن مجید، پارہ:۲۶، سورۃ الحجرات، آیت:۱۲.

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:
حضور مجاہد ملت رئیس اعظم اڑیسہ علیہ الرحمۃ والرضوان جن کی زندگی مسلک اہل سنت وجماعت کی حمایت ونصرت میں گزری ان کے بارے میں زید کہتا ہے کہ مجاہد ملت عتیق میاں فرنگی محلی سے ملتے تھے جب کہ وہ علماے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں تھے۔ مجاہد ملت نے ایک بار علماے دیوبند جن کی تکفیر کا حکم علماے حرمین طیبین اور ہندوستان، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لگا چکے ہیں۔ ان کی عبارتوں کو عتیق فرنگی محلی کے سامنے پڑھ کر سنائی جس پر عتیق میاں نے کہا کہ میں نے عبارت سنی مگر میں کسی ایک شخص کو مخصوص کرکے کافر نہیں کہہ سکتا۔ اس کے باوجود بھی حضور مجاہد ملت عتیق میاں فرنگی محلی سے ملتے تھے، بلکہ سلام کے ساتھ دست بوسی کی کوشش کرتے تھے۔ بکر کہتا ہے کہ زید کی بات بالکل غلط بلکہ حضور مجاہد ملت پر بہتان لگاتا ہے۔ مگر زید کہتا ہے کہ میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں، یہ بات حقیقت ہے۔ لہذا عرض ہے کہ مذکورہ بالا تحریر کی روشنی میں زید وبکر کس کی بات صادق ہو سکتی ہے۔ نیز اگر ایسا ہے تو مجاہد ملت پر کیا حکم نافذ ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جو شخص دیوبندیوں کے عقائد پر مطلع ہوکر ان کی تکفیر نہ کرے یا ان کے کفر میں شک وشبہہ کرے وہ بھی دیوبندی ہے اور یہ ناممکن ہے کہ امام التارکین حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دانستہ ایسے شخص سے ملاقات کریں اور دست بوسی کریں یہ زید کا حضور مجاہد ملت پر الزام اور افترا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے گھر کھانے والے کی امامت کا حکم

مسئولہ: محمد الیاس رضوی

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں:
دیوبندی وہابی کے گھر میں کھانے کی دعوت ہے تو کیا دیوبندی کے گھر دعوت میں جاسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ہمارے مسجد کے امام صاحب نے دیوبندی کے گھر کھانا کھایا ہے، اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے، ان کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب

دیوبندی کے گھر دعوت کھانے کے لیے جانا حرام وگناہ ہے۔ دیوبندی شان الوہیت ورسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں۔ حدیث میں صحابہ کرام کی توہین کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

"فلا تواكلوهم ولا تشاربوهم."(۱) ان کے ساتھ نہ کھاؤ پیو۔

جب صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو حضور اقدس ﷺ کی گستاخی کرنے والوں کا حکم کتنا سخت ہوگا۔ امام صاحب نے اگر دیوبندی کے یہاں کھانا کھایا تو وہ فاسق معلن ہوئے۔ انھیں امام بنانا، ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، واجب الاعادہ ہے۔ غنیّہ میں ہے:

لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم."(۲)

در مختار میں ہے:

"کل صلوٰة ادیت مع کراهة التحریم تجب إلاعادتها."(۳) والله تعالیٰ اعلم.

دیوبندیوں سے میل جول کرنے کے لیے دباؤ ڈالنا گناہ ہے۔

مسئولہ: جناب محمد عارف صاحب انصار نگر، غیبی پیر روڈ، بھیونڈی، تھانہ-مورخہ ۲۶ر جمادی الآخرہ

مسئلہ-محلے کے تمام لوگ دیوبندی کے یہاں کھاتے پیتے، شادی میں شریک ہوتے اور نماز جنازہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں، اور خالد دیوبندی کے یہاں کھاتا پیتا نہیں اور نہ ہی شادی میں شرکت کرتا ہے، اور نہ نماز جنازہ پڑھتا ہے اور نہ پڑھاتا ہے تو محلے والے خالد کے اوپر پابندی عائد کرتے ہیں اگر تم نہیں کھاؤ گے پیوگے اور نماز جنازہ نہیں پڑھو اور پڑھاؤ گے تو تم کو محلے سے الگ کر دیا جائے گا۔ ایسی صورت میں خالد کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

خالد صبر کرے استقامت اختیار کرے۔ اللہ عزوجل غیب سے اس کی مدد فرمائے گا ارشاد ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا."(۴)

بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محلے کے یہ سنی کیسے سنی ہیں حیرت ہے۔ دیوبندی شان الوہیت ورسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں۔ ان سے میل جول، سلام وکلام جائز نہیں صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی شان

---

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.
(۲) غنية، ص:۵۱۳م فصل الامامة، سبیل اکیڈمی، پاکستان.
(۳) درمختار، جلد اول، ص:۳۰۷، واجبات صلاة، مطبوعه بیروت.
(۴) قرآن مجید، سورة حم سجده: ۴۱، آیت: ۳۰، پاره: ۲۴.

میں وارد ہوا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم."(۱)

نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان سے شادی کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلاً ولا شرعاً و لتكذيبه النصوص القطعية."(۲) والله تعالیٰ اعلم.

دیوبندیوں سے میل جول، خورونوش حرام ہے۔

مسئولہ: محمد جواد اعظمی، کیر آف چاند علی رضوی، منزل ۵۵۵، شانتی روڈ، بھیونڈی، تھانہ - ۴ر ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- کوئی سنی کسی دیوبندی کے یہاں شادی یا غیر شادی، میں دعوت کھا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دعوت میں شریک رہا تو شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب

دیوبندی یا کسی بدمذہب سے میل جول، سلام، کلام، نشست و برخاست، خورونوش حرام ہے۔ حدیث میں روافض کے بارے میں فرمایا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم."(۳)

نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو، نہ ان سے شادی کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

جو لوگ دیوبندیوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں، ان کے یہاں کھاتے پیتے ہیں، وہ گنہ گار ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جس شخص کو اپنے ایمان پر اطمینان ہو اس کا دیوبندیوں سے ملنا جلنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد ریاض الدین، ساکن، کرچالی، پوسٹ کنجیاں، ضلع پلاموں (بہار) - یکم محرم ۱۴۰۰ھ

مسئلہ- جس آدمی کو اس بات کا یقین ہو کہ وہ کہیں بھی جائے اس کا عقیدہ نہیں بدلے گا، تو اس آدمی کو

(۱) السنة لابن عاصم ص:٤٨٣، ج:٢، المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣.
(۲) شامی، ص:۲۳۷م ج:۲، كتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة/ دارالكتب العلمية، لبنان.
(۳) المستدرك للحاكم، ص:٦٣٢، ج:٣، السنة لابن عاصم ص:٤٨٣، ج:٢.

دیوبندی کے یہاں جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

نہیں، دیوبندیوں سے ملنا جلنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صلح کلیوں سے بھی سلام کلام حرام ہے۔

بدمذہبوں سے دینی کام کے لیے چندہ مانگنا حرام، جو دے دے تو لے لیا جائے۔

مسئولہ: محمد نبیہ قصاب، شاہجہان پور (یو۔پی۔) - ۲۳ر محرم ۱۴۱۷ھ

مسئلہ- ایک بدعقیدہ تو وہ ہے جو گستاخ رسول ہے۔ اس کے علاوہ ایک وہ شخص جو گستاخِ رسول بھی نہیں، یا پھر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت پر زبان طعن نہیں کرتا ہے، صرف اتنا کرتا ہے کہ بریلی شریف اور دیوبند دونوں کو ہی ٹھیک کہتا ہے، کسی کی برائی نہیں کرتا ہے۔ ایسے شخص کو ہم کس عقیدہ کا شخص مانیں۔ اس کے علاوہ اگر یہ شخص ہماری تنظیم رضائے غوث الوریٰ میں چندہ دے تو کیا لے سکتے ہیں یا نہیں۔ کیوں کہ بدعقیدہ سے تو سلام کلام، سخت منع ہے، لیکن مندرجہ بالا شخص جو کسی عقیدے سے لوگوں کو برا نہ کہ، کر سبھی کو اچھا کہتا ہے، ایسے شخص سے کیا سلام کلام رکھ سکتے ہیں یا نہیں جواب مفصل عنایت فرمائیں۔

الجواب

یہ صلح کلی ہے، اس سے بھی میل جول، سلام و کلام حرام ہے۔ یہ جب دیوبندیوں کو بھی اچھا کہتا ہے تو اسے لازم کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کو اچھا سمجھتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کو اچھا سمجھنا کفر صریح ہے۔ کسی کھلے ہوئے کافر یا بددین سے دینی کام کے لیے چندہ مانگنا حرام اور بغیر مانگے خود دے دے تو مالِ موذی نصیب غازی سمجھ کر لے لے پھر بھی تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ نہ لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی رشتے دار کے یہاں جانا نہ خود جائز نہ بیوی بچوں کو بھیجنا جائز

مسئولہ: وکیل احمد اعظمی، مخدومہ پور، گھوسی، مئو (یو۔پی۔) - ۲۹ر ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ- ❶- کیا فرماتے ہیں علمائے ملت و امامِ اہل سنت مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ہندہ کی شادی نابالغی میں بکر دیوبندی سے کر دی، جب کہ زید کو دیوبندی کی اصل حقیقت معلوم نہ تھی، اور ہندہ ابھی بالغ بھی نہیں ہے۔ کیا ہندہ بالغ ہوتے ہی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ اور اگر نہیں تو کیا زید ہندہ کے بالغ ہوتے ہی ہندہ کی شادی عمر سے کر سکتا ہے؟ اور اگر نہیں تو کیا صورت ہو سکتی ہے۔ جب کہ زید کو بکر سے طلاق لینے پر بہت بڑے فساد

کا ڈر ہے۔ جو بھی صورت ہو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں اور عقلی ثبوت سے بھی نوازیں، کرم ہوگا۔

❷-خالد نے زاہدہ سے شادی کی۔ خالد عالم ہے اور زاہدہ کی بہن رابعہ کی شادی دیوبندی سے ہوئی تو کیا زاہدہ اپنی بہن رابعہ کے گھر شادی و دیگر ضروریات میں شریک ہو سکتی ہے۔ اور اگر زاہدہ شریک ہو سکتی ہے تو کیا خالد بھی شریک ہو سکتا ہے۔ جو بھی مسئلہ ہو قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب

❶-بکر اگر واقعی دیوبندی ہے تو ہندہ کا نکاح بکر سے صحیح نہیں ہوا۔ اس لیے کہ دیوبندی شانِ الوہیت و رسالت میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ اور کافر و مرتد کے ساتھ سنیہ عورت کا نکاح صحیح نہیں۔ شفاء امام قاضی عیاض اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر."(۱) — مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

در مختار میں ہے:

"لا يصلح أن ينكح مرتد أو مرتدة أحدا من الناس مطلقاً."(۲) — مرتد اور مرتدہ کا نکاح کسی انسان سے نہیں ہو سکتا۔

دیوبندی سے جب نکاح صحیح نہیں تو ہندہ کے باپ اگر چاہیں تو ابھی یا پھر ہندہ بالغ ہو کر جس سے بھی چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-رابعہ کا شوہر جب دیوبندی ہے تو اس کے یہاں زاہدہ یا خالد کا آنا جانا، میل جول، سلام و کلام حرام و گناہ ہے۔ نہ وہاں زاہدہ جا سکتی ہے اور نہ اس کا شوہر خالد۔ صحابۂ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم — نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ کھاؤ پیو۔

(۱) رد المحتار، ج:٦،ص:٣٧٠،كتاب الجهاد باب المرتد في حكم ساب الأنبيا، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.

(۲) در مختار، ج:٤،ص:٣٧٦، كتاب النكاح باب نكاح الكافر، دار الكتب العلمية، لبنان

ولا تواكلوهم."(۱)

جب صحابۂ کرام کی تنقیص شان کرنے والوں کا یہ حکم ہے تو خود حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والوں کا حکم کتنا سخت ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عموماً عورتیں دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے ناواقف ہوتی ہیں۔

مسئولہ: محمد صغیر احمد، متعلم مدرسہ تنویر العلوم غوثیہ، بالا کھیریا، گونڈہ (یو۔پی۔)-۹؍ صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ-سنی عوام الناس بسبب تزویر وہابیہ و دیابنہ خذلهم الله تعالیٰ. مرتدہ گھر میں لاکر بلا تجدید ایمان و نکاح رکھتے ہیں۔ بعد چند ایام حالات کے سانچے میں ڈھل کر نیاز فاتحہ، میلاد شریف، تعظیم وغیرہ کی قائل ہو جاتی ہیں لیکن بلا تکلف باپ کے گھر آتی جاتی ہیں۔ نیز اس بات کی مقر ہے کہ جو میرے شوہر کا مذہب ہے وہی میرا مذہب ہے۔ بایں صورت اس عورت کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا یا بعد موت اس کی نمازِ جنازہ میں شرکت کا کیا حکم ہے؟ حکم شرعی ارشاد فرمائیں۔

الجواب

مرتد یا مرتدہ وہ دیوبندی مرد یا عورت ہے جو گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھی، تھانوی کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہو جن پر علمائے اہل سنت نے ان کی تکفیر کی ہے۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ عوام الناس تو عوام الناس بہت سے پڑھے لکھے دیوبندی بھی ان عبارتوں سے واقف نہیں ہوتے، خصوصاً عورتیں تو ناواقف ہوتی ہیں۔ اس لیے جب تک تحقیق سے ثابت نہ ہو جائے کہ یہ عورت ان کفری عبارتوں پر مطلع ہے، پھر بھی ان عبارتوں کے لکھنے والوں کا اپنا پیشوا مانتی ہے یا مسلمان جانتی ہے۔ اس لیے عام دیوبندی کی لڑکیوں پر مرتدہ کا حکم لگانا درست نہیں۔ اس تفصیل کے مطابق اگر کوئی سنی کسی دیوبندی کی لڑکی سے نکاح کرے تو نکاح صحیح ہے۔ توبہ اور تجدید ایمان کی بھی حاجت نہیں۔ لیکن چوں کہ شادی بیاہ بغیر طرفین کی باہمی رضامندی اور خصوصی اعتماد کے بعد نہیں ہوتا، نیز شادی بیاہ کے تمام رسموں میں دیوبندیوں سے اختلاط، ان کے ساتھ نشست و برخاست، ان کے ساتھ خورونوش لازمی طور پر ہوتا ہے۔ پھر شادی کے بعد آمد و رفت خلط و ملط باقی رہتا ہے۔ اس لیے کسی دیوبندی کی لڑکی سے شادی کرنا جائز نہیں کہ جو چیز حرام کی طرف مفضی ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے، اگرچہ اصل میں جائز ہو۔ میرا ظن غالب یہی ہے کہ یہ لڑکی بھی ان کفری عبارتوں سے واقف نہیں ہوگی۔ مزید اطمینان کے لیے تحقیق کر لی جائے اور اب وہ کہتی ہے کہ میں اپنے شوہر کے مذہب پر ہوں تو اسے سنی ہی مانا جائے گا اور

(۱) المستدرك للحاكم، ج:٣،ص:٦٣٢،المعجم الكبير للطبراني،ج:٣،ص:١٤٠

نکاح کو صحیح کہا جائے گا۔ ایسی حالت میں اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابیوں کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنے والے کا حکم

مسئولہ: محمد مسعود قادری، کلیا چک، پوسٹ خاص، ضلع مالدہ، (مغربی بنگال)-۲۸؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ-اگر زید نے اپنی لڑکی ہندہ کا نکاح وہابی یا دیوبندی یا قادیانی یا مودودی وغیرہ باطل فرقہ سے کر دیا، اس پر شرع کا کیا حکم ہے؟

الجواب

مذکورہ بالا تمام فرقے والے اہانت رسول کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ ایسی صورت میں جس شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ان باطل فرقے والوں سے کسی کے ساتھ کیا تو وہ دیوث ہوا، اور بحکم حدیث جہنم کا مستحق۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا بسط البنان میں عبارت تبدیل کرنے کے بعد بھی اشرف علی تھانوی پر حکم کفر باقی رہے گا؟ شاتم رسول کی توبہ نہیں۔

مسئولہ: نور احمد قریشی، آگرہ۔ ۵؍ ستمبر ۱۹۶۴ء

مسئلہ-مکرمی و محترمی جناب مولانا مصطفیٰ رضا صاحب دام ظلکم السلام علیکم۔

اب سے کافی عرصہ قبل احقر نے بعض عریضے حضرت والا کے نام سے بریلی ارسال کیے تھے دار الافتا بریلی سے جواب بھی عنایت فرمائے گئے جس کے لیے مشکور ہوں۔ مگر مضمون زیر بحث پر احقر کسی آخری فیصلہ پر نہیں پہنچ سکا اس کی تفصیل یہ ہے کہ اب سے چند سال قبل مجھے بریلوی، دیوبندی اختلافات کی حقیقت بالکل نہیں معلوم تھی اگر چہ میں اپنے عقائد میں بریلوی عقائد سے زیادہ قریب پاتا تھا، مگر دیوبندی کی تکفیر پر مجھے حیرت تھی اس لیے میں نے اپنے خیالات لکھ کر آپ کے پتہ پر بھیج دیا اور دریافت کیا کہ دیوبندیوں کو کافر کیوں کہا جاتا ہے جب کہ اس وقت مسلمانوں میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے وغیرہ وہاں سے جواب میں ان کے کفریہ اقوال نقل کر کے مجھے ارسال کیے گئے اور حسام الحرمین پڑھنے کے لیے فرمایا گیا۔ میں نے حسام الحرمین کا نام بھی نہیں سنا تھا، بہر حال تلاش کر کے حسام الحرمین اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بعض دیگر کتابیں حاصل کر کے پڑھیں اور ساتھ ہی کئی دیوبندیوں نے ان کے جو جواب دیے ان کی بھی حتی الامکان تلاش کر کے حاصل کیا۔ میں اس نتیجہ پر اب تک پہنچا ہوں کہ اعلیٰ حضرت نے دیوبندیوں کی گمراہ کن عبارت کی صحیح گرفت

کر کے اپنا منصبی و دینی فرض ادا کیا ہے اور خاص طور سے، حفظ الایمان کی زیر بحث عبارات سے ظاہری اور سیدھے سادھے کھلے معنی صاف کفری معنی کے حامل ہیں۔

اگر چہ اسے مصنف نے اپنے دل میں اہانت رسول ﷺ کا قصد نہ کیا ہو مگر شریعت تو ظاہر کی ہی گرفت کرتی ہے اور اس کی بنا پر اعلیٰ حضرت اور دیگر علمائے اسلام نے فتنہ کے سد باب کے لیے بالکل صحیح فتویٰ کفر دیا مگر یہاں تک صحیح ہونے کے بعد میرے نزدیک بحث ختم نہیں ہوئی ہے اس لیے کہ ۱۳۴۲ھ میں مصنف حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی عبارات زیر بحث کو تغیر عنوان کے نام سے بدل دیا۔ اب یہاں قابل غور یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کا وصال جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے ۱۳۴۰ھ میں ہوا اس کے معنی یہ کہ اعلیٰ حضرت کی حیات ظاہری میں مولوی اشرف علی صاحب نے اپنی عبارات نہیں بدلی اور اس کی رو سے اعلیٰ حضرت اپنے فتویٰ پر شدت سے قائم رہے مگر اس کے بعد میرے خیال میں صورت بدل جاتی ہے اور بعد کے مفتیان کرام کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ بدلی ہوئی عبارت پر پھر سے فتویٰ دیں۔ اب میرے خیال میں دیوبندیوں میں جو لوگ مولوی اشرف علی وغیرہ کی پچھلی کفری عبارت کو صحیح اور حق بجانب باوجود علم کے قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ اصل بنائے فساد موجود ہیں ورنہ اس تکفیری بحث کا خاتمہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ دیوبندی اپنی پچھلی عبارات سے قطعی بے تعلقی کا اظہار ان عبارت کو مردود قرار دیتے ہوئے اور ان کے مصنف کو تائب مانتے ہوئے کریں اور ادھر سنی علما ان کی تکفیر نہ کریں، اگر چہ فروعی اختلافات باقی رہیں اور اپنی جماعت کی ترقی کی کوشش جاری رکھیں میں نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے اس پر حضرت والا کی منصفانہ رائے جاننے کا طالب ہوں۔

دوسری بات یہ کہ احقر کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے مگر پھر بھی مسائل زیر بحث کی تحقیق میں بہت عرصہ لگ گیا، اب جو عوام الناس سنی یا دیوبندی مسلمان کہلاتے ہیں ان کو نہ تو زیادہ تر پڑھنے کا شوق ہوتا ہے نہ اپنی دیگر مصروفیات کی بنا پر وہ تحقیق کے لیے زیادہ وقت دے سکتے ہیں، نہ ہی ان میں دلائل کو ترجیح دینے اور امتیاز کرنے کی اہلیت ہے۔ اب کیا ایسے تمام لوگوں کو جو صاحب تمیز نہیں ہیں قطعی کافر مانا جائے، یا صرف انھیں کٹر دیوبندیوں کو جن پر باوجود تمام فی نفسہ موافق عبارت و دلائل پیش کرنے کے وہ کفری عبارات کو ہی صحیح قرار دیں۔ اور اگر تمام فی نفسہ موافق عبارات یا کتب وغیرہ ان پر پیش نہیں کیے جا سکے ہوں یا وہ یہ کہ، کر پیچھا چھڑانا چاہیں کہ جس نے جیسا کیا وہ خدا سے ویسا ہی بدلہ پائے گا، اگر کفر کیا تو جہنم میں جائے گا تمھاری دعا سے ہمارا اعتقاد ایسا نہیں ہے نہ ہمیں اس تحقیق کی ضرورت یا فرصت ہے نہ قابلیت ہے۔ تو ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟ ایک دیوبندی پڑھے ہوئے مولوی صاحب یہ بھی کہنے لگے کہ نہ ہم ان عقائد کفریہ سے واقف نہ ہمارے کورس میں یہ کتابیں شامل ہیں، نہ ہم اس بحث میں پڑنا چاہتے ہیں وغیرہ۔

تو اب سوال یہ ہے کہ جب دیوبندی کورس میں یہ کتابیں شامل نہیں، نہ دیوبندی انھیں اپنے عقائد کی کتابیں تسلیم کریں بلکہ اپنے عقائد مندرجہ المہند (اردو) اپنی صفائی میں پیش کریں تو ان کو ایسی صورت میں کیسے کافر کہا جائے؟ احقر تو اپنے محدود علم کی بنا پر یہ خیال کرتا ہے کہ دیوبندی فرقہ اپنے اندر گمراہ خیالات تو ضرور لیے ہوئے ہے مگر موجودہ صورت حال میں ان سب کو بلا استثنا کافر کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کے متعلق جو حکم اخیر میں لکھا ہے کہ لزوم والتزام میں فرق کیا جائے، اور کافر کہنے سے سکوت کیا جائے۔ اب وہی حکم مولوی اشرف علی کے رجوع میں اگرچہ وہ کہتے ہیں کہ رجوع نہیں کیا مگر الفاظ و عبارات تو حذف کر دینے کے بعد ان پر نافذ کیا جائے یعنی ان کی گمراہی اور کفری عبارات یا اقوال و افعال جس شخص سے جس درجہ میں دیکھنے میں آئیں اس درجہ میں اس کی تنقید کی جائے بالفاظ دیگر ان کو مجموعی طور پر کافر نہ کہتے ہوئے بھی ان پر تنقید کی جاسکتی ہے اور ان کے فاسد خیالات سے اہل سنت کو بچانے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ جیسا اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کے ساتھ معاملہ کیا۔ احقر کے اپنے خیالات وہابیہ کے متعلق حضرت والا رسالہ نوری کرن کے ستمبر و اکتوبر ۱۹۶۳ء وغیرہ میں ایڈیٹر فاران کے نام ایک خط عنوان سے ملاحظہ فرمائیں جس سے واضح ہو جائے گا کہ احقر کی وہابیت سے کوئی ہمدردی نہیں لیکن انصاف کرنے کا تو ہمیں اپنے دشمنوں سے بھی حکم دیا گیا۔ اور میرا خیال تو یہی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے کسی ذاتی دشمنی یا بے جا ضد کی بنا پر فتویٰ کفر نہیں دیا بلکہ محض اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی رضا جوئی ہی مطلوب تھی تو اب ان کے سچے جانشینوں سے بھی یہی توقع کرنا حق بجانب ہے اور امید ہے کہ حضرت والا اور دیگر علمائے اہل سنت موجودہ صورت حال پر نظر ثانی کریں اور مکمل تنقیح کے بعد منصفانہ حکم صادر فرمائیں گے۔

تیسرے یہ کہ نقطہ اتحاد...... کرنے کی خواہش اس وقت بھی اور بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ایک طرف تو دیوبندی خیال کے تعلیمی و تبلیغی ادارے اور جماعتیں (ان کو ٹولی کہہ کر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا) زیادہ منظم اور زیادہ سرگرم کار رہنے کی بنا پر عام مسلمانوں میں زیادہ نفوذ کر چکے ہیں جس سے دیوبندیوں کو الگ چھانٹنا انتہائی دشوار ہو گیا ہے۔ (اور یہ نفوذ ان کفری خیالات کی اشاعت کی بنا پر نہیں بلکہ سنیوں کے مسلمہ معتقدات اور نماز وغیرہ اعمال کی پابندی پر زور دینے کی بنا پر یہ عام سنیوں کے لیے قابل قبول بن جاتا ہے اگر توہین والی کفری عبارات کی تبلیغ پیش کرتے تو ان کے منہ پر مار دی جاتی یعنی ان کے کفری عبارات کا سیلاب تو فتاوائے کفر نے پسپا کر دیا۔) دوسری طرف سنیوں کی ابھی تک کوئی یونیورسٹی یا دار العلوم یا منظم سرگرم کا فروعی تبلیغی جماعت جو خود پابند سنت و فرائض ہو موجود نہیں ہے۔ اب عام مسلمان آخر اپنی مذہبی رہنمائی کے لیے کہاں جائیں۔ کروڑوں مسلمانوں کی مذہبی تعلیمی ضروریات آپ کا تنہا دار الافتا یا مدرسہ یا اس جیسے بعض دیگر سنی

ادارے پورے کرنے کے لیے قطعاً ناکافی ہیں۔ کم از کم بریلی میں ہی ایک اعلیٰ درجے کی یونیورسٹی یا دار العلوم قائم ہو جائے تو باقی ملک کے لیے مثال یا نمونہ قائم ہو جاتا۔ اسی طرح ابھی تک کوئی خالص سنی روزنامہ اخبار دیگر زبانیں تو در کنار اردو تک میں نہیں ہے، نہ ہندی میں دینی کتابوں کے ترجمے کا کوئی خالص سنی ادارہ ہے۔ جب ادھر کام کرنے والے نہیں تو صرف فتاوی کہاں تک کام کریں گے، یہ قابلِ غور ہے اور پھر مسلمان کہلانے والی قوم خواہ بریلوی ہوں یا دیوبندی اس وقت مشرکین کا ہدف بنے ہوئے ہیں۔ اندیشہ ہے کہ اس آپس کے کفری اختلاف کی شدت کی بنا پر کہیں دونوں اپنے مشترکہ اعدا کا آسان شکار ہو کر فنا نہ ہو جائیں۔ دونوں جماعتوں کے علما اگر اپنے دعوائے وفاداری محمد رسول اللہ ﷺ میں صادق ہیں تو آقا ﷺ کو بشر کہنے پر زور دینے اور بحث کرنے کے بجائے خود کو بشر سمجھتے ہوئے اپنی غلطیوں کو تسلیم کرتے ہوئے امتِ محمدیہ ﷺ کے مفاد کے لیے اور امت کی ترقی و استحکام کے لیے کام کریں۔ یہ کام علما کے کرنے کا ہے نہ کہ ہم جیسے مسلمان عاصیوں کا۔

نوٹ: بسط البیان مرقومہ مولوی اشرف علی صاحب کی عبارت اس لیے نقل نہیں کی ہے کہ آپ کے دار الافتا کے کتب خانہ میں موجود ہوگی۔ اسے ملاحظہ فرمائیں گے۔ اگر نہ ہو تو وہ عبارت بھی نقل کر کے بھیج سکتا ہوں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے نیک نیتی سے لکھا ہے۔ خود کو ایک ناکارہ گنہ گار مسلمان سمجھتا ہوں، جو کچھ حق سمجھتا ہوں اس کا اظہار ضروری ہے۔ حضرت والا کی دعا اور رہ نمائی کا طالب ہوں۔ مفصل اور مدلل جواب عنایت فرمائیں اور عند الشرع ماجور ہوں۔ فقط

الجواب

اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اس نے آپ پر حق واضح فرما دیا اور اس کے قبول کی توفیق بخشی۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے اس پر آپ جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ امید ہے کہ اب بھی اگر آپ تامل کریں گے تو بات آپ کی سمجھ میں آجائے گی۔ جب آپ پر یہ بات روشن ہے کہ حفظ الایمان کی اصل عبارت کفر صریح ہے اور اس میں یقیناً حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور توہینِ نبی باجماعِ امت کفر ہے اور اس کے مصنف اشرف علی تھانوی اس عبارت کے لکھنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہو گئے تو اب بغیر اس کفر سے توبہ کیے، تجدیدِ ایمان کیے مسلمان نہ ہوں گے۔ جیسے کوئی بت پرستی چھوڑ کر بغیر بت پرستی سے توبہ کیے ہوئے نماز پڑھنے لگے تو مسلمان نہ ہو گا۔ اس کفر سے توبہ یہ تھی کہ وہ یہ کہتے لکھتے کہ میں نے اس کفر سے جو اس عبارت میں مجھ سے سرزد ہوا ہے توبہ کرتا ہوں اور اب اس کفری عبارت کو یوں بدلتا ہوں، جیسے بت پرست کی توبہ یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ بت پرستی شرک ہے، اس سے توبہ کرتا ہوں، معبودِ برحق ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اگر کوئی بت

پرست بت پرستی کو حق مانتے ہوئے چھوڑ دے اور نماز پڑھنے لگے تو وہ مسلمان نہ ہوا، مشرک کا مشرک ہی رہا۔ یہاں تھانوی نے بسط البیان لکھنے کے بعد بھی حفظ الایمان کی اس عبارت کو حق جانتے رہے اور اسی حالت میں مرے۔ کبھی اقرار نہیں کیا یہ عبارت کفر ہے۔ کبھی یہ نہ کہا نہ لکھا کہ میں اس عبارت سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر کفر سے نجات کیسے ہے؟ درِ مختار میں ہے کسی نے کلمۂ کفر کہا اور پھر کلمہ پڑھا تو جب تک اس کلمۂ کفر سے براءت ظاہر نہیں کرے گا مسلمان نہ ہوگا۔

فرماتے ہیں: "ولو اتٰی بهما علی وجه العادة لم ینفعه مالم یتبرأ، بزازیة."[1]

شامی میں اسی کے تحت بحرالرائق سے ہے:

"و أفاد باشتراط التبری أنه لوأتی بالشهادتین علی وجه العادة لم ینفعه مالم یرجع عما قال، إذ لایرتفع بهما کفره، کذا فی البزازیة وجامع الفصولین اھ قلت: وظاهره اشتراط التبری وإن لم ینتحل دینًا آخر بأن کان کفره بمجرد کلمة ردة."[2]

ان عبارتوں کا مفاد یہ ہے کہ اگر کسی نے کلمۂ کفر بکا تو جب تک اس سے براءت نہ کرے تو توبہ نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر تھانوی کا ایک یہی کفر ہوتا اور بالفرض بسط البنان توبہ شرعیہ ہوتی تو اس سے چھٹکارا حاصل ہو جاتا، مگر ان کے کفریات اس کے علاوہ بھی ہیں، مثلاً براہینِ قاطعہ، اور تحذیر الناس کے کفریات کو ایمان جاننا، ان کفری عبارتوں کو حق جاننا۔ اس سے توبہ کہاں کی؟ اسے بھی جانے دیجیے الامداد ۱۳۳۶ھ ماہ صفر کا مطبوعہ خواب جس میں ایک مرید نے خواب اور بیداری کی حالت میں تھانوی کو نبی کہا اور تھانوی نے اس کی تعبیر یہ دی کہ اس میں اشارہ ہے کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبعِ سنت ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ ایک مرید نے کہا کہ خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں خیال ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔ دوبارہ پڑھتا ہوں بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ مجھ کو علم ہے کہ یہ درست نہیں لیکن زبان سے بے ساختہ یہی نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔ اتنے میں میری حالت غیر ہوگئی کہ میں بوجہِ رقت زمین پر گر گیا اور نہایت زور سے بے ساختہ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت نہ رہی، اتنے میں میں خواب سے بے دار ہو گیا لیکن بے حسی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن خواب و بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا۔

(۱) در مختار، ج:٦، ص:٣٦١، مکتبہ زکریا.
(۲) ردالمحتار، ج:٦، ص:٣٦١، مکتبہ زکریا.

بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دور کیا جائے، پھر نہ ایسی غلطی ہو جائے۔ بایں خیال بیٹھ گیا، پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں: اللهم صلی علیٰ سیدنا و نبینا اشرفعلی حالاں کہ اب بیدار ہوں خواب نہیں، لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خواب یاد آیا اور بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں، کہاں تک ذکر کروں۔

تھانوی صاحب نے اس کا جواب یوں لکھا: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ متبعِ سنت ہے۔

یہ واقعہ بے ہوشی اور پاگل پن کا تو ہے نہیں ورنہ اس کو یاد کیسے رہتا ہوش و حواس کی درستگی کا ہے، زبان ایک دفعہ بہکتی ہے، ایک دفعہ بہکی تھی تو دوبارہ ٹھیک کرتا مگر یہاں تو اس پر تھانوی صاحب سوار تھے اور دن بھر یہی خیال رہا۔ خیر مرید تو جاہل تھا اب پیر کو لازم تھا کہ وہ اس سے توبہ کرائے، کلمہ پڑھوائے، اسے زجر کرے مگر اسے شاباشی دیتے ہوئے کہتے ہیں، اس میں تمھاری تسلی ہے کہ جس کی طرف رجوع کرتے ہو وہ متبعِ سنت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

إذا ابتلی بمصیبات متنوعة فقال أخذت مالی وأخذت ولدی وأخذت کذا و کذا فما ذا تفعل وماذا بقی لم تفعله وما اشبه هٰذا من الالفاظ فقد کفر.[1]

کوئی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوا تو کہا تو نے میرا مال لیا، اولاد لیا، یہ لیا، وہ لیا اب کیا کرے گا اور کیا رہ گیا ہے جو نہیں کیا ہے، اس کی مثل دوسرے الفاظ کفر ہیں۔

علامہ عبد الکریم سے یہی مروی ہے۔ ان سے کہا گیا کہ اگر مریض ایسا ہے کہ مرض کی سختی سے اس کی زبان پر بلا قصد جاری ہو جائے تو انھوں نے فرمایا بلا قصد ایک حرف جاری ہو گیا اتنی ہی عبارت نہیں نکلی پھر بھی اس کے کفر کا حکم دیا جائے گا۔ اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ یہی قاضی خان میں بھی ہے۔

عوام کو فریب میں ڈالنے کے لیے بسط البنان لکھ دی، اس کفری واقعہ کو تسلی بخش بتا کر جوار تکابِ کفر ہوا ہے اس سے کون سی توبہ ہے۔ المختصر بسط البنان توبہ نامہ نہیں کہ اس سے حفظ الایمان کا کفر مرتفع ہو اور اگر وہ

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۷۵.

توبہ نامہ بھی ہوتی تو دوسرے کفریات سے تھانوی کی توبہ نہیں، لہٰذا ان کا حکم وہی رہا۔ من شك فی كفره و عذابه فقد كفر.

برادرم! علما نے فرمایا شاتمِ رسول کی توبہ نہیں۔ اس کے معنی ایک تو وہ ہے جو فقہا نے بیان فرمائے اور ایک وہ ہے جو عرفا نے بتائے کہ اسے توبہ کی توفیق ہی نہیں ملتی۔ وہ غیرت والا معبود یہ نہیں چاہتا کہ اس کے محبوب کی توہین کرنے والا عذاب سے بچ جائے۔ اسے عذابِ جہنم میں محصور رکھنے کے لیے توبہ سے دور رکھتا ہے۔ اسے یہ گوارا نہیں کہ توہینِ حبیب کرنے والا اس کی رحمت سے ادنیٰ حصہ بھی پائے۔ وہ عوام جو پیشوایانِ دیوبند کی کفری عبارتوں پر مطلع نہیں ان پر حکمِ کفر نہیں۔ حکمِ کفران پر ہے جو ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی انھیں امام و پیشوا جانتے مانتے ہیں کہ وہ ان کے کفر پر راضی ہوئے اور رضا بالكفر كفر۔ نیز جب ان کفریات پر مطلع ہو کر بھی امام و پیشوا مانتے ہیں تو انھیں مسلمان جانا کافر نہیں جانا۔ اور شاتمِ رسول کا یہ حکم ہے:

من شك فی كفره و عذابه فقد كفر.

یہ حکم انھیں پر جاری ہوگا جو کفریات پر مطلع ہیں۔ جو مطلع نہیں وہ معذور ہیں۔ بدمذہبی کی اشاعت اور بدمذہبوں کی قوت سے۔ آپ کو جو دکھ ہے وہ ایمان کا نتیجہ ہے۔ مگر اہلِ حق و اہلِ باطل میں یہی فرق ہے کہ اہلِ حق اہلِ باطل کی قوت و شوکت سے اپنی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے اور اہلِ باطل اپنے آپ کو ہر رنگ میں رنگ سکتے ہیں۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ ان سے مرعوب ہو کر ہم مسائلِ شرعیہ اور احکامِ الٰہیہ میں ترمیم کر دیں۔ اگر اس کی اجازت ہوتی تو کربلا میں امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں نہ دب گئے۔ آج باطل کی کتنی ہی قوت کیوں نہ ہو، یزید سے زائد نہ ہوگی۔ ہم کتنے ہی کم زور ہیں مگر امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بے آب و دانہ زیرِ تیغ نہیں۔ دین دار بہر حال دین کا پاس کرے گا۔ بے دین کے پاس دین نہیں، اسے حرام و حلال کی پرواہ نہیں، اس لیے وہ آزاد ہے۔ وہابیہ کا نماز کے پردہ میں بیعت کا پرچار اسی بنا پر ہے کہ وہ میدان مناظرہ میں شکستیں کھا چکے ہیں، تحریری مقابلہ میں لاجواب ہو گئے ہیں۔ اب اس طرح عوام کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا جواب ہماری طرف سے بھی اس قسم کا ہونا چاہیے مگر کیا کریں ہم مجبور ہیں۔ ہمارے پاس سعودی عرب کا وظیفہ نہیں۔ ہم مظلومانِ جبل پور و کلکتہ کے روپے ہڑپ کر اپنے اوپر صرف نہیں کرتے۔ ہنگامۂ جبل پور کے موقع پر کتنا روپیہ ہضم ہوا وہ تو صیغۂ راز میں رہا لیکن مظلومانِ کلکتہ کے نام پر صرف لکھنؤ میں اسّی ہزار روپے مولوی منظور نعمانی دیوبندیوں کے سرگرم مبلغ و تبلیغی جماعت کے روحِ رواں نے دبائے جو اخبارات میں آچکا ہے۔ آپ بتائیے کہ یہ ہم کر سکتے ہیں؟ ہمارا دین، خدا عزوجل کا خوف، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرم ہمیں اس کی اجازت نہیں دے سکتی ہے؟ مگر جن کے پاس دین نہیں، خدا کا خوف نہیں، رسول سے شرم نہیں وہ سب کر سکتے ہیں۔

کتنا بڑا ظلم ہے کلکتہ کے خانماں برباد فاقے کریں، فٹ پاتھوں پر رہیں، چیتھڑا لپیٹے رہیں اور ان کے نام پر چندہ کر کے تبلیغی توند پھلائیں اور دعویٰ یہ کہ ہم فی سبیل اللہ تبلیغ کرتے ہیں۔ لیکن آپ گھبرائیں نہیں

ع: دیکھ کے رنگِ شفق ہو نہ پریشاں مالی۔

اگر قتلِ حسین اصل میں قتلِ یزید ہے تو ان کا یہ فروغ ان کے لیے زوال بھی ہے۔ لیکن سنتِ الٰہی یہی ہے کہ بارش کی سیل سے خش و خاشاک پانی کو گندہ کر دیتے ہیں لیکن چند دن کے بعد آفتاب کی تیز کرنیں انھیں فنا کر کے پانی کو سکھا دیتی ہیں۔ ارشاد ہے:

"فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ۔"[1]

تو جھاگ تو پھک کر دور ہو جاتا ہے اور وہ جو لوگوں کے کام آئے زمین میں رہتا ہے۔

کتنا کٹھن وقت تھا سیدنا امام احمد بن حنبل پر مامون و متوکل کا دباؤ اور آزمائش سے متاثر ہو کر سارے مولویوں نے قرآن مجید کو مخلوق کہہ دیا صرف یہ اور دو ایک رہ گئے کتنی بے کسی کا وقت تھا کہ سر بازار کوڑے لگائے جا رہے تھے مگر کیا کوڑوں نے حق کو ختم کر دیا، آخر نہ مامون ہے نہ متوکل نہ ان کی جابرانہ حکومت مگر حق اور امام احمد بن حنبل کی حقانیت کا ذکر باقی ہے۔ ارشاد ہے:

"وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ۔"[2]

اور یہ دن ہیں جن میں ہم لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی
رضوی دار الافتا بریلی شریف

نجدی امام کی اقتدا میں نماز پڑھنے والوں کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین و شرع متین مسائل ذیل میں؟

(۱)- یہ کہ زید حرمین طیبین کے جو سعودی نجدی امام ہیں اور عقائد کفریہ رکھتے ہیں ان کو کافر مرتد بتاتا ہے ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا ہے اگر زید نے حرمین طیبین میں جو روپیہ و کپڑا و اناج وغیرہ خیرات کیا وہ اس میں کافر و مرتد بدمذہب کفریہ عقائد رکھنے والوں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں اور باشندگان کو دیا جو نجدی ہیں اگر زید نے ان کو مسلمان جان کر دیا تو زید بھی انھیں میں سے ہے کہ اس نے کافر مرتد بدمذہب نجدی کو

(۱) قرآن مجید، پ:۱۳، سورۃ الرعد، آیت:۱۷.
(۲) قرآن مجید، پ:۴، سورۃ آلِ عمران آیت:۱۴۰.

مسلمان جانا اور من شَكَّ فی کفره و عذابه فقد کفر کا مرتکب جرم ہوا اور اگر کافر مرتد بدمذہب سمجھ کر دیا تو بموجب فتاویٰ اعلیٰ حضرت کہ جس نے ایک پیسہ کسی کافر مرتد بدمذہب کو دیا اس کے ستر پیسے کا ثواب اعمال نامہ سے کٹ گیا۔ عاقبت کا عذاب خدا جانے۔ دوسرے حدیث شریف صحیحہ کہ جس نے کافر بدمذہب مرتد کی توقیر کی امداد کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی اور اس کے متعلق بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ لہٰذا زید کے لیے شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

❷- یہ کہ عمر اپنے پیر کو غوث ثانی کہتا ہے اور لکھتا ہے، عمر کا یہ کہنا اور لکھنا جائز نہیں ہے تو ایسا لکھنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

❸- عمرو بدمذہبوں سے سلام و کلام کرتا ہے اور ان کے ساتھ اور ان کے گھر کھانا کھاتا ہے میل جول رکھتا ہے عمرو اور اس کی تمام پارٹی کے لوگ فاسق معلن ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

❹- یہ کہ بکر کہتا ہے کہ حرمین طیبین کے علمائے کرام متبع سنت نبوی ہیں جہاں سے دین کا کام شروع ہوا اور بحکم احادیث صحیح کہ وہاں کسی شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا۔ یہ قول بکر کا صحیح ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو بکر کے لیے شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

❺- بکر قرض دار ہے اس کے اوپر حق العباد ہے اور اتنا روپیہ بکر کے پاس موجود ہے جو قرض واجب الدین بکر کے ذمہ ہے وہ ادا کر دے، مگر بکر ادا نہیں کرتا اور نہ دینے کا نام لیتا، اپنے کو اہل سنت وجماعت متبع سنت نبوی بتاتا ہے آیا اس شخص کے پاس روپیہ ہوتے ہوئے جب تک قرضہ ادا نہ کرے اس کا عمل صالح مقبول ہوگا یا نہیں اگر اس حال میں مرگیا تو ایسے کے لیے شرع مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ اور وہ اہل سنت وجماعت سے ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب

❶- حرمین طیبین کے اصلی باشندے نجدی نہیں وہ سنی صحیح العقیدہ ہیں، خصوصاً اعراب و غربا اس لیے انھیں خیرات دینے میں کوئی حرج نہیں۔ نجدی رشوت تو لیتے ہیں مگر انھیں بھیک مانگتے ہوئے نہیں سنا گیا۔ فقیر و محتاج تو اس جوار قدس کے اصلی باشندے ہیں، نجدی ظالم تو خون چوس چوس کر بڑے متمول ہیں، اس لیے خیرات دینے والے پر حکم کفر ہرگز نہیں۔ ہاں نجدی ظلم سے مجبور ہو کر نمازیں ضرور ان کے پیچھے پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں مگر کتنوں سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے یہی بتایا کہ ہم تو دکھاوے کو کھڑے ہو جاتے ہیں بعد میں پڑھتے ہیں بعضوں نے محض نجدی کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچنے کے لیے اپنے آپ کو معذور بنا لیا، گوشہ نشیں ہو گئے پھر نجدیوں کو امام بنانا کفر اس وقت ہے جب کہ ان کے عقائد کفریہ اور اس پر علمائے اہل

سنت کے فتاویٰ معلوم ہوں۔ غریب مزدور بادیہ نشین انھیں کیا خبر کہ ان کے عقائد کیا ہیں، لاعلمی میں کوئی بھی نجدی کے پیچھے نماز پڑھے امام بنائے اس پر حکم کفر نہیں کہ کفر وہ ہے جو نجدیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر انھیں امام بنائے، مسلمان مانے، پھر یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ جو لوگ سب کچھ جانتے ہوئے نجدی امام کے پیچھے اپنی نمازیں برباد کرآتے ہوں وہ اس قسم کے بہانے کیوں بناتے ہیں۔ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ جو لوگ نجدیوں کو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر مسلمان جانے وہ کافر ہے خواہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھے، خواہ انھیں ہدیہ نہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷- اپنے پیر کو غوث ثانی کہنا کفر یا بدمذہبی نہیں اگر پیر جامع شرائط ہے متبع شریعت ہے اور اپنے اعتقاد کی وجہ سے اپنے پیر کو غوث ثانی کہتا ہے تو یہ مفرط ہے اس سے حدیث میں ممانعت وارد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❸- بدمذہبوں سے میل جول، سلام کلام فاسقوں کو اپنی پارٹی میں شریک کرنا، حرام ضرور ہے یہ لوگ گنہگار ہوئے مگر اہل سنت وجماعت سے نہیں نکلے واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹- بکر صحیح کہتا ہے بحمدہٖ تعالیٰ حرمین طیبین کے اصلی باشندے اہل سنت ہیں آج بھی وہاں وہ علما ہیں جو نجدیوں کو بدمذہب بددین جانتے ہیں۔ لیکن یہ نجدی ٹلّے نہ حرمین طیبین کے ہیں نہ سنی ہیں۔ البتہ بکر یہ کہتا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ وہاں کبھی شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا ایسی کوئی حدیث نہیں جو ایسی حدیث دکھا دے اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ بکر نے حضور سید عالم ﷺ پر جھوٹ باندھا اور بحکم حدیث جہنم کا مستحق ہوا، فرمایا گیا:

"من كذب علی متعمدا فلیتبؤا مقعده من النار."(۱) جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

حرمین طیبین پر تسلط اگر دلیل سنیت ہے تو بکر کے نزدیک وہ رافضی بھی سنی ہوں گے جو برسہا برس تک وہاں قابض رہے وہ قرامطہ بھی جن کے کفر پر اجماع امت ہے سنی مسلمان ہوں گے، جو پچاس سال وہاں مسلط رہے پھر اسی کے قول سے لازم کہ وہ حرمین طیبین کے ان علمائے اہل سنت جنھوں نے نجدیوں کی تکفیر و تضلیل کی حسام الحرمین میں جن کے فتاویٰ ہیں انھیں کیا کہتا ہے یہ بھی تو حرمین طیبین کے ہیں پھر ان کے فتاویٰ پر عمل کیوں نہیں کرتا انھیں نجدیوں سے اپنا مونڈہ کیوں کراتا ہے، داڑھی منڈانا حرام ہے۔ حرمین طیبین کے باشندے داڑھی منڈاتے ہیں کیا یہ شیطانی مداخلت نہیں؟ وہاں طرح طرح کے گانے بجانے رائج ہیں، رشوت

(۱) مشکوٰۃ، ص:۲۳.

خوری پھیلی ہوئی ہے، کیا یہ شیطانی دور دورہ نہیں پھر اس کا کیا جواب ہے؟ جو حدیث میں آیا ہے کہ میں اس حبشی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ ڈھادے گا کیا یہ شیطانی مداخلت نہیں ہوگی؟ پھر اس کا کیا جواب دے گا جو حدیث صحیح میں فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں ذوالخلیفہ کے گرد ناچ نہ لیں گی۔ ذوالخلیفہ ایک بت ہے جس کی پرستش قبیلہ دوس کے لوگ کرتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑤-قرض ادا نہ کرنا، بدترین جرم ہے لیکن وہ قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے اہل سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شریف الحق امجدی رضوی، دارالافتا، بریلی شریف

۸/ ربیع الآخر ۱۳۸۴ھ

جو شخص یہ کہے کہ وہابی فرقہ قبول کرتا ہوں

مسئولہ: عبدالقادر، ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک صاحب نے جو کہ ایک جماعت کثیرہ کے درمیان موجود ہو کر اپنی لادینیت کا اقرار کرتے ہوئے باوثوق طریقے پر اعتراف کیا کہ میں جماعت اہل سنت سے نکل کر فرقہ وہابیہ کو قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا ہماری اس کے یہاں دو لڑکیاں سلسلہ ازدواجیت میں منسلک ہیں۔ علاوہ ازیں لڑکوں نے طلاق دینے کی دھمکی بھی دی ہے۔ آپ حضرات سے مودبانہ گزارش ہے کہ واقعہ ہذا میں طلاق لینے کی ضرورت ہے آیا نکاح قائم رہا، نیز شخص مذکور دائرہ اسلام میں داخل رہا یا خارج ہو گیا۔ کیوں کہ حاضرین مجمع نے باحد امکان پوری کوشش کی کہ شخص مذکور دین پر قائم رہے مگر اس نے اپنا عزم فاسد برقرار رکھتے ہوئے کسی کی بات نہیں سنی، نہ مانی۔

الجواب

یہ شخص جس نے یہ کہا کہ میں اہل سنت سے نکل کر فرقہ وہابیہ کو قبول کرتا ہوں۔ بلا شبہہ وہابی کافر مرتد ہو گیا، سنی لڑکیوں کا نکاح جس سے ہے وہ بھی اگر وہابی ہوں یا اب ہو گئے ہوں تو نکاح باقی نہیں۔ یہ لڑکیاں وہابیوں کے عقد سے باہر ہیں، یہ جہاں چاہیں اپنا عقد کر لیں۔ طلاق کی بھی ضرورت نہیں کہ جب نکاح ہی نہ رہا تو طلاق کیسی۔ اور اگر ان لڑکیوں کا جس سے نکاح ہوا وہ سنی ہوں تو نکاح باقی ہے۔ اب بے طلاق ان لڑکیوں کو کہیں بھی نکاح کرنا درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدمذہبوں سے اتحاد جائز نہیں

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے ۵ نومبر ۷۷ء کے اخبار قومی آواز لکھنؤ میں ایک خبر پڑھی جس میں درج تھا کہ علی گڑھ میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت دیوبند کے مہتمم نے کی اس جلسہ میں دیوبندیوں کے علاوہ شیعہ بھی شریک تھے وہاں اتحاد و اتفاق پر بہت زور دیا گیا۔ سب سے آخر میں ایک تجویز پاس ہوئی جس میں ذکر تھا کہ سب مسلمان ایک ہیں اور ان کے اختلافات ذیلی (فروعی ہیں) سخت تعجب اس پر ہے کہ اس جلسہ میں شریک اور تجویز پاس کرنے والوں میں ایک مدرسہ کے مولانا شیخ الحدیث بھی تھے جو مدرسہ کے ناظم اعلیٰ ہیں۔ براہِ کرم مطلع کیا جائے کہ شرکت و تعاون شرع سے جائز ہے کہ نہیں۔ یا دفع شر کے لیے مصلحت سے کام لیا گیا ہے۔

الجواب

یہ شرکت جائز نہیں۔ جن لوگوں نے اس جلسہ کی مذکورہ تجویز پر دستخط کیا۔ وہ سب اور جو شریک ہوئے انھیں سے سوالات کریں کہ کیا رافضی و سنی اختلافات فروعی و ذیلی ہیں کیا دیوبندی و سنی اختلافات فروعی و ذیلی ہیں۔ کیا نقص و تبدیلی قرآن کا قول کفر نہیں۔ کیا قذف صدیقہ کفر نہیں، کیا تحذیر الناس و براہین قاطعہ و حفظ الایمان کی عبارت کفر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدمذہبوں کے ساتھ مل کر احتجاج کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: معین الدین رضوی، محلہ سرائے بلرام پور، گونڈہ، ۲۲/ ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں لکھنؤ و کانپور فسادات کے سلسلے میں ہمارے قصبہ بلرام پور میں وہابی سنی مولوی عوام مل کر ایک احتجاجی جلسہ کیا جس میں سنی وہابی مولوی ایک اسٹیج پر جمع ہوئے اور سب نے مل کر تقریریں کیں۔ ایک سنی مولوی نے یہ بھی کہا کہ احتجاج کے سلسلے میں ہم پر فرض ہے کہ لوگ ایک ہو کر اپنی بات حکومت تک پہنچائیں گے وہابی سنی مولویوں پر ایک مشتمل کمیٹی بنی جس میں عہدے کا بھی انتخاب عمل میں آیا جو اخبار میں شائع بھی ہوا، لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں سنی مولوی و غیر مولوی کا وہابیوں کے ساتھ مل کر ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں اور جن لوگوں نے جلسہ وغیرہ میں شرکت کی ان پر شرعاً کیا حکم ہے؟ اور ایسے مولویوں کی اقتدا میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

وہابیوں دیوبندیوں سے کسی بھی کام میں اتحاد جائز نہیں، حدیث میں جملہ بدمذہبوں کے بارے میں ہے صاف صاف ”لا تجالسوهم“(۱) ان کے ساتھ نہ اٹھو نہ بیٹھو۔ دوسری حدیث میں ہے:

”اياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم.“(۲) ان کو اپنے سے دور رکھو ان سے خود دور رہو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔

اس جلسے میں جو لوگ شریک ہوئے سب گنہ گار ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندی سے نکاح کا کیا حکم ہے؟

مسئولہ: ڈاکٹر منور حسین ترتن پور، کپتان گنج، لوکہی دیوریا

مسئلہ- جب کہ ہند میں اکثر و بیشتر رضوی مسلک کے لڑکے و لڑکی کی شادی حنفی دیوبندی کے لڑکے لڑکی کے ساتھ و حنفی دیوبندی کے لڑکے لڑکی کی شادی رضوی مسلک کے لڑکے لڑکی کے ساتھ ہو رہی ہے اور لوگ جان بوجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ جو اولادیں ہوتی ہیں وہ ولد الزنا میں شامل ہیں کہ نہیں اور ان لوگوں کو آپس میں تعلقات رکھنا کیسا ہے یہ لوگ مسلمان ہیں کہ نہیں ان لوگوں کو کیسا کہا جائے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مع حوالے کے جواب تحریر فرمائیں۔ اور امام اعظم کی کتب کا بھی حوالہ دیں۔

الجواب

دیوبندی جماعت کے بانی مولوی قاسم نے تحذیر الناس میں لکھا ہے کہ آں حضور ﷺ کا خاتم بمعنی آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے یہ مدح نہیں اس میں تنقیص شان کا احتمال ہے وغیرہ وغیرہ پھر آگے لکھا اگر آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ دوسرے بانی مولوی رشید احمد گنگوہی اور تیسرے بانی مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے براہین قاطعہ میں لکھا: شیطان و ملک الموت کی وسعت علم نص سے ثابت ہے اور حضور کے وسعت علم کی کوئی نص نہیں۔ حضور کے لیے وسعت علم جاننا شرک ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا کہ حضور ایسا علم زید، عمر، بکر پاگل بلکہ جمیع بہائم و حیوانات کو بھی حاصل ہے۔

ان کفری عبارتوں کی وجہ سے دیوبندی مرتد ہیں۔ اور مرتد کا دنیا میں کسی سے نکاح صحیح نہیں۔

در مختار میں ہے:

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.
(۲) مشكاة المصابيح، ص:۲۲، باب الاعتصام بالكتاب والسنة.

”لايصلح أن ينكح مرتد أو مرتدة أحداً من الناس مطلقًا.“(۱)

اسی وجہ سے کسی دیوبندی کا نکاح دنیا میں کسی سے صحیح نہیں۔ اس لیے دیوبندیوں کی جملہ اولاد اور دیوبندی ماں سنی باپ اور دیوبندی باپ سنی ماں سے جو اولاد ہوگی اولاد زنا ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تہتر فرقوں سے اصولی طور پر تہتر مراد ہیں

مسئولہ: محمد یٰسین کرانہ مرچنٹ پورہ صوفی، مبارک پور

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں:

فرقہ کا مطلب کیا ہے ان تہتر فرقوں میں چند فرقوں کو بتایا جائے۔ جیسے اہل حدیث۔ شیعہ، یہ فرقہ میں الگ الگ شامل ہیں یا نہیں؟

الجواب

تہتر فرقوں سے مراد اصولی طور پر تہتر ہونا ہے۔ اگر فروعی اختلاف نہ ہو۔ یعنی ان کے عقائد الگ الگ ہوں گے۔ اگر چہ اعمال ایک جیسے ہوں۔ جیسے معتزلہ اور دیوبندی یہ دونوں اپنے کو حنفی کہتے ہیں مگر عقائد الگ الگ ہیں۔ جیسے دیوبندی اور غیر مقلد اور مودودی کی یہ اصولی طور پر ایک ہیں۔ مگر فروعی اختلاف ہے۔ ہم اہل سنت خواہ حنفی، یا شافعی ہوں خواہ مالکی خواہ حنبلی خواہ قادری یا چشتی خواہ سہروردی خواہ نقش بندی وغیرہ ہوں ایک ہیں۔ اس لیے عقائد سب کے ایک ہیں اگر چہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے ان فرقوں کے مشہور چند یہ ہیں رافضی، خارجی، جبریہ، قدریہ، معتزلہ، قادیانی، وہابی، نیچری، چکڑالوی وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی بیمار پڑ جائے تو اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھنا جائز نہیں

مسئولہ: نیاز احمد نظامی، مقام و پوسٹ لوکی لالہ، ضلع بستی (یو۔ پی۔)

مسئلہ- وہابی یا وہابیہ یا ان کے بچے بیمار ہوں یا مرجائیں تو ان کے یہاں سورۂ یٰسین پڑھنے کی غرض سے جانا، یا جنازہ میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ نیز یہ فرمائیں کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ وہ بدمذہب یا وہابی جس کی بدمذہبی یا وہابیت حد کفر کو پہنچ گئی ہو تو حد کفر کی کیا حد ہے اگر مثال سے سمجھا دیں تو بہتر ہوگا۔

الجواب

جائز نہیں، گناہ ہے اور جنازہ میں شرکت منجر الی الکفر جو شخص وہابیوں کی وہ کفری عبارتیں جو تحذیر الناس،

(۱) درمختار، ج:۴، ص:۳۷۶، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان.

براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی ہیں، جن کی بنا پر ان کے قائلین کو کافر کہا گیا ہے واقف ہو۔ پھر ان کو مسلمان جانے یا کافر نہ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

"سنی وہابی جھگڑے کو چھوڑو" کہنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے؟ وہابی دیوبندی کو مسلمان بھائی کہنے والے پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔

مسئلہ- ایک صاحب چیئرمینی کو اٹھے پروپیگنڈہ کنونشن پورا کیا کہ سنی وہابی کے جھگڑے کو چھوڑو مل جل کر ترقی کرو ان کے کارندوں نے گھروں پر جاکر لوگوں سے یہ کہا کہ مسلمان بھائی، مسلمان بھائی کو ووٹ دو۔ خدا واسطے، اللہ واسطے اور غیر مقلدوں و دیوبندیوں سے بھی یہی کہا ان صاحب پر کیا ہے اور بیعت پر کیا اثر۔ فقط

الجواب

یہ کہنا کہ سنی وہابی جھگڑے کو چھوڑو بہت سخت جملہ ہے اس سے توبہ لازم ہے اور اس جملہ میں کوئی قباحت نہیں کہ مسلمان بھائی مسلمان بھائی کو ووٹ دو لیکن اگر وہابی دیوبندی سے یہ کہا اے مسلمان بھائی مسلمان بھائی کو ووٹ دو ضرور اس پر توبہ و تجدید ایمان اور بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی لازم ہے کہ وہابی باجماع اہل سنت و جماعت کافر مرتد خارج از ایمان انھیں مسلمان کہنے میں خود اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا علمانے تصریح فرمائی من شك في كفره وعذابه فقد كفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد شریف الحق امجدی　　رضوی دارالافتا بریلی شریف

کیا کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے؟ صلاۃ و سلام نہ پڑھنا، اور دوسروں کو منع کرنا کیسا ہے؟ جس وقت لوگ نماز میں مشغول ہوں بلند آواز سے سلام نہ پڑھیں۔

وہابی کا ذبیحہ مُردار ہے

مسئولہ: ایس۔ ایچ۔ گندھار، مڑگاؤں، گوا۔ ۱۷ر ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

۱- زید مسجد میں امام ہے اور اپنے کو عالم دین کہتا ہے، مگر وہ کسی کو برا کہنے کا قائل نہیں ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہیے، اور فرقہ بندی کا بھی مخالف ہے اور مسلک کے اختلاف کا بھی قائل نہیں ہے۔

مگر ساتھ مصافحہ اور دعا ثانی پر بھی عمل کرتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں اور اس کے عقیدہ کے متعلق شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ ایسے خیالات اور عقیدہ والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیا درست ہے؟ مطلع فرمائیں۔

۲- کیا وہابی عقیدہ والے کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے، اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے، اور وہابی کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کے ساتھ اسلامی تعلقات یا دوستانہ رکھنا از روے شریعت کیسا ہے؟

۳- ایک شخص جو جماعت کا ذمہ دار شخص ہے رکن بھی ہے مگر نماز کے بعد صلاۃ و سلام کے وقت اٹھ کر باہر چلا جاتا ہے اور باہر بات چیت میں لگ جاتا ہے۔ دوسروں کو بھی بات کرنے کے بہانے روک لیتا ہے اور اس کا ہمیشہ سے یہی معمول ہے کیا اس کا یہ فعل درست ہے، اور اسے شریعت کی روشنی میں کیسا شخص کہیں گے؟

۴- ایک شخص اپنے کو سنی کہتا ہے مگر مسجد میں منبر کے قریب سلام پڑھنے کو روکتا ہے ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟ مطلع فرمائیں۔

الجواب

۱- یہ امام صلح کلی ہے۔ اس کے پیچھے نماز قطعاً نہ ہوگی، اس کے پیچھے نماز پڑھنی قضا کے برابر بلکہ اس سے بدتر۔ جس طرح مسلمان کو مسلمان جاننا اور کہنا ضروری ہے اسی طرح جو کافر مرتد ہو اس کو کافر مرتد جاننا ماننا بوقت ضرورت کہنا ضروری ہے۔ قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی، فرقوں کے بارے میں علماے اہل سنت کا فتویٰ ہے کہ من شك في كفره و عذابه فقد كفر۔ جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔ یہ امام ان کفار و مرتدین کو مسلمان جانتا ہے تو بلا شبہہ یہ بھی کافر اس لیے نہ اس کی نماز نماز ہے نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز صحیح۔ حدیث میں صاف تصریح ہے: "كلهم في النار إلا ملة واحدة"(۱) تہتر فرقوں میں سب جہنمی ہیں سوائے ایک کے۔ یہ اس حدیث کا بھی منکر ہے۔ اس لیے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کو فوراً امامت سے علاحدہ کردیں، اور اگر علاحدہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو کم از کم اتنا کریں کہ خود اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲- وہابی گستاخ رسول ہیں اور گستاخ رسول کافر مرتد، اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔ اس لیے وہابی کا ذبیحہ ہرگز ہرگز نہ کھایا جائے۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳- صلوٰۃ و سلام سے کترانا وہابیوں کا کام ہے۔ یوں ہی لوگوں کو اس سے روکنا۔ یہ شخص وہابی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشکوٰۃ، ص: ۳۰

(۲)-اس کا منع کرنا اگر اس وجہ سے ہو کہ صلوٰۃ و سلام کے وقت لوگ نماز میں مشغول ہوتے ہیں، اور صلاۃ و سلام بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی نمازوں میں خلل پڑتا ہے تو ٹھیک کہتا ہے۔ مسجد میں ایسے وقت جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں بلند آواز سے کوئی ذکر منع ہے۔ آہستہ پڑھیں یا انتظار کریں جب کہ لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں تب پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا نماز میں رسول اللہ کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے؟ ایک اعتراض کا جواب۔

مسئولہ: اویس احمد قاسمی چاندنی راجورا، سیتا مڑھی، بہار۔ ۱۳؍ دسمبر ۱۹۹۵ء

(مسئلہ)-گزارش خدمت اقدس میں ایں کہ آپ نے اپنی کتاب عقائد علماے دیو بند میں اپنے سوال نمبر ۲۵؍ کے جواب میں حضرت مولانا اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب صراطِ مستقیم کی ہمت بسوی شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب ﷺ باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر کہ خیال آں تعظیم و جلال بسویدائے دل انساں می چسپد بخلاف گاؤ خر کہ نہ آن قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و جلال کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد۔ سے اپنے سائل کو یہ کہہ کر حضرت مولانا اسماعیل علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھا ہے کہ نماز میں حضور اکرم ﷺ کا خیال لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدر جہا بدتر ہے اور حضور ﷺ کا خیال چوں کہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے لہٰذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ کیا ہی اچھے طریقہ سے آپ نے سائل کو الّو بنا دیا ہے افسوس صد افسوس ہے آپ کے جواب پر اور آپ کے فہم شریف پر۔ اب آپ اپنے فہم شریف کو اس طرف لے جائیں گے کہ حضرت مولانا اسماعیل شہید کو یہ عبارت لکھنے کی کیوں ضرورت پڑی، جس زمانہ میں یہ کتاب لکھی گئی تھی اس وقت لوگ اپنے پیر و مرشد کے اتباع میں اتنا غرق ہو گئے تھے کہ پیر و مرشد کو خدا سمجھنے لگے تھے، یہاں تک غرق ہو گئے تھے کہ فرض نماز کی طرح صلوٰۃ غوثیہ پڑھنے لگے تھے جو کہ شرک ہے اور اس قسم کے بہت سے واقعہ سے آپ باخبر ہوں گے۔ اب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مولانا کی کتاب کس فن میں ہے اور کس فن کا کیا موضوع ہوتا ہے جو کتاب جس فن کی ہو گی اس میں عمومی طور پر اس فن کے اصطلاحی الفاظ ہوں گے ان الفاظ کو لغوی معنی میں یا کسی دوسرے فن کے اصطلاحی معنی میں سمجھنے سے مفہوم خبط ہو جائے گا مثلاً موضوع کا ترجمہ ہے معنی دار لفظ جو مقابلہ میں مہمل "بے معنی لفظ" کے ہیں اب اگر اس

لفظ موضوع کو منطق کی کتاب میں کوئی شخص دیکھے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زید موضوع ہے اور قائم محمول ہے اور اس کا مطلب سمجھنے لگے "معنی دار لفظ" تو وہ پریشان ہو گا اسی طرح اگر یہ لفظ فلسفہ میں مستعمل ہو، جدار موضوع بیاض کے لیے تو وہاں بھی اس کا مطلب "معنی دار لفظ" کرے گا تو کچھ مطلب نہیں سمجھ سکے گا اسی طرح اگر حدیث میں یہ لفظ مثلاً فلاں حدیث موضوع ہے تو اس کا مطلب اگر "معنی دار لفظ" لے گا تو غلط ہو گا اسے مقدمہ ذہن نشین رکھیے۔ اب سنیے کہ صراط مستقیم فن تصوف کی کتاب ہے جس میں تزکیہ اور اصلاح نفس کے طریق بیان کیے گئے ہیں جس شخص پر خیالات و وساوس کا ہجوم رہتا ہے، اور اس کو دور کرنے میں عاجز آجاتا ہے تو صوفیاے کرام اس کے لیے ایک علاج تجویز کرتے ہیں وہ یہ کہ اپنے دل میں کسی ایک چیز کا تصور اس طرح جما لیا جائے کہ دوسرے کسی شے کی گنجائش نہ رہے مثلاً آئینہ بازار میں کسی دوکان پر لگا ہوا ہو اور اس میں ہر گزرنے والے کا عکس آتا ہو کبھی آدمی، کبھی گھوڑا، کبھی کتاب کبھی موٹر وغیرہ غرض جو بھی چیز سڑک پر گزرے اس کا عکس آتا ہو تو اگر مالک آئینہ یہ چاہے کہ یہ مختلف چیزوں کا عکس آئینہ میں نہ آئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس آئینہ پر ایک موٹا کپڑا ڈال دے جو اس کو پوری طرح گھیر لے کہ کسی دوسری چیز کے عکس کی گنجائش نہ رہے اور نہ کوئی جگہ باقی رہے اسی طرح دل میں جب کسی چیز کا تصور پوری طرح جما لیا جائے گا کہ دوسری چیز کے تصور اور خیال کی جگہ بھی نہ رہے تو خیالات و وساوس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا اس علاج میں خطرات بھی ہیں کیوں کہ جب کسی ایک شے کا تصور تمام قلب کو گھیر لے گا اور اس کے علاوہ کسی دوسری شے کی گنجائش ہی نہ رہے گی تو ہر چیز سے قطع نظر ہو کر ایک چیز سامنے رہے گی اس لیے یہ علاج بھی ہر ایک کے بس کا نہیں اس کو صوفیا کی اصطلاح میں صرف ہمت کہتے ہیں مولانا موصوف اپنے شیخ طریقت حضرت سید صاحب رائے بریلوی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ یہ علاج صرف ہمت نہیں چاہیے اگر نماز میں صرف ہمت حضرت رسول مقبول ﷺ کی طرف کیا جائے تو کسی دوسری چیز کی گنجائش نہ رہے گی حتی کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کا دھیان بھی نہ آسکے گا۔

اس لیے صرف ہمت کا مطلب ہی یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ صرف ہمت کر رہا ہے اس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے تو اب نماز میں ایاک نعبد و ایاک نستعین کہے گا تو یہ بھی حضور اکرم ﷺ کے لیے ہو گا رکوع بھی سجدہ بھی، قعدہ بھی سبحان ربی العظیم بھی سبحان ربی الاعلیٰ بھی غرض پوری نماز سرکار دو عالم ﷺ کے لیے ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کے لیے نہ رہے گی حالاں کہ نماز عبادت ہے جو مخصوص ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے جب رکوع سجدہ سب ہی حضور ﷺ کے لیے ہو گا صرف ہمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ

کے لیے نہ رہا تو یہ بندہ مشرک ہو جائے گا۔ عبادت کے لیے انتہائی درجہ کی محبت اور انتہائی درجہ کی عظمت و جلالت قلب میں ہونا ضروری ہے، ذات اقدس کے ساتھ مسلمانوں کو ایسا ہی تعلق ہے کہ تصور مبارک یہ پوری عبادت ہی حضور کے لیے ہوگئی تو جو نماز موجب قرب اور معراج المومنین تھی اس صرف ہمت کی وجہ سے شرک ہو کر موجب نار ہوگئی اگر اپنے کھیت گھوڑے، گدھے، بیل، گائے کا خیال نماز میں آجائے اور اسی خیال میں غرق بھی ہو جائے تو اس کو ان چیزوں کے ساتھ عظمت و جلالت کا تعلق نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں احتمال نہیں کہ ان کے خیال کی وجہ سے نماز اس کے لیے ہو جائے کیوں کہ انسان خود شرمندہ اور نادم ہوتا ہے کہ افسوس نماز جیسی عبادت میں ان حقیر و ذلیل چیز کا نام آگیا جس سے میری نماز کی حیثیت جاتی رہی ہے یہ حاصل ہے صراطِ مستقیم کی عبارت کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کا خیال مبارک قلب میں آنے سے نماز فاسد ہو جائے گی یا یہ خیال مبارک ان حقیر و ذلیل چیزوں کے خیال سے خراب ہے۔ آیا خیال شریف میں۔ آگے سنیے۔ نعوذ باللہ العظیم نہ یہ مطلب ہے کہ مولانا موصوف کی مذکورہ عبارت کا مسلمان تو مسلمان کوئی شریف غیر مسلم بھی ایسا خیال نہ کر سکتا ہے نماز کو تو سمجھ کر پڑھنے کا حکم ہے جب نماز میں پڑھے گا محمد رسول اللہ تب خیال مبارک آئے گا، اور جب "وما محمد إلا رسول" تب خیال مبارک آئے گا۔ غرض بے شمار آیات میں ذکر مبارک ہے۔ ایسی ہر عبارت میں خیال مبارک آئے گا، تشہد میں سلام ہے، اس کے بعد درود شریف ہے ہر دفعہ خیال مبارک آکر ایمان تازہ ہوتا رہے گا غرض خیال سے منع نہیں کیا گیا ہے اور نہ اس کو مفسد نماز کہا گیا ہے بلکہ صرف ہمت کو منع کیا گیا ہے۔

امید قوی ہے کہ روز روشن کی طرح سمجھ گئے ہوں گے اور اپنے فہم شریف میں تصوف کو جگہ دیں گے اور اپنے فتویٰ سے رجوع کر لیں گے۔

الجواب

سیدی سندی حافظ ملت قدس سرہ کی کتاب "المصباح الجدید" میں سوال ۲۵ یہ تھا۔

مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ نماز میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا خیال لانا گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور اس سے نمازی شرک کی طرف چلا جاتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے اور مولوی اسماعیل نے کسی کتاب میں ایسا لکھا ہے۔

اس کے جواب میں حضور حافظ ملت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا:

یہ بات صحیح ہے مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ نماز میں حضور کا لانا اپنے گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے اور حضور کا خیال چوں کہ تعظیم کے

ساتھ آتا ہے۔ لہٰذا شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو صراط مستقیم:

"صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود ست کہ خیال آں با تعظیم و اجلال بسویدائے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ اس قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم بلکہ مہان و محقر می بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد۔"(۱)

نماز میں پیر اور ان جیسے اور بزرگوں کی طرف خیال لے جانا اگرچہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے بہت زیادہ برا ہے کیوں کہ حضور کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ انسان کے دل میں چپک جاتا ہے، بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے کہ نہ وہ اس قدر لپٹتا ہے۔ اور نہ اس کی تعظیم ہوتی ہے بلکہ ذلیل و حقیر رہتا ہے، غیر کا اجلال و تعظیم کہ نماز میں مقصود ملحوظ ہوتا ہے شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔

اس پر "المصباح الجدید" میں یہ مواخذہ فرمایا تھا کہ جب نماز میں تعظیم کے ساتھ حضور ﷺ کا خیال لانا شرک کی طرف کھینچ لاتا ہے تو دیوبندیوں کی نماز کیسے ہوگی کیوں کہ "التحیات" میں حضور کو مخاطب کر کے سلام پڑھا جاتا ہے۔ السلام عليك أيها النبي .

لہٰذا توجہ ضرور ہوگی خیال ضرور آئے گا۔ اب حضور کا خیال تعظیم سے آئے گا یا تحقیر سے، تحقیر سے آیا تو یقیناً کفر ہوا، اور اگر تعظیم سے آیا تو مولوی اسماعیل دہلوی کے رو سے شرک ہوا، پھر کیسی نماز (جب آدمی مشرک اور کافر ہو گیا تو اس کی نماز نماز ہی نہیں) اور اگر اس کفر و شرک کے خوف سے "التحیات" ہی چھوڑ دی تب بھی نماز پوری نہ ہوئی کیوں کہ "التحیات" پڑھنا واجب ہے۔ لہٰذا مولوی اسماعیل کے ماننے والوں کی نماز کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔

اس پر "مقامع الحدید" میں بہت ہاتھ پیر مارا جس کی دھجیاں "العذاب الشدید" میں بکھیر دی گئی ہیں کے جواب میں پوری دیوبندی برادری عاجز ہے۔ "العذاب الشدید" کے چھپے ہوئے قریب قریب پچاس سال ہوئے، اس طویل عرصہ میں کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ اس کے خلاف ایک لفظ بھی بولتا یا لکھتا۔ لیکن ابھی دو روز قبل ایک ڈاک سے ایک دیوبندی صاحب نے اپنی سرشت کے مطابق حضور حافظ ملت پر جی بھر کے تبرا بازی کرنے کے بعد "المصباح الجدید" کے مواخذہ پر اٹانگ پٹانگ جو جی میں آیا ہے لکھ مارا ہے۔ لفافہ پر ڈاک

(۱) صراطِ مستقیم، ص:۸۶

خانہ کی مہر اعظم گڑھ کی لگی ہوئی ہے جس پر ۱۳، ۱۲، ۱۹۹۵ء صاف ہے ڈاک خانہ کی مہر نہیں پڑھی گئی، ڈاک خانہ کا نام نہیں پڑھا جاسکا۔ لفافہ میں سیتا مڑھی کا پتہ لکھا ہوا ہے۔ سیتا مڑھی سے چلا ہوا لفافہ دو دن میں مبارک پور نہیں آسکتا لامحالہ یہ مبارک پور یا اعظم گڑھ سے سوال بھیجا گیا ہے۔ بہر حال کہیں سے بھی بھیجا گیا ہو جب ہمیں چھیڑا گیا ہے تو ہم جواب دینے پر مجبور ہیں۔

اس معترض نے پہلے لغوی اور اصطلاحی معنی کے فرق کو بلا ضرورت مثالوں سے طول دے کر یہ لکھا ہے کہ اس عبارت میں صرف ہمت کے لغوی معنی مراد نہیں صوفیائے کرام کے اصطلاحی معنی مراد ہیں، اپنی طرف سے صرف ہمت کا مطلب یہ لکھا، صرف ہمت کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کے ساتھ صرف ہمت کر رہا ہے اس نے پورے قلب کو گھیر رکھا ہے۔ صرف ہمت کے یہ معنی کس عارف نے کس صوفی نے کس کتاب میں لکھا ہے اس کا کوئی حوالہ نہیں، کفر بک کر اور کفری معنی کو اپنے جی سے گڑھ کر کوئی شخص کفر سے نہیں بچ سکتا، ہماری بول چال کی مثال میں اس کو یوں سمجھئے: فرض کیجیے زید نے عمرو کو حرامی کہا، اس پر عمرو نے زید کو ایک چپت رسید کیا، زید نے کہا تم نے مجھے کیوں مارا، اس نے کہا تم نے مجھ کو حرامی کہا، زید نے کہا تم حرامی کے معنی نہیں جانتے حرام کے معنی عزت والے کے ہیں مسجد حرام، شہر حرام تم نے نہیں سنا ہے اور اس میں یائے نسبتی ہے۔ اب حرامی کے معنی ہوئے عزت والا، اب ہر منصف سوچے کیا زید کی یہ تاویل قابل قبول ہے اور اگر دیوبندی ضد میں کہیں ہاں قابل قبول ہے تو وہ اجازت دیں کہ ان کے ناموں کے ساتھ یہ معزز لفظ لگایا جائے۔

پھر یہ جعلی مصنوعی معنی کو خود بعد کی عبارت میں بالکلیہ ختم کردیا اور متعین کردیا کہ صرف ہمت کے معنی خیال لانے ہی کے ہیں۔ آگے ہے کہ: خیال آں با تعظیم و اجلال (کہ وہ خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ الخ) پہلے "صرف ہمت" بولا بعد میں اس کو خیال سے تعبیر کیا اس سے صاف ظاہر کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی مراد "صرف ہمت" سے اس سائل کا گڑھا ہوا معنی نہیں، بلکہ لغوی معنی مراد ہے یعنی خیال لانا، جب مصنف نے خود اپنی مراد واضح کردی کہ صرف ہمت سے خیال لانا مراد ہے تو اگر بالفرض "صرف ہمت" کا کوئی اور معنی بھی تو اس کو یہاں مراد لینا کچھ مفید نہیں ہوسکتا تھا کیوں کہ قائل جب اپنے کلام کی مراد خود واضح کردے تو دوسرے کی تاویل کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی، پھر خاص نقطہ یہ ہے کہ بیل اور گدھے کے خیال میں استغراق کا لفظ بولا ہے۔ جس کے لغوی حقیقی معنی ہیں ڈوب جانا اور خیال میں ڈوب جانے کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے قطع تعلق کرکے صرف اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوبا رہا، اس کو لازم کہ اللہ عزوجل کی طرف بھی توجہ نہ رہی، دیوبندیو! شرم کرو تمھارے امام نے کیا لکھ دیا کہ اگر کوئی اپنے بیل اور گدھے کے خیال

میں ڈوب جائے اسے اور کوئی ہوش نہ رہے، اللہ عزوجل کی طرف بھی توجہ نہ رہے تو نماز میں کوئی خلل نہیں، اور معاذ اللہ، معاذ اللہ حضور اقدس ﷺ کا خیال آجائے تو نماز تو نماز ایمان کی بھی خیر نہیں۔ اب اس سائل کے الفاظ ہی میں خود سائل کے کلمات میں تھوڑی سی ترمیم کے بعد ناظرین سنیں۔ جب ایک شخص نماز میں بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب گیا اور اللہ عزوجل کی طرف بھی اس کی توجہ نہ رہی اور اس نے "ایاك نعبد وایاك نستعین" پڑھا تو اس کا خطاب کس سے رہا، ظاہر ہے کہ جب وہ اپنے بیل اور گدھے کے خیال ہی میں ڈوبا ہوا ہے کوئی اور خیال اسے ہے ہی نہیں حتیٰ کہ اللہ عزوجل کی طرف بھی دھیان نہیں تو گویا وہ اپنے بیل اور گدھے سے کہ، رہا ہے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں گویا اس نے اپنے بیل اور گدھے کو معبود بنا لیا، غریب سائل اپنے امام کو کفر کے دل دل سے نکالنے کے لیے کودا تو خود ہی کفرو شرک کے دل دل میں پھنس گیا۔ كذلك العذاب ولعذاب الأخرة اكبر لوكانوا يعلمون.

سائل سنی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے ان کہی لکھ گیا۔ بعد میں ہوش آیا کہ ہاں اگر ایسی آیات نماز میں پڑھنے کے وقت یا "التحیات" پڑھتے وقت یا درود شریف پڑھتے وقت حضور اقدس ﷺ کا جب خیال آجائے تو کوئی حرج نہیں۔

مگر سائل نے یہ نہیں سوچا کہ اس کے امام نے اس عبارت میں اس کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے، اس نے صاف یہ لکھا ہے کہ غیر کی تعظیم جو نماز میں ملحوظ و مقصود ہو شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے، ناظرین سوچیں کہ جب "التحیات" میں حضور کو مخاطب کرکے عرض کیا جائے گا "السلام علیك أیها النبي ورحمة الله وبرکاته" تو کیا حضور اقدس ﷺ کی تعظیم ملحوظ و مقصود نہ ہوگی؟ سائل بے چارہ چلا تھا اپنے امام کا کفر اٹھانے اور بات ایسی کہ، گیا کہ اپنے امام ہی کے قول سے خود مشرک ہوگیا، سائل نے یہ بھی لکھا ہے کہ "یہ عبارت اس ماحول میں لکھی گئی کہ لوگ اپنے پیر و مرشد کے اتباع میں اتنا غرق ہوگئے تھے کہ پیر و مرشد کو خدا سمجھنے لگے تھے، یہاں تک غرق ہوگئے تھے کہ فرض نماز کی طرح صلوٰۃ غوثیہ پڑھنے لگے تھے جو کہ شرک ہے۔"

لیکن بقول سائل یہ عبارت جس خرابی کو دور کرنے کے لیے لکھی گئی وہ خرابی خود "تقویۃ الایمان" کو عین اسلام ماننے والوں اور صراط مستقیم کے مصنف کو مخدوم الکل فی الکل ماننے والوں میں اب بھی موجود ہے، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے بارے میں شیخ الاسلام نمبر ص: ۵۹/ پر ہے۔ تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے

فیروتنی کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے؟ کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر گھروں میں آکر رہے گا تم سے ہم کلام ہوگا، تمھاری خدمتیں کرے گا۔ چند سطر بعد ہے۔ جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف اس بندے (حسین احمد) کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ برتر کا جلوہ اپنی اس سر زمین پر دیکھا ہے۔

اسی شیخ الاسلام کے ص:۱۳۹ پر ہے کہ دیوبندیوں نے شیخ الاسلام صاحب کو سجدہ بھی کیا ہے، لکھتے ہیں وخضعوا له أعناقهم وجباههم   تابوا وللأذقان خروا سجدا

ان لوگوں نے حضرت (ٹانڈوی) کے روبرو اپنی گردنوں اور پیشانیوں کو جھکا دیا وہ لوگ تائب ہو کر منھ کے بل سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے۔

کیا کسی بندے کو خدا کہنا شرک نہیں ایمان ہے؟ کیا کسی بندہ کو سجدہ کرنا شیر مادر ہے؟ سائل کو لازم تھا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیتا پھر کچھ لکھتا۔ لیکن دیوبندیوں کی عادت ہوگئی ہے کہ وہ اہل سنت پر کیچڑ اچھالنے کے لیے جو جی میں آتا ہے لکھ دیتے ہیں، اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ خود ان کا گھر اجڑ رہا ہے، وہ سوچتے ہیں کہ کسے پڑی ہے کہ ہمارے گھر کی تلاشی لے گا جھوٹ پر جھوٹ بولتے جاؤ، بہتان باندھتے جاؤ، آخر تو کچھ لوگ اسے سچ سمجھیں گے اگر کسی نے سو جھوٹ میں سے ایک کو سچ سمجھ لیا تو ہمارا کام ہوگیا۔ اگر بالفرض ماحول خراب ہو تو اس کی اصلاح کا طریقہ یہ نہیں کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی توہینیں کی جائیں، کفر بکا جائے جو خرابیاں ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ سائل نے ”صلوٰۃ غوثیہ“ کو بھی شرک کہا ہے، یہ اس کا نرا فریب ہے۔ صلوٰۃ غوثیہ قضائے حاجت کے لیے ایک نماز ہے جو خالص اللہ عزوجل کے لیے پڑھی جاتی ہے، جس میں کہیں سے ادنیٰ سا شرک تو بڑی چیز ہے کراہت کا بھی شائبہ نہیں، اس کی نظیر وہ نماز ہے جو حضور اقدس W نے نابینا کو تعلیم فرمائی تھی جس میں یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر حضور اقدس ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا حکم ہے۔ اسی طرح کی نماز ”صلوٰۃ غوثیہ“ بھی ہے۔ جس کی ترکیب یہ ہے کہ اپنے دل میں اپنی حاجت تصور کر کے بعد نماز مغرب دو رکعت نماز خالص اللہ عزوجل کے لیے نیت کر کے پڑھے۔ اس میں ہرگز ایسا نہیں کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ نماز سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے پڑھیں۔ نماز کے بعد اللہ کی حمد کرے پھر حضور اقدس ﷺ پر درود شریف عرض کرے پھر ۱۱ بار حضور اقدس ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر عرض رسول اللہ، یا نبی ﷺ اغثني و امددني في قضاء حاجتي اس کے بعد کھڑا ہوجائے پھر بغداد طرف رخ کر کے ۱۱ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ عرض کرے یاغوث الثقلين، يا كريم الطرفين وامددني في قضاء حاجتي. اس کے بعد اللہ عزوجل سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اپنی

حاجت کے لیے دعا کرے۔

کوئی انصاف ور بتائے کہ اس میں شرک کہاں سے آگیا جب کہ نماز خالص اللہ عزوجل کے لیے پڑھی گئی، رہ گیا حضور اقدس ﷺ یا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں قضائے حاجت کے لیے مدد کی درخواست کرنی اگر شرک ہے تو سارے دیوبندی مشرک ہیں اس لیے کہ دیوبندی مذہب کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کے قصائد میں ہے۔

کرم کرائے کرم احمدی کہ تیرے سوا   نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

صلوٰۃ غوثیہ وہ نماز ہے کہ جس کے پڑھنے کا خود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم فرمایا ہے، حضرت امام اجل ابو الحسن نور الدین علی شطنوفی قدس سرہٗ سند محدثانہ کے ساتھ بهجة الاسرار شریف میں اور حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ نے زبدة الآثار شریف میں اور ان کے علاوہ کثیر علمائے کرام نے اپنی اپنی تصانیف میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے نقل فرمایا۔ اب اگر یہ شرک ہے تو لازم کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرک ہوئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ وہ تمام علمائے کرام جنھوں نے اس نماز کو اپنی اپنی تصانیف میں ذکر فرمایا اور اس سے رضا ظاہر کی۔ مگر دیوبندیوں کو اس کی کیا پرواہ، ان کے مذہب کی بنیاد ہی اِس پر قائم ہے کہ سوائے ان کے تمام جہان کے مسلمان کافر و مشرک ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”من شک فی کفرہ“ کا حکم کیا صرف عوام کے لیے ہے؟ مولانا فضل الرحمن گنج مرادآبادی اور حاجی امداد اللہ صاحبان نے اشرف علی تھانوی کی تکفیر کیوں نہیں کی؟

مسئولہ: حضرت مولانا محمد الیاس قادری عطار، امیر دعوت اسلامی مسجد امام احمد رضا، پیر کالونی، کراچی پاکستان

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين.

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم.

مسئلہ ۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ”حسام الحرمین“ میں جن علمائے دیوبند کی تکفیر کی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا: ”من شك في كفره وعذابه فقد كفر“ یہ قول عوام کے لیے ہے کہ اگر وہ ان لوگوں کے کفر میں شک کریں گے تو کافر ہو جائیں گے جب کہ علما اگر ان کی تکفیر کرنے میں تامل سے کام لیں تو وہ اس قاعدہ کی زد میں نہیں آتے۔ دلیل میں وہ یہ بات کہتا ہے کہ خود اعلیٰ

حضرت علیہ الرحمہ کے دور میں بعض علما مثلاً عبد الباری فرنگی محلی نے مسئلہ تکفیر میں اختلاف کیا تھا پھر بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان سے مراسم قائم رکھے اور کافی عرصہ مراسلت بھی فرمائی۔ اگر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ان کو کافر جانتے تو پھر ان سے تعلقات کیوں قائم رکھے؟ اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا فتاویٰ رضویہ ج:۶، ص:۷۴ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی پر ہے۔ بعض اہل علم کی طرف سے اشرف علی تھانوی کی تکفیر کے بارے میں تامل کیا گیا اس کو حق سے معاند تو کہا لیکن کافر کہنے سے احتراز کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ان کے اس شبہہ پر ایک الزامی سوال پیش کیا اور ظاہر یہ کیا کہ جب اس قول کے قائل جو الزامی سوال میں مذکور ہے پر حکم کفر لگے گا تو پھر اشرف علی تھانوی کی عبارت پر بھی کفر ہونے کا فتویٰ لگے گا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ باوجود ان علما نے ''حسام الحرمین'' کے فتویٰ کو تسلیم نہیں کیا تھا اور شک کا اظہار بھی کیا تھا پھر بھی اعلیٰ حضرت نے ان لوگوں کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم نہ دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا فتویٰ علما کے لیے اور تھا اور عوام کے لیے اور۔ ایسے شخص پر کیا حکم شرعی لگے گا؟

نیز علماے دیوبند جو کہ اعلیٰ حضرت کے فتوی تکفیر سے اتفاق نہیں کرتے بلکہ علماے دیوبند میں سے جن جن کو کافر کہا گیا انھیں علماے دیوبند مسلمان جانتے ہیں۔ صورت مسئولہ در نظریۂ زید میں اگر زید پر حکم تکفیر نہیں تو پھر علماے دیوبند کہ جو اپنے اکابرین کہ جنھیں اعلیٰ حضرت نے ''حسام الحرمین'' میں کافر فرمایا کو مسلمان جاننے پر کس سبب یا علت سے کافر قرار پائیں گے؟

❷- حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی اور یہی جزئیہ ''من شك فی كفره و عذابه فقد كفر'' بھی لکھا پھر بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی کو گمراہ کہنے پر اکتفا کیا اس کی تکفیر نہیں فرمائی۔ خاکم بدہن کیا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس جزئیہ کی زد میں نہیں آئے؟ اگر نہیں پھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جو اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی اس کی ٹھوس وجہ مع الدلیل بیان فرمائیے۔ کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے اس طرز عمل کا سبب اسماعیل کی توبہ کا مشہور ہو جانا تھا۔ اگر فی الواقع ایسا ہے تو اس کی توبہ کی شہرت کا ثبوت کیسا ہے آیا تحریری یا کہ صرف عوامی؟ بصورت دیگر کیا ایسی شہرت عند الشرع مقبول ہے؟

❸- کہا جاتا ہے امداد اللہ مہاجر مکی نے باوجود اشرف علی تھانوی کی عبارت پر مطلع ہونے کے اس کی تکفیر نہیں کی، بلکہ آخری دم تک اپنے تعلقات اس سے قائم رکھے۔ اس پر کیا حکم لگے گا؟

ایسے ہی علامہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی جن سے اشرف علی کو خلافت بھی حاصل ہے ان پر کیا حکم ہے؟

❹- کیا علما حسام الحرمین والے مسئلہ تکفیر سے اختلاف کر سکتے ہیں؟ اختلاف کرنے والوں پر کیا حکم لگے گا؟

❺- ''من شك فی كفره و عذابه فقد كفر'' کے کیا معنی ہیں؟ کفر لزومی یا التزامی، فقہی یا

کلامی۔ اس کی مکمل و آسان توضیح و تشریح مع الدلائل بیان فرمائیے۔

❻- اگر کوئی عامی شخص یا عالم صلح کلیت کا دعویٰ کرے اور باوجود بدمذہبوں کے کفریات پر مطلع ہونے کے ان کو مسلمان جانے اس پر کیا حکم شرعی لگے گا۔ جب کہ وہ ان کفریہ عبارات کو اچھا نہیں جانتا بلکہ کہتا ہے کہ یہ بہت خبیث عبارتیں ہیں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''من شك فی كفره وعذابه فقد كفر.'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں افراد قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی قطعًا یقینًا حتمًا دین سے خارج کافر مرتد ہیں اور جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہو اور یہ اطلاع یقینی اور قطعی ہو جس میں کوئی شبہہ نہ ہو یعنی یہ اطلاع ایسے ذریعے سے ہو جس کو شریعت نے موجب یقین یا موجب ظن غالب بمعنی شرعی قرار دیا ہو، مثلاً قائل نے رو در رو اقرار کیا ہو یا بطریق تواتر منقول ہو جسے اس طریقے سے ان کفریات کی اطلاع ملے پھر بھی وہ ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی بلا شبہہ کافر و مرتد ہے قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔[1] اب تم بھی انھیں کے مثل ہو۔

یہ آیت اس پر نص ہے کہ کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ اول ص:۵۵ پر تحریر ہے۔ ''مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔'' واضح ہو کہ بہار شریعت حصہ اول بھی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو پورا کا پورا مرشد برحق حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے حرفاً حرفاً سنایا ہے۔ اگرچہ اس پر تصدیق و تقریظ نہیں۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عہد مبارک میں چھپ کر شائع و ذائع بھی ہو چکا ہے۔ یہ بات خود حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے میرے سوال پر ارشاد فرمائی تھی جیسے حصہ ششم کے بارے میں اخیر میں تحریر فرمایا ہے: ''اس کتاب کی تصنیف شب بستم ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ کو ختم ہوئی اور تھوڑے دنوں بعد امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ الاقدس کو سنا بھی دی تھی۔'' مگر اس پر بھی تقریظ نہیں۔ اس سے ہٹ کر یہ بات اجلیٰ بدیہیات سے ہے کہ جو شخص یقینا حتما کافر ہو اس کو کافر کہنا لازم ہے اس کو کافر نہ کہنا، نہ سمجھنا صرف اسی بنا پر ہوگا کہ یہ شخص کفر کو کفر نہیں مانتا اس لیے یہ حکم ''من شك فی كفره و عذابه فقد كفر.'' ہر مسلمان کے لیے ہے خواہ وہ عالم ہو یا عامی، علما اس سے مستثنیٰ نہیں جو علما ان طواغیت اربعہ کے کفریات قطعیہ یقینیہ پر بمعنی مذکور مطلع ہوں اور پھر ان کے کافر ہونے

(۱) قرآن مجید، سورة النساء، آیت: ۱٤٠.

میں شک کریں وہ بلا شبہہ انھیں کے مثل کافر و مرتد ہیں بلکہ علما عوام کی بہ نسبت بدرجہ اولیٰ کافر و مرتد ہیں کہ وہ دین کے اصول و فروع قواعد کفر و اسلام اور ان کے کلیات و جزئیات سے واقف ہیں اس لیے ان پر یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی کہ یہ کفر یقینی متعین ہے اور اس کا قائل حتماً یقیناً کافر و مرتد ہے۔ وہ جو عالم کہلانے والے ان کے کفریات پر مطلع ہیں پھر بھی کافر نہیں کہتے اس کا صاف صریح مطلب یہی ہے کہ ان کے کفریات کو کفر نہیں جانتے اور ان کا اعتقاد بھی وہی ہے جو ان کے قائلین کا ہے اس لیے ان کے کفر میں کیا شک ہو سکتا ہے سائل نے جو اس کے نظائر پیش کیے ہیں وہ سب اس کی واقعہ سے ناواقفی کی دلیل ہے جناب مولانا عبد الباری صاحب کو جو لوگ صرف اس بنا پر کہ وہ فرنگی محل جیسی ماضی کی مستند و معتمد شخصیات کی نسل سے تھے آپ کو بہت بڑا عالم اور مستند سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی میں ہیں مگر ان کی زندگی کے چند بہت مشہور و معروف واقعات ایسے ہیں جن سے یہ ثابت کہ نہ تو وہ کوئی معتمد عالم تھے اور نہ ہی دینی معاملات میں مستند، ان کو دینیات پر بقدر ضرورت بھی عبور حاصل نہیں تھا۔ جس کی دلیل کان پور کی مچھلی محال کی مسجد کے سلسلے میں ان کا فیصلہ ہے عالم تو عالم علما کی صحبت میں بیٹھنے والے دین دار افراد جانتے ہیں کہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو گئی وہ قیامت تک کے لیے مسجد ہو گئی تحت الثریٰ تک زمین کے سارے طبقات اور آسمان تک کی ساری فضا مسجد ہو گئی کسی بھی حالت میں کسی بھی قیمت میں برضا و رغبت سڑک میں شامل کرنا ناجائز و حرام و گناہ ہے۔ اور اگر کوئی ظالم ایسا کر بھی دے جب بھی وہ مسجد ہی رہے گی۔ مسلمانوں پر بقدر وسعت فرض رہے گا کہ اسے واپس لیں۔

گورنمنٹ برطانیہ نے کان پور مسٹن روڈ کو سیدھا کرنے کے لیے مچھلی محال کی مسجد کا ایک حصہ ڈھا کر سڑک میں شامل کر لیا جس پر کان پور کے مسلمان کفن بردوش ہو کر میدان میں نکل آئے برطانوی حکومت نے ان کو گولیوں سے بھون دیا مگر مسلمانوں کا جوش و خروش کم نہ ہوا، بالآخر حکومت نے مجبور ہو کر مولانا عبد الباری صاحب کو حَکَم بنایا انھوں نے حکومت کے حق میں فیصلہ دیا جس پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے "ابانة المتواری" اور حضرت صدر الشریعہ نے "قامع الواھیات" لکھی اب دو حال سے خالی نہیں۔

❶- یا تو انھوں نے دانستہ کسی نامعلوم وجہ پر وہ خلاف شرع فیصلہ دیا، ایسی صورت میں ان کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے وہ تکفیر کریں یا نہ کریں اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جو شخص سیکڑوں شہیدوں کے خون اور ہزاروں زخمیوں کی چیخ و پکار اور کروڑوں مسلمانوں کے غم و غصہ کی پرواہ کیے بغیر اللہ کا خوف دل سے نکال کر رسول سے شرم کو بالائے طاق رکھ کر اپنی نامعلوم خفیہ مصلحت کے پیش نظر شریعت کے صریح حکم کے خلاف فیصلہ دے کر شہیدوں کے مقدس خون ہزاروں زخمیوں کی چیخ و پکار اور کروڑوں مسلمانوں کی دینی جذبات کو حکومت برطانیہ کی بھینٹ چڑھا سکتا ہے اس کا کیا اعتبار؟ مگر ہم ان کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اب تک یہی کہتے

ہیں کہ اگرچہ ان کی شہرت بہت تھی مگر نہ وہ مفتی تھے اور نہ عالم معتمد۔ دوسری نظیر یہ ہے کہ انھوں نے مسٹر گاندھی کے بارے میں فرمایا:

عمرے کہ بآیات واحادیث گزشت — رفتی و نثار بت پرستی کر دے

اس جملے میں شعر کے معنی مجازی کو سامنے رکھ کر تاویل کر کے مولانا عبد الباری کو کفر سے بچایا جا سکتا ہے مگر کیا اس میں شک کیا جا سکتا ہے کہ ان کے اس قول سے ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ مسٹر گاندھی کو اپنے وقت میں اپنا سب سے بڑا پیشوا و قائد جانتے تھے اگر واقعی وہ عالم ہوتے مستند ہوتے، خدا ترس ہوتے تو ان کے لیے گاندھی کی آندھی میں بہنے کے بجائے اللہ عزوجل کے یہ ارشادات مشعل راہ ہوتے۔ فرمایا گیا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔[1]

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دنوں پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔

نیز فرمایا گیا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ هٰۤاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ۔[2]

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری برائی میں کمی نہیں کرتے ان کی آرزو ہے کہ کتنی ایذا تمھیں پہنچے، بیر (عداوت) ان کی باتوں سے جھلک اٹھا اور وہ جو سینوں میں چھپائے ہیں اور بڑا ہے ہم نے نشانیاں تمھیں کھول کر سنا دیں اگر تمھیں عقل ہو۔ سنتے ہو یہ جو تم ہو تم تو انھیں چاہتے ہو اور وہ تمھیں نہیں چاہتے۔

ان سارے ارشادات ربانی سے غافل ہو کر انھوں نے ایک مشرک کی محبت میں وارفتہ ہو کر سرشار ہو کر یہ کہہ دیا۔

عمرے کہ بآیات واحادیث گزشت — رفتی و نثار بت پرستی کر دے

ارشادات ربانی کی صریح خلاف ورزی کرنے والے عالم کی شرعی حیثیت کیا ہوگی یہ کسی مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔ پھر اگر انھوں نے دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کی تکفیر نہیں کی تو ان کا کیا اعتبار، چوں کہ مولوی

(۱) قرآن مجید، سورة المجادلة، آیت: ۲۲، پ: ۲۸.
(۲) قرآن مجید، سورة اٰلِ عمران، آیت: ۱۱۸، ۱۱۹.

عبد الباری صاحب کی دھونس بہت سے لوگ جماتے ہیں اس لیے میں نے تھوڑی سی ان کی پردہ دری کر دی ہے۔ حکم اللہ کے لیے ہے: ''ان الحُکْمُ إلّا للّٰہ۔'' (۱) یہ کلام اس تقدیر پر تھا کہ مولوی عبد الباری صاحب دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کی کفری عبارتوں پر مطلع تھے بعض ذرائع سے مجھے معلوم ہے کہ وہ ان عبارتوں پر مطلع نہیں تھے۔ انتہائی مستند روایت ہے مجھ سے حضرت مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن رئیس اڑیسہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار دیوبندیوں کے تذکرے میں فرمایا کسی نے ان کے سامنے کہا کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ، یہ گستاخیاں کی ہیں تو انھوں نے کہا یہ غلط ہے یہ سب افواہ ہے اس پر ان صاحب نے کہا ان کی یہ باتیں ان کی فلاں فلاں کتابوں میں چھپی ہیں دیکھ لیں، انھوں نے کہا نہ بابا میں نہیں دیکھوں گا، دیکھ لوں گا تو انھیں کافر کہنا پڑے گا، مولوی عبد الباری سے یہ کہنے والے صاحب عالم نہیں تھے یا فرض کر لیجیے کوئی عالم ہی رہے ہوں تو اس کی حیثیت خبر واحد کی ہے اور شخص واحد کی خبر پر تکفیر درست نہیں، ضروری ہے کہ وہ خبر متواتر ہو، جیسا کہ ہم اوپر بتا آئے اس لیے عبد الباری کا دیوبندیوں کو کافر نہ کہنا ''حسام الحرمین'' کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم، ص:۴۷/ میں جو سوال و جواب مرقوم ہے کہ کسی کافر کو تکفیر کے سلسلے میں ایک شبہہ لاحق ہوا جسے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے باحسن وجوہ دور فرمایا سائل ساتھ ساتھ یہ کہہ رہا ہے مگر تکفیر میں یہ شبہہ ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے اور اس میں کچھ شکوک پیدا ہوں اور وہ ان شکوک کو دور کرنے کے لیے کسی عالم سے سوال کرے جس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ حق کو حق نہیں مانتا۔

لہٰذا اس سوال سے استدلال کرنا کہ وہ تھانوی کو کافر نہیں کہتے تھے صحیح نہیں بلکہ بنظر انصاف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی خدمت میں اپنا شبہہ پیش کر کے اس کے جواب کی درخواست کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ تھانوی کو کافر جانتے تھے مگر یہ شبہہ ان کے ذہن میں آیا اور انھوں نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ اس سے مطمئن ہو گئے ورنہ پھر وہ سوال کرتے مفتی پر یہی واجب ہے کہ جتنا سوال ہوا اتنا جواب دے اور سوال سے غیر متعلق باتیں جواب میں ذکر نہ کرے۔ سوال یہ نہیں تھا کہ میں اس شبہہ کی بنا پر اشرف علی تھانوی کو کافر نہیں کہتا میرا حکم کیا ہے؟ کہ اعلیٰ حضرت جواب میں فرماتے تم کافر ہو، اس لیے اگر اعلیٰ حضرت نے ان بعض اہل علم کے بارے میں کوئی فتویٰ نہیں دیا کوئی حرج نہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہزاروں علمائے کرام کے اس قسم کے شبہات پر سوالات ہیں جن کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جوابات

(۱) قرآن مجید، سورۃ الانعام، آیت:۵۷/ سورۃ یوسف، آیت:۴۰

ارشاد فرمائے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ان سائلین حضرات نے جو سوال کیے وہ ان کا عقیدہ تھا سوال کو سائل کا عقیدہ بتانا فریب دینا ہے اور یہاں تو فتاویٰ رضویہ ہی میں ان طواغیت اربعہ کی تکفیر میں شک کرنے والوں کے بارے میں صراحۃً فرمایا وہ کافر ہیں وہ انھیں میں سے ہیں۔ پھر ان تصریحات کے ہوتے ہوئے بعض اہل علم کے سوال کو زبردستی ان کا عقیدہ بتا کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سر پہ تھوپنا کہ علما ''من شك في كفره و عذابه'' سے مستثنیٰ ہیں دیانت نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی سائل کا سوال اس کا عقیدہ نہیں ہوتا خصوصاً جب کہ وہ اس کو شبہہ سے تعبیر کرے اس لیے یہاں بعض اہل علم کے اس سوال کو ان کا عقیدہ ٹھہرا لینا کم فہمی ہے، اور پھر اس پر یہ حکم لگا دینا ''من شك في كفره وعذابه فقد كفر'' سے علما مستثنیٰ ہیں کسی طرح درست نہیں۔ سائل کا یہ لکھنا کہ غور طلب بات یہ ہے کہ کئی علما نے حسام الحرمین کے فتویٰ کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ اور شک کا اظہار بھی کیا تھا الیٰ آخرہ یہ ایجاد بندہ ہے سوال سے کسی طرح ظاہر نہیں کہ یہ بعض اہل علم حسام الحرمین کے فتوے کو تسلیم نہیں کرتے تھے جیسا کہ ہم تفصیل سے بتا آئے کہ سائل کا سوال اس کا عقیدہ نہیں ہوتا اور کسی حق بات پر کوئی شبہہ لاحق ہو تو اس کے ازالے کے لیے کسی عالم کی طرف رجوع کرنا اس کی دلیل نہیں کہ وہ حق بات کو باطل مان رہا ہے۔ روز مرہ کی بات ہے کہ تلامذہ اپنے اساتذہ کے سامنے ہر قسم کے شبہات پیش کرتے ہیں اطمینان قلب کے لیے شبہات پیش کر کے اطمینان حاصل کرنا سلف سے خلف تک چلا آ رہا ہے اور قیامت تک چلے گا۔

زید جو یہ کہہ رہا ہے کہ: ''من شك في كفره وعذابه فقد كفر'' صرف عوام کے لیے ہے علما کے لیے نہیں وہ مسلمان نہ رہا کیوں کہ اس نے ایک دینی ضروری یقینی بات کا انکار کیا ہے ہم پہلے بتا آئے کہ کافر کو کافر جاننا، ماننا ضروریات دین سے ہے اس لیے جو علما کہلانے والے دیابنہ کے طواغیت اربعہ کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد کافر نہیں کہتے، کافر ہیں، اور زید انھیں مسلمان جانتا ہے اس لیے زید کافر کو مسلمان جاننے کی وجہ سے کافر ہو گیا۔

❷- یہ صحیح ہے کہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی اور فرمایا: ''من شك في كفره وعذابه فقد كفر'' اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کف لسان فرمایا لیکن یہ اختلاف نیا نہیں ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔ کتب فقہ کا باب المرتد دیکھیے کتنے مسائل کے کفر ہونے نہ ہونے کے بارے میں علما کے مابین اختلاف ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مسئلہ تکفیر میں علما کے دو گروہ ہیں جمہور فقہا اور محققین متکلمین۔ جمہور فقہا ایسے قول پر جو ظاہر معنی کے اعتبار سے کفر ہو قائل کی تکفیر کرتے ہیں۔ لیکن متکلمین کا

مذہب یہ ہے کہ جب قائل کی مراد معلوم نہ ہو اور تاویل کا احتمال ہو اگرچہ ضعیف سے ضعیف احتمال باقی ہو تو ایسے قائل کی تکفیر نہیں کرتے، کف لسان کرتے ہیں جس کی پوری تفصیل حبر امت، مسند وقت حجۃ اللہ علی العالمین سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے اپنے رسالہ مبارکہ "الموت الاحمر" میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اب یہاں پر دو احتمال ہیں استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ نے جمہور فقہا کے مذہب کے مطابق تکفیر کی ہے اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مذہب متکلمین کے مطابق سکوت فرمایا۔ اس کے نظائر کتب فقہ میں بکثرت ہیں ایک قول کے قائل کو ایک عالم نے کافر کہا اور دوسرے نے فرمایا کافر نہیں مگر حق یہ ہے کہ ہر مفتی اپنے علم کا مکلف ہے ایک قول کسی مفتی کے سامنے پیش ہوا وہ واقعی مفتی ہے اس پر اس نے حتی الوسع پورا غور و خوض کیا اسے اس قول میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی نہ قریب نہ بعید جس کی بنا پر قائل کو کافر کہا مگر وہی قول دوسرے مفتی کے حضور پیش ہوا، انھیں اس قول میں کوئی تاویل سمجھ میں آگئی اور انھوں نے کف لسان فرمایا اس میں کیا استحالہ ہے۔ خود میرے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کسی کتاب[1] میں یہ لکھا ہے قیامت کے دن عوام اللہ تعالیٰ کے حضور حساب دینے جائیں گے اور محبوبانِ بارگاہ رب سے اپنا حساب لینے جائیں گے ایک بہت بڑے مستند مرجع فتاویٰ مفتی سے سوال ہوا، انھوں نے جواب ارشاد فرمایا کہ قائل کافر ہو گیا پھر یہی سوال میرے یہاں آیا میں نے تحریر کیا قائل کافر نہیں۔ عرف میں مزدوری وصول کرنے کو بھی حساب لینا بولتے ہیں کہتے ہیں حساب لینے گیا تھا۔ میرا حساب بے باق ہو گیا۔ میرا حساب ابھی باقی ہے، اس لیے دوسرے جملے میں حساب لینے سے مراد یہ ہے کہ محبوبانِ بارگاہ اپنے اعمال صالحہ کی جزا حاصل کرنے کے لیے جائیں گے اس لیے اس قائل کو کافر نہیں کہا جا سکتا ہے مگر ایسے جملے سے احتراز لازم ہے اسی طرح یہاں ممکن ہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسماعیل دہلوی کے کفریات میں کسی تاویل کی گنجائش نہ نظر آئی ہو نہ قریب کی نہ بعید کی اس لیے انھوں نے تکفیر فرمائی اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کوئی تاویل سمجھ میں آگئی اس لیے کف لسان فرمایا، بخلاف دیابنہ کے طواغیت اربعہ کی کفری عبارتوں کے کہ ان میں کسی بھی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں نہ قریب کی نہ بعید کی۔ حتیٰ کہ ان عبارتوں کا رد شدید ان کی زندگی میں مسلسل ہوتا رہا انھوں نے جوابات بھی دیئے تاویلیں بھی کیں مگر حقیقت میں وہ تاویلیں نہیں تھیں تحریفیں تھیں اپنے کلام کے جو معنی بتائے ان معانی کا ان عبارتوں سے کوئی تعلق نہیں تھا جس کی قدرے تفصیل "منصفانہ جائزہ" میں ہے اس موضوع پر اس خادم نے تحقیقات

(1) شان حبیب الرحمٰن، ضمیمہ، ص:۳۱۱، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، پاکستان۔
(محمد نسیم مصباحی)

حصہ دوم میں مفصل کلام کیا ہے۔ اسے ملاحظہ کر لیا جائے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا اسماعیل دہلوی کے بارے میں جو ارشاد ہے اس میں اس کا بھی احتمال ہے کہ دہلوی کی توبہ مشہور ہونے کی وجہ سے کف لسان فرمایا اور یہ صحیح ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عہد پاک میں اسماعیل دہلوی کی توبہ مشہور ہوئی تھی جس کا ثبوت فتاویٰ رشیدیہ ص:۸۴/۸۵ کا سوال و جواب ہے۔ اگرچہ گنگوہی صاحب نے اسے یہ کہہ کر اڑا دیا بدعت کا ہے مگر سوال سے ظاہر ہے کہ اسماعیل کی توبہ مشہور تھی مقام احتیاط میں کافر کہنے سے کف عوامی شہرت کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳- حاجی امداد اللہ صاحب، تھانوی کی کفری عبارت پر مطلع تھے اس کا کیا ثبوت ہے؟ بلا ثبوت اسے کیسے تسلیم کر لیا جائے، حاجی صاحب مکہ معظمہ میں مقیم تھے اور تھانوی نے تھانہ بھون میں حفظ الایمان لکھی کس نے حاجی صاحب کو کتاب جا کے دکھائی یا بتایا۔ پھر اسی میں شبہہ ہے کہ تھانوی نے حاجی صاحب کی حیات میں حفظ الایمان لکھی تھی اس لیے کہ حاجی صاحب کا انتقال ۱۳۱۷ھ میں ہوا۔ حفظ الایمان کب لکھی گئی اس کا صحیح پتہ اب تک نہیں چل سکا۔ حفظ الایمان کے دو نسخے یہاں ہیں سب پر تاریخ تالیف ۸/ محرم ۱۳۶۹ھ ہے جب کہ تھانوی صاحب ۱۳۶۲ھ میں اپنے مقر کو پہنچ چکے تھے اتنا طے ہے کہ یہ تاریخ غلط ہے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حفظ الایمان کی اس عبارت پر ۱۳۲۰ھ میں تکفیر فرمائی ہے اس سے ثابت کہ ۱۳۲۰ھ کے پہلے لکھی گئی تھی۔ چھاپنے والوں نے ایک کو چھ سے بدل دیا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۳۱۹ھ میں لکھی گئی ہے جب حاجی صاحب کی حیات میں "حفظ الایمان" لکھی ہی نہیں گئی تو اس پر یہ کہنا کہ حاجی صاحب نے مطلع ہوتے ہوئے تکفیر نہیں کی ایک تفریحی بات۔ کے سوا اور کیا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ حضرت مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے بھی تھانوی کی تکفیر نہیں کی بلکہ خلافت دی، بے محل ہے مولانا گنج مراد آبادی کا وصال ۱۳۱۳ھ میں ہوا اور یہ قطعی ہے کہ حفظ الایمان اس وقت تک لکھی نہیں گئی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴- جب لوگ قرآن مجید سے اختلاف کر سکتے ہیں تو یہ کیسے پابندی لگائی جا سکتی ہے کہ کوئی حسام الحرمین سے اختلاف نہ کرے ہر کسی کو اختلاف کرنے کا حق ہے مگر جو بھی اختلاف کرے گا وہ بہر حال باطل پرست ہو گا اس لیے کہ حسام الحرمین میں بنیادی طور پر دو باتیں مذکور ہیں اول یہ کہ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی ضروریات دین کے منکر اور اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں اور ان لوگوں کی گستاخی ان کی کتابوں سے ایسی ظاہر و باہر ہے جیسے آفتاب نصف النہار اس سے انکار کرنا ٹھیک دوپہر میں سورج کے وجود سے انکار کے مرادف ہے دوسری بات یہ ہے کہ ضروریات دین میں سے

کسی ایک کا انکار یا اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا باجماع مسلمین کافر ہے جس سے انکار کی کسی کو جرأت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵-من شك فى كفره وعذابه فقد كفر. کے معنی کی توضیح سوال اول کے جواب میں گزر چکی کہ مراد یہ ہے کہ دیابنہ کے یہ طواغیت اربعہ قطعًا یقینا حتمًا کافر ہیں جو شخص ان کے کفریات پر قطعی یقینی طور پر مطلع ہوا اور انھیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے اس لیے کہ کافر کو کافر جاننا ماننا ضروریاتِ دین سے ہے اور انھیں کافر نہ کہنا ضروریات دین کا انکار ہوا اور ضروریات دین کا منکر قطعی کافر۔ اور یہ کفر کلامی والتزامی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶-ایسے تمام لوگ انھیں کی رسی میں گرفتار اور کافر و مرتد ہیں اور خود اپنے قول میں متناقض۔ ایک طرف کہتا ہے کہ یہ بہت خبیث عبارتیں ہیں۔ ان عبارتوں میں خباثت کس کے بارے میں ہے عبارتیں دیکھ لیجیے۔ اللہ عزوجل کے بارے میں ہے اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں خبیث عبارتیں لکھنے والا بھی اگر مسلمان ہے تو دنیا میں کافر کون ہوگا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱)

۲۸ر ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ/۴ر اپریل ۲۰۰۰ء

جو شخص اپنے سنی ہونے کا اقرار کرے اور دیوبندیوں کی تکفیر پر دستخط کردے تو وہ سنی مانا جائے گا

مسئولہ: محمد اعظم اشرفی، سہاگ پور، ضلع شہڈول، مدھیہ پردیش، ۲۴ر نومبر ۱۹۹۲ء

مسئلہ-کیا حکم ہے علماے اسلام کا اس مسئلہ میں کہ-

زید کی بہن ہندہ کا انتقال ہوا تو زید کا بھانجہ جو کہ علماے دیوبند کو کافر کہنے سے انکار کرتا ہے، علماے دیوبند کے کفریات جاننے کے بعد بھی اسی نے نمازِ جنازہ پڑھائی، جب کہ ہندہ نے ہم سے بارہا لوگوں کی موجودگی میں کہا تھا کہ میرا لڑکا جمال اگر صحیح راستہ پر نہیں آتا ہے تو میری میت کو ہاتھ نہ لگائے۔ لیکن مرنے کے بعد جمال نے ہاتھ تو درکنار نمازِ جنازہ پڑھائی اور کچھ سنی لوگوں نے اس کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ مثلاً متوفیہ کا شوہر اور بھائی جو کہ سنی بریلوی ہونے کا اقرار تحریری طور پر اس واقعہ سے پہلے کر چکے ہیں۔ زید سے پوچھا گیا کہ

(۱) یہ فتویٰ حضور شارح بخاری قدس سرہ نے وصال سے ایک ماہ سات دن پہلے تحریر فرمایا ہے۔ (محمد نسیم مصباحی)

تم نے جمال کے پیچھے نماز کیوں پڑھی تو زید کہتا ہے کہ پہلے سے مجھے علم نہیں تھا کہ جمال نماز پڑھائے گا۔ میں پہلی صف میں کھڑا تھا کہ جمال نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھ گیا، جب کہ کسی نے جمال کو نماز پڑھانے کے لیے نہیں کہا تھا۔ میرا دل کہتا ہے کہ میری نماز اس کے پیچھے نہیں ہوئی۔

ایسی صورت میں زید پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

زید کی لڑکی سے ایک سنی لڑکے کی شادی طے ہے، لیکن اس معاملے کی وجہ سے کچھ لوگ اعتراض کر رہے ہیں کہ شادی کردی جائے، کیوں کہ زید پر پہلے سے شک تھا کہ یہ بھی وہابی ہے، لیکن رشتہ داروں کے دباؤ میں آکر تحریری بیان دیا تھا کہ بریلوی سنی ہوں اور علماے دیوبند کو کافر ہی مانتا ہوں، لیکن ابھی تک وہابیوں سے میل جول، کھانا پینا وہابیوں کے ساتھ برقرار ہے۔ ایسی صورت میں کیا شادی رد کردی جائے یا زید کے لیے نمازِ جنازہ پڑھنے کی وجہ سے شرعی کوئی حکم ہے، جس کے بعد زید کے یہاں شادی کرلی جائے شرعی احکام سے نوازیں تاکہ معاملہ حل ہو جائے کیوں کہ شادی جنوری کے اوائل میں ہونا طے ہے۔

الجواب

زید وغیرہ جب یہ کہتے ہیں کہ ہم سنی ہیں اور انھوں نے وہابیوں کی تکفیر پر دستخط بھی کردیے ہیں تو زید کو وہابی نہیں کہا جا سکتا، سنی ہی مانا جائے گا اگرچہ وہ وہابیوں سے میل جول رکھتا ہو، اگرچہ اس نے شرما حضوری میں وہابی کی اقتدا میں نمازِ جنازہ پڑھی ہے، اس کی وجہ سے وہ بدترین فاسق اور گنہ گار ہے جس کی وجہ سے اس پر توبہ فرض ہے۔ ایسی صورت میں اس کی لڑکی سے نکاح صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

دیوبندیوں کے سوال کا مسکت جواب

مسئولہ: محمد تاج الدین نزد مسجد مقام مسلم آباد، پوسٹ ہسپورہ، ضلع اورنگ آباد، بہار

مسئلہ-میں اہلِ سنت و جماعت کا معتقد ہوں اور اسی اعتقاد کی بنا پر اپنے خطوط یا مضامین کی ابتدا میں ۷۸۶/۹۲ لکھا کرتا ہوں، چوں کہ احکامِ شرعی میں مجھے دست رس حاصل نہیں ہے، ایک دیہات کا رہنے والا ہوں اس لیے حصولِ علم کا کوئی ذریعہ بھی میرے پاس نہیں ہے، لیکن موٹے موٹے مسائل بزرگوں کی صحبت میں رہ کر معلوم کر لیا ہوں۔ اب پریشانی یہ ہے کہ میرے گاؤں میں کچھ سرپھرے لوگ رہتے ہیں جو اپے آپ کو دیوبندی کہلاتے ہیں، کبھی کبھار ان لوگوں سے مباحثہ بھی ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ اگر تم ۷۸۶/۹۲، ۷۸۶/۱۳۳۱، ۷۸۶/۱۳۳۳، ۷۸۶/۹۱۷، ۷۸۶/۱۱۰ کا ثبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کردو تو ہم تمھارے مسلک کے پیروکار بن جائیں گے، لہٰذا آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ صحیح

صورتِ حال سے واقف فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

دیوبندیوں سے مباحثہ اس طرح نہیں کیا جاتا، آپ ان سے صرف دو سوال کیجیے اور ان سے کہہ دیجیے کہ خود جواب نہ دے سکیں تو اپنے مولویوں سے پوچھ کر جواب دیں۔ ایک شخص روزانہ بعد نمازِ فجر بیٹھ کر ایک پارہ تلاوت کرتا ہے، یہ ثواب کا کام ہے یا گناہ کا ہے۔ اگر گناہ کا ہے تو کوئی بات نہیں اور اگر ثواب کا ہے تو وہ بتائیں کیا حضور اقدس ﷺ نے روزانہ بعد نمازِ فجر بیٹھ کر تلاوت کی ہے۔ اگر کی ہے تو اس کا حوالہ مع نام کتاب اور صفحہ پیش کریں۔ سارے دیوبندی اپنے مدرسوں میں جو کتابیں پڑھاتے ہیں، یہ کتابیں پڑھانا ثواب ہے یا گناہ۔ اگر گناہ ہے تو دیوبندی جانیں، اور اگر ثواب ہے تو بتائیں کیا حضور اقدس ﷺ نے یہ کتابیں پڑھیں یا پڑھائی ہیں۔ اگر پڑھی یا پڑھائی ہیں تو اس کو حوالہ مع نام کتاب اور صفحہ۔ دیوبندی اس کا جواب جو دیں وہ آپ میرے پاس لکھیں، اسی سے میں ان اعداد کا لکھنا مستحسن ہونا ثابت کر دوں گا۔ دیوبندی بہت ضدی اور معاند قوم ہے، جب تک ان کی گردن نہیں ناپی جاتی، گم راہ گردی سے باز نہیں آتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

ایک دیوبندی کے اعتراض کا مسکت جواب

مسئولہ: محمد بدر الدین احمد، محلہ عمر گنج، مقام و پوسٹ بلتھرا روڈ، ضلع بلیا، یوپی۔ ۲۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسئلۂ ذیل میں کہ:

زید میلادِ پاک میں لوگوں سے خطاب فرماتے ہوئے بیان کیا کہ حضور ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور حضور قبر میں تشریف لاتے ہیں اور فرشتہ منکر نکیر مردے سے سوال کرتے ہیں۔ تیسرا سوال ما کنت تقول فی هذا الرجل یعنی اس مرد کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مُردہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے "هو محمد رسول الله" المختصر اپنی خطابت ختم کرتا ہے بعدہ بکر کو خطابت کے لیے بلایا گیا جو مسجد کے امام ہیں۔ بکر نے دورانِ خطابت کہا کہ حضور ﷺ کے لیے حاضر و ناظر کہنا یا سمجھنا زیبا نہیں دیتا، بلکہ حضور پر یہ بہتانِ عظیم ہے۔ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کے لیے آیا ہے اس لیے کہ رسول اگر حاضر و ناظر ہوتے تو کربلا میں امام حسین کو شہید ہوتے وقت کیوں نہیں بچا لیے۔ حضور کے حاضر و ناظر ہوتے ہوئے کیوں حضور کے نواسہ پر اتنے ظلم و تشدد ڈھائے گئے اور آپ دیکھتے رہے، کیوں نہیں بچا لیے اور حضور قبر میں تشریف نہیں لاتے، ان کو اتنی فرصت کہاں ہے کہ قبر میں تشریف لائیں۔ فرشتے انھیں ساری خبریں پہنچاتے ہیں۔ یہ تمام باتیں کہتے ہوئے بکر نے

تقریر کا اختتام کیا۔ تو کیا بکر کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

الجواب

بکر وہابی معلوم ہوتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے حضور اقدس ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے، جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالے "سلوك اقرب السبل" میں لکھا ہے۔ اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر کہنا جائز نہیں، شہید و بصیر کہنا چاہیے۔ مشکوٰۃ میں یہ حدیث ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت حضور اقدس ﷺ کربلا میں موجود تھے اور شہدا کے خون کو شیشی میں جمع فرما رہے تھے، پھر بکر وہابی سے پوچھیے کہ حضرت امام حسین اللہ عزوجل کے نبی کے نواسے تھے۔ اللہ نے ان کو کیوں نہیں بچا لیا۔ پھر حضرت یحییٰ و زکریا علیہما السلام اللہ عزوجل کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے، یہودیوں نے انھیں شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں کیوں نہیں بچا لیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے ایک معارضہ کا جواب

مسئولہ: غوث خان سپر سوفٹ فیش مارکیٹ، ۴۰۳، ۴۰۱م پونڈ، گوا

مسئلہ- ہم نے فقط آپ سے اتنا سوال کیا تھا کہ زید بزرگوں سے اولاد وغیرہ مانگتا ہے، جب کہ عمرو شدت سے مخالفت کرتا ہے اور اسے شرک فی الصفات تصور کرتا ہے تو بتائیں کہ کیا یہ شرک فی الصفات ہے یا نہیں۔ اس طرح بزرگوں سے طلب کرنا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے تقسیم شروع کر دی۔ اب تو عمرو مزید اعتراض کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو اس ذاتی اور عطائی تقسیم ہی کو قبول نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے پہلے آپ اس تقسیم کا ثبوت حضور اقدس ﷺ سے یا کسی صحابی یا کسی تابعی یا ائمہ اربعہ میں سے کسی سے پیش کرو اور واضح الفاظ میں دکھاؤ کہ حضور اقدس ﷺ نے خدا کے علاوہ بزرگوں سے اولاد اور بیماری سے شفا وغیرہ کے سوال کی تعلیم دی ہے یا صحابی، تابعی یا ائمۂ اربعہ میں سے کسی نے اپنے چاہنے والوں کو کہا ہے میں بزرگ ہوں یا فلاں بزرگ ہے جاؤ اس سے اولاد مانگ لو دوسرا اعتراض یہ کرتا ہے کہ اس تقسیم سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کو خالق، رازق عطائی کہہ سکتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان کا تین اعتراض ہے: (۱) ذاتی اور عطائی تقسیم کا ثبوت (۲) واضح الفاظ میں اولاد وغیرہ مانگنے کی تعلیم (۳) بزرگوں کو رازق عطائی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

لہٰذا درخواست ہے کہ تینوں سوالات کے جوابات سے نوازیں کرم ہوگا۔

الجواب

اب آپ استفتا کی حدود سے باہر ہوکر مناظرانہ سوالات پر اتر آئے ہیں۔ اگر واقعی آپ طالبِ حق ہیں تو مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالۂ مبارکہ ''الامن والعلیٰ'' کا مطالعہ کریں، اس میں آپ کو آپ کے ہر سوال کا مکمل، کافی وافی جواب مل جائے گا۔ اب آپ عمرو سے یہ پوچھیے کہ وہ اگر ذاتی عطائی کا فرق نہیں مانتا تو بتائیے اللہ عزوجل کے اسمائے حسنیٰ میں ہے، حفیظ، علیم، سمیع، بصیر اور خود قرآن مجید میں ہے کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ''(۱)

اور اللہ عزوجل نے ہر انسان کے لیے فرمایا:

''فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا۔''(۲) تو ہم نے اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔

تو کیا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کے شریک ہیں اور کیا ہر انسان اللہ کا شریک ہے؟ نیز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

''اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج''(۳) میں تمھارے لیے مٹی کی سی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے۔

کیا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کے شریک ہیں۔ اگر نہیں اور ہرگز نہیں، پھر یہاں کیوں شرک لازم نہیں آتا۔ جو جواب عمرو کا ہوگا وہی جواب ہمارا ہوگا۔ حدیث میں فرمایا: ''اُطلبُوا الحاجاتِ عِندَ حِسَانِ الوُجُوہ''(۴) حسان الوجوہ سے محبوبانِ بارگاہ مراد ہیں۔ اگر انھیں کوئی قدرت نہیں تو ان کے پاس حاجت طلب کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک بھوپالی فتویٰ کا رد

مسئولہ: مولانا وجود القادری، آستانہ ربانی، تین مارکیٹ، صدر بازار، جبل پور (ایم پی)

عبدالحفیظ خاں، ناریل کھیڑہ، بھوپال

مسئلہ- جو بریلوی علماے اہلِ حق علماے کرام و جماعت اہل سنت و جماعت کو کافر قرار دیتے ہیں تبلیغیوں کو اپنی مسجدوں سے نکال کر مسجدوں کو دھوتے ہیں، نیز شرک و بدعات کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کا

(۱) قرآن مجید، سورہ یوسف، آیت:۵۵
(۲) قرآن مجید، سورۃ الدھر، آیت:۲
(۳) قرآن مجید، سورۃ آل عمران، آیت:۴۹
(۴) لسان المیزان لابن حجر، ۲/ ۸۰۵

رواج ڈالتے ہیں، عرس قائم کرنا، غیر شرعی فاتحہ خوانی قبروں سے مرادیں مانگنا ان کو حاجت روا سمجھنا وغیرہ وغیرہ امور کے مرتکب ہیں جوان کی کتب، تقاریر و عمل سے ظاہر ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے بدعتی علما کو اپنے یہاں بلانا، ان سے تقریر کرانا، ان کی تعظیم کرنا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب مفتی شہر بھوپال

صورت مسئولہ میں بریلوی و بدعتی علما جو ان امور کے مرتکب ہیں یہ سب چیزیں گناہ، فسق، بدعت ہیں۔ اور شرک تک پہنچانے والی ہیں۔ اہل حق کو کافر قرار دینا، اہل تبلیغ کو مسجدوں سے نکالنا، قبروں سے مرادیں مانگنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے ایسے بدعتیوں کی تعظیم کرنا ان سے تقریریں کرانا دین و مذہب کے منہدم کر دینے کے مترادف ہے کیوں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام.

کہ جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی گویا اس نے دین اسلام کو ڈھا دینے پر معاونت کی۔ لہٰذا ایسے لوگوں کی تقاریر نہ کرائی جائیں اور نہ سنی جائیں اور نہ ہی ان کی تعظیم کی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب مفتی شہر بھوپال.

حضور شارحِ بخاری قدس سرہ کا جواب

الجواب ــــــ بھوپال کے دیوبندی جماعت کے مفتی صاحبان کا فتویٰ نظر سے گزرا جس پر دیوبندی جماعت کے مفتی شہر بھوپال اور نائب مفتی اور دارالقضا کے قاضی صاحبان کے بھی دستخط ہیں یہ فتویٰ حقیقت میں فتویٰ نہیں طغویٰ ہے۔ عوام کو گمراہ کرنے اور عوام میں انتشار پھیلانے کی ایک ناکام کوشش ہے ان مفتی صاحبان نے حقیقت پر پردہ ڈالنے، عوام کو فریب دینے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس میں لکھتے ہیں اہل حق کو کافر قرار دینا، اہل تبلیغ کو مسجدوں سے نکالنا، قبروں سے مرادیں مانگنا شرعاً ناجائز و حرام ہے۔ ان مفتی صاحبان نے اس فتویٰ میں اپنے کو اہل حق قرار دیا انھیں ذرا بھی شرم نہ آئی کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں ایسی کھلی ہوئی توہین کی ہے کہ جس کی جرأت آج تک کسی ہندو، مجوسی یہودی کو بھی نہ ہوئی۔ اس جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۸/ پر حضور اقدس ﷺ کے بارے میں لکھا:

''اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمر، بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو زید، عمر، بکر یعنی ایرے غیرے بدّھو، نتھو، خیرے حتیٰ کہ بچوں اور پاگلوں حد یہ ہے کہ جانوروں کتے، سور، چوہے، چھچھوندر کے خسیس و کم تر علم کے ساتھ تشبیہ دی ہے یا ان کے برابر بتایا ہے دونوں صورتوں میں حضور اقدس ﷺ کی کھلی ہوئی اور صریح توہین ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ وہ بھی ایسا کہ جو اس کی اس گستاخی پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے کافر نہ مانے وہ بھی کافر و مرتد ہے۔

درر، غرر الاشباہ والنظائر، شفا اور اس کی شروح، در مختار، رد المحتار وغیرہ سب میں اس کی تصریح ہے اسی وجہ سے علماے حل و حرم، عرب و عجم، ہند و سندھ نے تھانوی صاحب اور دوسرے دیوبندی مذہب کے پیشواؤں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ یہ بھوپال کے دیوبندی جماعت کے قاضی اور مفتی صاحبان شاتمان رسول مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کو چوں کہ اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اس لیے یہ سب کافر مرتد اسلام سے خارج ہیں نہ ان سے فتویٰ پوچھنا جائز نہ ان کے فتویٰ پر عمل کرنا جائز۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا.[1] بغیر علم کے فتویٰ دیے خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

رہ گیا تبلیغی جماعت کو مسجدوں سے نکالنا یہ حرام و گناہ نہیں بلکہ ہر سنی مسلمان پر واجب ہے اس لیے کہ تبلیغی جماعت دیوبندیت ہی پھیلانے کے لیے قائم کی گئی ہے۔ اس جماعت کے بانی مولوی الیاس نے خود کہا: ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک صلوٰۃ ہے میں قسم سے کہتا ہوں کہ ہرگز تحریک صلاۃ نہیں۔ میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی۔[2]

انھوں نے خود یہ اعتراف کیا ہے۔

مولانا (اشرف علی) تھانوی نے بہت بڑا کام ہے میں چاہتا ہوں کہ طریق کار میرا ہو اور تعلیمات ان کی پھیلائی جائیں۔[3]

(۱) ترمذی شریف، جلد:۲، ص:۹۰، ابواب العلم
(۲) دینی دعوت، ص:۲۰۵
(۳) الملفوظات، مولانا محمد الیاس

ان دونوں عبارتوں سے واضح ہے کہ تبلیغی جماعت کا مقصد دیوبندی مذہب پھیلانا ہے، اس لیے ان کو مسجدوں میں آنے دینا جائز نہیں اور اگر بے حیائی سے گھس آئیں تو ان کو مسجدوں سے نکالنا واجب جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے منافقین کو جمعہ کے دن عین خطبہ کے وقت نام لے لے کر مسجد سے نکالا۔[1]

رہ گیا قبروں سے مدد مانگنا تو یہ ان بھوپالی مفتیوں کا فریب ہے، قبروں سے کوئی مدد نہیں مانگتا۔ قبر تو زمین کے اس حصے کا نام ہے جہاں مردہ دفن ہوتا ہے۔ مٹی، کنکر، پتھر سے کوئی مدد نہیں مانگتا۔ ہاں انبیاے عظام اور اولیاے کرام سے اہل سنت ضرور مدد مانگتے ہیں اگرچہ وہ دنیا سے تشریف لے جا چکے ہوں ان کے مزارات پر حاضر ہو کر ان سے استعانت کرتے ہیں اور یہ نہ حرام ہے اور نہ ناجائز بلکہ تمام اہل سنت و جماعت کا معمول ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح میں حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے:

من یستمد فی حیاته یستمد بعد مماته.[2] جس سے حیات ظاہری میں مدد مانگی جاسکتی ہے، اس سے اس کی وفات کے بعد مدد مانگی جاسکتی ہے

ان بھوپالی مفتیوں میں ہمت ہے تو کہہ دیں کہ حضرت امام غزالی اور حضرت شیخ محدث دہلوی بھی کافر و مشرک ہیں، مگر ان کو کہتے کیا، دیر؟ ان بھوپالی مفتیوں کا بنیادی عقایدہ یہی ہے کہ سوائے ان کی ٹولی دیوبندی جماعت کے سارے جہاں کے مسلمان اگلے پچھلے سب کافر مشرک گمراہ بددین ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بھوپالی مفتیوں اور قاضیوں کا مذکورہ بالا فتویٰ گمراہ گردی کا پلندہ ہے۔ مسلمانان اہل سنت اس پر دھیان نہ دیں اور نہ آئندہ ان سے فتویٰ پوچھیں نہ ان کے فتویٰ پر عمل کریں، یہ مفتی صاحبان گم راہ، گمراہ گر بددین شاتم رسول کافر و مرتد ہیں جو لوگ تفصیل جاننا چاہتے ہیں وہ المصباح الجدید اور منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فاتحہ درود کرنے کرانے پر اسلام و کفر کا مدار نہیں

مسئولہ: محمد عمر بھائی کیراف رولیکس کمپنی ۹۲، سی جمن علی بابا اسٹریٹ کلکتہ، ۷۰۰۰۰۷

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جگہ چہلم کی دعوت کے لیے اکٹھا ہوئے۔

(۱) صاوی شریف
(۲) حاشیۂ مشکوٰۃ، ص:۱۵٤، باب زیارۃ القبور، مجلس البرکات

صاحبِ خانہ نے کہا کہ میں عام مسلمانوں کی دعوت کروں گا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ وہابیوں کو کیا کروگے؟ دوسرے نے کہا کہ وہابیوں کو نہیں بلائیں گے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ وہابیوں کو بھی بلائیں گے۔ انھوں نے وہابیوں کو بھی دعوت دے دی۔ اس پر ایک سنی عالم کو بھی بلایا گیا۔ انھوں نے دعوت میں شرکت کی اور جس شخص نے انکار کیا اس کو بھی دعوت میں شریک کر لیا اور کہا کہ وہابی فاتحہ کا اگر کھاتے ہیں تو بلانے میں کوئی حرج نہیں، کیا ہمارا وہابیوں سے فاتحہ کا جھگڑا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

فاتحہ درود کرنے کرانے پر اسلام وکفر کا مدار نہیں ہے، اصل بنیادی اختلاف ہے جس کے تحت یہ کافر ومرتد ہیں اور کافر ومرتد کی تعظیم بلا شبہہ ناجائز وحرام۔ دعوت میں بلانے سے لامحالہ ان کی تعظیم کی جائے گی جو ازروے شرع قطعاً جائز نہیں۔ وہابی دیوبندی غیر مقلد ان سب نے شانِ رسالت میں کھلی گستاخی کی جس پر علماے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا:

"من شك في كفره و عذابه فقد كفر."[۱] جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اور جو ان کے کفر پر مطلع ہو کر کم از کم انھیں مسلمان ہی جانے وہ بھی کافر۔ ان کے گستاخانہ عقائد جو ان کی ہی کتابوں سے ظاہر ہیں۔ کہ ان کے بنیادی عقائد کیا کیا اور کیسے کیسے ہیں، کہیں یہ لکھتے ہیں کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے، کہیں لکھتے ہیں کہ حضور کو اتنا علم تھا جتنا زید وعمر کو ہے، کہیں لکھتے ہیں کہ خداوند قدوس جھوٹ بول سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك.

جس نے یہ کہا کہ جب وہابی فاتحہ کا کھانا کھاتا ہے تو اسے بلانے میں کوئی حرج نہیں، اس نے غلط فتویٰ دیا، خود گم راہ ہوا اور دوسروں کو بھی گم راہ کیا۔ وہابی پیٹ کے بندے ہیں، جہاں کھانا پاتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ ان کو اپنے یہاں بلانا تو بڑی بات ہے کہیں بھی ان کے ساتھ کھانا پینا حرام وگناہ ہے۔ بدمذہبوں کے بارے میں فرمایا گیا:

"لا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم."[۲] نہ ان کے ساتھ کھاؤ، نہ ان کے ساتھ پیو نہ ان کے ساتھ نشست وبرخاست کرو۔

(۱) در مختار، ج:٦، ص:٣٧٠، باب المرتد، مطبع زکریا.
(۲) المستدرك للحاكم، ج:٣، ص:٦٣٢

کون سے دیوبندی کافر ہیں اور کون سے نہیں

مسئولہ: سلیمان اختر وامتیاز احمد، پورہ صوفی، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

مسئلہ- منجانب زین العابدین پورہ صوفی ایک استفتا نظر سے گزرا جس سے یہ بات عیاں ہوئی کہ دیوبندی، وہابی، غیر مقلد وغیرہا کافر ہیں۔ یہ امر حسام الحرمین میں مذکور ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہم نے بارہا بازگشت سماعت کی ہے کہ دیوبندی) وغیرہ کافر ومرتد ہیں، لیکن ہم نے آس پاس رہنے والے دیوبندیوں کی حرکتوں اور خیالات کا مشاہدہ کیا تو انھیں کلمہ گو پایا، اور اپنے علم کے مطابق اندازہ ہوا کہ یہ لوگ سنی مسلمان ہیں۔ البتہ بعض فقہی مسائل میں یقیناً تضاد ہے۔ اس وقت امام اعظم ابو حنیفہ کا قول یاد آیا کہ جس مسلمان میں ایمان کے اجزا پائے جاتے ہیں اسے ہم کافر نہیں گردان سکتے۔ یہ سوچ کر انھیں مسلمان خیال کیا اور ان سے تمام قسم کے روابط وضوابط قائم رکھے۔ انھیں خیالات کے پیشِ نظر شادیاں بھی کیں۔ مثلاً ہماری دادی دیوبندی تھیں۔ ہماری موجودہ بوڑھی اور لاچار وبیمار ماں بھی دیوبندی ہیں۔ ہماری بہنیں بھی اتفاقی طور سے دیوبندی سے منسلک ہیں۔ ہماری پھوپھی جس کے آٹھ بچے ہیں (بشمول تین لڑکے جوان) بھی دیوبندی سے منسلک ہیں۔ موجودہ استفتا کے متعلق بار آور کرانے پر ہماری پھوپھی کا جواب ہے کہ میرے شوہر بریلی سنی ہونے کے لیے آمادہ نہیں ہیں اور میں اپنے باپ کے مسلک بریلی سنی پر قائم رہوں گی۔ ہم نے بتلایا کہ وہ گستاخ رسول ہیں تو جواب ملا کہ میں اپنی اٹھائیس سالہ ازدواجی زندگی میں اپنے شوہر کو ایسے گناہ کا مرتکب کبھی نہیں پایا۔ میرے شوہر مجھ سے بھی زیادہ نبی آخر الزماں سے عقیدت رکھتے ہیں۔ میرے شوہر میں تمام ایمانی اجزا موجود ہیں۔ انھوں نے کبھی بھی نماز ترک نہیں کی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی زندگی گزارتے رہتے ہیں۔ غلطیاں اور لاپرواہیاں تو مجھ سے سرزد ہوتی ہیں۔ اور اس اٹھائیس سالہ زندگی کو میں نے بہت خوشگوار ماحول میں گزارا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایسا ہی محبت کرنے والا شوہر دے۔ میں تو انھیں کے نکاح میں رہوں گی۔ ہمارے محلے میں ایک صاحب ہیں جو دسیوں سال سے امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، ان کی والدہ دیوبندی گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی زوجہ بھی دیوبندی۔ ان کی امامت میں ادا کی گئی نمازوں کا ہم کیا کریں۔ ہمارے علاقے میں ہزاروں لڑکے اور لڑکیوں کا رشتہ دیوبندیوں اور غیر مقلدوں سے وابستہ ہے، ان میں بعض لوگ پچاس اور ساٹھ سال کی عمر سے تجاوز کر چکے ہیں۔ ہم لوگ ان کا کیا کریں۔

الجواب

(۱)- دیوبندی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو علماے دیوبند مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا

خلیل احمد انبیٹھی، مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں۔ آدمی اسی کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے۔ ان علماے دیوبند نے اپنی کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں کھلی ہوئی گستاخیاں کی ہیں۔ جس کی قدرے تفصیل آج سے ساٹھ سال پہلے جلالۃ العلم حافظ ملت قدس سرہ العزیز نے اپنی مشہور کتاب "المصباح الجدید" میں تحریر فرمادی ہے۔ سائل اس کا مطالعہ کرے۔ یا پھر ہماری کتاب "منصفانہ جائزہ" پڑھے۔ اختصار کے پیشِ نظر دیوبندی بزرگوں کی صرف ایک عبارت تحریر کر رہا ہوں۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے ص:۷ پر لکھا ہے:

پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید، عمرو، بکر بلکہ ہر صبی (بچے)، مجنون (پاگل)، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس عبارت میں ان بزرگ نے حضور اقدس ﷺ کے علمِ پاک کو ہر کس و ناکس یہاں تک کہ بچوں پاگلوں اور حد یہ ہے کہ جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے برابر بتایا۔ دونوں صورتوں میں حضور اقدس ﷺ کی شدید توہین ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے، ایسا کہ جو اس توہین پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر، درِ مختار وغیرہ میں تصریح ہے:
"من شك في كفره و عذابه فقد كفر."(۱)

❷- اب جو دیوبندی عوام یا خواص اپنے دیوبندی بزرگوں کی اس قسم کی عبارتوں سے باخبر ہیں وہ بلا شبہہ کافر و مرتد ہیں، اس لیے کہ ان کفری عبارتوں سے باخبر ہونے کے باوجود پھر بھی ان کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں تو اس کا صاف مطلب ہے کہ یہ ان کے ہم عقیدہ اور گستاخِ رسول ہیں۔

❸- رہ گئے وہ دیوبندی عوام جو دیوبندی بزرگوں کی کفری عبارتوں سے باخبر نہیں، ان کی ظاہری حالت کو دیکھ کر یا کسی وجہ سے ان کو اپنا بزرگ اور پیشوا مانتے ہیں وہ کافر نہیں اور زیادہ تر دیوبندی عوام اسی قسم کے ہیں۔

❹- وہ دیوبندی جو دوسری قسم کے ہیں ان سے بیاہ شادی حرام و گناہ، ان کا ذبیحہ مردار، ان کا حکم وہی

(۱) درِ مختار، ج:٦، ص:٣٧٠، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطبع زکریا، دیو بند

ہے جو تمام غیر مسلموں کا ہے۔

❺- رہ گئے وہ دیوبندی جو دیوبندی بزرگوں کی کفری عبارتوں پر مطلع نہیں، سنی دیوبندی اختلافات کو نیاز فاتحہ تک محدود جانتے ہیں، وہ چوں کہ کافر نہیں، اس لیے ان کے ساتھ نکاح صحیح ہے۔ اگرچہ یہ لوگ بھی گم راہ ضرور ہیں، اس لیے یہ ہم اہلِ سنت کو بدعتی، گمراہ کہتے ہیں اور جو کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی گم راہ بدعتی کہے وہ خود گم راہ ہے۔ حدیث میں ہے: "فقد باء باحدهما" جس نے کسی کو کافر یا فاسق کہا اور وہ حقیقت میں کافر یا فاسق نہیں تو کہنے والا خود کافر یا فاسق ہے۔ اور ایسا گم راہ جس کی بدمذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچی ہوئی ہو اس سے نکاح صحیح، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، مگر چوں کہ بدمذہب سے میل جول، دوستی، یارانہ جائز نہیں اس لیے ایسے دیوبندیوں سے بھی بیاہ شادی ہرگز ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ شادی کے بعد میل جول، دوستی، یارانہ لازم ہے۔

حدیث میں بدمذہبوں کے بارے میں فرمایا گیا:

"إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."(۱)

اپنے کو ان سے دور رکھو ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم فتنہ میں نہ ڈال دیں، کہیں تم کو گم راہ نہ کردیں۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

"فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم"(۲)

نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو اور نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھو۔

❻- یہ صحیح ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ہے کہ جس مسلمان میں ایمان کے اجزا پائے جائیں اسے ہم کافر نہیں گردان سکتے، لیکن آپ نے مسلمان کی شرط پر غور نہیں کیا۔ کیا جو شخص حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے وہ مسلمان ہے اور اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے، خواہ حقیقت میں ہو یا نہ ہو تو یہ غلط ہے۔ کیا قادیانی، اور رافضی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے؟ کیا ان میں ایمان کے اجزا نہیں پائے جاتے؟ پوری بات یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے، کلمہ پڑھے، مسلمانوں کی طرح نمازیں پڑھے اس کو مسلمان ہی کہیں گے جب تک اس سے کوئی کفر صادر نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے، مسلمانوں کے سارے معمولات ادا کرے، لیکن اس سے کوئی کفر سرزد ہو وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔

(۱) مشكوٰة شريف، ص:۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مجلس بركات.
(۲) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:٦٣٢، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳.

"تفسیر درمنثور" میں ہے کہ کچھ کلمہ پڑھنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہنے والوں نے یہ کہہ دیا تھا:

"إنّ محمداً يحدث أن ناقة فلان بواد فلان وما يدريه بالغيب." محمد (ﷺ) بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں میدان میں ہے۔ انھیں غیب کی کیا خبر؟

اس پر اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں فرمایا:

"قد كفرتم بعد ايمانكم" مومن ہونے کے بعد تم کافر ہوگئے

(۷)- آج سے ساٹھ سال پہلے حافظ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مبارک پور واطراف کے سارے افراد کو بتادیا تھا اور پھر وقتاً فوقتاً بعد میں فرماتے رہے کہ دیوبندیوں سے نکاح جائز نہیں۔ پھر بھی لوگ نہیں مانے، اس کا علاج کسی کے پاس کیا؟ یہ امام صاحب جن کی والدہ دیوبندی گھرانے کی ہیں اور ان کی بیوی بھی دیوبندی گھرانے کی ہیں۔ آپ دریافت کر لیجیے، یہ دونوں خاتون دیوبندیوں کی ان گستاخانہ عبارتوں سے واقف نہیں ہوں گی اور نہ سنیوں کو گم راہ بدعتی جانتی ہوں گی۔ پھر کیا اعتراض؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دیوبندیوں کے ایک فریب کی پردہ دری۔ حضور ﷺ کے اختیارات کا بیان

مسئولہ: محمد الیاس رضوی، مور لینڈ روڈ، شیریں، منزل، ۱ے ۹۳، ممبئی

مسئلہ- میں ممبئی میں ایک دیوبندی قاسمی عالم کی تقریر سن رہا تھا تو اس نے حضور اقدس ﷺ کی شان کو اور اختیارات کو بڑھاتے ہوئے اور اللہ کی عظمت کو گھٹاتے ہوئے ایسی ایسی باتیں بیان کیں کہ میں مچل گیا ہم اہل سنت ایسا عقیدہ نہیں رکھتے ہیں۔ آپ بتائیے کہ ایسا آدمی مسلمان رہ سکتا ہے؟ اس کی تقریر یہ ہے:

حضور اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں تمام جہاں حضور کے تحت تصرف کر دیا گیا جو چاہیں کریں، جسے چاہیں دیں، جس سے چاہیں واپس لیں، تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان ان کا محکوم ہے، اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں، جو انھیں اپنا مالک نہ جانیں، حلاوت سنت سے محروم رہے۔ تمام زمین ان کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے۔ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض حضور کے زیر فرمان۔ جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا وآخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے، احکام تشریعیہ حضور کے قبضے میں دیے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کر دیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ ہم اہل سنت ایسا عقیدہ رکھنے والے کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اللہ کے واسطے حدیث و قرآن کے حوالے سے اس کا جواب دیجیے تاکہ ہماری بے چینی دور ہو۔

الجواب

مذکورہ بالا باتیں خواہ کوئی دیوبندی قاسمی کہے یا کوئی سنی رضوی، بالکل حق اور صحیح ہیں جس پر دلیل قاہرہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ نے اپنی تصانیف جلیلہ میں قائم فرمادیا ہے۔ جس کے جواب سے مخالفوں کی پوری برادری آج تک عاجز ہے اور قیامت تک عاجز رہے گی۔ آپ اگر تحقیق حق چاہتے ہیں تو صرف ایک کتاب کا مطالعہ کریں۔ "الامن والعلیٰ" یا پھر مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم کی کتاب "سلطنت مصطفیٰ" کا مطالعہ کریں، آپ کی تسلی ہو جائے گی۔ اس عقیدے میں کسی طرح بھی کہیں سے اللہ کی شان گھٹانے کا دور دور تک شائبہ بھی نہیں۔ بلکہ اس عقیدے میں اللہ عزوجل کی عظمت و شان کا وہ روشن بیان ہے کہ خدا پرستوں کی روح جھوم اٹھتے۔ ذرا غور سے پڑھیے بہار شریعت حصہ اول، ص:۲۲، ابتدا ہی میں ہے حضور اقدس ﷺ اللہ عزوجل کے نائب ہیں، تو یہیں سے اس کی گم راہ گردی کی جڑ کٹ گئی کہ اللہ کی شان گھٹایا۔ آپ خود سوچیں نائب کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے یا نائب بنانے والے کا۔ نائب کا اختیار زیادہ ہوتا ہے یا نائب بنانے والے کا۔ تھوڑی سی عقل والا بھی کہے گا کہ مناب، یعنی نائب بنانے والے کا مرتبہ اور اختیار بدرجہا افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے۔ آگے اسی عبارت میں ہے، تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ اس نے بالکل واضح کر دیا کہ حضور اقدس ﷺ کو اس عقیدے میں اللہ کا محکوم بتایا گیا تو اللہ عزوجل کا مرتبہ گھٹایا بڑھا؟ ادنیٰ سی عقل والا یہ ماننے پر مجبور ہوگا کہ اس عقیدے میں اللہ عزوجل کو حضور اقدس ﷺ سے اعلیٰ اور اولیٰ بتایا گیا ہے۔ کیوں کہ اللہ کو حضور کا حاکم مانا اور حضور کو اللہ کا محکوم۔ اس عقیدے سے اللہ عزوجل کی یہ عظمت شان ظاہر ہو رہی ہے کہ جب اللہ کے نائب اور اس کے محکوم اتنے قدرت، عظمت والے ہیں تو جس اللہ نے انھیں نائب بنایا، جو ان کا حاکم ہے، انھیں ساری قدرت و اختیارات عطا فرمایا ہے۔ وہ کتنا باعظمت و باقدرت ہوگا، اسی مضمون کو اس آیت کریمہ میں بیان فرمایا گیا ہے:

"هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ"(۱) اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و حق کے ساتھ بھیجا۔

ولكن الوهابية قوم لا يفهمون. واللہ تعالیٰ اعلم

اب عقیدۂ مذکورہ کی تائید میں بے شمار احادیث میں سے چند احادیث سنیے:

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، دارمی وغیرہ کتب احادیث میں یہ حدیث ہے، واللفظ للبخاری کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة، آیت:۳۳

"إني اعطيت (اوتيت) مفاتيح خزائن الارض."[۱]
مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کل کنجیاں دی گئیں۔

مسند امام احمد جلد ثالث، ص:۳۲۸ پر ہے کہ:

"اوتيت بمقاليد الدنيا."[۲]
مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں۔

مسلم شریف، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی میں ہے کہ سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی کی خدمت پر خوش ہو کر ان سے فرمایا "سل"۔ طبرانی کی روایت میں ہے: "فاعطيك" مجھ سے مانگ میں تجھے دوں گا۔
اس پر انھوں نے عرض کیا:

"اسئلك مر افقتك في الجنة."
میں حضور سے یہ مانگتا ہوں کہ حضور کے ساتھ جنت میں رہوں۔

فرمایا: اس کے علاوہ کچھ اور، انھوں نے عرض کیا: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا، کثرتِ سجود سے اپنے نفس سے میری اعانت کر۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ و تخصیص نہ کرد بہ مطلوب خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہرچہ خواہد و ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد فان من جودك الدنيا و ضرّتها و من علومك علم اللوح والقلم.

مطلقاً سوال بلا تخصیص فرمانا کہ جو چاہو مانگو اور کسی خاص مطلوب کی تخصیص نہ کرنا بتاتا ہے کہ تمام کام حضور کے دستِ کرامت میں ہیں جو چاہیں جس کو چاہیں اللہ کے حکم سے عطا فرمائیں۔ علامہ بوصیری نے فرمایا: یا رسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم (جملہ ماکان و مایکون) جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیامِ قیامت تک ہونے والا، ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے۔ حضور کے علوم سے ایک حصہ ہیں۔

اختصار کے ساتھ یہی مضمون اس حدیث کے تحت حضرت علامہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بھی تحریر فرمایا ہے۔ بناءً علیہ علماے اہلِ سنت نے تحریر فرمایا:

"هو صلى الله تعالىٰ عليه سلم
حضور ﷺ اللہ عز و جل کے سب سے

(۱) بخاری شریف، ج:۱، ص:۱۷۹
(۲) مسند احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۳۲۸

خليفة الله الاعظم جعل خزائن كرامه و موائد نعمه طوع يديه وارادته يعطي من يشا. (جوهر منظم)
بڑے نائب ہیں۔ اللہ نے اپنے کرم کے کل خزانے اور اپنی نعمت کے کل دسترخوان حضور کے اختیار میں کر دیا ہے، جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

مسند امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابنِ ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"انا اولیٰ بالمؤمنين من انفسهم."
میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں۔

اس کی شرح میں علامہ عبد الرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرمایا:

"لانی خليفة الأكبر أمدّ لكل موجود."
اس لیے کہ میں اللہ عز و جل کا نائبِ اعظم ہوں۔ ہر موجود کی مدد کرتا ہوں۔

امام اجل عارف باللہ سہل بن عبد اللہ بخاری نے مواہب اللدنیہ میں پھر علامہ ملا علی قاری، علامہ شہاب الدین خفاجی نے شرح شفا میں پھر علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب میں نقل فرما کر اس کی شرح تصنیف فرما کر اسے برقرار رکھا جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرات کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ فرمایا:

"من لم يرى ولاية الرسول عليه في جميع احواله ولم يرى نفسه في ملكه ولا يذوق حلاوة سنته."
جو ہر حال میں نبی ﷺ کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور کی مِلک نہ جانے وہ نبی ﷺ کی سنت کی حلاوت سے آشنا نہ ہوگا۔

امام عبد الوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سید علی خوّاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"خيّره الله تعالىٰ أن يوجب ماشاء او لا يوجب."
اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو یہ اختیار دیا ہے کہ جو چاہیں واجب کر دیں اور جو چاہیں نہ کریں۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا:

"باب اختصاص النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بانه يخصّ من شاء بماشاء من الأحكام."
اس بات کا بیان کہ حضور اقدس ﷺ کو یہ منصب خاص حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس سے چاہیں مستثنیٰ فرما دیں۔

علامہ قسطلانی نے اس کی تائید میں احادیث سے ۵/ واقعہ تحریر فرمایا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے اس قسم کے ۲۲/ واقعات ذکر فرمائے۔

امام احمد خطیب قسطلانی، شارحِ بخاری مواہب اللدنیہ میں اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی نے اس کی شرح میں فرمایا:

الا بأبي من كان ملكًا و سيدا   و آدم بين الماء والطين واقف
اذا رام أمراً لا يكون خلافه   وليس لذاك الامر فى الكون صارف

سنو! میرے ماں باپ اس ذات پر قربان جو بادشاہ اور سردار تھے اس وقت بھی کہ ابھی آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا، جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرمادیں تو اس کے خلاف نہیں ہوگا اور دنیا میں کوئی اسے پھیرنے والا نہیں۔

آپ نے مرشدِ برحق حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مستطاب بہارِ شریعت حصہ اول کی جو عبارت ایک دیوبندی قاسمی کی طرف منسوب کرکے لکھی تھی، اس کے ہر ہر جز کی تائید احادیثِ کریمہ اور اقوالِ علما سے ہم نے نقل کردی۔ اب آپ تھوڑا سا دیوبندیوں کے گھر کے اندر کی بات بھی سن لیجیے۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے اپنے پیر جناب رشید احمد گنگوہی کے مرنے پر ایک مرثیہ لکھا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں۔

(۱)- حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں یارب   اٹھا وہ قبلۂ حاجاتِ روحانی و جسمانی
(۲)- خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے   ع
(۳) نہ رکا، نہ رکا پر نہ رکا   ان کا جو حکم تھا سیفِ قضاء مبرم
(۴) مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا   اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

واللہ تعالیٰ اعلم۔   ۲۳/ محرم ۱۲ھ

معتقدات علماء الديوبندية و حكم في ضوء الكتاب والسنة

مسئولہ: صدیق، کیرلا

مسئلہ- الى حضرة المحترم مولانا المفتى محمد شريف الحق الامجدي دامت بركاتهم القدسية العالية و حفظهم الله. ١٢ من الدارس في الجامعة الأشرفية، من كيرلا صديق.

هٰذه اسئلة وردت من الاساتذة بمد "كولم" فمن الحضرة العطرة الميمونة المشرفة نطلب الاجوبة المنيفة الشافية الكافية مع عبارات الديوبندية الشنيعة و بيان معاينها.

هداية – هذه حكاية الاسئلة الواردة من جانب الديوبنديين المتطرفين

المبتدعين خذ لهم الله ومتابعيهم علىٰ صورتها الفظيعة.

①- رأى النانوتوي في كتابه تحذير الناس بانه لو فرض في زمنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بل لو حدث – الخ- هٰذا الراى لعل النانوتوي قاله بالجواز العقلى أى يجوز جوازا عقليا والجواز العقلى يجوز أن يحمل علىٰ كل شيء لانه يجوز كون جبل الطور بالفعل جبل ذهب بل انسانا بالجواز العقلي والإيعارضه قوله في الاشباه اذا لم يعرف ان محمداً صلى الله تعالىٰ عليه وسلم آخر الأنبياء فليس بمسلم لأنه من الضروريات.

اجيبوا أدام الله ظلالكم و حفظكم الله من الآجل والعاجل.

②-راي رشيد احمد الگنگوهي في مسئلة وقوع الكذب هو بهتان افترى عليه المخالفون لأنه قال ومن أصدق من الله قيلا فكيف يقول به اجيبوا رحمكم الله.

③-انما نسب احمد رضا خان رحمه الله تعالىٰ موضوع انكار ختم النبوة الى قاسم النانوتوى بتغيير السطور والصفحات والتحريف وايضا راي الأنبيتوي في وسعة العلم لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ليس بثابت وصحيح لأنه قال في كتابه من قال فى حقه عليه الصلوٰة والسلام هٰذا الزعم فقد عابه.

اجيبوا شافيا حفظكم الله في الآجل والعاجل.

④-راي اشرفعلى تهانوى في علم الغيب لرسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حق لأنه إنما قال بأنه لا يعلم الرسول الغيب مريداً بذٰلك الغيب الحقيقى لا المجازي الذى اعلمه البارى تعالىٰ والأمر إذا كان هٰكذا فتغليطه امر صعب.

فأجيبوا طول الله في عمركم تعاقب الملوين قالوا ايضا ان امام اهل السنة حرّف وبدّل العبارات وصيّرها وفق دعواه ورد عليها برد شديد بالغ.

اخيراً – اساتيذي كلهم سنيون يقومون بالرد ضدهم فليسوا بقادرين على الاجابة علىٰ كل الاسئلة ولذا ارسلوا الا سئلة الواردة من تلقائهم.

فاكتبوا طول الله عمركم و حفظكم طول الدهر الا جوبة الشافية.

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لوليه والصلوٰة والسلام علىٰ نبيه و علىٰ آله و صحبه

الجواب

ایها الولد العزیز! ثبتنی و ایاك المولیٰ عز و جل علی الدین القویم و صراطه الحق المستقیم. السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته.

واعلم ان في تحذير الناس كفريات كثيرة ذكرت منها اثنى عشرة في كتابي "منصفانه جائزه" لكنه في الأردية و انتم لا تعرفون الاردية، فاردت ان اولف كتابا بالعربية انشاء الله اذكر فيه كفريات الديابنة و ضلالاتهم.

قوله "*اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں* الخ" قوله "*اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو۔*" أی لو فرض فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من لوحدث الخ. فرض هذا التجویز تجویزا عقدیا لا یخرجه من الکفر الصراح. فان کل تجویز عقلی یکون مخالفا لضروریات الدین یکون کفرا لا محالة کما لو قال احد لو کان الهٌ مع الله تعالیٰ أو آلهة فلا حرج فیه هٰذا کفرٌ وکفر صریح مقطوع لا شك فیه ولا مجال لأحد أن ینکر کونه کفرا. کذلك قوله لو فرض فی زمنه ﷺ او حدث بعده نبی لم یخلّ ذٰلك بخاتمیته ومع هذا یکون ﷺ خاتما معارض لقوله تعالیٰ "خاتم النبیین" و معارض للاجماع القطعی المتواتر من زمنه ﷺ الی الآن ان معنیٰ خاتم النبیین آخر الانبیاء لا غیر. قال القاضی عیاض قدس سرة فی الشفاء لانه أخبر ﷺ " أنه خاتم النبیین أجمعت الأمة علیٰ حمل هذا الکلام علیٰ ظاهره و ان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شك بکفر هٰؤلاء الطوائف کلها قطعا.

وقال حجة الاسلام الإمام الغزالي قدس سره في "الاقتصاد" أن الأمة فهمت من هذا اللفظ أنه أفهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول بعده ابداً. و أنه لیس فیه تاویل ولا تخصیص و من أوّله بتخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع تکفیره لانه مکذب بهذا النص الذی اجمعت الأمة علی أنه غیر مؤول ولا مخصوص.

فإذا اجمعت الامة علیٰ ان معنیٰ خاتم النبیین آخر النبیین فقط لا غیر. فمن ادعی فرض نبی بعده ﷺ او معه کذّب کونهٗ خاتم النبیین فیکون کافرا بلا شبهة .

ولذا قال العلامة عبد الغني النابلسی فی شرح الفوائد فساد مذهبهم غنی عن

البیان بمشاهدة الأعیان کیف وهو یؤودی الی تجویز نبی مع نبینا ﷺ أو بعده ، وذٰلك یستلزم تکذیب القرآن إذ قد نص انه خاتم النبیین و آخر المرسلین و فی السنة "أنا العاقب فلا نبی بعدی" وأجمعت الأمة علیٰ إبقاء هذا الکلام علیٰ ظاهره و هذه إحدی المسائل المشهورة التی کفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالیٰ.

وأما التجویز العقلی الذی لیس معارضا لنص قطعی او لضروری من ضروریات الدین او غیر مستلزم لمحال شرعی او عقلی فلا ضیر فیه. والله تعالیٰ اعلم.

❷- ان فتویٰ تکذیب الباری التی قال فیها "گنگوهی" "*وقوع کذب کے معنیٰ درست ہوگئے الخ*". هذه الفتویٰ فتواه قطعاً یقیناً بلا مریة والاجماع العملی منعقد علی قبول خط المفتی والناس یرسلون السوال بواسطة محکمة البرید ثم یرجع الجواب المفتی بخطه و خاتمه بواسطة البرید فکل الناس تیقنون أنه فتویٰ ذلك المفتی و یعملون بها حتیٰ أن أحدًا لو صدر منه الکفر و أرسلوا إلیٰ مفت فجاء الجواب بالبرید بخطه و خاتمه "أن قوله ذلك کفر و قائله کافر." فکل الناس یعملون به هذا ممّا لا مجال للشك فیه لأحد و هکذا فی کل بلاد الدنیا یعتمد علی خط المفتی بلا نکیر ، کذلك أرسلوا الیٰ گنگوهی سؤالا فجاء جوابه مکتوبا بخطه و خاتمه فکیف السبیل لإنکاره والحال ان مسلمی کل بلاد الدنیا یعملون و یعتبرون خط المفتی حجةً – وبعد ذلك ردّ العلماء علیٰ تلك الفتویٰ ردًّا شدیدا وأشاعوا رُدودهم مرة بعد مرة وکرة بعد کرة حتی علم گنگوهی فما أنکر بل سکت – ان لم تکن تلك الفتویٰ فتواه وقد وقف علیٰ ردها کان لازما علیه أن ینکرها ویشیع الانکار بعد علم الرد والطرد فسکوته و عدم انکاره دلیل علیٰ أن تلك الفتویٰ فتواه – أما کون بعض فتاواه المطبوعة معارضة له کما ذکرت فلیس دلیلا علیٰ عدم کون تلك الفتویٰ فتواه لان التعارض والتضاد فی فتاواه کثیر قد عددناها فی کتابنا "منصفانه جائزه" إلیٰ ثلثین تعارضا -- (والگنگوهی له جراءة بالغة علی التقول والافتراء والبهتان قد قال فی البراهین القاطعة ص: ٩١ *شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔* أی بروی الشیخ عبد الحق أنه ﷺ قال لا أعلم ما وراء الجدار. والحال أن سیدنا الشیخ عبد الحق المحدث الدهلوی قدس سره قد صرح فی

مدارج النبوة ، ج:۱، ص:۱، "وایں سخن اصلی ندارد وروایت بداں صحیح نہ شدہ۔" أی لا اصل له وما
صحت الرواية به" وقد افترىٰ علىٰ نبينا ﷺ انه قال "ادعونا بالاخ" وليس له اصل
ولا سند ولا ذكر – قد كذب على النبي ﷺ وتبوأ مقعدته فى النار ، ومع ذٰلك
كتب رسالة ونسبها الى تلميذه المسماة "تقديس القدير" كتب فيه "گفتگو جواز وقوع
میں ہے نہ جواز امکانی میں "ص۸۹. هذا اعتراف منه انه يعتقد أن سبحانه و تعالىٰ وقع
الكذب منه تعالى الله عَمَّا يَقُوْلُ الظّٰلمونَ عُلُواً كَبِيْرًا.

۳-هذه اغلوطة وسفسطة من الديابنة ومثلهم فى ذلك كمثل الغريق يتشبّث
بالحشيش. ان عبارة تحذير الناس كانت طويلة مبسوطة علىٰ صفحات فلخصه
المجدد الاعظم الامام احمد رضا قدس سره فى كتابه "المستند المعتمد" كما يلى
"والقاسمية المنسوبة إلى قاسم النانوتوى صاحب تحذير الناس و هو القائل فيه لو
فرض فى زمنه ﷺ بل لو حدث بعده صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نبى جديد لم يخل
ذٰلك بخاتميته وانما يتخيل العوام انه ﷺ خاتم النبيين بمعنىٰ آخر النبيين مع أنه لا فضل
فيه اصلا عند اهل الفهم الىٰ آخرما ذكر من الهذيانات، ص:۲۴۱.

الديوبندية يقولون أن فى المستند المعتمد خُلطت عبارة ص:۱۴، و عبارة ص:۲۸
وكان لها تين العبارتين "مسندان" فجعل لهما "مسندا واحدا" فذلك صارت هاتان
العبارتان كفرا – **اقول** هذه سفسطة لانه ان كان للشرط جزاءان ومعناهما واحد
فلا حرج فى مقام التلخيص ان يذكر لهما جزاءً و احداء مثلا قال فى القرآن العظيم
فى سورة الحج "فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ" و قال عز ذكره فى سورة
الملك، اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ .

ففى هاتين الآيتين شرطان ولكل منهما جزاء – للاول "فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ" وللآخر
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ " وهذان جزاءان مختلفان لفظاً ولكن متلازمان معنىً. فان
من يكون فى جنت النعيم يكون له مغفرة واجر كبير وبالعكس فان قال أحد
علىٰ طريق التلخيص وذكر حاصل الكلام:"قد وعد القرآن بمغفرة وأجر كبير
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ .وَلِلَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ . فهذا
صحيح وليس بتحريف بل هو تلخيص معنى الأيتين – كذالك قال النانوتوى فى

ص:۱۴، اگر حضور کے زمانے میں کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ أی لو
حدث فى زمنه ﷺ نبى لاستمر كونه ﷺ خاتما على حاله أو تكون خاتميته باقية علىٰ
حاله – وقال فى ص:۲۸: اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ
آئے گا – "أی لو فرض حدوث نبى بعد زمنه ﷺ فلم يخلّ بخاتميته ﷺ" فى هذا
الكلام قوله "لم يخل بخاتميته" جزاء – تفكروا ليس بين هذين الجزاءين منافاة بل
احدهما مستلزم للأخر – انظروا و تفكروا "تكون خاتميته باقية علىٰ حاله."جزاء العبارة
الاولىٰ "لم يخل بخاتميته" و عدم خلل فى خاتميته مستلزم لبقاء كونه خاتما علىٰ حاله فهما
متلازمان ففى مقام التلخيص ذكر احدهما فقط وعدم ذكر الآخر ليس بتغيير ولا
تحريف. و فرار الديابنة بهذه الحيلة لا يفيدهم شيئا- ثم انظروا لقد لخص النانوتوى هاتين
العبارتين فى حاشية تحذير الناس مثل مالخص اعلىٰ الحضرة مولٰينا الشاه الإمام احمد رضا
قدس سره. تحذیر الناس ص:۱۴، کے حاشیہ پر ہے "یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے
بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا. هذا عين ماقال فى
المستند المعتمد فى تلك الحاشية لخص النانوتوى نفسه عبارة ص:۱۴، و عبارة ص:۲۸
وذكر لهما جزاء واحداً تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ فاذا صرح النانوتوى
نفسه كما ذكر الإمام أحمد رضا فى المستند المعتمد فكيف يجوز لأحد أن يجترئ
ويقول أن الإمام أحمد رضا قد غيّر عبارة تحذير الناس.

أما تقديم عبارة ، ص:۱۴ و عبارة ص:۲۸، علىٰ عبارة ص:۳ فهذا ايضا لايخل
بالمراد فان عبارة ص:۱۴، كفر مستقل و عبارة ص:۲۸ كفر مستقل و عبارة ص:۳
كفر مستقل بل مشتمل علىٰ كفريات كثيرة كما فصلته فى كتابى "منصفانه
جائزه" – فإن صدر عن أحد كفريات كثيرة وذكر أحد قوله علىٰ خلاف ترتيب
مسطوره أى حرج فيه وهذا كيف يبدل الكفر ايمانا مثلاً قال زيدٌ "الله ليس
بموجود" والقرآن ليس بكتاب الله" و رسول الله ﷺ ليس بنبى، وسمعها عمرو
فذكر عمرو عند احد أن زيدا يقول : محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ليس برسول
"والله ليس بموجود" والقرآن ليس بكتاب الله، فهل خرج كلامه بعكس الترتيب
من كونه كفرا. – فكذٰلك هذه العبارات الثلاثة كفريات مستقلة فبعكس

ترتیب ذكره لا يتبدل ذٰلك الكفر ايماناً.

أما قول الديوبندى أن قول الأنبيتوى : أن الشيطان أوسع علما من النبى ﷺ ليس بثابت، فمثله كمثل من قال السّماء ليست بموجودة فانه قد صرح فى كتابه "البراهين القاطعة، ص:٥١" **شیطان وملک الموت کو یہ علم کی وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے** – أى سعة علم الشيطان وملك الموت ثابت بالنص وليس لسعة علم النبى ﷺ نصِ قطعى حتىٰ يرد به كل النصوص و يثبت الشرك – انظروا كيف صرّح أن سعة علم الشيطان ثابت بالنص وليس لسعة علم النبى ﷺ نص قطعى – هذا انكار صريح لسعة علم النبى ﷺ و اثباتٌ لسعة علم الشيطان فلزم منه أن الشيطان أوسع علما منه ﷺ بل فى هذه العبارة شناعة اقبح علم بها أن الانبيتهى آمن بسعة علم الشيطان و اعتقدأن إثبات سعة العلم للنبى ﷺ شرك – و انتم تعلمون أن الشرك لا تفريق فيه بأن يكون ثابتاً لأحد وغير ثابت لآخر و أن يكون إثباته لأحد حقاً ولغيره شركا وكفرا، مثلاً اثبات الألوهية لغير الله شرك فاثباتها للشيطان شرك وكذا إثباتها للنبي شرك لا يمكن أن يكون اثباتها للشيطان ايمانا و للنبى شركا فاذا اعتقد الانبيتهى أن إثبات سعة العلم للنبى ﷺ شرك فيكون اثباتها للشيطان ايضاً شركا و لكنه يقول ثبوتها للشيطان بالنص وثبوتها للنبى ﷺ شرك فلزم أن الأنبيتهى يعتقد ان الشيطان شريك الله تعالىٰ – فبعد ذٰلك التصريح لا يفيد انكاره كما أن زيد اقتل عمرا ثم انكر عند الحاكم فبهذا الانكار لا يبرأ عن القتل بعد ثبوته فكذٰلك ههنا لما صرّح فى البراهين القاطعة لا يفيد انكاره شيئًا ولا يَبَرّؤه – فإن المجرمين يرتكبون الجرائم ثم ينكرونها والله تعالىٰ اعلم.

****

اعلیٰ حضرت کے اسم گرامی میں لفظ ''رضا'' کی تحقیق

مسئولہ: قاری امانت رسول، پیلی بھیت، ۱۳؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا اسم گرامی راء کے فتحہ کے ساتھ ''رَضا'' ہے یا راء کے کسرہ کے ساتھ ''رِضا'' ہے حضور والا چوں کہ ماہر رضویات ہیں اس لیے آپ کی خدمت میں رجوع کر رہا ہوں، امید ہے کہ حضور والا اس کی تحقیق فرمادیں گے۔

الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور حضور مفتی اعظم ہند اور حجۃ الاسلام کے اسمائے گرامی میں رَضا بالفتح ہے۔ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے اکابر سے بالفتح ہی سنا۔ ان اسمائے مبارکہ میں فارسی ترکیب ہے، اور فارسی میں رَضا بالفتح مستعمل ہے۔ فارسی کی مشہور لغت غیاث اللغات میں ہے:

رضا بکسر: خوشنودی، بفتح خوشنود شدن۔ در منتخب بہمہ معنی بفتح نوشتہ و صاحب کشف و صراح و مزیل الاغلاط و ابن حاج بمعنی اول بکسر نوشتہ اند۔

مجھے صرف یہ بتانا ہے کہ فارسی میں اس کا تلفظ ''ر'' کے کسرہ و فتحہ کے ساتھ ہے۔ اور یہی حال اردو کا بھی ہے۔ جیساکہ فیروز اللغات وغیرہ میں ہے۔ جب فارسی میں اس کا تلفظ بالفتح و بالکسر دونوں ہے تو اس کو از روے لغت دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن یہ اسمائے مبارکہ اعلام ہیں، اور اعلام میں تغیر جائز نہیں۔ نام رکھنے والوں نے جس طرح نام رکھا ہے، اسی طرح رہے۔ اور جب یہ ثابت ہے کہ ان بزرگوں کے اسمائے مبارکہ راء کے فتح کے ساتھ ہیں تو اس کو کسرہ کے ساتھ پڑھنا درست نہیں۔

کچھ لوگوں کو اشتباہ اس وجہ سے ہے کہ رضا، عربی لفظ ہے، اور عربی کے تمام لغات میں بکسر راء ہے لیکن شاید انھیں یہ معلوم نہیں کہ عربی سے فارسی میں منقولہ الفاظ میں بہت سے تغیرات ہوے، اور ان تغیرات کو اہل لسان نے برقرار رکھا، اور وہی فصیح مانا گیا اور ''الغلط العام فصیح'' کا بھی یہی مقتضا ہے۔ بلکہ اگر صاحب منتخب کا بیان صحیح ہے تو عربی میں بھی فتحہ راء کے ساتھ آیا ہے۔ تو اب کوئی اشکال ہی نہیں۔ بہر حال اس خادم کو بھی یہی معلوم ہے کہ یہ اسمائے مبارکہ راء کے فتح کے ساتھ ہیں۔ المعجم الوسیط میں بکسر راء ہی ہے۔

مصری طریقہ یہ ہے کہ مشدد حرف پر تشدید کے نشان پر اگر اوپر حرکت ہے تو فتحہ ہے اور تشدید کے نیچے ہے تو کسرہ۔ اس خادم کا طریقہ ہے کہ اس سلسلے میں تشدد نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کو ٹوکتا ہے

۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت کی تاریخ ولادت۔ کیا اعلیٰ حضرت اور اشرف علی تھانوی ایک ہی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے؟ جھینگا کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق۔ اعلیٰ حضرت نے پہلا فتویٰ کب لکھا؟

مسئولہ: محمد زبیر احمد عاصی، مدرسہ عربیہ جامع مسجد، جگدیش پور، ضلع بھوج پور، بہار-۱۵؍ ذی قعدہ ۱۴۱۹ھ

مسئلہ-❶-کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسائلِ ذیل کے اندر۔ اعلیٰ حضرت کی پیدائش کب اور کس ہجری میں ہوئی اور اعلیٰ حضرت کتنی کتابوں کے مصنف ہیں اور یہ بھی بات بتائی جائے کہ کتنی نعت مصطفی لکھے ہیں اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اعلیٰ حضرت اور اشرف علی تھانوی دونوں ایک ہی ساتھ ایک ہی مدرسہ میں تعلیم بھی پائے ہیں۔ کیا یہ بات سچ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو پھر کس مدرسہ میں، دونوں تعلیم پائے ہیں، مدرسہ کا نام بتایا جائے؟

❷-اعلیٰ حضرت کی تحقیق سے جھینگا کھانا کیسا ہے؟

❸-اعلیٰ حضرت نے پہلا فتویٰ دیے تھے اس وقت میں حضرت کی عمر کیا تھی اور کس مسئلہ پر فتویٰ دیے تھے؟

الجواب

❶-مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ۱۰؍ شوال ۱۲۷۲ھ میں بریلی شریف میں پیدا ہوئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف کتابیں قریب قریب ایک ہزار ہیں، جن میں فتاویٰ رضویہ کی بارہ جلدیں ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور اشرف علی تھانوی ایک ہی مدرسہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کسی مدرسہ میں تعلیم حاصل نہیں کی ہے، گھر ہی پر رہ کر پوری تعلیم حاصل کی ہے اور اعلیٰ تعلیم صرف اپنے والد ماجد سند المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی۔ اور اشرف علی تھانوی نے ابتدائی تعلیم تھانہ بھون میں حاصل کی ہے اور تکمیل دیوبند کے مدرسہ میں کی ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے پہلا فتویٰ ۱۴ شعبان ۱۳۸۶ھ میں لکھا۔ اس وقت اشرف علی تھانوی اپنے گاؤں تھانہ بھون میں ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ مولوی اشرف علی کی فراغت مدرسہ دیوبند سے ۱۳۰۰ھ میں ہوئی جب کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علم و فن و فضل کا ڈنکا چہار عالم میں بج رہا تھا۔ یہ وہابیوں کی خباثت ہے کہ وہ نرا جھوٹ بولتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-جھینگا کھانا مکروہِ تنزیہی ہے، جس کی قدرے تفصیل احکامِ شریعت حصہ اول کے پہلے ہی صفحہ پر

مذکور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳)- پہلا فتویٰ ۱۳ سال ۱۰ مہینے ۵ دن کی عمر میں لکھا تھا اور یہ مسئلہ رضاعت کا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ اگر مدتِ رضاعت میں کسی بچے کی ناک میں کسی عورت کا دودھ ٹپکایا جائے اور پیٹ میں چلا جائے تو حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ثابت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم تھے یا نہیں؟ آپ کو مجدد کا خطاب کس نے دیا؟

مسئولہ: سنی مسلم کمیٹی، دلاور لائٹ ڈیکوریشن، حیدن، ضلع راجکوٹ - ۲۹ر شوال ۱۳۸۹ھ

مسئلہ- زید کہتا ہے کہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودھویں صدی کے مجدد اعظم نہیں تھے۔ اس مسئلہ میں بکر کہتا ہے، وہ مجدد اعظم تھے، کس کا قول صحیح ہے تحریر فرمائیں؟

الجواب

مجدد کی عظمت اس کے کارناموں سے ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی نے یقیناً بہت اہم کارنامے انجام دیے ہیں، اس کی بنا پر وہ یقیناً اس کے مستحق ہیں کہ ان کو مجدد کہا جائے۔ مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے عظیم بے مثالی کارناموں کے مقابلے میں مجدد الف ثانی کے کارنامے ایسے نہیں کہ انھیں مجدد اعظم کہا جائے۔ اعلیٰ حضرت نے اصلاح عقائد و اعمال پر ایک ہزار کے قریب کتابیں تصنیف فرمائیں اور کئی لاکھ فتاویٰ کے جواب لکھے۔ اعلیٰ حضرت کے ارشاد و تبلیغ کا اثر پورے ہندوستان ہی نہیں حرمین طیبین اور یورپ تک پہنچا اور پوری دنیا کے علماے اہل سنت نے ان کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کیا۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور الدولۃ المکیہ کی تقریظات ملاحظہ کریں۔ حتیٰ کہ مجدد کا خطاب مکہ معظمہ کے جلیل القدر عالم غالباً شیخ محمد اسماعیل نے دیا۔ اعلیٰ حضرت کے دور میں ایک نہیں دسیوں اسلام کے خلاف فرقے پیدا ہوئے۔ ان سب کا دنداں شکن جواب اعلیٰ حضرت نے دیا۔ مثلاً وہابی، غیر مقلد، دیوبندی، نیچری، ندوی، چکڑالوی، گاندھوی، قادیانی، خارجی، رافضی، صلح کلی۔ یہ بات شیخ احمد مجدد الف ثانی میں کہاں۔ ان کی تصانیف معدودے چند چھوٹے چھوٹے رسائل اور مکتوبات ہیں۔ ان کی جدوجہد اکبری فتنے اور روافض تک محدود تھی۔ انھوں نے جو بھی کام کیا اپنے حلقۂ مریدی اور عقیدت مندوں میں کیا، پوری دنیا تو بہت دور ہے ان کے عہد میں ہندوستان میں بھی اس کا کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا۔ عالم سکر و صحو میں انھوں نے ایسی باتیں کہہ دیں جن کی بنا پر اس عہد کے علمانے ان کا رد کیا، خدمات اور اثر کی وسعت اور عوام و خواص کی قبولیت کو جو بھی سامنے رکھے گا اور وہ متعصب نہ ہوگا تو اسے ماننا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ بلا شبہہ مجدد اعظم ہیں۔

اس معاملے میں آپ مجددی حضرات سے بحث و مباحثہ نہ کریں۔ کسی کے ساتھ عقیدت کا معاملہ بہت خطرناک ہوتا ہے۔ وہ نہیں مانتے نہ مانیں، اہل سنت میں افتراق و انتشار نہیں ہونا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غیر مسلم کی کتنی قسمیں ہیں؟ عقود فاسدہ کے ذریعہ غیر مسلموں کا مال لینا جائز ہے؟ ہندوستان کے کسی بھی باشندے سے تعرض کرنا جائز نہیں۔ اعلیٰ حضرت کے مجدد ہونے کا ثبوت؟ کیا پوری دنیا کے لیے ایک مجدد ہوتا ہے، یا متعدد مجدد ہو سکتے ہیں؟ مجدد کے شرائط۔ اعلیٰ حضرت کی مختصر سوانح۔ علماے مکہ مکرمہ نے اعلیٰ حضرت کو مجدد کہا۔

مسئولہ: اشرف جیلانی معرفت یونائیٹیڈ اسٹون کمپنی ۴۲/اے فرید اسٹیٹ، آکرلی روڈ کاندیولی، ممبئی-۴۰۰۱۰۱

مسئلہ- (۱) بہار شریعت حصہ یازدہم ص:۱۴۳، کیا ہندوستان میں کافر حربی ہیں۔ اگر کافر حربی ہیں تو کن وجوہات پر اور ان کی علامات اور ثبوت مکمل لکھیں، جب کہ ہندوستان جمہوری ملک ہے اور کافر حربی اور بینک سے جو سود لیا جائے گا وہ نفع ہوگا یا سود ہوگا۔ خلاصہ لکھیں اور کافر ہونے کی دلیل کہ کسے ہم کافر کہہ سکتے ہیں، جمہوریت کی روشنی میں جواب دیں۔

(۲)- حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کو مجدد ماننے سے زید انکار کرتا ہے۔ شریعت کی رو سے اعلیٰ حضرت کے مجدد ہونے کا ثبوت پیش کریں اور مجدد ہونے کی علامات اختیارات اور نشانیاں ظاہر کریں اور کیا سو سال میں ایک مجدد ہوتا ہے، اور کیا پورے دنیا کے لیے ایک ہی مجدد ہوتا ہے، یا بیک وقت ایک سے زائد ہوتے ہیں، مفصل لکھیں؟

(۳)- مصنف بہار شریعت پر اعتراض کرتے ہوئے زید نے گمراہ کہا مصنف کو مندرجہ ذیل مسئلے کی بنا پر (مسئلہ بہار شریعت، حصہ یازدہم، ص:۱۴۴، اس طریقہ سے مسلمان کا روپیہ حاصل کرنا شرع کے خلاف اور حرام ہے اور کافر سے حاصل کرنا جائز ہے۔ (ردالمحتار) زید کو اعتراض اس جگہ سے ہے کہ یہ صرف مصنف کا قیاس ہے۔ ہندوستان اگرچہ دار الاسلام ہے (تقسیم ہند ۱۹۴۷ء سے پہلے) اس کو دار الحرب کہنا صحیح نہیں، مگر یہاں کے کفار یقیناً ذمی ہیں نہ مستامن کیوں کہ ذمی یا مستامن کے لیے بادشاہِ اسلام کا ذمہ کرنا اور امن دینا ضروری ہے۔ لہٰذا ان کفار کے اموال عقود فاسدہ کے ذریعہ لیے جا سکتے ہیں، جب کہ بدعہدی نہ ہو۔

براہِ کرم آپ کی خدمتِ عالیہ میں معروض ہوں کہ جتنے بھی سوالات ناچیز نے لکھے ہیں ان کے جوابات حدیث وفقہ کی عبارتوں کے ساتھ مع ترجمہ جلد از جلد لکھیں۔

الجواب

❶- بہارِ شریعت کے دونوں حصوں پر اگر کوئی ذی علم سمجھ دار غور کرتا بشرط کہ وہ آئی کانگریس کا زر خرید غلام نہ ہو یا وہابیت کا مارا گستاخ، بے ادب نہ ہو تو اس پر مسئلہ از خود واضح ہو جاتا۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے:

(۱) ہندوستان میں اسلامی تو بہت دور ہے مسلمانوں کی بھی حکومت نہیں۔ معترض کو خود اعتراف ہے کہ سیکولر اسٹیٹ ہے، یعنی لا مذہبی جس میں کسی مذہب کا بھی قانون لاگو نہیں۔ اسلامی قانون نافذ ہونا تو بڑی دور کی بات ہے۔

(۲) معترض کو خود اعتراف ہے کہ جمہوری حکومت ہے یعنی قانون سے لے کر کلیدی عہدہ داروں تک کا انتخاب کثرت رائے سے ہوتا ہے اور اکثریت غیر مسلموں کی ہے، اس لیے جمہوری ہوتے ہوئے بھی حکومت حقیقت میں غیر مسلموں کی ہوئی۔

(۳) سیکولر یا جمہوری حکومت جو کچھ بھی ہے وہ صرف کاغذی حد تک ہے، رہ گیا عمل در آمد کے اعتبار سے تو حکومت خالص ہندو ہے، جس کی دلیل ہزاروں فسادات اور ان میں مسلمانوں کا جانی مالی نقصان اور ان تمام فسادات میں تمام ہندو ہی نہیں بلکہ حکومت کی پولیس، پی اے سی، مجسٹریٹ صاحبان کا مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم ہزاروں مساجد پر قبضہ، ہزاروں قبرستانوں پر تعمیرات اور آخر حکومت ہی کے بہت چہیتے یوپی کے وزیر اعلیٰ کی شہ پر ایک جج کا یہ فیصلہ کہ بابری مسجد مندر ہے اور پھر اسے پولیس اور پی اے سی کی سرکردگی میں پوجا کے لیے کھول دینا اور مسلمانوں کا سارا احتجاج بے کار ہو جانا، بلکہ احتجاج کرنے والے نہتے مسلمانوں کا قتل عام کرنا اس کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کا حکومت میں ذرہ برابر بھی کوئی حق نہیں ہے۔ اعتبار عمل در آمد کا ہے کاغذ کا نہیں۔ کاغذ حاکم نہیں، حاکم حکومت کے عملہ ہیں۔ رہ گیا نام کے لیے اپنے چند وفاداروں کو وزارت کا عہدہ دینا یا ایک آدھ کو ملازمت دینا، ایسا ہی ہے جیسا کہ بہت سے راجگان کے وزرا اور حکام مسلمان ہوئے ہیں۔

(۴) فقہی احکام کے اعتبار سے کفار کی تین قسمیں ہیں، حربی، مستامن، ذمی۔ ذمی وہ غیر مسلم ہے جو حاکم اسلام سے عقدِ ذمہ کر کے دار الاسلام میں مستقل سکونت پذیر ہو۔ مستامن وہ غیر مسلم ہے جو دار الحرب کا باشندہ ہے مگر محدود مدت کے لیے امان لے کر دار الاسلام میں آیا ہو۔ حربی وہ غیر مسلم ہے جو نہ ذمی ہو نہ مستامن۔ اب جب کہ یہاں ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت نہیں، نہ قانونِ شرع نافذ تو یہاں کے غیر مسلم

نہ ذمی ہوئے نہ مستامن، ضرور حربی ہوئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم خود اس ملک میں اس عہد کے ساتھ رہتے ہیں کہ یہاں کے کسی بھی باشندے کی جان مال کے ساتھ تعرض نہیں کریں گے، اس لیے ہمیں شرعاً بھی یہ جائز نہیں کہ یہاں کے غیر مسلموں کا ایک حبّہ بھی ان کی مرضی کے بغیر حاصل کریں۔ لیکن اگر وہ خوشی سے کوئی مال دیں تو اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) حدیث میں ہے:

"لا ربوا بين أهل الحرب أظنه قال و أهل الإسلام."[۱] — اہل حرب اور مسلمان کے مابین سود نہیں۔

یعنی ایسا معاملہ جو مسلمان مسلمان کے مابین سود ہوتا ہے، حربی غیر مسلم اور مسلمان کے درمیان سود نہیں۔ اس کا حاصل یہی کہ چوں کہ غیر مسلم اپنا مال بخوشی دے رہا ہے تو مسلمان کو لینا درست۔ اگر چہ ذریعہ ایک ایسا عقد ہے کہ یہ عقد مسلمان، مسلمان کے درمیان حرام وفاسد ہے، اسی سے یہ سمجھ میں آیا کہ دوسرے عقودِ فاسدہ کے ذریعہ بھی ان کا مال لینا درست کہ سود جیسی حرام قطعی چیز بحکم حدیث حربی غیر مسلم کے ساتھ کرنے میں سود نہ رہا تو دوسرے عقود فاسدہ جو بہر حال اس سے کم تر درجے کے ہیں، حرام وناجائز نہ ہوں گے۔ امید ہے کہ اتنے ہی سے کم از کم آپ کو پورا اطمینان ہو گیا ہوگا۔ رہ گیا معترض، تو اگر وہ بد مذہب ہے تو اسے منوانا اور نہ منوانا برابر ہے۔ ان کا مذہب اور، ہمارا مذہب اور۔ اس سے کہہ دیجیے، "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔"[۲] اور اگر ضدی ہٹ دھرم ہے، تو آپ بھی جانتے ہیں کہ ضد کا کوئی علاج نہیں۔

فائدہ: پیراگراف (۴) کی مزید توضیح کے لیے اس بات کو ذہن نشین کر لیں، سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیر کے استاذ عارف باللہ ملا احمد جیون قدس سرہ اپنے عہد کے غیر مسلموں کے بارے میں آیۂ کریمہ: "حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ۔"[۳] کے تحت فرماتے ہیں:

"إنْ هُمْ إلّا الحربيونَ وما يعقلها إلا العالمون."[۴] — یہ سب حربی ہیں، اسے صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ اس کے باوجود کہ اس عہد میں سلطان محی الدین اورنگ زیب کی حکومت قائم تھی، مگر یہاں کے غیر مسلموں سے بطریق شرعی جزیہ نہیں لیا جاتا تھا، اس لیے اس عہد کے غیر مسلم ذمی نہ ہو سکے حربی

(۱) الدراية لتخريج أحاديث الهداية، ج:۳، ص:۷۰، باب الربوٰ
(۲) قرآن مجید، پ:۱۰، سورة التوبة: ۹، آیت:۲۹
(۳) قرآن مجید، سورة الكفرون، آیت:۶
(۴) تفسیرات احمدیہ، ص:۳۰۰

ہی رہے اور یہ مضمون خون قرآن مجید کی آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کیوں کہ فرمایا گیا، یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اس حالت میں کہ وہ ذلیل ہوں۔ معترض کا اگر قرآن مجید پر ایمان ہے تو اسے ماننا پڑے گا کہ یہاں کے غیر مسلم ذمی نہیں۔ اگر معترض کی انا باقی رکھنے کے لیے یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ راجیو گاندھی کا ہندوستان کی حکومت میں ساجھے دار ہے تو یہ بتائے کہ یہاں کے غیر مسلم اس کی بارگاہ میں جزیہ پیش کرتے ہیں یقیناً اس کا جواب نفی میں ہوگا۔ پھر اسے بحکم قرآن ماننا پڑے گا کہ یہاں کے غیر مسلم ذمی نہیں اور مستامن نہیں سب یہاں کے باشندے ہیں تولا محالہ حربی ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) یہ بات اجلیٰ بدیہات سے ہے کہ انسان کی دو قسمیں ہیں، مومن یا کافر جو مومن نہیں وہ کافر اور ہندوستان کے غیر مسلم کو جب آپ بھی اور معترض بھی غیر مسلم کہ، رہا ہے تو وہ کافر ہوئے یا معترض بہت ترقی پسند ہے انھیں بھی مسلمان کہے اور اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۷) اس معترض نے حضرت صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گمراہ کہا، یہی دلیل ہے کہ یہ بدمذہب ہے، ورنہ کوئی سنی مسلمان اس کی جرأت نہیں کر سکتا، اگر کسی عالم سے کسی مسئلہ میں غلطی ہو بھی جائے اور وہ مسئلہ ضروریاتِ دین یا ضروریاتِ اہلِ سنت سے نہ ہوں تو اس عالم کو گمراہ کہنا خود گمراہی ہے۔ حالاں کہ اس مسئلہ میں حضرت صدر الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے، بلکہ انھوں نے وہی ارشاد فرمایا جو قرآن و حدیث اور کتبِ فقہ کے مطابق ہے۔ معترض جب بدمذہب ہے تو اس سے اس کی کوئی شکایت نہیں کہ اس نے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کو گمراہ کہا۔ مگر اس سے کہیے کہ اپنے گھر کی خبر لے۔ بدمذہبوں کے پیشوائے اعظم ان کے مربی خلائق صدیق، فاروق، عثمان، علی، ابو حنیفہ وغیرہ وغیرہ گنگوہی صاحب نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ منی آرڈر بھیجنے میں جو فیس دی جاتی ہے وہ سود ہے۔ ان کے بارے میں معترض کیا کہتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ بلا شبہہ چودھویں صدی کے مجدد تھے۔ اعلیٰ حضرت کے عہد مبارک میں بھی اور اس کے بعد بھی إلی یومنا ھذا تمام علماے اہل سنت نے انھیں مجدد مانا، مجدد لکھا، حتی کہ علماے حرمین طیبین نے بھی۔

کسی کے مجدد ہونے پر اب کوئی دلیل منصوص نہیں ہو سکتی، وحی کا سلسلہ منقطع ہے۔ اب یہی دلیل ہے کہ اس عہد کے علما، عوام، خواص جسے مجدد کہیں وہ مجدد ہے۔ اس کے علاوہ علما نے مجدد کے لیے جو چیزیں بطور لوازم کے ذکر کی ہیں وہ سب اعلیٰ حضرت میں مجتمع ہیں۔ سردست حضرت ملا علی قاری کا ارشاد مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے نقل کرتے ہیں حدیث:

"إن الله عزوجل يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها" (۱)

بے شک اللہ تعالیٰ ہر سو سال پر ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا جو اس امت کے لیے اس کے دین کو تروتازہ کرے۔

کے تحت لکھتے ہیں:

أي يبين السنة من البدعة و يكثر العلم و يعز أهله و يقمع البدعة ويكسر اهلها." (۲)

یعنی سنت کو بدعت سے علاحدہ کرے اور علم دین کو پھیلائے اور علماے دین کو عزت دے اور بدعت کو اکھاڑے اور بدعتیوں کا زور توڑے۔

چند سطر بعد جامع الاصول سے نقل فرمایا:

"لكن المبعوث بشرط أن يكون مشاراً إليه في كل فن من هذه الفنون نقله السيد. و شيخ مشائخنا السيوطي هو الذي أحيا علم التفسير الماثور في الدر المنثور. و جمع جميع الأحاديث المتفرقة في جامعه الشهور. وما ترك فنا إلا وله فيه متن أو شرح مسطور بل وله زيادات ومخترعات، يستحق أن يكون هو المجدد في القرن المذكور كما ادعاه وهو في دعواه مقبول ومشكور هذا: والأظهر عندي والله أعلم أن المراد بمن يجدد ليس شخصا واحداً بل المراد به جماعة يجدد كل واحد في بلد في فن أو فنون من العلوم الشرعية ما تيسر له من الأمور

لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ہستی سارے فن میں مشار الیہ ہو۔ اور ہمارے مشائخ کے شیخ (خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی) وہ ہیں جنھوں نے "در منثور" میں تفسیر ماثور کے علم کو زندہ کیا، اور تمام متفرق احادیث کو اپنے مشہور جامع میں اکٹھا کیا اور کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں ان کا کوئی متن یا شرح نہ ہو، بلکہ ان کے لیے بہت سے زیادات ہیں اور بہت سی نئی نکتہ آفرینیاں ہیں۔ یہ اس کے مستحق ہیں کہ قرن مذکور کے مجدد ہوں، جیسا کہ انھوں نے دعویٰ کیا ہے اور وہ اپنے دعویٰ میں مقبول و مشکور ہیں۔ میرے نزدیک زیادہ ظاہر ہے کہ مجدد ایک ہی شخص کا ہونا ضروری نہیں "من یجدد" سے شخص واحد مراد نہیں بلکہ مراد جماعت ہے جس کا ہر فرد کسی شہر میں کسی فن کو یا علومِ شرعیہ کے مختلف فنون کو تازہ کرے، تقریر سے یا تحریر سے جو اسے میسر ہو اور یہ اس فن کی بقا اور

(۱) مشکاۃ المصابیح، ص:۳۶، کتاب العلم، مجلس برکات اشرفیہ.
(۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۳۰۲

التقریریة أو التحریریة ویکون سبباً لبقائه و عدم اندراسه و انقضائِهِ إلی أن یاتي أمر الله"(۱) نہ مٹنے کا سبب ہو، یہاں تک کہ قیامت آئے۔

(۱) مجدد وہ ہوگا جو ایک صدی کے آخر کے اور دوسری صدی کے ابتدائی حصہ میں موجود ہو۔

(۲) وہ مشار الیہ ہو یعنی اپنے علم و فضل، ورع و تقویٰ، استقامت فی الدین، تحریر یا تقریر یا دونوں میں ایسا یکتا ہو کہ وہ مرجع عوام و خواص ہو، عوام و خواص سب اپنی دینی ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں اور سب اس کی باتوں کو تسلیم کرتے ہوں۔

(۳) دینی علوم و فنون اور جو علوم و فنون دینی علوم و فنون کے لیے ذریعہ ہیں سب کا جامع، ماہر اور سب کی تنقید و تصویب کا ملکۂ تامہ رکھتا ہو۔

(۴) سنت کی حمایت و نصرت اور بدعت کا استیصال اور اس کی بیخ کنی میں مصروف ہو۔

(۵) حفاظت دین کی ہر ممکن تدبیر اختیار کرے۔ اسلام دشمن افکار اور تحریکات کے خلاف مصروف رہے۔ جو کچھ ملا علی قاری نے لکھا ہے، یہ خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین السیوطی نے مرقاۃ السعود میں اور شیخ الاسلام بدر الدین ابدال نے رسالۂ "مرضیہ" میں بھی لکھا ہے۔ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی اپنے مجموعۂ فتاویٰ جلد دوم ص:۱۵۱-۱۵۲ میں لکھتے ہیں: "اس "مائۃ" سے مراد باتفاق محدثین آخری صدی ہے۔"(۲)

مجدد کی شرائط و علامات یہ ہیں:

(الف)-علومِ ظاہرہ اور باطنہ کا عالم ہو۔

(ب)-اس کے درس و تدریس، تالیف و تصنیف سے نفع شائع ذائع ہو۔

(ج)-احیاے سنت اور اماتت بدعت میں سرگرم ہو۔

(د)- ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے آغاز میں اس کے علم کی شہرت اور اس سے انتفاع معروف و مشہور ہو۔

پس اگر آخر صدی نہیں پائی ہے یا اس سے اس زمانے میں انتفاع شریعت حاصل نہ ہوا ہو تو وہ مجددین کی صف سے خارج سمجھا جائے گا اور اس حدیث کا مورد و مصداق نہ ہوگا۔ اور اس کا شمار مجددین میں نہ ہوگا۔

اب آئیے مذکورہ بالا معیار پر اعلیٰ حضرت کو جانچیے۔

---

(۱) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۳۰۲، ملخصًا، المکتبة الاشرفیه

(۲) مجموعہ فتاویٰ عبد الحئی، ج:۲، ص:۱۵۱ تا ۱۵۲.

(۱) آپ کی ولادت دوشنبہ ۱۰/ شوال ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اور جمعہ ۲۵/ صفر ۱۳۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اس طرح تیرہویں صدی میں ۲۸/ سال دو مہینہ ۲۰/ دن چودھویں صدی میں ۳۹/ سال ایک مہینہ ۲۵/ دن آپ نے اپنی زندگی کے لمحات گزارے۔ اس طرح تیرہویں صدی کا آخری اور چودھویں صدی کا اول زمانہ پایا۔

(۲) آٹھ سال کی عمر میں آپ نے وراثت کا ایک صحیح مسئلہ تحریر فرمایا۔ دس سال کی عمر میں ہدایۃ النحو کی عربی شرح لکھی۔ شعبان ۱۲۸۶ھ میں اس وقت کے دینی نصاب میں مروجہ تمام علوم درسیہ سے فراغت کے بعد تیرہ سال دس مہینہ چار دن کی عمر میں والد ماجد نے منصب افتا عطا فرمایا۔ انھیں ایام میں آپ کے پاس رام پور سے ایک ایسا فتویٰ پہنچا جس پر علماے رامپور کے دستخط تھے۔

اعلیٰ حضرت نے اس سے اختلاف کیا اور مدلل اپنا جواب لکھا۔ اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کو دیکھ کر علماے رام پور ششدر رہ گئے اور انھوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کیا۔

تیرہویں صدی کے اختتام تک "السعي المشکور ضوء النهایة، اعتقاد الاحباب" عقائد و کلام میں، انفس الفکر ردِّ ہنود میں۔ مطلع القمرین ضخیم رسالہ رد روافض میں: اقامۃ القیامۃ، رد وہابیہ میں۔ انتہائی اہم اور محققانہ رسائل تصنیف فرمائے اور صرف تیرہ سال چار مہینہ سولہ دن میں ہزاروں سوالات کے جواب لکھے۔ ۱۲۹۵ھ میں جب کہ آپ کی عمر پاک کا تیئسواں سال تھا حج و زیارت کا شرف حاصل ہوا، تو وہاں شیخ حسین بن صالح کے ایما پر ان کے رسالہ الجوهرة المضیئه کی عربی شرح النیرۃ الوضیۃ صرف دو دن میں لکھی۔ جسے پڑھ کر علماے حجاز حیرت زدہ رہ گئے، اور آپ کے انوار علم کا اعتراف کیا۔

اسی موقع پر حضرت شیخ عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ اور حضرت سید احمد زینی دحلان مفتی شافعیہ اور دیگر اکابر و شیوخ نے تفسیر و حدیث و فقہ و اصول فقہ وغیرہ کی سندیں عطا کیں۔ شیخ حسین بن صالح مصنف الجوہرۃ المضیئہ ایک روز آپ کو حرم شریف سے اپنے دولت کدہ پر لے گئے۔ اور آپ کی پیشانی پکڑ کر بے ساختہ پکارا: "إني لأریٰ نور الله في هذ الجبین۔" اس سب سے ظاہر ہو گیا کہ تیرہوی صدی کے اخیر تک آپ کے علم و فضل کا شہرہ سرزمین ہند سے لے کر ارض حجاز تک پہنچ چکا تھا۔ عوام تو عوام مشاہیر علماے کرام اہم معاملات اور مذہبی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے لگے تھے۔

(۳) اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا جو بھی مطالعہ کرے گا۔ اس پر واضح ہو جائے گا کہ آپ تمام علوم و فنون میں خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی سب میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور سب کے ماہر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ۵۱-۵۲/ فنوں میں ایک ہزار تصانیف موجود ہیں، اور ہر تصنیف اپنی جگہ بے مثال ولاجواب ہے، اور سب تصانیف کو رہنے دیجیے صرف فتاویٰ رضویہ کو ہی لیجیے۔ اس کی جہازی سائز پر بارہ جلدیں ہیں۔

کہنے کو تو یہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے مگر حقیقت میں علم قرآن، تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، اسماے رجال، لغت، علم بیان، معانی، بدیع، فقہ، اصول فقہ، رسم المفتی، صرف، نحو، علم کلام، سیر تاریخ، تصوف، حساب، ہیئت، علم توقیت، جغرافیہ، ہیئت قدیم، ہیئت جدید، اخلاق، تجوید، قرأت، علم فرائض وغیرہ علوم کا گنجینہ ہے، جس کا جی چاہے مطالعہ کرکے اطمینان کرلے۔ پھر ایسی دقیق ابحاث اور محیر العقول نکتہ آفرینی ہے کہ اجلۂ علما انگشت بدنداں ہیں۔ بعض ایسے علوم کہ علما جانتے بھی نہیں، اعلیٰ حضرت اس کے بھی یگانۂ عصر ماہر تھے۔

مثلاً: ارثما طیقی، جبر، مقابلہ، حساب بینی، لوگارثم، توقیت و مناظرہ، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدی، جفر، زایرجہ۔ بلکہ ان میں جفر اور زایرجہ وہ علوم ہیں جو تقریباً معدوم ہو چکے تھے ان سب میں اعلیٰ حضرت نے کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ نئے نئے قواعد وضع کیے۔ جس کی بنا پر ابوالحسن علی میاں ندوی ناظم ندوۃ العلما لکھنؤ کے والد حکیم عبدالحی نے نزهة الخواطر میں اعلیٰ حضرت کو لکھا:

"فاق أقرانه."[1] اپنے ہم عصروں پر فائق ہوگئے۔

واضح ہو کہ ان حکیم صاحب کو مذہبی اختلاف کی وجہ سے اعلیٰ حضرت سے ایک کدورت تھی مگر انھیں بھی مذکورہ بالا اعتراف کرنا پڑا۔ واضح ہو کہ اعلیٰ حضرت کے ہم عصروں میں مولانا عبدالحی (متوفی ۱۳۰۴ھ) مولوی قاسم نانوتوی بانی دیوبندیت (متوفی ۱۲۹۷ھ) مولوی رشید احمد گنگوہی بانی دیوبندیت (متوفی ۱۳۲۳ھ) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (متوفی ۱۳۴۷ھ) وغیرہم سب میں حکیم عبدالحی کے اعتراف کے مطابق اعلیٰ حضرت ان سب پر فائق تھے۔

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ اعلیٰ حضرت تمام علوم و فنون میں یکتاے روزگار، ماہر فائق تھے، خواہ وہ علوم دینیہ ہوں یا دنیویہ۔ جن مسائل میں اجلۂ علما عاجز و درماندہ رہ جاتے اعلیٰ حضرت اسے چٹکی بجاتے حل کر دیتے۔ ایک صاحب مفتی سراج الدین لاہور کے باشندے تھے، ان کا میلان ابتداءً وہابیت کی طرف تھا۔ یہ فرائض کے سلسلے میں الجھے۔ جب خود حل نہ کر پائے تو بڑے بڑے دیوبندی مولویوں کے یہاں بھیجا مگر کسی سے جواب نہ بن پڑا۔ کسی کی نشان دہی پر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں سوال بھیجا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کا فوراً مدلل، محقق، مفصل جواب تحریر فرمایا، جسے دیکھنے کے بعد مفتی سراج احمد صاحب اعلیٰ حضرت کے بندۂ بے دام ہوگئے، وہابیت سے تائب ہو کر کے سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔ دوسری بار جب ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت بلا کسی سابقہ ارادے کے محض اندرونی کشش پر حرمین طیبین حاضر ہوئے تو بعد فراغت حج یہ اطلاع ملی کہ شیخ الخطباء

(۱) نزهة الخواطر: ج:۸، ص:۴۲، مطبوعه دائرۂ معارف عثمانیه، حیدر آباد، دکن

علامہ صالح کمال (متوفی ۱۳۳۲ھ) سابق مفتی حنفیہ کے یہاں علم غیب کے بارے میں کچھ سوالات وہابیوں نے پیش کیے ہیں (اس سال مولوی خلیل احمد انبیٹھی بھی مکہ معظّمہ میں موجود تھے) اعلیٰ حضرت ان کے پاس تشریف لے گئے۔ سلام و مصافحہ کے بعد مسئلۂ علم غیب پر تقریر شروع فرمائی۔ دو گھنٹے تک اسے آیات و احادیث و اقوال ائمہ سے ثابت فرمایا اور مخالفین جو شبہات پیش کیا کرتے ہیں ان کا رد فرمایا۔ اس دو گھنٹے تک حضرت موصوف ہمہ تن گوش ہو کر سنتے رہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے تقریر ختم فرمائی تو اٹھے، قریب کی الماری سے ایک کاغذ نکالا جس پر مولانا سلامت اللہ صاحب رام پوری کے رسالہ اعلام الاذکیا کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ کو: هو الاول والآخر والظاهر والباطن و هو بكل شى عليم." لکھا ہے۔ چند سوالات تھے اور جواب کی چار سطریں ناتمام تھیں وہ اعلیٰ حضرت کو دکھائیں، پھر اسے چاک فرما دیا۔ پھر حضرت مولانا موصوف نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ان سوالات کو پیش فرمایا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آٹھ گھنٹے کی مدت کے اندر تین نشستوں میں ان سوالات کے جوابات میں اپنا مشہور رسالہ "الدولة المكية" عربی زبان میں تحریر فرمایا جب کہ بخار بھی ساتھ ساتھ تھا۔ اور جو کچھ تحریر فرمایا زبانی یادداشت سے مراجعتِ کتب کے بغیر تحریر فرمایا۔ اب کوئی صاحب بھی اس رسالہ کا مطالعہ کریں، انھیں معلوم ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ علم کے کیسے بحرِ ناپیدا کنار ہیں۔

اس رسالہ پر علماے حرمین طیبین، مصر، شام، لبنان، انڈونیشیا کے سربرآوردہ لوگوں کی تقریظات چھپی ہوئی ہیں۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبداللہ مرداد اور مولانا حامد احمد محمد جداوی نے نوٹ کے بارے میں بارہ سوالات اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیے۔ نوٹ کے بارے میں اس سے پہلے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے استاذ الاستاذ حضرت مولانا جمال بن عبداللہ بن عمر مکی مفتی حنفیہ سے بھی سوال ہوا تھا، جس کے جواب میں انھوں نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ علم علما کی گردنوں میں امانت ہے، مجھے اس جزیہ کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کچھ حکم دوں۔ مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے وہیں اس کے جواب میں اپنا مشہور رسالہ "كفل الفقيه الفاهم" تصنیف فرمایا، جس کے مطالعہ کے بعد علماے حرمین طیبین کے دلوں میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جلالت علم کا سکہ بیٹھ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بارے میں فرمایا:

"لورأها ابو حنيفة النعمان لأقرّت عينه و لجعل مؤلفها من جملة الاصحاب."

ان رشحات قلم کو اگر امام اعظم ابو حنیفہ دیکھ لیتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور ان کے لکھنے والے کو ضرور اپنے تلامذہ کے زمرے میں داخل فرما لیتے۔

حرم مکہ کے علما کا یہ ارشاد کیا اس کی یہ دلیل نہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے عہد کے تمام علما سے علم وفضل میں فائق تھے، یہی نہیں بلکہ بہت سے اجلۂ علما سے بھی برتر تھے۔ چناں چہ ایک بار حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر کے بعد اعلیٰ حضرت جیسا کوئی عالم نہیں پیدا ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں حرم شریف کے اجلۂ علما نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپ سے سلاسل قرآن، حدیث، فقہ، سلاسل اولیا کی اجازتیں لیں۔ ان ساری تفصیلات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ علماے حل وحرم، عرب وعجم کے مرجع اعظم تھے۔

(۴) چودھویں صدی کے تمام علما کے کارنامے نظروں کے سامنے ہیں بلکہ مع شی زائد اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سارے کارنامے اب تک منظر عام پر نہیں آسکے، مگر جو کچھ آسکے ہیں انھیں سے مقابلہ کیجیے تو ظاہر ہو جائے گا کہ تنہا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کارنامے پوری صدی کے تمام علما کے کارناموں پر بھاری ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور رسائل کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک نہیں سیکڑوں سنتوں کو زندہ فرمایا۔ اس کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان سب کو ذکر کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب چاہیے، جس کی مجھے فرصت نہیں۔ احیاے سنت کے لیے اماتت بدعت لازم ہے، اور بدعت کی دو قسمیں ہیں، اعتقادی اور عملی۔ انگریزوں کی شہ پر انگریزوں سے وظیفہ لے لے کر ایک دو نہیں دسیوں اعتقادی بدعت کے حامل بدمذہب پیدا ہوئے، مثلاً وہابی، پھر ان کی دو شاخیں غیر مقلدین، دیوبندی۔ نیچری، قادیانی، چکڑالوی، گاندھوی، صلح کلی اور رافضی پہلے ہی سے موجود تھے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان سب کے رد کے لیے تقریباً پانچ سو کتابیں تصنیف فرمائیں اور جزئی طور پر ہزاروں فتاویٰ لکھے، جو چھپے ہوئے موجود ہیں۔ عملی بدعات میں سجدۂ تعظیمی، عورتوں کی اولیاے کرام کے مزارات پر حاضری، داڑھی منڈانا یا کترنا، اسلامی وضع چھوڑ کر انگریزوں کی وضع اختیار کرنا وغیرہ وغیرہ سیکڑوں بدعات کی تردید فرمائی اور اپنے روحانی تصرف سے کروڑوں بندگان خدا کو سنت کا پابند اور بدعت سے مجتنب فرمایا۔

(۵) احیاے دین اور اماتت بدعت کے لیے اپنے صرفہ سے کتابیں چھپوائیں، پریس لگایا، کتابوں کو فرمایا، مدارس قائم کیے کہ اس مشن کو چلانے والے علما پیدا ہوں۔ خود درس دے کر ذی استعداد، دین دار، مخلص علما پیدا کیے، بڑے بڑے اجلاس کیے، علما کو بلا بلا کر بدمذہبوں کے مقابلے تقریریں کرائیں، خود تقریریں کیں، انجمنیں قائم کیں، ندوہ جب صلح کلیت کا علم بردار بنا تو اس کے مقابلے جدوہ قائم فرمایا، جس نے ندوہ کو کیفر کردار تک پہنچایا۔ ندوہ جن اصول پر قائم ہوا تھا، آج اس کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں۔ جماعت رضاے مصطفی قائم کی جس نے اندرونی دشمنان اسلام کا بھی مقابلہ کیا اور بیرونی دشمنان اسلام کا بھی۔ شدھی سنگھٹن کی جب تحریک

چلی تو کروڑوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے اسی جماعت نے بچایا اور جس کی تبلیغی مساعی سے لاکھوں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حاصل یہ نکلا کہ علماے سلف وخلف نے مجدد ہونے کی جو علامتیں اور لوازم لکھی ہیں وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں بدرجۂ اتم موجود ہیں، جس کی بنا پر علماے عرب وعجم، حل وحرم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو چودھویں صدی کا مجدد مانا ہے۔ سب سے پہلے ۱۳۱۸ھ میں جب ندوہ کے مقابلہ میں قاضی عبد الوحید صاحب رئیس پٹنہ نے اصلاح ندوہ کے نام پر عظیم الشان جلسہ کیا، جس میں اس وقت کے تمام اکابر اہل سنت شریک تھے، اس جلسہ میں خود مولانا قاضی عبد الوحید صاحب نے اعلیٰ حضرت کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا ایک مصرعہ یہ ہے۔

مجدد عصره الفرد الفريد　　یہ اپنے زمانے کے مجدد یکتا و یگانہ ہیں۔

نیز حضرت مولانا مطیع الرسول، مولانا شاہ عبد المقتدر صاحب قادری سجادہ نشین خانقاہ قادریہ بدایوں نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں فرمایا، "جناب عالم اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں صاحب۔" جسے تمام علما نے قبول فرمایا، کسی نے رد وانکار نہیں فرمایا۔

اس جلسہ میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو وعظ فرمایا تھا وہ اس عنوان سے چھپا۔ بیان ہدایت نشان مجدد مایۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ امام اہل سنت حضرت مولانا حاجی محمد احمد رضا خان صاحب سنی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی دام فیضہ القوی۔

یہ حقیقت میں ہندوستان کے علماے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہیں یہی نہیں مکہ معظمہ کے صف اول کے عالم حضرت مولانا سید اسماعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ نے حسام الحرمین پر اپنی جو تقریظ لکھی ہے۔ اس میں یہ تحریر فرمایا:

"بل أقول لو قيل في حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا وصدقا وليس على الله بمستنكر أن يجمع العالم في واحد."(۱)

بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے حق میں یہ کہا جائے کہ اس صدی کے مجدد ہیں تو بلا شبہہ یہ حق وصحیح ہوگا، اور اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں کہ ایک شخص میں پوری دنیا جمع فرمادے۔

اب جب کہ حرم مکہ سے بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو چودھویں صدی کے مجدد ہونے کی سند مل گئی تو کسی دین دار منصف کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ ضد، عناد یا بدمذہبی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) حسام الحرمین: ص:۱۳۲، قدیم نسخہ

آپ اگر مزید تفصیل چاہتے ہیں تو حیات اعلیٰ حضرت مصنفہ ملک العلما مولانا ظفر الدین صاحب بہاری "مجدد اعظم" تصنیف مولانا موصوف کا مطالعہ کریں، حضرت ملا علی قاری کے ارشاد سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایک صدی میں چند مجدد ہو سکتے ہیں۔ مگر ہو سکنا اور بات ہے اور ہوئے ہیں اور بات ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۸/ ذو الحجہ ۱۴۰۹ھ

کیا اعلیٰ حضرت چودھویں صدی کے مجدد تھے، یا آنے والے ہر زمانے کے مجدد ہیں؟

مسئولہ: مولانا محمد منظور الحسن موضع بالی بتھنہ مدھول، پوسٹ بکسما وایا مہوا، ضلع ویشالی

مسئلہ-اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان صرف مجدد مائۃ ماضیہ تھے یا مجدد اعظم لکل الزمان تھے؟

الجواب

ظاہر حدیث: "ان اللہ یبعث علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔"(۱) اور اس کی شرح میں جو کچھ علما نے فرمایا ہے اس سے یہی متبادر ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد آئے گا اور صدی پوری ہونے پر اس کا عہد مکمل ہو جائے گا پھر دوسرا مجدد آئے گا۔ اس کا حاصل یہ نکلا کہ کسی مجدد کا عہد ایک صدی سے زائد نہ ہوگا اس تقدیر پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ صرف مایۃ ماضیہ کے مجدد تھے اور اس صدی کا اور کوئی مجدد ہوگا مجھے اب تک ایسی تصریح نہیں ملی کہ کوئی صاحب قیامت تک کے لیے مجدد اعظم ہوں اور اس کے بعد جو مجدد آئے وہ اس کا نائب ہو اس لیے میں اس کا قول نہیں کر سکتا۔ ہاں شرعی ایسی کوئی ممانعت نہیں کہ کوئی صاحب مجدد اعظم ہوں اور اس کے بعد کے آنے والے مجدد دین ان کے نائب ہوں جیسا کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غوثیت کبریٰ کے منصب پر فائز ہیں۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس پر فائز رہیں گے۔ اس درمیان جو غوث ہوں گے وہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہوں گے اسی طرح مجدد میں بھی ممکن ہے مگر اس کا ثبوت میرے پاس نہیں اور میں جو مجدد اعظم لکھتا ہوں وہ اس معنی کے اعتبار سے لکھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت جیسا جامع کامل مجدد سنین ماضیہ میں شاید باید ہی کوئی آیا ہو۔ سوائے ایک دو حضرات کے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص:۳٦، کتاب العلم، مجلس برکات، اشرفیہ۔

اعلیٰ حضرت کو علما و مشائخ نے ولی تسلیم کیا
اعلیٰ حضرت کا کوئی فعل شریعت کے خلاف نہیں تھا

مسئولہ: غلام حسین شاہ، اندرا نگر وارڈ نمبر ۱۹ چل کرمنجی، ضلع کولھاپور، مہاراشٹر-۲۵/ محرم الحرام ۱۴۱۲ھ

مسئلہ-یہاں پر ایک سنی مدرسہ گلشن رضا کے نام سے چل رہا ہے، دیگر احوال یہ ہے کہ ہمارے یہاں پر کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سرکار امام اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی نہیں ہیں؟ تو اس کے جواب کے لیے میں یہاں سے خط بھیج رہا ہوں۔ لہٰذا آپ اچھی طرح سمجھا کر جواب دیں کیوں کہ ہم لوگوں کے پاس اتنا علم نہیں ہے جو کہ ان کو ہم جواب دیں اور یہ کہتے ہیں کہ کہاں سے ثبوت ہے کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی ہیں خدا حافظ۔ مدرسہ گلشن رضا کے تمام اراکین کی طرف سے السلام علیکم۔

الجواب

سنت الٰہیہ جاری ہے کہ اللہ کے ہر محبوب بندے کے کچھ ہر زمانے میں دشمن ہوتے آئے ہیں اور ہمیشہ ہوتے آئیں گے، کتنے بدنصیب وہ ہیں جو انبیاے کرام کو نبی نہیں مانتے۔ پھر اس کی کیا شکایت کچھ سر پھرے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ولی نہیں مانتے۔ ایسے لوگوں سے خطاب ہی نہیں کرنا چاہیے، اس سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عظمت شان پر کوئی اثر نہیں پڑتا یہ خود اپنا دنیاوی و اخروی نقصان کر رہے ہیں۔ حدیث میں ہے: "من عادلی ولیاً فقد اٰذنتہ بالحرب۔"(۱) جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے تو میں اسے بتا دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائے۔

کسی ولی کا ولی ہونا بنیادی دو باتوں سے ثابت ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ بزرگ صحیح العقیدہ سنی ہو، شریعت مطہرہ کا پابند ہو۔ ہر گناہ سے حتی الوسع بچتا ہو۔ دوسرے یہ کہ اس کے عہد کے علما و مشائخ اسے ولی تسلیم کریں یہ دونوں باتیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ ان کے عہد مبارک کے تمام علماے اہل سنت اور مشائخ اہل سنت حتی کہ عرب و عجم کے علما مشائخ نے انھیں ولی تسلیم کیا اور شریعت کی پابندی کا عالم یہ تھا کہ آج تک باوجود کوشش کوئی شخص اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کسی فعل کو شریعت کے خلاف نہیں بتا سکا۔ حرمین طیبین کے اجلۂ علما و مشائخ نے بطور تبرک آپ کے مرید ہونے پر فخر کیا یہ بات اس وقت کے کسی شیخ کو یا عالم کو نصیب نہ ہوئی۔ تفصیل کے لیے الملفوظ حصہ دوم اور حسام الحرمین، فتاویٰ حرمین، تمہید ایمان بآیات قرآن کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشکاۃ المصابیح، ص:۱۹۷، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب إلیہ.

جو یہ کہے اعلیٰ حضرت پٹھان تھے، اور پٹھانوں میں ولی نہیں غیر سید سے مرید ہونا کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت کے پیرو مرشد کون تھے

مسئولہ: اکرام احمد رضوی، میل ساغر روڈ، ٹیکم گڑھ (ایم۔پی۔)-۸، ذوقعدہ ۱۴۱۳ھ

مسئلہ- حضرت والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین اس بارے میں کہ۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق جو طعن کرتے ہیں کہ وہ پٹھان ہیں پٹھانوں میں ولی کیسے؟ تو ایسا کہنے والوں پر کیا شرعی حکم ہے؟ کیا سیدوں کے علاوہ کسی اور برادری یا پٹھان برادری کے بزرگان کرام کے ہاتھوں پر بیعت کرنا چاہیے۔ جب کہ وہ سنی المذہب ہوں عالم دین ہوں اور وہابیوں دیوبندیوں کے اشتراک کو حرام و ناجائز بتاتے ہوں۔ خلاف شرع پیروں کا کھل کر رد کرتے ہوں۔ کیا اعلیٰ حضرت قبلہ کے سید حضرات مرید نہیں ہوئے، اور عالم اہل سنت کو سید حضرات پر فضیلت کس طرح سے ہے اور کس طرح سے نہیں بعض لوگ اس طرح بہکاتے ہیں کہ سید ہوتے ہوئے کسی غیر سید عالم و مفتی کے ہاتھوں پر بیعت نہ کی جائے جب کہ ان عالموں مفتیوں کو بزرگانِ دین سے مرید کرنے کی تحریراً اجازت ہے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر جو طعن کرتا ہے وہ دل کا بیمار ہے، اس کے لیے اندیشہ ہے کہ ایمان سلامت نہ رہ سکے۔ عالم گیری میں ہے:

"من أبغض عالماً من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر."[1] — جو کسی عالم سے بلا سبب ظاہر بغض رکھے اس کے لیے اندیشہ کفر ہے۔

پھر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان طعن کرنے والوں کا کیا بگاڑا ہے۔ یہی نا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کی حمایت فرمائی اور تمام باطل مذہب کا رد بلیغ فرمایا، اگر معاذ اللہ اس بنا پر کسی کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بغاوت ہے تو پھر وہ اپنے ایمان کی خبر لے اس عہد میں اعلیٰ حضرت کی محبت اور عظمت سنی ہونے کی علامت ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے عداوت بد مذہب ہونے کی علامت یا پھر حسد کی بنیاد پر ہوگی۔ کچھ پیر زادے اس بنا پر بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے جلتے ہیں۔ کہ آج پوری دنیاے سنیت میں ان کو امام تسلیم کیوں کیا جاتا ہے، اس کا کوئی علاج نہیں۔

یہ کہنا کہ پٹھان یا غیر سید سے بیعت ہونا درست نہیں جہالت ہے بلکہ سارے سلاسل کو غیر معتبر

(۱) ص:۲۷۰، ج:۲، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، رشیدیہ پاکستان.

ٹھہرانے کی کوشش اس لیے کہ ہر سلسلہ میں مشائخ متقدمین کافی تعداد میں غیر سید ہیں۔ سلسلہ قادریہ کو لے لیجیے اس میں سیدنا معروف کرخی سے لے کر حضرت خواجہ ابو سعید مخزومی تک کوئی سید نہیں سب غیر سید ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے لے کر حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک صرف دو سید ہیں بقیہ سب غیر سید۔ سلسلہ سہروردیہ کے حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سید نہیں تھے، اور اوپر کے مشائخ کا بھی تقریباً یہی عالم ہے۔ اسی طرح خواجہ بہاء الدین نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سید نہیں تھے بلکہ ایک روایت کی بنا پر نور باف جولاہے تھے۔ ان سب کو جانے دیجیے سلسلہ نقشبندیہ کی مشہور شاخ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلی ہے۔ ان سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ دونوں سید نہیں تھے۔ سلاسل طریقت اکثر بلکہ ایک کے علاوہ تمام سلاسل حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاری ہیں یہ بھی سید نہیں تھے۔

ساداتِ کرام کے مورثِ اعلیٰ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ حضرت سیدہ طیبہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولادِ نرینہ سے ساداتِ کرام کا سلسلہ چلا ہے۔ اب اگر ان جاہل پیروں کی بات مان لی جائے کہ غیر سید سے مرید ہونا درست نہیں تو پھر کسی سلسلہ میں مرید ہونا درست نہ ہوگا۔ اس لیے کہ سب کی بنیاد غیر سید پر ہے۔ بات در اصل یہ ہے کہ آج کل پیشہ ور پیروں میں نہ علم ہے، نہ عمل، نہ خدا ترسی۔ کمانے کھانے کا ایک پیشہ بنا رکھا ہے، لیکن خوش قسمتی سے کسی سید کی اولاد میں وہ اپنی سیادت کا پروپیگنڈہ کر کے اور غیر سیدوں کی تحقیر کر کے اپنی دوکان چمکانا چاہتے ہیں۔ ولی ہونا سادات کے ساتھ خاص نہیں اور نہ پٹھان ہونا اس کے منافی۔ ولی ہونے کی بنیاد عقیدے کی صحت اور صلاح و تقویٰ ہے اور فسق و فجور سے اجتناب۔ قرآن مجید میں ہے:

"اِنْ اَوْلِیَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔"[1] — اللہ کے ولی صرف متقی ہیں۔

دوسری جگہ اولیاے کرام کی صفت بیان فرمائی گئی:

"اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔"[2] — جو لوگ ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔

یہ وصف کسی بھی مسلمان میں ہوگا وہ ولی ہے، سید ہونا بے شک لائقِ تعظیم ہے اور سادات کرام کا احترام ضروری ہے مگر اس پر اتفاق ہے کہ ایک عالمِ باعمل جو سید نہ ہو بغیر پڑھے لکھے سید سے افضل ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مریدین میں بکثرت ساداتِ کرام ہیں جس میں سب سے مشہور و معروف حضرت مولانا سید دیدار علی صاحب ہیں۔ پھر ایک نکتہ ذہن میں رکھیے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو نیز آپ کے دونوں

(۱) قرآن مجید، سورة الانفال، پ:۹، آیت،: ۳٤

(۲) قرآن مجید، سورة یونس، پ:۱۱، آیت،: ۳

فرزندان حضرت حجۃ الاسلام، حضرت مفتی اعظم ہند کو اجازت و خلافت دینے والے سید ہیں۔ حضرت سیدنا مخدوم سید آل رسول احمدی قدس سرہ العزیز نے اعلیٰ حضرت کو خلافت عطا فرمائی۔ وہ بھی اس شان سے، بیعت فرماتے ہی خلافت سے بھی نوازا اور حضور سیدنا ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ نے دونوں فرزندانِ کرام کو اپنی اجازت و خلافت سے نوازا۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چھ ماہ کی عمر ہی میں بیعت بھی فرمایا اور خلافت سے نوازا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ابتداءً بطور تواضع کسی کو مرید نہیں فرماتے تھے۔ اس پر حضرت سیدنا ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ نے خفگی ظاہر فرمائی کہ آپ کے پیر و مرشد نے خلافت کیوں دی۔ آپ نے مرید کرنے کا حکم فرمایا، اس کے بعد آپ نے مرید کرنا شروع فرمایا۔ سیکڑوں ساداتِ کرام مرید ہوئے جس میں عوام بھی تھے اور خواص بھی۔ بات صرف یہ ہے کہ اس وقت سلسلۂ رضویہ کی طرف جو عوام و خواص کا رجحان ہے اس سے چڑھ کر پیشہ ور اور نام نہاد پیر زادے اس قسم کا پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ اس پر توجہ نہ دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت کو اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں؟ اورنگ زیب شاہجہاں کو اعلیٰ حضرت کہتے تھے۔

مسئولہ: محمد شمس الدین، موضع گوری، پوسٹ گنجہوا بلرام پور، ضلع گونڈہ، یو۔پی۔ -۲۵ ر رجب ۱۴۱۱ھ

مسئلہ-احمد رضا فاضلِ بریلوی کو اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں، حالاں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو اعلیٰ حضرت نہیں کہنا چاہیے۔

الجواب

اس قسم کے جاہلانہ سوالات لکھ کر میرا وقت ضائع نہ کیا کیجیے۔ خود بلرام پور میں کافی علما ہیں، ان سے پوچھ لیا کیجیے۔ جس جاہل نے یہ کہا کہ سوائے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی اور کو اعلیٰ حضرت نہیں کہنا چاہیے، اس سے دو سوال کیجیے کہ یہ کہاں سے ثابت ہے، قرآن سے یا حدیث سے یا کسی عالم کے قول سے، اس کا ثبوت دیں۔ دوسرے یہ کہ کسی معتمد عالم یا بزرگ کا قول پیش کرے کہ کسی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اعلیٰ حضرت کہا ہو۔ یہ جاہل مرجائے گا مگر ان باتوں میں سے ایک بھی نہ بتا پائے گا، اسے بتا دیجیے سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیر اپنے والد شاہجہاں مرحوم کو اعلیٰ حضرت کہا کرتے تھے (بحوالہ رقعات عالمگیری) سارے دیوبندی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو اعلیٰ حضرت کہتے تھے (بحوالہ تذکرۃ الرشید) حیدر آباد دکن میں تمام علما، مشائخ، عوام، خواص نواب کو اعلیٰ حضرت کہتے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حاجی امداد اللہ کو دیوبندیوں نے اعلیٰ حضرت لکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت کو سیدی کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: قاری محمد نعیم الدین حبیبی قادری، ناظم اعلیٰ مدرسہ غوثیہ قصبہ دھاتا، ضلع فتح پور -۱ ر رجب ۱۴۱۳ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مندرجہ ذیل شعر کے بارے میں ؎

ڈال دی قلب میں عظمتِ مصطفیٰ　　سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

معترض اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی دشمنی میں اس شعر کو آلۂ کار بنائے ہوئے ہیں۔ طرح طرح کی تشریح سے لوگوں کے ذہن میں بدگمانی پیدا کر رہے ہیں۔ شعر کے دوسرے مصرعے میں دو اعتراض ہیں۔ اول: اعلیٰ حضرت، دوئم: سیدی۔ معترض کا کہنا ہے کہ حضرات انبیاے کرام صحابۂ کرام و اولیاے عظام کو حضرت فلاں کہ، کر یعنی فلاں کی جگہ ان کا نام لے کر پکارا جاتا ہے، تو پھر انھیں اعلیٰ حضرت کیوں کہا جاتا ہے، کیا یہ افضلیت میں سب سے زیادہ ہیں؟

دوسرے یہ کہ سیدی کہنا غلط ہے، اس لیے کہ وہ سید نہیں پٹھان ہیں۔

لہٰذا علماے کرام اعتراضات مندرجہ کا مفصل جواب دیں جو تسلی بخش ہو کہ اعلیٰ حضرت کو سب سے پہلے اعلیٰ حضرت کس نے کہا اور کیوں؟ اعلیٰ حضرت کہنا کیسا ہے؟

اور مندرجہ شعر کے دوسرے مصرعے میں لفظ "سیدی" سے کیا واقعۃً اعلیٰ حضرت کا سید ہونا ثابت ہو رہا ہے؟ یا یہ لفظ کسی اور معنی میں مستعمل ہوا ہے؟

الجواب

"تذکرۃ الرشید" اور دیوبندیوں کی کتابوں میں حاجی امداد اللہ کو اعلیٰ حضرت لکھا ہوا ہے۔ سید کے معنیٰ سردار کے ہیں۔ یہ قومیت بتانے کے لیے نہیں۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أبو بكر سيدنا و أعتق سيدنا."[1] ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے سردار بلال کو آزاد کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حضور مفتی اعظم ہند پیدائشی ولی تھے

مسئولہ: معصوم رضا، کشمیر ٹیلر، پوسٹ این ٹی ایس کٹوا، ضلع ہزاری باغ بہار -۱۳ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

(۱) مشکوٰۃ، ص: ۵۸۰، باب جامع المناقب

مسئلہ-شاہ برہان احمد نام کے ایک پیر صاحب کچھ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے اور اولیاے کرام کا تذکرہ چل رہا تھا۔ اسی درمیان میں کسی شخص نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں کہا کہ وہ اپنے وقت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ اس پر پیر صاحب نے کہا کہ کیا مفتی اعظم مفتی اعظم کی رٹ لگائے ہوئے ہو دور کا ڈھول بہت سہاون ہوتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے شخص کا از روے شرع کیا حکم ہے؟ اس سے مرید ہونا چاہیے یا نہیں اور اہل سنت کو اس سے اور اس کے ساتھیوں سے کوئی تعلق رکھنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ شخص حاسد گستاخ ہے، مسلمان اس سے مرید نہ ہوں، اس کے قریب نہ جائیں۔ حضرت مفتی اعظم قدس سرہ متفقہ طور پر پیدائشی ولی تھے۔ ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کے بارے میں اندیشہ ہے کہ اسے ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہو۔

عالم گیری وغیرہ میں ہے:

"من أبغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر."[1]

یہ شخص بلاوجہ حسد کی بنیاد پر حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے عداوت رکھتا ہے، اس کا خاتمہ ایمان پر ہونا مشکل ہے، جس شخص کے بارے میں ایسا اندیشہ ہو اس سے مرید ہونے کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے۔ جب وہ خود ڈوبے گا تو مریدین کو کیا بچائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آسمان و زمین کی تخلیق کتنے دنوں میں ہوئی؟ کیا الملفوظ میں قرآن مجید کے خلاف لکھا ہوا ہے؟ دیوبندیوں کی ایک سازش۔

مسئولہ: غلام مصطفیٰ، پنڈراود، ضلع بلاس پور، ایم پی۔ -۹؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

مسئلہ-قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فقضٰھن سبع سمٰوٰت فی یومین۔" (ترجمہ) پھر دو دن میں سات آسمان بنائے۔ (پ:۲۴، آیت:۱۲) اور مولوی احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چار دن میں آسمان اور دو دن میں زمین یک شنبہ تا چہار شنبہ آسمان، پنج شنبہ تا جمعہ زمین، نیز اسی جمعہ بین العصر والمغرب آدم علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ کو پیدا فرمایا۔ (ملفوظات، حصہ: اول، ص:۶)

اب ارشاد فرمائیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی آسمان کی پیدائش کے بارے میں قرآن کے خلاف

(1) فتاویٰ عالمگیری، ج:۲، ص:۲۵۷، باب أحكام المرتدين

ارشاد فرما کر دنیا سے چلے گئے ہیں، یہ بھی نہیں لکھے کہ مجھ سے بھول ہو گئی، تو دنیا سے کافر ہو کر گئے یا مسلمان ہو کر؟ سوال کا تحریری جواب عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ جزاے خیر عطا فرمائے۔

الجواب

الملفوظات میں یہاں قطعی طور پر کاتب نے غلطی کی ہے۔ آپ نے جس نسخہ سے الملفوظ کی جو عبارت نقل کی ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح آپ نے نقل کی ہے۔ لیکن جدید رضوی کتب خانہ بازار صندل خاں کے مطبوعہ الملفوظ میں عبارت بدلی ہوئی ہے، وہ اس طرح ہے کہ "رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چار روز میں زمین اور دو دن میں آسمان یک شنبہ تا چہار شنبہ زمین و پنج شنبہ تا جمعہ آسمان" جدید رضوی کتب خانہ کے اس مطبوعہ الملفوظ اور دوسرے نسخوں میں یہ تغیر و تبدل اس کی دلیل ہے کہ کاتب نے بالقصد یا بلا قصد عبارت میں ترمیم کی ہے۔ دیوبندیوں نے سازش کر کے ایک دیوبندی کاتب کو مطبع اہل سنت بریلی شریف میں بھیجا تھا، جس نے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیفات میں تحریفات کی ہیں، پھر بعد میں جب وہ پکڑا گیا تو ذلیل ہو کر نکالا گیا۔ الملفوظ میں یہ حرکت اسی دیوبندی کاتب کی ہے، جس کا اعلان عام بار بار کیا جا چکا ہے۔ لیکن دیوبندیوں کو تو اپنے اکابر کے کفریات سے عوام کے ذہن کو پھیرنے کے لیے کوئی شگوفہ چاہیے اس لیے وہ بار بار اسے دوہراتے رہتے ہیں۔ آپ نے کاتب کی اس غلطی پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کافر کہا۔ آپ چوں کہ دیوبندی ہیں اس لیے میں اگر کچھ لکھوں بھی تو آپ کو اطمینان نہ ہوگا۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ آپ دیوبندی مفتیوں سے دریافت کر لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کافر کہنا خود آپ کو کتنا مہنگا پڑا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض انبیاے کرام شہید کیے گئے مگر کوئی رسول شہید نہیں ہوئے

مسئولہ: ابن الحسن، کیئر آف ضمیر احمد خان متصل سہکاری بینک، مہراج گنج، ضلع گورکھ پور

مسئلہ-زید یہ کہتا ہے کہ الملفوظ میں ہے کہ شہادت صرف انبیاے کرام کو حاصل ہوئی ہے، رسولوں میں کوئی شہید نہیں ہوا۔ کیا اعلیٰ حضرت نے ایسا فرمایا ہے؟ اگر ہاں تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟ اور اللہ پاک نے رسولوں کو شہادت جیسی عظیم نعمت سے محروم کیوں رکھا۔

الجواب

نبی-وہ انسان ہے جس کی جانب وحی کی جائے۔ عام اس سے کہ وہ صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہو یا نہ ہو۔

رسول-وہ نبی ہے جو صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہو۔ اس تعریف کی بنا پر نبی عام ہے اور رسول خاص ہیں۔

ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ جیسے حضرت شعیاء، زکریا، یحیٰ علیہم الصلوۃ والتسلیم۔
قاضی بیضاوی آیتِ کریمہ "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ. الآية"(۱) کے تحت فرماتے ہیں:

"الرسول من بعثه الله بشريعة مجددة يدعو الناس اليها والنبي يعمه و من بعثه لتقرير شرع سابق كانبياء بني إسرائيل الذين كانوا بين موسىٰ و عيسىٰ عليهما السلام ولذلك شبه النبي صلى الله عليه وسلم علماء امته بهم، النبى اعم من الرسول ويدل عليه انه عليه الصلاة والسلام سئل عن الانبياء فقال مائة واربعة وعشرون الفا قيل فكم الرسل منهم قال ثلث ماءة وثلثة عشر جماً غفيراً."(۲)

رسول وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے شریعت جدیدہ کے ساتھ بھیجا ہو کہ لوگوں کو اس طرف دعوت دے اور نبی عام ہے اس سے کہ وہ صاحبِ شریعت جدیدہ ہو یا شریعتِ سابقہ کی استواری کے لیے بھیجا گیا ہو، جیسے وہ انبیاے بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین آئے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کے علما کو ان کے ساتھ تشبیہ دی۔ نبی رسول سے عام ہے۔ اس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آں حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ انبیا کتنے ہیں؟ فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ عرض کیا گیا: ان میں رسول کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو تیرہ جمِ غفیر۔

نبی اور رسول کے مابین یہی فرق اور ان کی یہی تعریف تھانوی صاحب نے بھی کی ہے۔ دیکھیے اختصار شدہ بیان القرآن سورۂ مریم زیرِ آیتِ کریمہ "وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا"۔

رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعتِ جدیدہ پہنچائے۔

نبی وہ ہے جو صاحبِ وحی ہو، خواہ شریعتِ جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعتِ قدیمہ کی۔

سارے انبیا کے امام ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ اللہ نے حضور اقدس ﷺ کو شہادت جیسی نعمتِ عظمیٰ سے کیوں سرفراز نہیں فرمایا؟ یہ آپ بتادیں تو ہم بھی بتادیں گے کہ رسول بمعنی مصطلح کوئی کیوں نہیں شہید ہوا۔ واقعہ یہی ہے کہ رسول بمعنی مصطلح کوئی بھی شہید نہیں ہوا۔ ہاں ایسے انبیاے کرام کو جو رسول بمعنی مصطلح نہیں تھے

(۱) قرآن مجید سورہ............

(۲) بیضاوی، ج:۲، ص:۲۷

یہودیوں نے ضرور شہید کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا انبیاے کرام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں؟

مسئولہ: ابن الحسن، کیئر آف ضمیر احمد خان متصل سہکاری بینک، مہراج گنج، ضلع گورکھ پور

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ "الملفوظ" میں ہے کہ ازواج مطہرات قبور انبیا میں پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟ کیا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا ہے؟

الجواب

الملفوظ میں ہے:

"انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسّی دنیاوی ہے۔ اس حیات پر احکامِ دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج سے نکاح حرام۔ نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔ بلکہ سید محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔"(۱)

علامہ سید محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں:

"نقل السبكي في طبقاته عن ابن فورك انه عليه السلام حيٌّ في قبره على الحقيقة لا المجاز يصلي فيه باذان و اقامة. قال ابن عقيل و يضاجع ازواجه ويتمتع بهن اكمل من الدنيا وحلف علىٰ ذٰلك و هو ظاهر ولا مانع عنه."(۲)

سبکی نے اپنے طبقات میں ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور ﷺ اپنی قبر انور میں حقیقی حیات کے ساتھ نہ کہ مجازی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ ابنِ عقیل نے کہا اور اپنی ازواج کے ساتھ ہم بستری فرماتے ہیں اور دنیا میں جس طرح ان سے تمتع حاصل فرماتے تھے۔ اس سے بڑھ کر تمتع حاصل فرماتے ہیں۔ ابنِ عقیل نے اس پر قسم کھائی اور یہ ظاہر ہے اس سے کوئی چیز مانع نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) الملفوظ حصہ سوم، ص:۲۹

(۲) زرقانی شرح مواہب اللدنیہ، ج:۶، ص:۱۵۹.

انبیاے کرام کی قبروں میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں تو یہ سارے انبیا کے لیے عام ہے یا حضور کے لیے خاص؟ آسمان و زمین کتنے دن میں بنے؟

مسئولہ: حکیم مولوی نثار احمد، بیرگاپور، سلطان پور

مسئلہ- ❶-اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الملفوظ حصہ سوم میں ہے کہ سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاے کرام کی قبور مطہرہ میں ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ زرقانی کی اصل عبارت کتاب معروف بہ تحقیقات میں لکھی ہے اس عبارت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم کی قبر اطہر میں آپ کی ازواج پیش کی جاتی ہیں، تو سوال یہ ہے کہ الملفوظ میں انبیاے کرام کے بارے میں کیسے لکھا گیا جب کہ صرف حضور اکرم ﷺ کی بابت ہی زرقانی میں ہے۔

❷-قرآن پاک، پارہ: ۲۴، آیت ۱۶/ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ساتویں آسمان کو مکمل طریقہ پر اللہ نے دو دن میں بنایا، جب کہ الملفوظ حصہ اول میں میں لکھا ہے کہ آسمان چار دن میں بنا تو کیا معاذ اللہ قرآنی آیت کے خلاف الملفوظ کی مذکورہ بالا عبارت ہے، مدلل جواب سے نوازیں۔

الجواب

❶-قاعدہ یہ ہے کہ کبھی ایک کلی کا حکم پوری نوع پر لگایا جاتا ہے، حالاں کہ وہ حکم نوع کے بعض افراد پر بلکہ کبھی کبھی صرف ایک فرد کے لیے ثابت ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے، اطبا۔ یہ کہتے ہیں کہ نہار منہ سیب کھانے سے عمر بڑھتی ہے۔ حالاں کہ یہ قول صرف ابن سینا کا ہے۔ بولتے ہیں فلاسفہ یہ کہتے ہیں، حالاں کہ وہ قول کسی ایک فلسفی کا ہوتا ہے۔ بولتے ہیں انبیاے کرام نے مردے جلائے، حالاں کہ یہ وصف خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یا ہمارے نبی ﷺ کے لیے ثابت ہے، اسی قبیل سے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ ارشاد بھی ہے۔ کسی مسئلے کو سمجھنے کے لیے پوری بحث ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ یہاں سوال یہ ہوتا ہے کہ اولیاے کرام اور انبیاے کرام کی حیات بعد ممات میں کیا فرق ہے، جواب ارشاد فرمایا کہ اولیاے کرام کی حیات برزخی ہے اور انبیاے کرام کی حیات حقیقی جسمانی، دنیوی ہے۔ اتنی بات سارے انبیاے کرام میں پائی جاتی ہے۔ اس حکم کلی کے ثبوت کے لیے متعدد باتیں ذکر فرمائیں۔ ان میں ایک وہ بھی ہے کہ انبیاے کرام کی قبور میں الخ۔ یہ کلیہ مقررہ ہے کہ اگر کوئی حکم کسی کلی کے ایک فرد کے لیے ثابت ہو تو اس کلی پر اس حکم کا اثبات صحیح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❷-اس پر مکمل بحث ماہ نامہ اشرفیہ کے کسی شمارے میں ہو چکی ہے۔ یہاں الملفوظ کے آج کل کے مطبوعہ نسخوں میں غلط چھپ گیا ہے، ورنہ صحیح یہی ہے کہ آسمان دو دن میں بنایا۔ الملفوظ پہلے تحفۂ حنفیہ میں ماہ بماہ قسط وار چھپتا تھا، پھر اس سے لے کر احکامِ شریعت کے ساتھ کچھ قسطیں چھپیں پھر ان سب کو کتابی شکل میں اکٹھا چھاپ دیا گیا۔ یا اس طرح نقل در نقل میں یہ غلطی ہو گئی۔ مطبع اہل سنت بریلی شریف میں ایک وہابی کاتب تقیہ کر کے سنی بن کر برس ہا برس تک رہا سب کو معلوم ہے، جس نے وصایا شریف میں تحریف کی اور اعلیٰ حضرت کی کتابوں میں آیات اور ان کے ترجمے غلط لکھ دیے۔ خود میرے ساتھ ایک وہابی کاتب نے یہی کیا، تصحیح کے بعد نہیں بنایا۔ میری کتاب مقالات امجدی میں ایک جگہ ہے: "امام بخاری نے یہ فتویٰ دیا کہ اگر کوئی لڑکا اور لڑکی مدت رضاعت میں کسی بکری کا دودھ پی لیں تو حرمت رضاعت ثابت۔" وہابی کاتب نے بکری کو عورت سے بدل دیا۔ میرے رسالہ مسائل حج و زیارت میں ایک جگہ ہے۔ "عرفات میں روزہ نہ رکھنا مستحب ہے۔" وہابی کاتب نے نہ اڑا دیا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے میں نے تصحیح میں دونوں جگہ ٹھیک کر دیا تھا، مگر پھر بھی نہیں بنایا۔ دونوں کتابیں ویسے ہی چھپ گئیں۔ ہوتا یہ ہے کہ تصحیح کے بعد مصنف اور ناشر مطمئن ہو جاتا ہے اور ہوتا بھی یہی ہے کہ دیانت دار کاتب درست کر دیتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں میں دیانت کہاں۔ ان کا مقصود تو سنی علما کو بدنام کرنا ہے۔ وہی یہاں بھی ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

رضویوں ہی کی للکار سے دیوبندیت لرزتی ہے

مسئولہ: محمد نور بصر و شہادت حسین، جامعہ شمس العلوم، نوشہ پور، سریاں، سیوان ۲۱/ رجب ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-دیوبندی اس لیے بڑھ رہے ہیں کہ سنی جتنے عالم ہیں وہ رضوی اور قادری ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسا کہنے والوں پر کیا حکم نافذ ہوگا؟

الجواب

کہنے والے کو کسی باطنی مرض کی بنا پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بغض ہے۔ اولاً یہی غلط ہے کہ دیوبندی بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس جاہل کو خبر نہیں، کہیں کہیں ایسا ضرور معلوم ہوتا ہے مگر مجموعی طور پر اہل سنت دیوبندیوں کو ڈھکیلتے جا رہے ہیں۔ سہارن پور، شہر دیوبند کا گڑھ تھا۔ وہاں کسی سنی عالم کا گزر نہیں تھا لیکن اب بحمدہ تبارک و تعالیٰ ہمارے وہاں بہت شاندار جلسے ہوتے ہیں۔ وہاں ہمارا دار العلوم ہے۔ دلی کا بھی یہی حال تھا مگر اس وقت بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ دلی میں ہمارے چار چار ادارے اعلیٰ پیمانے پر چل رہے ہیں۔ اس قسم کی ہیں۔ ثانیاً اس معاند کو خبر نہیں اگر رضوی نہ ہوں تو کسی خانقاہ کا وجود باقی نہ رہے۔ رضویوں ہی کی للکار

سے دیوبندیت لرزتی ہے، اور سنیت پنپتی ہے۔ بہر حال ایسے جاہلوں کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ ان سے کہہ دینا چاہیے۔ موتوا بغیظکم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت نے ۱۳۲۰ھ میں دیوبندیوں کی تکفیر کی

مسئولہ: محمد منظور عالم رضوی قادری، یتیم خانہ اشرفیہ ہدایت العلوم بھلے پورہ، پوسٹ بھلہرا۔ ۲۰/ ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-زید عقیدۃً بریلوی مولوی ہے اور اس کے والد بھی بریلوی ہیں مگر افسوس کہ زید کے والد کے ساڑھو عقیدۃً دیوبندی ہے اور مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی کو اپنا پیشوا مانتا ہے اور اس کے مسلک پر عمل کرتا ہے۔ مگر زید کے والد نے اپنے بیٹے یعنی زید کی شادی اپنے ساڑھو کی لڑکی سے کر دیا اس شرط پر کہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ نہ کھائیں گے۔ جب زید کی اس حرکت پر عوام میں سورش پھیل گئی کہ بریلوی مولوی کہتے ہیں کہ دیوبندی کے یہاں شادی کرنا حرام ہے اور زنائے خالص ہے۔ تو زید دیوبندی کی حمایت میں کمر بستہ ہو گیا اور مسئلہ کو توڑ مروڑ کر تقریر کی کہ اعلیٰ حضرت نے صرف دیوبندی وہابی عالم کو کافر کہا ہے، رہی بات جاہل عوام کی تو خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں سب اہل سنت ہیں اور مسلمان ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے کہ کسی بھی فرقے کی جاہل عوام جو اپنے عالم کے عقیدہ کو نہ جانتی ہو۔ مگر اپنے مسلک کو حق مانتی ہو اور اپنے مسلک کے عالم کی اقتدا کرتی ہو، اور اپنے مسلک کے علاوہ وہ سب کو ناحق مانتی ہو، اور بریلوی کو بدعتی بھی جانتی ہو تو کیا ایسے جاہل دیوبندی کی لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے؟ اور جاہل دیوبندی اشرف علی وغیرہ کے اقوال ملعونہ کو نہ جانتی ہو مگر اس کی اقتدا کرتی ہو اور اس کو (معاذ اللہ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتی ہو اور کسی بریلوی کے ساتھ موقع ملنے پر بحث و مباحثہ بھی کرتی ہو، تو کیا اس لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے؟ اور جس سنی مولوی نے ان کا نکاح جانتے ہوئے پڑھایا ہو اس کی اقتدا کرنا کیسا ہے؟ یہ بھی واضح کیا جائے کہ جاہل دیوبندی کی لڑکی سے شادی جائز ہے تو کیا قادیانی فرقے کے جاہل قادیانی سے اور شیعہ فرقے کے جاہل شیعہ کے یہاں شادی بیاہ کرنا درست ہو گا؟

کیا ان جاہل عوام کا صرف اتنا ہی اعتقاد کافی نہیں کہ میرا مسلک صحیح ہے اور اپنے مسلک کے عالم کی اقتدا کرتی ہے اور اپنے مسلک کے علاوہ والے کو ناحق تصور کرتی ہے، اور باطل کہتی ہے اور اپنے آپ کو دیوبندی کہتی ہے۔ یہاں تک کہ دیوبندیت اس کے خاندان سے ہی چلی آرہی ہے تو اس کے یہاں شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ اور وہ مولوی (یعنی زید) یہ بھی کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے دیوبندی کے کافر ہونے کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ صرف علمائے حرمین کے فتوے کو نقل کر کے شائع کیا، اور اعلیٰ حضرت صرف ناقل کی حیثیت سے ہیں۔ تو کیا اعلیٰ حضرت نے دیوبندی کے کافر ہونے کا فتویٰ خود نہیں دیا ہے، اور یہ بھی واضح کیا جائے کہ کسی جاہل دیوبندی کی

لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے؟

الجواب

جو شخص اپنے کو دیوبندی کہتا ہے اس سے میل جول، سلام کلام حرام ہے اگرچہ وہ دیوبندیوں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع نہ ہو جن پر علمائے اہل سنت نے انھیں کافر کہا ہے، اس لیے کہ ہر دیوبندی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نعرۂ رسالت شرک ہے، اولیا، انبیا سے مدد مانگنا شرک ہے، میلاد و قیام، نیاز فاتحہ، عرس حرام و بدعت ہے۔ جس کی بنا پر ہر دیوبندی ہم اہل سنت کو بدعتی اور مشرک کہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اہل سنت سے خارج، گمراہ، بددین ہے اور ہر گمراہ کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم."(۱) نہ ان کے پاس اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، اور ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو۔

ظاہر ہے کہ کہیں شادی بیاہ بغیر میل جول، اور دوستانہ تعلقات کے نہیں ہو سکتا۔ پھر شادی کے مراسم میں انتہائی پیار و محبت کے ساتھ میل جول ہوتا ہے یہ سب حرام و گناہ ہے۔ آپ لوگوں کو بھی ہوش بعد میں آیا جب وہ خبیث وہابی زید کا ساڑھو ہے تو وہ پہلے سے اس کے ساتھ ربط ضبط پیار و محبت کا تعلق رکھتا ہو گا، یہ خود حرام ہے۔ ہو سکتا ہے زید نے کسی مدرسے میں پڑھ کر دستار بندی کرالی ہو، ہر دستار بندی کرانے والا عالم نہیں ہوتا۔ آج کل مدارس سے فارغ ہونے والوں میں بمشکل پانچ فی صد عالم ہوتے ہیں، پنچانوے فیصد علم سے کورے ہوتے ہیں۔ مدرسے والے اپنی کارکردگی دکھانے کے لیے اور زیادہ سے زیادہ چندہ بٹورنے کے لیے جو بھی دستار بندی کی خواہش کرتا ہے اسے وہ باندھ دیتے ہیں۔

اس نے غلط کہا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے دیوبندیوں پہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ۱۳۲۰ھ میں دیوبندیوں کے کفر کا فتویٰ دیا جو المعتمد المستند میں مطبوع ہے۔ حسام الحرمین میں علمائے حرمین طیبین کے فتاویٰ مطبوع ہیں وہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے اس فتاویٰ مبارکہ کی تصدیق ہیں۔ حسام الحرمین کے شروع میں ہے:

اس (اعلیٰ حضرت) کی تصنیفیں دو سو سے زائد ہیں ان میں سے المعتقد المنتقد کی شرح المعتمد المستند ہے، اس کی ایک مبحث شریف میں ان کفری بدعات کے اصول پر کلام کیا ہے جو آج ہندوستان میں شائع ہو رہی ہے اُس مبحث میں سے بعض فرقوں کا ذکر اسی کی عبارت میں آپ حضرات پر پیش کرتے ہیں تاکہ آپ حضرات کی تصدیق سے مشرف ہو اور آپ حضرات کی تصحیح و تحقیق کی برکت سے مذہب اہل سنت پر سے ہر

(۱) المستدرك للحاكم ص:۶۳۲، ج:۳، السنة لابن عاصم ص:۴۸۳، ج:۲.

مشکل دور ہو۔ اس کے بعد: "قال فی المعتمد المستند" لکھ کر پہلے قادیانیوں کے کفریات گنائے، پھر دیوبندیوں کے اس کے بعد ان کا حکم تحریر فرمایا۔ یہ طائفے سب کے سب کافر و مرتد ہیں، باجماع امت اسلام سے خارج ہیں جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر، ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے۔ اگر زید عالم ہوتا تو اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لیے سنیوں کو فریب نہیں دیتا۔ مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی کو بھی کافر کہا ہے۔ اور جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے انھیں بھی کافر کہا ہے۔ تمہید ایمان میں اسے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

زید نے ایک غلطی کی تھی خدا کا خوف کرتے ہوئے اسے اپنی غلطی مان لینی چاہیے تھی، کہ، دیتا مجھ سے گناہ ہوا، میں گناہ کر رہا ہوں۔ اپنی غلطی پر پردہ ڈالنے کے لیے فریب دینا ایک بہت نیچی حرکت ہے۔ پھر زید سے کوئی پوچھے کہ جب اس کا ساڑھو کافر نہیں تھا تو یہ شرط کیوں کہ ان کا ذبیحہ نہیں کھائے گا۔ یہ صحیح ہے کہ جو عوام دیوبندی دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کے کفریات پر مطلع نہیں وہ کافر نہیں۔ ایسے مرد و عورت سے نکاح صحیح، اس معنی کر نکاح درست ہوگا، قربت زنا نہ ہوگی، اولاد، اولاد زنا نہ ہوگی۔ مگر جب اجہل سے اجہل دیوبندی بھی گمراہ بددین ہے تو اس سے میل جول حرام، اس کے ساتھ کھانا پینا حرام۔ چلیے میاں بیوی زنا سے بچے، لیکن کتنے گناہوں میں مسلسل مبتلا ہوتے رہیں گے۔ جس طرح زنا گناہ ہے، اسی طرح بدمذہبوں سے میل جول بھی گناہ ہے اور بدمذہبوں سے میل جول زنا سے زیادہ مضر۔ چلیے زنا سے بچ گئے اور زندگی بھر سیکڑوں گناہ کرتے رہے، یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔ پھر عوام اس دقیق فرق کو نہیں جانتے کہ جو کفریات پر مطلع ہو وہ کافر اور جو مطلع نہ ہو وہ کافر نہیں۔ وہ جب دیکھیں گے کہ ایک مولوی کہلانے والے نے دیوبندی کو خسر بنایا، دیوبندی لڑکی کو گھر لایا تو پھر انھیں کون روکے گا کہ دیوبندی سے شادی بیاہ حرام ہے۔ اس مولوی صاحب کو یہ فتویٰ دکھایا جائے، سمجھایا جائے اور ان سے فرمائش کی جائے کہ اب تک آپ نے جو کچھ کیا اس سے توبہ کریں اور آئندہ اس وہابی خسر سے بالکلیہ قطع تعلق کریں۔ اور جو دیوبندی کی لڑکی لائے ہیں اس لڑکی پر دیوبندی کی کفری عبارتیں پیش کریں، اس سے پوچھیں کہ ان کو کیا کہتی ہے؟ اگر وہ ان کو کافر کہے تو پھر سے نکاح کر کے اس کو رکھ لیں اور اگر کافر نہ کہے تو اس کو گھر سے نکال دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ شیطان کا علم حضور کے علم سے زیادہ ہے؟

مسئولہ: سید محمد منصور عالم سرائے شاہی مسجد کوسی کلاں، ضلع متھرا، یو۔ پی۔

مسئلہ- کیا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی کتاب "خالص الاعتقاد" میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے؟ ادھر دیوبندیوں نے اس مسئلہ پر بہت اودھم مچایا ہے۔

الجواب

یہ ان خبثا کا افترا اور بہتان ہے اور افترا کرنا بے ایمانوں کا کام ہے۔ ارشاد ہے:

"اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔"[1] جھوٹ بے ایمان ہی باندھتے ہیں۔

دیوبندیوں کے اعتقاد میں جب خدا جھوٹ بول سکتا ہے تو یہ جھوٹ بولنے کو واجب جانتے ہیں، خصوصاً جھوٹ بول کر اہل سنت کو بدنام کرنا سب سے بڑی عبادت جانتے ہیں۔ خالص الاعتقاد تو خالص الاعتقاد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کسی کتاب میں بلکہ علمائے اہل سنت میں سے کسی کی کتاب میں یہ خبیث مضمون نہیں۔ جو دکھا دے منہ مانگا انعام لے۔ ہاں یہ خبیث مضمون انبیٹھی کی براہینِ قاطعہ میں ہے جسے بغور پڑھ کر ہر ہر حرف کی تصدیق گنگوہی صاحب نے بھی کی ہے۔ براہین قاطعہ کے ص:۵۱ پر ہے: "شیطان اور ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔؟ کہ جس سے تمام نصوص (قرآن و حدیث کے ارشادات) کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" شرک نہیں تو کون سا حصہ ایمان کا ہے۔" اس عبارت میں انبیٹھی اور گنگوہی نے پہلے شیطان کے علم کی وسعت کی زیادتی قرآن و حدیث سے ثابت مانی، پھر بعد میں لکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم کی وسعت کی کوئی نص قطعی نہیں۔ اس کا صاف مطلب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم کی وسعت ثابت نہیں، اسی لیے اخیر میں لکھا کہ حضور کے لیے علم کی زیادتی ماننا شرک ہے۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے عقیدے میں شیطان کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔ دیوبندیوں کے اس عقیدے کی بنا پر تمام علمائے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان کو کافر کہا۔ اس سے عاجز آ کر ان کے فسادیوں، مفتریوں، کذابوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر افترا کیا۔ جن کا بھرپور رد اس خادم نے اپنی کتاب "تحقیقات" میں کیا ہے، جس کے جواب سے سارے دیوبندی چھوٹے بڑے عاجز ہیں اور قیامت تک عاجز رہیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) قرآن مجید، سورۃ النحل، پ:۱۴، آیت:۱۰۵

اعلیٰ حضرت کا شعر حدیث کے مطابق ہے؟

مسئولہ: ڈاکٹر محمد رضا انصاری، پٹنی میڈیکل ہال، چوک، قصبہ مہنداول، ضلع بستی (یو۔پی۔)

مسئلہ-توہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا　　　سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا
(اعلیٰ حضرت بریلوی)

انھیں کے ایک مریدِ خاص "نغمة الروح" میں یہ شعر لکھتے ہیں:
نوری صورت نوری مورت ہے تری۔ تو ہے عینِ نور احمد رضا۔
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

الجواب

اعلیٰ حضرت نے جو لکھا "تو ہے سایہ نور کا-ہر عضو ٹکڑا نور کا" یہ حدیث کا مفہوم لکھا ہے۔ حدیث میں ہے:

"يا جابر إن الله قد خلق قبل الأشياء نور نبيك من نوره." رواه عبد الرزاق في المصنف.[1]　　اے جابر اللہ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔

یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کو اعتراض کیا ہے۔ اور آپ نے اس کے بعد نغمۃ الروح کا ایک شعر نقل کیا ہے۔ پتہ نہیں آپ کو اعلیٰ حضرت کے شعر پر اعتراض ہے یا نغمۃ الروح کے شعر پر۔ اگر اعلیٰ حضرت کے شعر پر اعتراض ہے تو وہ حدیث کا مفہوم ہے، آپ کا اعتراض حدیث پر ہوا اور اگر نغمۃ الروح کے شعر پر ہے تو آپ کو اپنا اعتراض لکھنا چاہیے تھا کہ اس کا جواب دیا جاتا۔ نغمۃ الروح میں نوری صورت سے مراد روشن صورت، جیسے بولتے ہیں نورانی چہرہ۔ اب آپ کو کیا اعتراض ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم

مسلک اعلیٰ حضرت سے کیا مراد ہے؟

مسئولہ: عبد المنعم قادری مجیبی، نعمت کتب خانہ، مدرسہ گیٹ، بائسی، پورنیہ، بہار-۲۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-مسلک اعلیٰ حضرت سے کیا مراد کیا ہے اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر کیا حکم ہے۔ مذکورہ سوالات کے جوابات کتب فقہ و قرآن و حدیث کی روشنی میں دیں۔

الجواب

مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ مذہب حق ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے "الیٰ یومنا هذا"

(۱) صلات الصفا في نور المصطفیٰ، ص:۳، مصنف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

متوارث چلا آتا ہے، جس کی تنقیح، تائید ماضی قریب میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کی ہے۔ اس لفظ کے رواج دینے کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب اسلام میں فرقۂ باطلہ روافض، خوارج، معتزلی پیدا ہوئے تو مذہب حقہ کے امتیاز کے لیے "اہل سنت و جماعت" لفظ شائع و ذائع ہوا۔ لیکن ماضی قریب میں کچھ فرقے ایسے پیدا ہوئے جو گم راہ بد دین اور اسلام سے خارج ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو سنی اور اہل سنت کہتے رہے جیسے وہابی، دیوبندی، مودودی، صلح کلی وغیرہ تو اپنے آپ کو صرف سنی اور اہل سنت کہنے سے ان بد مذہبوں سے امتیاز نہیں ہوتا تھا۔ سب بد مذہبوں سے امتیاز کے لیے جو لفظ خاص ہے وہ "مسلک اعلیٰ حضرت" ہے۔ سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے اس وقت ہندوستان میں پائے جانے والے بد مذہبوں سے پورا امتیاز ہو سکے۔ یہی ایک لفظ ایسا ہے جس سے امتیازِ کامل حاصل ہوتا ہے۔ سائل کو اگر اطمینان نہ ہوا ہو تو وہ مجھے بتائے کہ صحیح العقیدہ سنیوں کو دوسرے بد مذہبوں سے ممتاز کرنے کے لیے کیا لفظ استعمال کرے گا۔ وہ جو لفظ بھی بتائے اسے میرے پاس لکھ کر بھیج دے تو میں اسے سمجھا دوں گا کہ اس سے امتیاز نہیں ہوتا۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: محمد نواب کریم شیخ، عبد الجبار عبد القادر کاغذی، عبد المجید غلام غوث کاغذی، عقیل احمد عبد الغنی حلوائی، محمد سراج محمد اسماعیل شیخ، جنیر، ضلع پونہ، مہاراشٹر-۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ-مسلک اعلیٰ حضرت کیسا ہے؟ اور مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کہنا کیسا ہے، مدلل و مفصل جواب عنایت فرما کر مطمئن فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

الجواب

مسلک اعلیٰ حضرت وہی مسلک اور مذہب ہے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر دنیا میں مبعوث ہوئے اور انھیں عقائد و اعمال کا نام ہے جو تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا، جسے صحابۂ کرام سے تابعین نے لیا تھا، تابعین سے تبع تابعین نے لیا، اور قرناً بعد قرنٍ اسلاف سے منتقل ہوتا ہوا آرہا ہے۔ جو سرکار غوث اعظم اور سرکار غریب نواز اور تمام اولیاے کرام و علماے اہل سنت کا تھا۔ انھیں عقائد و اعمال کی اشاعت اپنے عہد میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمائی۔ صرف دیوبندیوں، مودودیوں، وہابیوں، صلح کلیوں سے امتیاز کے لیے اس کا نام مسلک اعلیٰ حضرت رکھا گیا اور بلا شبہہ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کا نعرہ لگانا صحیح ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت سے چڑھنے والے کا حکم

مسئولہ: حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں مدظلہ العالی، بڑی سرکار، مارہرہ، ضلع ایٹہ (یو۔پی۔)-۷ر ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ-مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور مفتی اعظم مصطفی رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے بیزار ہوکر زید نے مجلس منعقد کرنے والوں کے بارے میں کہا کہ ”ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ احمد رضا خان سے پیدا ہیں، صبح سے احمد رضا احمد رضا سنتے سنتے کان پک گئے۔ اور مسلکِ احمد رضا کوئی چیز نہیں۔“ مذکورہ اقوال کی روشنی میں زید پر کیا حکم شرعی ہے؟

الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ذات گرامی اس دور میں حق و باطل کی معیار ہے۔ ان سے محبت ان کی عظمت کا اعتراف سنی صحیح العقیدہ ہونے کی علامت ہے اور ان کے ذکر سے چڑھنا اگر حسد اور ذاتی عناد کی وجہ سے نہیں تو بدمذہبی کی دلیل ہے۔ مگر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بہت سے دنیادار پیری مریدی کا دھندا کرنے والے یا علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانے والے ازراہِ حسد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ذکر سے چڑھتے ہیں۔ اگر زید نے یہ سب کچھ ازراہِ حسد کہا ہے۔ حسد کرنا وہ بھی ایک ایسے مرجعِ عالم مقتدیٰ سے جو اپنے وقت کا مجدد ہو، حرام و گناہ ہی نہیں دین کی بربادی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث۔

عالمگیری میں ہے:

”من أبغض عالماً من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر.“[1] جو کسی عالم سے بلا وجہ بغض رکھے اس پر اندیشۂ کفر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت امام اعظم کے مقلد تھے تو مسلک امام اعظم کیوں نہیں کہا جاتا؟ مسلک اور مذہب میں کیا فرق ہے؟

مسئولہ: غلام محمد فضل الرحیم قادری مومن-۲۰ر صفر ۱۴۱۲ھ

مسئلہ- بخدمت شریف حضور مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ مدظلہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین ذیل کے مسئلہ میں۔ یہاں پر ایک پیر صاحب کا کہنا ہے

(۱) فتاویٰ عالم گیری: ج:۲، ص:۲۷۰، کتاب السير، الباب التاسع فی أحكام المرتدين، رشيديه، پاكستان

کہ مسلک اعلیٰ حضرت کہنا ٹھیک نہیں ہے، کیوں کہ اعلیٰ حضرت بھی مسلکِ امام اعظم پر تھے تو پھر اعلیٰ حضرت کا مسلک کیسے ہوا، وہ امام اعظم کا مسلک ہوا۔ کیا یہ پیر صاحب کا کہنا ٹھیک ہے؟ کیا مسلک اور مذہب میں فرق نہیں ہے۔ اس کی تفصیل معلوم کرائیے تو نوازش ہوگی۔

الجواب

اس جاہل پیر سے کہیے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مسلک پر تھے، تو مسلک امام اعظم کہنا بھی صحیح نہیں ہے اس نے بھی غلط کہا، اس کو مسلک رسول اللہ کہنا چاہیے۔ مسلک اور مذہب کے ایک ہی معنی ہیں۔ یہ جاہل پیر ہمارے اس سوال کا جو جواب دے گا اسی سے مسلک اعلیٰ حضرت کہنے کا بھی جواز ثابت ہوجائے گا۔ آپ اس جاہل پیر سے سوال کرکے چھوڑ دیں اور آگے جو کچھ میں لکھوا رہا ہوں اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرلیں، اس زمانے میں دیوبندی اکثر مودودی بہت سے نیچری حتی کہ قادیانی بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں، یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک کا پابند۔ اس لیے حنفی یا مسلک امام اعظم کہنے سے ان بد مذہبوں اور اہل سنت کے مابین امتیاز نہ ہوسکے گا۔ ان تمام گمراہ فرقوں سے امتیاز لفظ مسلک اعلیٰ حضرت ہی سے ہوتا ہے۔ اس لیے اہل سنت اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والے کہتے ہیں، جیسے کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کے عہد پاک میں رافضی، ناصبی، خارجی، قدری وغیرہ گمراہ فرقے پیدا ہوچکے تھے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ ان سے امتیاز کے لیے اہل سنت نے مذہب امام اعظم، مسلک امام اعظم کا نعرہ دیا۔ اسی طرح اس زمانے میں بدمذہبوں سے امتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شفاعت کا انکار کرنے والے کا حکم۔

غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ الملفوظ پر اعتراض کا جواب

مسئولہ: انوار رضا، ڈھیرم، معرفت غلام محی الدین، حشمت نگر، دارالعلوم حشمت الرضا، پیلی بھیت (یو۔پی۔) ۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۷ھ

مسئلہ-زید نے اپنے اشعار کچھ اس طرح لکھے ہیں جس کا اقتباس حاضر خدمت ہے۔

پارہ قرآن سات رکوع انیس میں ہے لکھا — مت کہ، برا گالی نہ دے کسی کو تو بھی

ہے حکم خدا کوئی شفاعت نہ کرے گا — روز حساب سامنے اللہ کے نبی بھی

دیکھو قرآن ہے آیۃ الکرسی میں یہ آیا — من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ

قبروں پہ جانا فاتحہ پڑھنا ہے سنت رسول — پر یاد رہے ایاک نعبد و ایاک نستعین

اللہ کے رسول تو سب کے امام تھے — وہ سب ہیں مومن وانصار مہاجر اور صحابی
پر سرزمین ہند میں گزرے ہیں ایک امام — ہیں وہ امام اعلیٰ حضرت احمد رضا خان مولوی
ہے ملفوظات حصہ دوم ص:۲۵ پر ثابت — تھے امام احمد رضا خان صل علی تھے مقتدی

مندرجہ بالا اشعار کا مفصل جواب قرآن وحدیث وملفوظ کی روشنی میں عطا فرمائیں

الجواب

ان اشعار کا لکھنے والا کوئی انتہائی ملحد و بے دین اور انتہائی بے باک ہے اس نے ان اشعار میں قرآن مجید کی تحریف معنوی کی ہے۔ قرآن مجید کی خود اپنی نقل کی ہوئی آیت کا انکار کیا ہے جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج کافر و مرتد ہو گیا۔ اس کے تمام اعمال حسنہ اکارت ہو گئے، اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی اس پر فرض ہے کہ قرآن مجید کی تحریف اور انکار سے توبہ کرے کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہو اگر وہ توبہ و تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمان اس سے میل جول، سلام کلام بند کر دیں۔ اسی حال پر مرجائے تو مسلمان اس کے کفن دفن جنازے میں شریک نہ ہوں۔ قرآن مجید میں کہیں نہیں کہ کسی کو برا نہ کہو، گالی نہ دو، اور جس آیت کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

''وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔''(۱) — مشرکین اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں انھیں گالی نہ دو، کیوں کہ وہ پھر اپنی جہالت اور سرکشی کی وجہ سے اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے۔

اس آیت میں صرف معبودان باطل کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے جس کو یہودی صفت نے بدل کر یہ لکھ دیا کہ کسی کو برا نہ کہو، قرآن مجید کی آیت کے ترجمے میں اس قسم کی زیادتی تحریف معنوی ہے اور تحریف معنوی کفر ہے۔ بت خاص ہے "کسی کو" عام ہے۔ قرآن مجید میں سورہ قلم میں ولید بن مغیرہ کے بارے میں جو کافر تھا۔ فرمایا: بہت قسمیں کھانے والا ذلیل بہت طعنہ دینے والا چغل خور بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا بدکردار، بدمزاج اور اس سب پر بڑھ کر یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے (حرامی) ہم اس کی سور جیسی تھوتھنی پر داغیں گے۔ اس ملحد سے پوچھیے کہ قرآن کے ان ارشادات کا کیا جواب دے گا۔ اس شعر میں اس نے دو کفر کیا ہے۔ قرآن مجید کی تحریف معنوی بھی کی ہے اور قرآن مجید کا انکار بھی کیا ہے۔ دوسرا شعر بھی اس کا صریح کفر ہے اور قرآن مجید کا صریح انکار اور اس کی جہالت ہے کہ اپنی تائید میں جو آیت نقل کی ہے وہی خود اس کا رد ہے۔ ارشاد ہے:

(۱) قرآن مجید، پ:۳، سورۃ: الانعام، آیت:۱۰۸

''مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔''(۱) — کون ہے جو اس کے وہاں بے اس کے حکم کے سفارش کرے۔

اس آیت سے خود ثابت ہے کہ اللہ کے حکم سے کوئی شفاعت کرے گا اور وہ انبیا، اولیا ہیں۔ قرآن میں کتربیونت کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ خاص الحاد و بے دینی ہے۔ شفاعت کا مطلقاً انکار کرنے والا کافر ہے۔ شفاعت کا انکار کر کے بھی یہ شخص مرتد ہوا۔ چوتھے شعر میں اس نے جو گمراہی پھیلانی چاہی ہے وہ خود اس کے عمل سے باطل ہے اگر یہ مان لیا جائے تو صرف اللہ ہی سے مدد مانگنا جائز ہے، اللہ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنا جائز نہیں تو زندوں سے بھی مدد مانگنا حرام ہوگا۔ لہٰذا اس کا اپنی بیوی سے پانی، کھانا مانگنا، کسی سے کچھ مانگنا حرام اس جاہل کو پتہ نہیں کہ اللہ عزوجل نے جن بندوں کو مدد کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے، ان سے مدد مانگنا حقیقت میں اللہ سے مدد مانگنا ہے۔ چناں چہ مولوی شبیر احمد دیوبندی، جو دیوبندی جماعت کا بہت بڑا عالم تھا اپنی تفسیر میں لکھتا ہے اس آیت "اياك نعبد و اياك نستعين." سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندے کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقبل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کریں تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت در حقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

اخیر کے تین اشعار دیوبندیوں کی شیطنیت اور گمراہ گردی ہیں۔ الملفوظ کی عبارت سے۔ یہ سمجھنا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مقتدی تھے۔ جہالت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجے کی شرارت ہے اور حضور اقدس ﷺ کے مرتبے اور شریعت کے احکام سے ناواقفی ہے اس کا دندان شکن جواب میں نے اپنی کتاب تحقیقات میں دیدیا ہے۔ لیکن اس جواب پر یہ چپ نہیں ہوگا، بڑبڑاتا رہے گا۔ اس لیے اس کا منھ بند کرنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ اس سے پوچھیے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا کسی نے خواب میں دیکھا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے حضور اقدس ﷺ تشریف لائے ہیں تو اب اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں پڑھی جائے گی تو اس کا کوئی امام ہوگا یا نہیں، اور اگر کوئی امام ہوگا تو حضور اقدس ﷺ اس کے مقتدی ہوں گے کہ نہیں۔ الجمعیت کے شیخ الاسلام نمبر میں صراحت ہے کہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے خواب میں جمعہ پڑھایا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کے پیچھے نماز جمعہ پڑھی جب اس کی لاٹھی اس کے سر پر پڑے گی اس کا دماغ صحیح ہوگا۔ تحقیقی جواب کے لیے میری کتاب "تحقیقات" کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) قرآن مجید، پ:۳، سورۃ: البقرۃ، آیت:۲۵۵

جزاء اللہ عدوہ۔ کی عبارت پر ایک اعتراض کا جواب

مسئولہ: احمد حاجی عبدالغفار نورانی، ملن ٹریڈرس ٹاؤن ہال کے پیچھے، کلن گنج کھنڈوہ (ایم۔پی۔) ۶؍ ذوالحجہ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ "ابن الوقت ملا کی خانہ تلاشی" نامی کتاب مؤلف محمد اسماعیل مشہدی مرادآبادی، ناشر مکتبۂ مجیب نمبرا ے این، ۱۷؍ روڈ باندرہ ممبئی نمبر ۵۰ کے ص:۳۱۵؍ میں یہ تحریر ہے کہ:

نواں عقیدہ! رضاخانیوں کا یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ تمام اوصاف و اقدار و اختیارات خداوندی سے متّصف بالذات مختار کل ہیں۔ نیز اولیا اللہ کی شان کن فیکون ہے یعنی خدائے تعالیٰ محض خیالی معطل و بے بنیاد ہے۔ العیاذ باللہ۔ چناں چہ...... مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:

"اور نصوص متواترہ اولیاے کرام و ائمہ عظام و علماے اسلام سے مبرہن ہو چکا ہے کہ ہر نعمت قلیل ہو یا کثیر، صغیر ہو یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت تک، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک و انسان، جن یا حیوان بلکہ ماسواے اللہ جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں (حضور اکرم ﷺ) کے در کار کرم سے کِھلی اور کِھلتی ہے اور کِھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔" (جزاء اللہ عدوہ ص:۲۳)

اب عرض یہ ہے کہ "جزاء اللہ عدوہ" نامی اعلیٰ حضرت کی کوئی کتاب ہے اور اس میں یہ عبارت موجود ہے جس کا مطلب محمد اسماعیل نے نکال کر "نواں عقیدہ" کے ضمن میں لکھا ہے۔ آیا اس عبارت کا وہی مفہوم ہے جو کہ اس نے لکھا ہے یا کچھ اور۔ مندرجہ بالا مسئلہ کا جواب تشریح کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ (یعنی یہ مسئلہ کہ سرکار کے دربار سے ہمیشہ سے سب کو ملتا ہے اور ملے گا کلام مبین یا احادیث کریمہ کی کس عبارت سے ثبوت ملتا ہے۔ نیز مذکورہ مطلب نکالنے والے پر حکم شرع کیا عائد ہوتا ہے؟

الجواب

"جزاء اللہ عدوہ" اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ کا مشہور رسالہ ہے جس میں علاوہ آیہ کریمہ کے ایک سو بیس احادیث اور علما کے ارشادات سے ثابت فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین اس معنی میں ہیں کہ آپ آخر الانبیا ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور دیوبندیوں کے سرگروہ قاسم نانوتوی کا رد فرمایا ہے کہ اس نے تحذیر الناس میں لکھا کہ خاتم النبیین کا معنی سب میں پچھلا ہونا عوام کا خیال ہے۔ اس میں کوئی فضیلت نہیں۔ یہ معنی ماننے میں حضور کی تنقیص شان اور اللہ تعالیٰ کی طرف بیہودہ گوئی کا توہم ہے۔ آپ

کے زمانے میں یا آپ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ چوں کہ اس کتاب میں دیوبندی کے سب سے بڑے مولوی کا رد ہے اس لیے اس مرادآبادی نے یہ افترا کیا جو سوال میں مذکور ہے۔

دیوبندی چوں کہ اللہ عزوجل کی شان میں بھی گستاخ ہیں اور حضور ﷺ کی بھی توہین کرتے ہیں اس لیے ان کو نہ خدا کا خوف نہ اس سے شرم، جھوٹ، بہتان، افترا سے ان کا مذہب بنا ہے۔ مرادآبادی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضور ﷺ تمام اوصاف و اقدار اختیارات خداوندی میں متّصف بالذات ہیں، اور اولیاے اللہ کی شان کن فیکون ہے یعنی خدائے تعالیٰ محض خیالی معطل اور بے بنیاد ہے۔ اس نے دو سطر میں کیا کیا دعویٰ کیا ہے پہلے اس کو ذہن میں رکھیں۔ اول: تمام اوصاف۔ دوم: تمام اقدار۔ سوم: اختیارات خداوندی سے متّصف بالذات ہیں۔ چہارم: اولیا اللہ کی شان کن فیکون ہے۔ پنجم: خدائی محض خیالی ہے۔ ششم: معطل اور بے بنیاد ہے۔

اس کا علاج تو صرف یہی ہے کہ اگر یہ مرادآبادی مردہ نہیں ہوا اور اگر کہیں مل جاتا تو اس کو پکڑ کے پوچھتے کہ بتا یہ چھ چیزیں تو بہت ہیں تو ان چھ میں سے ایک کو بتا کہ اس عبارت سے کیسے ثابت ہوتا ہے۔ اولیاے کرام کے بارے میں تو اس عبارت میں کہیں ذکر ہی نہیں، ہے تو صرف یہ کہ نصوص متواترہ اولیاے کرام سے یہ ثابت ہے۔ یعنی اولیاے کرام کے ارشادات سے یہ ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی یہ شان ہے۔ یہ کہاں ہے کہ اولیا کی شان کن فیکون ہے۔ اس مرادآبادی کو یہ بھی نہیں معلوم کہ خدائی اوصاف، خدائی اقدار، خدائی اختیارات کیا ہیں۔ جزاء اللہ عدوہ" میں تو صرف یہ ہے کہ جس کو جو نعمت ملی وہ حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ سے ملی۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نعمتوں کے بانٹنے والے ہیں۔ کیا اس مرادآبادی کا خدا ایسا ہے کہ وہ صرف نعمتوں کا بانٹنے والا ہے۔ اسی میں اس کی خدائی تمام صفات، اقدار، اختیارات منحصر ہیں۔ حق یہ ہے کہ دیوبندی، وہابی خدا کو بھی نہیں پہچانتے۔ اگر پہچانتے تو ایسی جہالت کی بات نہیں کرتے مسلمانوں کا خدا وہ ذات ہے جو واجب الوجود قدیم غیر متناہی ہے اپنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔ اس کی ہر صفت ذاتی غیر مخلوق ہے وہ صرف نعمت بانٹنے والا ہی نہیں، ہر نعمت کا پیدا کرنے والا، ہر نعمت کا مالک حقیقی اور متصرف حقیقی ہے۔ وہ جسے جو چاہے دے، اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ نعمت بانٹنا ایک فعل ہے، ایک مخصوص صفت ہے صرف ایک صفت اگر بالفرض حضور کے لیے ثابت ہوئی تو تمام صفات، اقدار، اختیارات کا ثبوت کہاں ہوا۔ اس صفت کے علاوہ بھی اللہ عزوجل کی صفات غیر متناہی لا تعد ولا تحصیٰ ہیں جن

کی گنتی نہیں۔ مثلاً مالک ہونا، قادر ہونا، خالق ہونا، زندہ کرنے والا ہونا، مارنے والا ہونا وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے اس مرادآبادی کا "جزاء اللہ عدوہ" کی اس عبارت سے وہ مطلب نکالنا جو اس نے نکالا ہے غلط ہے۔ "جزاء اللہ عدوہ" کی عبارت کا وہ مطلب ہرگز نہیں۔ اسی طرح اس کا یہ کہنا کہ "یعنی خدائی محض خیالی اور معطل ہے۔" یہ بھی اس عبارت سے کسی طرح نہیں نکلتا، ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص مالک و مختار ہے وہ جو چاہے کرے، جس کو جو چاہے دے۔ اس نے اپنے کسی دوست کو ہزار روپے دیے کہ اسے بانٹ دو۔ اس کا یہ دوست اس کے روپے بانٹ رہا ہے۔ تو اس سے کہاں لازم آتا کہ یہ اصل مالک محض خیالی ہے معطل ہے۔ اگر کوئی یہ کہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھے عقل نہیں یہ روپے بانٹ رہا ہے تو اسی کے اختیار دینے سے بانٹ رہا ہے۔ روپے مالک ہی کے ہیں اسے اختیار ہے چاہے تو اسے بانٹنے سے روک دے، یہ بھی اختیار ہے کہ پابندی لگا دے، فلاں کو دے اور فلاں کو نہ دے۔ بلا تمثیل مالک حقیقی معطی حقیقی صرف اللہ عزوجل ہے۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب حضور اقدس ﷺ کے قبضے میں دین و دنیا کی ساری نعمتیں دیدی ہیں۔ انھیں یہ حق و اختیار دیدیا ہے کہ جسے چاہیں جتنا چاہیں دیں۔ اللہ عزوجل کی عطا و دین سے اس کے محبوب ﷺ اللہ عزوجل کی نعمتوں کو بانٹنے والے ہیں۔ خود فرماتے ہیں:

"إنما أنا قاسم واللہ یعطی." (بخاری و مسلم)[۱] میں بانٹنے والا ہوں اللہ دینے والا ہے۔

نہ اللہ کے دینے میں تخصیص ہے نہ حضور کے بانٹنے میں تخصیص ہے۔ جیسے اللہ عزوجل ہر نعمت کا دینے والا ہے اسی طرح حضور اقدس ﷺ ہر نعمت کے بانٹنے والے ہیں۔ نہ ادھر تخصیص ہے نہ ادھر۔ اگر حضور اقدس ﷺ کے قاسم ہونے میں کوئی تخصیص کی جائے گی تو لازم آئے گا کہ اللہ کی عطا میں تخصیص ہے۔

سائل کے سوال کا جواب اتنے ہی سے تمام ہوگیا۔ اس کے مزید اطمینان کے لیے اتنا اور عرض ہے کہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل مالک حقیقی معطی حقیقی متصرف حقیقی ہے۔ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب ﷺ کو اپنا نائب بنایا۔ عالم میں تصرف کرنے کی قدرت دی۔ اپنی نعمت کے تمام خزانے ان کے وسعت کرم میں دیے وہ جسے چاہیں دیں۔ جیسے زمین و آسمان سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔ ارشاد ہے:

"لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔"[۲] آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے۔

مگر اس نے خود فرمایا:

(۱) مشکاة المصابیح، ص:۳۲.
(۲) قرآن مجید، سورة: البقرة، آیت:۲۸۴

"مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ۔"[۱] جسے چاہیں ملک عطا فرمادیں۔ جس سے چاہے چھین لیں۔

اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے بادشاہ جیسے چاہتا ہے حکومت کرتا ہے۔ ایک ہی آن میں ایک ملک پر بادشاہ کی بھی حکومت ہے اور اللہ عزوجل کی بھی۔ بادشاہ کی حکومت کا یہ مطلب نہیں کہ اتنے ملک میں اللہ عزوجل محض خیالی ہوگیا معطل ہوگیا۔ ہرگز نہیں اللہ کی بھی حکومت ہے جو حقیقی خدائی ہے اور دائمی ہے، اور اللہ کی عطا و دین سے بادشاہ کی بھی حکومت ہے یہ عطائی و چند روزہ ہے۔ اسی طرح سارا جہان اللہ عزوجل کی ملک ہے جو حقیقی ذاتی دائمی ہے، اور اس کی عطا و دین سے حضور اقدس ﷺ کی بھی سارے جہان میں جو حکومت ہے وہ عطائی ہے۔ یہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ و اقوال علما سے ثابت ہے۔ حضرت آدم کے لیے فرمایا:

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔"[۲] میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

حضرت داؤد کے لیے فرمایا:

"یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ۔"[۳] اے داؤد بے شک ہم نے تم کو زمین میں اپنا نائب بنایا۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یخلفنی فی تنفیذ أحکامی."[۴] زمین میں میرے تمام احکام کے نافذ کرنے میں میرا نائب ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اوتیت بمفاتیح خزائن الارض."[۵] مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

دوسری حدیث میں دنیا کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

(۱) قرآن مجید، سورة: آلِ عمران، آیت:۲۶
(۲) قرآن مجید، سورة: البقرة، آیت:۳۰
(۳) قرآن مجید، سورة:ص: ۳۸ آیت:۲۶
(۴) تفسیر جلالین، ص:۷، مطبوعه اصح المطابع دهلی
(۵) بخاری شریف: ج:۱، ص:۱۷۹، کتاب الجنائز، باب الصلوٰة، علی الشهید

"کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ﷺ ہرچہ خواہد۔ ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔"(۱)

تمام کام حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک میں دیدیا گیا ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے پروردگار کے اذن سے دیں۔

علامہ ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں:

"جعل خزائن كرمه وموائد نعمه طوع يديه وارادته ويعطي منها من يشاء."(۲)

اللہ عزوجل نے اپنی نعمت کے تمام خزانے اور اپنے کرم کے تمام دستر خوان حضور کے قبضے میں دے دیے ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

اگر اس سے مزید دلائل کی خواہش ہو تو اعلیٰ حضرت امام احمد قدس سرہ کی کتاب "الامن والعلی" کا مطالعہ کریں۔ یہ مرادآبادی جس نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتاب مستطاب "جزاء اللہ عدوہ" کی ایمان افروز عبارت سے یہ کفری مضمون نکالا ہے پکا جاہل اعلیٰ درجے کا فریب کار دجال وہابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اعلیٰ حضرت سنیت کی پہچان ہیں؟ سنی کو وہابی کہنا کیسا ہے؟ کیا کفر سرزد ہو جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟ کافر سے نکاح پڑھوانا کیسا ہے؟

مسئولہ: عبدالقیوم رضوی مدرسہ عزیزیہ سلطان پور

مسئلہ - ۱ - کیا اس زمانے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے مسلک کا جاننا سنی ہونے کی پہچان ہے؟

۲ - کیا وہابی اور دیوبندی بدتر کافر ہیں؟ اور کیوں؟

۳ - کیا کسی مسلمان کو وہابی کہنا اور سمجھنا کافر کہنے کے برابر ہے؟ اور مسلمان کو کافر کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے؟

۴ - اکرم خان کسی سنی حنفی بریلوی مسلمان کو ذلیل کرنے کے لیے اپنی ذاتی بغض و حسد کے باعث وہابی کہتا ہے کیا صحیح ہے؟ اگر نہیں تو وہابی کہنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

۵ - کیا اس بارے میں حدیث کی کسی کتاب میں بیان کیا گیا ہے یا صرف علما کا خیال ہے؟

(۱) اشعة اللمعات حصه اول. ص؛۳۹۶

(۲) جوهر منظم: ص:۴۲

۶ - اگر بدبختی سے کسی پر کفر ثابت ہو جائے تو کیا نکاح نہیں ٹوٹتا اور اب بھی اس کو اپنی بیوی سے ملنا جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس پر زنا کا حکم اور اس دوران پیدا ہونے والی اولاد پر حرامی ہونے کا حکم لگایا جانا صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے شخص کو امام و قاضی بنانا کیسا ہے؟ اس کے پیچھے عیدین، جمعہ اور دیگر پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

۷ - جس قاضی پر کفر کا فتویٰ ہو وہ کسی کا نکاح پڑھائے تو کیا وہ نکاح جائز ہے، اور اس سے وہ رشتہ پالیا جائے گا جو اسلام میں نکاح کا مقصد ہے؟ اگر وہ نکاح جائز نہیں تو اس گناہ کا ذمہ دار کون ہوگا؟

الجواب

۱ - حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت کی علامت کیا ہے تو فرمایا: "تفضيل الشيخين وحب الختنين والمسح على الخفين." حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم کو تمام صحابہ سے افضل ماننا اور حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت کرنا اور موزوں پر مسح کرنا۔ وجہ یہ ہوئی کہ خوارج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سب و شتم کرتے تھے اور روافض خلفاے ثلثہ پر، اور موزوں کے مسح کو ناجائز کہتے تھے اس لیے اس دور میں مذکورہ بالا چیزیں اہل سنت کی علامت قرار پائیں۔ ماضی قریب میں کلمہ پڑھتے ہوئے جب وہابیوں، دیوبندیوں نے اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کی گستاخیاں کیں۔ نیچیروں نے ضروریات دین کا انکار کیا، قادیانیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، چکڑالیوں نے احادیث کا رد کیا وغیرہ وغیرہ تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے ان سب کا شدومد کے ساتھ رد کیا اور تمام علماے اہل سنت نے اعلیٰ حضرت کو اپنا امام و پیشوا مانا، ان کی تصانیف اور فتاویٰ سے اتفاق کیا اس لیے اعلیٰ حضرت کی ذات اس دور میں حق و باطل کے درمیان امتیاز بن گئی کہ مکہ معظمہ کے شیخ المحدثین علامہ محمد جزائری نے فرمایا:

"اذا جاء رجلٌ من الهند نسئلُهُ عن الشيخ احمد رضا خان فإن مدحه علمنا أنه من أهل السنة وإن ذمه علمنا أنه من أهل البدعة هذا هو معيار الحق عندنا."

جب ہندوستان سے کوئی شخص آتا ہے تو ہم اس سے شیخ احمد رضا خان کے بارے میں پوچھتے ہیں اگر وہ ان کی تعریف کرتا ہے تو ہم جانتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر وہ ان کی برائی بیان کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ وہ بدمذہب ہے۔ ہمارے پاس یہی کسوٹی ہے۔

چوں کہ ہندوستان کے تمام علماے اہل سنت اعلیٰ حضرت کے ساتھ متفق ہیں اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا مطلب ہوا ہندوستان کے تمام اہل سنت کا مسلک۔ اسی وجہ سے مسلک اعلیٰ حضرت سنیت کا معیار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲-وہابیوں دیوبندیوں نے شان الوہیت و رسالت میں گستاخیاں کی ہیں اور گستاخ رسول بلا شبہہ بد ترین کافر ہے۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین، المصباح الجدید، منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۳-صحیح العقیدہ سنی مسلمان کو وہابی کہنا ایسا ہی ہے جیسے کافر کہنا۔ وہابی اور کافر لازم ملزوم ہیں اس لیے کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان کو وہابی اعتقاد کرکے وہابی کہا تو کہنے والا ضرور کافر ہے اور اگر گالی دینے کے لیے کہا تو فاسق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۴-اس کا حکم نمبر ۳ر کے جواب سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵-ہاں حدیث میں فرمایا گیا: "من قال لأخيه ياكافرفقد باء بها أحدهما."[۱] جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر لوٹا جس کو کہا اگر وہ کافر ہے تو ٹھیک ورنہ کہنے والا کافر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۶-جس شخص پر کفر ثابت ہو اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے جتنی قربت ہوگی زنا ہوگی، جو اولاد ہو اولاد زنا ہوگی۔ اس کے پیچھے کسی نماز میں اقتدا صحیح نہیں اسے قاضی بنانا درست نہیں، جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں سب کا اعادہ فرض۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۷-نکاح پڑھانے والا قاضی وکیل ہوتا ہے اور کافر کو حتی کہ مرتد کو بھی وکیل بنانا جائز اس لیے اگر کوئی کافر مثلاً وہابی، دیوبندی، ہندو ایجاب و قبول کرادے تو نکاح صحیح ہو جائے گا۔ البتہ کافر کو وکیل بنانے کا گناہ ہوگا۔ صحت عقد گناہ کے منافی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلک اعلیٰ حضرت کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ پانچواں مسلک کہاں سے آگیا؟

مسئولہ: بی، محمد نذیر، الٰہی انجینئرنگ ورکس، بلاری روڈ، ہاسپیٹ، کرناٹک-۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-زید ایک عالم دین حنفی مسلک کا ہے، مگر عوام کے سامنے اپنے آپ کو مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند کہتا ہے اور دینی جلسوں میں مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد کا نعرہ لگاتا ہے اور عوام بھی مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگاتی ہے۔

عمر کہتا ہے:-عالم دین اور عوام کو مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگانا مکروہ اور شریعت کے خلاف اور ہمارے چاروں اماموں کے مسلک کے بھی خلاف ہے۔ کیوں کہ چاروں اماموں کے مسلک کے سوا پانچواں یا چھٹواں یا ساتواں کوئی مسلک نہیں۔ اگر ہمارے چاروں اماموں کے مسلک کے سوا کوئی مسلک ہوتا تو مسلک

(۱) مسلم شریف، ج:۱، ص:۵۷، کتاب الایمان مطبع اصح المطابع.

غوث اعظم ہوتا، مسلک غریب نواز ہوتا، مسلک مجدد الف ثانی ہوتا۔

بکر کہتا ہے:-مسلک اعلیٰ حضرت کہنا یا نعرۂ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد لگانا بالکل درست ہے، کوئی مکروہ خلاف شرع کام نہیں اور نہ ہی چاروں اماموں کے مسلک کے خلاف ہے۔ مسلک کے معنی ہیں راہ راستہ یا طریقہ۔ مسلک اعلیٰ حضرت ہوا اعلیٰ حضرت کا راستہ اور مسلک اعلیٰ حضرت ہمارے ہی اماموں کا مسلک ہے، اور مسلک نہیں اور عقائد بھی الگ نہیں۔ مفتی صاحب ادباً گزارش ہے کہ عمر کا قول صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے۔ دلائل کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

زید اور بکر کا قول صحیح اور حق ہے اور عمر جو کچھ کہتا ہے غلط اور باطل ہے عمر یا تو جاہل ہے کہ اسے سمجھ نہیں۔ یا وہ حسد اور عناد کا شکار ہے۔ آج کل اہل سنت کو اس زمانہ کے گمراہ فرقوں سے ممتاز کرنے کے لیے سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے اور کوئی لفظ فٹ نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت اسلام اور اہل سنت وجماعت اور چاروں اماموں کے مذہب کے سوا اور کوئی چیز نہیں۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس مذہب مہذب اسلام اور اہل سنت وجماعت کو جو حضور اقدس ﷺ سے آج تک متوارث چلا آرہا ہے، اپنی تحریر و تقریر سے واضح کیا، اسے پھیلایا، اس کی تائید و حمایت میں دلائل قاہرہ قائم فرمایا جس کی نظیر ماضی قریب میں نہیں۔ پوری چودھویں صدی میں کوئی ایسا نہیں جس نے اسلام و سنیت کی حمایت و نصرت میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مقابلے میں عشر عشیر بھی کیا ہو۔ مسلک اعلیٰ حضرت مسلک ائمہ اربعہ بھی ہے۔ مسلک غوث اعظم بھی ہے، مسلک مجدد الف ثانی بھی ہے۔ ان کے مذہب و مسلک عربی، فارسی کی کتابوں میں تھے ان سب کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اردو میں منتقل فرمایا اور اس کی اشاعت کی۔ دیوبندی، مودودی، صلح کلی بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ائمہ اربعہ اور حضرت غوث اعظم اور حضرت غریب نواز، حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ کے مسلک پر ہیں۔ اس وجہ سے کوئی اگر اپنے آپ کو یہ کہے کہ میں مسلک غوث اعظم، مسلک غریب نواز، مسلک مجدد الف ثانی کا پابند ہوں تو امتیاز نہیں ہو پائے گا کہ سنی ہے کہ دیوبندی ہے کہ مودودی ہے کہ صلح کلی۔ لیکن اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہوں تو پورا امتیاز ہو جاتا ہے۔ تعیین ہو جاتی ہے کہ یہ شخص سنی صحیح العقیدہ ہے۔ نہ دیوبندی ہے نہ مودودی ہے نہ وہابی ہے نہ صلح کلی ہے۔ اس لیے موجودہ دور کے بدمذہبوں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لیے یہ کہنا کہ میں مسلک اعلیٰ حضرت پر ہوں، ضروری ولازم ہے۔ اس پر اعتراض یا تو جہالت ہے یا حسد اور عناد۔ مختصر یہ کہ اہل سنت وجماعت کو موجودہ دور کے بدمذہبوں سے ممتاز کرنے کے لیے سوائے مسلک اعلیٰ حضرت کے اور کوئی لفظ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اعلیٰ حضرت معصوم تھے؟ نجدی کیوں کافر ہیں؟

مسئولہ: محمد انصار، ممبئی – ۲۰ جمادی الآخر ۱۴۱۲ھ

مسئلہ- ❶- کیا فرماتے ہیں علمائے دین حضرت مولانا امام احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی غلطی ہوئی ہے کہ نہیں چاہے وہ دنیاوی ہوں یا دینی ہو؟ کہاں ہوئی؟ کب ہوئی؟ اور اگر کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے تو کیا حضرت مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو معصوم کہا جاسکتا ہے؟

❷- سعودی حکومت کے حکمراں سچے مومن ہیں کہ نہیں اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

❸- سعودی حکومت یا وہاں کے حکمران کا اعلیٰ حضرت جناب احمد رضا خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کیا رویہ تھا؟ سنی مسلمان تھے کہ نہیں؟ اور اس زمانے میں سنی مسلمان ہیں کہ نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

❶- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے مگر اس سے معصوم ہونا لازم نہیں۔ اس امت میں لاکھوں افراد ایسے گزرے ہیں جو غلطیوں سے محفوظ رہے ہیں۔ اللہ عزوجل کا فضل جس کے شامل حال ہوتا ہے وہ گناہوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷- ❸ سعودی حکمرانوں کے کیا عقیدے ہیں اسے ہم سے مت پوچھیے اپنے سب سے بڑے مقتدا آپ کے شیخ الاسلام جناب حسین احمد صاحب ٹانڈوی نے جن کو آپ لوگ مولانا مدنی کہتے ہیں، نے اپنی مشہور کتاب "شہاب ثاقب" میں ان کے بارے میں لکھا:

صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چوں کہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لیے اس نے اہل سنت وجماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصًا اور اہل حجاز کو عمومًا اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے کلمات استعمال کیے۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصًا اس سے اور اس کے اتباع (پیروی کرنے والے) سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا نہ قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ ان (اہل حرمین) کو اس طائفہ (سعودیہ عربیہ) سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیے وہ لوگ یہود و نصاریٰ

سے اس قدر رنج وعداوت نہیں رکھتے۔ جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔[۱]

اسی میں ص:۴۷، پر ہے:

شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلاۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں، ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کتے کو دفع کرسکتے ہیں اور ذات فخر عالم سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔

اسی میں ص:۴۳، پر ہے:

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

چناں چہ نواب صدیق حسن خان (شوہر ریاست بھوپال) نے خود اس کے ترجمے میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔ دیوبندی جماعت کے تمام اکابر کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند میں ہے:

ہمارے نزدیک ان (نجدیوں) کا وہی حکم ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا۔ یہ خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی، جنھوں نے امام پر چڑھائی کی یہ لوگ ہمارے جان ومال کو حلال سمجھتے ہیں اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں اور جو اس کے حاشیہ میں علامہ شامی نے فرمایا: ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہیں وہ مشرک ہے دیوبندی جماعت کے تمام اصاغر واکابر کے اس بیان کے بعد اب آپ پر روشن ہوگیا ہوگا کہ یہ کیوں کافر ہیں۔ ان سعودیوں کا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے زمانے میں بھی یہی عقیدہ تھا اور آج بھی یہی عقیدہ ہے اگر آپ کو مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو صرف یہ دو کتابیں پڑھ لیجیے۔ تاریخ نجد وحجاز۔ فتنوں کی سرزمین کون، نجد یا عراق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اعلیٰ حضرت کی ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین سے ملاقات ہے؟

مسئولہ: علامہ ارشد القادری، جامعہ حضرت نظام الدین اولیا، ذاکر نگر نئی دہلی – نومبر ۱۹۹۴ء

امام احمد رضا بریلوی اور مولانا خیر الدین کے تعلق سے حضرت علامہ ارشد القادری کے ایک سوال کا تحقیقی جواب

(۱) شہاب ثاقب، ص:۴۲، ملخصًا، شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ، دیو بند

فقیہ النفس نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ　　مزاج گرامی!

مسئلہ رضویات پر آپ کا مطالعہ چوں کہ بہت وسیع ہے اس لیے ایک نہایت ضروری استفسار آپ کی خدمت میں حاضر کر رہا ہوں از راہ کرم جواب سے سرفراز فرمائیں۔

”برطانوی راج میں مذہب اور سیاست“ کے نام سے یہاں ایک صاحب نے ایک کتاب لکھی جس میں آزاد کی کہانی ص:۱۶۶ر کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے اصل عبارت یہ ہے:

غالباً ۱۹۰۱ء کی بات ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی ان سے (مولانا خیر الدین) سے ملنے کلکتہ گئے جن سے ان کے برابر تعلقات رہے تھے، اور بار بار ہم لوگوں سے (والد نے) کہا تھا کہ یہ شخص بلا شبہہ صحیح الاعتقاد ہے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ اپنے ساتھ بعض اپنی تصانیف لائے اور چوں کہ شیخ احمد دحلان والد کے خاص دوست تھے اس لیے انھوں نے خاص طور پر اپنا ایک رسالہ دیا جو ان کے رد میں لکھا تھا اور اس میں عدم ایمان ابوین آنحضرت ﷺ اور ایمان ابوطالب پر زور دیا تھا۔ چناں چہ اس پر کچھ دیر والد نے ان کا ایسا تعاقب کیا کہ آخر وہ ہکا بکا رہ گئے اور خاموش چلے گئے۔ جانے کے بعد ہم سے (والد نے) کہا کہ اس شخص کے عقیدے میں بھی فتور ہے۔

اس سلسلے میں آپ سے چند ذیل امور کی وضاحت چاہتا ہوں۔

(۱)- کیا اعلیٰ حضرت کی حضرت مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ سے لقا ثابت ہے، اور کیا کبھی اعلیٰ حضرت کلکتہ تشریف لے گئے تھے؟

(۲)- کیا عدم ایمان ابوین اور ایمان ابوطالب پر اعلیٰ حضرت کا کوئی رسالہ ہے؟

(۳)- کیا علامہ دحلان، ایمان ابوین اور عدم ایمان ابوطالب کے قائل تھے۔ نیز کیا ان کے رد میں اعلیٰ حضرت کی کوئی تصنیف ہے؟

(۴)- آزاد کی کہانی کی روایت کے مطابق یہ واقعہ ۱۹۰۱ء کا ہے اور اعلیٰ حضرت کا وصال شریف ۱۹۲۱ء میں ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس واقعہ کے بیس سال بعد تک اعلیٰ حضرت زندہ رہے۔ اس طویل مدت میں حضرت مولانا خیر الدین صاحب کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے تعلقات کی کوئی تفصیل آپ کو معلوم ہو تو از راہِ کرم ممنون فرمائیں۔

میری اس زحمت دہی کو معاف فرمائیں گے اور اس کا جواب بطور املا بھی ارسال فرمادیں تو کافی ہے۔ چوں کہ مولانا خیر الدین علیہ الرحمہ ہم لوگوں کے بھی معتمدین میں سے ہیں اس لیے ان کے اس فقرہ ”اس شخص

کے عقیدے میں بھی فتور ہے“ کے زیر اثر جو الزام اعلیٰ حضرت کے خلاف عائد کیا جاسکتا ہے اس کے دفاع کی ذمہ داری ہم پر یقیناً عائد ہوتی ہے۔

آپ کا دعا گو ارشد القادری

جامعہ حضرت نظام الدین اولیا ذاکر نگر نئی دہلی

الجواب

قبلۂ محترم ماموں جان صاحب قبلہ مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!　　عوافیِ مزاج!

گیارہویں شریف کے پروگرام میں چند دن باہر تھا۔ واپسی پر آپ کا والا نامہ ملا بلا تاخیر جواب حاضر ہے۔

(۱)- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ”حضرت مولانا خیر الدین صاحب مرحوم“ والد مسٹر ابوالکلام آزاد سے ملاقات ہوئی ہے یا نہیں؟ یہ مجھے معلوم نہیں۔ آزاد کی کہانی۔ نامی کتاب کے مطالعہ کے بعد میں نے حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ اور جناب مولانا حسنین رضا خاں صاحب مرحوم سے اس بارے میں استفسار کیا تو دونوں صاحبان نے ملاقات سے لاعلمی ظاہر کی۔ البتہ دونوں حضرات نے یہ بتایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس وقت کلکتہ تشریف لے گئے تھے جب کلکتہ میں ندوہ کا جلسہ ہوا تھا۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب مرحوم نے اپنے اس مضمون میں (جو جناب مولانا محمد نسیم صاحب بستوی زید مجدہم کی کتاب ”مجدد اسلام“ کے اخیر میں چھپا ہے) بھی یہ تحریر فرمایا ہے کہ ندوہ کے مقابلے کے لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کلکتہ تشریف لے گئے تھے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ندوہ کے مقابلے میں اہل سنت کے بہت کامیاب اجلاس ہوئے۔

مگر اس مضمون میں بھی حضرت مولانا خیر الدین صاحب سے ملاقات کا کوئی تذکرہ نہیں۔ کلکتہ میں ندوہ کا اجلاس ۲۳ر۲۴ر۲۵ر۲۶ر شعبان ۱۳۱۹ھ مطابق ۵ر۶ر۷ر۸ر دسمبر ۱۹۰۱ء میں ہوئے تھے۔ [1]

اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ۱۹۰۱ء میں کلکتہ تشریف لے گئے تھے اس وقت حضرت مولانا خیر الدین مرحوم زندہ تھے اس لیے ممکن ہے کہ ملاقات ہوئی ہو۔

مولانا محمد محمود سلمہ نے ”تذکرۂ علمائے اہل سنت“ میں یہ لکھا ہے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قدس سرہ ۱۹۰۱ء میں آپ (مولانا خیر الدین صاحب) کی ملاقات کے لیے کلکتہ گئے تھے۔ ص:۸۷، کلکتہ ۱۹۰۱ء میں تشریف لے جانا ثابت ہے۔ لیکن مولانا خیر الدین صاحب کی ملاقات کے لیے گئے تھے یہ صحیح نہیں۔

(۱) حیات شبلی ص:۳۸۶.

۲- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر یہ افترا ہے۔ کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو کہیں کافر لکھا ہے۔ یا ابوطالب کو مسلمان لکھا ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ آزاد صاحب کے بقول اس ملاقات سے چار سال پہلے ۱۳۱۵ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ”شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام“ تصنیف فرمایا ہے۔ جس میں اپنا یہ عقیدہ تحریر فرمایا ہے کہ حضرت آدم و حضرت حواء علیہما السلام سے لے کر حضرت عبد اللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک تمام آبائے کرام وامہات عظام مومن موحد تھے۔

اور اس مفروضہ ملاقات کے تین سال پہلے ۱۳۱۶ھ میں ”شرح المطالب فی مبحث ایمان ابی طالب“ تصنیف فرمایا جس میں ناقابل انکار دلائل سے مبرہن فرمایا ہے کہ ابوطالب ایمان سے محروم رہے۔

اس لیے میں پورے یقین و وثوق کے ساتھ تحریر کر رہا ہوں کہ یہ مسٹر ابوالکلام کا افترا محض و دروغ بے فروغ ہے۔ انھوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ میں اتنا بڑا آدمی ہوں کہ میں کتنا ہی بڑا جھوٹ بولوں کس میں ہمت ہے کہ میرے جھوٹ کو جھوٹ کہہ سکے، لیکن اس کو کیا کیجیے گا کہ آزاد صاحب جھوٹ بولے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے جھوٹے ہونے کی دلیل بھی خود ہی ارشاد فرمادی۔

انھوں نے اپنے والد ماجد کی ناراضگی کی وجہ اور عقیدہ میں فتور کی بنیاد جن دونوں مسئلوں کو بنایا تھا وہ سراسر جھوٹ ہے۔ انھوں نے حقیقت میں اپنی اس ذلت اور رسوائی کا انتقام لیا ہے جو انھیں بریلی شریف میں خلافت کمیٹی کے اجلاس کے موقع پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تلامذہ نے پہنچائی تھی۔ خصوصاً حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ نے ستر سوالات میں ان کی حیثیت عرفی کو جس طرح بے نقاب کر دیا ہے اس کی ضبط کی تاب وہ کہاں سے لاتے۔ علاوہ ازیں ۲۸، ۲۹، فروری ۱۹۲۰ء کو کلکتہ میں منعقد ہونے والی خلافت کانفرنس بنگال میں آزاد صاحب نے جو خطبۂ استقبالیہ دیا تھا اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے دوام العیش میں اس کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں، جس سے تلملا کر یہ جھوٹ گڑھا لیکن آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے۔ مسٹر ابوالکلام آزاد نے اپنی اسی کہانی میں اپنی آزادی بے راہ روی کا خود اقرار کیا ہے نیز اپنے والد ماجد کے خوش عقیدہ صحیح العقیدہ سنی بزرگ ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے۔ انھوں نے اپنی بدعقیدگی بے راہ روی کی بنا پر بالقصد یہ جھوٹ گڑھ کر اپنے والد صاحب کے علم وفضل دیانت و خدا ترسی کو داغ دار بنانے کی کوشش کی ہے۔

اولاً: انھوں نے صرف اس بنا پر بقول خویش اعلیٰ حضرت قدس سرہ ابوین کریمین کو مسلمان نہیں جانتے تھے اور ابوطالب کو کافر نہیں جانتے تھے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عقیدے کا فتور بتایا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آزاد صاحب لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان کے والد صاحب ایسے جاہل تھے کہ وہ دین کے

بنیادی اصول بھی نہیں جانتے تھے انھیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ کون سے مسائل ہیں کہ جو عقائد میں فتور کا باعث بنتے ہیں معمولی سی دینی معلومات رکھنے والا جانتا ہے کہ آبائے کرام اور ابوطالب کے کفر و ایمان کا مسئلہ ایسا نہیں جس میں کسی ایک رخ اختیار کرنے والے کے عقیدے میں کوئی فتور آئے۔ آبائے کرام اور ابوطالب کے بارے میں علمائے اہل سنت میں شروع ہی سے اختلاف رہا ہے۔ بہت سے اسلاف کرام نے والدین کریمین کے مومن ہونے سے انکار کیا ہے اور ابوطالب کے کافر ہونے سے، کیا کسی میں ہمت ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں بھی یہ کہہ دے کہ ان کے عقیدے میں فتور آگیا ہے۔

ثانیاً: آزاد صاحب لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ان کے والد صاحب بہت سطحی ذہن رکھتے تھے ذرا سا میں مشتعل ہو کر لوگوں کو ایمان سے خارج کر دیا کرتے تھے۔

ثالثاً: ان کی معلومات بہت محدود تھیں انھیں یہ بھی خبر نہیں تھی کہ مسائل کی نوعیت کیا ہے؟ اسلاف کا کیا مذہب رہا ہے؟ اور معاصرین کس مسلک کے حامل ہیں؟ سنی سنائی باتوں پر بے دھڑک ایمان میں فتور کا الزام دے دیا کرتے تھے۔

مجھے یقین ہے کہ حضرت مولانا خیر الدین صاحب مرحوم نے کبھی بھی یہ جملہ نہیں فرمایا ہے (اس کے ایمان میں فتور آگیا ہے) یہ آزاد صاحب نے خود گڑھا ہے اور ایک تیر سے دو شکار کیا ہے۔ اپنے والد صاحب کے کندھے پر بندوق رکھ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو مجروح کرنا چاہا ہے اور عقائد میں اختلاف کی بنا پر اپنے والد صاحب کو بھی ذبح کر ڈالا ہے۔

۳- علامہ دحلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں معلوم نہیں کہ والدین کریمین کے ایمان اور ابوطالب کے کفر کے بارے میں ان کا کیا مسلک تھا؟ جہاں تک مجھے معلوم ہے، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا کوئی رسالہ یا کوئی فتویٰ علامہ موصوف کے رد میں نہیں ہے۔

۴- مولانا خیر الدین صاحب مرحوم ۱۵ر اگست ۱۹۰۱ء میں اعلیٰ حضرت کی ان سے ملاقات ہوئی۔ سات سال کی طویل مدت میں اعلیٰ حضرت اور مولانا خیر الدین مرحوم کے درمیان کسی رابطہ کا مجھے علم نہیں بلکہ اس کے پہلے بھی کسی قسم کے ربط وضبط کا سراغ نہیں ملتا۔ بریلی شریف میں گیارہ سال کے طویل قیام میں سیکڑوں بار حضرت مفتی اعظم ہند اور حضرت مولانا حسنین رضا خاں و دیگر حضرات سے اعلیٰ حضرت کے احوال پر گفتگو ہوئی مگر کبھی بھی مولانا خیر الدین صاحب کا کسی قسم کوئی ذکر نہ آیا۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) ماخوذ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، نومبر ۱۹۹۴ء

اعلیٰ حضرت کو پیشوا ماننے سے انکار کرنا کیسا ہے؟

مسئولہ: مولانا محمد منظور الحسن، بالی، بتھنہ، مدھول، پوسٹ، بکسما، وایا مہوا، ضلع ویشالی، بہار

مسئلہ-کیا جو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ والرضوان کو مقدس عالم و فاضل مانے اور ماتریدی سنی، حنفی صحیح العقیدہ ہو لیکن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنا پیشوا نہ مانے تو کیا صرف اتنی بات پر اس کی تکفیر کی جائے گی؟

الجواب

بظاہر اتنی سی بات پر اس کی تکفیر کی کوئی وجہ نہیں، مگر ایک سوال یہ ہے کہ جب وہ اعلیٰ حضرت کو متدین عالم مانتا ہے پھر پیشوا کیوں نہیں مانتا، اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف رکھتا ہو، یا حسد کی بنا پر ایسا کہہ رہا ہو۔ اگر کوئی اختلاف رکھتا ہے تو وہ اختلاف سامنے آنا چاہیے، پھر اس کا فیصلہ آسان ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس کا اختلاف اس بنیاد پر ہو کہ وہ شاتمانِ رسول دیابنہ کی تکفیر نہ کرتا ہو۔ اگر یہ اختلاف ہوا تو ایسے شخص کی تکفیر ضرور کی جائے گی، نہ اس بنا پر کہ وہ اعلیٰ حضرت کو پیشوا نہیں مانتا، بلکہ اس بنا پر کہ وہ شاتمانِ رسول کو کافر نہیں کہتا، جب کہ ان کے بارے میں علمائے اہل سنت کا متفقہ فتویٰ ہے کہ:

"من شك فى عذابه وكفره كفر."[1]

اور اگر حسد کی بنا پر پیشوا نہیں مانتا تو اس کے لیے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ضرور ہے۔

عالمگیری میں ہے: "من أبغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر."[2]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت کو مِراۃِ رسالت و زینتِ رسالت کہنا کیسا ہے؟

مسئولہ: حکیم مولوی نثار احمد، پیگا پور، پلھی پور، سلطان پور (یو۔پی۔)

مسئلہ-اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زینت رسالت، مراتِ رسالت کہنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو مِراۃِ رسالت کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں ہے:

"إن العلماء ورثة الانبياء."[1] اور وارث اپنے مورث کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

(۱) ردالمحتار، ج:۳، ص:۲۹۰، باب المرتد، مطلب مهم فى ساب الأنبياء، مطبوعه داراحياء التراث العربى بيروت

(۲) عالمگیری کتاب السيرالباب التاسع في أحكام المرتدين،ج:۲،ص:۲۷۰، مطبوعه رشيديه پاکستان

زینتِ رسالت کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ زینت کا مزین بہ سے افضل ہونا لازم نہیں۔ بلکہ عموماً زینت مزین بہ سے کم رتبہ کی ہوتی ہے۔ جیسے تاج بادشاہ کی زینت ہے، مگر بادشاہ سے افضل نہیں۔ لباس انسان کی زینت ہے مگر انسان سے افضل نہیں۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

"خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔"[2]

جلالین میں اس کی تفسیر کی ہے: "ما يستر عورتكم."[3] واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت صالحین کے امام تھے۔ ان پر سلام پڑھنا کیسا ہے؟

مسئولہ: شیخ منور الدین قادری، مقام بگھڈا روڈ، پوسٹ باری پیڑا، ضلع ماتیوز بھنج، اڑیسہ

مسئلہ-ایک شخص کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کون ہوتے ہیں، کہاں سے آئے ہیں جو ان پر سلام پڑھا جاوے اور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں جو کہ ان پر سلام پڑھا جاوے۔ اور کہتا ہے کہ آج کل سنی لوگ ایک نئی دھوم مچا رکھے ہیں کہ صبح کو سلام پڑھتے ہیں، جمعہ کے بعد، عید کے بعد سلام پڑھتے ہیں۔ خود مذکورہ شخص مسجد میں سلام پڑھتے وقت کچھ نہ کچھ کام کے بہانے فوراً مسجد سے باہر چلا جاتا ہے، پھر سلام ختم ہونے کے بعد مسجد کے اندر آجاتا ہے۔ اس قسم کے الفاظ کہنے والے اور اس قسم کا مردود عقیدہ رکھنے والے کے لیے شریعتِ اسلامیہ میں کیا حکم ہے۔ شرعی دلائل سے نوازیں۔ (اعلیٰ حضرت اور مجاہد ملت کے نام پر عظیم البرکت اور رحمۃ اللہ میں نے لکھا ہے، اس شخص کی زبان سے نہیں سنا)۔

الجواب

اس کے جملے سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ شخص علمائے اہل سنت و اکابر اہل سنت سے سخت عداوت رکھتا ہے بلکہ تمام اہل سنت سے بغض رکھتا ہے۔ نیز مترشح ہوتا ہے کہ اس کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت نہیں ورنہ درود و سلام سے چڑھتا نہیں، اس کو دھوم مچانے سے تعبیر نہیں کرتا۔ یہ بھی اس پر قرینہ ہے کہ یہ اندر اندر بدمذہب ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بہت بڑا جاہل ہے بلکہ اجہل ہے۔ التحیات میں ہے: السلام علينا و علىٰ عباد الله الصالحين. "ہم پر سلام ہو اور اللہ عزوجل کے تمام نیک بندوں پر۔ یقیناً اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ صرف صالح ہی نہیں تھے بلکہ صالحین کے امام تھے اور ہیں اور مجاہد ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام

(۱) مشکوٰۃ شریف، کتاب العلم، ص:۳۴، مجلس برکات

(۲) قرآن مجید، سوروۃ الاعراف، پ:۸، آیت:۳۱

(۳) جلالین شریف، ص:۱۳، مکتبہ ملت، دیوبند

صالحین نہیں تو کروڑوں صالحین کے امام تھے۔ اس لیے التحیات کے مطابق ان سب پر سلام پڑھا جاتا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسماعیل دہلوی مسلمان ہے یا کافر؟

مسئولہ: ابوبکر انصاری، مقام دودھول، رنپورہ، ضلع پلاموں (بہار)

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ میں کہ مولانا اسماعیل دہلوی مسلمان ہیں یا کافر، کافر ہیں تو ان کو مسلمان سمجھنے والوں پر کیا حکم ہے؟

الجواب

اسماعیل دہلوی سے سیکڑوں کفریات سرزد ہوئے اس کی کتابوں میں سیکڑوں اقوال کفریہ موجود ہیں اسی بنا پر علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ فضل رسول بدایونی، اور دیگر سیکڑوں علمائے اہل سنت نے اس کو کافر کہا اور لکھا ہے۔ حتی کہ اس کے چچازاد بھائیوں نے بھی اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ تفصیل کے لیے تحقیق الفتویٰ اور سیف الجبار کا مطالعہ کریں۔ لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس بنا پر کہ اس کے کفریات لزومی ہیں۔ التزامی نہیں اس کی تکفیر سے احتیاطاً کف لسان فرمایا ہے جیسا کہ یزید کے بارے میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکوت فرمایا حالاں کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کافر کہا جس کا حاصل یہ ہوا کہ اگر کوئی اسماعیل دہلوی کو کافر کہتا ہے تو اسے منع نہیں کریں گے اور ہم خود کافر نہیں کہیں گے، مگر چوں کہ اس سے سیکڑوں کفریات کا صدور ہوا ہے۔ جو اگرچہ التزامی نہیں لزومی ہی ہیں پھر بھی مسلمان نہیں کہیں گے لیکن اس قدر قطعی ہے کہ وہ گمراہ بددین ضرور تھا بلکہ گمراہ گر تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علامہ فضل حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی ہے اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے تکفیر کیوں نہیں کی؟

مسئولہ: مولانا محمد نعمان قادری صدر المدرسین الجامعۃ الاسلامیہ روناہی، فیض آباد

۱۳؍ من شہر ذی القعدہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ علامہ فضل حق علیہ الرحمہ نے اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کو کافر لکھا ہے اور اسماعیل دہلوی کو کافر نہ سمجھنے والے کو بھی کافر کہا ہے اور یہ جزئیہ نقل فرمایا ہے:

"من شك في كفره و عذابه فقد كفر."

اور اسماعیل دہلوی کو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ نے کافر کہنے سے احتراز کیا ہے بظاہر علامہ فضل حق علیہ الرحمہ کے نقل کردہ جزئیہ کے مصداق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمہ بھی ہو رہے ہیں۔ دونوں بزرگوں کے اقوال میں تطبیق کی کیا صورت ہوگی تطبیق فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اور بعد کے علمائے کرام اسماعیل دہلوی کو کیا سمجھ رہے ہیں اور کن کے قول پر عمل کیا جائے۔

الجواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیق یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی کے جتنے اقوال کفریہ ہیں سب میں کوئی نہ کوئی پہلو ایسا ہے جو کفر سے خالی ہے، اگرچہ وہ ظاہر کے خلاف ہے اور خفی ہے اور ہر ایسا قول جس کے متعدد معنی ہو سکتے ہیں ان میں کوئی معنی کفر سے خالی ہو اور قائل کی مراد معلوم نہ ہو تو اگرچہ اس لفظ کا ظاہر کفر ہو اگرچہ اس کا ظہور صریح متبین کی حد تک پہنچا ہو تاہم اس کے قائل کی تکفیر سے کف لسان کرنا تقاضائے احتیاط ہے اور یہی متکلمین اور محققین فقہا کا مذہب ہے۔ جیسا کی شامی اور عالم گیری وغیرہما میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مگر جمہور فقہا ہر ایسے کلمہ کے قائل کی تکفیر کرتے ہیں جس میں کفری معنی صریح متبین کی حد تک ہو اگرچہ اس کی تاویل بعید ہو سکتی ہو، اگرچہ وہ تاویل خفی ہو۔ اس کی مثال لفظ طلاق ہے کہ جب اس کی اضافت عورت کی طرف کی جاتی ہے تو یہ "رفع نکاح" کے معنی میں صریح متبین ہے اگرچہ اس کا ایک خفی معنی ہے۔ لغوی معنی "کھولنا" اب اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا۔ "انت طالق" اور کہے میری مراد تھی لغوی معنی تو یہ مقبول نہیں حکم یہی ہوگا کہ اس کی عورت پر طلاق پڑ گئی۔ اسی کے مطابق اگر کسی نے ایسا کلمہ کہا جو کفری معنی میں صریح متبین ہو تو جمہور فقہا اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی کوئی تاویل بعید ہو لیکن متکلمین اور محققین فقہا احتیاطاً کف لسان فرماتے ہیں۔

اب یہاں تین احتمالات ہیں: یا تو علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جمہور فقہا کا مذہب اختیار فرمایا اور اس بنا پر اس کی تکفیر کی اس کی مثال حضرت حسین بن منصور حلاج ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ حضرت حسین بن منصور کے بارے میں اس وقت کے علما نے کیا فتویٰ دیا۔ یہ سب اسی بنا پر تھا کہ ان کا قول معنی کفری میں ظاہر بمعنی صریح متبین تھا۔ مگر بعد کے علما نے بلکہ اسی عہد کے بہت سے علما نے ان کی شان میں کچھ کہنے سے کف لسان فرمایا بلکہ ان کے ساتھ اعتقاد تک باقی رکھا، ان حضرات کی یہاں مثال صرف سمجھانے کے لیے ہے ورنہ اسماعیل دہلوی پر اس کا تطابق کئی وجوہ سے ناممکن ہے۔

دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ پہلو دار کلام میں کف لسان متکلمین و فقہائے محققین کے نزدیک اس وقت ہے جب

مفتی کے علم میں اس کی کوئی تاویل ہو بالفرض ایک کلام ایسا ہے جس کا ظاہر معنی کفر صریح ہے ایک مفتی کو اس میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی اس کے نزدیک جب وہ کلام کفری معنی میں صریح متعیّن ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس قائل کی تکفیر قطعی کرے۔ ایسی صورت میں اگر وہ تکفیر نہ کرے تو وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اس کا امکان ہے کہ اسماعیل دہلوی کے کلام کا وہ خفی پہلو جو کفر سے خالی ہے علامہ فضل حق خیرآبادی کے ذہن مبارک میں نہ آیا ہو۔ اور یہ مصداق "فوق كل ذي علم عليم." اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے دقیق بین ذہن میں وہ پہلو آیا اسی لیے اعلیٰ حضرت نے کف لسان فرمایا۔ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ کی جلالت علمی مسلّم لیکن دربارۂ تفقہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مقام ان سے بدرجہا برتر و بالا، یہاں تک کہ مفتی شافعیہ نے اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر فرمایا:

"لو رآه ابو حنيفة النعمان لجعله من جملة أصحابه."

علامہ فضل حق خیرآبادی نے اسماعیل دہلوی کے کسی کلام میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں پائی، اس لیے انھوں نے قطعی تکفیر کی۔ کف لسان کا حکم اس وقت ہے جب مفتی کو کوئی تاویل معلوم ہو اور جب مفتی کے علم میں کوئی تاویل نہیں تو اس پر لازم کہ ضرور بالضرور تکفیر کرے۔ اسی بنا پر بہت سے کلمات کے بارے میں علما میں اختلاف رہا کہ یہ کفر ہے یا نہیں؟ ایک شعر ہے ؎

نہ تو در ہیچ مکانے نہ ز تو خالیست مکاں

اس شعر پر حدیقۂ ندیہ میں تکفیر کی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے حاشیہ میں لکھا کہ یہ کفر نہیں اس لیے کہ قرآن مجید میں ہے:

"وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ۔"(1)

اور وہی اللہ ہے آسمانوں اور زمین کا اسے تمھارا چھپا اور ظاہر سب معلوم ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے دریافت فرمایا "أين الله" انھوں نے عرض کیا: "في السماء" ہر مفتی اپنے علم کے مطابق فتویٰ دینے کا مکلف ہے۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مابین خلق قرآن کے مسئلے پر چھ ماہ تک بحث ہوتی رہی بالآخر متفقہ طور پر طے ہوا کہ خلق قرآن کا قائل کافر ہے۔ لیکن خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "جد الممتار" میں تصریح فرمائی کہ خلق قرآن کا قائل کافر نہیں اس کا امکان ہے کہ اس کی مراد مصحف ہو۔ غرض یہ کہ اگر کسی کلام پر کسی عالم نے کسی کی

(1) قرآن مجید، سورة الانعام، آیت ٣.

تکفیر کی تو وہ اس پر محمول ہے کہ اس کے ذہن میں اس کی کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی، اگر اسی کلام میں کسی مفتی کو کوئی تاویل نظر آئے تو وہ کف لسان کر سکتا ہے۔ بشرطکہ قائل کی مراد معلوم نہ ہو۔

تیسری وجہ جو ان دونوں سے ظاہر تر اور اقرب الی الفہم ہے کہ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسماعیل دہلوی کے معاصر تھے۔ ان کی اسماعیل دہلوی سے اس کی کفریات پر تھوڑی بہت گفتگو بھی ہوئی اس سے یا اس کے داماد مولوی عبد الحیٔ سے علامہ کو اس بات کا یقینی علم ہو گیا کہ اس کی مراد کفری معنی ہی ہے اور ذو احتمالات کلام میں جب معلوم ہو جائے کہ قائل کی مراد معنی کفری ہی ہے تو وہ یقینی طور پر کافر ہے۔ جیسا کہ عالمگیری اور در مختار وغیرہ میں تصریح ہے۔ عالم گیری میں ہے:

"إذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتي أن يميل إلى ذلك الوجه إلا إذا صرّح بإرادة توجب الكفر فلا ينفعه التاويل حينئذ."(1)

جب کسی مسئلے میں متعدّد وجہیں کفر کی ہوں اور ایک وجہ تکفیر سے روکتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ اس وجہ کا اعتبار کرے جو تکفیر سے منع کرتی ہو مگر جب کفری معنی مراد ہونے کی صراحت ہو تو اب اسے تاویل نفع نہ دے گی۔

در مختار میں ہے:

"في الدرر وغيرها إذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر فعلى المفتي الميل لما يمنعه ثم لونيته ذلك فمسلّم و الالم ينفعه حمل المفتى على خلافه."(2)

درر وغیرہ میں ہے کہ جب کسی مسئلے میں چند وجہیں ہوں تو مفتی پر واجب ہے کہ اس معنی پر حکم لگائے جو کفر نہیں اب اگر قائل کی مراد وہی معنی ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی کا اس معنی پر محمول کرنا قائل کو نفع نہ دے گا۔

ایک شبہہ جو اس زمانے میں دیوبندیت کے حامی اکثر پھیلاتے رہتے ہیں یہ ہے کہ اسی طرح دیوبندیوں کے طواغیت اربعہ کی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے تکفیر کلامی کی اب کوئی عالم یہ کہے کہ ان کے کلمات کفریہ میں بھی کوئی خفی پہلو ایسا ہے جس کی تاویل ممکن ہے اس لیے میں ان کی تکفیر سے کف لسان کرتا ہوں تو کیا حرج ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا کلام کفری معنی میں متعیّن ہے اور ایسا کہ ان کے کلام میں کسی تاویل کی گنجائش قطعاً نہیں۔ جو اس کا دعویٰ کرے اس پر لازم کہ وہ تاویل بتائے۔ ان شاء اللہ جو تاویل بتائے گا ظاہر

(1) فتاویٰ عالم گیری، ج:٢، ص:٢٨٣، کتاب سلری، الباب التاسع في أحكام المرتدين.
(2) در مختار، ج:٣، ص:٢٨٩، مکتبہ نعمانیہ.

کر دیا جائے گا کہ یہ تاویل نہیں تحریف کلام ہے۔ اسّی برس سے ان کی تکفیر کی جا رہی ہے خود قائلین نے اور بعد میں ان کے اذناب نے بزعم خویش تاویلیں کیں مگر ہر تاویل تحریف کلام نکلی۔ تفصیل کے لیے "**وقعات السنان**" اور "الموت الاحمر" اور "ابحاث اخیرہ" کا مطالعہ کریں اس کی تفصیل یہ ہے کہ "تاویل" کی تین ہیں، قریب، بعید، متعذر۔

تاویل قریب جملہ فقہا اور متکلمین کے یہاں مقبول۔ تاویل بعید جمہور فقہا کے نزدیک غیر معتبر۔ محققین فقہا اور متکلمین کے نزدیک معتبر۔ متعذر کسی کے یہاں معتبر نہیں۔ اس لیے متعذر حقیقت میں تاویل نہیں تبدیل کلام ہے۔ اس کی مثال ہماری بول چال میں لفظ "حرامی" ہے کسی نے زید کو حرامی کہا اور تاویل یہ کی کہ حرام کا معنی عظمت ہے جیسے مسجد حرام، شہر حرام، اور یا نسبتی ہے۔ لہٰذا احرامی سے مراد عزت والا ہوا۔ یہ تاویل باتفاق مردود۔ شرح شفا میں ایک جزئیہ نقل فرمایا:

"فُعِلَ برسول الله كذا وكذا."

کسی نے "کذا" کہ جگہ کوئی اہانت آمیز جملہ کہا وہ قطعاً کافر ہے۔ اگرچہ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ سے میری مراد بچھو ہے:

"لأنها ارسلها الله إلى الخلق."

وہ فرماتے ہیں کہ یہ تاویل نہیں سنی جائے گی۔ یہیں فرمایا:

"ادعاء ه التاويل فى لفظ صراح لا يقبل." (1)

دیوبندیوں کی طواغیت اربعہ کے کلام کی جتنی تاویلات پیش کی گئی ہیں۔ سب اسی قبیل سے ہیں، پھر گزرا تاویل اس وقت مفید ہے کہ جب قائل کی مراد وہ پہلو ہے جو اسلام کا ہے درر و غرر کی عبارت جو در مختار کے حوالہ سے نقل کی گئی ملاحظہ فرمالیں۔ ان طواغیت میں سے انبیٹھی اور تھانوی اپنی مراد بتا چکے ہیں جس کی ان کے کلام میں کوئی گنجائش نہیں۔

علمائے اہل سنت نے ان کی زندگی ہی میں اس کا رد لکھا جس کا وہ لوگ کوئی جواب نہ دے سکے۔ بہر حال وہ اپنی مراد بتا چکے۔ جو انھیں کفر سے نہیں بچا سکی۔ اب اگر بفرض غلط کوئی شخص کوئی تاویل ایسی نکالے بھی جو کفر سے خالی ہو تو انھیں مفید نہ ہوگی۔ گنگوہی پر کفر دو وجہ سے ہے۔ ایک براہین قاطعہ کی وجہ سے وہ تو بھاول پور کے مناظرے کے بعد لازم و غیر منفک ہو گیا۔

(۱) شرح شفا للملا علی قاری، ج:۲، ص:۳۹۷.

دوسرا وقوع کذب والے فتوے کی وجہ سے ہے۔ یہ ایسا کفر ہے کہ دیوبندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی کفر ہے البتہ اس سے انکار کرتے ہیں کہ وہ ان کا فتویٰ ہے نانوتوی صاحب کا بھی یہی حال ہے ان کی حیات میں دو مرتبہ علما نے ان کو گھیرا اور انھوں نے توبہ کر لی۔ مگر پھر بعد میں توبہ سے توبہ کر لی، اور اپنے کفر پر اڑے رہے۔ اس لیے ان میں سے کسی کو کسی کی تاویل مفید نہیں ہو سکتی:

"هذا ما عندى والعلم بالحق عند ربى و علمه جل مجده اتم واحكم."

ما غلام آفتابیم ہمہ ز آفتاب گویم

اس خادم اور اس خادم کے جملہ اساتذہ کا مختار وہی ہے جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مختار ہے اور اس کی تائید عالمگیری کے اس جزئیہ سے بھی ہوتی ہے:

"ما كان فى كونه كفرًا اختلاف فإن قائله يومر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط." (1)

جس قول کے کفر ہونے میں اختلاف ہو تو احتیاطاً اس کے قائل کو تجدید نکاح، توبہ اور اس قول سے رجوع کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

بطریق الاحتیاط کا لفظ بتا رہا ہے کہ تکفیر سے کف لسان ہی چاہیے۔ یوں اگر کوئی صاحب علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتوے کے مطابق اسماعیل دہلوی کو کافر کہیں تو بھی کوئی حرج نہیں، کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق کے مطابق بھی جمہور فقہا کے مذہب پر وہ ضرور کافر ہے کہیں غالباً خود اعلیٰ حضرت ہی نے تصریح فرمائی ہے کہ خود اس کو کافر نہ کہیں گے اور کوئی کافر کہے تو منع بھی نہیں کریں گے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے اعلیٰ حضرت نے کف لسان کیوں فرمایا؟

مسئولہ: حاجی سیف الاسلام، مبارک پور، اعظم گڑھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے الکوکبۃ الشہابیۃ میں ص:۸۱؍ پر مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھا ہے: یہاں انبیا و ملائکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہ تمام پر ایمانیات کے ماننے سے صاف انکار کیا یہ کفر بھی صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔ اور ص:۲۴؍ پر تحریر فرمایا:

"وہابی صاحبو! تمھارے پیشوا نے ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی"۔

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲۸۹، الباب التاسع فى أحكام المرتدين.

اورص: ۲۷/ پر تحریر فرمایا: مگر اس مدعی اسلام بلکہ مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھیے کہ اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لکھے ہیں۔

ص:۲۹/ پر تحریر فرمایا: اور انصاف کیجیے تو اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔

جب مولوی اسماعیل دہلوی نے ایسا کفر بکا جو صدہا کفریات کا مجموعہ ہے۔ ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں صریح گستاخی کی۔ ان کی جناب میں بے دھڑک صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے جس میں کسی تاویل کی جگہ نہیں، تو پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کیوں فرمایا؟

الجواب

اولاً یہی جرم دیوبندیوں کے امام الکل فی الکل گنگوہی صاحب نے بھی کیا۔ فتاویٰ رشیدیہ ص:۷۰/ پر ہے۔ ان افعال کو کفر ہی کہنا چاہیے مگر مسلم کے فعل کی تاویل لازم ہے۔ ان افعال میں گستاخی اذیت ظاہر ہے پس ان کا لکھنا کفر ہوگا۔ اب سب دیوبندی مجھے بتائیں کہ افعال کفر مگر قائل کو کافر کہنے سے اجتناب کس بنیاد پر ہے۔ جس دن کوئی دیوبندی اپنے قطب الارشاد کے اس ارشاد کی توجیہہ کردے گا اسی دن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشاد کی توجیہہ خود دیوبندیوں کے منھ سے سامنے آجائے گی۔

لیکن میں جانتا ہوں کہ دیوبندی ایک بہت ہی چالاک قوم ہے وہ کبھی بھی اپنے شیخ الکل فی الکل کے قول کی کوئی توجیہہ نہیں کریں گے۔ وہ جانتے ہیں کہ پھر ہمارا سارا کیا کرایا مٹی میں مل جائے گا۔

اور ہم اہل سنت کا مقصود نہ عوام کو الجھن میں ڈالنا ہے نہ فساد پھیلانا ہے بلکہ ناواقف عوام کو مطمئن کرنا اور فساد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہے اس لیے ہم چند مختصر باتیں لکھ دیتے ہیں۔ ویسے دیوبندیوں کے اس شبہہ کا جواب علمائے اہل سنت بارہا تحریر فرما چکے ہیں۔ "الموت الاحمر" "العذاب الشدید" وغیرہ میں اس کی پوری تفصیل درج ہے۔

ہم انھیں کتابوں کے چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں۔ اس کے لیے چند تشریحی نوٹ ذہن نشین کرلیں۔

صریح کی دو قسمیں ہیں صریح مُتَبَیَّن اور صریح متعیّن۔ اول ایسا کلام جس کا ظاہر معنی کفر ہے اور اس کی کوئی تاویل قریب نہیں۔ اگرچہ تاویل بعید ہو۔ اس کو صریح مُتَبَیَّن کہتے ہیں۔ تقریب فہم کے لیے کلمات کفر سے ہٹ کر کے اس کی مثال لفظ طلاق ہے۔ نکاح ختم کرنے کے معنی میں یہ صریح ہے کہ یہی اس کا ظاہر معنی ہے۔ جب بیوی کی طرف نسبت کر کے بولتے ہیں تو اس سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے۔ لیکن اس کا دوسرا معنی بندش کھولنا بھی ہے۔ اور یہ بھی مستعمل ہے۔ لیکن یہ معنی بعید ہے اگرچہ لغوی ہے حتیٰ کہ اس کے مراد ہونے کے لیے قرینہ کی ضرورت ہے۔

فقہائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ لفظ طلاق سے بلانیت طلاق پڑ جائے گی بلکہ اگر بولنے والا کہے کہ

میری نیت طلاق کی نہ تھی جب بھی حکم یہی ہوگا کہ طلاق پڑ گئی۔

ہدایہ میں ہے:

الطلاق علیٰ ضربین صریح و کنایۃ فالصریح انت طالق ولا یفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ الاستعمال ولونوی الطلاق عن وثاق لم یُدَیَّنْ فی القضاء لانہ خلاف الظاہر ویُدیّن فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ لانہ نویٰ مایحتملہ.(۱)

طلاق کی دو قسمیں ہیں صریح اور کنایہ۔ صریح جیسے اَنْتِ طَالِقٌ اور یہ نیت کا محتاج نہیں۔ اس لیے کہ وہ غلبۂ استعمال کی وجہ سے طلاق کے معنی میں صریح ہے۔ اور اگر قائل کہے کہ میں نے بندش کھولنے کی نیت کی تھی تو اس کا اعتبار نہیں اس لیے کہ وہ خلاف ظاہر ہے۔ ہاں فی مابینہ وبین اللہ ہے معتبر ہے اس لیے کہ اس نے اس معنی کی نیت کی جس کا لفظ احتمال رکھتا ہے۔

اسی کے تحت فتح القدیر میں ہے:

ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ أومجازاً صریح فإن لم یستعمل فی غیرہ فاولیٰ بالصراحۃ.(۲)

لفظ جس معنی میں غالب استعمال ہو وہ صریح ہے اس حیثیت سے کہ اس لفظ سے ذہن اس معنی کی طرف سبقت کرتا ہے خواہ وہ معنی حقیقی ہو یا مجازی اور اگر دوسرے معنی میں مستعمل نہ ہو تو بدرجۂ اولیٰ صریح ہے۔

چند سطر کے بعد ہے:

والغلبۃ فی مفہومھا الاستعمال فی الغیر قلیلا.(۳)

غلبۂ استعمال کے مفہوم میں داخل ہے کہ دوسرے معنی میں بھی قلیل استعمال ہوتا ہو۔

یحتملہ کے تحت عنایہ میں ہے:

اذا الطلاق من الإطلاق یستعمل فی الإبل أوالوثاق.(۴)

اس لیے کہ لفظ طلاق اونٹ کھولنے اور بندش کھولنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

(۱) ہدایہ، کتاب الطلاق، ج:۲، ص:۲۵۹.
(۲) فتح القدیر، ج:۴، ص:۳، دارالفکر.
(۳) فتح القدیر، ج:۴، ص:۴، دارالفکر.
(۴) عنایۃ، جلد:۴، ص:۶.

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ صریح بول کر کبھی یہ مراد لیتے ہیں کہ اس کا ظاہر معنی یہ ہے اگر چہ اس کا کوئی اور خفی معنی ہو اور لفظ طلاق اسی قسم سے ہے کہ اس کا ظاہر معنی طلاق شرعی ہے۔ لیکن بندش کھولنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے (جو خفی ہے) اس لیے یہ پہلے معنی میں ظاہر ہے کیوں کہ جب طلاق بولا جاتا ہے تو ذہن طلاق شرعی کی طرف منتقل ہوتا ہے اور دوسرا معنی مراد لینے کے لیے قرینہ کی حاجت ہوتی ہے اس لیے لفظ طلاق سے بلا نیت طلاق پڑ جاتی ہے بلکہ اگر شوہر کہے کہ میری نیت طلاق کی نہیں تھی۔ جب بھی پڑ جائے گی اسی کو صریح متبین کہتے ہیں۔

نیز ان عبارتوں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صریح کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ اس میں دوسرے معنی کا قطعاً احتمال نہ ہو جیسا کہ امام ابن ہمام نے فرمایا: "فان لم یستعمل فی غیرہ فاولی بالصراحة" اگر وہ لفظ دوسرے معنی میں استعمال نہ کیا جائے تو بدرجہ اولی صریح ہے۔ اس کو صریح متعین کہتے ہیں۔

اسی قبیل سے وہ کفری کلمات ہے جس کا معنی کفر ہی ہو ظاہر معنی بھی کفر ہو اور خفی معنی بھی کفر ہو۔ نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہو نہ بعید کی۔ جیسے یہ کہنا کہ اللہ موجود نہیں۔ اس سے کلام کی دو قسمیں ثابت ہو گئیں۔ صریح متبین، صریح متعین۔ جمہور فقہائے کرام ایسے کلام پر جو کفری معنی میں صریح متبین ہو قائل کو کافر کہتے ہیں۔ کتب فقہ میں سیکڑوں کلمات ایسے مذکور ہیں جو کفری معنی میں صریح متبین ہیں اور فقہا ان کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔ البحر الرائق، عالم گیری وغیرہ میں ایسے کلمات مذکور ہیں۔

الاعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

عملنا بمادل علیه لفظه صریحا وقلنا له انت حیث اطلقت هذا اللفظ ولم تؤل انت کافرًا وان کنت لم تقصد ذلك لان انما نحکم بالکفر باعتبار الظاهر وقصدك وعدمهٗ انما ترتبط به الاحکام باعتبار الباطن فاللفظ اذا کان محتملاً لمعان کان فی بعضها اظهر عُمل علیه وکذا استوت ووجد لاحدها مرجحٌ بل ارادة وعدمها لاشغل لنا بها.

ہم لفظ صریح کے مدلول پر عمل کریں گے اور کہیں گے کہ تم نے جب یہ لفظ کہا اور تاویل نہیں کی تو کافر ہو گیا۔ اگر چہ تو نے اس کا قصد نہ کیا ہو، کیوں کہ ظاہر معنی کے لحاظ سے کفر کا حکم کرتے ہیں اور تیرے قصد اور عدم قصد پر احکام باطنی کا تعلق ہے۔ اس لیے لفظ اگر چند معانی کا احتمال رکھے تو اگر بعض میں زیادہ ظاہر ہو تو اس پر عمل کیا جائے گا یوں ہی اگر سب برابر ہوں اور کسی ایک کے لیے کوئی مرجح ہو تو بھی اسی پر عمل کریں گے۔ ارادہ اور عدم ارادہ سے ہمیں مطلب نہیں۔

صاف صاف فرمایا ہم لفظ کے معنی صریح پر عمل کرتے ہیں ہم ظاہر معنی کے لحاظ سے کافر کہتے ہیں۔ جب لفظ چند معنی کا احتمال رکھے اور ایک معنی زیادہ ظاہر ہو تو ہم لفظ کو اسی پر محمول کرتے ہیں۔ اگر کفری معنی زیادہ ظاہر ہو اور قائل سے تاویل منقول نہ ہو تو ہم اس کے کافر ہونے کا حکم دیتے ہیں اس کی چھان بین نہیں کرتے۔

اس ارشاد کی روشنی میں دہلوی صاحب کے چند اقوال کفریہ بطور نمونہ جو اوپر نقل کیے ہیں ان کو پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ ان کا مدلول ظاہر کفر ہے یا نہیں؟ ہر منصف کو ماننا پڑے گا کہ دہلوی کے ان اقوال کا ظاہر مدلول صریح کفر ہے گستاخی ہے۔ اس لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا یہ فرمانا کہ اس پر کفر لازم ہے۔ جماہیر فقہا و اصحاب فتویٰ کی تصریحات کے بموجب یہ مرتد ہے کافر ہے بلاشبہ حق و صحیح ہے۔

لیکن محققین فقہا و متکلمین فرماتے ہیں کہ اگر قائل کی نیت معلوم نہیں اور کلام میں کسی تاویل کی گنجائش ہے اگر چہ وہ بعید ہو ہم اسے کافر کہنے سے زبان روکیں گے جس کا حاصل یہ نکلا کہ یہ حضرات صریح متبین پر تکفیر نہیں فرماتے ہاں اگر صریح متعین ہو تو یہ بھی کافر کہتے ہیں۔

البحر الرائق میں ہے:

وفی الخلاصة وغیرها اذا کان فی المسئلة وجوه توجب التکفیر ووجه واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی أن یمیل الی الوجه الذی یمنع التکفیر تحسینًا للظن بالمسلم الا اذا صرّح بارادة موجب الکفر فلا ینفعه التاویل حینئذ وفی التتارخانیة لایکفر بالمحتمل.(1)

خلاصہ وغیرہ میں ہے جب کسی مسئلے میں متعدد وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ تکفیر سے روکتی ہو تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی وجہ کا اعتبار کرے جو تکفیر سے منع کرتی ہو مسلمان کے ساتھ حسن ظن کی بنا پر جب کہ کفری معنی کے مراد ہونے کی صراحت ہو تو اسے تاویل نفع نہ دے گی۔ اور تتارخانیہ میں ہے محتمل پر تکفیر نہیں کی جائے گی۔

اسی بنا پر علامہ ابن نجیم نے ان الفاظ کفر کو نقل کرنے کے بعد جن پر فقہا نے قائل کو کافر کہا تھا فرماتے ہیں:

فاکثر الفاظ التکفیر المذکورة

تکفیر کے اکثر الفاظ جو مذکور ہوئے ان کے قائل

(۱) البحر الرائق، جلد خامس، ص:۱۳۴.

لایفتی بالتکفیر بھا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منھا۔[1]

کو کافر ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے اور میں نے اپنے اوپر یہی لازم کرلیا ہے۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ بحر الرائق میں مذکورہ کلمات کفر پر علما نے قائل کی تکفیر کی لیکن علامہ ابن نجیم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کفریہ کلمات کے قائل کو کافر نہیں کہوں گا آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر چہک چہک کر اعتراض کرنے والے دیوبندیوں میں ہمت ہے تو اس کو بتائیں لیکن میں جانتا ہوں کہ پوری دیوبندی برادری مرتے مرجائے گی اس کو نہیں بتائے گی۔ بتادیں تو خود ان کے قلم سے ان کے منھ سے ان کا اعتراض ہباءً منثورا ہوجائے گا۔ لیکن آپ کی الجھن دور کرنے کے لیے ہم بتائے دیتے ہیں۔

بات وہی ہے کہ اکثر یہ کلمات کفر صریح متبین ہیں لیکن ان کا ظاہر معنی کفر ہے ان میں کسی تاویل قریب کی گنجائش نہیں اگرچہ تاویل بعید ہوسکتی ہے اس لیے جمہور فقہا ان کلمات کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔ لیکن علامہ ابن نجیم کا مختار محققین فقہا کا مذہب ہے کہ جب تک کلمۂ صریح متعیّن نہ ہو تکفیر سے کف لسان کرتے ہیں اگر کسی کلام میں تاویل بعید کی گنجائش ہو تو تکفیر سے احتیاط برتیں گے۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے اس قول میں اس کو واضح بھی فرمادیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اس فرقہ متفرقہ یعنی وہابیہ اسماعیلیہ اور اس کے امام نافرجام پر جزماً قطعاً یقیناً اجماعاً بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور بلا شبہہ جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ اکابر اعلام کی تصریحات واضحہ پر یہ سب کے سب مرتد کافر ہیں۔"

جماہیر فقہائے کرام واصحاب فتویٰ کی قید سے واضح ہے کہ یہ حکم جمہور فقہا کی روش پر ہے کہ وہ صریح متبین پر قائل کو کافر کہتے ہیں۔ جیسا کہ عامۂ کتب فقہیہ میں مذکور اکثر کلمات کفر پر فقہائے کرام نے تکفیر فرمائی مگر محققین متکلّمین نے کف لسان فرمایا۔ یہ بات ایسی نہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے واضح نہ فرمائی ہو۔ "الکوکبۃ الشہابیۃ" "سل السیوف الہندیہ" میں نہایت وضاحت سے بیان فرما دیا ہے۔ سل السیوف الہندیہ میں ہے:

"لزوم والتزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔"[2]

سبحان السبوح میں تحریر فرمایا:

---

(۱) البحر الرائق، جلد: ۵، ص:۱۳۵۔

(۲) سل السیوف الهندیه، ص:۲۲۔

"امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا، ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لیے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔"[1]

آپ ضعیف سے ضعیف احتمال اور محمل پر غور کریں یہ صاف اس بات کی تصریح ہے کہ تکفیر سے کف لسان اس بنا پر ہے کہ اس کے کلمات میں تاویل بعید کی گنجائش ہے۔ اس کا حاصل یہی نکلا کہ محققین فقہا اور جمہور متکلّمین کے مذہب کی بنا پر تکفیر سے زبان روکی۔ اسی تقریر سے دیوبندیوں کا یہ مغالطہ بھی رد ہوگیا کہ وہ کہتے ہیں کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے الکوکبۃ الشہابیۃ میں دہلوی کے کفریات کے بارے میں یہ لکھا۔

"وہابی صاحبو! تمھارے پیشوا نے ہمارے نبی ﷺ کی جناب میں کیسی صریح گستاخی کی۔"[2]

"اس نے کس جگر سے محمد رسول اللہ ﷺ کی نسبت بے دھڑک یہ صریح سب و دشنام کے لفظ لکھ دیے۔"[3]

انصاف کیجیے اس کھلی گستاخی میں کوئی تاویل کی جگہ بھی نہیں۔

الکوکبۃ الشہابیۃ، سل السیوف الہندیہ کفر فقہی کے بیان میں ہے۔ اس لیے ان میں جو شرعی اصطلاحی الفاظ آئے ہیں ان میں وہی معنی مراد ہوں گے جو فقہا کی اصطلاح ہے۔ فقہا جب صریح بولتے ہیں تو ان کی مراد صریح متبین ہوتی ہے اور جب یہ فرماتے ہیں کہ اس میں تاویل کی گنجائش ہے یا تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد تاویل قریب ہوتی ہے۔ اس لیے کہ جب ان کے نزدیک تاویل بعید معتبر نہیں تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اس لیے الکوکبۃ الشہابیۃ، یا سل السیوف الہندیہ میں جہاں لفظ صریح آیا ہے۔ اس سے مراد صریح متبین ہوتا ہے اور جہاں فرمایا کہ تاویل کی گنجائش نہیں اس سے مراد تاویل قریب ہے اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ تاویل قریب کی گنجائش نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تاویل بعید نہ ہو۔

متکلّمین کے نزدیک جب تاویل بعید بھی معتبر ہے تو اگر وہ یہ فرمائیں کہ اس کلام میں تاویل کی گنجائش ہے تو ان کی مراد تاویل قریب بھی ہوسکتی ہے۔ اور تاویل بعید بھی۔ اور جب یہ فرمائیں کہ تاویل کی گنجائش نہیں تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ نہ قریب کی گنجائش نہ بعید کی۔

---

(۱) سبحان السبوح، ص:۸۰

(۲) الکوکبة الشهابية، ص:۲۴۔

(۳) الکوکبة الشهابية، ص:۲۷۔

اب بات واضح ہوگئی کہ الکوکبۃ الشہابیۃ اور سل السیوف الہندیہ میں چوں کہ جمہور فقہا کی روش پر کلام تھا۔ جب فرمایا کہ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ تاویل قریب کی گنجائش نہیں اور اخیر میں متکلّمین کے مذہب کے مطابق جب اپنا فیصلہ سنایا کہ جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ یہاں مراد تاویل بعید ہے۔ لفظ ''ضعیف سا ضعیف'' اس کی نشاندہی کر رہا ہے اس لیے ان ارشادات میں نہ کوئی تضاد ہے اور نہ کوئی تناقض۔

بانی دیوبندیت گنگوہی صاحب نے بھی تصریح کی ہے کہ بعض فرقے محدثین کے نزدیک کافر ہیں اور متکلّمین کے نزدیک کافر نہیں صرف فاسق ہیں۔ تذکرۃ الرشید میں ان کا قول منقول ہے کہ:

''کہاہاں اہل ہوا کا خدشہ رہا سو یا بطور محدثین ان کو کافر کہو یا بطور متکلّمین فاسق۔''[1]

صلح کلی ''تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان'' کے مصنفین کو کفر سے بچانے کے لیے اس کا بہت زوروں سے پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت نے اسماعیل دہلوی کی قطعی یقینی حتمی تکفیر کی یہاں تک حکم دیا کہ جو اس کے ان کفریات پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ ''تحقیق الفتویٰ'' اور ''سیف الجبار'' وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

لیکن مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے اس کے باوجود اہل سنت ان دونوں بزرگوں کو اپنا امام اور مقتدیٰ تسلیم کرتے ہیں۔ حالاں کہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ اگر علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حق پر مانتے ہیں، تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کافر مانیں۔

اسی طرح مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور ان کے معاصر علمائے اہل سنت حتیٰ کہ علمائے حرمین طیبین نے نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی صاحبان کو اگر کافر کہا اور وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ جانے تو خود بھی کافر ہے پھر کوئی ان کی تکفیر سے کف لسان کرے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاصر علما نے اسماعیل دہلوی کو اسی تفصیل کے ساتھ کافر کہا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کی تکفیر سے کف لسان فرمایا پھر بھی سب اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور علامہ فضل حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کو بھی۔

یہ صلح کلیوں کا ایک مغالطہ عامۃ الورود ہے چوں کہ عوام تو عوام علما تک مسئلہ تکفیر کے سلسلہ میں پیچیدگیوں سے واقف نہیں اس لیے الجھن میں پڑ جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل رحم فرمائے کہ اس مغالطہ نے

(۱) تذکرۃ الرشید، حصہ اول، ص:۱۶۱

ہزاروں آدمیوں کو گمراہ کر دیا۔ اس لیے آپ پورے طور سے متوجہ ہو کر حاضر دماغی سے میری گزارشات کو پڑھیں۔

اس مغالطہ پر سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو لازم کہ پھر کسی کو کافر نہ کہا جائے۔ اگرچہ وہ صریح سے صریح کفر بکے اس لیے کہ کسی کفر بکنے والے کو اگر کسی مفتی نے کافر کہا تو وہ یہی مغالطہ پیش کر دے گا کہ ٹھیک ہے آپ کافر کہتے ہیں۔ مگر میں کافر نہیں کہتا جیسے علامہ فضل حق خیر آبادی نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے کافر نہیں کہا۔ اور دونوں مقتدا ہیں۔

مثلاً قادیانیوں کا حامی کہے کہ آپ لوگ قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں کافر نہیں کہتا مثال میں یہی بات ذکر کر دے۔

منکرین حدیث چکڑالویوں کا کوئی وظیفہ خوار یہ کہے آپ کافر کہتے ہو کہو میں نہیں کہتا اور نظیر میں وہی مذکورہ بالا بات پیش کر دے۔

تو یہ صلح کلی لوگ بتائیں کہ اس کا کیا جواب ہوگا اگر صلح کلی اس کا جواب دے دیں تو ہم کو پھر کچھ کہنے کی حاجت نہیں رہے گی۔ انھیں کے جواب سے ہم دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کا قطعی حتمی کافر ہونا ثابت کر دیں گے اسماعیل دہلوی کی تکفیر میں اختلاف کے باوجود۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ کوئی صلح کلی اس گتھی کو سلجھانے کی ہمت نہیں کرے گا۔ کیوں کہ اس گتھی کو سلجھانا حقیقت میں اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈالنا ہے۔

سنجیدہ متین سمجھ دار طبقہ کو اتنے ہی سے اطمینان ہو جانا چاہیے اور جسے اطمینان نہ ہو بتائے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ روح اور مادہ قدیم ہیں اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا شخص کافر نہیں کہتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ قیامت نہیں آئے گی اسے ایک شخص کافر کہتا ہے اور دوسرا کافر نہیں کہتا۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معبود نہیں اسے ایک کافر کہتا ہے دوسرا کافر نہیں کہتا۔ کیا دونوں صحیح کہہ رہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے ایک صحیح کہہ رہا ہے۔ دوسرا غلط کہہ رہا ہے مگر مغالطہ عامۃ الورود مذکورہ کی بنا پر صلح کلیوں کو ماننا پڑے گا کہ دونوں صحیح ہیں۔ پھر امان اٹھ جائے گا۔ جس کا جو جی چاہے بکے کوئی ان سے باز پرس نہیں کر سکتا۔ سارا دین سارا مذہب برباد۔ امان غائب خدا ناترسوں کو چھٹی مل گئی وہ جو چاہیں بکیں۔

آپ حیرت میں ہوں گے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ آپ اپنی حیرت دور کرنا چاہتے ہیں تو صلح کلیوں سے مندرجہ ذیل استفتا کر لیں اور ان سے کسی طرح جواب حاصل کر لیں۔ اگر کوئی صلح کلی ان سوالات کے جوابات دے دے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے جواب سے میں بتا دوں گا کہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان اقانیم اربعہ

کے کفریات میں کیا فرق ہے۔

①-زید نے کہا کہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا اس پر ایک عالم سے استفتا ہوا انھوں نے فتویٰ دیا کہ زید کافر ہے کیوں کہ اس نے ضروریات دین میں سے ایک دینی ضروری عقیدہ کا انکار کیا اس لیے کہ کافروں کا جہنم میں جانا ضروریات دین سے ہے قرآن مجید کی سیکڑوں آیتوں سے ثابت ہے۔ دوسرے عالم سے یہ سوال ہوا انھوں نے جواب دیا کہ زید کو کافر کہنے سے کف لسان کرنا چاہیے کیوں کہ اس کے کلام میں تاویل کی گنجائش ہے ہوسکتا ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ قیامت کے دن سارے کافر مومن ہوجائیں گے۔ جب وہ سب کچھ دیکھ لیں گے تو ایمان لانے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔ لیکن چوں کہ معتبر ایمان بالغیب ہے قیامت کے دن کا ایمان معتبر نہ ہوگا۔ اس لیے جو دنیا میں کافر تھے جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ اور جہنم میں ڈالتے وقت کافر نہ ہوں گے مومن ہوں گے اس لیے اس تاویل کی بنا پر یہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا۔ علاوہ ازیں ہوسکتا ہے اس کی مراد کافر سے کافر بالطاغوت ہو جیسا کہ فرمایا گیا۔

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ م بِاللّٰهِ۔ (1) جو طاغوت کے ساتھ کفر کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے۔

②-ایک شخص نے کہا کوئی مومن جنت میں نہیں جائے گا اس پر ایک عالم نے اس کی تکفیر کی۔ دوسرے نے کہا کہ میں کافر نہیں کہتا، ہوسکتا ہے اس کی مراد مومن بالطاغوت ہو بولیے ان دونوں میں کس مفتی کا فتویٰ صحیح ہے؟ اگر دوسرے عالم کا فتویٰ صحیح ہے تو پہلے عالم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جنھوں نے زید کو کافر کہا نیز کافر کو کافر کہنا ضروریات دین سے ہے۔ کافر کو کافر نہ ماننا کفر ہے تو پہلے مفتی کے فتوے کی رو سے دوسرے عالم کافر ہوتے ہیں کہ نہیں؟

③-عمرو نے کہا کروڑوں معبود برحق ہیں عمرو سے مواخذہ کیا گیا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے:

''وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ''(2) تمھارا معبود ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

تم نے اس آیت کا انکار کیا اس لیے تم کافر ہوگئے، عمرو نے جواب میں کہا کہ مجھے دارالعلوم دیوبند میں پڑھایا گیا ہے کہ تنوین کبھی تعظیم کے لیے آتی ہے اور ''لا'' کبھی نفی کمال کے لیے آتا ہے۔ جیسے: ''لا فتی الا علی، لا سیف الا ذوالفقار'' کوئی جوان نہیں مگر علی، کوئی تلوار نہیں مگر ذوالفقار۔ اس کی روشنی میں ''اِلٰهٌ وَّاحِدٌ'' میں ''اِلٰهٌ'' کی تنوین تعظیم کے لیے ہے۔ اسی طرح لَااِلٰہ میں ''لا'' نفی کمال کے لیے ہے۔ اب آیت کا

(1) قرآن مجید، سورة البقرة، آيت:٢٥٦.
(2) قرآن مجید، سورة البقرة، آيت:١٦٣.

مطلب یہ ہوا کہ بڑا معبود ایک ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ چھوٹے چھوٹے کروڑوں معبود برحق ہوں مگر ایک مفتی نے عمرو کی اس تاویل کو قبول نہیں کیا اسے رد کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ عمرو بلا شبہہ کافر و مرتد ہے جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ مگر ایک دوسرے مفتی نے فتویٰ دیا کہ چوں کہ عمرو تاویل کرتا ہے اس لیے وہ مسلمان ہے۔

آپ خود دیوبند کے دارالافتا میں سوال بھیج کر معلوم کرلیں کہ عمرو اور دوسرے مفتی کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ہم چوں کہ سمجھانے کے موڈ میں ہیں اس لیے ہم آپ سے یہی کہیں گے کہ اگر ہم کچھ کہیں تو بے جا پاس داری پر محمول کیا جائے گا اس لیے ضروری یہ ہے کہ کوئی صلح کلی یا وہابی ان سوالوں کا جواب دے۔

لیکن ہمیں معلوم ہے کہ کوئی صلح کلی یا کوئی وہابی ان سوالوں کے جوابات مرتے دم تک نہیں دے گا کون اپنے ہاتھ سے ذبح ہونے کے لیے تیار ہوگا۔

ہم پہلے بتا آئے کہ مسئلہ تکفیر بہت نازک اور دقیق ہے عوام تو عوام بہت سے علماے کرام اسے سمجھنے سے عاجز رہتے ہیں لیکن قیامت تک اللہ کے ایسے بندوں سے زمین خالی نہیں ہوگی جو مشکل سے مشکل مسائل کو حل کرسکیں۔

اقول وباللہ التوفیق۔ ہم نے پہلے شبہہ کے جواب میں جو کچھ تحریر کیا ہے اس میں جو بھی غور کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اس پر روشن ہوجائے گا کہ مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات میں کیا فرق ہے؟ لیکن ہم آپ کی آسانی کے لیے اعادہ کیے دیتے ہیں۔

کلمات دو قسم کے ہیں ایک جو اپنے ظاہری معنی کے اعتبار سے کفر ہیں۔ مگر ان میں ایسے معنی کا احتمال ہے جو کفر نہیں اور یہ احتمال صحیح ہو اگرچہ خفی بعید ہو جیسے یہ جملہ کوئی کافر جہنم میں نہیں جائے گا اس کا ظاہر معنی کفر ہے اور یہ معنی کفری میں صریح و متبین ہے مگر اس کا بھی احتمال ہے کہ اس کی مراد یہ ہو کہ چوں کہ قیامت کے دن قیامت کے احوال و اہوال دیکھ کر کوئی کافر نہیں رہے گا سب مسلمان ہوجائیں گے۔ ایسے کلمات کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر معلوم ہو کہ قائل کی مراد معنی کفری ہے تو وہ بلا شبہہ قطعاً یقیناً کافر ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ قائل کی مراد وہ معنی بعید ہے جو کفر نہیں تو وہ مسلمان ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہیں کہ قائل کی مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں سکوت کیا جائے گا یہی محققین فقہا اور متکلمین کا مذہب ہے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مختار ہے۔

لیکن جمہور فقہا ایسے کلمات کے قائل کو بھی کافر کہتے ہیں منح الروض میں ہے:

عدم التکفیر مذهب المتکلمین والتکفیر مذهب الفقهاء فلا یتحد القائل بالنقیضین فلا محذور.	عدم تکفیر (ایسے کلمات میں) متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہا کا مذہب ہے اس لیے نقیضین کا قائل شخص واحد نہیں تو کوئی خرابی نہیں۔

دوسرے وہ کلمات جس کے ایک معنی ہوں یا چند اور سب کفری ہیں ان میں نہ تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ بعید کی جیسے یہ کہنا کہ اللہ عزوجل معبود نہیں ایسے کلمات کے قائل کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ وہ ضرور بالضرور حتماً جزماً کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات قسم اول سے ہیں اور دیوبندیوں کے اقانیم اربعہ کے کلمات قسم ثانی سے، جو کفری معنی میں متعین ہیں ان کا کوئی معنی خفی سے خفی بعید سے بعید ایسا نہیں جو کفر نہ ہو جس پر قائلین اور ان کے ہم نواؤں کی توجیہات اور علمائے اہل سنت کے رد شاہد عدل ہیں۔

بسط البنان میں تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی عبارت کی اور دوسری کتابوں میں دوسرے دیوبندی مولویوں نے ان کفری عبارات کی جو توجیہیں کی ہیں وہ تاویل نہیں عبارت کی تغییر اور تبدیل ہے جس کی پوری تفصیل وقعات السنان اور الموت الاحمر وغیرہ میں مذکور ہے۔ ان کتابوں کے چھپے ہوئے ایک صدی کے قریب قریب ہو رہی ہے مگر کسی دیوبندی سے ان کا جواب نہ ہو سکا۔ یہ کتابیں تھانوی صاحب کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجی گئیں مگر دم سادھ گئے۔ پھر میں نے دس سال پہلے ان سب ابحاث کا خلاصہ منصفانہ جائزہ میں لکھ کر شائع کر دیا مگر ابھی تک صدائے برنخواست۔

ہم آپ کے اطمینان کے لیے صرف حفظ الایمان کی عبارت پر تھوڑا سا کلام کیے دیتے ہیں۔ حفظ الایمان کی اصل عبارت یہ ہے۔

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔“

اس عبارت میں تھانوی صاحب نے اس علم غیب کی جو حضور ﷺ کو حاصل ہے دو قسمیں کی ہیں۔ کل علوم غیبیہ، اور بعض علوم غیبیہ۔ کل علوم غیبیہ کے لیے بعد میں لکھا کہ اس کا حصول عقلاً و نقلاً باطل ہے۔ رہ گئے بعض علوم غیبیہ اس کے بارے میں لکھا۔

”اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی (بچے) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپایوں) کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس میں بلا شبہہ یقیناً حتماً حضور ﷺ کی توہین ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو بچوں پاگلوں جانوروں اور چوپایوں کے علم ایسا کہنا بلا شبہہ توہین ہے۔ اس عبارت کی توجیہہ میں تھانوی صاحب کے خون گرم حامی مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی توضیح البیان میں لکھتے ہیں:

”عبارت متنازعہ میں لفظ ”ایسا“ بمعنی اس قدر، و اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی۔ نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔“(۱)

اس کا ماحصل یہ نکلا کہ اگر لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لیے ہوتا تو ضرور توہین ہوتی مگر چوں کہ اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ تشبیہ کے لیے نہیں اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے اس لیے توہین نہیں۔ اب آئیے اس عبارت کے بارے میں دربھنگی صاحب سے بھی بھاری بھرکم شخصیت کی توجیہہ سنیے، دیوبندی برادری کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد ٹانڈوی اپنے مشہور گالی نامے ”الشہاب الثاقب“ میں لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا (تھانوی) اس عبارت میں لفظ ”ایسا“ فرمارہے ہیں لفظ ”اتنا“ تو نہیں فرمارہے ہیں اگر لفظ ”اتنا“ ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اوروں کے علم کے برابر کر دیا لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔“

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر اس عبارت میں بجائے ایسا کے اتنا ہوتا تو لازم آتا تھا کہ تھانوی صاحب نے معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم کو ہر کس و ناکس، بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں، گدھوں، خچروں، سوروں کے برابر کر دیا۔ اور یہ یقیناً حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ اگر اس عبارت میں بجائے لفظ ”ایسا“ کے لفظ ”اتنا“ ہوتا تو اس میں ضرور حضور اقدس ﷺ کی توہین ہوتی مگر اس عبارت میں لفظ اتنا نہیں ایسا ہے جو کلمہ تشبیہ ہے اب آپ ملاحظہ کریں دربھنگی صاحب نے کہا کہ اگر ”ایسا“ کلمہ تشبیہ ہوتا تو اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہوتی اس لیے کہ لازم آتا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو خسیس رذیل چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ اور ٹانڈوی صاحب فرمارہے ہیں کہ ”ایسا“ کلمۂ تشبیہ ہے تو دربھنگی اور ٹانڈوی صاحب کا اس پر اجماع مؤلف ہو گیا کہ اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے۔

اور ٹانڈوی صاحب فرمارہے ہیں کہ اگر اس عبارت میں بجائے ”ایسا“ کے ”اتنا“ ہوتا تو حضور اقدس ﷺ کی توہین ہوتی۔ اور دربھنگی صاحب فرمارہے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ایسا اتنا اور اس قدر کے معنی میں ہے تو پھر دربھنگی اور ٹانڈوی صاحب کا اجماع مؤلف ہو گیا کہ اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کی

(۱) توضیح البیان، ص:۱۳

توہین ہے۔

اقول هو المستعان۔ یہ دیوبندی مولویوں کی چالاکی ہے کہ عوام کو لفظ ”ایسا“ کے بھول بھلیوں میں پھنسا کر بہکانا چاہتے ہیں۔

ہر عاقل منصف سوچے کہ اس عبارت میں لفظ ایسا کو تشبیہ کے لیے مانو تو بھی توہین ہے کیوں کہ لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں و پاگلوں، جانوروں و چوپایوں، گدھوں، کتوں سوروں کے علم سے تشبیہ دی ہے یہ بلا شبہہ توہین ہے جس سے کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر لفظ ایسا کو اتنا اور اس قدر کے معنی میں مانیں تو لازم آئے گا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس بچوں و پاگلوں جانوروں و چوپایوں، گدھوں، کتوں، سوروں، کھٹملوں کے علم کے برابر کر دیا اس میں یقیناً حتماً قطعاً حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے۔

ثابت ہو گیا کہ حفظ الایمان کی عبارت کفری معنی میں متعین ہے اس کی جو بھی توجیہہ کی جائے وہ کفر ہی ہوگی۔ اس میں تاویل قریب تو دور کی بات ہے تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں۔ اور تھانوی صاحب نے خود جو کچھ لکھا ہے اور ان کے حامیوں نے جو کچھ کہا ہے وہ یا تو اس عبارت کی تاویل نہیں تغییر و تبدیل ہے۔ یا پھر وہ بھی کفر ہے جیسا کہ ہم نے ٹانڈوی صاحب اور در بھنگی صاحب کی توجیہہ سے ثابت کر دیا۔

مسلسل مناظروں میں زک اٹھانے کے بعد پوری پارٹی سر جوڑ کر اب ایک نئی توجیہہ کرنے لگی ہے کہ اس عبارت میں ”ایسا“ کا اشارہ حضور اقدس ﷺ کے علم کی طرف نہیں بلکہ مطلق بعض کی طرف ہے۔

اس پر دو گزارش ہے پہلی یہ کہ اگر ”ایسا“ کا اشارہ حضور اقدس ﷺ کا علم پاک نہ ہوتا مطلق بعض ہوتا تو ٹانڈوی صاحب کا یہ کہنا کیسے درست ہوتا؟

”اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔“

ٹانڈوی صاحب کا یہ فرمانا اسی وقت درست ہوگا جب کہ لفظ ایسا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاک مراد ہو۔

نیز در بھنگی صاحب نے لکھا:

”عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ”ایسا“ بمعنی اس قدر و اتنا ہے پھر تشبیہ کیسی؟ نہ اس میں تشبیہ ہے نہ توہین۔“

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس عبارت میں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہوتا تو اس میں توہین ہوتی اگر لفظ ایسا کا

اشارہ حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کی طرف نہ ہوتا تو اسے تشبیہ کے لیے ماننے میں حضور اقدس ﷺ کی توہین کیسے ہوتی؟

واضح ہو کہ ٹانڈوی صاحب اور در بھنگی صاحب کی حیثیت عرفی دیوبندی برادری میں بہت بڑی ہے۔ اول دیوبندی جماعت کے شیخ الاسلام اور مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث اور جمعیۃ علماے ہند کے صدر تھے اور در بھنگی صاحب مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات اور تھانوی صاحب کے وکیل تھے۔ جب دیوبندی جماعت کے دو بھاری بھر کم گواہوں سے ثابت کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کی طرف ہے۔ ان کے مقابل دیوبندی اطفال الموالی کی باتوں کا کیا اعتبار؟

دوسری گزارش یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں مطلق بعض مذکور ہی نہیں کہ اس کی طرف اشارہ ہو تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کی دو قسمیں کی ہیں۔ کل علوم غیبیہ اور بعض مقسِم حضور اقدس ﷺ کا علم پاک ہے کل علوم غیبیہ اور بعض اس کے اقسام ہیں۔ مقسِم کا اقسام پر صدق لازم ورنہ قسم، قسم نہ رہے گی اسے ہر مبتدی بھی جانتا ہے۔ جب حفظ الایمان کی عبارت میں مطلق بعض مذکور نہیں تو مطلق بعض کو ”ایسا“ کا مشارٌ الیہ ٹھہرانا ہوائی فائر ہے۔ ہاں عبارت میں حضور اقدس ﷺ کے لیے حاصل بعض علوم غیب مذکور ہے۔ ”ایسا“ سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ایسا سے وہی مراد ہے اس لیے عبارت میں یقیناً حتماً حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے۔ اور یہ عبارت حضور اقدس ﷺ کی توہین میں متعین۔ نہ اس میں تاویل قریب کی گنجائش ہے نہ تاویل بعید کی۔ اسی لیے علماے حل و حرم عرب و عجم ہند و سندھ نے باتفاق فرمایا کہ اس عبارت کے لکھنے والے مولوی اشرف علی تھانوی اہانت رسول کرنے کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں۔ ایسے کہ جو ان کے کفر پر مطلع ہو کر ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔

اور یہی حال تحذیر الناس اور براہین قاطعہ کی عبارتوں کا بھی ہے کہ وہ دونوں بھی کفری معنی میں متعین ہیں ان میں تاویل بعید کی بھی گنجائش نہیں جس کو میں نے منصفانہ جائزہ میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے اس لیے اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کا بہانہ بنا کر ان اقانیم اربعہ کی تکفیر سے کف لسان کرنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

اب ایک سوال یہ رہ جاتا ہے کہ استاذ الاساتذہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاصر علماے اہل سنت نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی اور فرمایا کہ جو شخص اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اس کے کفریات میں کوئی تاویل مسموع نہیں۔ اس کے دو جوابات ہیں۔

اول: یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت علامہ خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا مختار جمہور فقہا کا مذہب ہو کہ وہ صریح متبین پر تکفیر کرتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ تاویل کی اس میں گنجائش نہیں اس سے مراد تاویل قریب ہو اور ہم پہلے تفصیل سے بتا آئے کہ کسی کلام میں تاویل قریب کا نہ ہونا اس کے منافی نہیں کہ تاویل بعید بھی نہ ہو۔ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا مختار مذہب متکلمین ہے کہ جب قائل کی مراد معلوم نہ ہو تو وہ صریح متبین پر تکفیر نہیں کرتے کلام میں جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال باقی ہو تو کف لسان کرتے ہیں۔ اب کوئی تعارض نہیں۔ منح الروض کی عبارت پہلے گزر چکی ہے:

عدم التکفیر مذہب المتکلمین والتکفیر مذہب الفقہاء فلا محذور.	(ایسے کلمات میں تکفیر نہ کرنا) متکلمین کا مذہب ہے اور تکفیر فقہا کا مذہب اس لیے کوئی خرابی نہیں۔

دوم: ایک مفتی کے سامنے ایک قول پیش ہوا۔ اور یہ مفتی واقعی مفتی ہے صحیح العقیدہ بھی ہے، خدا ترس بھی ہے، دین دار بھی ہے، ذہین و فطین بھی ہے، اس کی طبیعت اخاذ اور اس کا ذہن وقاد بھی ہے اس نے اس کلمہ میں حتی الوسع پورا پورا غور و خوض کیا اسے اس کلمہ میں کوئی اسلام کا پہلو نہیں ملا اس کو اس میں تاویل قریب تو قریب بعید تاویل بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ جس کی بنا پر اس نے اس کلمہ کو اپنی صوابدید کے مطابق کفری معنی میں متعین جانا ایسی صورت میں اس مفتی پر فرض ہے کہ وہ یہ فتویٰ دے کہ اس کلمہ کا قائل کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کفر پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ مانے وہ بھی کافر۔

لیکن وہی قول کسی اور مفتی کے سامنے پیش ہوا اس مفتی کو اس کلام میں کوئی تاویل سمجھ میں آئی اور قائل کی نیت معلوم نہیں تو اسے یہ حق ہے کہ احتیاطاً اس کے قائل کی تکفیر سے کف لسان کرے۔ اور اس سلسلہ میں خود میرے ساتھ متعدد واقعات پیش آئے۔

اول: ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ کبھی کبھی سچ بولنا کفر ہوتا ہے اور جھوٹ بولنا عبادت۔ اس پر مفتی صاحبان سے استفتا ہوا بہت سے مفتیان کرام نے قائل کو کافر کہا۔ مجھ سے بھی سوال ہوا میں نے جواب دیا کہ قائل کافر نہیں یہ قطعی یقینی ہے کہ اللہ عزوجل ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز میں سور اور بندر بھی داخل ہیں مگر علما نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کو "خالق القردۃ والخنازیر" کہنا کفر ہے۔

ایک ظالم ایک بے گناہ کو قتل کرنے کے لیے دوڑا رہا ہے مظلوم ایک شخص کے گھر میں گھس گیا پیچھے پیچھے ظالم بھی آیا اس نے مالک مکان سے پوچھا کہ فلاں شخص تمہارے مکان میں تو نہیں چھپا ہے۔ علما نے فرمایا کہ مالک مکان پر واجب ہے کہ کہے کہ نہیں، میرے مکان میں نہیں چھپا ہے وہ اس طرف بھاگ گیا ہے۔ حالاں

کہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور اسے یہی کہنا واجب اور ہر واجب عبادت تو ثابت ہو گیا کہ کبھی کبھی جھوٹ بولنا عبادت ہوتا ہے۔

شامی میں ہے:

لو رای معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ او ایذاءہ فالکذب ہنا واجب.(۱)	کسی بے گناہ کو دیکھا کہ وہ ایسے ظالم سے جان بچانے کے لیے چھپا ہوا ہے جو اسے قتل کرنا چاہتا ہے یا اسے ایذا پہنچانا چاہتا ہے تو یہاں جھوٹ بولنا واجب ہے۔

دوم: اسی طرح ایک مقرر نے اپنی تقریر میں کہا کہ قیامت کے دن عام لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب دینے جائیں گے اور انبیاے کرام اور اولیاے عظام اللہ تعالیٰ سے حساب لینے جائیں گے۔

ایک بہت مشہور، معتمد، مستند، محقق مفتی صاحب سے سوال ہوا تو انھوں نے حکم فرمایا کہ اس کا قائل کافر ہے۔ پھر یہی سوال میرے یہاں پیش ہوا میں نے جواب میں لکھا کہ عرف عام میں حساب لینے کا ایک معنی مزدوری لینے کا بھی آتا ہے مزدور بولتے ہیں کہ ہم حساب لینے جا رہے ہیں ہمارا حساب وصول ہو گیا۔ اس تقدیر پر کلام مذکور کا معنی یہ ہوا کہ انبیاے کرام اور اولیاے عظام بارگاہ خداوندی میں اپنے اعمال حسنہ کا ثواب حاصل کرنے جائیں گے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس قسم کے قول سے احتراز کرنا چاہیے خصوصاً عوام کے سامنے۔

سوم: بریلی شریف کے قیام کے زمانہ میں ایک طالب علم نے مشقی جلسہ میں تقریر کی۔ اس نے کہا کہ حضور اقدس ﷺ کی شان یہ ہے کہ اگر وہ گناہ پسند کر لیں تو عبادت ہو جاتی ہے اور میں یہ ذمہ داری سے بول رہا ہوں میرے پاس اس کا ٹھوس ثبوت موجود ہے قصداً نماز چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے مگر منزل صہبا پر مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر قضا کی لیکن جب حضور نے اس کو پسند فرمالیا تو یہ عبادت ہو گئی تو اس سے ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ اگر کوئی گناہ پسند فرمالیں تو وہ عبادت ہو جائے گی۔

اس پر کچھ طلبہ نے واہ واہ کی مگر کچھ طلبہ کو یہ بات کھٹکی انھوں نے اور لوگوں کی طرف رجوع کیا مگر معاملہ صاف نہیں ہوا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ ان دنوں بریلی شریف تشریف فرما نہیں تھے اخیر میں معاملہ میرے یہاں پیش ہوا میں نے جواب تحریر کیا کہ یہ کہنا کہ حضور اقدس ﷺ گناہ پسند فرمالیں کلمۂ کفر ہے۔ مقرر کو دھوکہ لگا منزل صہبا پر حضور اقدس ﷺ کی نیند پر نماز قربان کرنا گناہ نہیں تھا بات یہ ہے کہ جب بیک وقت دو فرض عائد ہوں تو حکم یہ ہے کہ ان میں جو اہم ہو اس کو ترجیح دی جائے گی۔ منزل صہبا پر امیر

(۱) شامی، جلد خامس، ص:۲۷٤، مطبوعہ بیروت.

المومنین مولی المسلمین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بیک وقت دو فرض عائد تھے۔

[۱]-اطاعت رسول۔ [۲]-ادائیگی نماز۔

ان دونوں میں اطاعت رسول اہم تھا۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ترجیح دی اس وقت نماز عصر چھوڑنا گناہ نہیں تھا بلکہ بیک وقت عائد ہونے والے دو فرائض میں سے ایک کو اختیار کرنا تھا اور یہ گناہ نہیں بلکہ اگر اس کا برعکس کرتے تو گناہ ہوتا۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ حضرت سعید بن معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پکارا وہ کچھ دیر کے بعد حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیر سے حاضری کا سبب پوچھا، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے حاضری میں تاخیر ہوئی۔ فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ۔ (۱)

اے ایمان والو! اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمھیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمھیں زندگی بخشے گی۔

دوسری حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی ایسا ہی وارد ہے۔

آپ ان تینوں واقعات کو بغور پڑھیں اور ان کی روشنی میں میرے معروضات پر غور کریں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کے کلمات کفریہ استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاصر علمائے کرام کی خدمت میں پیش ہوئے ہو سکتا ہے کہ بآں جلالت شان و ذکاوت و فطانت ان حضرات کو ان کلمات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی نہ قریب نہ بعید، ان حضرات کی نظر میں اس کے کلمات کفریہ صریح متعین نظر آئے جن کی بنا پر ان حضرات نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر فرمائی۔

لیکن جب وہ کلمات مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے علم میں آئے تو بہ مصداق ''فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ'' ان میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو اسلام کا پہلو سمجھ میں آیا اگرچہ وہ بعید ہو، ضعیف ہو، اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کف لسان فرمایا۔

ایسا بہت ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بڑوں بڑوں کا ذہن ایک طرف منتقل نہیں ہوتا مگر ان سے کم درجے کے دوسرے فرد کا ذہن اس طرف منتقل ہو جاتا ہے اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔ حضرت قتادہ بن دعامہ سدوسی اجلۂ تابعین میں سے ہیں۔ خادم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص تلمیذ ہیں کوفہ تشریف لائے تو ان کے پاس طالبین کی بھیڑ جمع ہو گئی حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائی عہد تھا

(۱) قرآن مجید، سورۃ الانفال، آیت:۲۴، بخاری جلد ثانی، ص:۶۶۹.

شہرت سن کر حضرت امام اعظم بھی حضرت قتادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے دریافت فرمایا کہ جس چیونٹی نے سیدنا سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لشکر کو دیکھ کر یہ کہا تھا اے چیونٹیو! اپنی بلوں میں چلی جاؤ کہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تم کو کچل نہ ڈالے یہ چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ یہ سوال سن کر حضرت قتادہ کچھ دیر تک سوچتے رہے پھر فرمایا مجھے نہیں معلوم، آپ بتاؤ وہ چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ حضرت امام اعظم نے فرمایا مادہ تھی۔ حضرت قتادہ نے پوچھا کیسے معلوم ہوا تو حضرت امام اعظم نے فرمایا اللہ عزوجل نے اس کے لیے مؤنث کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ ارشاد ہے: ''قَالَتْ نَمْلَةٌ''۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ کوفے کے قاضی تھے اور بہت جاہ و جلال کے قاضی تھے جب سے قضاۃ اور ججوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کے قاضیوں کے صف اول میں ان کا شمار ہوتا ہے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مجلس قضا سے اٹھ کر گھر جا رہے تھے راستے میں ایک عورت کا کسی سے جھگڑا ہو رہا تھا عورت نے اس شخص کو یا ابن الزانیین کہہ دیا یعنی اے زانی اور زانیہ کے بیٹے قاضی صاحب نے حکم دیا کہ عورت کو پکڑ کر مجلس قضا میں لے چلو، یہ بھی واپس آئے اور مسند قضا پر بیٹھے اور حکم دیا کہ عورت کو کھڑی کر کے قذف کی دہری سزا دی جائے یعنی ایک سو ساٹھ کوڑے مارے جائیں۔ جب امام اعظم کو اس کی اطلاع ملی تو فرمایا کہ ابن ابی لیلیٰ نے اس میں چھ غلطیاں کی ہیں۔

۱-مجلس قضا سے باہر آنے کے بعد دوبارہ فوراً واپس آکر فیصلے کے لیے بیٹھے۔

۲-مسجد میں حد مارنے کا حکم دیا۔

۳-عورت کو بٹھا کر حد مارنی چاہیے انھوں نے کھڑی کرا کے درے لگوائے۔

۴-ایک ہی حد لازم تھی انھوں نے دو جاری کی۔

۵-ایک ساتھ لگاتار دو حدیں لگوائیں حالاں کہ اگر کسی پر دو حد لازم بھی ہو تو ایک حد کے بعد ملزم کو چھوڑ دینا چاہیے جب اس کے زخم اچھے ہو جائیں تو دوسری حد لگانی چاہیے۔

۶-جسے عورت نے ابن الزانیین کہا تھا اس نے مطالبہ نہیں کیا تھا تو قاضی صاحب کو مقدمہ قائم کرنے کا حق نہ تھا۔

غرض کہ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ کسی چیز کی طرف ایک بڑے کا ذہن نہیں گیا اور دوسرے کا چلا گیا اسی طرح یہاں بھی ہوا کہ علامہ فضل حق خیر آبادی وغیرہ کا ذہن اس ضعیف اور بعید احتمال کی طرف نہیں گیا اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ذہن مبارک اس طرف منتقل ہوا۔ ان حضرات نے اسماعیل دہلوی کے کفریات کو کفری معنی میں متعین جانا اور اسے قطعی طور پر کافر کہا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تحقیق میں وہ

صریح متبین تھا اس لیے کف لسان فرمایا۔

دیکھیے مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کو لے لیجیے ان کے جامع معقول و منقول ہونے میں کسی کو کلام نہیں مگر کتنے مسائل میں ان سے صریح غلطیاں ہوئیں ہیں مثلاً ان سے سوال ہوا کہ "ہدایت علی" نام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایہام شرک کی وجہ سے یہ نام رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہدایت علی کے دو معنی ہیں اراءۃ الطریق اور ایصال الی المطلوب اور "علی" اسمائے عزوجل سے بھی ہے اور مولی المسلمین امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی اسم گرامی ہے۔ اب احتمالات چار ہوئے ہدایت سے مراد اراءۃ الطریق اور "علی" سے مراد باری عزاسمہ یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب اور "علی" سے مراد باری عزاسمہ یہ تینوں احتمالات صحیح ہیں چوتھا احتمال یہ ہے کہ ہدایت سے مراد ایصال الی المطلوب اور "علی" سے مراد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صورت میں سائل نے اس کو اسمائے شرکیہ میں سے شمار کیا اور لکھا کہ جو نام اسمائے شرکیہ اور غیر شرکیہ میں دائر ہو اس سے احتراز واجب ہے۔

جناب مولانا عبدالحیٔ صاحب نے سائل کی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے حکم اس پر یہ لکھا کہ چوں کہ لفظ "ہدایت" بھی مشترک ہے اور لفظ "علی" بھی مشترک ہے اس لیے ہدایت علی نام رکھنے میں امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے اور ایسے نام رکھنے سے احتراز لازم جس میں امر غیر مشروع کا ایہام ہو۔(۱)

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے سوال ہوا کہ ہدایت علی نام رکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ جواب تحریر فرمایا ہدایت کا جواز ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں۔

مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی کے اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولیٰ ٹھہرایا تھا آخر کلام میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا حالاں کہ یہ محض غلط ہے اس پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے انیس ایرادات فرمائے ہیں جو احکام شریعت میں مفصل مذکور ہیں۔ جن میں سے دو تحریر کر دیتا ہوں۔ مولانا نے محض اپنے اس زعم پر کہ اس میں معنی شرک کا احتمال ہے۔ اسے ایہام شرک قرار دے کر ناجائز لکھ دیا، حالاں کہ محض احتمال اور چیز ہے اور ایہام اور شے۔ دیگر محض احتمال سوء سے کوئی کلمہ ناجائز نہیں ہوتا ہاں ایہام سوء ضرور عدم جواز کا باعث۔ فرماتے ہیں:

"ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفاً و بعیداً ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادر در کار ہے۔ ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے۔ نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کے بھی نکل سکے۔"

(۱) مجموعہ فتاویٰ عبد الحئی، جلد دوم، ص:٤٦، ٤٥

تلخیص میں ہے:

الایھام ان یطلق لفظ له معنیان قریب و بعید ویراد به البعید.

ایہام یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور بعید اور معنی بعید مراد لیا جائے۔

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

الایھام ویقال له التخییل ایضًا ان یذکر لفظ له معنیان قریب و غریب فاذا سمعه الانسان سبق الی فهمه القریب ومراد المتکلم غریب.

ایہام ہی کو تخییل بھی کہا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ کوئی ایسا لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معنی ہوں قریب اور غریب جب اس کو کوئی انسان سنے تو اس کا ذہن قریب کی طرف سبقت کرے اور متکلم کی مراد معنیٰ غریب ہو۔

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع و طعن سے خالی رہے گا۔ نماز میں وتعالی جدک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے۔ "جد" کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا۔ تو یہ بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر و سبقت واقربیت در کار ہے۔ وہی ممنوع ہے نہ مجرد احتمال۔

دوسرا ایراد یہ فرمایا جو بہت دلچسپ ہے۔

"سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیا تھا۔ حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا تا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ عبدالحئی میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی ایک عبد مقابل الٰہ دوسرا مقابل آقا۔

قال تعالیٰ:

وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَاِمَآئِكُمۡ۔(۱)

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔

دیکھو حق سبحانہ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یوں ہی ایک "حی" اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے مشعر، اور دوسرا مَن و تو و زید و عمرو سب پر صادق، جس سے آیت کریمہ "تُخۡرِجُ الۡحَيَّ مِنَ الۡمَيِّتِ" وغیرہا مظہر اب اگر عبد معنی اول اور حی معنی دوم لیجیے قطعًا شرک ہے۔

(۱) قرآن مجید، سورۃ النور، آیت:۳۲

"وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود عبد الحئی ایہام شرک سے کیوں کر محفوظ۔ اس سے بھی احتراز لازم تھا بعینہ یہی تقریر مولوی عبد الحئی صاحب کے نام میں بھی جاری ہوگی ملاحظہ ہو کہ یہ تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی۔

اقول: عبد الحئی عبد الحلیم ہی کی تخصیص نہیں مسلمانوں کے اکثر نام اسی زد پر ہیں مثلاً عبد العلی، عبد الحلیم، عبد الرشید، عبد السمیع، عبد البصیر، عبد الحفیظ، عبد العزیز، عبد الرحیم، عبد الکریم، عبد الرؤف وغیرہ یہ سب اسما مولانا عبد الحئی صاحب کے اس فتویٰ کی رو سے موہم شرک ہونے کی وجہ سے ناجائز ٹھہریں گے۔ مجھے بتانا یہی ہے کہ اس کی صدہا نظیریں موجود ہیں کہ بڑوں بڑوں کا ذہن ایک بات کی طرف نہیں گیا لیکن دوسرے علما کا ذہن اس طرف گیا۔ اسی طرح اسماعیل دہلوی کے کفریہ کلمات میں اس ضعیف اور بعید احتمال کی طرف اگر استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کا ذہن نہیں گیا اور انھوں نے اپنی دانست میں ان کلمات کو کفری معنی میں متعین جانا اور قائل کو قطعی یقینی کافر کہا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ذہن مبارک کسی ضعیف بعید ایسے پہلو کی طرف منتقل ہوا جس کی بنا پر کف لسان فرمایا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اگر کوئی یہ کہے کہ جیسے استاذ الاساتذہ علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے معاصر علماے اہل سنت کو اسماعیل دہلوی کی کفریات میں کوئی تاویل سمجھ میں نہیں آئی جس کی بنا پر انھوں نے اسماعیل دہلوی کی قطعی تکفیر کی۔ مگر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو ان کلمات میں تاویل نظر آگئی جس کی بنا پر انھوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے میں کف لسان کیا۔

اسی طرح اس کا امکان ہے کہ اساطین دیوبند کے کلمات کفریہ میں آئندہ کسی صاحب کو کوئی تاویل سمجھ میں آجائے جس کی بنا پر وہ کف لسان کرے۔ اس پر دو گزارش ہے۔

اول: محض اس احتمال پر کہ شاید آئندہ کسی صاحب کو ان میں کوئی تاویل سمجھ میں آجائے قائل کو کافر نہ کہنا کسی طرح جائز نہیں ورنہ وہی خرابی لازم آئے گی کہ پھر کسی کلمۂ کفر کے بکنے والے کو کافر کہنا درست نہ ہوگا۔ اب نہ قادیانیوں کو کافر کہنا درست ہوگا نہ چکڑالویوں کو اس لیے کہ سب کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ شاید آئندہ ان کے کفریات کی کوئی تاویل نکل آئے۔ بناے کار اس پر ہے کہ جس مفتی کے سامنے مسئلہ پیش ہے اسے از خود یا کسی کے بتانے سے اس کلمہ میں کوئی تاویل ملی یا نہیں؟ اگر نہیں ملی تو اس پر فرض ہے کہ قائل کو کافر ہونے کا فتویٰ دے اس توہم پر کہ شاید آئندہ کوئی صاحب کوئی تاویل نکال دیں تکفیر سے کف لسان کرنا خدا ناترسوں کو کفریات بکنے پر جری کرنا ہے۔

دوم: دوسری خاص بات یہ ہے کہ علماے دیوبند کو یہ احتمال اس وقت مفید ہوتا اگر انھوں نے اپنی

عبارتوں کی توجیہہ میں کچھ کہا نہ ہوتا ان سب نے اپنی اپنی عبارتوں کی توجیہیں کی ہیں۔ جن میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا ان عبارتوں سے کوئی لگاؤ نہیں اور خود ان کی تصریحات کی معارض ہیں یا پھر وہ توجیہات کفر ہی ہیں جس کی نظیر حفظ الایمان کی عبارت کی توجیہہ میں گزری۔

پہلی کی مثال تحذیر الناس کی عبارت میں یہ کہنا ہے کہ نانوتوی صاحب کی مراد یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی نہیں بلکہ آخری نبی اور خاتم بالذات دونوں کے ہیں۔

یہ توجیہہ خود تحذیر الناس، ص:۱۴/ اور ص:۲۷/ کی عبارتیں رد کر رہی ہیں جن میں صاف صاف لکھا ہوا ہے۔

بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (صفحہ:۱۴)

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (صفحہ:۲۷)

یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں یا بعد میں کسی نبی کا پیدا ہونا آخری نبی ہونے کے منافی ہے۔ اب اگر خاتم النبیین کا معنی نانوتوی صاحب کے نزدیک آخری نبی ہونا بھی ہوتا تو وہ کیسے لکھتے کہ پھر بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور اس سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

ص:۱۴/ اور ص:۲۷/ کی یہ دونوں عبارتیں کہ نانوتوی صاحب حضور اقدس ﷺ کو آخر الانبیا نہیں مانتے اور خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین تسلیم نہیں کرتے اس لیے مذکورہ بالا توجیہہ خود نانوتوی صاحب کی تصریح سے باطل ہے۔

جو کلام کئی معنی کا احتمال رکھتا ہو بعض کفر ہو اور بعض کفر نہ ہو ایسے کلام کا کہنے والا اس وقت کفر سے بچے گا جب کہ وہ بتائے کہ میری مراد وہ معنی ہے جو کفر نہیں اور اس معنی کا اس کلام میں احتمال بھی ہو یعنی اس کلام کا وہ معنی صحیح ہو اور اگر قائل نے اپنی مراد ایسے معنی کو بتایا جو خود کفر ہو یا اس معنی کی گنجائش اس کلام میں قطعاً نہ ہو تو قائل یقیناً حتماً کافر ہے کسی دوسرے کی تاویل صحیح اس کو کفر سے نہیں بچا سکتی۔ در مختار وغیرہ میں ہے:

اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر وواحد یمنعه فعلی المفتی المیل لما یمنعه ثم لو نیتهٔ ذلك فمسلم والا لم ینفعه حمل المفتی علی خلافه.[1]

جب مسئلے میں چند وجہیں ہوں تو مفتی پر واجب ہے کہ اس معنی پر حکم لگائے جو کفر نہیں اب اگر قائل کی مراد وہی معنی ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی کا اس معنی پر حمل کرنا قائل کو نفع نہ دے گا۔

(۱) درمختار، ج:۳، ص:۲۸۹، باب المرتد، بیروت.

اس قسم کا واقعہ مجھ پر گزر چکا ہے ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا قرآن مجید اللہ کی بنائی ہوئی کتاب ہے۔ اس پر ایک عالم نے انھیں ٹوکا تو انھوں نے کہا قرآن اگر اللہ کی بنائی ہوئی کتاب نہیں تو کس کی بنائی ہوئی ہے؟ ان عالم نے فرمایا کسی کی بنائی ہوئی نہیں عقائد میں تصریح ہے۔ القرآن كلام الله غير مخلوق۔ معاملہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے مقرر صاحب سے فرمایا کہ آپ کو توبہ کرنی چاہیے۔ انھوں نے توبہ کر لیا۔

پھر سال دو سال کے بعد مقرر صاحب نے فرمایا کہ میری مراد کلام لفظی تھی۔ اس پر ایک مفتی صاحب نے مقرر صاحب سے کہا اگر واقعی آپ کی مراد یہ تھی تو جب حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو توبہ کرنے کا حکم دیا تھا اس وقت آپ بتاتے اس وقت آپ نے نہیں بتایا اور چپ چاپ توبہ کر لیا تو ثابت ہو گیا کہ آپ کی مراد یہ نہیں تھی بعد میں آپ نے سوچ کر نکالا ہے اس لیے یہ مفید نہیں۔

حاصل یہ نکلا کہ اب جب کہ ان کفری عبارتوں کے قائلین نے ان عبارتوں کی جو توجیہات و تاویلات کیں وہ ان عبارتوں کے منافی و معارض ہیں۔ ان کا ان عبارتوں سے کوئی تعلق نہیں خود انھیں کتابوں کی دوسری عبارتیں اسے رد کر رہی ہیں لہٰذا وہ تاویلات کفری معنی میں متعین ہیں۔ تو اب جب کہ ان کو جہاں جانا تھا جا چکے اب کسی کا ان عبارتوں کی کوئی تاویل صحیح نکالنا ان کو مفید نہیں ہو سکتا۔ ان کو مفید اس وقت ہوتا جب یہ ثابت ہوتا کہ ان کی نیت یہ معنی صحیح تھی لیکن انھوں نے اپنی مراد یہ معنی نہیں بتایا بلکہ ان عبارتوں سے متعلق ان ملی بے جوڑ باتیں لکھیں اور کہیں اس لیے وہ کفر سے نہیں بچ سکتے۔ یہ اخیر کی گفتگو اس تقدیر پر تھی کہ ان کفری عبارتوں کی کوئی صحیح تاویل کوئی صاحب نکال سکیں مگر ہمیں یقین ہے کہ قیامت تک کوئی صاحب ان عبارتوں کی کوئی ضعیف سی ضعیف بعید سے بعید ایسی تاویل نہیں نکال سکتے جو ان کو کفر سے بچا سکے۔

وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا۔(۱) — اور جو ایڑیوں پر پلٹ جائے تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت نے علماے دیوبند کی تکفیر کیوں کی؟

مسئولہ: ڈاکٹر عرفان احمد، فرحت نرسنگ ہوم، التفات گنج، امبیڈکر نگر، ۱۱ر اپریل ۱۹۹۲ء

مسئلہ- اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علماے دیوبند کی تکفیر کس وجہ سے کی ہے؟ کیا

(۱) قرآن مجید، سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۴۴.

کلمہ پڑھنے والے کو کافر کہا جا سکتا ہے؟

الجواب

اصل جواب سے پہلے چند بنیادی باتیں ذہن نشین کر لیں جن پر ان تمام لوگوں کا اتفاق ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور جو مسئلہ تکفیر کے اصل الاصول ہیں:

اس سلسلے میں پہلی بحث یہ آتی ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور اس کا بھی دعویٰ کرتا ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں لیکن اس سے کوئی ایسا فعل یا اس کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکل جائے جو واقعی کفر ہو تو کیا اس صورت میں اسے کافر کہنا جرم ہے یا اسے کافر کہنا فرض ہے؟ اسے کافر کہنا تخریب ہے یا تعمیر ہے؟ فتنہ پھیلانا ہے یا فتنہ ختم کرنے کی جد و جہد ہے؟ ایسے شخص کو کافر نہ کہنا تعمیر نہیں تخریب ہے اور فتنہ فرو کرنے کی جد و جہد نہیں بلکہ فتنہ انگیزی ہے۔

اس سوال کے جواب میں ہم حقیقت حال پر مطلع ہونے کی خواہش رکھنے والوں کو دینیات کی کتابوں کے ابواب میں سے باب المرتد کے مطالعہ کی زحمت دیں گے۔

اسلاف کے عہد ہی سے عقائد و فقہ کی کتابوں میں بالاتفاق ہر طبقہ کے مصنفین نے اپنی کتابوں میں ایک مستقل باب رکھا ہے، جس میں ان افعال اور ان کلمات کو تفصیل کے ساتھ لکھتے آئے ہیں اور نہایت صراحت کے ساتھ بغیر کسی اشتباہ کے واشگاف الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کیا وہ کافر اور جس نے یہ قول کیا وہ کافر۔

بلکہ خود قرآن مجید پر نظر کی جائے تو اس میں عہد رسالت کے بہت سے نمازیوں، غازیوں اور قسمیں کھا کھا کر کلمہ پڑھنے والوں کو اس بنا پر کہ انھوں نے کوئی کلمہ کفر بکا کافر فرمایا۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابو الشیخ عدی بن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں یہ حدیث ذکر کی ہے کچھ لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا:

"يحدثنا محمد أن ناقة فلان بوادي كذا و كذا في يوم كذا وكذا وما يدريه بالغيب"(۱) — محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے انھیں غیب کی کیا خبر!

یہ کہنے والے وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنے بارے میں یہ اعلان کر دیا تھا:

"امنا بالله وباليوم الآخر، إلخ" — ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔

(۱) تفسیر درمنثور، ج:۳، ص:۲۳۵

اور جنھوں نے ان زوردار الفاظ میں رسالت کا اقرار کیا تھا:

''نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔''(۱) ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بلا شبہہ ضرور اللہ کے رسول ہیں۔

جنھوں نے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کی جو حضور اقدس ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے، جو حضور اقدس ﷺ کے ہم رکاب اور ان کے جھنڈے کے نیچے جہاد کے لیے نکلتے تھے، مگر جب حضور اقدس ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ انھوں نے یہ کہا ہے کہ محمد ﷺ کو غیب کی کیا خبر، تو انھیں بلوایا اور ان سے مواخذہ فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسا کہا ہے؟ تو انھوں نے کہا:

اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ۔(۲) ہم تو یوں ہی ہنسی اور کھیل کر رہے تھے۔

اس پر اللہ عزوجل نے ان زوردار کلمہ پڑھنے والے نمازیوں، غازیوں، مدنیوں کے بارے میں یہ حکم ارشاد فرمایا:

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (۳) — اے محبوب! ان سے فرما دو کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ، مسلمان ہونے کے بعد تم بلا شبہہ کافر ہو گئے۔

عہد رسالت میں دو شخصوں میں جھگڑا ہوا، مقدمہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور نے ایک کے حق میں فیصلہ فرمایا، جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا کہ اس کی حضرت عمر کے یہاں اپیل کریں گے۔ دونوں حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے معاملہ عرض کرنے کے اثنا میں جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے یہ بھی بتا دیا کہ حضور اقدس ﷺ نے میرے موافق فیصلہ فرما دیا ہے۔ دریافت فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا ہے: عرض کیا: جی ہاں! فرمایا تم دونوں اپنی جگہ رہو، گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر باہر تشریف لائے اور اسے قتل کر دیا جس نے کہا تھا کہ حضرت عمر کے یہاں اپیل کریں، دوسرا بھاگ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے میرے حریف کو قتل کر دیا۔ فرمایا: عمر کسی مسلمان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

(۱) قرآن مجید، سورة المنافقون، آیت:۱، پارہ:۲۸.
(۲) قرآن مجید، سورة التوبة،آیت: ۶۵.
(۳) قرآن مجید، سورة التوبة، آیت: ۶۶.

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (۱) — اے محبوب! تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمھیں حاکم نہ بنائیں اور تم جو فیصلہ کر دو اس سے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں اور اسے کما حقہ مان نہ لیں۔

حضور اقدس ﷺ نے اس قتل پر قصاص یا دیت کچھ بھی نہیں واجب فرمائی۔ یہ بد نصیب جس نے حضور اقدس ﷺ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور اس کی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپیل کرنے گیا تھا، کلمہ گو تھا، اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا مگر اللہ عزوجل نے نہایت واضح غیر مبہم الفاظ میں فرمایا کہ ایسے لوگ جو میرے رسول کے فیصلے کو نہ مانیں مسلمان نہیں۔

اب نص قرآن سے ثابت ہو گیا کہ اگر کسی سے کوئی کفر سرزد ہو، یا اس نے کوئی کلمۂ کفر بکا تو وہ بلا شبہہ کافر ہے۔ اگرچہ وہ کلمہ پڑھتا ہو، نماز پڑھتا ہو، جہاد کرتا ہو اور اگر بالفرض یہ جرم اہانت رسول کا ہے تب تو معاملہ بہت ہی سنگین ہے اور ایسا سنگین کہ علما نے یہ تصریح فرما دی ہے کہ اگر کوئی گستاخ رسول توبہ بھی کر لے حاکم اسلام اسے زندہ نہ چھوڑے گا اس کے لیے شفا اس کی شروح، درر، غرر، در مختار وغیرہ، دیکھیں۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اور نمازیں پڑھے، زکاۃ دے، روزہ رکھے، حج کرے، دن رات قال اللہ قال الرسول کا درس دے اور اتنا بڑا متقی ہو کہ کبھی خلاف شرع تھوکے بھی نہیں۔ لیکن اگر اس سے کوئی فعلِ کفر سرزد ہو جائے یا کوئی کفری قول بک دے تو اسے کافر کہنا بہ نص قرآن فرض ہے۔ یہ جرم نہیں بہت بڑی عبادت ہے۔ یہ جہاد بالقلم ہے، جہادِ باللسان ہے۔ اور اسلامی شریعت کو فاسد مادّوں سے پاک کرنے کی سعی مشکور بلکہ حقیقت میں سنت خدا ہے سنتِ رسول ہے۔ اسے جرم کہنا اور ایسے فرض شناس عالم کو موردِ طعن و تشنیع بنانا خود بہت بڑا جرم ہے۔ اس سلسلے میں ایک بہت بڑا مغالطہ یہ دیا جاتا ہے۔

عقائد کا یہ مسلم الثبوت قاعدہ ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ یعنی جو کعبہ مقدسہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اسے کافر کہنا درست نہیں۔ اس پر ہماری دو گزارش ہے کہ جو لوگ علما کے اس ارشاد کو اپنے لیے بطور سپر استعمال کرتے ہیں، خود ان کا عمل اس کے خلاف ہے۔ مثلاً قادیانیوں کی تکفیر، یہ لوگ بھی کرتے ہیں، جب کہ قادیانی بھی ہمارے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اب ہر شخص کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر اہل قبلہ کا مطلب ہے کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے وہ بہر حال مسلمان ہے، خواہ کتنے ہی بڑے کفر

(۱) قرآن مجید، سورة النساء، آیت: ۶۵. تفسیر در منثور، ج:۲، ص:۱۸۰

کا ارتکاب کرے۔ تو پھر آپ لوگ قادیانیوں کو کافر کیوں کہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل قبلہ کا یہ معنی نہیں جو آپ بتا کر اپنے لیے ڈھال بناتے ہیں۔ اہل قبلہ کے معنی یہ ہیں کہ جو کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو۔ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہ کرتا ہو۔ لیکن اگر کوئی کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے۔ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کرتا ہے تو وہ اہل قبلہ میں سے ہے ہی نہیں۔ آئیے اس توضیح کو اپنے عہد کے سب سے بڑے فقیہ اور محدث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنیے:

اعلم أن المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا علىٰ ما هو من ضرورة الدين كحدوث العالم وحشر الأجساد وعلم الله بالكليات والجزئيات وما أشبه ذٰلك من المسائل فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم أو نفي الحشر أو نفي علمه سبحانه بالجزئيات لايكون من أهل القبلة وأن المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لايكفر مالم يوجد شئ من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته.(۱)

اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین پر اتفاق رکھتے ہیں۔ جیسے عالم کا حادث ہونا، جسموں کا حشر اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام کلیات و جزئیات کو جانتا ہے، اور اس کے مثل اور مسائل اور جو شخص اپنی زندگی بھر طاعات و عبادات کا پابند رہے اور عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد کرے، یا حشر کا انکار کرے، یا اللہ تعالیٰ کے جزئیات جاننے سے انکار کرے وہ اہل قبلہ سے نہیں ہوگا اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے سے اہل سنت کے نزدیک مراد یہ ہے کہ اس کو اس وقت تک کافر نہ کہا جائے گا جب تک کفر کی نشانیوں اور اس کی علامتوں میں کچھ نہ پایا جائے اور کفر کے موجبات میں سے کوئی چیز اس سے صادر نہ ہو۔

اس سلسلے میں سب سے اہم اور قابل توجہ اور قابل حفظ امر یہ ہے کہ عہد صحابہ سے لے کر آج تک تمام کلمہ گو افراد کے رہنماؤں کا طریقۂ عمل کیا تھا؟

شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد پاک میں خوارج پیدا ہوئے جنھوں نے صرف اس بنا پر کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صفین کے موقع پر تحکیم قبول کرلی تھی کہ دونوں فریق اپنا اپنا ایک ایک حکم بنالیں اور وہ جو فیصلہ کریں اسے دونوں فریق قبول کریں۔ حضرت علی کو مشرک کہا اور دلیل میں یہ آیت پیش کی: ”اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا

(۱) شرح الفقه الاكبر، ص:۱۸۹.

لِلّٰه“(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے شدید قتال فرمایا حتیٰ کہ اس کی پوری جد و جہد فرمائی کہ ان سب کو نیست و نابود کردیں۔ جنگ کے اختتام کے بعد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بہ موجب تم نے بدترین خلق کو قتل کیا۔ انھیں کے عہد پاک میں وہ لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معبود کہا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ انھیں پکڑ کر آگ میں جلا دیا جائے، چناں چہ اسی پر عمل درآمد ہوا۔

تابعین کے عہد میں خوارج اور معتزلہ پیدا ہوئے جن میں خوارج نے بہت قوت پکڑ لی۔ تابعین کرام نے مسلسل ان سے جہاد کیا اور ان کے گمراہ کن اقوال کا شدید رد فرمایا۔ ائمہ مجتہدین کے عہد میں اور کچھ مزید گمراہ فرقے پیدا ہوئے قدریہ، جہمیہ، وغیرہ، مجتہدین کرام نے ان سب کا پوری قوت کے ساتھ رد فرمایا۔

جب مامون کے عہد سے معتزلہ ابھرے تو تمام محدثین، فقہا نے مل جل کر ان کا قلع قمع کرنے کی جد و جہد کی۔

روافض دوسری صدی میں ہی پیدا ہوچکے تھے، لیکن ان کی نہ کوئی تنظیم تھی اور نہ ان کے عقائد منضبط۔ لیکن جب کسی بھی بزرگ کو ان کے گمراہ کن اقوال کی اطلاع ملتی تو اس کا شدید رد فرماتے، یہاں تک کہ حضرت زید شہید سے جب دشمنوں سے مقابلہ کے وقت ان رافض نے یہ مطالبہ کیا کہ حضرات شیخین پر تبرا کیجیے تو انھوں نے انکار فرما دیا اور انھیں اپنی جماعت سے الگ کر دیا اور صاف صاف ارشاد فرمایا: ”رفضونا فرفضناهم“ انھوں نے ہم کو چھوڑ دیا تو ہم نے ان کو چھوڑ دیا، اور جب روافض منظم ہوگئے اور ان کے عقائد مدون ہوگئے تو علماے اسلام نے ان کا مکمل رد کیا۔

ہمارے ہندوستان میں فرقہ مہدویہ پیدا ہوا تو علما خاموش نہیں بیٹھے اور ان کے استیصال کی حتی الوسع پوری جد و جہد فرمائی۔

غرض کہ اسلام کی پوری تاریخ اس کی شاہد ہے کہ جب بھی سوادِ اہل اسلام کے خلاف کوئی کلمہ گو غلط عقائد و نظریات لے کر اٹھا تو علما نے انھیں نہیں بخشا، کیسے بخشتے؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

إذا ظهرت الفتن أو البدع ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين.(۲)

جب فتنے یا گمراہیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔

ہماری اس گفتگو سے ثابت ہوگیا کہ اگر کوئی کلمہ گو سوادِ اہل اسلام کے خلاف کسی عقیدے یا نظریے کو

(۱) قرآن مجيد، سورة يوسف، آيت:۴۰، سورة الانعام، آيت:۵۷

(۲) كنزالعمال، ج:۱، ص:۱۹۳، لسان الميزان، لابن حجر، ج:۵، ص:۹۱۱.

پھیلانے کی کوشش کرے تو ذمہ دار علما و مشائخ مفتیان عظام پر فرض ہے کہ اپنی وسعت و قوت بھر اس کا رد کریں۔ اس کے باطل نظریات کو غلط ثابت کریں۔ اور شریعت کی رو سے اس پر جو حکم عائد ہوتا ہو اسے برملا بیان کریں۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ نے جن افراد کی تکفیر کی ہے وہ مذکورہ بالا اللہ عزوجل، رسول اللہ ﷺ کی سنت اور صحابہ سے لے کر آج تک کے تمام علماے اہل سنت کے اسوہ اور طریقہ کی پیروی میں کی ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جن لوگوں کی تکفیر کی ہے، واقعی ان لوگوں سے کفر سرزد ہوا ہے یا نہیں؟ اور وہ کفر کے مجرم ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں چار نام قابل ذکر ہیں۔ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا خلیل انبیٹھوی، مولانا اشرف علی تھانوی۔ قبل اس کے کہ ہم ان کا جائزہ لیں، پہلے یہ بتا دیں کہ ان لوگوں کا رابطہ کس طبقہ سے ہے۔ یہ چار افراد مولانا اسمٰعیل دہلوی کے پیرو اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، یک روزی، ایضاح الحق وغیرہ کے مطابق عقیدہ رکھنے والے اور عمل کرنے والے ہیں۔ ان چاروں میں سب سے مکرم و محترم رشید احمد گنگوہی نے اپنے فتاویٰ میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے بارے میں لکھا ہے:

تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے، اس کا رکھنا، اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (۱)

یہ مولوی اسمٰعیل دہلوی وہی ہیں کہ جب انھوں نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان لکھی تو ان کے ہم عصر دہلی کے تمام علماے اہل سنت نے بالاتفاق ان کا رد لکھا، اور ان کی تکفیر کی، جس کی تفصیل استاذ الاساتذہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کی کتاب ''تحقیق الفتویٰ بابطال الطغویٰ'' میں مذکور ہے۔ جس کی تصدیق اس عہد کے تمام ان علماے دہلی نے فرمائی ہے جو مسلم الثبوت، معتمد علیہ تھے، اسی کتاب تقویۃ الایمان کے رد میں خود انھیں کے اہل خاندان بلکہ عم زادہ مولانا محمد موسیٰ اور مولانا مخصوص اللہ نے ''معید الایمان'' لکھی ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے ہر طبقہ سے اس کتاب کا رد لکھا گیا۔ مولوی اسمٰعیل کے مارے جانے کے بعد ان کے ہم نواؤں نے ان کی تائید میں جو کتابیں لکھی ان سب کا رد مسلسل ہوتا رہا، جس کی ایک بہت بڑی نظیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی ''فیصلۂ ہفت مسئلہ'' ہے۔ اور ان کے مرید اور خلیفہ مولانا عبد السمیع صاحب رام پوری کی کتاب ''انوار ساطعہ'' ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ جب مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے تو ملک کا ماحول یہ تھا کہ انھیں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پیرو کار مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کے خلاف

(۱) فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی، ص:۴۱.

پورے ملک میں ایک شورش بپا تھی جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ اور انھیں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے مذہب کی نشر و اشاعت کرنے والے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی کتاب ''براہین قاطعہ'' نے ملک میں آگ لگا رکھی تھی۔ جس کے نتیجے میں ۱۳۰۶ھ میں ریاست بھاول پور میں خود کتاب کے مصنف مولوی خلیل احمد انبیٹھی اور حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری کے مابین ایک تاریخی مناظرہ ہوا جس مناظرہ کے حکم نے مولوی خلیل احمد انبیٹھی وغیرہ کے خلاف اپنا فیصلہ دیا۔

جب مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی ان عبارتوں پر مطلع ہوئے جن میں ضروریات دین کا انکار اور حضور اقدس ﷺ کی توہین تھی تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اسے برداشت فرماتے۔ آپ نے پہلے ان لوگوں کے رد میں رسائل لکھے: ''جزاء اللہ عدوہ'' ''سبحان السبوح'' وغیرہ اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ مگر ان لوگوں نے نہ تو اعلیٰ حضرت کے رسائل کا کوئی جواب دیا اور نہ ان عبارتوں سے رجوع اور توبہ کیا۔ اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ۱۳۲۰ھ میں ان کی تکفیر فرمائی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تکفیر حق ہے یا باطل، صحیح ہے یا غلط؟ اب آیئے اسے عقائد کی کسوٹی پر رکھیے:

حضور اقدس ﷺ نے اور صحابہ کرام نے اور سلف و خلف پوری امت نے خاتم النبیین کے معنی صرف آخر الانبیا بتایا یعنی حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں یا حضور اقدس ﷺ کے زمانے کے بعد کسی کو بھی منصب نبوت نہیں مل سکتا اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ وہ بھی اس قید کے ساتھ کہ اس میں نہ تو کسی تاویل کی گنجائش ہے نہ کسی تخصیص کی۔ تصریحیں فرمادیں کہ اگر کوئی اس میں کسی قسم کی تاویل یا کوئی تخصیص کرے تو وہ کافر ہے جس پر احادیث کریمہ اور ارشادات سلف و خلف نص جلی ہیں جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو وہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ مبارکہ ''جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ'' کا مطالعہ کرے۔ جس میں ایک سو تیس احادیث کریمہ اور تیس ارشادات علما سے ثابت فرمایا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ایسا قطعی یقینی معلوم و مشہور ہے جس میں کسی قسم کے شبہہ کی گنجائش نہیں۔ جسے علما تو علما عوام بھی جانتے ہیں۔ اگر عوام سے پوچھا جائے کہ خاتم النبیین کے معنی کیا ہیں؟ تو وہ بھی بلا توقف بتا دیں گے کہ ''آخری نبی'' اسی وجہ سے یہ ضروریات دین سے ہے۔

❶ - امام قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں:

لأنه أخبر. صلى الله عليه وسلم. أنه خاتم النبيين لا نبي بعده. وأخبر

نبی ﷺ نے یہ خبر دی کہ وہ خاتم النبیین ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ خبر دی کہ اللہ عزوجل

عن الله تعالیٰ أنه خاتم النبيين وانه أرسل كافة للناس أجمعت الأمة علیٰ حمل هذا الكلام على ظاهره وأن مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هٰؤلاء الطوائف كلها قطعًا۔[۱]

نے انھیں خاتم النبیین بنایا اور پوری مخلوق کا رسول بنایا۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام (خاتم النبیین) اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، اس کا جو مفہوم ہے یعنی آخری نبی ہونا یہی مراد ہے، جس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کوئی تخصیص ہے تو مذکورہ بالا لوگوں کے کافر ہونے میں ہرگز شک نہیں۔

❷-شفا کی اس عبارت کو محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند نے بھی اپنی کتاب ختم النبوۃ فی الآثار میں قادیانیوں کے خلاف بطور سند ذکر کیا ہے۔

❸-حجۃ الاسلام امام غزالی کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:

أن الأمة فهمت من هذا اللفظ أنه أفهم عدم نبي بعده أبداو عدم رسول بعده ابدا و انه ليس فيه تاويل ولا تخصيص ومن اوّل بتخصيص فكلامه من أنواع الهذيان لايمنع بتكفيره، لأنه مكذب بهذا النص الذي أجمعت الأمة علىٰ أنه غير مؤوّل ولا مخصوص۔[۲]

اس میں شک نہیں کہ امت نے "خاتم النبیین" سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور کے بعد کبھی بھی نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی رسول۔ نیز یہ کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ کوئی تخصیص۔ اگر کوئی اس میں تاویل و تخصیص کرے تو وہ ہذیان کی قسم سے ہے، اور اسے کافر کہنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ کیوں کہ وہ قرآن کی اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے بارے میں امت نے اجماع کیا ہے کہ نہ اس میں تاویل ہے نہ تخصیص۔

❹-علامہ عبدالغنی نابلسی "شرح الفوائد" میں لکھتے ہیں:

فساد مذهبهم غني عن البيان بمشاهدة العيان كيف وهو يودي الى تجويز نبي مع نبينا. صلى الله عليه وسلم. أو بعده وذلك يستلزم

یعنی فلاسفہ کا یہ قول کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے، ایسا کھلا ہوا فساد ہے جو محتاج بیان نہیں ہے۔ کیسے فاسد نہ ہوگا جب کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا حضور کے بعد کسی نبی کا ہونا جائز

(۱) شرح شفا، جلد دوم، ص:۲۵.
(۲) الاقتصاد فی الاعتقاد، ص:۸۳

تكذيب القرآن اذ قد نص على أنه خاتم النبيين وآخر المرسلين وفي السنة أنا العاقب ولا نبي بعدي واجتمعت الأمة على ابقاء هذا الكلام على ظاهره وهذه احدى المسائل المشهورة كفرنا بها الفلاسفة لعنهم الله تعالیٰ.

ہے۔ اسے قرآن کی تکذیب لازم ہے اس لیے قرآن نے اس پر نص فرمادی ہے کہ حضور خاتم النبیین اور آخر المرسلین ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ میں سب میں پچھلا نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت نے اس پر اجماع کیا ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہری معنی پر باقی ہے اور یہ ان مسائل مشہورہ میں سے ایک ہے جس کی بنا پر ہم نے فلاسفہ کو کافر کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے۔

❶-ان تینوں عبارتوں سے ظاہر ہوگیا کہ پوری امت کا اس پر قطعی یقینی اجماع ہے کہ "خاتم النبیین" اور "لانبی بعدی" کے معنی صرف یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی، آخری رسول ہیں۔ حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی ہونے کو جائز جاننے والا کافر ہے، خواہ وہ نبی بالعرض مانے یا ظلی بروزی بہر حال کافر ہے۔

❷-حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کوئی نبی جائز ماننا خاتمیت محمدی کے منافی ہے، اس کے معارض ہے، قرآن کی تکذیب ہے۔

❸-لہٰذا یہ کہنا کہ اگر حضور کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ قرآن کی تکذیب ہونے کی وجہ سے کفر ہے، ایسا کہنے والا کافر ہے۔

❹-ان عبارتوں نے بتایا کہ امت کا اس پر بھی اجماع ہے کہ اس میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے نہ کسی تخصیص کی بلکہ کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے نہیں، نبی بالذات کے ہیں ضرور کفر ہے اور ایسا کہنے والا ضرور کافر ہے۔

اب آئیے اس خصوص میں دیوبندی مکتب فکر کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیے:

مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳،۴، پر لکھتے ہیں:

اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہیے کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیا سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول

اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں! اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے۔

آخر اس وصف میں اور قد و قامت، شکل و رنگ، حسب و نسب، سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے؟ جو اس کا ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔

دوسرے رسول اللہ صلعم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہے کیوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں، اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ ''مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ'' اور جملہ ''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' میں کیا تناسب تھا؟ جو ایک دوسرے پر عطف کیا، اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سدباب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں مواقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔(۱)

ہم نے تحذیر الناس کی اس موقع کی عبارت پوری لفظ بلفظ نقل کر دی ہے۔ آپ اسے بغور پڑھیں۔ کیوں کہ عبارت بہت گنجلک اور پیچیدہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک بار پڑھنے سے نہ سمجھ میں آئے تو بار بار پڑھیں اور عربی فارسی الفاظ کے ترجمے کسی لغت کی کتاب میں دیکھ لیں۔ ہم نے کوئی تشریح اس لیے نہیں کی کہ ہو سکتا ہے کہ نانوتوی صاحب کے کسی نیاز مند کو یہ کہنے کی گنجائش مل جائے۔ چوں کہ تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب غلط بتایا ہے اس لیے اس کے معنی کفری ہو گئے۔ البتہ آپ ہماری مندرجہ ذیل گزارش کو بغور پڑھیں اور خود فیصلہ کریں۔

نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں بڑے شد و مد، زور و شور سے یہ ثابت کیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں ہیں۔ نہ یہ معنی کس طرح بن سکتے ہیں۔ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونے کو انھوں نے سترہ طریقوں سے باطل مانا ہے۔

اول: خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا ناسمجھ کا خیال ہے۔ واضح ہو کہ یہاں اس عبارت میں عوام کے

(۱) تحذیر الناس، ص:۴۔

مقابلہ میں اہل فہم بولے ہیں۔ جس سے متعین ہے کہ عوام سے مراد ناسمجھ لوگ ہیں۔

دوم: اسے خیال بتایا عقیدہ نہیں خیال کا معنی وہم، گمان، رائے وغیرہ کے ہیں۔ اب اس کا مطلب یہ ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی عقیدہ نہیں جو قطعی یقینی غیر متزلزل ہوتا ہے۔ بلکہ ناسمجھ عوام کی رائے ہے جو انھوں نے از خود قائم کر لی ہے، قرآن و حدیث واقوال سلف سے ثابت نہیں۔

سوم: آخری نبی ہونے کو مقام مدح میں یعنی تعریف کے موقع پر ذکر کرنا صحیح نہیں اور یہ آیت کریمہ مقام مدح میں ہے۔ اس لیے اس آیت میں خاتم النبیین آخری نبی کے معنی میں نہیں۔ اس کا صاف صاف مطلب ہوا کہ آخر الانبیا ہونے میں کوئی مدح نہیں کچھ فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

چہارم: اس آیت کو مقام مدح میں نہ مانیں اور خاتم النبیین کو اوصاف مدح میں سے تسلیم نہ کریں تو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا درست ہو سکتا ہے مگر چوں کہ یہ آیت مقام مدح میں ہے، اور خاتم النبیین وصف مدح ہے اس لیے اس آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا درست نہیں۔

پنجم: اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مراد لیں گے تو خدا کے بے ہودہ گو لغو گو ہونے کا وہم ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آخری نبی ہونا بے ہودہ اور لغو وصف ہے، جس میں کچھ بھی فضیلت نہ بالذات نہ بالعرض۔

ششم: آخری نبی ہونا قد و قامت وغیرہ ایسے اوصاف میں سے ہے جنھیں فضائل میں کچھ دخل نہیں، اس کا صاف صاف بالکل واضح غیر مبہم یہ معنی ہوا کہ آخر الانبیا ہونے میں کچھ فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

ہفتم: اگر حضور ﷺ کو آخری نبی مانیں گے تو رسول اللہ ﷺ کے نقصان قدر کا احتمال لازم آئے گا۔ یعنی یہ کہ حضور اقدس ﷺ کا مرتبہ کم ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ آخری نبی ہونا ایک ناقص وصف ہے جس میں کچھ فضیلت نہیں ہے۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔

ہشتم: آخری نبی ہونا ایسے ویسے یعنی معمولی درجہ کے لوگوں کے عام اوصاف کی طرح ہے اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ آخری نبی ہونے میں کچھ فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

نہم: اگر خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین لیں گے تو اس آیت کے پہلے والے جملے اور اس میں تناسب نہ رہے گا۔

دہم: ایک کا عطف دوسرے پر درست نہ ہوگا۔

یازدہم: ایک کا مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک بنانا صحیح نہ ہوگا۔

دوازدہم: اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام میں بے ارتباطی لازم آئے گی۔

سیزدہم: نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے اتباع کو روکنے کے لیے اس آیت میں خاتم النبیین نہیں

فرمایا گیا اگر یہ روکنا مقصود ہوتا ہو تو ضرور خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہوتے۔ مگر چوں کہ یہ روکنا اس سے مقصود نہیں اس لیے اس آیت میں خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا نہیں۔

چہاردہم: اس کا یہ موقع نہیں اس کے بیسیوں اور دوسرے مواقع تھے۔

پانزدہم: آخری نبی ہونے پر بنائے خاتمیت نہیں کسی اور بات پر ہے۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے نہیں خاتمیت کی بِنا آخری ہونے پر نہیں۔ یہ ثابت کرنے کے بعد نانوتوی صاحب خاتم النبیین کے معنی اور جس پر خاتمیت کی بِنا ہے۔ صفحہ ۴/ پر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں۔ اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔ اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔ اب یہ بات بالکل صاف ہوگئی کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ بالذات نبی ہونا ہے اور خاتمیت کی بنیاد نبی بالذات ہونے پر ہے۔

شانزدہم: اس لیے صفحہ:۱۴/ پر یہ نتیجہ نکالا۔ ”غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاے گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

ہفت دہم: نیز صفحہ:۲۸/ پر مزید نتیجہ یہ نکالا اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

یہ کل سترہ وجوہ ہوئے جن سے نانوتوی صاحب نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کیا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین نہیں بلکہ نبی بالذات کے ہیں۔

نیز یہ بھی واضح کر دیا کہ نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا کسی طرح لازم نہیں۔

اولاً: نانوتوی صاحب جیسا بیدار مغز محقق ماہر مناظر اگر نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا لازم مانتا تو صفحہ:۱۴/ پر یہ نہیں لکھتا:

”بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔“

ثانیاً: صفحہ:۲۸/ پر یہ نہیں لکھتا:

”بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے

کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں ہوں۔ یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔“

ظاہر ہے کہ اگر واقعی خاتمیت ذاتی کو زمانی لازم ہوتی تو حضور کے زمانہ میں کسی نبی کے ہونے سے آپ کا خاتم ہونا ختم ہو جاتا اور آپ کے بعد کسی نبی ہونے سے خاتمیت محمدی رخصت ہو جاتی۔ اس لیے کہ ہر ادنیٰ سی عقل رکھنے والے پر یہ بات واضح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا آخری ہونا اس کے منافی ہے کہ حضور کے عہد مبارک میں یا بعد میں کوئی نیا نبی کہیں بھی پیدا ہو۔ اور نانوتوی صاحب جب یہ تصریح کر رہے ہیں کہ آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کسی جدید نبی ہونے کے باوجود آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا اور آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تو ثابت کہ وہ نبی بالذات ہونے کو آخری نبی ہونا لازم نہیں مانتے۔ اس لیے کہ جو چیز لازم کے منافی ہے وہ ملزوم کے بھی ضرور منافی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں یا بعد میں کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی ضرور ختم ہو جائے گی، اور جب یہ ختم تو اس کا ملزوم خاتمیت ذاتی بھی ختم۔ جب صورت حال یہ ہے کہ خاتمیت ذاتی کو زمانی لازم مانیں تو دونوں ختم۔

ثالثاً: نانوتوی صاحب ابتدا ہی میں چودہ وجوہ سے یہ ثابت کر آئے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا ہونا باطل ہے اور بطلان لازم بطلان ملزوم کو مستلزم تو اگر ان کے عقیدے کے خلاف کوئی صاحب خاتمیت ذاتی کو لازم مانیں تو لازم آئے گا کہ خاتمیت ذاتی بھی باطل۔ اب نہ ذاتی رہی نہ زمانی۔

رابعاً: نانوتوی صاحب کے نیاز مند ناحق ان پر تہمت رکھتے ہیں۔ اس کا ہمارے پاس یا اگر خود نانوتوی صاحب ہوتے تو انھیں پاس کیا علاج۔ نانوتوی صاحب نے خود لکھا۔

ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت زمانی اور رتبی سے عام لیجیے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایانِ شان محمدی خاتمیت رتبی ہے، نہ زمانی۔[1]

اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ خاتمیت زمانی یعنی آخر الانبیا ہونا حضور اقدس ﷺ کے شایانِ شان نہیں تو اسے لازم ماننے سے کیا فائدہ؟ بلکہ الٹے لازم آئے گا کہ حضور اقدس ﷺ کے شایانِ شان جو وصف نہیں اسے حضور کے لیے ثابت مانا گیا۔ اس میں نقصان قدر کا احتمال اور اللہ عزوجل کی طرف بے ہودہ بکواس کا توہم ہوگا بلکہ اخیر کے اس جملہ میں خاتمیت زمانی کا بالکل صفایا کر دیا، خواہ خاتمیت کو مطلق مانیں خواہ اس میں عموم مجاز کا قول کریں کہ جب یہ شایانِ شان نہیں تو اس کا اثبات حضور کے لیے لغو بے فائدہ ہی نہیں نقصان قدر کا سبب ہوگا۔

اب سب سے ہٹ کر خود نانوتوی صاحب کا ایک اعتراف سن لیجیے وہ اپنے مکتوب میں ایک معتمد علیہ

(۱) تحذیر الناس، ص:۸.

خصوصی کو لکھتے ہیں:

معنی خاتم النبیین در نظر ظاہر پرستاں ہمیں باشد کہ زمانہ نبوی آخر است از زمانہ گزشتہ بعض نبی دیگر نخواہد آید مگر می دانی ایں سخن ایست کہ نہ مدحے است در آں نہ ذمے۔[1]	خاتم النبیین کا معنی ظاہر پرستوں کی نظر میں یہی ہے کہ زمانہ نبوی گزشتہ انبیا کے زمانہ سے آخر ہے اور اب کوئی نبی نہ آئے گا مگر تم جانتے ہو کہ یہ ایسی بات ہے کہ اس میں نہ تو کوئی تعریف ہے اور نہ کوئی برائی۔

ہر شخص جانتا ہے کہ مصنف اپنی مراد کو بخوبی جانتا ہے جب نانوتوی صاحب نے بغیر کسی اینچ پینچ کے صاف صاف بیان کر دیا کہ آخر الانبیا ہونا مدح اور تعریف کی بات نہیں اس میں کوئی مدح نہیں۔ جب کہ اس میں کوئی مدح نہیں تو اسے خاتم بالذات کو لازم مان کر حضور اقدس ﷺ کے لیے ثابت کرنا بقول نانوتوی صاحب بے ہودہ لغو وغیرہ وغیرہ ضرور ہوگا پھر یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب ختم ذاتی کے لیے ختم زمانی لازم مانتے ہیں تو ان پر تہمت اور افترا کے اور سوا کیا ہے؟

اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صفحہ: ۳۰/ پر ”بالذات کچھ فضیلت نہیں“ میں **بالذات** کی قید صرف ”داشتہ بکار آید“ کے طور پر ہے۔

ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیا نہیں صرف **نبی بالذات** کے ہیں جسے آخر الانبیا ہونا لازم بھی نہیں۔

اسی وجہ سے انھوں نے صفحہ: ۱۴/ اور صفحہ: ۲۸/ پر صاف صاف بلا کسی ابہام کے لکھ دیا۔

اگر حضور کے زمانہ میں کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

نانوتوی صاحب نے دیدہ و دانستہ بالقصد والارادہ تحذیر الناس کی ان عبارتوں میں مندرجہ ذیل قطعی یقینی ایسے کفریات کا ارتکاب کیا جس میں کسی قسم کے ذرہ برابر شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں جس میں کسی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں نہ تاویل قریب کی نہ تاویل بعید کی۔

(۱) - قرآن مجید کے ارشاد خاتم النبیین کے معنی سب میں پچھلا نبی، آخری نبی خود حضور اقدس ﷺ نے بتائے۔ صحابہ کرام نے بتائے۔ پوری امت نے بتائے اور اس پر پوری امت نے قطعی یقینی اجماع کر لیا کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں۔ وہ بھی اس تشریح کے ساتھ کہ اس میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کی ذرہ برابر گنجائش نہیں، اس کو نانوتوی صاحب نے عوام بمعنی ناسمجھ لوگوں کا خیال بتایا۔

(۱) قاسم العلوم، ص:۵۵، مکتوب اول، بنام مولوی محمد فاضل۔

(۲) - حضور اقدس ﷺ کو نافہم عوام میں داخل کیا۔

(۳) - اس اعلیٰ درجہ کے وصف مدح کو مقام مدح میں ذکر کے قابل ہونے سے انکار کیا اور اس کو وصف مدح ماننے سے بھی انکار کیا۔

(۴) - اسے زیادہ گوئی یعنی بے ہودہ گوئی لغو گوئی کہا۔

(۵) - اسے فضیلت سے بالکلیہ خالی کہا۔

(۶) - اسے ایسے ویسے گئے گزرے لوگوں کے احوال میں داخل کیا۔

(۷) - اسے اللہ عزوجل کے کلام معجز نظام کے منافی کہا۔

(۸) - اسے قرآن کے تناسب اور ارتباط میں مخل مان کر کہا۔

(۹) - اسے جھوٹے مدعیان نبوت کے جھوٹے دعوائے نبوت کے سد باب کے لیے نہیں مانا، اس آیت مبارکہ کو اس کا موقع نہیں مانا۔

(۱۰) - اسے بنائے خاتمیت ماننے سے انکار کیا۔ بنائے خاتمیت دوسری بات پر رکھا۔

(۱۱) - خاتم النبیین کا معنی اپنے جی سے یہ گڑھا: آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور انبیا موصوف بوصف نبوت بالعرض۔

(۱۲) - حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں جدید نبی پیدا ہونے کو خاتمیت محمدی کے منافی نہ مانا۔

(۱۳) - حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کے پیدا ہونے کو خاتمیت محمدی کے منافی نہیں مانا۔

اب آپ سے سوال ہے: کیا اتنے کفریات کے ارتکاب کے باوجود بھی تحذیر الناس کے مصنف نانوتوی صاحب مسلمان ہی رہے؟ کیا اب بھی ان کی تکفیر فرض نہیں تھی۔ اس کا فیصلہ آپ حضرات پر چھوڑتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ تحذیر الناس جہاں بھی پہنچی خود نانوتوی صاحب کے زمانے میں وہاں کے علما نے اس سے بے زاری ظاہر کی۔ اس کا زبانی بھی اور تحریری بھی رد کیا۔ تحذیر الناس سے پوری امت بے زار تھی۔ اس کو اشرف علی تھانوی نے اپنے ان الفاظ میں بیان کیا۔

جس وقت مولانا نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبد الحی کے۔[1]

نانوتوی صاحب ایک بار ریاست رام پور گئے اس کا قصہ ارواح ثلاثہ میں یوں لکھا ہے:

اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا اس لیے کہ خفیہ پہنچیں جب رام پور پہنچے تو جناب نے اپنا نام

(۱) الافاضات الیومیه، جلد چهارم، ص:۵۸۰، ملفوظ: ۹۲۷.

خورشید حسن بتلایا اور لکھوا دیا، اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے، اس میں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا۔ مولانا کی تکفیر تک ہو رہی تھی حضرت کی غرض اس اخفا سے یہی تھی کہ میرے علانیہ پہنچنے سے اس بارہ میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں۔ (۱)

ارواح ثلاثہ کے جاہل متعصب راوی کے تحذیر الناس کے رد کرنے والے علما کو اہل بدعات قرار دیا۔

اب آیئے ان کے ایک نیاز مند دیوبندی جماعت کے بہت بڑے عالم جن کی حیثیت دیوبندی برادری میں ایک عالم ہی کی نہیں بلکہ جمعیۃ العلما کی ہے۔ وہ ہیں انور شاہ کشمیری بلکہ ''ڈھابیلی'' یہ تحذیر الناس کی تردید کرتے ہوئے اپنا رسالہ خاتم النبیین کے صفحہ:۳۸، پر لکھتے ہیں:

وارادۂ ما بالذات و ما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید و حوار عرب و نہ نظم قرآن را ہم چوں گونہ ایمان و دلالت بر آں پس اضافہ استفاضہ نبوت زیادت است بر قرآن بمحض اتباع ہوا۔

یعنی ما بالذات و ما بالعرض کا ارادہ (جیسا کہ تحذیر الناس میں ہے) فلسفہ کا عرف ہے۔ قرآن مجید کا عرف یا عرب کا محاورہ نہیں۔ اور نہ نظم قرآن کا اس طرف کوئی اشارہ ہے۔ پس اضافہ استفاضہ نبوت محض اتباع ہوا کی وجہ سے قرآن پر زیادتی ہے۔

یہی بزرگ قریب قریب یہی اپنے دوسرے رسالہ ''عقیدۃ الاسلام'' کے صفحہ:۲۵۶، پر لکھ چکے ہیں:

''دیکھیے انور صاحب نانوتوی صاحب کے بہت نیاز مند ہیں مگر تحذیر الناس میں کلام مجید کی تمام امت کے خلاف جو تفسیر بالرائے کی ہے اسے رد کر رہے ہیں۔ صرف رد ہی نہیں اسے اتباع ہوا یعنی خواہش نفسانی کی پیروی میں قرآن مجید پر زیادتی قرار دے رہے ہیں۔ اب یہ فیصلہ آپ کریں کہ تمام امت کی قطعی یقینی اجماعی تفسیر کے خلاف خواہش نفسانی سے قرآن مجید پر زیادتی کرنے والا مسلمان ہے یا کافر؟ غالباً انور صاحب کا یہی جرم وہ جرم نابخشیدہ ہے جس کی سزا میں انھیں دار العلوم دیوبند چھوڑنا پڑا جس کو وہ بڑی حسرت و یاس سے کہا کرتے تھے ''ہم نے کلمہ حق کہا تو اس کی وجہ سے یہاں ڈھابیل میں آنا پڑا۔''

جب دیوبندیوں نے میلاد، قیام، عرس، چادر وغیرہ کے خلاف پوری طاقت سے مہم چلائی، متعدد فتاویٰ کتابچے شائع کیے تو جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے مرید اور خلیفہ مولانا عبد السمیع صاحب رام پوری نے انتہائی سنجیدگی اور متانت کے ساتھ ان معمولات کے ثبوت میں ایک مبسوط کتاب انوار ساطعہ لکھی جس

(۱) ارواح ثلاثۃ، ص:۲٦١.

پر گنگوہی صاحب کو بہت طیش آیا، اور انھوں نے اس کے رد میں براہین قاطعہ لکھی جو اپنے مرید اور خلیفہ خلیل احمد انبیٹھی صاحب کے نام سے چھپوائی۔ یہ کتاب گنگوہی صاحب ہی کی لکھی ہوئی ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے مورخ عاشق الٰہی میرٹھی نے ''تذکرۃ الرشید'' جلد دوم، صفحہ:۱۴۱، پر اسے ان کی تصنیفات کی فہرست میں داخل کیا ہے۔ لکھتے ہیں ملاحظہ کریں:

براہین قاطعہ ...... یہ انوار ساطعہ کا جواب اور رد بدعات و تحقیق سنت میں وہ لاثانی کتاب ہے جس کو حضرت (گنگوہی) کے کمالات علمیہ و عملیہ کا مظہر کہیں بجا ہے۔ سنت کے عشق میں جو غصیا وہ انداز اور شانِ جلالی کا اظہار اس میں نظر آتا ہے دیگر تصانیف میں کم ہے۔

قصہ یہ ہوا کہ ...... مولوی عبد الجبار عمر پوری دیوبندی نے لکھا تھا۔ حضرت کی نسبت یہ اعتقاد کہ جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے۔ ہر جگہ موجود اللہ تعالیٰ اللہ سبحانہ نے اپنی یہ صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی۔ (۱)

نانوتوی، گنگوہی، تھانوی صاحبان کے پیر بھائی مولانا عبد السمیع صاحب رام پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انوار ساطعہ میں اس کو دو طریقہ سے رد فرمایا۔

❶-ایک یہ کہ جہاں جہاں مولود شریف پڑھا جاتا ہے، وہاں وہاں تشریف لانے کا مطلب ہر جگہ موجود ہونا کہاں ہے۔

❷-زمین میں ہر جگہ تشریف لے جانے کو اللہ عزوجل کا خاصہ جاننا باطل ہے کیوں کہ شرق سے غرب تک ہر روح کو حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) قبض کرتے ہیں۔ ہر جگہ کو رات دن دیکھتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا ان کے آگے مثل چھوٹے سے خوان کے کر دیا ہے۔ یہ تو ایک فرشتہ مقرب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب مخلوق اور غیر اللہ کو یہ قدرت دی گئی ہے تو ہرگز یہ خاصہ الوہیت نہیں، اور جب یہ خدا کی خاص صفت نہیں تو رسول کے لیے اسے ثابت کرنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ اس رد کا گنگوہی صاحب سے کوئی جواب نہیں بن پڑا، اور نہ قیامت تک کسی سے بن پڑے گا۔ گنگوہی صاحب نے اپنے دل میں یہ فرض کر لیا یہ رد نہیں استدلال ہے۔ یعنی یہ کہ مولانا عبد السمیع صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر جگہ موجود ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ جب شیطان اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہیں تو حضور چوں کہ ان دونوں سے افضل ہیں اس لیے وہ بھی ہر جگہ موجود ہیں۔ حالاں کہ مولانا موصوف پر یہ کھلا ہوا افترا ہے۔ مولانا عبد السمیع صاحب نے عمر پوری پر نقض وارد فرمایا تھا۔ نہ کہ اپنے

(۱) انوار ساطعہ بالائے براھین قاطعہ، ص:۵۲.

مدعیٰ پر استدلال کیا تھا۔ مگر ان بزرگوں کی یہ عادت متوارثہ ہے کہ اپنے حریف پر یہ افترا کرنے سے نہیں چوکتے۔ گنگوہی صاحب نے اس نقض کو استدلال ٹھہرا کر اس پر لکھا:

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ کہ شیطان اور ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔[۱]

(۱)-زمین کا علم محیط گنگوہی صاحب نے شیطان اور ملک الموت کے لیے نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت مانا۔ پھر اسی علم کو حضور اقدس ﷺ کے لیے شرک بتایا۔ اور یہ شرک اس وقت ہوگا جب کہ اسے باری عزاسمہ کی صفت خاصہ مانیں، اور جب اسے اللہ عزوجل کی صفت خاصہ مانیں گے تو شیطان اور ملک الموت کے لیے اسے ثابت ماننے کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان اور ملک الموت خدا کے شریک ہیں۔ اور گنگوہی صاحب نے ان دونوں کے لیے ثابت مانا۔ اب لازم آیا کہ انھوں نے شیطان اور ملک الموت کو خدا کا شریک مانا۔ یہ اس عبارت کا ایک صریح کفر ہوا۔

(۲)-پھر اس کفر و شرک کو نص یعنی قرآن و احادیث سے ثابت ماننا یہ دوسرا کفر ہوا۔

(۳)-اخیر میں ہے شیطان ملک الموت کو یہ (علم کی) وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

یعنی شیطان اور ملک الموت کے علم کی وسعت اور زیادتی نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس لیے شیطان و ملک الموت کا علم وسیع اور زیادہ ہے۔ مگر حضور اقدس ﷺ کے لیے وسعت علم یعنی علم کا زیادہ ہونا چوں کہ نص قطعی سے ثابت نہیں اس لیے حضور کے لیے وسعت علم ماننا شرک ہے۔ اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کا علم زیادہ نہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک شیطان کا علم حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ ہے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔[۲]

قریب ہے آسمان ٹوٹ پڑے، زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ڈھ جائیں۔

جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا کیا اسے اس میں شک ہوگا کہ یہ کلمہ کفر نہیں؟ کیا اس میں حضور

(۱) براهين قاطعه، ص:۵۵.
(۲) قرآن مجید سورة مریم، آیت: ۹۰.

اقدس ﷺ کی کھلی ہوئی توہین نہیں؟ کیا اس کفر صریح کے بعد بھی گنگوہی صاحب اور ان کے مرید اور خلیفہ انبیٹھی صاحب کے کافر ہونے میں کوئی شک و شبہہ باقی رہ جاتا ہے۔ ایسے شنیع قول پر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے گنگوہی اور انبیٹھی صاحبان کو کافر کہا تو کیا جرم کیا؟

اس صریح و شنیع کفریات ـــــ کے علاوہ یہی براہین قاطعہ میں کچھ مزے دار باتیں ہیں۔ آپ ان سے محفوظ ہوں۔

(۱)-شیطان کی وسعت علم کے ثبوت کے لیے صرف نص پر قناعت کی گئی، مگر حضور اقدس ﷺ کی وسعت علم کے لیے صرف نص کو کافی نہیں جانا، نص قطعی کا مطالبہ کیا۔

(۲)-اس کے بر خلاف حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کی نفی کے ثبوت میں ایک بے اصل روایت پیش کیا، اور اسے شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کی طرف منسوب کر دیا۔

عبارت مذکورہ بالا کے چند سطور پہلے ہے:

شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھے دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

یہ شیخ قدس سرہ پر افترا ہے۔ روایت تو بہت دور ہے۔ انھوں نے مدارج النبوۃ جلد اول، صفحہ:۹، پر اس روایت کو بالکلیہ رد فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

ایں جا اشکال می آرند در بعض روایت آمده است که گفت آنحضرت ﷺ، من بنده ام نمی دانم آنچه در پس ایں دیوار است جوابش آنست که ایں سخن اصلے ندارد و روایت بداں صحیح نشده است۔

اس جگہ ایک اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں بندہ ہوں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

کیا کسی مسلمان سے ایسی جسارت ممکن ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے علم کو گھٹانے کے لیے خود حضور پر جھوٹ باندھے اور: "من كذب علي متعمدا فليتبؤا مقعده من النار." (جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے) کا بھی خوف نہ کرے پھر جرأت بالائے جرأت یہ کہ جن بزرگ نے اسے رد فرمایا انھیں کو راوی بتائے۔

آج سے ایک صدی زائد ۱۳۰۶ھ کی بات ہے، ریاست بھاولپور میں براہین قاطعہ کی گمراہ کن عبارتوں پر ایک انتہائی اہم اور فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا۔ جس میں دیوبندیوں کی طرف سے اس وقت کے دیوبندی جماعت کے سب سے بڑے عالم ان کے شیخ الہند محمود الحسن کانگریسی اور خود انبیٹھی صاحب جن کے نام سے

یہ کتاب چھپی ہے شریک تھے اور اہل سنت کی طرف سے امام المناظرین علامہ غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مناظر تھے۔ یہ مناظرہ تحریری تھا، اس مناظرہ کے حکم شیخ المشائخ حضرت علامہ شاہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نواب کے مرشد تھے۔ موصوف نے اس مناظرہ پر جو فیصلہ دیا ہے وہ یہ ہے:

مؤلف مذکور خلیل احمد انبیٹھی مع اپنے معاونین کے وہابی اہل سنت سے خارج ہے۔ (۱)

یہ مناظرہ تحریری تھا۔ اس کی روداد تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کے نام سے چھپ چکی ہے۔

اس میں حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب نے براہین کی اس عبارت پر یہی اعتراض کیا ہے کہ اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو شیطان لعین کے علم سے کم بتایا ہے۔ فقیر کان اللہ لہ کا اعتراض یہ ہے کہ سرور کائنات اعلم مخلوقات علیہ الصلوۃ والسلام کی وسعت علم کا جو انکار کیا ہے اور شیطان کے علم سے آپ کے علم کو کم لکھ دیا ہے، یہ نہایت درجہ کی توہین ہے۔ (۲)

اسی تقدیس الوکیل کی تصدیق میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی نے لکھا ہے:

میں مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت کا علم شیطان لعین کے علم سے کم تر ہے اور اس عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ (۳)

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی وہ بزرگ ہیں جنھیں سلطان ترکی نے پایۂ حرمین کا خطاب دیا، جنھیں خود براہین ہی میں ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ لکھا۔ جو لوگ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے بلا وجہ ان لوگوں کو کافر کہا ہے وہ آئیں اور دیکھیں۔ شیخ الہند مولانا رحمت اللہ کیرانوی اور مولانا غلام دستگیر قدس سرہ العزیز اعلیٰ حضرت کے مرید ہیں نہ خلیفہ نہ پیر بھائی۔ ان لوگوں نے بھی یہی کہا۔ لکھا کہ اس عبارت میں حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو شیطان لعین کے علم سے کم بتایا گیا ہے۔ اور یہ حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے۔ کیا ایسی صورت میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یہ طعن دینا درست ہے کہ انھوں نے ان دونوں کی بلا وجہ تکفیر کی۔ کسی مسلمان کو اس میں شک ہو سکتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنا کفر ہے اور توہین کرنے والا کافر ہے۔

دیوبندی جماعت کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے کتابچہ "حفظ الایمان" کے صفحہ ۷ پر لکھا:

(۱) تقدیس الوکیل، ص:۳.
(۲) تقدیس الوکیل، ص:۱۹۳
(۳) تقدیس الوکیل، ص:۴۱۹

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض علم غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی (یعنی بچے) مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

چند سطر بعد ہے:

اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔

اس عبارت کا صاف صاف صریح وہ بھی صریح متعین مطلب یہ ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس زید عمرو بکر بلکہ بچوں پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی یا حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ان کے مساوی بتایا (۱) اور اس پر فریقین کا اتفاق ہے کہ ان دونوں باتوں میں حضور اقدس ﷺ کی انتہائی توہین اور تحقیر ہے۔ کسی نبی کی توہین وہ بھی سید الانبیا ﷺ کی توہین باجماع امت کفر ہے اور توہین کرنے والا کافر ہے۔

اس عبارت سے مضمون مذکور بلا کسی ابہام و اخفا کے ظاہر ہے، بے ہیر پھیر کے واضح ہے مزید توضیح کے لیے عرض یہ ہے: ابتدا میں ہے کہ "آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔" اس کا مطلب صرف یہ ہے، یہ کہنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے۔

اس لیے کہ حکم کے یہی معنی ہیں کہ ایک چیز دوسرے کے لیے ثابت کی جائے۔ آگے ہے:

"اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب" اس عبارت میں "اِس" کا اشارہ پہلے ذکر کردہ غیب کی طرف ہے۔ یعنی وہ جو حضور اقدس ﷺ کو حاصل تھا۔ اس لیے بعض غیب سے مراد حضور اقدس ﷺ ہی کا بعض غیب ہوا اور یہی مراد ہونا متعین ہے۔ اس لیے کہ مقسم کا اقسام پر صدق ضروری ہے ورنہ قسم قسم نہ رہے بے گانۂ محض ہو جائے۔

اس کے بعد اسی بعض علم غیب کو جو حضور اقدس ﷺ کو حاصل ہے یہ کہا۔ اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے، ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو و بکر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اس لیے بلا کسی ادنیٰ شک و شبہہ اور بغیر ذرہ برابر تردد کے واضح ہو گیا کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو ہر کس و ناکس زید و عمرو و بکر بلکہ صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دی یا ان کے

(۱) یہ تردید اس بنا پر ہے کہ تھانوی صاحب کے نیاز مند خود آپس میں الجھے ہوئے ہیں کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے لیے ہے یا "اتنا" اور "اس قدر" کے معنی میں ہے۔

برابر بتایا۔

اسی کو اور مختصر عبارت میں یوں کہہ لیجیے کہ تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کے لیے بقول زید جو علم غیب حاصل مانا اس کی دو قسمیں کیں بعض غیب اور کل غیب کل کے حاصل ہونے کو عقلاً نقلاً باطل کہا تو لازم کہ انھوں نے حضور اقدس ﷺ کے لیے بعض علم غیب حاصل مانا۔ اور اسی کے بارے میں لکھا کہ ایسا علم غیب تو ہر زید و عمرو بکر یعنی ہر کس و ناکس بچوں پاگلوں تمام حیوانوں تمام چوپایوں کو بھی حاصل ہے۔

اب اگر لفظ "ایسا" کو تشبیہ کے لیے مانیں جیسا کہ دیوبندیوں کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی کی تحقیق ہے تو انھوں (یعنی تھانوی) نے حضور اقدس ﷺ کے علم ارفع و اعلیٰ کو ان خسیس چیزوں کے کمتر و ادنیٰ علم سے تشبیہ دی۔ اس میں یقیناً حتماً حضور اقدس ﷺ کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ اور اگر لفظ "ایسا" کو اتنا اور اس قدر کے معنی میں مانیں جیسا کہ مرتضیٰ حسن در بھنگی ناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند کی تحقیق ہے تو لازم کہ حضور اقدس ﷺ کے وافر و کثیر علم کو جس کی مقدار کوئی ملک مقرب اور نبی مرسل بھی نہیں جان سکا، ان رذیل چیزوں کے علم کے برابر کر دیا، یہ بھی بدترین توہین ہے۔

دہلی کے مشہور سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت شاہ محمد عمر صاحب کے صاحب زادے حضرت مولانا شاہ ابو الخیر دہلوی میرٹھ الٰہی بخش صاحب کی کوٹھی میں تھے، وہاں امام المناظرین حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری کے حامی ایک بزرگ پیر سید گلاب شاہ اور تھانوی صاحب اور قاری طیب کے والد حافظ احمد بھی تھے۔

اب آگے قضیہ مولانا زید ابو الحسن صاحب کی زبانی سنیے:

پیر سید گلاب شاہ نے مولوی اشرف علی صاحب کی کتاب "حفظ الایمان" کے صفحہ ۷ کا حوالہ دیتے ہوئے سنایا۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے، الیٰ آخرہ۔ یہ سن کر آپ (مولانا ابو الخیر صاحب) نے مولوی اشرف علی سے کہا، کیا یہی دین کی خدمت ہے تمھارے بڑے تو ہمارے طریقہ پر تھے تم نے اس کے خلاف کیوں کیا؟ مولوی صاحب (اشرف علی) نے کہا میں نے اس عبارت کی توضیح اپنے دوسرے رسالے میں کر دی ہے۔ آپ (مولانا ابو الخیر صاحب) نے جواب ارشاد فرمایا: تمھارے اس رسالے کو پڑھ کر کتنے لوگ گمراہ ہو گئے ہم دوسرے رسالے کو لے کر کیا کریں گے۔ (۱)

اور خود تھانوی صاحب نے اسے بیان کیا کہ مولانا ابو الخیر صاحب نے تھانوی صاحب کو اپنی جماعت میں شریک ہونے سے روک دیا یہ دوسری بات ہے کہ اپنی فطری موروثی خوش اخلاقی کی وجہ سے خوش اسلوبی کے

(۱) بزم خیر، از: زید، ص:۱۱، مقاماتِ خیر، ص:۲۴۹۔

ساتھ لکھتے ہیں:

جب جماعت تیار ہو گئی تو مولانا ابو الخیر صاحب نے مصلے پر جاتے ہوئے فرمایا: میری جماعت والوں کے سوا جو اور لوگ ہوں وہ علاحدہ ہو جائیں۔ (۱)

حالاں کہ جب تھانوی صاحب آئے تھے تو شاہ ابو الخیر صاحب باوجود پیرانہ سالی اور ضعف کے کھڑے ہو کر ملے تھے۔ مگر محبوب خدا کی شان اقدس میں گستاخی پر مطلع ہونے کے بعد نماز میں شریک نہ ہونے دیا۔

انھیں حضرت مولانا ابو الخیر صاحب کے صاحب زادے جناب مولانا ابو الحسن زید صاحب لکھتے ہیں:

"حفظ الایمان" کی عبارت "براہین قاطعہ" کی (کنھیا) والی عبارت سے قباحت و شناعت میں بڑھی ہوئی ہے وہ لکھتے ہیں کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب، الیٰ آخرہ۔ اس رسالے کے چھپتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں عام طور پر مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ اللہ کے نیک بندے متحیر تھے کہ مولوی صاحب نے کیا لکھا ہے؟ کہاں محبوب خدا ﷺ کا علم شریف چاہے وہ علم شریف ایک بدیہی امر کا کیوں نہ ہو اور کہاں زید و عمرو بکر اور صبی و مجنون اور حیوانات و بہائم کا علم۔ (۲)

اس رسالے کے چھپتے ہی مولوی صاحب پر اعتراضات شروع ہو گئے۔ مولوی صاحب نے اپنی عبارت پر صاف دل سے غور کرتے تو یقیناً ان پر ظاہر ہو جاتا کہ عبارت میں بڑا سقم ہے، اور اس کا ازالہ واجب ہے لیکن دس سال تک مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی اور ۱۳۲۹ھ کو مولوی مرتضیٰ حسن صاحب (در بھنگی) کے استفسار پر مولوی صاحب نے چار پانچ صفحہ کا رسالہ "بسط البنان" تحریر کر دیا۔ اس رسالہ میں انھوں نے اپنی عبارت کی تاویل کی ہے۔ حالاں کہ یہ ایک امر بدیہی ہے کہ تشریح اور تاویل اسی وقت کی جاتی ہے جب کلام میں کوئی غموض یا ابہام ہو یا پھر اس کے سمجھنے سے بیشتر افراد قاصر ہوں۔ مولوی صاحب کی تاویلات میں سے ایک تاویل یہ ہے کہ لفظ "ایسا" ہمیشہ تشبیہ کے لیے نہیں آتا۔ بلغائے اہل لسان اپنے محاورات میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے، مثلاً الیٰ آخرہ۔ مولوی صاحب کو خیال کرنا چاہیے تھا کہ یہ رسالہ عوام کے لیے لکھا گیا ہے۔ اس میں ایسی عبارت لکھنے کی کیا ضرورت تھی جس کے سمجھنے سے عوام کیا خواص اور علما تک قاصر ہیں۔ پھر لفظ ایسا تو لغوی بحث ہے اردو کی مستند کتابوں میں اس کو دیکھ لیا جائے صورت حال ظاہر ہو جائے گی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ لفظ "ایسا" دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ یا تو یہ لفظ صفت واقع ہوتا ہے اور اس صورت میں معنی مماثل مساوی اور اس قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ خط تم نے لکھا، ایسا خط تو بچہ بھی

(۱) بزم جمشید.
(۲) بزم خیر، از: زید، ص:۲۲۔

لکھ لے۔ یہ کام تم نے کیا، ایسا کام تو کوئی ہوش مند نہ کرے۔ اور یا یہ (ایسا) لفظ تابع فعل واقع ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کے معنی اس قدر اور عمدہ کے ہوتے ہیں مثلاً تم نے ایسا خط لکھا کہ دل خوش ہو گیا۔ ایسی باتیں کہیں کہ دل بیٹھ گیا، مولوی صاحب کی عبارت میں لفظ ایسا صفت واقع ہو رہا ہے، اور یہ عبارت کہ "حضور ہی کی کیا تخصیص" معاملہ کو واضح تر کر رہی ہے۔ مولوی صاحب نے اس رسالہ میں اپنی دس سالہ خاموشی کی وجہ اس طرح بیان کی ہے کسی نے بھلے مانسوں کی طرح پوچھا ہی نہیں تھا۔

سبحان اللہ! کیا خوب علت بیان کی ہے مسئلہ کی نزاکت کا خیال نہیں عوام کے ایمان برباد ہونے کا احساس نہیں اور بھلے مانسوں اور برے مانسوں کے لکھنے کا اثر لیا جا رہا ہے، آخر ایسی عبارت لکھی ہی کیوں جس سے مسلمانوں کے دل متالم (دکھی) ہوتے۔ (۱)

ان دونوں حضرات کو مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ سے کسی قسم کا کوئی لگاؤ نہیں تھا نہ استاذی شاگردی کا نہ پیری مریدی کا نہ نسبت کا نہ رشتہ کا حتیٰ کہ دوستی کا بھی لگاؤ نہیں تھا۔ بلکہ ان میں سے مؤخر الذکر نانوتوی صاحب کے تلمیذ مولوی عبد الغنی میرٹھی کے شاگرد تھے، اور نانوتی، گنگوہی صاحبان شاہ عبد الغنی صاحب کے تلمیذ تھے جو حضرت مولانا ابو الخیر صاحب کے دادا شاہ احمد سعید کے بھائی تھے بلکہ گنگوہی صاحب شاہ احمد سعید کے تلمیذ بھی تھے، اس طرح دیوبندی مذہب کے بانیوں سے ان حضرات کا ایک گونہ تعلق تھا مگر پھر بھی انھوں نے حفظ الایمان کی عبارت کو ایمان برباد کرنے والی مسلمانوں کے دلوں کو رنجیدہ کرنے والی وغیرہ فرمایا۔ اور اس میں حضور اقدس ﷺ کی توہین بتایا۔ انھیں کیا حسد تھا، کیا عناد تھا کیا غرض وابستہ تھی صاف تصریح ہے کہ:

اس رسالہ کے چھپتے ہی ہندوستان کے طول و عرض میں عام طور پر مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی مولوی صاحب پر اعتراضات شروع ہو گئے۔

کیا پورا ہندوستان مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا مرید تلمیذ تھا؟ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے ایمان نے حضور اقدس ﷺ کی توہین پر انھیں بے چین کر دیا۔

مقاماتِ خیر صفحہ: ۶۱۶/ کے حاشیہ پر حضرت مولانا پیر سید محمد جیلانی بغدادی رفاعی، قادری، نقشبندی، خالدی، حیدرآبادی ثم المدنی کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے پوتے سید نذیر الدین ولد سید معین الدین کہتے ہیں:

میرے دادا (پیر سید محمد بغدادی) کے پاس حیدر آباد کے لوگ مولوی اشرف علی کا رسالہ "حفظ

(۱) بزم خیر، ص: ۲۴.

الایمان" لائے اور اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے رسالہ پڑھ کر فرمایا: علم غیب کے متعلق مولوی اشرف علی نے نہایت قبیح عبارت لکھی ہے۔ اس کے چند روز بعد مکہ مسجد میں مولوی اشرف علی بیٹھے تھے، میرے دادا نے کھڑے ہو کر مولوی اشرف علی کے رسالہ کی قباحت بیان کی اور کہا کہ اس عبارت سے بوئے کفر آتی ہے، پھر چند روز بعد مولانا حافظ احمد (فرزند مولانا محمد قاسم) کے مکان پر علما کا اجتماع ہوا، چوں کہ حافظ احمد صاحب کو میرے دادا سے محبت تھی اس لیے انھوں نے آپ کو بلایا اور آپ تشریف لے گئے، وہاں حفظ الایمان کی عبارت پر علما نے اظہار خیال فرمایا۔ آپ نے اس رسالہ کی قباحت کا بیان کیا اور رسالہ کے خلاف فتویٰ دیا، پھر تھوڑے دن بعد آپ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ رسالہ حفظ الایمان کی عبارت رد کرنے اور اس کو قبیح کہنے پر اظہار خوشی فرما رہے ہیں اور آں حضرت ﷺ نے آپ سے فرمایا: ہم تم سے خوش ہوئے تم کیا چاہتے ہو آپ نے عرض کیا کہ میری تمنا ہے کہ اپنی باقی ماندہ زندگی مدینہ منورہ میں بسر کروں اور مدینہ پاک کی مٹی میں مدفون ہوں۔ آپ کی درخواست منظور ہوئی اور آپ اس کے بعد مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے، دس سال وہاں مقیم رہے اور ۱۳۶۴ھ میں رحلت فرما گئے۔

حفظ الایمان کی اس عبارت کے سلسلے میں جو حضرات بھی کسی قسم کے تذبذب کے شکار ہوں ان کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ ان مولانا حضرت سید محمد بغدادی کو تھانوی صاحب سے کیا حسد تھا، کیا عداوت تھی کہ انھوں نے اس عبارت کے خلاف فتویٰ دیا وہ بھی تھانوی صاحب کے محب خاص کے گھر بیٹھ کر اور تھانوی صاحب کے رو در رو ان کا رد فرمایا، اور صاف صاف فرمایا کہ اس عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔ اصل بات یہ وہی ہے کہ یہ عبارت چینی جاپانی لاطینی سنسکرت میں نہیں کہ اسے کوئی نہ سمجھے، ہر اردو داں جو معمولی سمجھ بوجھ رکھتا ہے وہ اس کو پڑھ کر اول وہلہ میں کہہ دے گا۔ اس میں بلا کسی شک و تردد کے حضور اقدس ﷺ کی کھلی توہین ہے۔

اب تمام دین دار انصاف پسند مسلمانوں سے سوال ہے کہ جب تھانوی صاحب نے حضور اقدس ﷺ کی ایسی صریح توہین کی تو اب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے تھانوی صاحب کو کافر کہا تو یہ جرم ہے یا ایک دینی و ملی فریضہ؟

شفا اور اس کی شروح اور شامی میں ہے:

اجمع المسلمون علی ان شاتم النبی کافر. من شك فی عذابه و کفره

مسلمانوں پر اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے، جو اس کے عذاب اور کفر میں

کفر۔(۱) شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اب ہم اس بحث کو دیوبندی جماعت کے بہت بڑے مناظر اور بقلم خود تھانوی صاحب کے وکیل مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند کے ایک اہم بیان پر ختم کرتے ہیں۔ انھوں نے "اشد العذاب" میں لکھا کہ:

اگر خاں صاحب فاضل بریلوی کے نزدیک بعض علماے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے سمجھا تو خاں صاحب پر ان علماے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے، کیوں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

اب رہ گیا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے علماے دیوبند کو جیسا سمجھا یہ سمجھنا صحیح اور واقعہ کے مطابق ہے یا نہیں، اس کی پوری تفصیل اوپر گزر چکی اور اگر کوئی صاحب مزید تفصیل کے خواہش مند ہوں تو میرا رسالہ "منصفانہ جائزہ" کا مطالعہ کریں۔ مجھے امید ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد جس کے اندر ایمان کی تھوڑی سی بھی رمق باقی ہے تو وہ ضرور بالضرور یہی فیصلہ کرے گا کہ جماعت دیوبند کے یہ اکابر یعنی قاسم نانوتوی صاحب رشید احمد گنگوہی صاحب، خلیل احمد انبیٹھی صاحب اشرف علی تھانوی صاحب نے ضروریات دین کا انکار کیا اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کی، جس کے بعد ایک مسلمان کے لیے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ وہ چاروں کو یقیناً حتماً کافر جانے، اس لیے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو بدنام کرنا کہ انھوں نے بلاوجہ علماے دیوبند کی تکفیر کی ہے دیانت نہیں بہت بڑی خیانت ہے، اصلاح نہیں بہت بڑا فساد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۸؍ شوال ۱۴۱۲ھ

اعلیٰ حضرت کی مدح معیار سنیت ہے

مسئلہ۔ جو شخص یقین و ایمان رکھتا ہوا ایسے اللہ کے بندے کو یا اللہ کے بندوں کو شریعت میں کیا مقام دینا چاہیے؟ اگر کچھ چند شری اپنے نفس کے بندے بن جانے پر ایسے حضرات کو اسلام سے خارج مانتے ہوں اور دیوبندی خیالات کے سمجھتے ہوں، یا چھپے ہوئے وہابی سمجھتے ہوں ان کے لیے شریعت مطہرہ میں کیا گرفت ہے؟ ایسے ہی شیطان کے بندوں نے اپنی ذات کی فوقیت ترجیح دیتے ہوئے اور اپنے پیر کامل کے نام کا ڈنکا بجاتے ہوئے نشان کے طور پر........ کہ پیر صاحب تانگہ میں تشریف فرما ہوں اور ان کے متبعین پیچھے پیچھے صلوٰۃ و سلام پڑھتے چلیں ایسا عقیدہ رکھنے والوں کے لیے شریعت میں کیا سزا ہے؟ حکم تو یہ ہے کہ عظمت مصطفیٰ صلی

(۱) شرح شفا للملا علی قاری، ج:۲، ص:۳۹۴، ردالمحتار، ج:۳، ص:۲۹۰، بیروت۔

اللہ علیہ وسلم وہاں پر انسان کو ایک ساتھ کھڑے ہو کر چاہے پیر ہو چاہے مرید ہو ساتھ ذکر کرنا چاہیے از روئے شریعت صحیح ہے یا غلط؟ پیر کے مرثیہ کو انھوں نے ذکر نبی ﷺ سے زیادہ بڑھا دیا۔ ایسے لوگ اہل سنت کے دعویدار بنتے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط؟ ان لوگوں نے جیسا کہ ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہاں شریف مسلمانوں اور مذہب اہل سنت اور خصوصاً اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماننے والوں کو گمراہ و بددین سمجھ رکھا ہے اور ان کی روحانی طاقت کا یہاں تک حال ہے کہ ان کی نگاہ میں ہمارے تمام شہر میں صرف بارہ سنی مسلمان بتائے ہیں جو کہ ان کے گروہ کے ہیں اب آپ حضرات سے گزارش ہے کہ آپ ہی قرآن و حدیث کی روشنی میں بالا مضمون کو دیکھتے ہوئے حق دامن کو صاف کر کے بتلائیں کہ کون صحیح ہے کون غلط۔ فقط والسلام۔

الجواب

ابتدائی چھ سطروں میں جو عقائد درج ہیں ان کا پابند یقیناً حتماً اہل سنت و جماعت ہے۔ بشرط کہ ان کے اندر کوئی بات خلاف اہل سنت و جماعت نہ ہو کسی صحیح العقیدہ سنی مسلمان کو خارج از اسلام مانتا دیوبندی کہنا، چھپا ہوا وہابی کہنا بہت سخت ہے۔ حدیث میں ہے:

"أيما امرئ قال لاخيه كافر فقد باء بها أحدهما إن كان كما قال وإلا رجعت عليه"(۱)

جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو ان لوگوں میں سے ایک پر بلا ضرور پڑے گی، اگر جو کہا وہ حقیقی کافر تھا جب تو خیر ورنہ یہ کلمہ اسی کہنے والے پر پڑے گا۔

ہندیہ میں ہے:

"المختار للفتوىٰ في جنس هذه المسائل ان القائل بمثل هذه المقالات إن كان أراد الشتم ولا يعتقده كافرا لايكفرو إن كان يعتقده كافرا فخاطبه بهذا بناء على اعتقاده أنه كافر يكفر"(۲)

اس قسم کے مسائل میں فتویٰ اس پر ہے کہ ایسی بات کہنے والے نے اگر گالی کا قصد کیا ہے، کافر اعتقاد نہیں کیا ہے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ اور اگر اس نے اپنے اس اعتقاد کی بنا پر کہ وہ کافر ہے، اور اپنے مخاطب کو کافر اعتقاد کر کے کافر کہا (حالاں کہ وہ کافر نہیں) تو قائل کی تکفیر کی جائے گی۔

سنی کو وہابی دیوبندی خارج از اسلام کہنے والا اگر وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر مرتد ہیں اور پھر سنی مسلمان کو خارج از اسلام دیوبندی چھپا ہوا وہابی کہا

(۱) مسلم، ج:اول، ص:۵۷، کتاب الایمان، باب بیان حال من قال لأخيه المسلم ياكافر.
(۲) عالم گیری، جلد:۲، ص:۲۷۸، مطلب فی موجبات الکفر انواع منها مایتعلق بتلقین الکفر.

تو یہ کہنے والا خود خارج از اسلام ہو گیا، ان کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں اس پر فرض ہے کہ توبہ کرے، تجدید ایمان، بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے۔

اور جس سنی مسلمانوں کو خارج از اسلام وغیرہ کہا ان سے معافی مانگنی واجب اور اگر یہ لوگ وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کفریہ پر مطلع نہیں اور کہا تو بھی توبہ اور معافی مانگنی واجب کہ یہ کم از کم سبِ مسلم وایذاے مومن ضرور ہے اور یہ شدید حرام، حدیث میں ہے:

"من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی وقد أذی الله."[1] جس نے کسی مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دیا اس نے اللہ کو ایذا پہنچایا۔

آپ نے ان لوگوں کے پیر کو پیر کامل لکھا ہے اگر یہ صحیح ہے کہ ان کا پیر پیر کامل ہے تو وہ ضرور لائق تعظیم وتوقیر ہے اس صورت میں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ کس موقع پر جلوس وغیرہ میں وہ تانگہ پر سوار ہو اور عام مسلمان نیچے ہوں اور درود وسلام پڑھیں۔ کیا آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ جلسوں میں علماے کرام اوپر تختوں پر کرسیوں پر رونق افروز ہوتے ہیں اور عوام نیچے اور درود شریف پڑھتے ہیں جلوس میں علماے کرام سواریوں پر اور عوام نیچے نعت پڑھتے ہیں نعرے لگاتے ہیں ان لوگوں نے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ماننے والوں کی گمراہ وبے دین کہا یہ خود ان کی گمراہی اور بے دینی یا جہالت ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اس صدی کے مجدد ہوئے ہیں کہ علماء عرب وعجم نے ان کی مدح وستائش کے خطبے پڑھے اور آج بھی اکابر علما اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مدح کو معیار سنیت قرار دیتے ہیں اور ذم کو بدمذہبیت۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مذہب اہل سنت کی وہ تائید ونصرت فرمائی کہ اہل سنت کو بدمذہب بریلوی اور رضائی کہتے ہیں ان کے ماننے والے یقیناً حتماً حق پر ہیں اور انھیں گمراہ کہنے والے ضرور جھوٹے یا گمراہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد شریف الحق امجدی

دار الافتا بریلی شریف

"رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کیا صحابہ کے لیے خاص ہے۔

خطابات والقابات میں معنیٰ حقیقی لغوی مراد نہیں ہوتا ہے۔

مسئولہ: حبیب احمد خاں، ہلچل تمباکو کمپنی، کہاروں کا اڈا، رائے بریلی، ۲۰؍ ذوقعدہ ۱۳۹۸ھ

(۱) رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ.

مسئلہ- ۱ -کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استعمال صرف صحابہ کرام کے لیے ہی ہے یا اور دیگر تابعین تبع تابعین کے لیے اور اولیاے کرام کے نام کے ساتھ بھی استعمال کر سکتے ہیں، خصوصاً امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ اس اختلاف کا مبدا یہی ہے کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف صحابہ کرام ہی کے لیے محدود ہے کسی دوسرے کے لیے نہیں مفصل مع حوالہ کے جواب عنایت فرمائیں جس سے تسکین قلب حاصل ہو۔

۲ -امام احمد رضا فاضل بریلوی کو لفظ اعلیٰ حضرت سے منسوب کیا جاتا ہے یوم اعلیٰ حضرت منانے کے لیے کے لیے بھی اسی لفظ کا استعمال کیا گیا جس کے بارے میں مخالفین کا کہنا ہے کہ لفظ حضرت بہت بڑے بڑے بزرگوں، ولیوں، نبیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو پھر امام احمد رضا فاضل بریلوی کے ساتھ اعلیٰ حضرت کیوں استعمال کیا گیا؟

الجواب

۱ - "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" صحابہ کرام کے لیے خاص نہیں، امت کے جمیع صلحا کے لیے ہمیشہ سے استعمال ہوتا آیا ہے۔ خود قرآن کریم میں متعدد جگہ صلحاے امت کے لیے یہ صیغہ وارد ہے ارشاد ہے:

"وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ."[1]

اور فرمایا:

اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ[2]

یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انھیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

خاص بات یہ ہے کہ آیت کا ابتدائی حصہ اعلیٰ حضرت کی تاریخ ولادت بھی ہے، اور فرمایا:

جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ — ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ

(۱) قرآن مجید، سورۃ التوبۃ، آیت: ۱۰۰، پ:۱۱

(۲) قرآن مجید، سورۃ المجادلۃ، آیت:۲۲، پ:۲۸

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ.[1]

ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں، ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

جب قرآن مجید نے اس صیغے کو تمام صلحاے امت کے لیے استعمال کیا ہے تو ہم کو یا کسی کو اسے خاص کرنے کا کیا حق ہے۔ علاوہ ازیں در مختار میں ہے:

"وكذا يجوز عكسه وهو الترحم للصحابة والترضي للتابعين ومن بعدهم."[2]

اس کا ترجمہ (دیوبندیوں کے مسلم الثبوت مقتدا مولوی اشرف علی نے غایۃ الاوطار، ترجمہ در مختار میں یہ کیا، اور اسی طرح عکس اس کا جائز ہے یعنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحابہ کے واسطے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین اور ان کے بعد صالحین کے واسطے) اس ترجمہ کے بعد اپنی طرف سے لکھتے ہیں۔ لہٰذا کتب فقہ میں امام کے نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں لفظ مذکور ہیں، اور خود دیوبندی جماعت کے مشہور مورخ عاشق الٰہی میرٹھی نے تذکرۃ الرشید گنگوہی اور نانوتوی صاحبان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا۔ اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھا۔ خلاصہ یہ کہ اس بات پر تمام اہل علم کا خواہ سنی ہو خواہ دیوبندی اتفاق ہے کہ غیر صحابہ جو صالح نیک عالم ولی ہوں ان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا بلا کسی اختلاف کے جائز ہے اور تمام مسلمانوں میں رائج و معمول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)- اعلیٰ حضرت ایک اعزازی لقب ہے جو کسی بھی ممتاز شخصیت کے لیے استعمال ہو سکتا ہے، اور ہمیشہ سے ہوتا آتا ہے۔ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالم گیر اپنے والد شاہ جہاں کو اپنے مکتوبات میں ہمیشہ اعلیٰ حضرت استعمال کرتے تھے۔ ان کے مکتوبات چھپے ہوئے ہیں دیکھ لیں۔ دکن میں تو عام طور سے نواب کو اعلیٰ حضرت مشائخ علماے کرام خواص سبھی کہتے تھے اور کہتے ہیں خود دیوبندیوں کے امام اعظم ابو حنیفہ گنگوہی صاحب اپنے مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو ہمیشہ اعلیٰ حضرت لکھتے اور کہتے تھے۔ یہ اعتراض کہ اور بزرگوں کو "حضرت" کہا جاتا ہے اور امام احمد رضا کو اعلیٰ حضرت تو ان پر برتری لازم آتی صرف دھوکا ہے۔ ورنہ کسی کو حضرت کہنا بھی جائز نہ ہو، اس میں برابری لازم آئے گی۔ مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی حضرت کہا جاتا ہے۔ اب اگر کسی نے مولانا ابو الحسن ندوی کو حضرت کہا تو لازم آیا کہ مولانا ابو الحسن ندوی کو اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کر دیا، اور یہ کفر ہے۔ معترض یا تو اقرار کرے کہ کوئی کسی کو حضرت نہ کہے یا پھر وہ جو جواب دے وہی ہمارا جواب ہوگا اصل بات یہ ہے کہ مخالفین جان بوجھ کر عوام میں خلفشار پیدا کرنے کے لیے اس

(۱) قرآن مجید، سورة البينة، آيت:۸، پ:۳۰

(۲) درمختار، جلد:۵، ص:۴۸۰، مطبوعه بيروت.

قسم کے بے جا مہمل اعتراض عوام کو سکھا دیتے ہیں ہمت ہے تو کوئی پڑھا لکھا یہ اعتراض کر کے دیکھے۔ اس معترض سے پوچھے کہ سارے جہاں کے امام اعظم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور سارے احناف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام اعظم کہتے اور لکھتے ہیں۔ تو کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر یا ان سے بھی بڑے امام ہیں تمام اہل سنت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر کہتے ہیں، تو کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑے صدیق ہیں۔ تمام اہل سنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق اعظم کہتے ہیں تو کیا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق اکبر سے بھی اعظم ہیں۔ تمام اہل سنت حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم کہتے ہیں اور غوث اعظم کا معنی ہے سب سے بڑا فریاد رس تو کیا یہ اللہ عزوجل سے بھی بڑے فریاد رس ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اتنے ہی سے اعتراض کرنے والوں کو دن میں تارے نظر آنے لگیں گے، مگر ہم اس مسئلہ کا بیان کر ہی دیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت، غوث اعظم، امام اعظم، فاروق اعظم، صدیق اکبر خطابات و القاب ہیں۔ خطابات و القاب عہدوں کے مثل ہوتے ہیں کہ ان کے تلفظ میں معنی حقیقی لغوی مراد نہیں ہوتا۔ بلکہ معنی حقیقی اور مسمی کے کسی وصف پر مناسبت کی بنا پر بولتے ہیں۔ اگرچہ وہ مناسبت برائے نام ہو۔ جیسے ملک کے سب سے بڑے وزیر کو وزیر اعظم کہتے ہیں، وزیر اعظم کے معنی ہیں سب سے بڑا وزیر۔ حقیقت میں سب سے بڑا وزیر وہ ہوگا جو ساری دنیا میں اگلے پچھلے جب سے منصب وزرات قائم ہوا ہے اس وقت سے لے کر قیامت تک سارے وزیروں میں جو سب سے بڑا ہو۔ یہ معنی کس میں پایا جائے یہ قیامت سے پہلے معلوم نہیں ہو سکتا اس لیے حقیقی معنی کے لحاظ سے کسی کو وزیر اعظم کہنا درست نہ ہوگا، مگر لقب ہے ملک کے سب سے بڑے وزیر کا لہٰذا ہر ملک کے سب سے بڑے وزیر کو وزیر اعظم کہتے ہیں۔

دوسری مثال لیجیے، وزیر اعلیٰ کا حقیقی معنی ہے سب سے اونچا وزیر اس کا حال بھی وزیر اعظم کی طرح ہے مگر صوبہ کے سب سے بڑے وزیر کو کہتے ہیں۔ حالاں کہ اس ملک میں وزیر اعظم اس سے بڑا اور اونچا ہوتا ہے۔ مگر یہ لقب ہو گیا صوبہ کے سب سے بڑے وزیر کا۔ لہٰذا بلا شبہہ سب کہتے ہیں، کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔ یہی حال ان سارے القاب کا ہے اپنے وقت کے سب سے بڑے صدیق حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اپنے دور کے سب سے بڑے امام ابو حنیفہ ہیں اپنے عہد کے سب سے بڑے فریاد رس حضرت غوث اعظم، حضرت شیخ محی الدین عبد القادر ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس لیے یہ القاب درست ہیں۔ اسی طرح ملک ہندوستان میں شاہ جہاں اپنے وقت کے تمام افراد میں اعلیٰ تھے۔ اور نظام دکن، دکن بھر میں اپنے اپنے وقت میں وہاں سب سے اعلیٰ تھے تو ان کو اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے۔ اسی طرح بلا شبہ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت میں موجود عام علما سے اعلیٰ تھے اس لیے ان کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ بلکہ امام احمد رضا اپنے وقت کے اعلیٰ سے اعلیٰ تھے اس کی شہادت خود مولانا ابو الحسن ندوی کے والد مولانا عبد الحئی نزہۃ الخواطر میں دے چکے ہیں۔ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے بارے میں لکھا ہے۔ "وفاق اقرانہ" اپنے زمانے کے لوگوں پر فوقیت لے گزرے فالحمدللہ علیٰ ذٰلك اب امید ہے کہ کوئی شبہہ باقی نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصایا شریف پر اعتراض کا جواب

مسئولہ: ڈاکٹر منور حسین ترتن پور، کپتان گنج، لوکھی دیوریا

مسئلہ-وصایا شریف کی عبارت حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میری کتاب سے جو میرا دین و مذہب ظاہر ہے اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے جہاں شریعت قرآن و حدیث اور وصایا شریف کی عبارت کا ٹکراؤ ہو جائے وہاں ہر فرض سے اہم فرض پر عمل کرنا چاہیے یا قرآن و حدیث پر عمل کرنا چاہیے؟

اور کتاب مستطاب حسام الحرمین کے حرف بحرف کو ماننا جب کہ یہ حکم قرآن الٰہی کے بارے میں ہے قرآن کے حرف بحرف مانا جائے یا مستطاب حسام الحرمین کو مانا جائے، اشکال کو دور کرنے کے لیے یہ تحریر فرمایا جائے کہ کون کتاب اسمائے الٰہی ہے اور کس کو حرف بحرف مانا جائے یہ دونوں اشکال مع حوالہ کے دور کیا جائے۔

الجواب

اگر وصایا شریف کی کسی عبارت کا قرآن و حدیث سے ٹکراؤ ہو جائے تو ہم سب رضویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ بلا کسی تردد کے قرآن و حدیث پر عمل کرنا فرض ہوگا، وصایا شریف کا ترک فرض ہوگا۔ وصایا شریف کو چھپے ہوئے آج اٹھاسی برس ہو گئے کوئی بہادر ایسا نہ نکلا جس نے وصایا شریف کی کسی عبارت کا قرآن و حدیث سے ٹکراؤ دکھا سکا ہو اور اب بھی پوری دنیا کو چیلنج ہے۔ کوئی ایک جگہ بھی ایسی دکھا دے۔ جہاں وصایا شریف کی عبارت کا قرآن و حدیث سے ٹکراؤ ہو۔ صرف ایک جگہ وہابی کاتب نے عبارت بدل دی ہے جس کی بعد میں تصحیح ہو چکی ہے اور کوئی جگہ دکھا دے پھر وصایا میں اپنی تصانیف کے بارے میں ہے وصایا شریف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیف نہیں ان کے برادر زادے کی ہے۔ یہاں تو آپ کو اعتراض نظر آیا، لیکن گنگوہی جی کے اس ارشاد کو کیا کہیے گا؟ اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر تذکرۃ الرشید حصہ اول۔

وصایا شریف کی اس عبارت کا مفصل جواب تحقیقات حصہ اول میں ملاحظہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حسام الحرمین کے حرف بحرف ماننے کا وہی مطلب ہے جو دیوبندی اپنے مولویوں کی کتابوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ انھیں حرف بحرف مانا جائے اسی پر اتنا عظیم اختلاف ہے۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتوں کے منوانے پر سارے دیوبندی اڑے ہوئے ہیں، اگر دیوبندی یہی مان لیتے کہ یہ

عبارتیں غلط ہیں، کفر ہیں تو بہت بڑا جھگڑا ختم ہو جاتا، اگر کوئی کتاب ایسی ہے جن کے مسائل قرآن و حدیث سے صحیح استخراج کر کے درج ہیں تو اس کے ماننے پر آپ کو کیا اعتراض ہے۔ الحمدللہ! حسام الحرمین ایسی کتاب ہے جس کے مضامین قرآن و حدیث کے مطابق بلکہ انھیں سے اخذ کردہ ہیں اس لیے ہم اہل سنت اس کو مانتے ہیں۔ اور لوگوں سے منواتے ہیں۔ اگر حسام الحرمین کا کوئی مضمون قرآن و حدیث کے خلاف ہے تو مہربانی کر کے بتائیں، ایک مسلمان کا کہنا ہے کہ اللہ عزوجل کو ایک مانو، اسلام کو حق مانو، رسول اللہ ﷺ کو رسول مانو، قرآن کو خدائی کتاب مانو، تو کیا آپ کہیں گے کہ تم نے غلط کہا ماننا تو صرف قرآن کو چاہیے، تمھاری بات کیوں مانیں، کیوں نہیں کہیں گے اس وجہ سے نہ کہ اس نے جو کچھ کہا قرآن مجید ہی کی بات اپنے الفاظ میں کہا، یہی حال حسام الحرمین کا ہے کہ اس میں جن بددینوں کو کافر کہا گیا۔ شان الوہیت میں گستاخی اور شان رسالت میں بے ادبی کرنے کی بنا پر کہا گیا اور یہ قرآن و حدیث کا حکم ہے کہ جو بھی اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی توہین کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس کے ماننے پر آپ کو کیا کلام ہے۔ سنیے حسام الحرمین کے بارے میں آج تک کسی سنی عالم نے یہ نہیں کہا کہ اس کے حرف بہ حرف کو ماننا عین ایمان ہے جو اس کے حرف بہ حرف کو نہ مانے کافر ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہا جاتا ہے کہ حسام الحرمین میں جن جن گستاخوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ کافر ہیں انھیں کافر ماننا لازم ہے۔ دیوبندی مذہب میں ایک کتاب ایسی ہے کہ اس کا پڑھنا اس کو رکھنا اس پر عمل کرنا عین اسلام۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ جو نہ مانے یا جن کے پاس وہ کتاب نہیں یا اس پر عمل نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ حالاں کہ یہ حیثیت قرآن کی بھی نہیں۔ قرآن مجید کا ماننا عین اسلام ہے لیکن اس کو رکھنا اس پر عمل کرنا ثواب ضرور ہے مگر عین اسلام نہیں ملاحظہ کیجیے وہ کتاب تقویۃ الایمان ہے جس کے بارے میں دیوبندی شیخ الکل فی الکل لکھتے ہیں کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ بولیے یہاں کیا کہیے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت کی وصیت پر دیوبندیوں کے اعتراض کا جواب

مسئولہ: محمد جہانگیر المظاہری، خادم التدریس، جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ۔ ماخوذ از: ماہنامہ اشرفیہ شمارہ دسمبر ۱۹۹۵ء

مسئلہ-کیا واقعی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو؟ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے؟ اللہ توفیق دے بلفظہ وصایا شریف ص:۸/ کیا یہ عبارت و وصیت قرآن و حدیث سے ملتی جلتی ہے؟ اس کے بعد پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو فاتحہ میں ہفتہ

(ہفتہ میں فاتحہ) دو تین بار ان اشیا سے بھی بھیج دیا کریں، دودھ کا برف خانہ ساز، اگرچہ بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے اور بلائی، فیرنی، ارد کی دال مع ادرک ولوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، اچار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اگر روزانہ ایک چیز ہو سکے تو یوں کر دیا جیسے مناسب جانو مگر بطیب خاطر، میرے لکھنے پر مجبور نہ ہوں، انتہی بلفظہ، اعلیٰ حضرت کی اس وصیت کو قرآن وحدیث اجماع وقیاس سے ثابت کریں۔

الجواب

بے شک مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ وصیت فرمائی ہے کہ میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے، اللہ توفیق دے۔ مگر بلی تھیلے سے باہر نہیں آئی اس جامعۃ الرشاد کے مدرس کو کیا اعتراض ہے اس کو کھل کر لکھتا تو ہم اس کے گھر تک پہنچا دیتے۔

انسان جس دین ومذہب پر ہوتا ہے جب اس سے پوچھا جائے گا کہ تمھارا دین ومذہب کیا ہے تو وہ یہی کہے گا کہ میرا دین ومذہب فلاں ہے۔ مسلمان کہے گا میرا دین ومذہب اسلام ہے۔ اس مسئلہ میں مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کی ناکام کوشش کرنے والے جامعۃ الرشاد کے اس نوکر سے کوئی پوچھے تو کیا وہ یہ نہیں کہے گا کہ میرا دین ومذہب اسلام ہے؟ ہو سکتا ہے اپنی بات کے پیچ میں اس کا اقرار نہ کرے لیکن قبر میں جب نکیرین سوال کریں گے تمھارا دین کیا ہے تو ہر سنی مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے۔ مسلمانوں کو لڑانے والے اس جامعۃ الرشاد کے نوکر سے پوچھو اس کا کیا مطلب ہے؟ وہ شاید چپ سادھ لے لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرا پسندیدہ مذہب اسلام ہے۔ اس سے پوچھیے کہ اس کے دیوبندی مولویوں نے اپنی کتابوں میں جو لکھا ہے یہ ان کا دین ہے یا نہیں؟ مگر دیوبندیوں کے یہاں تقیہ بہت ثواب کا کام ہے وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے۔ ان کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب بارہ سال تک کانپور میں تقیہ کر کے سنی بنے رہے، میلاد، قیام، نیاز وفاتحہ سب کرتے رہے اور اندر اندر دیوبندیت پھیلاتے رہے۔ مسلمان سنیں! مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی کتابوں میں مذہب حق ''اسلام'' اور مذہب اہل سنت وجماعت کو اپنی کتابوں میں شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اس پر دلائل وبراہین قائم کیے ہیں۔ بدمذہبوں کا رد لکھا ہے اور وہ سب باتیں اسلاف کے عقائد کے مطابق ہیں، نیز حضور اقدس ﷺ کے زمانے سے آج تک دنیا کے تمام اہل سنت وجماعت جس پر قائم ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا عقیدہ ایک بھی ایسا نہیں جو مذہب اہل سنت وجماعت کے خلاف ہو۔ اب اس وصیت کا مطلب یہ ہوا کہ میرا دین ومذہب جو دین اسلام اور مذہب اہل سنت ہے جو میری کتابوں میں مذکور ہے اس پر قائم رہنا۔

اب آیئے بتاتا ہوں کہ دیوبندی مذہب قاسم نانوتوی صاحب اور رشید احمد گنگوہی کا ایجاد کردہ اور قائم کیا ہوا ہے۔ نانوتوی صاحب کے سوانح نگار مولانا منظر احسن گیلانی نے لکھا: ''اس کا مطلب یہ ہوا کہ نظریہ عدم تقلید کے امام الائمہ (نذیر حسین) اس وقت جوان تھے جب کہ دیوبندی تحریک کے بانی (نانوتوی صاحب) ابھی بارہ ساڑھے بارہ برس کی عمر سے متجاوز نہ ہوئے تھے۔''(۱)

قاری طیب صاحب نے لکھا: ''حقیقی سوانح عمری یہ ہے انھوں (نانوتوی صاحب) نے اپنے علم لدنی اور وہبی علوم سے جس حکمت کی بنیاد ڈالی وہ کیا ہے، کن اصولوں پر مبنی ہے۔ دار العلوم کی اس معنوی اور علمی، تاسیس میں کام ہوا وہ یقینا بلا شرکت غیر تھا جس کا نام دیوبندیت ہے۔''(۲)

مولوی زکریا فرماتے ہیں: ''حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا اس کو مضبوطی سے تھام لو اور اب قاسم، رشید پیدا ہونے سے رہے۔ بس ان کی اتباع میں لگ جاؤ۔''(۳)

ان عبارتوں سے ثابت ہوا کہ دیوبندیت، دیوبندی مذہب ایک نئی تحریک ہے جس کے بانی قاسم نانوتوی صاحب ہیں اور دیوبندی مذہب کو نانوتوی اور گنگوہی صاحبان نے قائم کیا۔ اب اس دیوبندی مدرس سے پوچھیے کہ کیا کہتا ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصایا شریف میں فاتحہ کے لیے جو وصیت فرمائی ہے اس پر منہ مارنا دیوبندی مسخرہ پن کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص وصیت کرتا ہے کہ میرے بعد میری فاتحہ کرنا اس میں فلاں فلاں کھانا، فلاں فلاں چیزیں مہیا کرنا کون سے اعتراض کی بات ہے؟ یہ تو نہیں فرمایا کہ قبر میں پہنچانا، فقیروں کو کھلانے کے لیے فرمایا۔ چلیے دیوبندی مذہب کی رو سے فاتحہ باطل، ایصال ثواب بدعت مگر فقیروں کو کھلانا ثواب تو ہے۔ اس میں کیا اعتراض ہے کیا اچھا کھانا کھلانا عیب ہے؟ اس جامعۃ الرشاد کے نوکر کو اپنے گھر کی خبر نہیں؟ قاسم نانوتوی کی روح گکڑی میں اٹکی رہی دمہ کی کھانسی اٹھتی ہر وقت کھانستے رہتے جب ذرا افاقہ ہوتا اور بولنے کی قوت ملتی تو فرماتے گکڑی، گکڑی، اسی ''لا یموت فیها ولا یحییٰ'' کے عذاب میں کئی دن تک مبتلا رہے جب لکھنؤ سے گکڑی آئی اور اس کی قاشیں حلق سے نیچے گئیں تو روح نکلی، حسین احمد ٹانڈوی صاحب کی روح سردے میں اٹکی رہی جو ملنے آئے اس سے سردہ کی بھیک مانگتے اور جب کئی دنوں کے بعد سردہ نوش جاں فرمایا تو اس طرح مر گئے کہ مرتے وقت نہ کلمہ نصیب ہوا نہ پانی کا ایک قطرہ۔ اللہ والوں کا جب اخیر وقت ہوتا ہے تو غذا سے انھیں نفرت ہو جاتی ہے

---

(۱) سوانح قاسمی، ص:۲۱۹.
(۲) خاتمہ سوانح قاسمی، ص:۱۷۶.
(۳) صحبت با اولیا، ص:۱۲۶.

۔اللہ کی یاد ہی ان کی غذا ہوتی ہے مگر دیوبندی بزرگوں کا حال یہ ہے کہ مرتے مرتے نہ اللہ کا نام زبان پر آیا نہ کلمہ۔ آیا تو ککڑی ککڑی، سردہ، سردہ۔

اور زندگی میں حال یہ ہے کہ ایک دیوبندی مولوی کی دعوت میں ستر ستر، بہتر بہتر قسم کے سالن ہوتے۔

اس جامعۃ الرشاد کے نوکر کو اپنے مولویوں کی خبر نہیں؟ مولوی حسین احمد لوگوں کو پٹک پٹک کر سینہ پر چڑھ چڑھ کر مٹھائی کے پیسے وصول کرتے تھے۔ دیکھو الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر۔ واقعی کوئی بات قابل اعتراض ہو تو وہ سنی جاسکتی ہے۔ پھکڑبازی، سوقیہ پن وہی لوگ کرتے ہیں جو انتہائی پنچ اور کم اہل لوگ ہوتے ہیں۔ اس جامعۃ الرشاد کے نوکر کو متنبہ ہونا چاہیے کہ اس قسم کی اگر آئندہ پھکڑبازی کرے گا تو پھر اس کے بزرگوں کے دلچسپ قصے اس طرح منظر عام پر آجائیں گے کہ کہیں منہ دکھانے کے لائق نہ ہوگا۔ مثلاً گنگوہی صاحب سے نانوتوی صاحب کا نکاح، پھر گنگوہی صاحب کا قاسم نانوتوی سے ہم بستری کرنا، گنگوہ کی بھری خانقاہ میں ایک چارپائی پر لے کر ہم بستر ہونا وغیرہ وغیرہ۔

مولانا مجیب اللہ ندوی بڑے صلح کلی، صلح جو بنتے تھے لیکن اب شاید ان کے تقیہ کی بھی میعاد پوری ہوگئی ہے۔ اس لیے چھانٹ چھانٹ کر بازاری پھکڑبازوں کو نوکر رکھا ہے، آخر یہ بیچارے بھی کب تک اپنے سینے کی آگ دبائے رہتے۔ بہت اچھا ہوا کہ وہ کھل کر تقیہ چھوڑ کر اپنے کھرے دیوبندی روپ میں سامنے آگئے ہیں۔

اب مسلمانانِ اہل سنت کے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ جامعۃ الرشاد کی گراں قدر خدمت کرتے تھے یہی سمجھ کر کہ مجیب اللہ صاحب بڑے اچھے آدمی ہیں۔ جھگڑا پسند نہیں کرتے۔ اب سنی مسلمان سوچیں کہ اپنے نوکروں کے ذریعہ وہابیت پھیلانے کی کوشش اور اکابر علمائے اہل سنت پر بازاری لب و لہجہ میں اعتراضات کرنے والا صلح پسند ہے کہ فساد پسند۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ماخوذ از: ماہنامہ اشرفیہ دسمبر ۱۹۹۵ء)

اعلیٰ حضرت نے سرکار غریب نواز کے آستانے پر حاضری کیوں نہیں دی؟

مسئولہ: قمر رضا حشمتی عرف ۹۲، اسرائیل قادری خادم مدرسہ رضویہ اہل سنت بدر الاسلام ماناپار، بہریا، پوسٹ حسین آباد، گرنٹ گونڈہ (یوپی)

مسئلہ- ❶- زید سائل ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق خاطر تھا یا نہیں برصورت اول بارگاہ خواجہ میں موصوف کی کبھی حاضری کیوں نہیں ہوئی، نیز سرکار خواجہ کی مدح سرائی ان کی کسی تصنیف میں نہ آئی جیسا کہ سرکار غوثیت، آپ کی تعریف و توصیف سے ان کی تصنیفات گونج رہی ہیں برصورت دوم کیوں کیا سبب ہے؟

❷- قول زید یہ بھی ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے قدمي هذه الخ کب فرمایا؟ میں اسے صحیح نہیں مانتا اور نہ کسی معتبر تاریخ سے ثابت ہے اور نہ یہی صحیح ہے کہ سرکار خواجہ اس وقت کوہ خراسان میں مصروف ریاضت تھے کیوں کہ ہمارے خواجہ اس وقت کمسن تھے۔ علمائے کرام تقلیداً لکھتے بیان کرتے چلے آئے اور حقیقت کچھ نہیں، اسی طرح اگر ہم چشتی حضرات اپنی عقیدتوں کا اظہار بایں طور کریں کہ سرکار خواجہ کو جو درجۂ عشق و معرفت حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو میسر نہیں کہ وقت وصال پیشانیِ نور پر یہ عبارت "مات حبيب الله في حب الله" کندہ تھی جسے ایک دنیا نے دیکھا تو کیا لوگ اسے تسلیم کر لیں گے؟ یا ہماری عقیدت پر حمل کریں گے۔ برصورت ثانی ہم بھی "قدمي هذه" کا واقعہ صرف عقیدت پرستی پر محمول کرتے ہیں۔

❸- بیان زید یہ بھی ہے کہ سرکار اجمیر کو جو مراتب ملے ہند کی بادشاہت وغیرہ وہ براہِ راست بارگاہِ رسالت سے عطا ہوئے، نہ کہ سرکار بغداد سے، لہٰذا آپ کو عطائے رسول کہا جاتا ہے۔

اب یہ خادم علمائے کرام کی بارگاہ میں ملتجی ہے کہ زید کے مذکورہ شکوک و معارضات قابل تسلیم ہیں یا نہیں بہر صورت تشفی و تطمین قلب فرمائیں۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

الجواب

❶- مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کو جس طرح تمام اولیاے کرام سے عقیدت و محبت تھی اسی طرح حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی تھی۔ اور الملفوظ میں حضرت غریب نواز قدس سرہٗ کا ذکر بھر پور عقیدت کے ساتھ ہے، حصہ سوم: ص:۴۷ر اور اجمیر شریف دربار خواجہ میں حاضری بھی دی ہے۔ جناب سید حسین صاحب رضوی وکیل جاورہ نے خود مجھ سے یہ بیان کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت انھیں کے یہاں مقیم بھی تھے۔ رہ گیا کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا ذکر اتنی کثرت سے نہیں جتنی کثرت سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نسبت کے غلبہ کا اثر ہے۔ چوں کہ اعلیٰ حضرت پر نسبت قادریہ حاوی تھی اس لیے اس کے جلوے جگہ جگہ نظر آتے ہیں اور نسبت کا غلبہ ہمارے اور آپ کے بس کی بات نہیں، باطنی طور پر جو بزرگ جس کا منظور نظر ہو جائے بس وہ اس کا ہو گیا۔ قاعدہ یہی ہے جس کو نعمتیں جہاں سے ملتی ہیں۔ وہ اسی کے گن گاتا ہے۔ خود چشتی حضرات کا حال یہ ہے کہ وہ خود سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر بہت ہلکے انداز میں کرتے ہیں، بہر حال یہ افترا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو خواجہ غریب نواز سے لگاؤ نہیں تھا اور وہاں حاضری نہیں دی۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ جو والہانہ عقیدت سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی وہ کسی ولی سے نہیں تھی، اس کا سبب نسبت قادریہ کا غلبہ ہے اور یہ قابل اعتراض

بات نہیں۔ نقش بندی حضرات خواجۂ خواجگاں خواجہ بہاء الدین نقش بند قدس سرہٗ، اور سہروردی حضرات شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کا ذکر دیگر اولیاے کرام سے زیادہ کرتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انھیں دوسرے اولیاے کرام سے عقیدت نہیں، یا ان کے دل میں دوسرے اولیاے کرام کی طرف سے سوے عقیدت ہے بلکہ یہ اس باطنی سلسلہ کی نسبت کا اثر ہے۔ اب اگر کوئی چشتیوں سے یہ کہے کہ آپ لوگوں کو خواجہ نقش بند سے یا حضرت شہاب الدین سہروردی سے قلبی لگاؤ نہیں تو وہ کیا جواب دیں گے جو جواب ان کا ہوگا وہی جواب ہمارا ہوگا۔ اس قسم کی مہمل باتیں آج کل کے بے پڑھے لکھے علم ظاہر و علم باطن سے کورے بطور پیشہ پیری مریدی کرنے والے کیا کرتے ہیں اگر علم باطن ہوتا تو وہ اس قسم کی باتیں زبان پر نہیں لاتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)- میں حیرت میں ہوں کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اتنی بڑی جرأت کر سکتے ہیں کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کو غلط قرار دیں۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد "قدمي هذه على رقبة كل ولي الله" بطور تواتر منقول ہے اس کے راوی اتنے کثیر ہیں کہ اسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

علامہ نور الدین شطنوفی قدس سرہٗ نے بهجة الاسرار شریف میں اس ارشاد کو تیس چالیس مشائخ سے نقل فرمایا ہے، اس کے علاوہ حضرت ملا علی قاری محدث کبیر جن کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنی صدی کے مجدد تھے اسے اپنی متعدد تصنیفات میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب زبدۃ الاسرار اور اخبار الاخیار میں بھی نقل فرمایا ہے۔ خیر یہ حضرات تو قادری تھے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں بھی اسے ذکر فرمایا، چوں کہ حضرت مجدد صاحب پر نسبت نقش بندیہ کا غلبہ تھا اس لیے اس خصوص میں ان کا بیان سب کے نزدیک مسلم الثبوت ہوگا آپ مکتوبات دو سو بانوے جلد اول کا مطالعہ کریں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اگرچہ نسبت نقش بندیہ کا غلبہ تھا مگر وہ قادری بھی تھے، اس نسبت سے بھی ان کو حصہ وافر عطا ہوا تھا۔ عارف باللہ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی خالص نقش بندی تھے اس کے باوجود نفحات الانس شریف میں اس ارشاد کو نقل فرمایا:

اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر جمیل سترہ صفحات میں کیا ہے اور خواجہ غریب نواز کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ اس کو کیا کیجیے گا اس پر سارے اولیاے کرام کا اتفاق ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد "قدمي هذه على رقبة كل ولي الله" کے عموم میں اس وقت کے تمام اولیاے کرام داخل ہیں۔ حضرت

مجدد صاحب لکھتے ہیں:

قدم ایشاں بر گردن ہائے جمیع اولیاے آں وقت بودہ است و جمیع اولیاے آں وقت زیر قدم ایشاں بودہ اند۔ (۱)

آپ کا قدم اس وقت کے تمام اولیا کی گردن پر تھا اور اس وقت کے تمام اولیا آپ کے قدموں کے نیچے تھے۔

حضرت مولانا عبد الرحمن جامی لکھتے ہیں:

چوں شیخ عبد القادر گفت قدمي هذه على رقبة كل ولي الله۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بر دل وے تجلی کرد و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر دست طائفہ ای از ملائکہ مقربین بہ محضر اولیاے متقدمین و متاخرین کہ آنجا حاضر بودند احیا بہ اجساد خود و اموات بہ ارواح خود خلعتے دروے پوشانیدند و ملائکہ و رجال غیب مجلس وے را در میان گرفتہ بودند وصف ہا در ہوا ایستادہ و برروئے زمین ہیچ ولی نماند مگر کہ گردن خود را پست کرد و بعضے گفتہ اند کہ یک کس از عجم تواضع نکرد و حال وے از وے متواری شد۔ (۲)

جب شیخ عبد القادر نے "قدمي هذه على رقبة كلّ وليّ الله" فرمایا تو حق تعالیٰ نے ان کے قلب پر تجلی فرمائی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملائکہ مقربین کے ایک گروہ کے ہاتھ سے جب کہ تمام اولیاے متقدمین و متاخرین (زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور وفات یافتہ اپنی ارواح کے ساتھ) کی موجودگی میں آپ کو خلعت پہنا دی۔ ملائکہ اور رجال الغیب نے ان کی مجلس کو اپنے دائرے میں لے لیا۔ ملائکہ کی کئی صفیں ہوا میں موجود تھیں اور زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکایا ہو، بعض حضرات کہتے ہیں کہ عجم میں ایک ولی نے گردن نہیں جھکائی اور تواضع کا اظہار نہیں کیا تو اس کا حال اس سے غائب ہو گیا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اخبار الاخیار شریف میں فرماتے ہیں:

مفاتیح خزائن جود وازمہ تصرفات وجود بہ قبضہ اقتدار و دست اختیار او سپرد و قلوب جمیع طوائف امام را بہ مسخر سلطان ہیبت و قہرمان عظمت او ساخت و کل اولیاے وقت را در حفادۂ نفاس وظل قدم و دائرۂ امر او گزاشت تا

بخشش کے خزانوں کی کنجیاں اور وجود کے تصرفات کی لگامیں ان کے قبضۂ اقتدار اور دست اختیار میں سپرد فرمایا اور مخلوق کے تمام اولیاء کے دل ان کے تابع فرمایا اور وقت کے تمام اولیا کو ان کے زیر قدم اور ان کے حکم کے دائرہ میں رکھا یہاں تک

(۱) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، ص:۶۱۴، مکتوب:۲۹۳۔

(۲) نفحات الأنس من حضرات القدس، ص:۵۱۲، مطبوعہ تہران۔

مامور شد من عند الله بقول۔ قدمي هذه على رقبة كل ولى الله۔ وجميع اوليائے وقت حاضر و غائب و قريب و بعيد و ظاهر و باطن گردن اطاعت و سر انقیاد بہ نهادن خو فامن الرد وطمعاً من المزيد فهو قطب الوقت، وسلطان الوجود خليفة الله فى ارضه و وارث كتابه و نائب رسوله سلطان الطريق المتصرف فى الوجود على التحقيق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (۱)

کہ انھیں اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ فرمائیں میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اس وقت کے تمام اولیا نے خواہ وہ وہاں حاضر رہے ہوں یا باطن گردن اطاعت اور سر رکھ دیا اس خوف سے کہ کہیں رد نہ کر دیے جائیں اور اس خواہش میں کہ مزید کچھ نعمت ملے پس وہ قطب وقت ہیں سلطان الوجود ہیں اللہ کی زمین میں اللہ کے نائب ہیں اس کی کتاب کے وارث ہیں اس کے رسول کے نائب ہیں سلطان الطریق ہیں بلا شبہہ وجود میں تصرف فرمانے والے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اب آگے بڑھیے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا ہے اور سرکار غریب نواز کی پیدائش ۵۴۰ھ کی ہے بلکہ بعض روایات کے اعتبار سے اور پہلے کی ہے اگر ۵۴۰ھ ہی مانیے تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے وقت حضرت غریب نواز قدس سرہٗ کی عمر مبارک اکیس سال تھی، حضرت غریب نواز پیدائشی ولی تھے اس لیے مذکورہ بالا حضرات کے ارشاد کے مطابق انھوں نے بھی اپنی گردن جھکائی اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم پاک کو اپنی گردن پر لیا، اب ہمیں اس سے بحث نہیں کہ غریب نواز اس وقت خراسان میں تھے یا سجز میں۔ جوش عناد میں ان لوگوں کو خواجہ غریب نواز کی سوانح عمری بھی یاد نہیں، پندرہ سال کی عمر میں حضرت غریب نواز اپنا موروثی باغ اور پن چکی چھوڑ کر تلاش مولیٰ میں نکلے تھے، سجز شریف چھوڑ چکا تھا، ہو سکتا ہے کہ انھیں دنوں خراسان کے پہاڑوں میں یادِ مولیٰ میں مصروف ہوں اس لیے اس روایت کی تکذیب کے کوئی معنی نہیں۔ حضرت غریب نواز بلا شبہہ عطائے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی انھیں ہندوستان بھیجا مگر یہ اس کے منافی نہیں کہ حضرت غریب نواز سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحت تھے، ہوتا یہی ہے کہ نائبین سلطنت کسی ہونہار کو کہیں کی حکومت کے لیے منتخب کرتے ہیں تو شہنشاہ کی بارگاہ میں حاضر کر کے اسے پروانہ تقرری دلاتے ہیں، اب آئیے اس حقیقت کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی کی زبانی سنیے:

"پہلے یہ بیان فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد منصب غوثیت کبریٰ پر امام الواصلین شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کے بعد بہ ترتیب ائمہ اثنا عشر کو تفویض ہوا۔"

(۱) اخبار الأخیار، ص:۱۶.

پھر لکھتے ہیں:

"تا آں کہ نوبت بحضرت شیخ عبد القادر جیلانی رسید قدس سرہ و چوں نوبت باں بزرگوار شد منصب مذکور باو قدس سرہ مفوض گشت مابین ائمہ مذکورین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمی گردد و وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم می شود چہ ایں مرکز غیر او امیسر نہ شدہ۔

ازیں جاست کہ فرمودہ

افلت شموس الاولين وشمسنا
ابدًا علىٰ افق العلىٰ لا تغرب

مراد از شمس آفتاب فیضان ہدایت و ارشاد است و از افول آں عدم فیضان مذکور و چوں بہ وجود حضرت شیخ معاملہ کہ باولین تعلق داشت باو قرار گرفت و او واسطۂ وصول رشد و ہدایت گردید چناں چہ پیش از وے اولین بودہ اند و نیز تا معاملہ توسط فیضان برپا است بتوسل اوست ناچار راست آمد کہ افلت شموس الاولين وشمسنا الخ۔ (۱)

یہاں تک کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک نوبت پہنچی اور جب زمانہ ان بزرگوار کا ہوا منصب مذکور انھیں دے دیا گیا۔ ائمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی اس مرکز پر فائز نہیں ہوا، اس راہ میں فیوض و برکات جس کسی کو بھی پہنچے اقطاب و نجبا میں سے انھیں کے توسط سے پہنچتا ہے کیوں کہ یہ مرکز ان کے غیر کو میسر نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ فرمایا

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج بلندی کے افق پر چمکتا رہے گا کبھی نہیں ڈوبے گا۔

شمس سے مراد ہدایت و ارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے اور افول (ڈوبنے) سے خزانہ مذکور کا عدم ہے۔ جب حضرت شیخ کے وجود سے جو معاملہ کو اولین سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے ساتھ متعلق ہو گیا، اور وہ رشد و ہدایت کے پہنچنے کے واسطے ہو گئے جیسا کہ ان سے پہلے اولین کے ساتھ تھا، نیز جب تک فیض کا توسط قائم ہے انھیں کے توسل سے ہے اس لیے یہ فرمانا درست ہو گیا کہ اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج کبھی نہیں ڈوبے گا۔

اس تشریح کے مطابق جب سرکار غوث اعظم اپنے عہد میں غوثیت کبریٰ کے منصب پر فائز تھے اور ان کے عہد پاک سے لے کر حضرت امام مہدی تک دوسرا کوئی اس منصب پر فائز نہیں ہوگا تو حضرت غوث اعظم کے زمانہ سے آج تک جس کسی کو جو بھی فیض ملا وہ سرکار غوث اعظم کے توسط سے ملا۔ اس سے لازم کہ سرکار غریب نواز قدس سرہ کو جو کچھ بھی ملا وہ سرکار غوث اعظم کے توسط سے ملا۔ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے عقیدہ رکھے

(۱) مکتوبات امام ربانی، ج:دوم، ص:۵۸۵، مکتوب: ۱۲۳.

کسی خاص عقیدہ رکھنے والے کے لیے کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا لیکن اولیاے امت اور علماے ملت کا عقیدہ یہی ہے کہ سرکار غوث اعظم اپنے عہد سے لے کر حضرت امام مہدی کے زمانہ تک سارے اولیاے کرام سے افضل اور سب کے غوث ہیں جس ولی کو جو بھی ملتا ہے وہ سرکار غوث اعظم کے توسط سے ملتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اعلیٰ حضرت کی قبر شریعت کے خلاف ہے؟ کیا اعلیٰ حضرت نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر گہری کر دی جائے تاکہ میں کھڑے ہو کر سلام پڑھ سکوں؟ اعلیٰ حضرت قطب وقت تھے۔

مسئلہ-قول خالد کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اپنی قبر اتنی گہری کرنے کو کہا کہ میں اس میں بخوبی کھڑا ہو کر سلام پڑھ سکوں، تو گویا یہ اعلیٰ حضرت نے شریعت کے خلاف کام کیا، یہ کام نہ غوث نے کیا اور نہ خواجہ نے نہ کسی مخدوم نے۔ گویا انھوں نے ایک ناجائز کام کا ارتکاب کیا۔ اس کا مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

اولاً تو یہی غلط ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے وہ فرمایا ہو جو اس معاند، بدباطن نے کہا ہے۔ علما نے تصریح فرمائی ہے کہ بہتر ہے کہ قبر کی گہرائی قد آدم ہو۔

در مختار میں ہے: "وحفر قبره مقدار نصف قامة فان زاد فحسن." (۱)

اس کے تحت شامی میں ہے:

"أو إلى حد الصدر و إن زاد مقدار قامة فهو أحسن كما في الذخيره، فعلم أن الأدنى نصف القامة والأعلى القامة وما بينهما بينهما شرح المنية وهذا حد العمق والمقصود منه المبالغة في منع الرائحة ونبش السباع." (۲)

اسی کے مطابق مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے وصیت فرمائی کہ، میری قبر قد آدم تک گہری کر دی جائے، اور جب یہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے تو امید یہی ہے کہ بزرگوں نے اس پر عمل کیا ہوگا۔ لیکن ہر بات کا منقول ہونا کیا ضروری؟ اس جاہل سے پوچھیے کہ وہ کہیں لکھا ہوا دکھائے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبریں کتنی گہری تھیں؟ پھر یہ جو فرمایا کہ قبر آدمی کے قد کے برابر گہری ہو، اس سے مراد لحد کی

(۱) درمختار، ج:۳، ص:۱۳۹، بیروت۔
(۲) ردالمحتار، ج:۳، ص:۱۳۹، بیروت۔

گہرائی نہیں اور نہ صندوق کی، اس سے صندوق اور لحد کے اوپر جو گڑھا ہوتا ہے وہی مراد ہے، وہی حقیقت میں قبر ہے۔ عالم گیری میں ہے:

"وصفة اللحد أن يحفر القبر بتمامه ثم يحفر في جانب القبلة منه حفيرة فيوضع فيه الميت كذا في المحيط." (۱)

ابھی شامی کی عبارت گزری کہ قبر کی گہرائی سے مقصود یہ ہے کہ بو باہر نہ آئے اور اس کا اندیشہ نہ رہے کہ درندے قبر کو ادھیڑ دیں گے، اگر اوپر کا گڑھا مختصر ہو اور لحد اور صندوق گہری ہو تو یہ مقصود پورا نہ ہوگا۔ یہ مقصود اسی وقت پورا ہوگا کہ قبر کے اوپر کا حصہ قد آدم گہرا ہو۔ بندہ اگر مومن صالح ہے تو اس کی قبر حد نظر تک وسیع کر دی جائے گی اگرچہ کتنی ہی تنگ ہو، اور اگر کافر ہے تو قبر اسے دبوچے گی خواہ کتنی ہی وسیع ہو۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً عارف باللہ، نائب رسول، قطب وقت تھے۔ ان کی قبر مبارک یقیناً حتماً حد نظر تک وسیع کی گئی ہوگی۔ اس کی حاجت نہیں کہ ان کی قبر مبارک اگر وسیع بنائی گئی ہے تو کھڑے ہو سکیں۔ یہ روایت کہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھوں۔ جاہلوں نے گڑھ لی ہے۔ ہاں اتنا صحیح ہے کہ وصیت فرمائی کہ میری قبر قد آدم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اعلیٰ حضرت نے انصاریوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟

مسئولہ: سلیمان اختر و امتیاز احمد، محلہ پورہ صوفی، مبارک پور

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ: لوگوں سے سنا ہے کہ امام اہل سنت احمد رضا خان صاحب بریلوی نے فرمایا ہے کہ جولاہے (انصاری) کی امامت درست نہیں ہے؟ کیا یہ صحیح بات ہے؟

الجواب

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ پر یہ بہتان اور افترا ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ جولاہے کی امامت درست نہیں۔ اس کے جواب میں یہی کہنا کافی ہے: "لعنة الله على الكاذبين" اس کے برخلاف اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنی نماز جنازہ کے بارے میں یہ وصیت فرمائی کہ المنة الممتازه میں احادیث میں وارد نماز جنازہ کی تمام دعائیں درج ہیں۔ اگر حامد رضا (۲) کو وہ تمام دعائیں یاد ہوں تو وہ میری نماز جنازہ پڑھائیں ورنہ

(۱) عالم گیری، جلد اول، ص:۱۶۵۔
(۲) اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بڑے صاحب زادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔[محمد نسیم مصباحی]

مولوی امجد علی صاحب پڑھائیں۔ یعنی حافظ ملت قدس سرہ کے استاذ حضرت صدر الشریعہ **مولانا امجد علی** صاحب قدس سرہ جو ذات کے انصاری تھے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو یہ معلوم بھی تھا۔ **خود یہ خادم گیارہ** سال بریلی شریف رہا اور اعلیٰ حضرت کی مسجد میں امامت کرتا رہا، حضرت مفتیِ اعظم ہند نے **مجھے امامت کا** منصب عطا فرمایا، جمعہ، پنج وقتہ خود میری اقتدا میں حضرت مفتیِ اعظم قدس سرہ پڑھتے رہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہ بیداری کی حالت میں زیارت اقدس ﷺ سے مشرف ہوئے ہیں؟ ایک روایت سے متعلق سوال

مسئولہ: نجیب اللہ، کیر آف ڈاکٹر شمشاد علی قادری انصاری کلینک، جنتا میڈیکل اسٹور، بریلی آنولہ، یوپی

مسئلہ ۱- ایک واعظ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلوی **مدینہ** منورہ تشریف لے گئے تو حضور کے روضۂ اقدس پر حاضری دی۔ سرکار نے مزارِ انور سے **دستِ مبارک نکال** کر اعلیٰ حضرت سے مصافحہ کیا، کیا یہ درست ہے؟

۲- وہ کون نوجوان تھے جن کی داڑھی میں صرف ایک بال تھے اور وہ حاضرِ دربار ہوتے **رہتے تھے۔** ایک دن وہ بال منڈا کر حاضرِ دربار ہوئے، سرکار نے منہ پھیر لیا، جب انھوں نے اصرار کیا تو **سرکار نے فرمایا** تمھاری داڑھی کے اس بال پر فرشتے جھولا کرتے تھے، آج نہ پا رہا ہوں؟

الجواب

۱- واعظ نے جو واقعہ بیان کیا وہ مکمل نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بارگاہِ اقدس ﷺ میں عرض کیا کہ خواب میں سرکار نے بارہا زیارت سے مشرف فرمایا ہے، بیداری میں ایک بار مشرف فرمائیے، کئی بار درخواست پیش کی، یہ شرف حاصل نہ ہوا، بالآخر اپنی مشہور نظم لکھی۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں — تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

پوری نظم لکھ کر بارگاہ میں پیش کی تو سرکار نے کرم فرمایا، بیداری کے عالم میں سرکار نے جلوہ دکھایا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے دست بوسی فرمائی۔

یہ واقعہ عارف باللہ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیکڑوں آدمیوں سے بیان فرمایا، جن میں سے کم از کم دس آدمیوں سے میں نے بھی سنا، شرعاً اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲- یہ روایت میری نظر سے نہیں گزری، واللہ تعالیٰ اعلم۔

"شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام" میں "امت" سے کیا مراد ہے؟

ایک مقرر کی نکتہ آفرینی پر شارح بخاری کی گرفت

مسئولہ: نظام الدین خاں، محلہ امام باڑہ، شہر گونڈہ (یوپی)

مسئلہ- ایک خطیب صاحب نے اپنے دورانِ خطابت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کی تشریح کرتے ہوئے کہ۔

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

فرمایا کہ اس میں امت سے مرادِ امتِ دعوت ہے۔ اس میں کفار و مشرکین سب شریک ہیں۔ دلیل میں یہ کہا کہ حضور اقدس ﷺ کی وجہ سے عذابِ عام سے سب کو سلامتی ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت در اصل حضور ﷺ کی شہادت ہے، جیسے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی جگہ پر دنبہ ذبح ہوا تھا، لیکن ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کہلائے گئے۔

دونوں قول کے بارے میں حکمِ شرعی مطلوب ہے۔ امید کہ ہم سب کی رہ نمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

الجواب

اس شعر میں "امت" سے امتِ اجابت مراد ہونا متعین ہے۔ ان واعظ صاحب کو یہ بھی ذہن میں آیا کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ ساری امت پر سلام بھیج رہے ہیں اور کافروں پر سلام بھیجنا حرام منجر الی الکفر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حضور اقدس ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں اور عالمین میں کفار بھی ہیں اور یہ حق ہے، کافروں کو بھی رحمتِ عالم ﷺ سے کافی حصہ ملا ہے۔ وجود خود بہت بڑی نعمت ہے، پھر انسان ہونا بہت بڑی نعمت ہے، پھر انسانی قوتیں بھی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اس کے علاوہ زندگی کے لوازم وغیرہ سب حضور ہی کی رحمت کا ثمرہ ہیں، مگر اس کے باوجود ان پر سلام بھیجنا کسی طرح جائز نہیں۔ ان کے لیے سوائے دعائے ہدایت کے دعائے خیر جائز نہیں۔ پھر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ نہیں فرما رہے ہیں کہ "ایک میرا ہی رحمت میں حصہ نہیں" بلکہ فرما رہے ہیں کہ "رحمت میں دعویٰ نہیں" "دعویٰ" کا مطلب ہوتا ہے حق ثابت ہونا۔ اگرچہ کریم آقا کے وعدے کی بنا پر حق ہونا اور بات ہے، حصہ ہونا اور بات ہے۔ کوئی سخی اپنے دشمن کو بھی کچھ دے دے تو اسے بھی اس کے کرم سے کچھ حصہ مل جائے گا لیکن دشمن کا کوئی حق اس کریم پر نہیں۔ بہر حال اس شعر میں "امت" سے مراد "امتِ دعوت" کا قول کرنا خطا ہے۔ انھیں اس سے علانیہ

رجوع کرنا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اللہ تعالیٰ واعظوں کے اشتراکِ معنیٰ سے امت کو بچائے۔ واعظ کے لیے عالم ہونا شرط ہے، لیکن اب وعظ نِرا کاروبار ہوگیا ہے۔ ہر چرب زبان واعظ بن بیٹھتا ہے۔ آیات کے معانی کو توڑ مروڑ کر احادیث کے مضامین کو ردو بدل کر کے علما کے ارشادات کو توڑ مروڑ کر لچھے دار الفاظ میں بیان کرتے ہیں اور عوام ایسے ہی واعظین کو سر آنکھوں پر بیٹھاتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "سر الشہادتین" میں لکھا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ سر سے لے کر کمر تک اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمر سے تلوے تک اپنے جدِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مشابہ تھے۔ بڑے شہزادے کو شہادتِ خفی ملی اور چھوٹے شہزادے کو شہادتِ جلی۔ اس طرح دونوں شہزادو کی شہادت کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہادتِ خفی و جلی دونوں حاصل ہوئی۔ انھوں نے دونوں شہزادوں کی شہادت کو بمنزلہ شہادتِ حضور قرار دیا۔ اور واعظ نے اس کو صرف حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فٹ کیا، اسی کو اشتراکِ معنیٰ کہتے ہیں کہ کچھ بیان کیا جائے کچھ چھوڑ دیا جائے۔ اگرچہ مجھے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی نکتہ آفرینی پر کلام ہے کیوں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے بعض کمالات کے حصول میں دوسروں کے محتاج تھے۔ اسی طرح واعظ نے جو یہ بیان کیا کہ سیدنا حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والتسلیم کی جگہ دنبہ ذبح ہوا اور ذبیح اللہ وہ کہلائے۔ وجہ یہ نہیں۔ ذبیح اللہ کہلانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بس میں ذبح ہونے کے لیے جتنا تھا وہ سب کر دیا، اپنی طرف سے ذبح ہونے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ واعظین سے اس قسم کی غلطیاں اکثر ہوتی رہتی ہیں، اس لیے حدیث میں فرمایا گیا:

"لا يقص الّا أمير أو مامور أو مختال."[1]	واعظ نہیں کہتا مگر امیر یا جسے امیر اجازت دے، حکم دے یا اترانے والا۔

بہر حال جب حضرت سے شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ لکھا اور اس پر اعتماد کر کے واعظ نے بیان کیا تو اس سے کوئی مواخذہ نہیں۔ اگرچہ آدھا ہی بیان کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆☆☆

(۱) مشکوٰۃ، ص:۳۵

کیا مولانا سردار احمد صاحب محدث تھے؟

مسئولہ: احقر العباد بخشی مصطفی علی خاں مہاجر مدینہ منورہ، از باب الحمام مدینۃ المنورۃ

مسئلہ-مولوی سردار احمد صاحب جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، بریلی کے مدرسہ کے بعد لائل پور کے مدرسہ میں شیخ الحدیث کہلاتے تھے۔ درس دیا کرتے تھے، مسلسلات سے انھیں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی اور کسی استاد فن حدیث نے ان کو ان کی حیات میں نہ محدث کی سند دی تھی اور نہ کسی نے ان کو کبھی محدث کہا یا لکھا، محدث تو وہ مشاہیر علماے دین کہلائے جنھوں نے زمانۂ تابعین و تبع تابعین میں بڑی محنت و مشقت و احتیاط سے احادیث شریفہ جمع کیے اور نشر کیے، برصغیر ہند میں مشاہیر علماے کرام جیسے حضرت مولانا عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے ہم پایہ علماے احادیث محدث کہلائے ہیں اور چودھویں صدی ہجری میں ہمارے برصغیر ہند میں حضرت مولانا امیر الملۃ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نور اللہ مرقدہٗ جن کو مسلسلات سے احادیث بھی پہنچی تھی اور جن کو چودھویں صدی کے پہلے ربع میں مشاہیر محدثین مکہ مکرمہ نے احادیث کی اجازت اور محدث کا خطاب مع سند عطا فرمایا تھا۔

امام دار الہجرۃ امام اہل سنت و جماعت و تابعی و جامع و ناشر احادیث، تابعین و تبع تابعین (یعنی مصنف کتاب احادیث مسمیٰ موطا و حرم شریف نبوی علی صاحبها ألوف التحية والصلوٰة والسلام میں فن حدیث کے بے نظیر استاد یعنی حضرت امام مالک مدفون جنت البقیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محدث اعظم کہنے کی کسی کو آج تک جرأت نہ ہوئی تو "چہ نسبت خاک را با عالم پاک" مولوی سردار احمد صاحب (مدفون لائل پور) کو محدث اعظم لکھنا اور محدث اعظم کے خطاب ناصواب کی تشہیر مختلف جرائد سے جیسے انوار الصوفیہ قصور، و رضائے مصطفیٰ گجرانوالہ وغیرہ سے کروانا ایسے القاب و خطاب بخشنے اور ان کی تشہیر کرنے والوں کے حق میں مطابق شریعت و اہل سنت و جماعت کیا حکم ہے؟ مفصل و مدلل جواب باصواب سے ممنون فرمائیں۔ بينوا وتوجروا عند الله وعند الناس.

الجواب

عمدۃ المتاخرین بقیۃ المتقدمین استاذ العلما سند المحدثین حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یقیناً حتماً محدث تھے، علما کی اصطلاح میں محدث وہ ہے جو حدیث کی تعلیم و تعلم میں مشغول ہو، سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی قدس سرہٗ نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں:

"ولمن يشتغل بالسنة النبوية المحدث."[۱]

خود سائل کے مستند اس کے نزدیک مسلم الثبوت محدث حضرت سیدنا و سندنا محقق و مدقق آية من آيات الله، بركة من بركات رسول الله شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ مقدمہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

"ولهذا يقال لمن يشتغل بالسنة."[۲]

"ان دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص سنت یعنی حضور سید عالم کے قول و فعل و تقریر کے ساتھ مشغول ہو یعنی اسے پڑھتا ہو پڑھاتا ہو، نشر و اشاعت کرتا ہو وہ محدث ہے، حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کریمہ سبقاً سبقاً اپنے استاذ حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا مرشدنا حکیم ابو العلی مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا، پڑھنے کے بعد تیس سال سے زائد احادیث کریمہ کا درس دیا، جس کا سائل کو خود اقرار ہے، لکھتا ہے، پہلے بریلی میں بعدہٗ لائل پور کے مدرسہ میں شیخ الحدیث کہلاتے ہوئے درس حدیث دیا کرتے تھے۔" اس لیے حسب اصطلاح محدثین وہ یقیناً محدث تھے، سائل نے یہ غلط کہا ہے کہ مسلسلات سے انھیں کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی۔ اور کسی استاد فن حدیث نے ان کو ان کی حیات میں نہ محدث کی سند دی تھی نہ کسی نے ان کو محدث کہا، لکھا، جہاں تک اس خادم کو معلوم ہے حضرت موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک سند ان کے استاذ حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ نے دی۔ دوسری سند حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور تیسری سند حضرت سیدی و سندی اعلم علما مرجع امام اہل سنت حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ مفتی اعظم ہند نے ان تمام سلاسل اولیا و قرآن و حدیث کی سند عطا فرمائی جو انھیں اپنے والد محترم مجدد دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سیدنا شاہ حافظ و قاری عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سراج العارفین قدوۃ السالکین عارف ربانی مولانا سید شاہ ابو الحسین نوری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملی تھی جن میں ایک دو نہیں کئی سندیں بالاضافۃ و مسلسل بالمصافحہ وغیرہ کی ہیں، ان سندوں کا دیا جانا ہی کسی کے محدث ہونے کے لیے کافی ہے کسی کو محدث ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ کوئی محدث اسے لکھ کر دے کہ یہ محدث ہے۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ سند اجازت لکھ کر دے اگر یہ ضروری قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ ائمہ محدثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، وغیرہ وغیرہ محدث نہ ہوں کہ ثابت نہیں کہ انھیں کسی محدث نے سند لکھ کر دی ہو چہ جائے کہ یہ لکھ کر دیا ہو کہ یہ محدث

(۱) نزهة النظر شرح نخبة الفكر، ص:٦، مطبوعه مجلس بركات، جامعه اشرفيه، مبارك پور.
(۲) مقدمه مشكوٰة المصابيح، ص:۳.

ہیں کیوں کہ اس زمانے میں تحریری سندوں کا رواج ہی نہ تھا، بلکہ سند دینے ہی کا رواج نہ تھا۔ صرف کسی محدث سے حدیث سن لینا ہی کافی ہوتا تھا۔ حضرت مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے عہد ہی میں تمام علماے اہلِ سنت نے محدث اعظم پاکستان لکھا، کہا: چھاپا جس پر سیکڑوں خطوط ہزاروں اشتہارات پیش کیے جاسکتے ہیں، سائل کو خبر نہیں تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج اور اگر سائل کے زعم میں حضرت صدر الشریعہ، حضرت حجۃ الاسلام، حضرت مفتی اعظم ہند اور پاکستان و ہندوستان کے علماے محدث نہیں اور استاذانِ فن نہیں تو وہ اپنے دل کی بیماری کا علاج کرائے، اگر آج حضرت پیر جماعت علی صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باحیات ہوتے تو وہ بھی شہادت دیتے کہ حضرت مولانا سردار احمد ضرور بالضرور محدث تھے، نہ صرف محدث بلکہ عصر حاضر کے محدث اعظم، حضرت محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علماے حرمین طیبین نے بھی سندیں عطا کی تھیں، لہٰذا سائل کے اس معیار پر بھی وہ ضرور بالضرور محدث تھے، سائل نے جوش عناد میں ایسی باتیں لکھ دی ہیں جس کی رو سے امت کے کتنے مسلم الثبوت محدثین بلکہ خود سائل کے بھی مسلم محدث زمرۂ محدثین سے نکل جاتے ہیں، لکھتا ہے، محدث تو مشاہیر علماے دین کہلائے جنھوں نے زمانۂ تابعین و تبع تابعین میں بڑی محنت و مشقت و احتیاط سے احادیث شریفہ جمع کیے اور نشر کیے، سائل نے صرف انھیں مشاہیر کے ساتھ محدث ہونے کو خاص کیا جو زمانۂ تابعین و تبع تابعین میں جامع حدیث و ناشر حدیث تھے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حضرات زمانۂ تابعین و تبع تابعین میں گزرے نہیں وہ محدث نہیں۔ اب ذرا سوچیے کہ ایک قینچی سے اس نے کتنے محدثین کو زمرۂ محدثین سے کتر دیا۔ حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام حاکم، حضرت امام بیہقی، ابن شیبہ، عبد الرزاق، ابو نعیم وغیرہ وغیرہ سب کے سب نکل گئے کہ یہ نہ تابعی نہ تبع تابعی نیز حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور پیر جماعت علی محدث علی پوری بھی نکل گئے جنھیں سائل خود محدث مان رہا اور لکھ رہا ہے کہ حضرت شیخ گیارہویں صدی میں گزرے ہیں اور محدث علی پوری چودھویں صدی میں یہ جوش عناد ہی کا نتیجہ ہے کہ حضرت محدث اعظم پاکستان کو زمرۂ محدثین سے نکالنے کے لیے ایسی بات لکھ گیا جس سے خود اس کے مسلم الثبوت محدثین بھی اس زمرہ سے نکل گئے، بات یہی ہے کہ محدثین مقدمین ہوں یا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ہوں، ان سب کا محدث ہونا اس بنا پر ہے کہ ان حضرات نے احادیث کا درس دیا، ان کی نشر و اشاعت کی، بحمدہٖ تعالیٰ حضرت مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان میں بات بدرجۂ اتم موجود تھی کہ آپ نے کم و بیش تیس سال تک ہزاروں کو علم حدیث کا درس دیا، کی عوام و خواص میں اشاعت کی، اشاعت کا مطلب صرف یہی نہیں کہ فن حدیث میں کوئی کتاب لکھی جاوے ورنہ لازم آئے گا کہ محدث علی پوری محدث نہ ہوں کہ ان کی بھی فن حدیث میں کوئی کتاب نہیں، بلکہ پڑھانا،

خصوصی مجالس میں ذکر کرنا، فتاویٰ میں لکھنا، مناظروں میں پیش کرنا اشاعت وعظ میں احادیث بیان کرنا، ہے۔ یوں ہی جمع کرنے کا مطلب یہی نہیں کہ احادیث زبانی سن کر یاد کی جائیں۔ کتب حدیث کا پڑھنا، مطالعہ کرنا بھی جمع ہے، بحمدہ تعالیٰ یہ دونوں باتیں محدث اعظم پاکستان میں بدرجۂ اتم موجود تھیں، اس لیے یہ ضرور بالضرور محدث ہوئے، اعظم یوں کہا کہ جو لوگ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ سے واقف ہیں انھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ احادیث کی اشاعت بذریعۂ تدریس و تبلیغ و افتا، جتنی حضرت موصوف نے اپنے عہد میں کی ان کے عہد میں کسی دوسرے نے نہیں کی۔ نیز احادیث کی صحت و ضعف، علت و شذوذ وغیرہ وغیرہ اغراض کی معرفت، تعارض میں تطبیق، معانی کی تشریح میں جو ید طولیٰ آپ کو حاصل تھا ان کے عہد میں کسی کو نہیں تھا، اس لیے مسلمانوں نے انھیں محدث اعظم پاکستان کہا، محدث اعظم یہ خطاب ہے، خطاب علم ہے، اور اعلام میں الفاظ کے معانی لغویہ کا اعتبار نہیں ہوتا، بلکہ ادنیٰ سی مناسبت کافی ہوتی ہے۔ ردالمحتار میں خزائن الاسرار بدیع الافکار فی شرح تنویر الابصار کے تحت ”في“ کی توجیہ میں فرماتے ہیں:

”ان كان من جزء العلم فلا يبحث عن الظرفية والا فالأولىٰ حذف ”فى“ لان خزائن الاسرار هو نفس الشرح،وظاهر الظرفية يقتضى المغايرة.“[1]

پھر ظرفیت کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ويمكن تعلقه بمذكور نظراً الى المعنى الاصلى قبل العلمية، فان الأعلام وان كان المراد بها اللفظ قديلاحظ معها المعانى الاصلية بالتبعية.“[2]

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اعلام میں ان کے معنی قبل علمیت کا اعتبار من کل الوجوہ ضروری نہیں، صرف لحاظ وضع واضع و تعین لفظ کا ہے۔

اسی میں دوسری جگہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

”وأما توقف فهم معناه العلمي على فهم جزء به ففى حيز المنع فهم المعنى العلمى من امرئى القيس مثلاً يتوقف على فهم ماوضع ذلك الفظ بازائه وهو الشاعر المشهور وان جهل معنى كل من مفرديه.“[3]

دیکھیے صاف تصریح ہے کہ اعلام کے معنی سمجھنے کے لیے اس کے معنی لغوی کا جاننا ضروری نہیں ہے

(۱) رد المحتار، ج:۱، ص:۱٦، مقدمه، دار الفكر، بيروت، مكتبه زكريا، ص:۹۰.
(۲) رد المحتار، ج:۱، ص:۱٦، مقدمه، دار الفكر، بيروت، مكتبه زكريا، ص:۹۰.
(۳) رد المحتار، ج:۱، ص:۸۹، دار الفكر، بيروت

صرف اس موضوع لہ کا جاننا کافی ہے جس کے مقابلہ میں یہ وضع کیا گیا ہے، اسی طرح محدث اعظم پاکستان جب کہ خطاب ہے جو اعلام سے ہے تو اس کے صحت کے لیے اتنا کافی ہے کہ عرف میں حضرت مولانا سردار احمد صاحب کے لیے وضع کیا گیا ہے عوام و خواص سب نے ان کے لیے یہ لفظ استعمال کیا اس کی صدہا نظیریں ہیں، فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب ہے، حالاں کہ معنیٰ لغوی کے اعتبار سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی پر صادق آتا ہے، غوث الثقلین حضور سیدنا شیخ محی الدین وعبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے، حالاں کہ اس کے معنی لغوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہیں، صاحب شرح وقایہ کا لقب صدر الشریعہ ہے حالاں کہ اس کا معنیٰ لغوی ایسا ہے جو سوائے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور کسی پر صادق نہیں، ان سب کے جواب میں یہی کہا جائے کہ یہ سب القابات و خطابات ہیں جن کے حقیقی لغوی معنیٰ ملحوظ نہیں بلکہ صرف وضع و تعین کے اعتبار سے جس کے لیے معروف ہو گیا اس پر بولا جائے گا، اور یہ خطاب اپنے عصر، زمانہ کے اعتبار سے متعین ہوئے ہیں، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یقیناً حتماً حضرت مولانا سردار احمد محدث پاکستان سے بدر جہا افضل و اعلیٰ، برتر و بالا ہیں، اگر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نعلین مبارک کی خاک انھیں مل جاتی تو وہ سرمہ بناتے لیکن محدث اعظم ان کا لقب ہونا اس کا مقتضی نہیں اب یہ کسی کا خطاب ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی اس کا التزام کرے کہ جو القاب امام مالک کے ہیں، وہ ان سے کم درجہ والوں کے لیے نہیں ہو سکتے تو پھر حضرت امام مالک کا خطاب محدث نہیں یہ دوسروں کو جو حضرت امام مالک سے بدر جہا فروتر ہیں، کیوں محدث کہتا ہے، حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی جناب پیر سید جماعت علی صاحب کو اس نے محدث مانا اور یہ حضرات کبھی بھی حضرت امام مالک کے برابر نہیں۔ یہ بہت بڑا مغالطہ ہے جو سائل نے سمجھ رکھا ہے کہ جو خطاب افضل کا نہ ہو وہ مفضول کا نہیں ہو سکتا، اگر سائل کے سمجھے ہوئے اس قاعدہ کو درست مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عمر کا جو خطاب فاروق اعظم ہے، حضرت عثمان کا غنی ہے، حضرتِ علی کا شیرِ خدا، حضرت امام اعظم کا امام اعظم امام الائمہ، حضرت غوث اعظم کا غوث الثقلین ہے۔ صاحب شرح وقایہ کا صدر الشریعہ ہے ان کے دادا کا تاج الشریعہ ہے، یہ سب ناجائز یا کم از کم نادرست ہوں کہ حضرت عمر سے حضرت ابو بکر افضل ہیں، ان کا خطاب حضرت فاروق اعظم نہیں، حضرت عثمان سے حضرت عمر و حضرت ابو بکر دونوں افضل ان کا خطاب غنی نہیں، پھر یہ تینوں حضرات حضرت علی سے افضل، ان تینوں کا لقب شیر خدا نہیں، یہ سب حضرات حضرت امام اعظم سے بدر جہا افضل مگر کسی صحابی کا خطاب امام اعظم اور امام الائمہ نہیں یہ تمام حضرات صاحب شرح وقایہ اور ان کے دادا سے بدر جہا افضل ہیں، مگر ان میں کسی کا خطاب صدر الشریعہ و تاج الشریعہ نہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سائل کا سمجھا ہوا قاعدہ درست نہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ مفضول کا لقب ایسا رکھا جائے جو افضل

کام نہ ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ "محدث اعظم پاکستان" حضرت مولانا سردار احمد صاحب کا لقب ہے جو ان کی خدمت حدیث سے متاثر ہو کر اہل سنت کے عوام و خواص نے دیا، اس کے لیے نہ نص قرآنی کی حاجت ہے، نہ ارشادات حدیث کی، نہ اقوال علما کی۔ لقب رکھنے کے لیے معنیٰ لغوی کے ساتھ ادنیٰ مناسبت کافی ہوتی ہے، من کل الوجوہ اس کا صدق لازم نہیں اس سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر محدث کے معنی مصطلح عند الشرع دیکھا جائے تو یہ معنیٰ یقیناً حتماً حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں پائے جاتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک کا کثیر حصہ احادیث نبویہ کی نشر و اشاعت، تعلیم و تدریس میں بسر ہوا۔ جس کے نتیجہ میں پاکستان، ہندوستان کے علاوہ ممالک غیر میں بھی سیکڑوں وہ تلامذہ حضرت والا کے موجود ہیں جنھوں نے آپ سے احادیث پڑھیں۔ اور سندیں لیں، ہندوستان رہے تو یہاں کے حلقہ درس میں ہندوستان کے تمام سنی مدارس سے زیادہ آپ کے یہاں دورۂ حدیث میں طلبہ پائے جاتے تھے، پاکستان گئے تو تھوڑی مدت میں تشنگانِ علم حدیث کے مرجع اعظم بن گئے اس لیے آپ کی ذات یقیناً اس کی مستحق تھی کہ "محدث اعظم" کا لقب پاتی اس پر اعتراض کرنا حضرت والا درجات کے احوال سے ناواقفی کی بنیاد پر ہو سکتا ہے، جو آپ کے تبحر علمی سے خصوصاً علم حدیث سے واقف ہے وہ تسلیم کرے گا کہ آپ کا لقب بالکل درست اور صحیح ہے امید ہے اب آپ کو ہر طرح اطمینان ہو گیا ہو گا اور اب کوئی شک و شبہہ نہ رہا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شریف الحق امجدی اعظمی غفرلہٗ	الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
رضوی دار الافتا، محلہ سوداگران، بریلی شریف	فقیر مصطفیٰ رضا خاں غفرلہٗ

امیرِ دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس قادری صاحب کا کسی بدمذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

مسئولہ: عبد السلام قادری چاندنی مسجد، پربھاس پاٹن، سومنات، ضلع جوناگڑھ (گجرات) ۲۲ر محرم ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس قادری صاحب سنی صحیح العقیدہ ہیں یا نہیں؟ کیا ان کا ملنا جلنا تبلیغیوں اور بدمذہب فرقوں سے ہے؟ تحقیق کے ساتھ جواب عطا فرمائیں۔

الجواب

دعوت اسلامی کے بانی اور امیر جناب مولانا محمد الیاس صاحب قادری صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند بلکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے سلسلے میں مرید ہیں اور اسی سلسلہ کے خلیفہ ہیں

اور لوگوں کو اسی سلسلے میں مرید کرتے ہیں، یہ مرید ہیں حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔ اور خلیفہ ہیں ان کے شہزادے حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب کے، اور حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید اور خلیفہ ہیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے۔ کسی تبلیغی اور بدمذہبوں سے ان کا میل جول نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مولانا محمد الیاس قادری مسلک اعلیٰ حضرت کے پابند متقی و پرہیز گار ہیں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرا عمامہ باندھا ہے؟ لفظ مدینہ شعار بنا لینے میں جرم نہیں؟ افترا باندھ کر سوال کرنا ڈبل جرم ہے؟ واقعہ کی تحقیق کر کے سوال کرنا لازم ہے۔ یہ کہنا کیسا ہے کہ میں نے اعلیٰ حضرت کو معیار بنا لیا وہ چاہیں جنت میں لے جائیں یا دوزخ میں؟

مسئولہ: رحمت اللہ رضوی، نوری ریڈی میڈ اسٹور، جامع مسجد کے بازو مومن پورہ، (ناگپور) ۵، ذوقعدہ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- سنی بڑی مسجد مدنپورہ میں زید امام ہے اس نے اپنی مسجد میں الیاس قادری جو غیر عالم ایک گروہ جس لی پگڑی ہری ہے اس کا بانی ہے اس کی آمد پر جلسہ منعقد کرایا۔ گروہ ہری پگڑی کے افراد جب نعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا پڑھتے ہیں تو یہ صدا بلند کرتے ہیں کہ سرکار کی آمد مرحبا، دلدار کی آمد مرحبا، ابرار و اخیار کی آمد مرحبا اور یہی سارے نعرے اپنے بانی گروہ الیاس قادری کی آمد پر لگا کر استقبال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سرکار کی آمد مرحبا، دلدار کی آمد مرحبا، عطار کی آمد مرحبا، مرشد کی آمد مرحبا، دیوار بھی سنے زمین بھی سنے آسمان بھی سنے سب سن لیں سب زور سے مل کر بولو مرحبا۔ بانی گروہ الیاس قادری نے دوران تقریر کہا کہ ہم اعلیٰ حضرت کا دامن پکڑے ہیں، چاہے وہ جنت میں لے جائیں یا جہنم میں اور کہا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے تو ہم اس پر بحث نہیں کریں گے بلکہ ہم اتنی دیر میں سبحان اللہ کہ، کر جنت میں درخت لگاتے جائیں گے۔ زید امام یہ کہتا ہوا کہ شال کا رنگ ہرا ہے اور گنبد خضریٰ کا بھی رنگ ہرا ہے یہ ہرا شال بانی گروہ الیاس قادری کو پیش کر رہا ہوں اور تعمیری انتظامیہ کمیٹی سنی بڑی مسجد کے جنرل سکریٹری عبد الرحیم انصاری نے بانی گروہ کی گل پوشی کی۔ آخر میں بانی گروہ الیاس قادری نے سارے مجمع کو مرید کیا یہ کہتے ہوئے کہ جو لوگ کسی سے مرید ہوں وہ طالب ہو جائیں جیسا پڑھایا ویسا سارا مجمع مل کر پڑھتا رہا زید امام بھی پڑھنے میں شامل رہا۔ وہ شریک دعا رہا، اور یہ ہری پگڑی، ہری ٹوپی والے گروہ آپس میں ایک دوسرے کو مدینہ مدینہ کہ، کر پکارتے

ہیں۔ اگر کھانا کھانے کے لیے بلانا ہو تو مدینہ کہ، کر بلاتے ہیں جواب دوسرا مدینہ کہ، کر اثبات یا نفی کرتا ہے اور اگر ایک بیت الخلا میں ہے تو باہر والا کہتا ہے کہ مدینہ باہر آؤ، اندر والا جواب دیتا ہے کہ مدینہ فراغت نہیں ہوئی۔ آیا ایسے جملے استعمال کرنے والے گروہ و زید امام، سامعین پر شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ کرتی ہے مفصل حکم شرع بیان فرما کر ہم اہل سنت کی رہنمائی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

مولانا محمد الیاس قادری دعوت اسلامی کے بانی زید مجدہم انتہائی ذہین، فطین قوی الحافظہ انسان ہیں اور مطالعہ کے بے حد شوقین وسیع المطالعہ بزرگ ہیں، عقائد و احکام کے جزئیات اتنے زیادہ ان کو یاد ہیں کہ آج کل کے درس نظامیہ کے فارغ التحصیل اور بہت سے مشہور علما کو اس کا عشر عشیر بھی محفوظ نہیں۔ صحیح العقیدہ سنی پابند شرع مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کے پابند، انتہائی متقی اور پرہیز گار انسان ہیں۔ انھیں سب وجوہ کی بنا پر اللہ عزوجل نے ان کی زبان میں تاثیر دی ہے اور ان کے کام میں برکت عطا فرمائی ہے۔ ہزاروں بدمذہب ان کی وجہ سے صحیح العقیدہ سنی ہوئے، لاکھوں لاکھ افراد شریعت کے پابند بنے جس کی نظیر اس وقت کسی بھی عالم یا پیر کے تلامذہ یا مریدین میں نہیں۔ پگڑی باندھنا سنت ہے، علما تک نے چھوڑ دیا ہے، پیر صاحبان نے چھوڑ دیا ہے۔ ان کی تبلیغ سے لاکھوں افراد ہرا عمامہ باندھنے لگے ہیں۔ چوں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرا عمامہ باندھا ہے اس لیے انھوں نے ہرے عمامہ کو اختیار کیا۔ آپ نے تحقیراً ان کو ہری پگڑی والے کہا اس سے آئندہ احتراز کریں۔ داڑھی منڈانے اور کتروانے کا رواج عام ہے بڑے بڑے پیر صاحبان کے خصوصی مریدین داڑھیاں منڈاتے ہیں۔ پیر صاحب ان سے داڑھی نہیں رکھوا سکتے انھوں نے لاکھوں گریجویٹ اور لکھ پتیوں کے بچوں کو داڑھیاں رکھوا دیں۔ آپ نے ان کے کلمات کی نقل کرنے میں تغیر و تبدل بھی کیا ہے اور کتر بیونت بھی کی ہے۔ آپ خود سوچیے کہ کیا یہ کوئی اچھی بات ہے انھوں نے اپنی تقریر میں یہ کہا تھا۔ میں نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا معیار بنا لیا ہے اور ان کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا ہے اب ان کی مرضی ہے وہ چاہیں جنت میں لے جائیں، چاہیں دوزخ میں ڈال دیں۔ معاذ اللہ عزوجل یہ بطور مبالغہ عرض کر رہا ہوں کہ میرے اعلیٰ حضرت مجھے جنت میں لے جائیں یا دوزخ میں لے جائیں گے۔ یہ یقین ہے کہ میرے اعلیٰ حضرت مجھے جنت میں ایسی جگہ پہنچائیں گے جہاں سے چھپ چھپ کر اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کروں گا۔ اس پر میرا مفصل فتویٰ موجود ہے۔ جو میں آپ کے سوال کے جواب کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔[1]

(۱) پوری عبارت دوسرے فتویٰ میں ہے جو اس فتویٰ کے اخیر میں شامل ہے۔

البتہ اس سوال میں یہ بھی تھا کہ بکر نے زید کو کافر کہا ہے سائل سے میں نے پوچھا بھی کہ یہ بکر کون ہے تو اس نے کہا کہ کچھ لوگ ہیں میں نے یہ سمجھا کہ کوئی بے پڑھا لکھا انسان ہوگا تو میں نے اس فتوے میں لکھا کہ بکر نے بلا وجہ ایک مسلمان کو کافر کہا اس لیے وہ خود کافر ہو گیا۔ لیکن اس فتوے کے لکھنے کے بعد مجھے بتایا گیا کہ بکر ایک مفتی ہے۔ پھر مفتی صاحب کی تحریر بھی مجھے دکھائی گئی جس سے معلوم ہوا کہ ان بکر صاحب ہداہ اللہ کو شرح فقہ اکبر کے ایک جزئیہ سے اشتباہ ہوا جس کی بنا پر انھوں نے تکفیر کی۔ ایسی صورت میں بکر ہداہُ اللہ کافر یا گمراہ نہیں مگر خاطی ضرور ہیں انھیں اپنے فتوے سے رجوع لازم ہے اور جس جزئیہ سے انھوں نے استشہاد کیا وہ مولانا محمد الیاس زید مجدہم کے قول کے مطابق نہیں۔ بقیہ سوالوں کے جوابات لیجیے۔

کسی عالم یا دینی پیشوا کی آمد پر آنے سے پہلے اس کی آمد کا اعلان نظم میں ہو یا نثر میں ہو کوئی گناہ نہیں بلکہ بہ نیت حسن ثواب ہے یہ ایک اعزاز ہے اور عالم دین اور دینی پیشوا کا اعزاز باعث ثواب البتہ نعت میں جو ہے ابرار و اخیار کی آمد مرحبا اس کو سید ابرار اور سید اخیار سے بدل لینا چاہیے، اور یہ احتیاط کریں کہ مولانا محمد الیاس کے لیے سید ابرار یا سید اخیار کی آمد نہ استعمال کریں۔

مولانا محمد الیاس زید مجدہٗ نے جو یہ کہا کہ اگر کوئی کہے ہم خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتے تو ہم اس سے بحث نہیں کریں گے بلکہ اتنی دیر میں سبحان اللہ کہ، کر جنت میں درخت لگاتے جائیں گے۔ اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ خود قرآن کریم میں فرمایا گیا:

"وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔"(۱) اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں والسلام۔

اس کی تفسیر میں خزائن العرفان میں ہے: یہ سلام متارکت ہے۔ یعنی جاہلوں کے ساتھ مجادلہ کرنے سے اعراض کرتے ہیں۔ تو اگر معلوم ہو کہ مخاطب جاہل، معاند ہے اس سے بحث نہ کرنا ہی عباد الرحمن کی شان ہے۔ وہابیوں کی خباثت، ضد اور ہٹ دھرمی کسے نہیں معلوم ایسی صورت میں ان سے بحث نہ کرنا اس آیۂ کریمہ کے مطابق ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ اتنا کہہ دیا جائے کہ تمھاری بات غلط ہے۔

اور امام صاحب نے مثال پیش کر کے جو کہا اس میں بھی کوئی حرج نہیں اس میں گنبد خضریٰ کی نہ تحقیر ہے نہ تذلیل اور نہ خلاف شرع بات ہے۔ اسی طرح ان کی گل پوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ بھی باعث اجر و ثواب ہے اگر کسی مجمع سے مرید ہونے کی اپیل کی اور سارا مجمع مرید ہو گیا تو یہ کیا اعتراض کی بات ہے۔ میں نے خود بارہا حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے بڑے بڑے مجمعوں میں مرید ہونے کے لیے اعلان کیا اور

(۱) قرآن مجید، پارہ: ۱۹، سورۃ الفرقان ، آیت: ۴۳.

ہزار ہا ہزار آدمیوں کو مرید کرایا اور دیگر بہت سے علماے کرام نے ایسا کیا ہے۔ ان لوگوں نے اگر اپنی پہچان کے لیے لفظ مدینہ شعار بنا لیا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

جنگ یرموک میں صحابۂ کرام نے یا محمداہ، وا محمداہ مقرر فرمایا تھا۔ البتہ بیت الخلا والی بات جو سائل نے لکھی ہے، یہ بالکل جھوٹ من گھڑت ہے۔ افترا اور بہتان باندھ کر سوال کرنا ڈبل جرم ہے۔ مسلمانوں پر افترا باندھنا اور مفتی کو دھوکا دینا حرام و گناہ۔ ہر سائل پر فرض ہے واقعہ کی صحیح تحقیق کر کے سوال لکھا کرے۔ اگر افترا و بہتان کا دروازہ کھول دیا گیا تو پھر امان اٹھ جائے گا۔ تجہیل و تضحیک کے لیے اگر سائل واقعات گڑھ سکتا ہے تو اس کا مقابل بھی گڑھ سکتا ہے، اس سے احتراز واجب ہے۔

میں نے جو فتویٰ دیا اگر اس کو صحیح نہ مانا جائے تو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تفسیق یا تکفیر لازم آئے گی۔ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے عرض کیا۔

آ نے دو یا ڈبو دو، اب تو تمھاری جانب
کشتی تمھیں پہ چھوڑی، لنگر اٹھا دیے ہیں

اس شعر میں کشتی سے مراد ظاہر ہے کہ ہدایت یا نجات کی کشتی ہے۔ میں نے بیسیوں علماے کرام سے پوچھا تو ان سب نے یہی بتایا۔ اس تقدیر پر لازم ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ گم راہی طلب کر رہے ہیں۔ اگر کشتی سے مراد ہدایت کی کشتی مراد لیں تو کشتی ڈبونے سے مراد ہوگا گمراہ کرنا اور اگر کشتی سے مراد نجات کی کشتی ہو تو کشتی ڈبونے کا مطلب ہوگا جہنم میں ڈالنا۔ اب یہ بعینہ وہی بات ہے جو مولانا محمد الیاس صاحب نے کہی ہے۔ اور اگر کشتی سے مراد گنگا، جمنا کی کشتی لو تو لازم کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ڈوبنے پر راضی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے آقاؤں سے کسی چیز کے طلب کا یہ ایک بہت عمدہ طریقہ ہے۔ مثال کے طور پر ایک مجرم کو یقین ہو گیا کہ میری سزا لازمی ہے تو حاکم سے کہتا ہے کہ آپ چاہیں تو سزا دیں، چاہیں تو معاف کر دیں۔ اس کا مطلب یہ کہاں ہوتا ہے کہ وہ سزا طلب کر رہا ہے۔ اسی طرح مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مذکورہ شعر میں اور مولانا محمد الیاس قادری زید مجدہم کے قول میں طلب نہیں بلکہ رضا بالقضا کا اظہار ہے اور یہ بندہ کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے۔ میرے فتوے پر ہندوستان کے اکثر ان مفتیانِ کرام کی تصدیق ہو چکی ہے جو اہل سنت کے معتمد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس سے پہلے والے استفتے کا جواب اسی کے ساتھ منسلک ہے۔ استفتا یہ ہے:

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ......

زید نے تقریر میں کہا، اعلیٰ حضرت، حضرت والا درجت مولانا احمد رضا صاحب کی عقیدت میں کہا! میں نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا معیار بنا لیا ہے، اور ان کا دامن مضبوطی

سے پکڑ لیا ہے۔ اب ان کی مرضی ہے چاہیں جنت میں لے جائیں چاہے دوزخ میں ڈال دیں۔ معاذ اللہ عزو جل یہ بطور مبالغہ عرض کر رہا ہوں کہ میرے اعلیٰ حضرت مجھے جنت میں لے جائیں یا دوزخ میں لے جائیں میں تو آنکھیں بند کر کے چل پڑا ہوں، میں تو لکیر کا فقیر ہوں اور یہ یقین ہے کہ میرے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے جنت میں ایسی جگہ پہنچائیں گے جہاں سے چھپ چھپ کر اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کروں گا۔

بکر نے زید کی یہ باتیں سن کر کہا کہ زید کافر ہو گیا۔ اپنے مذہبی رہنما کے بارے میں زید کے مندرجہ بالا جذبات کا شرعاً کیا حکم ہے؟ جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب

زید کا یہ قول "مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بارے میں" درست اور حق ہے۔ انتہائی نیاز مندی اور غایت اطاعت شعاری کے اظہار کے لیے اس قسم کا جملہ شائع اور ذائع ہے۔ خود مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلام میں موجود ہے۔

آنے دو یا ڈبو دو، اب تو تمھاری جانب — کشتی تمھیں پہ چھوڑی، لنگر اٹھا دیے ہیں

اور شجرۂ مبارکہ فارسیہ میں عرض کرتے ہیں۔

بندہ ام والا مرا مرک آنچہ دانی کن بمن — من نمی گویم مرا بگذار یا امداد کن

یہاں ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کشتی ڈبونے پر راضی ہیں، یا سرکار امداد نہ فرمائیں، چھوڑ دیں اس پر راضی ہیں۔ بلکہ اپنے آقا کے ساتھ عقیدت، نیاز مندی، اطاعت شعاری ظاہر کرنے کے لیے ایسا عرض فرمایا۔ اعتماد ہے کہ ہمارے آقا ایسے رحیم، کریم، رحمت تمام ہیں کہ ہماری کشتی ڈوبنے نہیں دیں گے، کشتی پار لگائیں گے، ہمیں بے سہارا نہیں چھوڑیں گے، ہماری ضرور مدد فرمائیں گے۔

اسی طرح زید نے بھی اپنی انتہائی نیاز مندی، اطاعت شعاری، عقیدت ظاہر کرنے کے لیے اور اعلیٰ حضرت کی رضا پر راضی رہنے کو ظاہر کرنے کے لیے جملۂ مذکورہ کو کہا ہے، اس لیے زید پر کوئی الزام نہیں بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زید کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے بے پناہ عقیدت ہے، نیاز مندی ہے اور بعد میں جو کہا، "معاذ اللہ عزوجل" میں یہ بطور مبالغہ عرض کر رہا ہوں الخ۔" یہ استدراک ہے اور اس قسم کا استدراک خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلام میں موجود ہے۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے — گر ان کی رسائی ہے، لو جب تو بن آئی ہے

اس شعر سے شک ظاہر ہو رہا ہے کہ جس کا استدراک مقطع میں فرمایا۔

مطلع میں یہ کیا شک تھا، واللہ رضا واللہ — صرف ان کی رسائی ہے، صرف ان کی رسائی ہے

اب بکر سے پوچھیے کہ اعلیٰ حضرت کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مخاطب پر اعتماد کی بنا پر اسے اختیار دیا جاتا ہے کہ مخاطب وہی کرے گا جو درست ہے۔

حضرت سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلاۃ والتسلیم کی عرض سورۂ مائدہ کے اخیر میں مذکور ہے:

"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔"[1] — اگر تو انھیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انھیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم نے مومنین اور کافرین، نصاریٰ سب کے بارے میں عرض کی۔ انھیں یقین تھا کہ مومنین کو بخشے گا اور کافروں پر عذاب کرے گا۔ اسی طرح اللہ عزوجل نے حضرت ذوالقرنین علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا:

"اِمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّا اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا۔"[2] — یا تو تو انھیں سزا دے یا ان کے ساتھ بھلائی اختیار کرے۔

اللہ عزوجل کو معلوم تھا کہ حضرت ذوالقرنین ان میں سے جو ایمان نہیں لائیں گے، انھیں قتل کریں گے اور جو ایمان لائیں گے ان پر نوازش کریں گے۔

اسی طرح زید کو اپنی نیاز مندی کی بنا پر یہ اعتماد ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے غلاموں کو جنت ہی میں لے جائیں گے اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ غلام آپ کی رضا پر راضی ہے مذکورہ بالا جملہ کہا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ جملہ صحیح ہے، کفر تو بڑی چیز ہے، اس میں کوئی خطا بھی نہیں۔

بکر جس نے زید کو کافر کہا، خود کافر ہو گیا۔ حدیث میں ہے: "فقد باء بها احدهما"[3]۔

درِ مختار میں ہے:

"عزر الشاتم بيا كافر و هل يكفر إن اعتقد المسلم كافراً نعم، وإلا، لا."[4] — جو کسی مسلمان کو یا کافر کہے، اس کو سزا دی جائے گی۔ وہ کافر ہو گا یا نہیں۔ اگر اس نے مسلمان کو کافر اعتقاد کر کے کہا تو کافر ہو گیا

---

(۱) قرآن مجید، پارہ: ۷، سورة المائدة، آیت: ۱۱۸.

(۲) قرآن مجید، پارہ: ۱۶، سورہ کهف، آیت: ۸۶.

(۳) مسلم شریف، ص:۵۷، ج:۱، کتاب الایمان، باب بیان حال من قال لأخيه المسلم ياكافر: فاروقيه.

(۴) در مختار، ص:۱۱۶، ج:۶، کتاب الحدود، باب التعزير، دارالکتب العلميه لبنان.

اور یہاں ظاہر ہے کہ بکر نے زید کو بطور سب و شتم کافر نہیں کہا ہے، بلکہ کافر اعتقاد کر کے کافر کہا ہے۔ اس لیے بکر خود کافر ہو گیا۔ اس کے تمام اعمالِ حسنہ اکارت ہو گئے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اس کی بیعت پیر سے فسخ ہو گئی۔ اس پر فرض ہے کہ فوراً بلا تاخیر اس سے توبہ کرے، زید سے معافی مانگے، تجدیدِ ایمان کرے بیوی رکھتا ہو تو تجدیدِ نکاح کرے اور کسی سلسلہ میں داخل رہنا چاہتا ہے تو کسی پیر جامع شرائط سے مرید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۵ ر ذی قعدہ ۱۴۱۸ھ - محمد شریف الحق امجدی

دعوتِ اسلامی کا ساتھ دینا چاہیے یا نہیں؟ فیضانِ سنت میں منقول چند خواب۔ جہاں تک ہو سکے دعوتِ اسلامی کے فروغ و ترقی کی کوشش کی جائے۔

مسئولہ: شیخ محمد ولد شیخ حاجی بہرام محلہ گولی پورہ، آکولہ مہاراشٹر پن: ۴۴۴۰۰۱، ۲۱ ر ستمبر ۱۹۹۹ء

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دعوت اسلامی نام کی ایک تحریک جو چلی ہے اور سنی نوجوانوں میں نماز وغیرہ کی تبلیغ کر رہی ہے جس کے امیر مولانا محمد الیاس قادری رضوی ہیں تو اس تحریک کا ساتھ دینا چاہیے اور ان کے ساتھ مل جل کر دین و سنیت کا کام کرنا چاہیے یا نہیں؟ نیز ان کی کتاب "فیضانِ سنت" اس کا درس مسجدوں اور گھروں میں دینا چاہیے یا نہیں؟

کچھ حضرات منع کرتے ہیں ہم لوگ خدا کے فضل اور اس کے حبیب پاک ﷺ کے کرم سے سنی ہیں کسی وہابی دیوبندی اور دوسرے باطل فرقوں کو نہ تو مسجد میں آنے دیتے ہیں اور نہ ان کے وعظ و تقریر میں جاتے ہیں۔

دعوت اسلامی تحریک میرے محلہ میں جب سے آئی ہے تو بفضلہ تعالیٰ نمازیوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہو گیا ہے اس سے پہلے ہمارے محلہ میں بے عملی اور نماز سے غفلت ضرور تھی مگر ایک دل میں ہیجان اور پریشان کرنے والی بات یہ ہے کہ فیضان سنت میں ص: ۳۰ ر پر بارگاہِ رسالت میں فیضان سنت کی مقبولیت کے عنوان سے ایک خواب کا ذکر ہے اور اسی طرح تعارف فیضان سنت کے مصنف کے عنوان میں ص: ۲۷ پر اہل اجتماع کی مغفرت ہو گئی اور یہ بھی خواب کا بیان ہے اسی طرح ص: ۳۱ پر ایک یمنی بزرگ کا مدنی انکشاف، جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ یمنی بزرگ کو لے کر خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے اور وہاں مولانا الیاس قادری موجود تھے جن کی طرف حضور نے اشارہ فرمایا، تو آیا ان خوابوں کا بیان اس میں کرنا اور اس کو صحیح ماننا چاہیے یا غلط ماننا چاہیے اور کہاں تک اس پر یقین رکھنا چاہیے؟ کچھ لوگ

کہتے ہیں کہ یہ سب جھوٹی بات ہے۔ نیز اگر کوئی اس خواب کو جھوٹا کہے اور فیضانِ سنت کے درس سے منع کرے نیز دعوت اسلامی تحریک سے وابستگی کو روکے اور کہے کہ یہ بھی ایک فرقہ ہے تو ہم نوجوانانِ اہل سنت کیا کریں۔ ہمارے محلہ میں تقریباً ۶۵ ر ہزار مسلمانوں کی آبادی ہے اور سبھی سنی ہیں غوث و خواجہ و رضا کے ماننے والے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ہم نوا ہیں مگر اس وقت کشمکش میں ہیں کیا کریں آپ جیسا حکم فرمائیں اس پر عمل کیا جائے۔ ہم اس تحریک کا ساتھ دے کر لوگوں کو بے راہ روی سے ہٹا کر نمازی بنائیں یا ساتھ نہ دیں کنارہ کشی کر لیں۔ شریعت کی روشنی میں جو حکم ہو صادر فرمائیں، کرم ہو گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

دعوت اسلامی خالص سنی جماعت صحیح العقیدہ لوگوں کی جماعت ہے۔ اس جماعت کے بانی جناب مولانا محمد الیاس صاحب مد ظلہ العالی سے میں بارہا مل چکا ہوں۔ وہ انتہائی خوش عقیدہ سنی مسلک اعلیٰ حضرت کے سختی سے پابند انسان ہیں۔ وہ اپنے مخصوص طریقے سے اجتماعات کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں۔ اس لیے تمام سنی مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کی جماعت میں شریک ہوں۔ اس کا تعاون کریں، اس کے پروگرام پر عمل کریں۔ جو لوگ اس جماعت پر نکتہ چینی کرتے ہیں اور اس جماعت سے لوگوں کو الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ خطا پر ہیں۔ کچھ لوگ غلط فہمی کے شکار ہیں۔ اور کچھ لوگ ذاتی منفعت و عناد کی وجہ سے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی باتوں پر دھیان نہیں دینا چاہیے۔ "فیضانِ سنت" کتاب میں نے پوری پڑھی نہیں۔ کثرتِ کار اور ضعف بصارت کی وجہ سے معذور ہوں۔ لیکن حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مد ظلہ العالی کے طریقۂ کار اور ان کی روش سے مجھے یہ اندازہ ہے کہ اس میں کوئی خلافِ شرع بات نہیں ہو گی۔ دعوتِ اسلامی کے بہت سے معاندین ہیں۔ دعوتِ اسلامی پر کئی ایک مہمل اعتراضات کیے لیکن اب تک کسی نے فیضانِ سنت کی کوئی ایسی بات نہیں پیش کی جو اہل سنت کے عقائد یا علمائے اہل سنت کے ارشادات کے خلاف ہو۔ اگر ہوتی تو یہ لوگ چھپائے نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے بعض معتمد علمائے اہل سنت نے اس کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ مثلاً حضرت مولانا عبد المبین صاحب نعمانی ناظم اعلیٰ دار العلوم قادریہ چریا کوٹ۔ اگر کوئی بات اس میں غلط ہوتی تو یقیناً ضرور اس کی نشان دہی کرتے اور مجھے ضرور مطلع کرتے، جیسا کہ ان کی عادتِ کریمہ ہے۔ اس لیے آپ لوگ فیضانِ سنت کا درس ضرور دیا کریں۔ رہ گئے، آپ نے جو چند خوابوں کو ذکر کیا ہے ان کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ حدیث میں ہے:

"ما بقي من النبوة إلا المبشرات قالوا ما المبشرات يا رسول الله قال الرويا الصالحة يراها الرجل المسلم أو ترى له."[۱]

نبوت سے صرف بشارت دینے والی باتیں باقی ہیں، لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں؟ فرمایا اچھا خواب جو مومن خود دیکھے، یا مومن کے حق میں دوسرا کوئی دیکھے۔

آپ اسلام کی تاریخ اٹھا کر دیکھیے، اسلاف کرام کے بارے میں کیسے کیسے خواب منقول ہیں، کیا وہ سب جھوٹے ہیں؟ کیا اب کوئی خادمِ دین مقبولِ بارگاہ نہیں ہو سکتا۔ مقبولِ بارگاہ ہونے کا دروازہ بند ہے؟ مولانا محمد الیاس صاحب اس زمانے میں فی سبیل اللہ بغیر مشاہرے اور نذرانے کی طمع کے خالص اللہ عزوجل کے لیے اور اس کے حبیب ﷺ کی رضا جوئی کے لیے اتنا عظیم الشان عالم گیر پیمانے پر کام کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں لاکھوں بد عقیدہ سنی صحیح العقیدہ ہو گئے۔ اور لاکھوں شریعت سے بیزار افراد شریعت کے پابند ہو گئے۔ بڑے بڑے لکھ پتی کروڑ پتی گریجویٹ نے داڑھیاں رکھیں، عمامہ باندھنے لگے۔ پانچوں وقت با جماعت نمازیں پڑھنے لگے اور دینی باتوں سے دل چسپی لینے لگے۔ دوسرے لوگوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے لگے۔ کیا یہ کارنامہ اس لائق نہیں کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قبول ہو۔ اصولی طور پر دو باتیں ذہن نشین کر لیجیے۔ کسی کے بارے میں اچھے خواب دیکھنے کا دروازہ بند نہیں۔ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ہر مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھنا واجب ہے۔ حدیث شریف میں بدگمانی سے منع فرمایا گیا ہے، ارشاد ہے:

"إياكم والظن فإن الظن أكذب الحديث."[۲]

بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔

جب ایک دین دار یا پابند شرع مسلمان ایک بات کہتا ہے اور اس کا جھوٹا ہونا ثابت نہ ہو تو اسے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی، اس لیے جھوٹ بولنا گناہ ہے۔ اور کسی مسلمان کی طرف کسی گناہ کی نسبت بلا ثبوت خود گناہ ہے۔ احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"لا يجوز نسبة الكبيرة إلى مسلم من غير دليل."[۳]

کسی مسلمان کی طرف بلا دلیل گناہِ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔

اس لیے جب کچھ دین دار، خداترس، پابند شرع آدمی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے یہ خواب دیکھا ہے تو بلا

(۱) مشکوۃ سریف، ص:۳۹۴، مجلس برکات، اشرفیہ
(۲) ابو داؤد شریف، ج:۲، ص:۶۷۳، باب في الظن، أصح المطابع
(۳) احیاء العلوم بحوالہ شرح فقہ اکبر، ص:۸۷

دلیل اس کو جھوٹ کہنا اپنی عاقبت برباد کرنا ہے۔ آخر ان خواب میں کون سی ایسی بات ہے جو شریعت کے خلاف ہے، ان خوابوں کو جھوٹا کہنے والے شریعت کی اہمیت کو نہیں جانتے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد."[۱]

میری امت کے بگڑنے کے وقت جو سنت کا پابند ہوگا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

جب امت کے بگڑنے کے وقت سنت کی پابندی کرنے والے کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے تو جو بندۂ خدا سنت کا پابند ہوتے ہوئے کروڑوں انسانوں کو ایک نہیں اکثر سنتوں کا پابند بنا دے اس کا اجر کتنا ہوگا، اس کا اندازہ آپ لگائیں۔ ایسے شخص کے بارے میں اگر کچھ لوگ اچھے اچھے خواب دیکھتے ہیں تو اس میں کون سی تعجب کی بات ہے کہ اسے جھوٹا کہا جائے۔ بہر حال، ان خوابوں کو اس کی دلیل بنانا کہ کتاب فیضان سنت غیر معتبر ہے، دین سے ناواقفی کی بنا پر ہے۔ ان کو سمجھایا جائے اور بتایا جائے اور خود جہاں تک ہو سکے دعوتِ اسلامی کے فروغ اور ترقی کی کوشش کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۹؍ جمادی الآخرہ ۱۴۲۰ھ

فیضان سنت میں بہت سے خواب ذکر کیے گئے ہیں، کیا خوابوں پر اعتماد کریں؟

مسئولہ: حافظ عبد الغفور، ندرمی مسجد، راجوری کالری، ایوت محل، مہاراشٹر۔ ۱۸؍ ذوقعدہ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ — مولانا الیاس قادری نے جو کتاب فیضان سنت کے نام سے شائع کی ہے اس میں شروع سے لے کر آخر تک تقریباً آدھی کتاب خوابوں سے تعبیر کی گئی اور جس کو خواب نظر آرہا ہے ان کا نام و پتہ نہیں، بس اتنا ہے کہ ایک گاؤں میں فلاں بزرگ کو یہ خواب نظر آیا۔ انھوں نے کہا وغیرہ وغیرہ۔ عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خوابوں کی باتوں پر اعتماد کریں یا نہیں؟

الجواب

خواب شرعاً معتبر ہے وہ بھی مسلمانوں کا حدیث میں ہے:

"لم يبق من النبوة إلا المبشرات قالوا. ما المبشرات قال: الرؤيا الصالحة. رواه البخاري عن أبي هريرة رضى الله عنه. و زاد مالك برواية عطاء بن يسار يراها الرجل المسلم أو ترى له"[۲]

نبوت سے صرف مبشرات باقی ہیں لوگوں نے پوچھا مبشرات کیا ہیں فرمایا اچھے خواب جسے کوئی مسلمان دیکھے یا مسلمان کے لیے دیکھا جائے۔

(۱) مشکوۃ شریف، ص:۳۰، مجلس برکات، اشرفیہ
(۲) مشکوۃ شریف، ص:۳۹۴، مجلس برکات، اشرفیہ، مبارک پور

توجب شرعاً بحکم حدیث مسلمان کا خواب معتبر ہے تو کسی مسلمان کو جھوٹا کہنا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا دعوت اسلامی والے رد وہابیہ کے خلاف ہیں؟

مسئولہ: محمد نبیہ قصاب، نزد کھگالال، بروزیل، شاہ جہان پور، (یو۔پی۔)-۲۵؍ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

مسئلہ-دعوت اسلامی جماعت والے رد وہابیہ کے خلاف ہیں ان کا یہ عمل سنیت کے حق میں ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

دعوت اسلامی پر یہ بہتان ہے کہ وہ رد وہابیہ کے خلاف ہیں میں نے خود ان کے جلسوں میں جاکر رد وہابیہ کیا ہے رد وہابیہ کے لیے جن معلومات کی حاجت ہے ان کے نہ ہونے کی وجہ سے رد وہابیہ نہ کرنا جرم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی کتابوں میں الحاق ہے

مسئولہ: محمد شہاب الدین قادری رضوی، دولہاپور، غازی پور، یو۔پی۔-۲۴؍ رجب ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین شاہ ولی اللہ صاحب کے اس قول کے بارے میں جو ذیل میں ہے، کیا "تفہیمات الٰہیہ" شاہ صاحب کی کتاب ہے؟ "جو لوگ حاجتیں طلب کرنے کے لیے اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا ایسے ہی دوسرے مقامات پر جاتے ہیں وہ اتنا بڑا گناہ کرتے ہیں کہ قتل اور زنا کا گناہ اس سے کم تر ہے۔ آخر اس میں اور خود ساختہ معبودوں کی پرستش میں کیا فرق ہے؟ جو لوگ لات و عزیٰ سے حاجتیں طلب کرتے تھے، ان کا فعل ان لوگوں کے فعل سے آخر کس طرح مختلف تھا؟ ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم ان کے برعکس ان لوگوں کو صاف الفاظ میں کافر کہنے سے احتراز کرتے ہیں کیوں کہ خاص ان لوگوں کے معاملہ میں شارع کی نص موجود نہیں مگر اصولاً ہر وہ شخص جو کسی مردے کو زندہ ٹھہرا کر اس سے حاجتیں طلب کرتا ہے، اس کا دل گناہ میں مبتلا ہے۔" (التفهيمات الالهية، جلد دوم-از : شاہ ولی اللہ دهلوی)

الجواب

آپ نے مودودیوں کے رسالے سہ روزہ دعوت نئی دہلی کی زیروکس کاپی بھیجی ہے، اس میں التفہیمات الالھیۃ کا جو ترجمہ درج ہے وہ الحاق ہے اور دلیل یہ ہے کہ خود حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی دوسری کتابوں

میں اس کے خلاف تصریح موجود ہے۔ آپ انفاس العارفین، الانتباہ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ قصہ یہ ہے کہ تفہیمات وغیرہ شاہ ولی اللہ صاحب کی حیات میں نہیں چھپی، ان کے انتقال کے بعد وہابیوں نے چھپوائی ہے اور ان میں اپنے عقائد بھر دیے ہیں۔ مجھے وقت نہیں ورنہ تفصیل سے آپ کو بتاتا اور آپ کو دکھاتا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی مختلف کتابوں میں وہابیوں، مودودیوں کے عقائد کا کتنی شدت سے رد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی سنی تھے یا دیوبندی؟

مسئولہ: جناب محمد عمر محمدی صاحب، موضع سرکانہی شریف، پوسٹ قابل پور، ضلع مظفر پور، بہار

مسئلہ-قاضی ثناء اللہ پانی پتی سنی تھے یا دیوبندی؟

الجواب

یہ تھے سنی مگر کہیں کہیں ان سے خطا واقع ہوگئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اکبر بادشاہ کافر تھا

مسئولہ: محمد سرمد پاشاہا پیٹ، بلاری، کرناٹک۔۱۸؍ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ

مسئلہ-مغلیہ سلطنت کا مشہور بادشاہ جلال الدین اکبر کو دین الٰہی کے بانی ہونے کی وجہ سے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہنشاہ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، کیا یہ سچ ہے۔ کیا مغلیہ شہنشاہ اکبر شرعاً کافر ہے یا نہیں؟

الجواب

اکبر بلا شبہہ کافر تھا۔ اس نے اسلام کے بالمقابل دینِ الٰہی اختراع کیا تھا جو کفریات و شرکیات کا مجموعہ تھا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی و دیگر اس وقت کے علما نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ عالمگیر اورنگ زیب یہ کہا کرتے تھے کہ جدِ من اکبر اکبر نہ بود اکفر بود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا تیمور لنگ شیعہ تھا؟

مسئولہ: ماخوذ از: ماہ نامہ اشرفیہ، شمارہ نومبر ۱۹۹۹ء

مسئلہ-ہندوستان کے جملہ مسلم بادشاہ کیا مسلک شیعی پر تھے اور بالخصوص بادشاہ تیمور لنگ کا عقیدہ کیا تھا؟ زید اس کے متعلق کہتا ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھا۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

تیمور لنگ سنی بادشاہ تھا، رافضی نہیں تھا۔ اسی طرح شاہانِ مغلیہ سب کے سب سنی تھے۔ ہمایوں کے بارے میں کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ شیعہ تھا اسی طرح شاہانِ لودھی اور اس کے پہلے سلاطین غلام سب سنی تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احمد حسین مذاق تفضیلی شیعہ تھا

مسئولہ: جناب ڈاکٹر سید انعام الاسلام جنرل سکریٹری انجمن ترغیب الصلوٰۃ، بڑی باٹ، بہرائچ شریف یو۔پی۔

مسئلہ۔ تاریخ احمدی کا مصنف احمد حسین مذاق کس عقیدے کا ہے؟

الجواب

احمد حسین مذاق تفضیلی شیعہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا ڈاکٹر اقبال کے بعض اشعار میں کفریہ کلمات ہیں؟

مسئولہ: جناب غلام مجتبیٰ قادری، مقام پیوندگا، پوسٹ کسلو، ضلع لوہردگا، بہار۔ ۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

مسئلہ۔ علامہ اقبال کے اشعار پر کفر کا فتویٰ لگا ہے؟ کیا درست ہے؟ اگر درست ہے تو کیا انھوں نے توبہ کیا ہے؟ کیا اشعار میں خدا اور رسول کے ساتھ گستاخانہ سلوک کیا ہے؟ جواب جلد دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں؟

الجواب

اقبال کے اشعار میں کفریہ کلمات ہیں، مثلاً شکوے کا یہ شعر ؎

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے بات کہنے کی نہیں تو بھی تو ہرجائی ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف شناسائی اور ہرجائی کی نسبت کفر صریح ہے۔ شناسائی کے معنی اردو میں ناجائز تعلقات کے ہیں اور ہرجائی کے معنی آوارہ عورت کے۔ یہ معنی اس شعر میں متعیّن ہیں۔ ان دو لفظوں کے حقیقی لغوی معنی مراد لینے کی صورت میں شعر بھی مہمل ہو جائے گا اور کفر بھی اپنی جگہ باقی رہے گا۔ مثلاً شناسائی کے معنی جان پہچان کے ہیں تو اب پہلے مصرع کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہم کو جانتا پہچانتا ہے اور غیروں کو نہیں اور کبھی غیروں کو جانتا پہچانتا ہے ہم کو نہیں۔ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے جہل و غفلت لازم آئی۔ اور ہرجائی کے معنی ہر جگہ موجود کے ہیں۔ اللہ عزوجل جگہ سے پاک ہے اس کے لیے جگہ ثابت کرنا کفر، کیوں کہ جگہ اس چیز کو گھیرے ہوتی ہے، جس کے لیے جگہ ہوتی ہے اور اللہ عزوجل کی ذات غیر متناہی ہے، اسے کوئی چیز گھیر نہیں سکتی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے، اگر کسی نے یہ کہا کہ نہ تو در ہیچ مکانے نہ ز تو خالی ست مکان تو وہ کافر

ہے۔ وجہ یہ بتائی: لأنه أثبت المكان لله تعالى. لیکن اقبال کی توبہ مشہور ہے، بہت سے مستند عالموں نے اس کی روایت بھی کی ہے اس لیے اس کے بارے میں سکوت کیا جاتا ہے۔ پھر نہ ہی وہ کوئی مذہبی آدمی تھا اور نہ اس نے کسی مذہب کو قائم کیا، ایک شاعر تھا جو دنیا سے چلا گیا۔ اس کے پیچھے پڑنے سے کیا حاصل۔ کتنے شعرا گمراہ ہوئے اور دنیا سے چلے گئے۔ کس کس کے پیچھے پڑیے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ۔ محمد شریف الحق امجدی

سر سید، حالی، شبلی نعمانی کے عقائد کیا تھے؟

مسئولہ: ڈاکٹر منور حسین ترتن پور، کپتان گنج، لوکہی دیوریا

مسئلہ۔ سر سید و حالی اور شبلی نعمانی یہ لوگ مسلمان ہیں یا کافر؟ ان کے عقائد کیا تھے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں مع حوالہ کے جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب

سر سید نے وحی، فرشتے، جنت دوزخ کی وہ حقیقت جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہے سب کا انکار کیا ہے۔ اس بنا پر نہ صرف علمائے اہل سنت بلکہ دیوبندیوں نے بھی اس کو کافر کہا ہے۔ ذرا آپ ان کی تفسیر قرآن دیکھیے اس میں انھوں نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ رہ گئے حالی، شبلی تو دونوں ان کے حامی و ہم نوا اس کے نورتن میں شامل تھے اس لیے ان کا بھی وہی حکم ہے۔

ڈاکٹر اقبال، انور شاہ کشمیری، زید ابوالحسن فاروقی، پیر کرم شاہ ازہری اور خلیل بجنوری کے عقائد و نظریات کیا تھے؟

مسئولہ: عبد الباسط حسینی، مخدمندو، کیلاش پورہ، سری نگر، جموں کشمیر ۱۹۰۰۰۲۔ یکم محرم ۱۴۱۹ھ

مسئلہ۔ قبلہ مولانا مفتی شریف الحق الامجدی شارح بخاری شریف زید شرفکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمت بابرکت میں عاجز کا یہ پہلا خط ہے۔ عاجز خوش عقیدہ سنی گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ تقریباً پانچ چھ سال سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور ان کے مسلک و مشرب سے فکری و قلبی لگاؤ کی کیفیت ہے۔ بحمد اللہ دیوبندی، بریلوی نزاع کے ساتھ کچھ زیادہ ہی دلچسپی رہی ہے۔ کچھ کتابیں پڑھ کر عرصے سے ایک ذہنی الجھن سے دوچار ہوں۔ مندرجہ ذیل سوالات مجھے متفکر رکھتے ہیں۔

①-علامہ اقبال کے مذہب کے بارے میں اہل سنت کا کیا موقف ہے جب کہ وہ علماے دیوبند کے ساتھ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ہم عصر ہوتے ہوئے قریبی راہ ورسم رکھتے تھے اور ندوی علما کے ساتھ بھی؟

②-علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی کے مذہب کے بارے میں اعلیٰ حضرت اور دیگر علماے اہل سنت کا کیا موقف تھا یا ہے؟

③-مولانا زید ابوالحسن فاروقی مجددی کے بارے میں کیا موقف ہے جو علماے دیوبند بلکہ اکابر دیوبند کے ساتھ بھی حسن ظن رکھتے تھے اور ان کی تکفیر کے حوالے سے احتیاط کا دامن پکڑے ہوئے تھے؟

④-مفسر قرآن پیر کرم شاہ الازہری مدظلہ کے بارے میں کیا موقف ہے کہ وہ اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں بریلوی اور دیوبندی لوگوں کو اہل سنت کے دو بڑے گروہ تصور کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکفیر بازی پر افسوس کا اظہار کرتے ہیں؟

⑤-لگ بھگ ایک سال پہلے سے یہاں دیوبندی مکتب فکر کے مولوی صاحبان مولانا مفتی خلیل احمد برکاتی کی ایک کتاب تلخیص الخیر فی احکام تکفیر موسوم بہ اردو نام "انکشاف حق" پھیلائے ہوئے ہیں۔ جس میں مفتی صاحب موصوف نے اپنے پرانے بریلوی موقف سے رجوع کیا ہے اور تکفیر علماے دیوبند سے کف لسان برتنے کی سفارش کی ہے اور علماے دیوبند کی متنازعہ عبارتوں کو بے غبار ثابت کرنے کی سعی کی ہے اور یہ کہا کہ تکفیر اجتہادی مسئلہ ہے جو صرف مجتہد کا حق ہے، دوم یہ کہ کسی عالم کے فتویٰ تکفیر کو ماننا ضروریات دین سے نہیں ہے۔ سوم یہ کہ تکفیر علماے دیوبند کے بارے میں بریلوی جماعت کا دعواے اجماع اور قطعیت غلط اور تعصب پر مبنی ہے وغیرہ وغیرہ۔ برصغیر ہندوپاک کے ممالک کے بعد کئی دوسرے ممالک میں اب یہ بات عام ہے کہ بریلوی علماے دیوبند کی تکفیر کرتے ہیں ان کے بزرگوں کی چند کفریہ عبارتوں کی وجہ سے۔ مگر اس کے باوجود سب لوگ اس نزاع کی طرف زیادہ التفات نہیں رکھتے بلکہ بریلوی اور دیوبندیوں کو مسلمان ہی تصور کرتے ہیں اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں تو ایسے لوگوں کے بارے میں کیا فتویٰ ہے کہ آیا وہ مسلمان ہی کہلائیں گے یا من شك فی كفره وعذابه فقد كفر کے مصداق کافر یا مرتد ٹھہریں گے۔ اس تقدیر پر برصغیر اور پھر دنیا بھر میں مسلمانوں کی تعداد کتنی رہ جاتی ہے؟ اور بریلوی لوگوں کا یہ دعوا کہ دنیا میں اکثریت انھیں کی ہے، کیا صداقت کا آئینہ دار ہے؟ کیا یہ نجدی وہابیوں کے ساتھ مماثلت نہیں کہ جو ان کے فتاویٰ اور افکار وآرا کو مانے بس وہی مسلمان ہے؟

⑥-کتاب مذکور "انکشاف حق" میں مولوی برکاتی بجنوری صاحب نے آپ اور ان کے ساتھ علامہ اختر رضا مدظلہ کو بھی مورد الزام ٹھہرایا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ کیا کسی بریلوی سنی عالم نے اس کتاب کا کوئی

رد شائع کیا ہے؟ کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے؟

عرصے سے میں اس انتظار میں ہوں کہ ان ذہنی الجھنوں سے نجات کی صورت پیدا ہوگی، مگر قسمت ابھی یاوری نہیں کرتی۔ فکری الجھنیں قلبی اطمینان کو پراگندہ کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے حضرت سے عاجزی مودبانہ التجا ہے کہ مندرجہ بالا احساسات کے تجزیہ کے بعد ضروری وضاحتیں اور مفتیانہ راے عنایت فرمائیں اس سلسلے میں اگر کوئی مطبوعہ کتاب بھی دستیاب ہو تو قیمت کے عوض ضرور بھجوائیں، عین نوازش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ میری خامہ فرسائی کو التفات کے قابل جانیں اور فریاد رسی کر کے خیر دارین حاصل کریں۔

الجواب

جناب عبدالباسط صاحب حسینی زید مجدکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ... عوافی مزاج!

آپ کا چھ رمضان المبارک کا بھیجا ہوا خط مجھے آج سے چار پانچ روز پہلے ملا۔ رمضان المبارک کے موقع پر بارہ شعبان لغایت ۸ر شوال دار العلوم میں تعطیل کلاں رہتی ہے۔ اور سارے مدرسین و طلبہ و مفتی صاحبان نیز یہ خادم بھی اپنے گھر چلا جاتا ہے۔[1] آپ کا خط دفتر میں پڑا رہا ہوگا۔ رمضان کے خطوط تھوڑے تھوڑے نمبر وار دیکھے جاتے ہیں۔ پھر میں حج وزیارت کے لیے چلا گیا۔ واپسی پر آپ کا خط میرے سامنے پیش ہوا۔

اس بات کی خوشی ہے کہ آپ اہل سنت وجماعت ہیں اور آپ کو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف سے دل چسپی ہے۔ تفصیلی جواب سے پہلے ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ حقانیت کا معیار قرآن مجید، احادیث کریمہ اور علماے اہل سنت کے ارشادات ہیں۔ اسلاف نے قرآن اور احادیث سے اور صحابۂ کرام کے ارشادات سے جو عقائد مرتب فرمائے ہیں وہی مابہ الاختلافات باتوں کے لیے رہ نما ہیں۔ ان میں سب سے اہم عقیدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا، اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے، کلمہ پڑھے، نماز پڑھے، داڑھی بڑھائے۔

دوسری بات یہ کہ کیا بات تعظیم کی ہے اور کیا بات توہین کی ہے؟ اس کا فیصلہ ہر ذی علم، ہوش مند، دین دار خود کر سکتا ہے۔ مثلاً کسی کے بارے میں یہ کہنا کہ تمھارے باپ مر کر مٹی میں مل گئے، تمھاری ماں ہرجائی ہے۔ جس کے بارے میں یہ کہا جائے گا یقیناً وہ اس میں اپنی توہین محسوس کرے گا۔ اب کہنے والا اگر یہ کہے کہ

(۱) حضور شارح بخاری قدس سرہ کے وصال کے بعد ۱۴۲۲ھ سے دار الافتا رمضان المبارک میں بھی کھلا رہتا ہے۔ یہ خادم تعطیل کلاں میں آئے ہوئے سوالوں کے جواب لکھتا ہے۔ محمد نسیم مصباحی۔

میری مراد مرکر مٹی میں ملنے سے یہ ہے کہ وہ مرکر دفن ہوگئے اور ہر جائی سے مراد یہ ہے کہ ہر جگہ پہنچ کر لوگوں کی خدمت کرتی ہے۔ اس تاویل کو کوئی قبول نہیں کرے گا اور جملۂ مذکورہ اس تاویل کے باوجود بھی توہین ہی کا جملہ رہے گا۔

کسی کے بارے میں اس کی شہرت یا کسی فن میں یکتا ہونے کی بنیاد پر حسن اعتقاد رکھنا درست نہیں۔ کسی کے ساتھ حسنِ اعتقاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت کے متوارث عقیدے کے مطابق اعتقاد رکھتا ہو اور شریعت کا پابند ہو۔ اگر کسی شخص کا عقیدہ سنت کے متوارث عقیدے کے خلاف ہو یا وہ شریعت کے محرمات کا علانیہ ارتکاب کرتا ہو تو وہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو، اس کے ساتھ حسنِ اعتقاد نہیں رکھا جا سکتا۔

شرعی احکام کی گرفت سے کوئی شخص آزاد نہیں خواہ وہ کتنا ہی مشہور ہو، کتنا ہی بڑا لیڈر ہو، کتنا ہی بڑا بیرسٹر ہو، خواہ کتنا ہی بڑا عالم مانا جاتا ہو۔ جو شخص واقعی کافر ہو اس کو کافر ماننا اور بوقتِ ضرورت اس کو کافر کہنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ کسی کافر کو کافر نہ ماننا اور بوقت ضرورت اسے کافر نہ کہنے والا خود کافر ہے، اس پر امت کا اجماع ہے۔

ان سب باتوں کو بغور پڑھ لیں اور اگر کہیں خلجان ہو تو دوبارہ مجھ سے پوچھ لیں۔ پھر اصل جواب کا سمجھنا آپ کے لیے آسان ہوگا۔

❶- پہلی بات یہ کہ ڈاکٹر اقبال کوئی عالم نہیں تھے۔ ایک بہت عظیم شاعر اور ایک اچھے بیرسٹر اور لیڈر تھے۔ ان کے ہم وطنوں پر ان کا احسانِ عظیم ہے کہ تحریکِ پاکستان کے زبردست حامی اور مؤید تھے۔ پاکستان بننے میں ان کی کوششوں کا بڑا دخل ہے، ان کی اِن حیثیات کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن ان سے کچھ بھاری بھاری غلطیاں ہوئیں ہیں جن کو آپ بھی غلطی ماننے پر مجبور ہیں۔ مثلاً اللہ عزوجل سے شکوہ لکھنا۔ انھوں نے یہاں تک زیادتی کی کہ اللہ عزوجل کو ہر جائی کہا۔ اس میں اللہ عزوجل کی توہین ہے۔ اس کی تاویل میں یہ کہنا کہ ہر جائی سے مراد یہ ہے کہ ہر جگہ موجود ہے، دو وجہوں سے صحیح نہیں۔

اولاً: پہلا مصرع اس معنی کو رد کر رہا ہے اور معنی خبیث پر نص ہے۔ صاف کہہ دیا: "کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے"۔ پھر خود اسی مصرع میں جو شروع میں ہے "بات کہنے کی نہیں" یہ متعین کر رہا ہے کہ ان کی مراد ہر جائی سے وہی معنی خبیث ہے۔

ثانیاً: یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، خود کفر ہے۔ "جگہ" خلا کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو کسی کو گھیرے ہوئے ہو۔ کسی جگہ ہونے کے لیے لازم کہ جگہ اسے گھیرے ہوئے ہو اللہ تعالیٰ غیر محدود لامتناہی ہے

اسے کوئی چیز گھیر نہیں سکتی۔ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے:" لو قال هٰكذا بالفارسية : نہ مکانی ز تو خالی نہ تو در ہیچ مکانی، فهٰذا كفر لِأن فيه نسبة المكان الى الله۔[1] اگر کسی نے کہا کہ ان نہ تجھ سے کوئی مکان خالی ہے اور نہ تو کسی مکان میں ہے تو کافر ہو جائے گا۔ اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف مکان کی نسبت ہے۔ عالم گیری میں ہے:یکفر باثبات المكان لله تعالىٰ فلو قال از خدا ہیچ مکان خالی نیست یکفر۔[2]

ڈاکٹر اقبال نے شکوہ میں جو اللہ عزوجل کی توہین کی ہے وہ جواب شکوہ سے دور نہیں ہوئی۔ اس کے ازالہ کی صورت صرف یہ تھی کہ وہ صراحۃً اس سے توبہ کرتے، کلمہ پڑھ کر پھر سے مسلمان ہوتے۔ انھوں نے یہ نہیں کیا بلکہ جواب شکوہ میں علمائے کرام کے فتوے کا مذاق اڑایا۔ لکھ دیا۔

میرے شکوہ کو اگر سمجھا تو رضواں سمجھا مجھ کو جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا

اس قسم کی باتیں ان کے دیوان میں اور بھی ہیں۔ اب اس کے بعد اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں کہ وہ کس عقیدے کے تھے؟ بہرحال آپ کی تسلی کے لیے بتائے دے رہا ہوں۔

ڈاکٹر اقبال کے تعلقات دونوں جماعت سے تھے۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی ان کے یہاں جایا کرتے تھے۔ ہمارے علما لاہور جاتے تو ان سے بھی وہ ملاقات کیا کرتے تھے۔ مختلف فیہ مسائل میں ان کا عقیدہ کیا تھا، اس کی کوئی تفصیل کہیں نہیں ملتی۔ بزرگان دین کے مزارات پر وہ حاضری دیا کرتے تھے؟ مزارات کو بوسہ دیتے تھے۔ یہ سب زبانی روایتیں ہیں۔ بدقسمتی سے میں نے ان کی کوئی سوانح حیات نہیں پڑھی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ دیوبندی جماعت کے کچھ علما سے سخت بیزار بھی تھے۔ ان کی کلیات کا اخیر بند دیکھ لیجیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷- انور شاہ کشمیری حتمی طور پر دیوبندی تھے۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی کے شاگرد اور ان کے ہم عقیدہ تھے۔ اگرچہ وہ ایک ہوشیار دیوبندی تھے اس لیے بہت سے مشاہیر اہل سنت کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے تھے۔ مولوی قاسم نانوتوی کے اس نظریہ کے کہ خاتم النبیین کے معنی خاتم بالذات ہے، انھوں نے اس کا رد بھی کیا ہے۔ دیکھیے ان کا رسالہ "خاتم النبیین، ص:۳۸" نیز رسالہ 'عقیدۂ اسلام، ص:۲۵۶" لیکن صرف اتنے سے وہ سنی صحیح العقیدہ نہیں ہو جائیں گے، جب کہ وہ دیگر تمام عقائد میں علمائے دیوبند کے ساتھ تھے۔ اسباق میں وہ اپنے شاگردوں کو دیوبندی مذہب کے اصول و فروع پڑھاتے تھے جیسا کہ فیض الباری وغیرہ سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) حديقۂ نديه شرح طريقۂ محمديه، ج:اول، ص:۲۰۵.

(۲) عالم گیری، ص:۲۵۹، ج:۲، کتاب السیر

(۴)-(۴) مولانا ابوالحسن زید صاحب ہوں یا پیر کرم شاہ یا ان دونوں سے کوئی بھی بڑا ہو وہ اگر اپنی مصلحتوں کے پیش نظر دونوں ہاتھوں میں لڈو رکھنا چاہتے ہیں تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں۔ مولانا ابو الحسن زید صاحب نے اپنی کتاب "بزم خیر از زید" اور "مقاماتِ خیریہ" میں حفظ الایمان کی عبارت میں قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کی توہین تسلیم کی ہے اور حفظ الایمان کے مصنف اور ان کے ہم نواؤں کا شدید رد کیا ہے۔ اب آپ فیصلہ خود کریں کہ جب حفظ الایمان کی عبارت میں قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کی توہین ہے اور مصنف بلا شبہہ گستاخ رسول پھر بھی اس کو مسلمان جانتے تو اسلامی اصول کے رو سے کیسے جائز ہے۔ اس کا فیصلہ مجھے خود نہیں کرنا ہے آپ کو خود کرنا ہے۔ پیر کرم شاہ کا میں صرف نام سنتا ہوں ان کی کوئی کتاب پڑھنے کا مجھے موقع نہیں ملا۔ اب کی بار سفر میں کسی نے ان کی کتاب دکھائی تھی جو سیرت پر تھی۔ اس کے چند صفحات میں نے پڑھے جس میں مجھ کو سطحیت نظر آئی۔ بہر حال مجھے اس سے انکار نہیں کہ اہل سنت و دیوبندیوں کے درمیان صلح کلیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد ہے۔ ابوالحسن زید صاحب، پیر کرم شاہ صاحب انھیں لوگوں میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵)- یہ خلیل احمد برکاتی بجنوری ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ ان کا پورا خانوادہ کٹر دیوبندی ہے۔ ان کے حالات سے ظاہر ہے کہ وہ کبھی بھی سنی نہیں تھے، وہ ابتدا ہی سے کٹر دیوبندی تھے۔ جس زمانے میں وہ اپنے آپ کو بہت متصلب سنی ظاہر کرتے تھے، اس زمانے میں بھی وہ اپنے تلامذہ کے سامنے سارے علماے اہل سنت کی توہین و تضحیک کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں جھوٹے قصے بیان کرتے تھے۔ حتی کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر بھی بیجا تنقیدات کیا کرتے تھے۔ اس کے بر خلاف علماے دیوبند کی بڑی لمبی چوڑی تعریفیں کیا کرتے تھے، ان کے علم اور تحقیق، تقویٰ و طہارت و زہد وغیرہ کے افسانے بیان کیا کرتے تھے۔ اخیر میں یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ کیا بتائیں گم راہ ہو گئے۔

قصہ اصل یہ ہے کہ دیوبندیوں نے ہمارے بعض اہم مراکز میں دیوبندیت پھیلانے کے لیے سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت کچھ انتہائی ذہین چالاک افراد کو یہ سکھا کر بھیجا کہ وہاں جاؤ پہلے اپنے آپ کو سنی ظاہر کرو، عوام میں سنی بنے رہو، لیکن خفیہ خفیہ دیوبندیت پھیلاؤ۔ اسی اسکیم کے تحت مولوی اشرف علی تھانوی کو کانپور بھیجا۔ یہاں تھانوی ۱۲؍ سال تک سنی بنے رہے۔ میلاد پڑھتے، میلاد میں قیام کرتے، فاتحہ کرتے، عرسوں میں شریک ہوتے مگر امریکن سی آئی اے کی طرح اندر اندر دیوبندیت پھیلاتے رہے، آخر کار پکڑے گئے، پھر ۱۲؍ سال میں انھوں نے جن لوگوں کو دیوبندی بنایا تھا انھوں نے اس کے لیے پٹکا پور کی مسجد میں ایک مدرسہ قائم کر دیا، جس میں وہ تقریباً ۲۰؍ سال مزید رہے۔

اسی اسکیم کے تحت مولوی خلیل احمد انبیٹھی کو ریاست بھاول پور، ہارون آباد میں نواب صاحب کے مدرسہ میں بھیجا گیا مگر وہ جلد ہی پکڑا گیا، مناظرہ ہوا اور وہ نکالا گیا۔ اسی اسکیم کے تحت خلیل احمد بجنوری کو بدایوں بھیجا گیا، اس لیے کہ پورا شہر بدایوں بحمدہ تبارک و تعالیٰ سنی تھا۔ وہاں نام کا بھی کوئی دیوبندی نہیں تھا اور اس نے اپنی ڈیوٹی پوری محنت سے دی لیکن یہ بالکلیہ ناکام رہا۔ اس تعارف کے بعد آپ اپنے سوالات کے جوابات سنیں۔

اس قسم کی سازش حضور اقدس ﷺ کے زمانے سے چلی آرہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے:

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ (۱)

اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا مومنین پر جو اترا ہے اس پر صبح کو ایمان لاؤ اور رات کو منکر ہو جاؤ، شاید وہ پھر جائیں۔

ہٹلر کے ففتھ کالم، امریکہ کے سی آئی اے کے طریقۂ کار پر آپ غور کریں گے تو آپ کو دیوبندیوں کی سازش اچھی طرح سمجھ میں آجائے گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)- انکشافِ حق کا مکمل رد دار العلوم امجدیہ، گانجہ کھیت، ناگپور، مہاراشٹر نے "عجائب انکشاف" کے نام سے چھاپا ہے، اسے منگا کر دیکھ لیں۔ انکشاف حق کے سارے فریب کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ تحذیر الناس، براہینِ قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتوں کی توجیہ جب بے چارے مصنف خود نہ کر سکے تو ان کے ہم نوا کیا کر سکیں گے۔ سخن سازی اور بات ہے، آپ اس سلسلے میں میری کتاب منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کر لیں۔

میں ذرا عجلت میں ہوں، آج ہی مجھے ایک بہت لمبے سفر پر جانا ہے اس لیے میں اختصار سے کام لے رہا ہوں۔ میں صرف ایک مغالطہ کا پردہ چاک کر رہا ہوں۔ اگر اس بجنوری دیوبندی کی بات مان لی جائے کہ تکفیر اجتہادی مسئلہ ہے جو صرف مجتہد کا حق ہے۔ اب وہ تو مر گیا دیوبندی بتائیں کہ اس زمانے میں کوئی مجتہد ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ کون ہے؟ غالباً کوئی دیوبندی یہ ہمت نہ کرے گا کہ یہ کہے اس زمانے میں کوئی مجتہد ہے اور اگر کوئی اس کی ہمت کرے تو نام بتادے ان شاء اللہ میرے تلامذہ اس کے مجتہد ہونے کی قلعی کھول دیں گے۔ بہر حال یہ ہمارے اور دیوبندیوں کے درمیان متفق علیہ ہے کہ اس زمانے میں کوئی مجتہد نہیں لہٰذا بجنوری کے بقول اس زمانے کے علما نے بشمول علماے دیوبند نے نیچریوں کو کافر کہا وہ غلط، قادیانیوں کو کافر کہا، وہ غلط، منکرِ

(۱) قرآن مجید، پارہ:۳، آیت:۷۲، سورہ آلِ عمران

حدیث کو کافر کہا، وہ غلط، اور اب ملحدین و بددینوں کو کھلی چھوٹ مل گئی کہ وہ علانیہ کفریات بکیں ان کے خلاف کوئی گرفت نہ ہوگی کہ اب کوئی مجتہد نہیں رہا۔ کون ان کے خلاف فتویٰ دے۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسے ذہین و سمجھ دار آدمی پر اس جملہ کے اندر جو دھوکا و فریب ہے وہ کیسے ظاہر نہ ہو سکا۔ انکشافِ حق پھیلانے والے دیوبندیوں سے پوچھیے کہ کیا دار العلوم دیوبند میں کوئی مجتہد ہے؟ جو عوام و جہال کے کفریہ کلمات کے بارے میں فتویٰ دیا کرتا ہے کہ وہ کافر ہو گیا۔ پھر یہ بات یہیں تک نہیں رہتی۔ تحقیق سے ثابت ہے کہ تیسری صدی کے بعد کوئی مجتہد نہیں پیدا ہوا۔ مجتہد ہونے کے لیے جو شرائط ہیں وہ کسی میں پائے نہیں جاتے، اس کے بعد بھی پوری دنیا کے علما نے کفر بکنے والے فرقوں کو کافر کہا۔ ان کے کفری اقوال کو کفر کہا، کتابوں میں درج کیا، گویا ان سب علما نے غلط کیا۔ اسی طرح بجنوری کا یہ کہنا کہ مسئلۂ تکفیر تحقیقی ہے تقلیدی نہیں، خود اپنے قول کو ڈھاتا ہے۔ جب یہ کہہ رہا ہے کہ تکفیر کا کام مجتہد کا ہے تو غیر مجتہد کے لیے اس میں کلام کرنا لغو ہوا۔ تحقیق کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ کسی کے قول کو جانچا جائے کہ صحیح ہے یا غلط۔ مجتہد کے قول کو جانچنے کا حق صرف مجتہد کو ہے، غیر مجتہد کو کہاں، پھر وہی محذور لازم کہ قادیانیوں کو کوئی کافر کہے، ہم ان کو کافر نہیں کہتے کہ مسئلۂ تکفیر تقلیدی نہیں تحقیقی ہے۔

ایک شخص بکتا ہے کہ اللہ عزوجل کے علاوہ کروڑوں معبودان برحق موجود ہیں اور یہ قرآن کے منافی نہیں اس لیے کہ "الٰهكم اله واحد"[1] میں "الٰہ" پر تنوین تعظیم کی ہے۔ مراد یہ ہے کہ بڑا معبود صرف ایک ہے اور لا الٰہ الا ھو میں لا نفی کمال کے لیے ہے۔ ان آیتوں کا مطلب یہ ہوا کہ سب سے بڑا، سب سے باکمال صرف ایک ہے چھوٹے چھوٹے کم کمال والے معبودِ برحق کروڑوں ہوں، ان آیات کے منافی نہیں۔ اس ملحد کے اس قول پر کسی مفتی نے فتویٰ دیا کہ کافر و مرتد ہے، کوئی بجنوری سے سیکھ کر کہے کہ میں کافر نہیں کہتا کہ تکفیر مجتہد کا کام ہے اور یہ مفتی مجتہد نہیں۔ نیز مسئلۂ تکفیر تحقیقی ہے تقلیدی نہیں دیوبندیوں سے پوچھیے کہ اس کا کیا علاج ہوگا؟ پوری کتاب اسی قسم کے فریب اور مغالطات سے بھری ہوئی ہے "عجائب انکشاف" آپ منگا کر دیکھ لیں آپ کو اطمینان ہو جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بجنوری بے چارہ کیا جانے کہ برصغیر اور پوری دنیا کا حال کیا ہے۔ وہ کبھی ہندوستان سے باہر نہیں نکلا اور ہندوستان میں بھی دو ایک شہروں میں گیا۔ پوری دنیا کا حال معلوم کرنا مشکل ہے۔ آپ کراچی سے بمبئی آجائیے میں آپ کو دکھا دوں گا کہ بمبئی کے بچھتر فی صد مسلمان دیوبندیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ ویسے اگر آپ کے پاس وقت ہو تو ایک مہینہ کا وقت لے کر آیئے تو میں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں لے چل

(۱) قرآن مجید، پارہ:۲،آیت:۱۶۳، سورۃ البقرۃ

کر دکھا دوں۔ بہر حال یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب کے لیے کروڑوں روپیوں کی ضرورت ہے۔

ابھی میں نے حج و زیارت کے موقع پر دیکھا کہ متعدد ممالک کے لوگ نجدیوں کی جماعت کے بعد اپنی خاص جماعت کرتے تھے۔ رہ گئے ناواقف لوگ جو یہ نہیں جانتے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ کیا ہے، ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ معذور ہیں، ان کو دلیل بنانا ابلہ فریبی ہے۔ فیصلہ کی صورت یہ ہے کہ تحذیر الناس، براہینِ قاطعہ، حفظ الایمان کی کفری عبارتوں کو عربی میں صحیح ترجمہ کر کے دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے پوری دنیا سے پوچھا جائے کہ ان عبارتوں کے لکھنے والوں کا کیا حکم ہے تو فیصلہ ہو جائے گا کہ پوری دنیا کس کے ساتھ ہے۔ دیوبندی جماعت کے بہت بڑے صحافی محمد عثمان فارقلیط نے اپنے ایک مضمون میں یہ اعتراف کیا ہے کہ ہندوستان میں غالب اکثریت بریلوی فرقے کی ہے۔ ابھی خود سہارنپور میں اپنا ایک دار العلوم قائم کرتے وقت جلسہ ہوا جس میں سہارن پور کے ہزار ہا آدمیوں نے شرکت کی، جس سے اندازہ ہوا کہ تقریباً آدھا شہر سنی بریلوی ہے۔ بہر حال میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خلقِ قرآن کے مسئلہ میں سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا ساتھ سارے علما عوام و خواص نے چھوڑ دیا، وہ تنہا رہ گئے۔ کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ باطل پر تھے۔ آپ پھر دماغ حاضر کر کے نوٹ کر لیجیے۔ علماے عرب و عجم اہل سنت کا فتویٰ یہ ہے کہ جو شخص دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے وہ کافر ہے۔ آپ سروے کر لیں خود کشمیر میں کہ عوام تو عوام دیوبندی مدرسہ کے فارغین میں سے کتنے ایسے ہیں جو ان عبارتوں پر مطلع ہیں۔ پھر سن لیں، ہم ہر اس شخص کو کافر نہیں کہتے جو اپنے آپ کو دیوبندی کہے۔ ہم کافر ان اشخاص کو کہتے ہیں جو دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر نہیں کرتے۔ کوئی بھی ہو پہلے اس کا مذہب اس کی کتابوں سے اور اس کے معتمد علماے کرام کی زبانی سن کر سمجھ لے پھر اعتراض کرنے بیٹھے۔ باطل پرستوں کا خاص طریقہ ہے کہ وہ اپنے جی سے ہمارا مذہب گڑھتے ہیں پھر اعتراض کرتے ہیں۔ میرے علم میں یہ بات ہے کہ ممالک افریقہ کے تمام بڑے بڑے شہروں کی غالب اکثریت سنی بریلوی ہے، وہ دیوبندیوں کو کافر جانتی ہے، ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتی ہے۔ صرف ایک ملک اور اس کے دار السلطنت کا حال سنیے، ممالک افریقہ میں ایک ملک ہے زمبابوے۔ اس کا دار السلطنت ہرارے ہے۔ وہاں کی دو بڑی مساجد پر دیوبندیوں نے اپنی چالاکی سے اماموں سے تقیہ کرا کے وہابی امام کو رکھ لیا۔ جب عوام کو ان اماموں کا وہابی ہونا معلوم ہوا تو عوام نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا۔ دیوبندی اماموں کو نکالنے کا مطالبہ کیا لیکن قانونی طور پر چوں کہ دیوبندی ان مسجدوں کے ٹرسٹی تھے۔ انھوں نے دیوبندی اماموں کو نہیں نکالا تو عوام نے دوسری ایک بہت بڑی مسجد تعمیر کی جس میں سنی بریلوی امام رکھا گیا۔ جہاں سب سے بڑی جماعت ہوتی ہے، وہ بجنوری کیا جانے بس دو باتیں عرض ہیں۔

اول: یہ کہ یہ غلط ہے کہ برصغیر یا پوری دنیا کے مسلمان یا ان کی غالب اکثریت دیوبندی ہے۔ بحمدہ تبارک وتعالیٰ آج بھی سنی بریلوی مسلمان پوری دنیا میں بہت بڑی غالب اکثریت کے ساتھ موجود ہیں۔

ثانیاً: اگر یہ مان بھی لیا جائے تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ دیوبندیوں کی کفری عبارت، کفری عبارت نہیں جیسا کہ سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ ان کے دور میں ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا، وہ اکیلے تھے مگر حق ان کے ساتھ تھا۔ حق وباطل کا معیار عوام کی بھیڑ نہیں قرآن وحدیث ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

⑦-جب بجنوری نے تقیہ توڑ کر اپنا اصلی روپ ظاہر کرنا شروع کیا تو ابتداءً علماے اہل سنت نے بجنوری کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی مگر اس کے دل پر مہر ہو چکی تھی۔ پھر مناظرہ کا انتظام ہوا جس میں یہ خادم اور علامہ ازہری صاحب اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب وغیرہ تاریخ مقررہ پر ۸ بجے صبح کو پہنچ گئے۔ لیکن اس نے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح سے لے کر بارہ بجے رات تک کوششیں ہوئیں بالآخر اہلِ شہر کے دباؤ سے مجبور ہو کر اس نے مناظرہ پر آمادگی ظاہر کی۔ دوسرے دن چھ گھنٹے تک مناظرہ رہا۔ اس مناظرہ کا اثر یہ ہوا کہ پورے اہلِ بدایوں نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ کچھ دن اس نے لوگوں کی خوشامدیں کی قسمیں کھائی کہ میں سنی صحیح العقیدہ ہوں مگر مناظرہ میں اس کا پردہ چاک کر دیا گیا تھا۔ بالآخر اس کو بدایوں چھوڑنا پڑا۔ اس ذلت وناکامی کے بعد اگر وہ ہم لوگوں کو موردِ الزام ٹھہرا رہا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلیل احمد بجنوری کے اعتراضات کا جواب

مسئولہ: محمد صدر عبد اللہ، پنجاب ڈیری فارم، چپاپاڑہ، اندھیری، کرلا روڈ، ممبئی-۵۹- ۵ ربیع صفر ۱۴۱۵ھ

مسئلہ-تکفیر کا مسئلہ تحقیقی ہے، تقلیدی نہیں۔ بحر الرائق میں ہے ”غیر فقہاے مجتہد کے فتویٰ کفر کا کوئی اعتبار نہیں“ ہمارے غیر مجتہد علما نے خوارج کو کافر کہا ہے، نہ کہنا ہی صحیح ہے اور ثابت ہے مگر بہت سے علما سے تکفیر ہو گئی۔ مگر یہ غیر مجتہدین کا کلام ہے اور ان کے تکفیری فتوے کا کوئی اعتبار نہیں۔ لہٰذا مولانا احمد رضا خان صاحب کے فتوے سے سوادِ اعظم کی کیوں کر تکفیر ہو سکتی ہے، جب کہ مولانا مقلد تھے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

①-فرعون جیسا شخص جس کے حالت کفر پر غرق ہو جانے کے بارے میں امت کا اجماع ہے، مگر شیخ محی الدین ابن عربی نے ”فصوص الحکم“ میں اس پر مسلمان، مومن اور پاک وصاف بن کر دنیا سے نکل جانے کا حکم لگایا ہے۔ مولانا جامی اور علامہ جلال الدین دوانی نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ اور ملا علی قاری ”شرح فقہ

اکبر“ میں یہی کہتے ہیں اور شیخ مولانا عبد الحق محدث دہلوی ”تکمیل الایمان“ میں اور علامہ بحر العلوم عبد الحیٔ لکھنوی بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ اب تائید وتصدیق کرنے والے اور اختلاف کرنے والے حضرات پر کیا حکم لگاتے ہیں؟

②-یزید کو امام احمد بن حنبل کافر کہتے ہیں (کما قال ملا علی قاری) اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی ان کے مقلد ہیں، اس لیے ان کا مذہب بھی یہی ہے، مگر پھر بھی فاضلِ بریلوی اور ان کے مقلدین اس کو کافر نہیں کہتے (فقہ حنفی کے سبب سے) یہاں کیوں کف لسان ہے اور پھر ان سے بیعت بھی قائم ہے۔ کیا فاضل بریلوی کا فتویٰ امام احمد بن حنبل کے برابر ہو سکتا ہے، تو ہمارا کف لسان کیوں نامنظور ہے۔ پھر یہی نہیں...

③-اس مسئلہ پر تین گروہ ہیں اور تینوں اہلِ سنت ہیں (۱) کافر قطعی (۲) توقف (۳) مسلمان قطعی سمجھنے والے۔ پھر مسائل کفر واسلام میں شیوخ مرشدین کی اتباع نہیں ہے۔ ”المجتهد قد يخطى و قد يصيب“ از عقائد نسفی جب چاروں ائمۂ ہدیٰ کی اجتہادی رائے قطعی نہیں ہو سکتی تو دوسرے کیا حقیقت رکھتے ہیں اور فاضل بریلوی تو مقلد ہیں۔

④-سیدنا ابن مسعود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد التحیات میں (السلام عليك ايها النبى) کی جگہ (السلام على النبى) پڑھتے تھے (از بخاری)۔ مگر علماے امت نے اسے ان کی ذاتی رائے قرار دے کر ترک کر دیا۔ آپ نے معوذتین کو بھی قرآن میں شامل نہیں کیا، مگر کسی نے کفر کا فتویٰ نہیں دیا، پھر فاضلِ بریلوی کی انفرادی رائے دین وایمان کیسے بن سکتی ہے۔

⑤-امام اعظم پر خطیب بغدادی نے اور امام غزالی پر امام بقالی نے کفر کا فتویٰ دیا اور ان جلیل القدر ائمہ پر تکفیر کی تقلید وتائید کسی نے نہیں کی۔ منصور ابن حلاج پر چار سو علماے بغداد نے کفر کا فتویٰ ان کے مشہور قول ”أنا الحق“ پر دیا۔ مگر امام غزالی نے اس کی تاویل کی اور آپ کو ولی مانا حالاں کہ تکفیر کرنے والوں میں حضرت جنید بغدادی اور ابو بکر شبلی شامل ہیں جو موصوف کے بھی مرشد ہیں۔

⑥-علامہ تفتازانی (صاحب شرح عقائد) پر امام ابن الہمام نے حکم کفر لگایا، امام غزالی کو علامہ قاضی عیاض نے معتزلی قرار دیا۔ مجدد الف ثانی پر مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے کفر کا فتویٰ دیا، مگر انھیں کے شاگردوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ ان فتوؤں کے خلاف ان کے اقوال میں صحیح محمل نکالے اور ان کو بزرگ اور ولی مانا اور اساتذہ کی بات کو ظاہر بینی کہا، حالاں کہ ان کی تکفیر تنقیص رسالت وتوہین رسالت کی بنیاد پر ہوتی تھی پھر دوسرے کے صحیح محمل اور ان کے اقوال کی تاویل خود ان حضرات کی ضرر کیوں ناقابلِ قبول ہے؟

⑦-ابن عربی المعروف بہ شیخ اکبر پر بھی ملا علی قاری مکی نے ”شرح شفا“ میں کفر کا فتویٰ دیا اور لکھا کہ یہ

کہتا ہے میں سونے کی اینٹ ہوں اور حضور ﷺ چاندی کی اینٹ ہیں اور آپ مجھ سے **فیض** پائے ہیں، ان عبارتوں کے ظاہر پر توہین و تنقیص رسالت قرار دے کر کہنا ان کا ضرر کافروں سے زیادہ ہے۔ **مگر ملا علی قاری** کے شاگردوں نے ان کی انفرادی رائے قرار دے کر رد کر دیا۔

⑧-علامہ سعد الدین تفتازانی پر ان کی کتاب "شرح عقائد نسفی" کی ایک عبارت پر **امام ابن الہمام** نے قرآن کی توہین کا الزام دے کر کفر کا فتویٰ دیا مگر اہل علم نے تاویل کی اور رد کیا تو دوسروں کی **تاویل** کیوں منظور نہیں۔

⑨-ابوطالب کا حال ظاہر ہے فاضل بریلوی نے آپ کا خاتمہ علی الکفر ثابت کیا ہے اور **مولانا عبد القادر** بدایونی نے تصدیق کی ہے، مگر ساداتِ کرام مارہرہ اس کے بارے میں ساکت ہیں۔ خود **عبد القادر بدایونی پر** "سد الفرار" میں قطعی اجماعی کافر و مرتد ہونے کے احکام ہیں۔ ان کا سلسلۂ بیعت بھی منقطع **قرار دیا گیا، مگر** اسماعیل میاں صاحب نے "مفاضات طیبہ" میں آپ کو خاندان کا رکن رکین کہا اور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یاد کیا۔ **فاضل** بریلوی نے فتوے کو غلط سمجھا صرف کف لسان نہیں بلکہ مومن کہا، ان پر کیا حکم ہے؟

⑩-فاضل بریلوی نے جب مولوی اسماعیل پر صرف سکوت ہی نہیں بلکہ مومن کہا اور **محتاطین کو تکفیر** سے منع کیا حالاں کہ مولانا فضل حق خیر آبادی کے "تحقیق الفتویٰ" کی عبارت جس کو فضل رسول نے **اپنی کتاب** "سیف الجبار" میں نقل کیا ہے، جس میں "من شك في كفره فقد كفر" ہی کہا، اب **فاضل بریلوی** پر کیا حکم ہے؟ جو ان کے ممدوحین ہیں اور ان کی مدح میں قصیدہ بھی لکھا ہے۔

⑪-علمائے مجلس رام پور، مولانا سلامت اللہ، مولانا عبد الغفار، مولانا کرامت اللہ، **مولانا خلیل اللہ** خان صاحب، مولانا نصیر (اللہ والے) نے "ازم شیریں" بجواب رمز شیریں مطبع **انجمن اختر الاسلام نے** ۱۳۳۲ھ میں شائع کیا۔ مندرجہ بالا اشخاص کا نام لکھ کر صاف صاف "حسام الحرمین" کے **فتوے کا رد کیا اور** غلط بیانی پر مشتمل بتایا۔ ان تمام علما کو بریلوی حضرات مومن کہتے ہیں۔

⑫-حضرت مولانا عبد الحیٔ لکھنوی (اغلاط قاسمیہ) میں ان کے دستخط و مہر موجود ہیں **اور مولانا عبد** القادر بدایونی کی بھی تصدیق ہے، انھوں نے "تحذیر الناس" کے مصنف کے متعلق کوئی ایسا حکم **نہیں لگایا جو** حسام الحرمین کے موافق ہو، انھوں نے علمائے دیوبند کو مسلمان کہا، یہ سب فاضل بریلوی کے **ہم عصر ہیں اور** فاضل بریلوی ان کے معتقد ہیں، ان کو بریلوی حضرات مسلمان ہی کہتے ہیں۔ مبارک پور اور جودھ **پور کا فتویٰ** آج بھی تازہ موجود ہے۔ اس اعتبار سے فاضل بریلوی پر کیا تکفیر کا حکم لگائیں گے؟

⑬-حضرت مولانا جلال الدین رومی نے مثنوی میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے **ایک چرواہے**

کے متعلق کفر کا فتویٰ دیا، مگر اس کا بھی وحی کے ذریعہ رد کر دیا گیا، کیوں کہ ہر ایک کا اندازِ بیان الگ ہوتا ہے، اعتبار نیتوں کا ہوتا ہے۔

⑭-ایک شخص نے کہا "میں جنت کا امیدوار نہیں ہوں، نہ میں خدا سے ڈرتا ہوں اور نہ میں دوزخ سے ڈرتا ہوں، میں مردہ کھاتا ہوں، بغیر رکوع و سجود کے نماز پڑھتا ہوں، بے دیکھی چیزوں کی گواہی دیتا ہوں، حق کو مبغوض رکھتا ہوں، فتنے سے محبت رکھتا ہوں اور ان تمام اقوال کی امام اعظم نے تاویل کی اور کفر کا فتویٰ لگانے سے **انکار کر دیا۔ ان عبارات و دلائل** کی روشنی میں ایک مومن سے سوال ہے، کیا مسئلۂ تکفیر میں تقلید کی راہ نظر آتی ہے۔ اگر تکفیر ضروری ہوتی تو ان جلیل القدر عظیم الشان علمائے امت کے درمیان اختلاف ہرگز نظر نہ آتا۔ خدارا اہل ایمان کو کافر کہنے سے قبل ذرا غور تو کرو۔

الجواب

آپ نے مشہور چار سو بیس خلیل احمد بجنوری ثم بدایونی کی کتاب "انکشاف" کا جو اقتباس میرے پاس بھیجا ہے، اس بہانے کے لیے کہ اس تفصیل کی روشنی میں دیوبندیوں کی تکفیر سے کف لسان کیا جائے تو پھر لازم آئے گا کہ نہ قادیانیوں کو کافر کہنا جائز نہ نیچریوں کو بلکہ معاذ اللہ، معاذ اللہ کوئی اگر کہے کہ میں نبی ہوں یا معاذ اللہ صد ہزار بار معاذ اللہ اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دے اور اپنے آپ کو مسلمان کہے اس کو بھی کافر کہنا درست نہ ہوگا۔ یہ سوال خلیل احمد کے یہاں اس کی زندگی میں ہی بذریعہ رجسٹری بھیجا جا چکا ہے، مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا اور نہ اس کا حامی اس کا جواب دے سکتا ہے۔ یہ شخص بجنور کا رہنے والا تھا اور درپردہ ہمیشہ سے وہابی تھا۔ وہابیوں نے بدایوں میں وہابیت پھیلانے کے لیے اس کو بھیجا۔ بدایوں پہنچ کر بہت سخت متشدد سنی بنا رہا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا بڑا جاں نثار بنا رہا۔ مارہرہ شریف حضرت تاج العلما مولانا سید **محمد** میاں قدس سرہ سے مرید ہوا۔ بظاہر متقی پرہیزگار بھی بنا رہا۔ لیکن اب اس کے شاگردوں نے انکشاف کیا کہ وہ ان دنوں بھی بلا استثنا تمام علمائے اہل سنت کی غیبت کرتا ان کو جاہل بتاتا اور ان کے بالمقابل علمائے دیوبند کی لمبی چوڑی تعریفیں کرتا ایسے قابل تھے ویسے قابل تھے، مگر کیا بتائیں گمراہ ہو گئے۔ پیری مریدی کا بھی دھندہ شروع کر دیا۔ جب دیکھ لیا کہ مریدوں کی اچھی خاصی تعداد پیدا ہو گئی ہے اور مریدوں کی بھیڑ اکٹھا ہے تو رفتہ رفتہ اپنی وہابیت کا اعلان کیا۔ اس کے بعد دیوبندی اس کو جگہ جگہ لے کر گھومے اور نذر و نذور کے دروازے کھول دیے۔ اس نے جو ایک لمبی فہرست تکفیر اور عدم تکفیر کی پیش کی ہے اس فہرست میں جن حضرات نے جن حضرات کی تکفیر کی اس میں یا تو غلط فہمی کو دخل تھا یا جو کفر ان کی طرف منسوب تھا وہ انتساب ہی صحیح نہیں تھا۔ سب پر کلام کرنے کے لیے سیکڑوں صفحات چاہیے۔ آپ کے اطمینانِ خاطر کے لیے ایک

مثال عرض کر دیتا ہوں۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی قدس سرہ کی تکفیر علما نے ان کلمات کی بنا پر کی ہے جو فصوص الحکم وغیرہ میں ہے کیوں کہ یہ کتاب ان کی طرف منسوب تھی، اس میں وہ کلمات تھے اور اب بھی ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ ان کی کتاب میں الحاق ہے۔ جیساکہ در مختار و شامی وغیرہ میں تصریح ہے۔ جب علما کا ذہن اس طرف گیا اور اس کی تحقیق کرلی کہ کلمات کفر الحاق ہیں تو ان کی تکفیر سے انکار کیا، بخلاف چاروں اکابر دیوبند کے کہ ان میں سے ہر ایک کو اس کا اقرار ہے کہ یہ کفری عبارتیں ہماری ہی ہیں اور مصنفین نے اپنی زندگی میں اس کا اقرار کیا اور آج تک پوری دیوبندی برادری کو اس کا اقرار ہے، لہذا ان کو الحاق نہیں کہہ سکتے۔ پھر یہ چاروں عبارتیں کفری معنی میں متعین ہیں، سوائے کفر کے ان کا اور کوئی معنی نکلتا ہی نہیں۔ ان عبارتوں کے مصنفین بھی کوئی ایسا معنی نہیں بتائے جو کفر نہ ہو، جو معنی بھی بتائے وہ کفر ہی نکلے۔ اس پر تقریبًا ایک صدی کی جانبین کی بحثیں شاہد ہیں۔ خود اس بجنوری سے خود بدایوں میں مناظرہ ہوا تو ان عبارتوں کی کوئی تاویل نہ کر سکا۔ تو چوں کہ یہ عبارتیں کفری معنی میں متعین ہیں، ان کا کوئی ایسا محمل نہیں جو کفر نہ ہو اور قطعی طور پر ان مصنفین کی عبارتیں ہیں اس لیے ان مصنفین کا کافر ہونا قطعی ہے۔ ان عبارتوں پر ایک صدی کی جانبین کی بحثوں کا حاصل میں نے اپنی کتاب "منصفانہ جائزہ" میں لکھ دیا ہے۔ آپ اس کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابن عبدالوہاب نجدی پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم

مسئولہ: غلام محی الدین عازم صدر مدرس درس گاہ غوثیہ پلوامہ کشمیر - ۴ / شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ

(حاشیہ) ❶ - جواب الجواب للمفتی الجاهل الكذاب.

يا جاهلا بامور الدين واشتهرا	بالعلم ظلما اضعت الشمس والفقرا
افسدت دين عباد الله متبعا	اخاك ابليس فى اضلال من كفرا
تسب عاصمة الاسلام مملكة	منها لاطراف دنياك الهدىٰ
ان الرياض لها شان تطيع لهاالدنيا	و ذلك توحيد الذى قهرا
فيها المشائخ اقطاب الهداة بهم	سلامة الدين يتلون الهدىٰ زمرا
فالنجد مركز أهل الدين ترسلهم	إلى الجهات تبليغ الذي أمرا
وكان منع دعاء الخير قصته	لما مسيلمة الكذاب قد ظهرا
كان الدعاء وكان المنع مصلحة	في عصره وفق ماقد ذاع واشتهرا
لوكان خير الورىٰ يدعو لمملكة	لاشك في كونه للنجد قد صدرا
أطع النجد ولا تــركن إلى أحد	يذمها فهو شيــــطان وكن حذرا

❷ - تلميح الى ما اورده الكاتب الغاشم ان الرسول صلى الله تعالىٰ عليه وسلم دعا لليمن والشام ولم يدع لنجد (ناشر) القصائد المحموديه ص:۷۰ الطبعة الاولىٰ ربيع الاول ۱۳۸۴ھ مطبوعة دارالاصفهانى وشركاه جده سعودى عربيه.

سوال: حضرت مفتی اعظم الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور مد ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مندرجہ صدر اشعار شیخ محمود بن نذیر طرازی کے ہیں جو ایک ترکستانی عالم ہے اور مدینہ منورہ میں حکومت سعودیہ کا ملازم ہے۔ یہ اشعار اس نے ایک اہل سنت عالم مصنف سل الصوارم الصمدیہ علی الوهابية النجديه کے ردّ میں لکھے ہیں۔ اس نے نظم و نثر میں اس طرح کے کئی اور رسائل لکھے ہیں جن میں ان اہل سنت علما کی شدید مذمت کی ہے جنھوں نے نجدیت، وہابیت کے خلاف کچھ لکھا ہے۔ اسی محمود طرازی کا ایک مرید مولوی قاسم شاہ بخاری یہاں کشمیر میں خوش اعتقاد ایک سنت حنفیوں کی جماعت انجمن تبلیغ الاسلام کا سربراہ اور حنفی عربی کالج کا مہتمم بنا ہے۔ یہ شخص اس نجدی عالم محمود طرازی کا مرید ہونا اپنے لیے باعث افتخار سمجھتا ہے۔

کیا ایسے شخص کو سنی حنفی مسلمانوں کی جماعت کا صدر اور حنفی عربی کالج کا مہتمم بنانا جائز و درست ہے، مسلک حقہ حنفیہ کے مطابق جواب عنایت فرماکر ممنون فرمائیے۔

الجواب

ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے ہم عقیدہ متبعین پر بوجوہ کثیرہ کفر لازم اور جمہور فقہا کے نزدیک بلا شبہہ یہ دین سے خارج۔ ابن عبدالوہاب نجدی کے کفری عقائد میں سے چند ذہن نشین کر لیجیے۔ مولوی حسین احمد عرف مدنی سابق صدر مدرسہ دیوبند اپنی کتاب شہاب ثاقب میں ص: ۴۲ / پر لکھتے ہیں اب میں وہابیوں کے چند عقائد عرض کرتا ہوں۔

(۱) محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم اور تمام مسلمین مشرک و کافر ہیں، اور جو مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر جیساکہ حدیث شریف میں تصریح ہے۔

(۲) شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے (ص: ۴۷) مسلمان بچہ بچہ جانتا ہے کہ شانِ نبوت میں ادنیٰ سی گستاخی کفر ہے چہ جائے کہ نہایت گستاخی۔ علامہ شامی وغیرہ

نے نقل فرمایا:

"أجمع المسلمون على أنّ شاتمهٗ كافر من شكَّ فی عذابه وكفره كفر"(۱)

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے، جو اس کے عذاب وکفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔

ایسے بد عقیدہ لوگوں سے میل جول، سلام وکلام حرام۔ قرآن مجید میں ہے:

"فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین"(۲)

تفسیرات احمدیہ میں ہے:

"انّ القوم الظالمین یعم الکافر والفاسق والمبتدع"(۳)

ظالمین سے مراد کافر فاسق بد عقیدہ سب ہیں۔

حدیث میں ہے:

"سیاتی اقوام یسبّو نهم وینقصونهم فلا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولاتناكحوهم.(عقيلي و ابن حبان)"(۴)

ایک قوم پیدا ہوگی جو میرے اصحاب کی شان گھٹائے گی انھیں برا کہے گی۔ ان کے ساتھ نہ اٹھنا بیٹھنا نہ کھانا پینا۔

دوسری حدیث میں ہے:

"والتمسوا رضا الله بسخطهم وتقربوا إلى الله بالتباعد عنهم."(۵)

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔

یہ احکام صحابہ کرام کو برا کہنے والے اور فساق وفجار کے ہیں تو جو شانِ نبوت میں گستاخ ہو اور عقیدۃً فاسق بلکہ کافر ہو اس کا حکم کتنا سخت ہوگا۔ تیسری حدیث میں صاف صاف فرمایا:

"إيّاكم و إياهم لايضلونكم

ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو ایسا نہ

(۱) شامی کتاب الجهاد باب المرتد ص:۳۷۰، ج:۶، لبنان.
(۲) قرآن مجید، پاره: ۸، آیت: ۶۸، سورة الانعام.
(۳) تفسیرات احمدیه، ص:۲۵۵، اشرفی بك ڈپو.
(۴) المستدرك للحاكم ، ص:۶۳۲، ج:۳، السنة لابن عاصم، ص:۴۸۳، ج:۲.
(۵) الجامع الصغير لأحاديث البشيرالنذير، ص:۱۱۴، ج:۱، مطبوعه ميمنيه مصر.

ولا یفتنونکم."(۱)

ہو کہ تمھیں یہ گمراہ کردیں، اور تمھیں فتنہ میں ڈال دیں۔

یہ قاسم شاہ بخاری جو طرازی جیسے خبیث وہابی کا اپنے کو مرید بتاتا ہے اور اس کا ہم عقیدہ ہے، ضرور وہابی نجدی ہے۔ اسے مسلمانوں کے کسی ادارے انجمن وغیرہ کا صدر بنانا حرام۔ صدر بنانا تو بڑی بات ہے ممبر تک بنانا حرام جب اس سے میل جول، سلام کلام تک جائز نہیں، تو صدر، ممبر بنانا کہاں تک جائز ہوگا مسلمانوں پر واجب کہ اسے فوراً الگ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے کفریات ایسے نہیں کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو۔

مسئولہ: انجمن حب رسول کمیٹی، چھوٹی بازار، بندکی، ضلع فتح پور (یو۔پی۔)

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں:

مولوی رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی، عبد الوہاب نجدی وغیرہ وغیرہ کے بارے میں کفر کا فتویٰ ہے۔ زید اس کے کافر ہونے سے انکار کرتا ہے تو زید کو کافر کہا جائے یا نہیں؟

الجواب

ابن عبد الوہاب نجدی کے کفریات ایسے نہیں کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہو۔ البتہ گنگوہی، تھانوی کے کفریات ایسے ہیں کہ ان پر مطلع ہونے کے بعد جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے گا وہ کافر ہے۔ یہ شخص اگر ان دونوں کے کفریات پر مطلع ہے، پھر بھی انھیں کافر نہیں کہتا، تو ضرور کافر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ خراب تھا لیکن اس کے باپ کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئولہ: مولانا منظور الحسن، موضع بالی بتھنہ مدھول پوسٹ بکسر، وایا مہوا، ویشالی، بہار

مسئلہ - علامہ رد المحتار فرماتے ہیں: کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب. الخ. اور فرقۂ وہابیہ کو وہابی کہتے ہیں جب کہ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ خراب تھا، وہ مرتد وکافر ہوگیا، لیکن عبد الوہاب تو صحیح

(۱) مشكوٰة شريف باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ص:۲۸، مجلس بركات.

العقیدہ تھا تو علامہ رد المختار عبد الوہاب کیوں فرماتے ہیں، نیز ہم سارے لوگ ملزم نہیں ٹھہریں گے کہ صحیح العقیدہ انسان کو غلط بلکہ کفر و ارتداد تک کا قولاً حکم فرما رہے ہیں؟

الجواب

اس عبد الوہاب کے بارے میں بھی ایسی روایتیں ہیں کہ یہ بھی اپنے بیٹے کے عقیدے پر تھا۔ حضرت علامہ محمد امین ابن عابدین شامی اس کے زمانے سے قریب تھے بلکہ ایک حد تک معاصر تھے۔ اس لیے انھیں عبد الوہاب کے بارے میں تحقیق رہی ہوگی تو انھوں نے وہ لکھا، البتہ عبد الوہاب کی کوئی تصنیف نہیں اور نہ اس کو کوئی شہرت و قوت حاصل ہوئی۔ اس کے بیٹے نے کتابیں لکھیں اور آل سعود سے معاہدہ کر کے فوج کشی کی اور باقاعدہ ایک حکومت قائم کر لی اس لیے یہی مشہور ہوا، اور اسی کو وہابیت کا بانی کہا جانے لگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

اسرار الحسن اعظم گڑھی کا عقیدہ کیا تھا؟ سید احمد رائے بریلوی پر حکم کفر نہیں۔

مسئولہ: محمد شمس الدین انخی ٹاٹا ملکیرا کولیری، محلہ کرم دھوڑا، پوسٹ ملکیرا، ضلع دھنباد، بہار - ۴، اگست ۱۹۹۸ء

مسئلہ- آبروے سنت، تاج دار علم و حکمت، قبلۂ مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
حضرت کی دعائیں سایہ فگن ہیں اور یہ سعادت اللہ جل شانہ تا قیامت قائم رکھے۔

عرصہ دو تین ماہ قبل ایک عریضہ خدمت میں ارسال کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ جس میں ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی جانب حضرت کا ذہن مبذول کرانے کی جسارت کی گئی تھی اور اس پر شرعی احکام کے علاوہ کچھ حوالوں کے ذریعہ روشنی ڈالنے کی درخواست کی تھی۔ نیز یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ اس کے لیے نہایت ہی سادہ سلیس اور آسان عام فہم زبان یا جملے استعمال کرنے کی کرم فرمائی کریں گے۔ ساتھ میں ہم نے جوابی لفافہ پتہ لکھا ہوا ارسال کیا تھا۔ مگر غالباً یہ ہماری بدقسمتی ہی ہے کہ اب تک جواب سے محروم ہوں۔

مسئلہ بہت ہی اہم ہی نہیں بلکہ خاص توجہ دینے کا متقاضی ہے۔ اب ایک بار اور بھی تضیع اوقات کے لیے معافی کے ساتھ عرض گزار ہوں کہ جتنا جلد ممکن ہو اس پر روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔ ہدایت اور روشنی کے لیے بارگاہ حضرت سے امید قوی رکھے ہوئے ہوں۔ عریضہ یہ تھا۔

ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں مختلف فکر و ذہن کے علاوہ عقیدۂ باطلہ لے کر اپنے زہریلے اور سحر انگیز مشن کو پھیلانے میں کامیاب ہو رہے ہیں اور چوں کہ یہ مسئلہ اعظم گڑھ کے ایک مولوی سے متعلق ہے جو اسرار الحق کے نام سے موسوم ہے، سلسلہ عالیہ چشتیہ ظاہر کرتا ہے اور حامد حسن علوی اور محمد سعید خان

صاحب کو ملجا و ماویٰ بتا کر اپنے طاغوتی اثر و رسوخ سے کام لے کر ان پڑھ جاہل جوہر (دیہات اور گاؤں اور قصبوں پر مشتمل ہے) طبقات کو شیطانی مزاج دینے میں دن رات لگا ہوا ہے اور اس کے جاہل گرگے اس کے مشن کو کامیاب بنانے میں سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ اس منحوس اور بد طینت کے خونی جبڑوں کا شکار ہونے کے لیے ہم کو بے یار و مددگار نہ چھوڑ دیں گے۔ وہ متصل جامع مسجد اعظم گڑھ یو۔ پی۔ پن (۲۷۶۰۰۱) اپنا پتہ دے کر رابطہ رکھے ہوئے ہے۔ بہر حال ان جاہل، ان پڑھ دیہاتی دہقانوں پر آپ پہلی فرصت میں کرم ضرور فرمائیں گے۔ ایسا امید قوی ہے۔ فقط۔

نوٹ:- چوں کہ مسئلہ آپ کے شہر ہی سے متعلق ہے اور بمصداق لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔ اعظم گڑھ ہی سے اعظم گڑھ کے ان بدکردار حضرات کی تردید بہت زیادہ موثر ہوگی۔ اس لیے حوالہ میں اعظم گڑھ کے علاوہ دیگر علاقہ جات کے ان کے لیے خیالات و نظریات کیا ہیں ضرور ارشاد فرمائیں گے۔

الجواب

مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس کے پہلے میں نے آپ کو اسرار الحسن کے بارے میں جو مجھے معلومات تھی لکھ بھیجا تھا۔ شاید آپ کو میرا جواب نہیں ملا۔ اس خادم کا طریقہ یہ ہے کہ اعتقادی مسائل کے لکھنے میں حتی الوسع تاخیر نہیں کرتا۔ فروعی مسائل پر ان کو ترجیح دیتا ہے۔ اسرار الحسن بہت ہوشیار اور چالاک انسان تھا۔ گفتگو میں اس کو کوئی پکڑ نہیں سکتا تھا۔ اس کی کوئی تصنیف بھی نہیں جس سے اس کے بارے میں حوالہ کے ساتھ کوئی بات کہی جا سکے۔ حتی کہ اس کے مریدین کسی دوسرے کو اس کا شجرہ بھی نہیں دکھاتے اور یہاں شہر میں یا اس کے ملحقات میں اس کا کوئی اثر نہیں جو کچھ اثر ہے، باہر ہے۔ بڑی مشکل سے اس کا ایک شجرہ ملا۔ اس کے شجرہ میں اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد کا بھی نام ہے۔ اسی سے ظاہر ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ نہیں۔ سید احمد پر اگرچہ کفر کا فتویٰ نہیں۔ قطعی یقینی طور پر اس کا کفر ثابت نہیں۔ مگر مولوی اسماعیل دہلوی نے "صراط مستقیم" کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اس کے پیر سید احمد کے ملفوظات ہیں۔ صراط مستقیم میں کفریات کثیرہ ہیں مگر ان کی بنا پر کوئی حکم عائد نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے کہ اسماعیل دہلوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے اور رد و بدل بھی کیا ہے۔ اس لیے اس کی بنا پر سید احمد پر حکم کفر نہیں لگایا جا سکتا۔ لیکن سید احمد کے حالات جو اس کے سوانح میں لکھے ہیں، اس سے یقینی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مشتبہ آدمی تھا۔ وہابیت اس پر غالب تھی۔ مورخین اس پر متفق ہیں کہ جب تھوڑی سی قوت پا کر اسماعیل دہلوی اور سید احمد نے سرحد کے پٹھانوں کو وہابیت پر مجبور کیا تو وہ بھڑک گئے اور بہتوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ "سیف الجبار" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور سید احمد کے نام پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لفظ تجویز ہوا اور فقہا پر لعن، طعن و تشنیع کتب حنفیہ پر برملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس سے تعرض شروع کیا۔ ہر چند معزز آدمیوں نے سمجھایا بجھایا، وہ بیچارے تنگ آئے اور مشورہ کیا کہ ہم نے سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس بنایا۔ یہ لوگ جو معاملہ کافروں سے چاہتے ہمارے اوپر جاری کرتے ہیں، سکھ کے مقابلے میں اس نامردی سے بھاگے اور مسلمانوں کے جان و مال پر اس قدر دلیری کرتے ہیں دین و ایمان کا بھی ان کے کچھ ٹھکانہ نہیں ہے...(ان کو) رفع کیا چاہیے۔ آخر کو مسلمانوں کو جتنے آدمی ہم راہیِ مولوی اسماعیل کے جہاں جہاں متعیّن اور ظلم و اجراء حکم دین جدید میں مشغول تھے ایک مرتبہ سب کو مار ڈالا۔"

اقول: واضح ہو کہ یہ سب کچھ سید احمد کے حکم اور مرضی سے ہوا، اس لیے مولوی اسماعیل دہلوی وغیرہ نے سید احمد کو امیر المومنین بنایا تھا۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے "تحریک بالاکوٹ، امتیاز حق، تاریخ تنبولیان" وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

غرض کہ اس قدر ثابت ہے کہ سید احمد اسماعیل دہلوی کی تحریک کے حامی تھے۔ اس لیے سید احمد کم از کم انتہائی مشتبہ شخص ہے اور واقعات کی روشنی میں اسے وہابی کہے بغیر چارہ نہیں۔ جب اسرار الحسن کے شجرہ میں ایسا مشتبہ اور بظاہر وہابی شخص ہے تو کم از کم اسرار الحسن کے بارے میں یہ یقین حاصل ہی ہو جاتا ہے کہ یہ شخص سنی نہیں تھا، مشتبہ وہابی تھا۔ مزید برآں بطریق تواتر یہ ثابت ہے کہ اسرار الحسن دیوبندیوں کے چاروں اکابر، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، اشرفعلی تھانوی اور حسین احمد ٹانڈوی کا بہت مداح تھا اپنی نجی مجلسوں میں ان کی ولایت و کرامت کے فرضی قصے بیان کرتا تھا اور عرس، نیاز، فاتحہ، میلاد و قیام کا منکر تھا اگرچہ یہ بھی روایت ملی ہے کہ کہیں کہیں نیاز، فاتحہ بھی کر لیتا تھا میلاد و قیام بھی کر لیتا تھا لیکن دیوبندیوں سے مستبعد نہیں مولوی اشرف علی تھانوی ۱۲؍ سال تک کانپور میں علانیہ میلاد و قیام کرتے رہے، نیاز و فاتحہ کرتے رہے۔ الجمعیت کے شیخ الاسلام نمبر میں ہے کہ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے خود اس کی ہدایت کی ہے کہ بمصلحت ایسا کر لیا کرو۔ اس لیے میں نے بارہا برملا اس کا اظہار کیا ہے کہ اسرار الحسن اعظم گڑھی سنی نہیں تھا۔ اندر اندر وہابی تھا اور اب تو وہ مر گیا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے ایک فتنہ چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے شر سے بچائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۷؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ)

شاہ غلام محی الدین، شاہ بدر الدین کس عقیدے کے تھے؟

مسئولہ: عبد المنعم قادری مجیبی نعمت کتب خانہ مدرسہ گیٹ، بائسی، پورنیہ، بہار

مسئلہ- خانقاہِ عالم پناہ مجیبیہ پھلواری شریف کے بزرگانِ دین و اسلاف کے بارے میں کیا کہتے ہیں، وہ لوگ مسلمان ہیں یا نہیں۔ اگر مسلمان نہیں ہیں تو کب سے؟

الجواب

شاہ امان اللہ صاحب اور عون احمد صاحب سے پہلے جو پھلواری شریف کے بزرگ تھے مثلاً شاہ غلام محی الدین، شاہ بدر الدین، ان کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ وہ سنی صحیح العقیدہ تھے۔ دیوبندیوں اور وہابیوں سے الگ تھلگ تھے اور ان دونوں سے پہلے جو بزرگ وہاں گزرے ہیں وہ بہر حال ہمارے بھی بزرگ اور بلا شک و شبہہ صحیح العقیدہ سنی تھے۔ شاہ غلام محی الدین اور شاہ بدر الدین کے بارے میں اب پھلواری کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ دیوبندی سرغنہ کی کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو مسلمان جانتے تھے، لیکن اس خصوص میں ان لوگوں کی روایت شرعی ثبوت نہیں کہ منت اللہ رحمانی کے اثر سے متاثر ہو کر یہ لوگ دیوبندیوں کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہو چکے ہیں اور ہمیں حکم ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ حسن ظن رکھا جائے اور اس کے ہر فعل کی اچھی تاویل کی جائے۔ اس بنا پر ہم یہی کہتے ہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر اطلاع نہیں تھی، اس لیے وہ معذور ہیں۔ لیکن شاہ امان اللہ صاحب اور عون احمد صاحب کے بارے میں قطعی یقینی بطور تواتر یہ بات ثابت ہے کہ یہ دونوں دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کو عالم دین اور بزرگ مانتے تھے۔ اس لیے اب پھلواری شریف کے موجودہ پیر صاحبان کا حکم وہی ہے جو دیوبندیوں کا ہے۔ یعنی علمائے حرمین طیبین کے ۳۳؍ حضرات اور ہند و سندھ کے ڈھائی سو اجلۂ علمائے اہل سنت اور مشائخ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو دیوبندیوں کی ان کفری عبارتوں پر جو تحذیر الناس ص:۲۸،۴،۳،۲؍ پر ہیں اور براہین قطعہ کی ص:۵۱ والی عبارت پر اور حفظ الایمان کی ص:۷ والی عبارت پر مطلع ہوتے ہوئے ان عبارتوں کے لکھنے والوں، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی کو مسلمان جانے، ان کو بزرگ مانے، یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ اب جب کہ شاہ امان اللہ صاحب اور عون احمد صاحب کے بارے میں یہ قطعی یقینی طور پر معلوم ہے کہ یہ لوگ دیوبندیوں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو کافر نہیں کہتے، مسلمان جانتے ہیں نہ صرف مسلمان بلکہ بزرگ مانتے ہیں، لہٰذا یہ لوگ بھی ضرور کافر ہیں۔ شفا، اس کی شروح، درر، غرر، الاشباہ والنظائر، تنویر الابصار، در مختار وغیرہ میں ہے کہ جو شخص کسی نبی کی توہین کرے وہ ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے خود کافر۔ عون احمد صاحب کے بارے میں یہ بالکل مشہور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شاہ امان اللہ پھلواری اور ان کے مریدین پر کیا حکم ہے؟

مسئولہ: روشن القادری، مدرسہ مفتاح العلوم، نالا روڈ، راور کیلا، اڑیسہ -- ۲۰ محرم ۱۴۲۱ھ

مسئلہ -- ❶ -- شاہ امان اللہ صاحب پھلواری کا عقیدہ و مسلک کیا تھا؟ وہ وہابیوں اور دیوبندیوں کی تکفیر کے قائل تھے یا نہیں؟

❷ -- شاہ امان اللہ صاحب سے مرید ہونا درست تھا یا نہیں۔ جو لوگ مرید ہو گئے ان سے سلام وقیام شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ وہ انتقال کر جائیں تو ان کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے یا نہیں۔ نیز پڑھنے اور پڑھانے والوں کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

❸ -- شاہ امان اللہ صاحب کے مریدین گمراہ ہیں یا خارج از اسلام، جب کہ ان میں سے اکثر کم پڑھے لکھے اور جاہل ہیں، لیکن تمام مراسمِ سنت ادا کرتے ہیں۔ سنی حضرات ایسے لوگوں کو اپنی جماعت میں شامل رکھیں یا انھیں جماعت سے علاحدہ کر دیا جائے۔ جواب عطا فرمائیں۔

الجواب

❶ -- تحقیق سے ثابت ہے کہ شاہ امان اللہ پھلواری دیوبندیوں کے ان چار اکابر کو جنھوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور حضور اقدس ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کیں۔ یعنی رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی کو مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ عالم دین بزرگ مانتے تھے ان کے ناموں کے ساتھ "رحمۃ اللہ" لگاتے تھے جب کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ انھوں نے اپنی کتابوں میں کفریات بکے ہیں۔ جن پر علماے حل و حرم نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ کافر ہیں جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے، ایسی صورت میں یہ بات واضح ہے کہ امان اللہ صاحب اپنے باپ دادا کی رسم منانے کے طور پر یا اپنی پیری مریدی کے کاروبار کو چمکانے کے لیے عرس نیاز و فاتحہ میلاد وغیرہ کرتے تھے اور اندر اندر ان کا عقیدہ وہی تھا جو دیوبندیوں کا ہے۔ انسان بزرگ اسی کو مانتا ہے جو اس کا ہم عقیدہ ہو، ایسی صورت میں امان اللہ پھلواری بلاشبہہ کافر و مرتد دین سے خارج تھے اور ان کا وہی حکم ہے جو دیوبندیوں کا ہے جو لوگ ان سے مرید ہیں۔ ان کی بیعت صحیح نہیں ان سب پر واجب ہے کہ بیعت فسخ کر دیں اور کسی سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط بیعت پیر سے مرید ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-❸ اب تو امان اللہ مر گئے اب ان سے مرید ہونے کا کیا سوال البتہ جو لوگ ان سے مرید ہو چکے ہیں ان سب پر فرض ہے کہ بیعت فسخ کریں اور کسی سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط پیر سے مرید ہوں ان کے

مریدین میں جو لوگ ان کے ظاہر حال عرس، نیاز، فاتحہ دیکھ کر یہ سمجھ کر کہ یہ سنی پیر ہے مرید ہو گئے وہ قابل درگزر ہیں ان کے ساتھ میل جول کرنے میں حرج نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ ان لوگوں کو اصل حال سے واقف کیا جائے ان کو نرمی سے سمجھایا جائے، حکم شرعی بیان کیا جائے۔ امان اللہ کی تقیہ بازی کو بتایا جائے اور رہ گئے وہ مریدین جو امان اللہ کے اصل عقیدے سے واقف تھے انھیں پوری تفصیل، قطعی، یقینی ذرائع سے معلوم تھی کہ وہ دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو مسلمان جانتے تھے، مسلمان ہی نہیں بزرگ جانتے تھے ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لگاتے تھے، پھر بھی ان سے مرید ہوئے ان کا حکم یہ ہے کہ پہلے ان کو سمجھایا جائے ان کے شبہات دور کیے جائیں مان جائیں فبہا ورنہ ان سب کا حکم یہی ہے کہ جو دیوبندیوں کا ہے ان کے پیچھے نماز صحیح نہیں ان سے میل جول سلام کلام گناہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پھلواری پیروں اور ان کے مریدوں پر کیا حکم ہے؟ صریح متعیّن میں کوئی تاویل نہیں سنی جا سکتی۔ جو اپنے ایمان میں شک کرے وہ کافر۔

مسئولہ: محمد عیسیٰ برکاتی مدرس دار العلوم حنفیہ جنک پور دھام نیپال

مسئلہ -- کیا فرماتے ہیں علماے دین ان مسائل میں کہ علماے پھلواری جو علماے دیوبند کی تکفیر کے قائل نہیں اور کہتے ہیں احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی تکفیر نہ کی جائے، ان خبثاء کی تکفیری عبارت بتائی گئی تو جواب میں مولوی عوان احمد نے کہا کہ ان عبارتوں کو گندی کہ، سکتے ہیں کفری نہیں اور ان عبارتوں کی تاویل ہے اور ابھی میرے پاس فرصت نہیں کہ ان کی تاویل کروں اور نہ یہ میرے اسلاف کا طریقہ رہا ہے کہ اس کے پیچھے پڑوں۔ انتھی۔

ایک دوسرے پھلواری شریف کے عالم سے گفتگو ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ زیادہ بحث کی حاجت نہیں علماے دیوبند ہوں یا علماے بریلی دونوں خطا پر ہیں، علماے بریلی افراط کی طرف گئے ہیں اور علماے دیوبند تفریط پر اور میرا مذہب اور میرے اسلاف کا خیر الامور اوسطہا ہے۔

ایک اور پھلواری عالم سے اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی کے کفر و اسلام کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ میں اپنے بارے میں جب نہیں بتا سکتا کہ صحیح معنوں میں میں مسلمان ہوں تو دوسرے کے بارے میں کیا بتا سکتا ہوں۔

ایک اور پھلواری سے تعلق رکھنے والے عالم سے گفتگو ہوئی تو انھوں نے بتایا کہ میں علماے دیوبند کی

تکفیر کرتا ہوں پھر ان سے کہا گیا کہ عون احمد و امان اللہ توان کی تکفیر نہیں کرتے تو آپ ان پر کیا حکم لگاتے ہیں اور آپ کیوں ان لوگوں سے عقیدت رکھتے ہیں کیوں ان کا ہاتھ چومتے ہیں کیوں لوگوں کو مرید کراتے ہیں تو کہتے ہیں یہ سید ہیں ان کے پاس اس کا کوئی جواب ہوگا تاویل ہوگی۔

ایک اور ہمارے علاقے میں حافظ زاہد حسین نامی پھلواری کے مرید ہیں اور پھلواری کے بڑے ہی عقیدت مند ہیں ۱۳۹۶ھ میں جنک پور دھام میں اور سیتا مڑھی میں جلسہ ہوا انھیں جلسوں کے موقع پر چند اشخاص پھلواری کی بیعت توڑ کر حضور سید العلما اور حضور مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پر ست پر بیعت ہوئے، حضرت سے عرض کیا گیا کہ یہ پھلواری کے مرید ہیں جب بھی ان اشخاص کی بیعت لی اس کے بنا پر حافظ صاحب مذکور کو بڑا غصہ آیا اور پھلواری اپنے پیرزادے کے پاس اس مضمون کا خط لکھا کہ جنک پور مرغیا چک میں جلسے ہوئے ان جلسوں میں پھلواری پیروں کی بڑی دھجیاں اڑائی گئیں، پھلواری کے مریدوں کی بیعت توڑوا توڑوا کر کافی تعداد میں آلِ مصطفیٰ ممبئی اور مفتی اعظم ہند کے ہاتھوں پر مرید کرایا گیا یہ لوگ دوسرے کے مریدوں کو بھی مرید کر لیتے ہیں اور آپ حضرات کسی کے مرید کی بیعت توڑ کر مرید نہیں کرتے۔ علماے بریلی تقریر کے ذریعہ لوگوں کا دل موہ لیتے ہیں اور آپ لوگ تو تقریر بھی نہیں کرتے اس لیے لوگ کہتے ہیں پھلواری کے پیر تقریر نہیں کرتے۔ اگر یہی حال رہا تو خدا حافظ میری رائے ہے کہ تقریر رٹ لی جائے اور ایک مجیبی جماعت بنالی جائے اور جگہ جگہ جلسہ کیا جائے تاکہ علماے بریلی کے پاؤں اکھڑ جائیں اور فتح کا طبل بجانے سے باز آجائیں انتہیٰ کلامہ۔

حافظ صاحب مذکور کا ایک اور خط جو اپنے بیٹے کے نام لکھا تھا اس میں لکھا تھا کہ میں پھلواری گیا تھا حضرت سے ملاقات ہوئی تو تمھارے متعلق پوچھ رہے تھے فرمایا کہ ساجد تو بریلوی ہو گیا تو میں نے عرض کیا نہ حضور وہ پھلواری ہی ہے گھر آنا تو ملاقات کرتے ہوئے آنا۔ اب بتایا جائے کہ یہ حافظ صاحب اس لائق ہیں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے اور جو نمازیں اقتدا میں پڑھ چکے انھیں دہرائی جائے۔ انھیں خوش عقیدہ کہا جائے یا دائرۂ اسلام سے باہر تصور کیا جائے اور مذکورہ سوالات ۔کے جوابات بھی وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں تاکہ عوام و خواص کو گمراہی سے بچایا جا سکے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب

دیوبندیوں نے حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں صریح گستاخیاں کی ہیں جن کی بنا پر علماے عرب و عجم نے ان کے بارے میں یہ فتویٰ دیا کہ یہ کافر و مرتد ہیں حتی کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ اس کی قدرے تفصیل یہ ہے:

مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے تحذیر الناس میں لکھا "آپ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ کہ آپ سب میں پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے یہ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لائق نہیں اس سے قرآن میں بے ربطی لازم آتی ہے۔" ص:۳، اور ص:۲۴، اور ص:۲۸ / پر لکھا اگر آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے اور آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا جب کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخر الانبیا ہے اور حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں۔ جو خاتم النبیین کا معنیٰ کچھ اور بتائے اور حضور کو آخر الانبیا نہ مانے وہ کافر ہے۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے براہین قاطعہ کے ص:۵۱ / پر لکھا شیطان اور الملک الموت کو یہ (علم کی وسعت) نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم (علم کی زیادتی) کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اس عبارت میں ان دونوں دیوبندی پیشواؤں نے شیطان کے علم کو حضور اقدس ﷺ کے علم سے زیادہ مانا، اس میں حضورِ اقدس ﷺ کی بلا شبہہ توہین ہے جو کسی عاقل سے پوشیدہ نہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا: "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے کل علومِ غیبیہ مراد ہیں یا بعض۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ۔ایسا علمِ غیب تو ہر زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت میں تھانوی نے حضور اقدس ﷺ کے علم پاک کو بچوں، پاگلوں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیا، یا ان کے برابر کیا۔ دونوں صورتوں میں حضور اقدس ﷺ کی کھلی ہوئی توہین ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی حضور اقدس ﷺ کی توہین کرے وہ کافر ہے، شفا میں امام قاضی عیاض اور اس کی شرح میں حضرت ملا علی قاری اور رد المحتار میں علامہ شامی نے تحریر فرمایا:

"أجمع المسمون على أن شاتم النبي كافرٌ من شك في عذابه وكفره كفر."[1]

مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے کہ نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے، ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں یا مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

ان دیوبندی پیشواؤں کے بارے میں نام بنام فتویٰ "حسام الحرمین" اور "الصوارم الہندیہ" میں تمام

(۱) ردالمحتار، ص:۳۷۰، ج:٦، کتاب الجهاد، باب المرتد، دار الكتب العلمية لبنان.

علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ، ہندوستان و پاکستان کا متفقہ فتویٰ ہے۔ پھلواری والوں کا یہ کہنا کہ احتیاط اسی میں ہے کہ ان کی تکفیر نہ کی جائے، کفر نوازی ہے۔ جب کسی شخص سے کفر سرزد ہو جائے تو اس کی تکفیر کی جائے، اس کی تکفیر فرض ہے اور فرض پر عمل کرنا ہی احتیاط ہے، فرض کا ترک کرنا احتیاط نہیں اشد کبیرہ ہے، بلکہ صورتِ مذکورہ میں کافر نہ کہنا کافر ہونا ہے، جیسا کہ گزر چکا۔

عون صاحب کا یہ کہنا کہ یہ عبارتیں گندی ہیں، یہ نادانستہ طور پر ان کے کفری ہونے کا اعتراف ہے۔ یہ عبارتیں گندی ہیں تو کس کے بارے میں ہیں، عبارت پڑھ کر ہر شخص دیکھ لے۔ یہ عبارتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں تو ضرور اس میں حضور ﷺ کی توہین ہے۔ رہ گئی تاویل کی بات تو صرف ایک حفظ الایمان کی عبارت کو لے لیجیے۔ اسی پر غور کر لیجیے۔ عون صاحب نے تو کہہ دیا کہ اس کی تاویل ہے تو انھیں ضرور بتانا فرض ہے تاکہ ایک بہت بڑے اختلاف کے ختم ہونے کی صورت پیدا ہو جائے۔ یہ کہنا کہ فرصت نہیں، کوئی بھی عقل مند ماننے کو تیار نہیں۔ پیری مریدی کرنے کی فرصت، تعویذات لکھنے کی فرصت لمبے لمبے سفر کرنے کی فرصت مگر ایک بہت بڑا جھگڑا ختم کرنے کی انھیں فرصت نہیں۔ یہ کسی پیرِ طریقت کی شان نہیں ہو سکتی۔ حضورِ اقدس ﷺ تو فرماتے ہیں:

"إذا ظهرت البدع أو قال الفتن ولم يظهر العالم علمهٗ فلا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا."[1]

جب بد مذہبی پھیلے یا فتنے ظاہر ہوں اور عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا، نہ نفل او کما قال ﷺ۔

عون صاحب بے چارے کیا تاویل کریں گے خود تھانوی صاحب اس کی کوئی تاویل نہ کر سکے اور بسط البنان میں جو ہاتھ پیر مارا ہے، وہ اس کی تاویل نہیں بلکہ تحریف ہے۔ اس پر ان سے وقعت السنان میں سوالات کیے گئے مگر وہ یا ان کے متعلقین آج تک اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے اور نہ کوئی قیامت تک دے سکتا ہے، پھر یہ کہ اگر بفرضِ محال عون صاحب یا تھانوی صاحب کے کوئی اور کفش بردار کوئی تاویل بتائیں بھی تو اس سے تھانوی صاحب کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ **اولاً** ان کی یہ عبارت توہین میں صریح متعیّن ہے، اور صریح متعیّن میں کوئی تاویل نہیں سنی جاتی۔ شفا اور اس کی شرح ملا علی قاری میں ہے: "ولا يقبل التاويل فى لفظ صراح." **ثانیاً** اگر بفرض غلط تھانوی صاحب کی یہ عبارت محتمل بھی مان لی جائے تو بھی تھانوی صاحب کو اس سے کچھ نفع نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے کہ کلامِ محتمل میں قائل کو نفع اس وقت پہنچ سکتا ہے جب اس

(۱) کنز العمال، ج:اول، ص:۱۹۳، لسان الميزان لابن حجر، ج:۵، ص:۹۱۱

کی مراد ایسی ہو جو کفر نہ ہو۔ اور اگر قائل نے اپنی مراد بتا دی اور یہ مراد بھی کفر ہی ہے تو وہ کافر ہے، کسی دوسرے کی تاویل سے وہ کفر سے نہیں بچ سکتا۔ درِ مختار وغیرہ میں ہے:

"إذا كان في المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتي الميل لما يمنعهٗ ثم لو نيته ذلك فمسلم وإلا لم ينفعه حمل المفتي على خلافه."[1]

اگر کسی مسئلے میں چند وجوہ ہوں جو کفری ہوں اور ایک کفری نہ ہو تو مفتی کو واجب ہے کہ اسی کو ترجیح دے جو اسے کفر سے بچائے۔ پھر اگر اس کی نیت وہ ہے تو وہ مسلمان ہے ورنہ مفتی کا اس کے خلاف پر عمل کرنا اسے کوئی نفع نہ دے گا اور وہ ضرور کافر ہو گیا۔

تھانوی صاحب بسط البنان میں جو کچھ کہنا تھا کہہ، چکے، جس سے ظاہر ہو گیا کہ ان کی اس عبارت سے مراد معنی وہ نہیں جو انھیں کفر سے بچا سکے۔ دوسرے پھلواری عالم صاحب نے جو فرمایا وہ بعینہٖ وہی ہے جو قرآن میں فرمایا: "مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَا اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ وَلَا اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ۔"[2] یعنی نہ چرندوں میں نہ پرندوں میں، یا جیسے حدیث میں فرمایا گیا "كالشاة العائرة" ایسے لوگ حقیقت میں دوسری جانب ہی ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

"وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔"[3] جو ان کو دوست بنائے گا وہ انھیں میں سے ہو گا۔

یہ غریب نہ افراط کا معنی جانتا ہے نہ تفریط کا۔ خود اس کے قول سے دیوبندیوں کا کافر ہونا ثابت۔ تفریط کے معنی ہوتے ہیں کم کرنے کے۔ دیوبندی تفریط کر رہے ہیں، اس کو اقرار ہے، کا ہے میں کر رہے ہیں، یہ اس کو اور سبھی کو معلوم ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں کر رہے ہیں۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ بقول ان کے دیوبندی حضور اقدس ﷺ کی شان گھٹاتے ہیں اور شانِ اقدس گھٹانا کفر۔ رہ گیا ہم پر یہ الزام کہ ہم افراط کرتے ہیں، یہ ان کا بہتان ہے۔ اللہ عزوجل نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا:

"اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔"[4] جھوٹ وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان ہیں۔

تیسرے صاحب نے صحیح ہی کہا، جب اس بے چارے کو اپنے ہی مسلمان ہونے میں شک ہے تو ایسے لوگوں سے ہمارا خطاب ہی نہیں کہ ایسے لوگ بہ اقرار خود مسلمان ہی نہیں۔ مسلمان ہونا تصدیق پر موقوف

(۱) در مختار، ص:۳۶۸، ج:۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، مکتبه زکریا.
(۲) قرآن مجید، سورة النساء، آیت:۱۴۳، پ:۵
(۳) قرآن مجید، سورة المائدة، آیت:۵۱، پ:۶
(۴) قرآن مجید، سورة النحل، آیت:۱۰۵، پ:۱۴

ہے، بلکہ تصدیق ہی کا نام مسلمان ہونا ہے۔ جسے اپنے مسلمان ہونے میں شبہہ ہو وہ مومن ہی نہیں۔ عالم گیری میں ہے:

"و من شك في إيمانه فهو كافر إلا إذا أول فقال لا أدري أخرج من الدنيا مومنا فحينئذ لا يكفر."[1]

رہ گیا وہ شخص جو خود تو دیوبندیوں کو کافر کہتا ہے، مگر پھلواری کے ان لوگوں کو جو دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے، بلکہ بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان گستاخانِ رسول کو عالم اور بزرگ تک مانتے ہیں، پیر بنائے ہوئے ہیں تو پہلے اس کو سمجھایا جائے۔ اگر افہام و تفہیم سے مان جائے فبہا، ورنہ اس کا حکم بھی وہی ہے جو اس کے پیروں کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ حافظ اگر دیوبندی مولویوں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع ہے جو اوپر مذکور ہوئیں اور یہ بھی جانتا ہے کہ پھلواری والے ان کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کے قائلین کی تکفیر نہیں کرتے، تو یہ بھی کافر ہے۔ اب نہ اس کی نماز نماز ہے، نہ اس کے پیچھے کسی کی نماز۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر بلکہ اس سے بدتر اور اگر وہ دیوبندیوں کی ان کفری عبارتوں پر مطلع نہیں یا اسے یہ معلوم نہیں یا اسے یہ پتہ نہیں کہ پھلواری والے ان کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کے قائلین کی تکفیر نہیں کرتے تو کافر نہیں مگر گم راہ ضرور ہیں۔ اور گم راہ کو امام بنانا جائز نہیں۔ اس کے پیچھے نماز سخت مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

"و يكره امامة عبد. الى ان قال. و مبتدع لا يكفر بها و إن انكر بعض ما علم من الدين ضرورة كفر بها فلا يصح الاقتداء به اصلاً."[2] والله تعالىٰ اعلم.

منت اللہ رحمانی دیوبندی تھے، ایک کفریہ جملہ، بینک کی ملازمت کا کیا حکم ہے؟

مسئولہ: عبد القادر صدیقی، مقام و ڈاک خانہ بلہا، وایا راج نگر، ضلع مدھوبنی (بہار)

مسئلہ ① - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ زید و عمر کے درمیان آج سے لگ بھگ ۸/۹ سال قبل کسی مصلحت کے مصالحت تھی اور ایک دوسرے کے ساتھ میل جول باوجودے کہ زید اہل سنت وجماعت کا پیرو اور عمرو دیوبندی مکتب فکر کا ماننے والا۔ اس درمیان

(۱) فتاویٰ عالمگیری، ج:۲، ص:۱۸۰
(۲) درمختار، ص:۲۹۸ تا ۳۰۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، دار المکتبۃ العلمیۃ، لبنان

کوئی بحث و مباحثہ چھڑ جاتی تو اس میں بریلویت و دیوبندیت پر بھی گفتگو شروع ہو جاتی تھی۔ ایک دن ایسا ہوا کہ دیوبندی و بریلوی کی بات چل رہی تھی تو زید نے کہا کہ ہماری جماعت کے علما کا متفقہ فیصلہ ہے کہ دیوبندی کافر ہیں اور دیوبندیوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ بریلوی، بدعتی اور مشرک ہیں اور بریلوی و دیوبندیوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہابی کافر ہیں۔ اتنا سن کر عمرو نے زید سے پوچھا کہ کیا مولانا منت اللہ رحمانی بھی کافر ہیں، اس کا جواب زید نے یہ دیا کہ اگر مولانا منت اللہ رحمانی دیوبندی ہیں تو وہ بھی کافر ہیں۔ اس بات کو گزرے ہوئے لگ بھگ ۸/۹ سال ہوگئے اور زید و عمرو میں اب جب کسی بنا پر نااتفاقی ہوگئی ہے تو عمرو نے مدرسہ دربھنگہ سے۔ زید کے خلاف فتویٰ لاکر عوام میں مشتہر کردیا جن پر عوام نے زید سے مطالبہ کیا کیوں کہا اس پر زید نے کہا کہ عمرو اپنے مکتبہ فکر کے ماننے والے مفتی کے یہاں سے فتویٰ لایا اس لیے میں اس کو نہیں مانتا اور میں اپنے مکتبہ فکر کے یہاں سے فتویٰ منگا کر دکھاؤں گا کہ میں نے جو کہا ہے اگر مولانا منت اللہ رحمانی دیوبندی ہیں تو وہ بھی کافر ہیں مرد واحد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ہمارے علما کا متفقہ فیصلہ ہے۔ واضح ہو کہ زید چار پانچ مواضعات کے عیدین کی نماز پڑھانے کہ امام بھی ہیں، زید کے خلاف جو فتویٰ عمرو نے لایا ہے اس کی نقل کاپی اس استفتا کے ساتھ منسلک ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا شرعی اعتبار سے ایسا کہنا اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بالتفصیل اور مدلل جواب سے مستفیض فرمائیں۔

② - عمرو ایک دن ہوٹل میں بیٹھا تھا اور اس جگہ ان کے سمدھی کے علاوہ بھی پانچ سات آدمی موجود تھے، وہاں پر عمرو اپنے سمدھی زید سے تعمیر مسجد کے لیے چندہ مانگا اس پر ان کے سمدھی نے کہا کہ آپ کو شرم نہیں آتی ہے کہ پہلے کچھ چندہ اکٹھا ہوا نہیں اور آپ نے مسجد کو توڑ دیا۔ اس پر عمرو نے کہا کہ سمدھی آپ جانتے ہیں کہ اب ہم ولی اللہ ہوگئے اللہ کے لکڑ نانا نعوذ باللہ من ذلك۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ عمرو نے جو یہ کہا کہ ہم اللہ کے لکڑ نانا ہوگئے ہیں شرعی اعتبار سے عمرو کے لیے کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

③ - مولانا حبیب الرحمن صاحب ایک دن خط لکھ رہے تھے کہ عمرو نے دیکھا اور پوچھا کہ مولانا خط کہاں لکھ رہے ہیں پہلے تو مولانا نے کہا کہ کسی جگہ لکھ رہے ہیں مگر عمرو کے اصرار پر مولانا نے کہا کہ مولانا محمد جیش صاحب (مناظر اہل سنت جنک پور دھام نیپال) کے پاس لکھ رہے ہیں، اس پر عمرو نے کہا کہ اس بددین کے پاس لکھ رہے ہیں، وہ تو بددین ہے۔ لہٰذا علمائے اہل سنت کی شان میں عمرو کا ایسا کہنا کیسا ہے؟ عمرو کو شریعت کی رو سے کیا کہا جائے گا؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

④ - علمائے اہل سنت کی اہانت کرنا، افتراق بین المسلمین نیز عیدین کی نماز میں پھوٹ ڈالنا عمرو کا خاصہ

ہے لہذا ایسے آدمی پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔

(۵)-بینک کی ملازمت از روئے شرع کیسی ہے۔ بالتفصیل جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب

(۱)-زید نے یہ صحیح کہا کہ منت اللہ رحمانی اگر دیوبندی ہیں تو وہ بھی کافر ہیں۔ زید نے تو اگر کے ساتھ کہا، صحیح یہی ہے کہ منت اللہ رحمانی دیوبندی ہیں اور تمام دیوبندیوں کی طرح سے وہ بھی کافر و مرتد۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا ہے: "خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہونا عوام کا خیال ہے، اس میں کوئی فضیلت نہیں یہ مقام مدح کے لائق نہیں۔ اگر بالفرض حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد بھی کہیں کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا، آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔" مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے براہینِ قاطعہ میں لکھا: "اور ملک الموت کی (علم کی) وسعت نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کون سے نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیطان کا علم زیادہ ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہے مگر حضور اقدس ﷺ کے لیے زیادہ علم ہونا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ حضورِ اقدس ﷺ کے لیے زیادہ علم ماننا شرک ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں لکھا:

"حضور اقدس ﷺ ایسا علم غیب ہر زید و عمرو بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے حاصل ہے۔"

تحذیر الناس کی عبارت میں حضور اقدس ﷺ کے لیے آخری نبی ہونے کا انکار کیا جو صریح کفر ہے بعد کی دو عبارتوں میں حضور اقدس ﷺ کی صریح توہین ہے۔ شفا اور اس کی شرح اور شامی میں ہے:

"اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی کی توہین کرے وہ کافر ہے ایسا کہ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔"[۱]

اسی بنا پر علمائے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان کے بارے میں فتویٰ دیا۔ یہ چاروں کافر و مرتد ہیں، ایسے کہ جو ان کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

منت اللہ رحمانی جب ان چاروں کو اپنا پیشوا اور بزرگ مانتے ہیں اس لیے وہ بھی کافر و مرتد ہیں۔ تفصیل

(۱) ردالمحتار، ج:٦، ص:٣٧٠، کتاب الجهاد باب المرتد ونصه: أجمع المسلمون على أنّ شاتم النبي كافر من شك في عذابه وكفره كفر. المشاهدی.

کے لیے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ کا مطالعہ کریں۔ جس فتوے کی آپ نے نقل بھیجی ہے وہ فتویٰ سراسر طغویٰ ہے۔ اس کی رو سے نہ رافضیوں کی تکفیر ہے، نہ قادیانیوں کی نہ منکرینِ حدیث، چکڑالویوں کی اس میں لکھا ہے اگر کسی شخص کے اندر ننانوے علامتیں کفر کی ہوں اور ایک علامت ایمان کی ہو اور وہ کلمہ گو ہے تو اس کی تکفیر جائز نہیں۔ رافضی، قادیانی، چکڑالوی سب کے اندر ایک نہیں سیکڑوں ایمان کی علامتیں موجود ہیں، مثلاً اللہ کو موجود ماننا، وحدہ لاشریک لہ ماننا، حضور اقدس ﷺ کو رسول ماننا، قرآن مجید کو اللہ کی کتاب ماننا وغیرہ وغیرہ تو اسی مفتی کے نزدیک رافضی قادیانی چکڑالوی سب مسلمان ہوئے، علما کا اس پر اجماع ہے کہ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے اور اس فتویٰ کی رو سے اگر کوئی ضروریاتِ دین کا انکار کرے اور ایک کو حق مانے تو بھی وہ مسلمان ہے۔

اس مفتی سے پھر سوال کیا جائے کہ رافضی، قادیانی، چکڑالوی، مسلمان ہیں یا نہیں۔ اگر مسلمان نہیں تو کیا یہ لوگ اللہ عزوجل کو موجود و معبود وحدہ لاشریک لہ اور حضور اقدس ﷺ کو رسول اور قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں یا نہیں؟ اگر مسلمان ہیں تو علمائے دیوبند ان سب کو کافر کہہ کے خود کافر و گم راہ بددین ہوئے کہ نہیں۔ اس فتویٰ کا حاصل یہ نکلا کہ منت اللہ رحمانی صاحب میں اگرچہ بہت سی کفر کی علامتیں ہیں مگر کچھ علامتیں ایمان کی بھی ہیں، اس لیے کفر کے ارتکاب کے باوجود ان کو مسلمان ہی مانا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲)-عمر اس قول کی وجہ سے کہ ہم اللہ کے لکڑ نانا ہو گئے کافر و مرتد ہو گیا، اسلام سے نکل گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو گئی، اس کے تمام نیک اعمال برباد ہو گئے۔ صریح نص قرآن کا انکار ہے۔

ارشاد ہے:

"لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔"[۱] — نہ اس کے اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

جس کا کوئی لکڑ نانا ہو گا وہ حادث و ممکن ہو گا اور ہر حادث و ممکن کے لیے زوال لازم۔ اللہ عزوجل ازلی ابدی قدیم واجب ہے۔ اس کے وجود کی ابتدا نہیں کہ اس کے پہلے کوئی موجود ہو۔ اس کے لیے فنا نہیں کہ اس کے بعد عدم ہو۔ حدیث میں ہے: "کان اللہ ولم یکن معہ شئ۔"

قرآن مجید میں ہے: "هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔"[۲]

(۱) قرآن مجید، سورہ اخلاص، پارہ:٣٠، آیت:٤

(۲) قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، پارہ:٣، آیت:٢٥٤

''كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔''[1] واللہ تعالیٰ اعلم

(۳)-ایک اہلِ سنت کے عالم دین کو بد دین کہے، کہ عمرو خود بد دین اور کافر و مرتد ہو گیا۔ حدیث میں ہے:"من قال لأخيه يا كافر فقد باء باحدهما."[2] کسی اہل سنت کے عالم دین کو بد دین کہنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے طریقہ مرضیہ اہل سنت کو بد دینی بتایا اور یہ صراحۃً کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴)-علمائے اہل سنت کی اہانت کفر ہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے:"الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر."[3] اور مسلمانوں کے درمیان افتراق پیدا کرنا سخت گناہِ کبیرہ۔ مسلمانوں کی جماعت کو منتشر کرنا منافقین کا وطیرہ ہے۔ ارشاد ہے:''اَلْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ۔''[4] مسلمانوں پر فرض ہے کہ عمرو سے میل جول، سلام و کلام، نشست برخاست بند کر دیں۔ حدیث میں بدمذہبوں کے بارے میں فرمایا:"اياكم و اياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."[5] اور ارشاد فرمایا: لا تجالسوهم ولا تشاربوهم."[6] قرآن مجید میں ہے:''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔''[7] واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵)-اس زمانے میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عون احمد مجیبی کون تھے؟ بریلوی کو جھگڑالو کہنا

مسئولہ: محمد لیاقت حسین متعلم دار العلوم امانیہ علی پٹی، نیپال

مسئلہ-(۱)-کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اس علاقے میں کچھ ایسے مجیبی حضرات ہیں جو حسام الحرمین کو تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے اور نہ ہماری خانقاہ ان کی تکفیر کے قائل ہیں۔

(۲)-اس اطراف کے موضع پریہار ضلع سیتا مڑھی میں زیر صدارت مولوی عون احمد پھلواروی دیوبندی کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ایک بھی بریلوی حضرات نہیں تھے جب ان مذکورہ مجیبیوں سے کہا

(۱) قرآن مجید، سورہ رحمن، پارہ:۲۷، آیت:۲۷

(۲) مسلم شریف، ج:۱، ص:۵۷، کتاب الإيمان، باب بيان حال من قال لأخيه المسلم ياكافر.

(۳) الاشباه والنظائر، ج:۲، ص:۸۷، کتاب السير، مطبوعه ادارة القرآن.

(۴) قرآن مجید، سورة البقرة، پاره:۲، آیت:۲۱۶

(۵) مشكوٰة شريف، ص:۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مجلس بركات، اشرفيه، مباركپور

(۶) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲.

(۷) قرآن مجید، سورة الانعام، پاره:۷، آیت:۶۸

جاتا ہے کہ دیکھیے وہ دیوبندیوں کے جلسہ میں آتے ہیں اور ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان پر یہ حضرات کہتے ہیں کہ وہ سیاسی آدمی ہے اس لیے آتے اور جاتے ہیں۔ عوام کا کہنا ہے کہ جب علمائے کرام آتے جاتے ہیں تو ہم لوگ کیوں نہ آنا جانا کریں گے ان غیر مذہب کے جلسوں میں آنے جانے والوں پر کیا حکم ہے؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

(۳)-دور حاضرہ میں جو حضرات خانقاہ مجیبیہ کے خادم ہیں ان سے تعلق رکھنا کیسا ہے؟

(۴)-بریلوی کو جھگڑالو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بریلوی حضرات مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں ان پر کیا حکم ہے؟

(۵)-اس اطراف میں لوگ یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت مفتی اعظم کا دامن نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر کچھ لوگوں کو بے حد تکلیف ہے اور اس نعرہ کو سختی سے منع کرتے ہیں۔ اس پر کیا حکم ہے؟ جلد جواب سے نوازیں۔

الجواب

(۱)-جو لوگ حسام الحرمین کو تسلیم نہیں کرتے اور دیوبندیوں کو کافر نہیں مانتے ان کا یہ حیلہ کہ ہم کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتے اور نہ ہماری خانقاہ ان کی تکفیر کے قائل ہے۔ سراسر غلط اور دیوبندیوں کی بے جا پاسداری و حمایت ہے۔ اولاً اگر یہ صحیح ہے تو ان سے پوچھیے کہ قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں کہ مسلمان، رافضیوں کو جو ہمارے دیار اور پٹنہ وغیرہ میں ہیں کافر جانتے ہیں کہ مسلمان، اگر کہیں کہ مسلمان تو ان سے پوچھیے کہ ملا علی قاری نے شرح شفا میں فرمایا:"كذلك نكفر غلاة الرافضة." اور عالمگیری میں ہے:"أحكامهم أحكام المرتدين" اس کا کیا جواب ہے؟ قادیانیوں کو پوری دنیا کے مسلمان کافر کہتے ہیں اس کا کیا جواب ہے، اور اگر کافر کہیں تو ان سے پوچھیے کہ یہ بھی تو کلمہ گو ہیں۔ یہ بھی تو اہل قبلہ ہیں ان کو کیوں کافر کہتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ کسی کلمہ گو کو کافر نہ کہو تو امان اٹھ جائے گا۔ جس کا جی چاہے کلمہ پڑھ لے اور جو چاہے اعتقاد رکھے مسلمان رہے گا یہ سراسر دھوکا اور فریب ہے۔ منافقین بھی تو کلمہ پڑھتے تھے مگر قرآن مجید نے ان کو کافر فرمایا:

ارشاد ہے:

"كفروا بعد اسلامهم"[1]

اور فرمایا:

"قد كفرتم بعد ايمانكم"[1]

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة، پاره:۱۰، آیت:۷۴

جس شخص سے کفر کا کلمہ صادر ہوگا اس کو کافر کہیں گے۔ اگر چہ کلمہ گو ہو۔ در مختار میں کلمہ گویوں کے بارے میں ہے:

"وإن أنكر بعض ماعلم من الدين ضرورة كفربها فلا يصح الاقتداء به اصلا."[۲]

اگر وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی کا کفر ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی، اور اس کے پیچھے نماز قطعاً نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷-دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر علما نے تصریح کی ہے: "من شك في كفره و عذابه فقد كفر"[۳] اس لیے جو بھی دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو مسلمان جانے وہ سنی مسلمان ہرگز نہیں۔ مولوی عون محمد صاحب ہوں یا کوئی اور صاحب ہوں کسی کی شخصیت سے بحث نہیں۔ مسلمان کا تو یہ حال ہے ہم اہل سنت سے الگ ہیں اور دیوبندیوں کے برملا ساتھ ہیں۔ ان جمعیۃ العلما کے رکن رکین ہیں۔ دیوبندی ان کو گمراہ کہیں بدعتی ہیں جہنمی کہیں۔ مگر انھیں غیرت نہیں ان کے ہم نوالہ ہم پیالہ رہیں یہ ان کا کام ہے۔ یہ کس نے بتایا کہ عون صاحب سیاسی آدمی ہیں۔ وہ تو پھلواری شریف کے مفتی ہیں اور دوم پیر طریقت ہیں۔ دلیل قرآن و حدیث ہے۔ ارشاد ہے:

"واما ينسينك الشيطن فلا تقعد بعد الذكرىٰ مع القوم الظلمين۔"[۴]

تفسیرات احمدیہ میں اس کے تحت ہے:

"وان القوم الظلمين يعم الفاسق والمبتدع والكافر والقعود مع كلهم ممتنع."[۵]

حدیث میں ہے: "إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم."[۶]

قرآن و حدیث کے ارشادات کے بعد کسی پیر فقیر لیڈر کا قول دلیل نہیں۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ قرآن و حدیث پر عمل کریں۔ مولوی مولانا پیر فقیر کے کسی ایسے عمل پر ہرگز دھیان نہ دیں جو قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) قرآن مجید، سورة التوبة، پارہ:۱۰، آیت:۶۶
(۲) درمختار، ج:۲، ص:۳۰۰، ۳۰۱، كتاب الصلاة، باب الإمامة، دارالكتب العلمية، بيروت.
(۳) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۷۰
(۴) قرآن مجید، سورة الانعام، پارہ:۷، آیت:۶۸
(۵) تفسیرات احمدیہ، ص:۲۵۵، زیر آیت مذکورہ.
(۶) مشكاة المصابيح، ص:۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبوعه مجلس بركات.

❸-خانقاہ مجیبیہ کے خدام دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو دیوبندیوں کی تکفیر کرتے ہیں وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ دوسرے وہ جو ہم سے الگ ہیں وہ دیوبندیوں سے گھال میل رکھتے ہیں ان کو مسلمان نہ صرف مسلمان بلکہ بزرگ حق دار مانتے ہیں۔ جیسے عون بابو اور ان کے ہم نوا۔ ان لوگوں کا حکم وہی ہے کہ ان سے الگ تھلگ رہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❹-بریلوی کو جھگڑالو کہنے والے وہی لوگ ہیں جو شاتمانِ رسول کے بھائی فرزند روحانی و جسمانی ہیں۔ یقیناً یہ لوگ دین سے خارج اور اسلام سے باہر ہیں۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے بریلویوں کو جھگڑالو اس لیے کہا کہ بریلویوں نے شاتمانِ رسول کو کافر کہا۔ اور شاتمان رسول کو کافر کہنا فرض۔ تو ان لوگوں نے فرض کی ادائیگی کو جھگڑا کہا، یہ کفر ہے۔ ان قائلین نے اس ڈھکی چھپی مراد کو اپنے ان الفاظ میں ظاہر کر دیا۔ بریلوی حضرات مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس قائل کے زعم کے مطابق یہ کون ہیں شاتمانِ رسول دیوبندی، تو اس نے شاتمانِ رسول کو مسلمان جانا، اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ شاتم رسول ایسا کافر ہے کہ جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے۔

شفا شریف اور رد المحتار میں ہے: "أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه وكفره كفر."[۱] واللہ تعالیٰ اعلم۔

❺-ان لوگوں سے کہہ دیں "مُوْتُوا بِغَيْظِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ"[۲] ہم کو اختیار ہے ہم جس کا دامن چاہیں پکڑیں کوئی ہم پر پابندی لگانے والا کون ہے۔ ان لوگوں نے شاتمانِ رسول کا دامن تھاما۔ اور ہم نے ناموس رسالت پر اپنا سب کچھ قربان کرنے والے کا دامن تھاما، اور ان کے دامن تھامنے کی دنیا کو ترغیب دیتے ہیں جسے شاتم رسول کا دامن چھوڑ کر عاشق رسول کا دامن تھامنا برا لگتا ہے وہ اپنے گھر رہیں ہم پر وہ پابندی لگانے والا کون۔ اسے برا لگتا ہے، لگا کرے سنی اس کی پرواہ نہ کریں جو لوگ اس نعرے سے جلتے ہیں یقیناً ان کے دل میں بیماری ہے، اور دل کی بیماری لاعلاج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دار العلوم فیاض المسلمین کے ناظم اعلیٰ عبد القیوم مجیبی سنی نہیں

مسئولہ: عبد المنعم قادری مجیبی، نعمت کتب خانہ مدرسہ گیٹ، بائسی، پورنیہ، بہار - ۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ -ھو الفرد المجيب ولى النعمة۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیانِ شرع متین مسائل

(۱) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، كتاب الجهاد، باب المرتد
(۲) قرآن مجید، سورة آلِ عمران، پارہ:۴، آیت:۱۱۹

ذیل کے بارے میں: دار العلوم فیاض المسلمین میں زکاۃ صدقات، خیرات، امداد وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

مدرسہ فیاض المسلمین بائسی ہاٹ کے ناظم اعلیٰ مولوی عبد القیوم مجیبی کے بارے میں بہ تحقیق یہ ثابت ہے کہ وہ بھی شاہ امان اللہ صاحب اور شاہ عون احمد صاحب کے اثر سے متاثر ہو کر دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کو مسلمان، نہ صرف مسلمان بلکہ بزرگ و پیشوا مانتے ہیں، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ وہ زندہ ہیں ان سے پوچھ لیا جائے۔ خود ہی ظاہر ہو جائے گا کہ ان کا عقیدہ کیا ہے۔ اس لیے مولوی عبد القیوم صاحب لاکھ اپنے کو سنی کہیں حقیقت میں وہ سنی نہیں بلکہ پھلواری شریف کے موجودہ پیروں کی طرح اندر اندر دیوبندی وہابی ہیں۔ ان سے پوچھ لیں وہ صاف زبانی بتا بھی دیں گے اور آپ تحریر لینا چاہیں تو تحریر بھی دے دیں گے کہ دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور یہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب امام کا عمل خراب ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ تو اگر عقیدہ خراب ہو گا تو بدرجہ اولیٰ اس کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اور جب عبد القیوم صاحب دیوبندیوں کے پیچھے نماز کو جائز کہتے ہیں تو اسے لازم کہ ان کے عقیدے کو اچھا سمجھتے ہیں۔ کسی کے عقیدے کو اچھا سمجھنا اسی وقت ہوگا، جب اس کا بھی عقیدہ وہی ہو تو جب مولوی عبد القیوم اندر اندر عقیدۃً دیوبندی ہیں تو پھر وہ بھی مسلمان نہیں۔ ان کے مدرسہ میں چندہ دینا حرام، ان کے مدرسہ میں لڑکوں کو پڑھنے کے لیے بھیجنا حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بدمذہب کی اصلاح کی خاطر ملنے جلنے میں کوئی حرج نہیں

مسئولہ: محمد صلاح الدین محلہ بھاتی بیگھہ، حیدر نگر، پلاموں، بہار - ۲۵/ رجب ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- زید صحیح العقل و سنی صحیح العقیدہ ہے۔ مگر علاقے میں چند خانقاہ مجیبیہ کے معتقدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتے ہوئے حکمت عملی کے تحت زید خانقاہ مجیبی کے لوگوں کو مسلک اعلیٰ حضرت پر لانے کے لیے کوشاں ہے۔ اسی عذر در پیش کے باعث گفتگو کرتا ہے۔ زید کا گفتگو کرنا خانقاہ مجیبی کے لوگوں سے اور کوشاں رہنا سنی صحیح العقیدہ کے لیے درست ہے یا نہیں؟ اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے بکر اور ان کے ہم نفس چند ہی ایام میں زید صحیح العقیدہ و صحیح العقل کو ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار کی مثال دے کر کافر بنایا، ایسا کہنا درست ہے۔ بکر اور ان کے ہم نفس کا کہنا جائز ہے؟ کیا زید کافر ہو گیا؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

عوام بے چارے جو دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے واقف نہیں اور نہ انھیں اس کا علم ہے کہ خانقاہ مجیبی

کے موجودہ پیر صاحبان دیوبندیوں کے یار غار بن چکے ہیں، ان کا یہ حکم نہیں کہ ان سے میل جول حرام ہو۔ اور بہ نیت اصلاح ان سے میل جول رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس بنا پر زید کو آیہ کریمہ: وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا۔ [۱] کا مصداق ٹھہرانا جہالت ہے۔ اور کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔ حدیث میں ہے: فقد باء بها أحدهما. [۲] واللہ تعالیٰ اعلم

شمع نیازی کے عقائد۔ شمع نیازیوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟

مسئولہ: منجانب مدرسہ اہل سنت قادریہ انوار العلوم سریاں بازار، دیوریا - ۱۴/ جمادی الآخریٰ ۱۴۲۰ھ

مسئلہ- ایک مذہب ہے مذہب شمع نیازی۔ ان کے پروگراموں میں ایک سنی عالم جان بوجھ کر چاہے وہ روپیہ کے لالچ میں یا محبت میں تقریر کے واسطے حاضر ہوتے ہیں اور ان کے یہاں کھانا بھی کھاتے ہیں تو کیا شرعاً اس عالم کو سلام کرنا اور بات چیت کرنا اور ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں، نیز اس مذہب میں اگر کوئی انتقال ہو جائے تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

شمع نیازی کے مذہب والے بوجوہ کثیرہ کافر و مرتد ہیں یہ لوگ اللہ عز و جل کو بندوں میں گھسا ہوا مانتے ہیں۔ نماز روزہ فرض نہیں مانتے اور نہ پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے کفریات میں مبتلا ہیں۔ ان سے میل جول رکھنا حرام، ان کے جلسہ میں جا کر تقریر کرنا حرام، جو نام نہاد عالم ان کے جلسے میں جاتا ہے اس سے بھی میل جول حرام اس سے تقریر کرانا حرام اس کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ، اسے امامت سے معزول کرنا واجب۔ شمع نیازی والوں کو نہ سلام کرنا جائز اور نہ ان سے میل جول جائز۔ نہ ان کے ساتھ کھانا جائز اور نہ ان کے یہاں کھانا جائز۔ مر جائیں تو ان کے کفن دفن میں شریک ہونا حرام، ان کی نماز جنازہ پڑھنا منجر الی الکفر۔ بد عقیدگی کے ساتھ شمع نیازی والے بہت بیہودہ اور بد تمیز ہوتے ہیں۔ علما کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، مطلب نکالنے کے لیے خوش آمد کے وقت بڑے مسکین بن جاتے ہیں۔ ان سے بہت دور اور ہوشیار رہنا چاہیے۔ ان کے کچھ مخصوص افراد مسمریزم اور سفلی عملیات کی بدولت لوگوں کو اپنے اوپر مائل کر لیتے ہیں، اس لیے ان سے دور رہنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) قرآن مجید، سورۂ ہود، آیت:۱۱۳

(۲) مسلم شریف، ص:۵۷، ج:۱، کتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قاله لأخيه يا كافر. فاروقيه

شمع نیازی کے کفریات۔ مرتد کے مسلمان ہونے کا طریقہ۔

مسئولہ: انجمن تحفظ اسلام، کمرہٹی، کلکتہ-۲۱ ربیع الاول ۱۴۱۸ھ

مسئلہ-شمع نیازی جو اپنے آپ کو ایک فرقہ تصور کرتا ہے اور جس کا بانی یٰسین نامی شخص جو گونڈہ کا رہنے والا ہے اور جس کا عقیدہ مختصر تحریر وہ یہ ہے کہ:

خدا دھو کا باز، وعدہ خلاف، لمپٹ باز، اندھیر نگری کا راجہ، کائنات کا مجموعہ۔ رسولِ عربی صحابی کے کہنے پر حق چھپانے والا۔ انبیا دل پھینک عاشق، چکمہ باز، محرم کی پنڈلی کو تاک جھانک کرنے والا۔ صحابی پیٹو، گناہوں کا خوگر، لڑکیوں کو دیکھ کر رسولِ عربی کو چھوڑنے والا، نبی کا دین اجاڑنے والا، من مانی شریعت والا۔ قرآن سلیمان و بلقیس کی عشقیہ داستان، یوسف و زلیخا کی پیار کی کہانی، رد و بدل شدہ، شک و شبہہ والا، غیر محفوظ۔ احادیث غیر معتبر، جھوٹی، ملاوٹ سے بھرپور۔ علما فتنہ پرور، بے جا فتوے باز، جھگڑالو، غنڈہ، دین کی حقیقت سے ناآشنا، دین بگاڑنے والے۔ روزہ بھوک مری، نیکی سے خالی، عبادت نہیں۔ نماز کسرت ہے، عبادت نہیں، ثواب سے خالی جس میں یوسف و زلیخا کی عیاشیوں کی داستان پڑھی جاتی ہے۔ جنت کوئی حقیقت نہیں، جنت کا کوئی وجود نہیں، دل بہلانے کے لیے صرف خیالی خاکہ۔ ملائکہ کوئی وجود نہیں، کعبہ قبر آدم ہے قبلۂ عبادت نہیں۔ نعوذ باللّٰہ من ذٰلك.

(۱)-مذکورہ بالا باطل، کفر و ارتداد سے بھرپور تحریر پر عقیدہ رکھنے والا اور اس مرتد شمع نیازی کو حق کا بانی اسلام کا داعی اور مرشد برحق تسلیم کرنے والے افراد کے بارے میں شرعِ متین کا کیا حکم ہے؟

(۲)-ایسے افراد میں سے کوئی پھر داخلِ اسلام ہونا چاہے تو شرعی طریقہ وضاحت فرمائیں۔

(۳)-کچھ افراد نے اپنی جہالت و نادانستگی کی وجہ سے مذکورہ شمع نیازی سے تعلق رکھا اور متعدد بار اس مرتد کی قبر پر حاضری دی اور اس کے عقیدہ پر عمل کرتے ہوئے رسومات کی ادائگی کی، مگر جب ان شمع نیازیوں کا تمام مسلمانوں نے مقاطعہ کیا اور علمانے حق و باطل کی وضاحت کی تو توبہ و تجدید ایمان و نکاح کر کے داخلِ اسلام ہونا چاہتے ہیں، کیا عند الشرع ایسے افراد کی توبہ مقبول ہے یا نہیں؟ ان افراد کی توبہ کے لیے اور اصلاحِ حال کے لیے شرائط کیا کیا ہوں گے؟

الجواب

شمع نیازی فرقے کے جو عقائد باطلہ فاسدہ سوال میں درج ہیں ان میں تقریباً کل کے کل صریح، قطعی، یقینی، اجماعی کفر ہیں، ضلالت و گم راہی سے خالی کوئی نہیں۔ ان میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ اور

قرآن حکیم کی کھلی ہوئی توہین و تنقیص اور تذلیل ہے، اور ضروریاتِ دین کا انکار ہے، جس کی وجہ سے شمع نیازی بلا شبہہ یقینا حتما کافر و مرتد ہے اور جو اس کے ان عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد اس کو بزرگ اور پیشوا مانے وہ بھی یقینا حتما کافر و مرتد ہے۔ بزرگ پیشوا ماننا بڑی بات ہے، اس کو مسلمان ماننا بلکہ اسے کافر نہ جاننا کفر ہے۔ درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار، شفا شریف اور اس کی شروح میں تصریح ہے:

"من شك في كفره و عذابه كفر."[1]

جو ایسے کے کافر ہونے اور مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اب اگر اللہ عزوجل کی توفیق سے جو لوگ شمع نیازی کے چکر میں پھنس گئے تھے، تائب ہو کر مسلمان ہونا چاہتے ہیں تو وہ مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ہر کفر سے توبہ ہو سکتی ہے، اور ہر کفر سے سچی توبہ کر لے اور اسلام قبول کر لے تو مسلمان ہو سکتا ہے۔ توبہ کے لیے ضروری اور لازم ہے کہ شمع نیازی کے تمام کفریات و ضلالات سے براءت ظاہر کرے اور زبان سے اقرار کرے اور دل سے سچ مانے کہ اس کے یہ عقائد کفریات و ضلالات ہیں، پھر کلمہ پڑھے، سچے دل سے اقرار کرے کہ مذہب حق اہل سنت و جماعت کا ہے، صرف کلمۂ شہادت پڑھ لینا کافی نہیں۔ تنویر الابصار اور در مختار میں بحوالہ فتح القدیر و بزازیہ ہے:

"وإسلامه أن يتبرأ عن الأديان سوى الإسلام أوما انتقل إليه بعد نطقه بالشهادتين ولواتى بهما على وجه العادة لم ينفعه ما لم يتبرأ."[2]

مرتد کے مسلمان ہونے کی صورت یہ ہے کہ اسلام کے سوا تمام مذہبوں سے بیزاری ظاہر کرے، یا کم از کم اس مذہب سے بیزاری ظاہر کرے جسے اس نے اختیار کیا تھا، کلمۂ شہادت پڑھے اور بطور عادت کلمۂ شہادت پڑھنا کافی نہیں جب تک کہ اس باطل مذہب سے بیزاری ظاہر نہ کرے جسے اختیار کیا تھا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

گرونانک کا کفر و اسلام

مسئولہ: محمد ناظم الدین، مسجد رائی گرلوٹا، چلسانی نگر، ضلع وجے واڑہ، آندھرا پردیش-۲۹ شوال ۱۴۱۲ھ

مسئلہ-کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گرونانک نے اپنے آخری وقت میں اسلام قبول کیا تھا، کیا یہ سچ ہے؟

---

(۱) ردالمحتار، كتاب الجهاد، باب المرتد، ص:۳۷۰، ج:۶، دار الكتب العلمية، لبنان

(۲) درمختار، جلد رابع، ص:۲۲، مطبع دار الفكر، جلد ثالث، ص:۲۸۶، مطبع التراث العربی بیروت

الجواب

گرونانک کی سوانح میں نے نہیں پڑھی ہے، مشہور یہ ہے کہ وہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے جو مجذوب ہو گئے تھے، عقل تکلیفی باقی نہیں تھی۔ اس روایت پر وہ حقیقت میں مسلمان ہی تھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیامِ وحدت نامی کتاب کے مصنف کے کفریات

مسئولہ: محمد ممتاز عالم، مدرسہ فیض العلوم، دھتکی ڈیہہ، جمشید پور (بہار)-۲۴ر جمادی الآخرہ ۱۴۱۲ھ

مسئلہ-کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے پیامِ وحدت کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں مندرجہ ذیل عبارات ہیں۔ عرض مدعی یہ ہے کہ کیا عبارات شرع کے مطابق ہیں یا نہیں؟ اور اس کے مصنف کے بارے میں شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ اس کی بھی وضاحت و تفصیل مطلوب ہے۔

۱-علما نے علما کو کافر کہا۔ مفتیوں نے مسند الافتا پر متمکن حضرات کے خلاف تکفیری فتاوے صادر کیے اور اس ملعون لفظ "کافر" کا استعمال دھڑلے سے وعظ و تقریر اور تصنیف و تالیف میں کیا جانے لگا۔ جامع الشواهد فی اخراج الوهابیین عن المساجد" اور "حسام الحرمین" جیسی کتابیں لکھ کر امت کے عامی طبقہ تک پہنچا دی گئیں، جو آج بھی تکفیری ایٹم بم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حوالہ مذکور، ص:۲۷ اور چند سطر کے بعد لکھتا ہے: "اس لفظ "کافر" کو تکفیری توپ میں رکھ کر غیر مقلدوں پر بھی چلایا گیا اور زمانہ نے دیکھا کہ حنفیوں نے امام ابو حنیفہ کے مقلدین پر بھی خوب خوب گولہ باری کی اور آج تک جاری ہے۔ حالاں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اہل سنت و جماعت کا تکفیر مومن کے سلسلہ میں واضح موقف ہے کہ اہل قبلہ کو بھی کافر نہ کہا جائے"۔

۲-"رہ گئی بات منکرین زکاۃ کے بارے میں حضرت ابو بکر کے قتال کرنے کے فیصلہ کے متعلق جیسا کہ احادیث اور تاریخ و سیر کی کتابوں میں اس کا ذکر ہے تو ان کا ایسا کہنا سزا کے طور پر تھا نہ کہ تکفیری شکل میں۔" (ص:۲۸)

۳-لعن و طعن کے باب میں لکھتا ہے "تقریر و تحریر کی زینت کے طور پر یہ دونوں گندے الفاظ استعمال کیے جانے لگے۔ "قہر آسمانی" "حسام الحرمین" اور "العذاب الشدید" جیسی جذبات کو بھڑکانے والی کتابیں لکھی گئیں جب کہ لعنت کا لفظ استعمال کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ انسان کے لیے

استعمال یا بولنے سے تو اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی شدت کے ساتھ منع فرمایا ہے۔"

۴-"میں سمجھتا ہوں کہ ایک میرا گاؤں ہی نہیں بلکہ بر صغیر ہند و پاک میں امت مسلمہ کے بیچ جماعتی اختلاف اور تفرقہ بازی نے چند غیر واضح مشتمل بر تصوف فروعی اور جزئی باتوں کی بنیادی شکل دے کر، امت کو راہ اعتدال سے ہٹا کر افراط و تفریط کے دلدل میں پھنسا دیا ہے۔ یہاں تک کہ ایک جماعت دوسری جماعت کو کافر بد دین اور خارج از اسلام ثابت کرنے پر پوری طرح کمربند نظر آتی ہے۔" (ص:۶)

سوال یہ ہے کہ دیوبندی، وہابی، اور بریلوی کے درمیان جو اختلافات ہیں جن کی وجہ سے ایک جماعت دوسری جماعت کو کافر کہتی ہے۔ کیا ان کی بنیاد و جڑ غیر واضح اور مشتمل بر تصوف اور جزئی باتوں پر ہے؟

۵-" جن کے اصول شرع کی بنیاد (کتاب اللہ) اور سنت رسول ہے اور جن کے عقائد اہل سنت و جماعت والے ہیں۔ مثلاً ہندوستان و پاکستان میں دیوبندی، وہابی، بریلوی، جماعت اسلامی ہو یا تبلیغی جماعت۔ یہ تمام جماعتیں اہل سنت و جماعت کی شاخ کی شکل میں ہیں یا ان کے شعبے ہیں۔" اس کے بعد دوسرے صفحہ پر لکھتا ہے "تکفیر مومن کے سلسلہ میں ان کے (امام ابو حنیفہ) کے موقف کو برملا واضح کرتی ہے، پھر ان کے مسلک کے سلسلہ میں یہ عبارت بھی مشہور ہے:"ومن قواعد أهل السنة لا يكفر أهل القبلة" یعنی قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے کی تکفیر نہیں کی جا سکتی"۔ (ص:۲۸)

۶-"البتہ تیسری قسم یعنی "مناظرہ" قرآن و حدیث سے بظاہر باہر کا لفظ ہے۔ غالباً مجادلہ کے لفظ کو سامنے رکھ کر کام چلانے کی غرض سے "مناظرہ" نام رکھ دیا ہے۔ اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ سامنے والے کو مباحثہ کے اکھاڑے میں ڈینگوں اور زبان درازیوں کے ذریعہ پچھاڑا جائے اور حجت بازیوں اور کم بحثوں سے مقابل کو مغلوب کر دیا جائے۔ (ص:۸۶) پھر ص:۸۹ پر ہے: "لیکن یہ بات بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ مناظرہ بازی مسلمانوں میں فتنہ و فساد اور تفرقہ بازی پھیلانے کا ایک بہت بڑا ہتھکنڈہ ہے جو انجام کے لحاظ سے بھی برا اور بھیانک جرم ہے۔" اور ص:۹۸ پر عنوان باندھا ہے:" مناظرہ بازی خالق فتنہ و فساد ہے۔" اور ایک جگہ لکھتا ہے:"اور اس میں شک نہیں کہ تفریق بین المومنین پیدا کرنا بھی امت کو بہت بڑی گمراہی میں پھنسانا ہے جو مناظرہ و مجادلہ سے حاصل ہوتی ہے اور یہ ان پیشواؤں کی دین ہے جنھیں حدیث میں ائمة المضلين فرمایا گیا۔" (ص:۹۲)

۷-مدرسہ اسلامیہ کے بارے میں لکھتا ہے:"صحابہ کرام والے مدرسہ کا نصاب اسباق کتاب اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اگر خالص اسلامی تھا، ان مدارس کے نصاب میں مسلمانوں ہی سے مناظرہ و مجادلہ کیے جانے کے موضوع پر مشتمل کتابیں داخل کی گئیں اور بڑے اہتمام سے طلبہ کو اس فن کی مشق کرا کر اس میں

ملکہ پیدا کرایا جاتا ہے۔ وہ کتابیں جو مسلمانوں کے بیچ تفرقہ پیدا کرنے کے موضوع پر لکھی گئی ہیں، انھیں طلبہ کے مطالعہ کے لیے فراہم کیا جاتا ہے اور ان مدارس کا سب سے بڑا طرہ امتیاز یہ ہے کہ تفریق بین المومنین کے عنوان پر طالب علموں میں تقریری مہارت تامہ پیدا کرائی جاتی ہے۔"

⑧-"اس مسئلہ میں اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ اسے جماعت کی شناختی علامت قرار دے دیا گیا۔ اور ۱۹۸۳ء میں ہندوستان کے ایک جید عالم دین حج کی غرض سے جب مکہ پہنچے تو انھوں نے حرم کعبہ میں چار مصلوں پر چار مذاہب کے اماموں کے بجائے ایک ہی امام کو دیکھا جو غالبًا مسلک کے اعتبار سے عالم موصوف کے مسلک سے مختلف تھے۔ بس اسی بنا پر انھوں نے امام الحرم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اسے حسن اتفاق ہی کہا جائے کہ یہ مسئلہ فتنہ کی شکل اختیار نہیں کر پایا۔ لیکن دیانت داری کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ بندے قابل تعریف ہیں اور جنھوں نے حرم کعبہ کے ایک ہی صحن میں بیک وقت چار اماموں والی مسلمانوں کی بکھری ہوئی اور پراگندہ صورت کو چار سے بدل کر ایک شکل و ہیئت دے کر وحدت کی لڑی میں منظم کر دیا اور سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے ٹھوس اور مضبوط وحدت کی مثال پیش کر دی۔" (ص:۱۱۰)

⑨-"اور جن جگہوں پر شرک کے علاوہ امور میں شریعت نے کفر کی بات کہی ہے وہاں کفر تحذیری و تغلیظی مراد ہے نہ کہ حقیقی کفر مقصود ہے۔" (ص:۳۵)

براہِ کرم تفصیلی جواب سے جلد ہی سرفراز فرمائیں۔

الجواب

پیامِ وحدت نامی کتاب جس کے اقتباسات سوال میں درج ہیں اس کا مصنف انتہائی فسادی، شری، صلح کلی اور اسلام کے بنیادی اصول و قواعد سے ناواقف، عام مسلمانوں اور علما پر سب و شتم کرنے کا عادی، گمراہ، بد دین، اسلام سے خارج، کافر و مرتد تھا۔ اسے اہل قبلہ کے معنی نہیں معلوم۔ اس نے اہل قبلہ کے معنی یہ سمجھا ہے "جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے" یہی اس کی بنیادی گمراہی ہے۔ اس کے مضمون کی بنیاد پر نہ قادیانی کافر نہ رافضی کافر۔ کیوں کہ یہ لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اہل قبلہ کے معنی یہ ہیں کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار نہ کرے۔ حضرت ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے:

"المراد بأهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين كحدوث العالم

اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریاتِ دین پر اتفاق رکھتے ہوں، انھیں حق مانتے

وحشر الأجساد وعلم الله بالكليات والجزئيات وما أشبه ذلك من المسائل فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم أو نفي الحشر أو نفي علمه سبحانه بالجزئيات لا يكون من أهل القبلة و أن المراد بعدم تكفير أحد من أهل القبلة عند أهل السنة أنه لا يكفر مالم يوجد شئ من امارات الكفر و علاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته."(۱)

ہوں، تو جو شخص عمر بھر طاعات و عبادات پر پابندی کرے اور اعتقاد یہ رکھے کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہیں ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات نہیں جانتا وہ اہل قبلہ سے نہیں۔ اور علما کے اس ارشاد سے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی، مراد یہ ہے کہ جب تک کفر کے علامات و نشانات اس میں نہ پائے جائیں اور اس سے کوئی ایسا قول و فعل صادر نہ ہو جو کفر کا موجب ہو۔

اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی سے کوئی کفر سرزد ہو تو اسے کافر کہا جائے گا اگرچہ وہ اپنے آپ کو اہل قبلہ سے کہے۔ وہابیوں نے شانِ الوہیت و رسالت میں گستاخیاں کیں جو باجماع امت کفر ہے، اس لیے علماے اہل سنت نے ان کو کافر لکھا، کافر کہا، جس کی تفصیل حسام الحرمین میں درج ہے۔ اس جاہل کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی توہین اتنا بڑا جرم ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی کی توہین کرنے والے کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے۔ امام قاضی عیاض نے شفا میں اور علامہ شامی نے رد المحتار میں نقل فرمایا:

"أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه و كفره كفر."(۲)

جامع الشواہد اور حسام الحرمین اس کے کلیجے میں نشتر بن کر چبھ رہے ہیں مگر صراطِ مستقیم، تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ اس کے کلیجے کی ٹھنڈک ہے۔ جس میں اللہ عزوجل اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کی گئی ہیں ان کا نام تک نہیں لیتا۔ وہ تقویۃ الایمان جس کے بارے میں خود اس کے مصنف نے اقرار کیا ہے کہ یہ مسلمانوں کو لڑانے بھڑانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ الحاصل یہ شخص گم راہ بد دین، اسلام سے خارج کافر و مرتد ہے، کیوں کہ یہ اللہ عزوجل اور حضورِ اقدس ﷺ کی توہین پر راضی ہے اور اسے پسند کر رہا ہے۔ علما نے فرمایا ہے کہ رضا بالکفر کفر ہے۔ ارشاد ہے۔ إنكم إذا مثلهم۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) شرح فقہ اکبر، ص:۱۸۹

(۲) رد المحتار على هامش الدر المختار، ص:۳۷۰، ج:۶، كتاب الجهاد، باب المرتد

(۳) قرآن مجید، پارہ:۵، آیت:۱۴۰، سورۃ النساء

سلسلہ نیازیہ کے پیر صاحبان تفضیلی ہیں

مسئولہ: فخر الدین ناگ پور (مہاراشٹر) - ۲۴ ذوقعدہ ۱۴۱۰ھ

مسئلہ - یہاں کچھ لوگ سلسلہ نیازیہ میں مرید ہیں لیکن دار العلوم امجدیہ کے مفتی صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اس سلسلے میں مرید ہونا جائز نہیں۔ شاہ نیاز احمد اور ان کے جانشین تفضیلی رافضی ہیں۔ مگر ایک اور عالم جو ایک مشہور واعظ بھی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ سنی صحیح العقیدہ ہیں۔ شاہ نیاز احمد کو "الملفوظ" میں ایک جگہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ولی تھے۔ نیز ایک صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند خانقاہ نیازیہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے وہاں کے عرس میں شریک ہوتے تھے اس بارے میں صحیح کیا ہے؟ مع ثبوت و دلائل ذکر کریں۔

الجواب

① - خانقاہ نیازیہ محلہ خواجہ قطب بریلی شریف کے صرف موجودہ ہی پیر نہیں بلکہ اس کی پشت ہا پشت تفضیلی تھے جس شخص کو اس میں شبہہ ہو وہ بالمصافحہ یا خط و کتابت کے ذریعہ موجودہ گدی نشین سے معلوم کرلے اس خانقاہ کے بانی شاہ نیاز احمد بھی تفضیلی تھے اور ان کے دونوں لڑکے شاہ نظام الدین و شاہ نصیر الدین بھی تفضیلی عقیدہ رکھتے تھے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری لکچرر اردو کالج کراچی تذکرۂ نوری کے مقدمہ کے ص: ۸/۹/۲۷ پر لکھتے ہیں اسی زمانہ میں شاہ نیاز احمد بریلوی (ف ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۴ء) کے فرزند اصغر شاہ عرف چٹیا والے میاں (ف ۱۳۰۵ھ) نے بدایوں میں اپنا سجادہ اور خانقاہ قائم کی شاہ نصیر الدین کے بڑے بھائی شاہ نظام الدین (ف ۱۳۲۲ھ) بریلی میں صاحب سجادہ تھے۔ بعض اختلاف کی وجہ سے شاہ نصیر الدین اپنی والدہ کو لے کر بدایوں آگئے تھے۔ یہ دونوں سجادے بھی تفضیلی عقائد رکھتے تھے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی اس مسلک کے علمبردار تھے ان کا ایک مرید ایک مرتبہ تحفہ اثنا عشریہ خانقاہ میں لے کر آیا تھا اس بات پر شاہ نیاز احمد نے سخت برہمی کا اظہار فرمایا اور جب یہ کتاب خانقاہ سے چلی گئی تب خانقاہ میں آئے۔[1] عشرۂ محرم میں تعزیوں کے جلوس میں شریک ہوتے ان کی تعظیم کرتے تعزیہ داری اور مرثیہ گوئی کے جلوس میں حصہ لیتے۔[2] دیوان نیاز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

زہے عز و جلالِ بوترابی فخر انسانی — علی مشکل کشائی شیر یزدانی

(۱) ناز و نیاز حصہ اول حالات ملفوظات نیاز احمد بریلوی مرتبہ ظفر الزمان خاں ص:۶۹ نظامی پریس بدایوں.

(۲) ناز و نیاز حصہ اول ص:۴۵،۴۴،۲۹،۲۸،۱۹ وغیرہ.

ولی حق وصیِ مصطفی دریائے فیضانی — امامِ دو جہانی قبلۂ دینی و ایمانی

(ص:۵۵)

غرض بریلی اور بدایوں میں یہ تینوں خانقاہیں (تیسری خانقاہ مذاقیہ ہے جو بدایوں میں تھی) بڑے زور و شور سے تفضیلیت کی نشر و اشاعت میں مصروف تھیں، پھر ان کا سلسلہ دور دور پھیل رہا تھا۔ قصبہ آنولہ ضلع بریلی میں شاہ نظام الدین (ولد شاہ نیاز احمد) بریلی کے ایک مرید حاجی احمد حسین صاحب پنجابی سوداگر تھے۔ انھوں نے آنولہ میں پیری مریدی کا سلسلہ شروع کرکے ان عقائد کی نشر و اشاعت کی۔ مولوی حکیم عبد الغفور صاحب مرحوم (ف ۱۹۶۴ء) سوانحات المتاخرین آنولہ ص: ۳۳-۳۴ قلمی مملوکہ محمد ایوب قادری میں لکھتے ہیں: "عروج سے پہلے نماز روزے کے پابند تھے، وعظ بھی کہا کرتے تھے، گو اتنی قابلیت زیادہ نہ تھی مگر گویائی بڑھی ہوئی تھی۔ جب شاہ نیاز احمد صاحب بریلی کے خاندان میں مرید ہوئے سب باتوں میں انقلاب ہو گیا۔ آنولہ کی تعزیہ داری قریب قریب ختم ہو چکی تھی اس کو آپ ہی نے زندہ کیا۔ اول ایک دیگ زردے کی پکا کر مخصوص لوگوں کو کھلانا شروع کی پھر جتنی کھانے والوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ اتنا ہی کھانا پکانا بھی بڑھاتے گئے۔ روٹی کی بات موٹی ہے۔ اب کھانے والے ہر جگہ تعزیوں کی تعریف کے پل باندھنے لگے۔ جب حاجی صاحب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب آنولہ کی اکثریت میرا الوہا مان گئی اور کسی مخالف کی مخالفت کارگر نہیں ہو سکتی تو بے دھڑک ہر محفل میں وعظ کہنے لگے کہ میرا عروج اور ترقی علم اور تعزیوں کی عزت کرنے سے ہو رہی ہے اور جو کچھ مجھے دے رہے ہیں امام حسین علیہ السلام دے رہے ہیں۔ جہاں کہیں تعزیہ یا علم نکلتا مؤدبانہ دست بستہ اس طرح کھڑے ہو جاتے تھے جس طرح نماز کو کھڑے ہوتے ہیں۔ عوام ان کا وعظ سن کر اور ان کا عروج دیکھ کر تعزیہ داری کرنے پر مائل ہوتے جاتے تھے۔ گو روکنے والے روکتے تھے مگر پلاؤ، زردہ اور لذیذ کھچڑے کے سامنے کون سنتا تھا۔ اب لنگر خانہ اس قدر وسیع کر دیا تھا کہ عشرۂ محرم الحرام میں دس روز برابر کھانا کھلاتے تھے اور ہر تاریخ ایک محلے کے لیے مخصوص کر دی تھی۔ آپ سیدوں کی بہت تعظیم کرتے تھے خواہ وہ سید کیسا ہی بد اعمال ہو لیکن آپ کا مداح ہو۔ مولانا مولوی سید سراج الدین صاحب شاہجہان پوری سید بھی تھے۔ اور حاجی صاحب کے استاد بھی تھے لیکن حاجی صاحب کو ان سے دلی عداوت تھی کیوں کہ مولوی صاحب نے رسالہ جواز تعزیہ داری کا رد لکھ کر شائع کر دیا تھا۔ شیعہ حضرات ندیمانِ خاص تھے، مساجد اور خدا کے نام پر پیسہ دینے میں تامل تھا۔ لیکن امام حسین کے نام اور تعزیہ بنانے والوں کی امداد کرنے میں کسی قسم کا تامل نہ کرتے تھے۔" یہ تھا خانقاہ نیازیہ اور چٹیا والے میاں کے مریدوں اور خانقاہِ نیازیہ کا رنگ۔ بدایوں میں مذاق میاں اور بریلی میں شاہ نظام الدین (ولد شاہ نیاز احمد) تفضیلیت کے علم بردار تھے۔

دوم: رافضیوں کے ساتھ ہمدردی تھی اور ان کتابوں اور علما سے نفرت تھی جن میں رافضیوں کا رد ہوتا تھا۔ اور جو رافضیوں کا رد کرتے تھے اس لیے جب تحفہ اثنا عشریہ جو رافضیوں کے رد میں ہے خانقاہ میں آئی تو سخت برہم ہوئے، سخت غضب ناک ہوئے۔ گھر میں گھس گئے اور جب تک تحفۂ اثنا عشریہ خانقاہ میں رہی خانقاہ میں قدم نہ رکھا۔ جب کتاب خانقاہ سے چلی گئی تو خانقاہ میں آئے۔ اس سے ان کا تفضیلی عقائد میں تصلب اور تشدد صاف ظاہر ہے۔

سوم: تعزیہ داری، عزاداری میں عملاً رافضی تھے۔ تعزیوں کی تعظیم کرتے، ان کے جلوس میں شریک ہوتے، عزاداری اور مرثیہ گوئی کی مجلسوں میں حصہ لیتے۔

چہارم: شاہ نیاز احمد رافضیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصی مانتے تھے، یعنی یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ وصیت کی تھی کہ میرے بعد علی خلیفہ ہوں گے۔

پنجم: ان کے دونوں بیٹے شاہ نظام الدین، شاہ نصیر الدین جو شاہ نیاز احمد کے جانشین تھے تفضیلی عقیدہ رکھتے تھے۔ اس کے علم بردار تھے اور اس کی نشر و اشاعت کی کوشش کرتے تھے۔

ششم: ان کے مریدین بھی تفصیلی عقیدہ رکھتے تھے، تفضیلیت کے عقائد کی اشاعت میں بے دریغ پیسہ خرچ کرتے تھے اور تعزیہ اور علم کے سلسلے میں اپنے پیروں کی طرح سے عملاً رافضی تھے۔

ہفتم: ان کے مریدین رافضیوں کے خصوصی دوست، ہم نوالہ، ہم پیالہ تھے۔

آگے بڑھیے، شاہ نیاز احمد کے گدی نشین اور ان کے فرزند شاہ نظام الدین کو تفضیلیت کی اشاعت میں اس قدر غلو اور انہاک تھا کہ جب مولوی محمد حسن سنبھلی تفضیلی (ف ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء) جو مزاق میاں تفضیلی بدایونی کے مرید و خلیفہ تھے، جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء میں بریلی، بدایوں، سنبھل، رام پور کے تفضیلیوں کا جتھا لے کر بریلی شریف مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے مناظرہ کے لیے آئے تو یہی شاہ نظام الدین بن شاہ نیاز احمد نے ان کو اپنے یہاں مہمان رکھا۔ مولوی ابراہیم سمستی پوری نے ان محمد حسن سنبھلی کے حالات پر مشتمل ایک مضمون لکھا جو رسالۃ العلم کراچی جنوری تا مارچ ۱۹۵۹ء میں درج ہے۔ اس کے صفحہ ۶/۷/۹/ پر ہے: مولوی محمد حسن سنبھلی کو تفضیلی عقائد میں اس قدر غلو تھا کہ وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے مباحثہ کرنے کے لیے بریلی آئے اور خواجہ قطب محلہ میں شاہ نظام الدین صاحب بن شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کے مہمان ہوئے۔ اب اس سے اندازہ کرلیں کہ شاہ نظام الدین چٹیا والے میاں کو تفضیلی عقائد میں کس قدر غلو تھا اور وہ اس عقیدے میں کتنے متعصب تھے اور اس کی اشاعت کے لیے کتنے حریص۔ اس مباحثہ کی روداد بھی سن لیجیے:

مولوی رحمان علی تذکرہ علمائے ہند میں لکھتے ہیں، جمادی الآخرہ ۱۳۰۰ء/۱۸۸۲ء میں بریلی، بدایوں، سنبھل کے تفضیلی حضرات نے جن کے سرکردہ مولوی محمد حسن سنبھلی تھے، بریلی میں جمع ہو کر چاہا کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے مسئلۂ تفضیل پر مناظرہ کریں۔ صاحب ترجمہ (اعلیٰ حضرت) نے علالتِ طبع اور منضج کے استعمال کے باوجود فوراً ۳۰/ سوال لکھ کر اس جماعت کے سرگروہ (مولوی محمد حسن سنبھلی) کے پاس بھیج دیے۔ ان مذکورہ سوالوں کو دیکھتے ہی مناظرین کے سرگروہ دھویں کی گاڑی (ریل) پر سوار ہو کر فوراً اپنے وطن سنبھل کی طرف روانہ ہو گئے، اور ان کے دوسرے معاونین نے خاموشی ہی میں سلامتی سمجھی، چناں چہ اس واقعہ کی تفصیل کے ساتھ متعلق "رسالہ فتح خیبر" (۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء) طبع ہو چکا ہے۔

ان سب حقائق سے ثابت کہ شاہ نیاز احمد سے لے کر اب تک ان کے تمام جانشین تفضیلی شیعہ تھے، اور تفضیلی شیعہ بہ اتفاق علمائے اہل سنت گم راہ، بد دین، اہل سنت سے خارج ہیں۔ خلاصہ بزازیہ، ہندیہ، شامی وغیرہ میں ہے:

"ان الرافضی اِنْ یفضل علیاً علیهما فهو مبتدع."[1] — وہ رافضی جو عقائد کفریہ نہ رکھتا ہو، مگر حضرت علی کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے افضل جانتا ہو وہ بدعتی گم راہ ہے۔

اور حدیث میں فرمایا:

"أهل البدع كلاب النار." — بدمذہب جہنم کے کتے ہیں۔

اور فرمایا:

"من آویٰ محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا."[2] — جو کسی بدمذہب کو پناہ دے اس پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کا فرض قبول فرمائے گا نہ نفل۔

کسی سے مرید ہونے میں اسے صرف پناہ دینا ہی نہیں اسے سر پر بٹھانا ہے، اس لیے مرید ہونے والے اس وعید کے بدرجۂ اولیٰ مستحق ہیں۔ اس لیے سلسلۂ نیازیہ میں مرید ہونا جائز نہیں۔ اور جو لوگ مرید ہو چکے ہیں ان پر فرض ہے کہ فوراً بیعت فسخ کر دیں اور کسی سنی صحیح العقیدہ جامع شرائط پیر سے مرید ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

❷- یہ غلط ہے کہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرس یا کسی بھی موقع پر خانقاہِ نیازیہ میں جاتے تھے۔ میں ایک سال ۶۲-۱۳۶۱ھ میں بسلسلۂ تعلیم بریلی شریف حاضر رہا۔ اس اثنا میں حسب دستور خانقاہِ نیازیہ میں

(۱) فتاویٰ عالم گیری، ج:۲، ص:۲٦٤، کتاب المرتد، رشیدیه، پاکستان
(۲) کنز العمال، ج:۱، ص:۱۹۳

عرس بھی ہوا۔ اس وقت حضرت حجۃ الاسلام بھی باحیات تھے، مگر کوئی صاحب کبھی خانقاہ نیازیہ میں نہیں گئے۔ پھر گیارہ سال تدریس و افتا کی خدمت پر بریلی شریف حاضر رہا، اس طویل عرصہ میں کبھی بھی حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ خانقاہ نیازیہ میں تشریف نہیں لے گئے جب کہ میرا قیام حضرت مفتی اعظم ہند کے دولت کدہ پر تھا اور عموماً حضرت جہاں بھی تشریف لے جاتے مجھے ہمراہ رکھتے اور کہیں بھی حضرت کا جانا آنا مجھ سے مخفی نہیں رہتا تھا۔ جس نے یہ کہا ہے، اس نے جھوٹ باندھا ہے، افترا کیا ہے۔ اس خانقاہ سے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ یا ان کے متعلقین کا کبھی کوئی تعلق نہ رہا۔ بلکہ اختلافِ عقیدہ کی بنا پر ہمیشہ شدید اختلاف رہا۔ آپ اوپر دیکھ چکے کہ شاہ نیاز احمد کے بیٹے شاہ نظام الدین نے تفضیلیت کے علم بردار مناظرین کو اپنی خانقاہ میں ٹھہرایا، مہمان بنایا، بلکہ زبانی روایت کی بنا پر انھوں نے ہی ان بدمذہب مناظرین کو مناظرہ کے لیے اکسایا اور بلایا تھا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ خانوادہ رضویہ کا خانقاہ نیازیہ سے کوئی تعلق ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

③-الملفوظ حصہ دوم میں ایک جگہ یہ لکھا ہے۔ "ایک صاحب شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں آئے۔" مجھے یقین ہے یہ کاتب کی حرکت ہے۔ حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" ہرگز نہیں لکھا ہے۔ الملفوظ پہلی بار لکھنؤ کے ایک رافضی پریس میں چھپی ہے۔ ہو سکتا ہے کتابت بھی کسی رافضی نے کی ہو، اس نے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑھا دیا ہو۔ بدمذہب کاتبوں اور پریس والوں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ اور ان کے متوسلین کی کتابوں میں سیکڑوں تحریفیں کی ہیں، جس کی قدرے تفصیل "منصفانہ جائزہ" اور "مقالات امجدی" میں موجود ہے۔ اور الملفوظ کو تو خاص نشانہ بنایا گیا ہے۔ سردست ۲؍ مثال لیجیے۔

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں جو الملفوظ چھپا ہے اس کے ص:۶؍ پر ہے رب العزت تبارک و تعالیٰ نے چار روز میں آسمان اور دو دن میں زمین یک شنبہ تا چہار شنبہ آسمان اور پنج شنبہ تا جمعہ زمین کو پیدا فرمایا۔ اس کے بعد نظامی پریس بدایوں میں صوفی اقبال احمد مہتمم جدید رضوی کتب خانہ نے جو چھپوایا اس کے ص:۶؍ پر یہ ہے: چار دن میں زمین و آسمان اور دو دن میں زمین یک شنبہ تا چہار شنبہ آسمان پنج شنبہ تا جمعہ زمین اس میں آسمان کے ساتھ زمین ابتدا میں کاتب صاحب نے گھسیڑ دیا ہے۔ حصہ چہارم ص:۶ پر ہے یہ بھی کوئی حدیث ہے: لا یقص إلا أمیر أو مامور او مختال۔[1]

ارشاد: یہ حدیث نہیں بلکہ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔

حالاں کہ مشکوٰۃ ص:۳۵ پر یہ حدیث ان الفاظ سے موجود ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقص. الحدیث.

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص:۳۵، کتاب العلم، مجلس برکات، اشرفیہ

نیز ابوداؤد جلد ثانی ص:۱۶۰؍ پر بھی ہے۔ مشکوٰۃ کے دونوں شارحین حضرت ملا علی قاری اور حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمہما اللہ تعالیٰ یا ابوداؤد کے شارحین الخ۔ میں سے کسی نے اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس حدیث کا مرفوع ہونا صحیح ہے۔ یہ بھی بدمذہب دسیسہ کار کاتبوں یا مطبع والوں کی حرکت ہے۔ اس قسم کے اغلاط الملفوظ میں کثیر ہیں۔ اور یہ نہ اعلیٰ حضرت کا تسامح ہے اور نہ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا، یہ سب اسی سازش کا کرشمہ ہے جو بدمذہبوں نے عاجز آکر اکابر کی کتابوں کے ساتھ کیا ہے۔ اسی قبیل سے شاہ نیاز احمد کے ساتھ "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" کا اضافہ بھی ہے۔ چلیے تھوڑی دیر کے لیے مان بھی لیا جائے کہ شاہ نیاز احمد بدعقیدہ تفضیلی نہیں تھے، چلیے یہ بھی مان لیجیے کہ ولیِ کامل تھے، مگر ان کے جا نشین ان کے دونوں بیٹوں شاہ نظام الدین، شاہ نصیر الدین اور ان کے بعد کی نسل کا بدمذہب تفضیلی گمراہ ہونا یقینی ہے۔ اس لیے اصل حکم اپنی جگہ باقی رہا کہ اس سلسلے میں مرید ہونا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خانقاہ نیازیہ بریلی کے سجادہ نشین تفضیلی ہیں

مسئولہ: عبد العزیز خان اشرفی رضوی غفرلہ، چنگی ناکہ-۱۵، ناگپور ۹؍ جمادی الآخرہ ۱۴۰۹ھ

مسئلہ- ①-شاہ نیاز احمد بریلی تفضیلی تھے۔ ان کی تفضیلیت ثابت کرنے کے لیے مع حوالوں کے جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

②-تفضیلی نیازیہ سے جو سنی صحیح العقیدہ مسلمان بیعت و خلافت حاصل کر چکے ہیں، ان کے لیے شرعی کیا حکم ہوگا، کیا توبہ کرنا ہوگا یا نہیں؟

الجواب

①-پروفیسر محمد ایوب قادری پاکستانی تذکرۂ نوری کے مقدمہ ص:۲۷؍ میں لکھتے ہیں:

"اسی زمانہ میں شاہ نیاز احمد بریلوی (ف ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۴ء) کے فرزند اصغر شاہ نصیر الدین عرف چٹیا والے میاں (ف ۱۳۰۵ھ) نے بدایوں میں اپنا سجادہ اور خانقاہ قائم کی شاہ نصیر الدین کے بڑے بھائی شاہ نظام الدین (ف ۱۳۲۲ھ) بریلی میں صاحب سجادہ تھے۔ بعض اختلاف کی وجہ سے شاہ نصیر الدین اپنی والدہ کو لے کر بدایوں آ گئے تھے۔ یہ دونوں سجادے بھی تفضیلی عقائد رکھتے تھے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی اس مسلک کے علمبردار تھے ان کا ایک مرید ایک مرتبہ تحفہ اثنا عشریہ (رافضیوں کے رد میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی کتاب) خانقاہ میں لے کر آیا تھا اس بات پر شاہ نیاز احمد نے سخت برہمی کا اظہار فرمایا اور جب یہ کتاب

خانقاہ سے چلی گئی تب خانقاہ میں آئے۔"[1]

اسی میں ہے:

"عشرۂ محرم میں تعزیوں کے جلوس میں شریک ہوتے ان کی تعظیم کرتے تعزیہ داری اور مرثیہ گوئی کے جلوس میں حصہ لیتے۔"[2]

شاہ نیاز احمد بریلوی کے مجموعۂ کلام کا ایک دیوان ہے اس میں یہ شعر ہے۔

ولی حق وصی مصطفی دریاے فیضانی — امام دو جہانی قبلۂ دینی و ایمانی

اس شعر میں شاہ نیاز احمد نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصی مصطفی کہا۔ یہ خاص رافضیوں کا عقیدہ ہے۔

اسی تذکرۂ نوری کے مقدمہ ص:۲۸، پر ہے:

"غرض بریلی اور بدایوں میں یہ تینوں خانقاہیں (نیازیہ، نصیریہ، مذاقیہ، تیسری خانقاہ مذاقیہ ہے جو بدایوں میں تھی) بڑے زور و شور سے تفضیلیت کی نشر و اشاعت میں مصروف تھیں، پھر ان کا سلسلہ دور دور تک پھیل رہا تھا۔ قصبہ آنولہ ضلع بریلی میں شاہ نظام الدین بریلوی (ابن شاہ نیاز احمد) کے ایک مرید حاجی احمد حسین صاحب پنجابی سوداگر تھے۔ انھوں نے آنولہ میں پیری مریدی کا سلسلہ شروع کر کے ان عقائد کی نشر و اشاعت کی۔"[3]

اسی میں ص:۲۹، پر ہے:

"یہ تھا خانقاہ نیازیہ اور چٹیاوالے میاں کے مریدین اور خانقاہ نیازیہ کا رنگ۔ بدایوں میں مذاق میاں اور بریلی میں شاہ نظام الدین (بن شاہ نیاز احمد) تفضیلیت کے علم بردار تھے۔"

اسی میں ص:۴۲، پر ہے: "مولوی محمد حسین سنبھلی کو تفضیلی عقائد میں اتنا غلو تھا کہ وہ (مجدد اعظم اعلیٰ حضرت) مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے مباحثہ کرنے بریلی آئے اور خواجہ قطب محلہ میں شاہ نظام الدین (بن شاہ نیاز احمد) بریلوی کے مہمان ہوئے۔"

یہ سب عبارتیں اس کی دلیل ہیں کہ شاہ نیاز احمد بریلوی اور ان کے دونوں لڑکے شاہ نظام الدین و شاہ نصیر الدین تفضیلی تھے اور تفضیلیت کے علم بردار، اس کے مبلغ تھے۔ شاہ نظام الدین کے فوت ہونے کے

(۱) ناز و نیاز حصہ اول حالات ملفوظات نیاز احمد بریلوی مرتبہ ظفر الزماں خاں ص:۶۹ نظامی بریس بدایوں.

(۲) ناز و نیاز حصہ اول ص:۴۵،۴۴،۲۹،۲۸،۱۹ وغیرہ.

(۳) بحوالہ سوانحات المتاخرین، از مولوی حکیم عبد الغفور آنولوی مرحوم،ص:۳۳-۳۴

بعد ان کے لڑکے شاہ محی الدین ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے نواسے عزیز میاں ان کی جگہ بیٹھے۔ ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے لڑکے حسن میاں اس گدی پر بیٹھے۔ یہ سب اپنے آباو اجداد اور بزرگ مشائخ شاہ نیاز احمد، شاہ نظام الدین کی طرح تفضیلی عقائد رکھتے تھے۔ اس کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ عشرۂ محرم میں عزاداری کرنا، ماتمی لباس پہننا، تعزیوں کی تعظیم و تکریم، غالی اثنا عشری رافضی مقررین کو بلا کر مجلس میں تقریر کرانا ان لوگوں کا آج بھی مشغلہ ہے، جس کا جی چاہے عشرۂ محرم کے دنوں میں جا کر دیکھ لے۔ یہی وجہ ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے آستانہ سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں، بلکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے مناظرہ کرانے کے لیے مولوی محمد حسن سنبھلی تفضیلی کو شاہ نظام الدین نے بلوایا تھا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت علیل تھے، منضج لے رہے تھے۔ اسی حالت میں تیس سوالات لکھ کر سنبھلی صاحب کے ہاں بھیجا۔ ان سوالات کو دیکھتے ہی سنبھلی صاحب سنبھل روانہ ہوئے۔[1] واللہ اعلم بالصواب۔

❶۔ تفضیلی گمراہ ہیں۔ در مختار میں بزازیہ سے اس میں خلاصہ سے ہے:

"إن الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما فهو كافرٌ و إن كان يفضل علياً عليهما، فهو مبتدع."[2]

رافضی اگر شیخین کو گالی بکتا ہے یا ان پر لعنت کرتا ہے تو وہ کافر ہے، اور اگر ایسا نہیں صرف حضرت علی کو شیخین سے افضل کہتا ہے تو وہ گم راہ ہے۔

اور گمراہ سے بیعت ہونا ناجائز و گناہ۔ پیر کی تعظیم اور پیر کے قریب رہنا ضروری اور گمراہ کی تعظیم حرام اور اس سے میل جول حرام، حدیث میں ہے:

"من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام."[3]

جس نے گمراہ کی تعظیم کی اس نے اسلام ڈھانے میں مدد دی۔

اور فرمایا: "و إياكم و إياهم لا يضلونكم و لا يفتنونكم."[4]

بد مذہبوں سے دور رہو، ان کو اپنے سے دور رکھو، کہیں تم کو گم راہ نہ کر دیں، کہیں تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

(۱) تذکرہ علماے ہند،ص:۱۷-۱۸، از رحمٰن علی

(۲) در مختار،ج:۶،ص:۳۷۷، کتاب المرتد باب مطلب فی حکم سب الشیخین، دار المکتب العلمیة، لبنان

(۳) مشکوٰۃ شریف، ج:۱،ص:۳۱، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعہ مجلس برکات.

(۴) مشکوٰۃ شریف، ج:۱،ص:۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعہ مجلس برکات.

اور فرمایا: "فلا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم"(۱) بدمذہبوں کے ساتھ نہ اٹھو، نہ بیٹھو، نہ ان کے ساتھ کھاؤ، پیو۔

جو لوگ سلسلۂ نیازیہ میں مرید ہوں ان پر واجب کہ فوراً بیعت فسخ کر دیں اور کسی صحیح العقیدہ سنی جامع شرائط پیر سے مرید ہوں۔ جن لوگوں کے علم میں یہ بات تھی کہ سلسلۂ نیازیہ والے تفضیلی ہیں پھر بھی مرید ہوئے، ان پر ضرور توبہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مولانا ابوالحسن زید فاروقی سنی تھے یا نہیں؟

مسئولہ: عبدالحمید علوی، علویہ مسجد، مدرسہ اہل سنت غوثیہ، سنگم وہار، دہلی

مسئلہ - مولانا ابوالحسن زید فاروقی سنی صحیح العقیدہ ہیں یا نہیں؟ شاہ ابوالحسن زید صاحب کے قریب ہونے پر بکران سے مرید ہو گیا۔ بکر کے اوپر کیا حکم ہے، جب کہ بکر اپنے کو سنی حنفی کہتا ہے؟

الجواب

مولانا ابوالحسن زید صاحب سنی صحیح العقیدہ نہ تھے۔ صلح کلی تھے، اکابر دیوبند میں مولوی قاسم نانوتوی کے شاگرد کے شاگرد تھے اور نانوتوی صاحب کو نہ صرف یہ کہ مسلمان جانتے تھے بلکہ بہت بڑا عالم اور ولیِ کامل مانتے تھے۔ مقاماتِ خیر میں ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھا ہے۔ اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی کے بھی بہت مداح تھے۔ گنگوہی نے میلاد شریف کو ناجائز و بدعت کہا ہے جو ان کے فتاویٰ میں موجود ہے۔ ابو الحسن زید صاحب اس کا انکار کرتے تھے اور بے جا تاویلیں کرتے تھے۔ میری خود ان سے بات چیت ہوئی ہے اور نوبت تلخی تک پہنچ چکی ہے۔ شروع شروع میں وہ دیوبندی نواز تھے لیکن جب ان کا انجام یہ دیکھا کہ ان کے حلقہ کے کٹر دیوبندی ہو گئے تو بعد میں کچھ گول مول دیوبندیوں کے خلاف بھی بولنے اور لکھنے لگے۔ ایسی صورت میں جب کہ وہ نانوتوی کی تحذیر الناس کی کفری عبارتوں اور گنگوہی کی براہین قاطعہ کی ص:۵۱ر کی شیطانی کفری عبارت پر مطلع تھے، جس پر علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ نے ان ان دونوں کو کافر کہا اور وہ بھی اس تفصیل کے ساتھ کہ ان کفریات پر مطلع ہونے کے بعد جو ان بھی کافر۔ پھر بھی جناب ابوالحسن زید صاحب نانوتوی اور گنگوہی کو عالم، ولی مانتے تھے تو اس کا مطلب یہ ہوا بنیادی طور پر ان کا عقیدہ بھی وہی تھا جو نانوتوی و گنگوہی کا تھا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی ان کو دیوبندی کہے تو کیا

(۱) المستدرک للحاکم، ص:۶۳۲، ج:۳، تاریخ بغداد للخطیب، ص:۹۹، ج:۲، کنز العمال، للمتقی، رقم الحدیث:۳۲۴۶۶

غلط بات ہے۔ بکر کو سمجھایا جائے۔ اس پر فرض ہے کہ ابوالحسن زید صاحب کی بیعت فسخ کر دے۔ اگر وہ مان جائے فبہا، ورنہ صاف ظاہر کہ وہ اگرچہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے مگر بنیادی عقیدے میں دیوبندیوں کے ہم عقیدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کیوں کافر ہیں۔ غلام احمد کے کفریات۔ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کا مطلب۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ سے حضرت عیسیٰ کی وفات پر استدلال غلط ہے۔

مسئولہ: غلام محمد قادری، مقام دیلی تھانہ، میرال، ضلع پلاموں، بہار - ۱۶ر شوال ۱۴۰۱ھ

مسئلہ - بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

میرے پاس جماعت احمدیہ کی پچاسوں کتابیں ہیں۔ میں نے سب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ارکان خمسہ (جو اسلام کی بنیاد ہیں) سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کلی اتفاق ہے اور مرزا کا مقصد و منشا اسلام کی ترقی اور دنیا والوں میں حضور اکرم ﷺ کی اعلیٰ و ارفع شان کو ثابت کرنا ہے جو حضرت امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کا (نزول و ظہور کے بعد) کام ہے، جہاں تک میں نے اس جماعت کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اس کے اندر کہیں بھی اس کا اشارہ نہیں ملتا کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کر کے کوئی نئی شریعت کی بنیاد رکھی ہو اور حضور اکرم ﷺ کی شریعت کو منسوخ قرار دیا ہو۔ جہاں تک نبوت کی بات ہے، ان کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا کا دعویٰ نبی ہونے کا نہیں بلکہ امتی ہونے کا تھا اور حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے باوجود ایسی نبوت دنیا میں ظاہر ہونے کے ہم بھی قائل ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف فرما ہوں گے تو نبی بھی ہوں گے اور حضور ﷺ کے امتی بھی ہوں گے۔ مرزا غلام احمد قادیانی قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرتے ہیں اور احادیث نبوی ﷺ کا مصداق خود کو قرار دیتے ہیں، جن میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور حضرت امام مہدی کے ظہور کی پیشن گوئی فرمائی ہے، جو بہت حد تک میری سمجھ سے معقول معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا مجھے سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی جماعت کیوں کر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ واضح ہو کہ جماعت احمدیہ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کو سمجھنے کے لیے مضمون مذکورہ بالا میں میں نے (۱) مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کے ارکانِ خمسہ سے اتفاق رکھنا اور ان پر عامل ہونا (۲) مرزا کا مقصد اسلام کی

ترقی (۳) حضور اکرم ﷺ کی شان کو دنیاوالوں پر ثابت کرنا (۴) مرزا اور شریعتِ اسلام (۵) مرزا اور نئی شریعت (۶) امتی، نبی اور ختم نبوت کا مسئلہ (۷) وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ (۸) مرزا کا مہدی ہونا نہ ہونا۔

الجواب

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اگرچہ مسلمان جیسا کلمہ پڑھتے ہیں، مسلمانوں جیسی نماز پڑھتے ہیں، اپنے آپ کو اسلام کا حامی اور مبلغ بتاتے ہیں، مگر اس کے باوجود قطعاً یقیناً بلا شبہہ کافر و مرتد، اسلام سے خارج ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے یہ لازم ہے کہ انسان تمام ضروریاتِ دین کو دل سے سچا مانے اور زبان سے اس کے سچے ہونے کا اقرار کرے۔ اگر کوئی شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے، اگرچہ بقیہ تمام ضروریاتِ دین کو حق مانے، شرح مقاصد مبحث سابع میں ہے:

”فلا نزاع في كفر أهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات اعتقاد قدم العالم ونفي حشر الأجساد.“(۱)

اس میں کسی کا اختلاف نہیں اہل قبلہ میں سے وہ شخص کافر ہے جو عالم کو قدیم ہونے یا حشر کا انکار کرے، اگرچہ عمر بھر پابندی سے تمام عبادات و طاعات ادا کرتا رہے۔

اگر کفر کے لیے تمام ضروریاتِ دین کا انکار لازم قرار دیا جائے تو پھر دنیا میں کوئی کافر نہ رہے گا کہ ہر شخص میں کوئی ایک نہ ایک بات اسلام کی ضرور پائی جاتی ہے، مثلاً مشرکین یہود و نصاریٰ سب خدا کے وجود کے قائل ہیں اور خدا کا موجود ہونا اسلام کا بھی عقیدہ ہے، مگر چوں کہ دوسرے کفریات بھی وہ کرتے ہیں، اس لیے کافر ہیں، غرض کہ مسلمان ہونے کے لیے تمام ضروریاتِ دین کا حق ماننا ضروری ہے اور زبان سے اقرار کرنا لازم ہے ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا میں اور ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اس کی شرح میں ضروریات دین کے منکرین کی تکفیر نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”وإن أظهر مع ذلك الإسلام أي الإيمان و انقياد مافيه من الأحكام و اعتقده أي الإسلام و اعتقد إبطال كل مذهب سواه فهو كافر بإظهاره

ان کفریات کے ساتھ ایمان اور اسلام ظاہر کرے، اور اسلام کے احکام کی تابع داری کرے اور اسلام کا اعتقاد رکھے اور اسلام کے سوا ہر مذہب کو باطل جانے، پھر بھی وہ کافر ہے۔ اس لیے کہ اس نے

(۱) شرح مقاصد، ج:۲،ص:۵۲۰، مبحث سابع

ما أظهر من خلاف ذلك.“(۱)

اس کے خلاف ظاہر کر دیا۔

اسی طرح قادیانی اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور اسلام کو مذہب حق کہتا ہے اور اسلام کے احکام کی پابندی بھی بظاہر کرتا ہے، مگر چوں کہ اس نے کثیر ضروریات دین کا انکار کیا ہے، اس لیے وہ کافر ہے۔ مثلاً اس نے دعویٰ نبوت کیا۔ اپنے رسالہ ”دافع البلاء“ مطبوعہ ریاض ہند، ص:۹ پر لکھا ہے: ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ ازالہ اوہام ص:۵۳۳ پر لکھا: ”خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“ توضیح مرام، ص:۹/ پر لکھا: ”میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔“ اور اپنے رسالہ جس کا نام ”ایک غلطی کا ازالہ“ ہے اس کے ص:۶۷۳ پر لکھا: ”میں احمد ہوں جو آیت: مبشراً برسول يأتي من بعدی اسمه احمد“ میں مراد ہے۔ مرزا غلام احمد نے پہلے مطلقاً رسول ہونے کا دعویٰ کیا، بعد میں جب دیکھا کہ یہ چل نہیں پائے گا تو امتی نبی ہونے کی طرف پلٹا، کبھی ظلی نبی بنا کبھی بروزی۔ مگر اس کا یہ داؤ پیچ خود اس کے قول سے باطل ہے۔ وہ کہتا ہے: ”آیت: مبشراً برسول يأتي من بعدی اسمه احمد“ سے میں مراد ہوں۔“ قرآن کریم کی نص شاہد ہے کہ آیت کریمہ میں یہ قول حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے اور باجماع مسلمین اس سے مراد حضور ﷺ ہیں اور تمام مسلمانوں کا اس پر ایمان ہے کہ حضور اقدس ﷺ نہ امتی نبی تھے، نہ ظلی، نہ بروزی بلکہ مستقل بالذات نبی تھے۔ سارے انبیاے ماسبق کے سردار اور امام تھے۔ اس لیے اس آیت میں رسول سے مراد نہ ظلی ہے، نہ بروزی، نہ امتی نبی بلکہ مستقل بالذات رسول مراد ہے۔ اور جب اس دجال نے اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا تو اس نے مستقل بالذات نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن صرف بے پڑھے لکھے عوام کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے ظلی اور بروزی کی ٹٹی کھڑی کی، مگر پھر بھی کفر سے نہ بچ سکا۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔ جو شخص کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے خواہ ظلی، خواہ بروزی یا امتی نبی بنے یا جو کسی ایسے کو نبی مانے وہ کافر ہے۔ آیتِ کریمہ: خاتم النبیین۔ اپنے ظاہر معنیٰ اور اپنے عموم پر باقی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کرنے والا کافر و مرتد ہے۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہی ہیں کہ آنحضور ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص یہ کہے کہ آنحضور ﷺ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت ملی ہے یا مل سکتی ہے وہ کافر ہے۔ امام قاضی عیاض ”شفاء“ میں اور ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

”فهؤلاء الطوائف كلهم كفار أي

پس یہ تمام گروہ کافر ہیں، کیوں کہ یہ نبی

(۱) شرح شفا، ج:۲، ص:۵۲۰

فإنهم مكذبون للنبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لأنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم أخبر عن نفسه أنه خاتم النبيين لا نبي بعده أي ينبأ فلا يرد عيسىٰ لأنه نبي قبله و ينزل بعده و يحكم بشريعته و يصلي إلى قبلته ويكون من جملة امته و أخبر عن الله تعالىٰ أنه خاتم النبيين و أنه أرسل كافة أي رسالة جامعة للناس . و أجمعت الأمة على حمل هذا الكلام الذي صدر عنه عليه الصلاة والسلام على ظاهره لعدم صارف عنه و إن مفهوم المراد به هو المقصود منه دون تاويل في ظاهره ولا تخصيص في عمومه فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها أي لتكذيبهم الله و رسوله قطعاً. أي بلا شبهة إجماعاً بلا مخالفة وسمعاً أي سماعاً من الكتاب والسنة ما يدل على كفرهم بلا مرية. وكذلك وقع الإجماع على تكفير كل من دافع نص الكتاب القديم و حمله على خلاف ما ورد به من المعنى القديم أو نص حديث مجمع على نقله، مقطوع به أي بصحته، مجمع على حمله على ظاهره من غير تاويله اه ملخصًا.[1]

ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں، اس لیے کہ حضور ﷺ نے اپنے بارے میں یہ خبر دیا کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یعنی حضور ﷺ کے بعد کسی کو منصبِ نبوت نہیں ملے گا۔ اب حضرت عیسیٰ علیہا السلام سے اعتراض نہیں پڑ سکتا، اس لیے کہ انھیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے پہلے منصبِ نبوت مل چکا ہے، حضور کے بعد نازل ہوں گے۔ اور حضور ﷺ نے یہ خبر دی کہ اللہ عز و جل نے ان کو خاتم النبیین بنایا اور سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور امت نے اجماع کیا۔ اس کلام یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے اپنے ظاہری معنی پر محمول ہونے پر۔ کیوں کہ اس سے کوئی صارف نہیں اور بے شک جو مفہوم اس کی مراد ہے وہی مقصود ہے نہ اس کے ظاہر معنی میں تاویل ہے اور نہ اس کے عموم میں کوئی تخصیص ہے اس لیے ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں کیوں کہ یہ اللہ و رسول کو جھٹلاتے ہیں یہ لوگ بلا کسی شبہہ کے قطعًا اور بلا کسی مخالفت کے اجماعًا کافر ہیں اور ان کے کافر ہونے پر بلا کسی شبہہ کے قرآن و حدیث دلالت کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی ہر اس شخص کے کافر ہونے پر اجماع ہے جو کتاب کے نص سے یہ معاملہ کرے، جس کے نقل پر اجماع ہو جس کا صحیح ہونا قطعی ہو، جس کے بغیر کسی تاویل کے ظاہری معنی مراد ہونے پر اجماع ہو۔

(۱) ملا علی قاری، ج:۲، ص:۵۱۹

اس عبارت سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوئے:

❶- آیت کریمہ خاتم النبیین اور حدیث: أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي۔ کے بارے میں پوری امت کا اجماع ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آں حضور ﷺ سب میں آخر نبی ہیں، آخر الانبیا ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں یا حضور اقدس کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی، جو اس کا دعویٰ کرے وہ باجماع امت قطعًا یقینا بلا شبہہ کافر ہے۔

❷- اس پر بھی امت کا اجماع ہے کہ لفظ "خاتم النبیین" اور "لا نبی بعدی" اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، اس میں جو کوئی کسی قسم کی تاویل کرے کہ یہاں مراد مستقل بالذات نبی ہے، ظلی، بروزی، امتی نبی مراد نہیں، یا اس میں کسی قسم کی تخصیص کرے، مثلاً یہ تخصیص کرے کہ حضور ﷺ کی خاتمیت صرف زمین کے طبقۂ اولیٰ کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی بلا شبہہ اجماعًا کافر ہے، اس لیے کہ یہ اللہ و رسول کو جھٹلا رہا ہے۔

❸- جو شخص قرآن کریم کی کسی آیت یا کسی حدیث متواتر کے ایسے معنی کا انکار کرے جس پر امت کا اجماع ہو وہ بھی بلا شبہ قطعًا یقینا کافر ہے۔ اس کے علاوہ کثیر احادیث کریمہ اور پوری امت کے بے شمار ارشادات اس بات میں وارد ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سب میں پچھلے نبی ہیں۔ آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی کو کسی قسم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ یہ معنی تمام امت میں ایسا مشہور و معلوم ہے کہ ہر شخص کو اس بات کا یقین ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں۔ آیت کریمہ کا یہ معنی ضروریاتِ دین میں سے ہو گیا ہے۔ غلام احمد قادیانی نے پہلے مطلق نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا، یہیں سے وہ کافر و مرتد ہو گیا۔ پھر ناواقف عوام کو دھوکا دینے کے لیے بعد میں ظلی، بروزی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہ بھی اس کا کفر صریح ہے۔ اتنے ہی سے وہ ایسا کافر و مرتد ہو گیا کہ جو شخص اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا بہانا بنانا اس کو کچھ کام نہیں آئے گا۔ اس کا منہ توڑ جواب حضرت ملا علی قاری نے دے دیا کہ آخر الانبیا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی اور سب جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو آنحضور کے دنیا میں تشریف آوری کے پہلے نبوت ملی ہے، بر خلاف اس دجال کے کہ وہ اس زمانہ میں پیدا ہوا اور اسی زمانہ میں اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے علاوہ غلام احمد کے کافر ہونے کے اور بہت سے وجوہات ہیں۔ اس نے ازالۂ اوہام، ص:۸ ر میں لکھا: "حضرت موسیٰ کی پیشین گوئیاں بھی اس صورت میں ظہور پذیر نہیں ہوئیں، صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غايت ما في الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی

پیشین گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔" اسی کتاب کے ص:۲۸۸ پر ہے: "حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام و غلط نکلی تھیں۔" یہ صراحۃً انبیاے کرام کو جھوٹا اور فریبی بنانا ہے۔ یہ کہنا یہ چاہتا ہے کہ حضرت موسیٰ و حضرت مسیح بلکہ خود حضور سید الانبیا نے قوم کو فریب دینے کے لیے جھوٹ بولا، اور یہ انبیاے کرام کو صراحۃً جھٹلانا ہے۔ اربعین، ص:۲ روس۱۳ر پر لکھا۔ "کامل مہدی نہ موسیٰ تھا نہ عیسیٰ۔" کتنا بڑا گستاخ ہے ان اولو العزم کو راہ یافتہ پورے طور پر نہ مانا۔ مہدی کے معنی راہ یافتہ کے ہی ہیں۔ معیار ص:۱۳-۱۴ر پر لکھا: "خدا نے امت میں مسیح موعود بھیجا کہ اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور اس نے اس غلام احمد رکھا تاکہ یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا، یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب و شفاعت کے مرتبے میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے۔" ہر ذی عقل ان عبارات کو پڑھ کر یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ اس گستاخ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والتسلیم کی شدید بلکہ اشد توہین کی۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ انبیاے کرام میں سے کسی نبی کی جو کوئی توہین کرے، ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرے وہ یقیناً حتماً کافر ہے۔

شفا قاضی عیاض اور شامی میں ہے:

واللفظ للشامی أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر و من شك فی عذابه و كفره كفر.(۱)

در مختار میں ہے: و يجب إلحاق الاستهزاء والاستخفاف به.(۲)

کسی نبی کو گالی دینے والا، ان کی استہزا کرنے والا، ان کی شان کو ہلکی کرنے والا کافر ہے۔ جو اس کے عذاب و کفر میں شک کرے کافر ہے۔

کثرت کار و قلت فرصت کی وجہ سے ہم نے قادیانی دجال کے چند کفریات گنائے ہیں۔ ابھی اس کے بے شمار کفریات باقی ہیں۔ انھیں کفریات کی بنا پر علماے عرب و عجم، حل و حرم، ہند و سندھ، ہندوستان و پاکستان، سب نے متفقہ طور پر یہ فتویٰ دیا کہ غلام احمد قادیانی کافر و مرتد اسلام سے خارج ہے۔ اس فتوے کی روشنی میں پاکستان نے متفقہ طور پر طے کر دیا کہ قادیانی مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم ہیں۔ رہ گیا قادیانیوں کا یہ فریب کہ حضرت عیسیٰ کی وفات ہو گئی ہے، وہ زندہ نہیں، یہ بھی قرآن کی آیتوں کے ان معانی کو جھٹلانا ہے، جن پر تمام امت کا اجماع ہے اور صدہا احادیث کریمہ کا انکار ہے، قرآن کریم میں صاف صاف فرمایا گیا ہے:

(۱) رد المحتار، ج:۶، ص:۳۷۰، کتاب الجهاد، باب المرتد، مكتبه زكريا.
(۲) در مختار، ج:۲، ص:۲۹۰، مكتبه نعمانيه.

"وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔"(۱) نہ تو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو شہید کیا اور نہ انھیں پھانسی دی۔

پھر اس کے بعد فرمایا:

"بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔"(۲) بلکہ اللہ نے انھیں اپنی طرف اٹھا لیا۔

اس کی تفسیر میں تمام مفسرین نے متفق اللفظ یہی فرمایا کہ وہ زندہ اٹھائے گئے اور جن آیتوں کو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کی دلیل قرار دیتا ہے۔ ان سب میں یہی معنی مراد ہے کہ وہ اٹھا لیے گئے۔ لفظ "توفی" قرآن کریم میں خود موت کے علاوہ سونے کے معنی میں آیا ہے۔ ارشاد ہے:

"اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا۔"(۳) اللہ جانوں کو لے لیتا ہے موت کے وقت اور جو نہیں مرتی انھیں سونے کی حالت میں۔

اس آیت میں یہ "يَتَوَفّٰى" مطلقاً اٹھانے کے معنی میں ہے، خواہ بذریعہ موت، خواہ بذریعہ نوم، اس لیے "فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ" وغیرہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال درست نہیں۔ وفات و حیات کا مسئلہ اتنا سنگین نہیں جتنا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور حضرات انبیاے کرام کی توہین کا ہے۔ مسلمانان عالم نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اور اس کے متبعین کی تکفیر اس بنا پر کی ہے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاے کرام کی توہین کی اور ان کے معجزات کا انکار کیا۔ اس لیے قادیانی اگرچہ نماز پڑھتا ہے، نماز و حج و زکاۃ کا قائل ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، پھر بھی وہ کافر و مرتد ہے۔ اسلام سے خارج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابو الاعلیٰ مودودی کے عقائد کیسے ہیں؟

مسئولہ: محمود عالم، خطیب مدینہ مسجد، لوہار کالونی، ادے پور، راجستھان - ۸ر جنوری ۱۹۸۱ء

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ مودودی اور جماعت اسلامی کے عقائد کیسے ہیں۔ کچھ لوگ ان کی کتابوں کی تعریف کرتے ہیں اور کچھ مخالفت کرتے ہیں، نیز ان کے اجتماع میں شرکت کرنا اور ان کا تعاون کرنا کیسا ہے۔ بریلوی علماے کرام کے علاوہ دیگر علما کے خیالات ان کے بارے میں اظہار فرمائیں۔

الجواب ـــــــ

(۱) قرآن مجید، سورة النساء، آیت:۱۵۷.
(۲) قرآن مجید، سورة النساء، آیت:۱۵۷.
(۳) قرآن مجید، سورة الزمر، آیت:۴۲.

مسٹر ابوالاعلیٰ مودودی کی قائم کردہ نام نہاد جماعت اسلامی وہابیوں کی ایک شاخ ہے۔ سارے وہابیوں کی طرح مودودی بھی اسماعیل دہلوی کو اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں، اور ان کی کتابوں تقویۃ الایمان و صراط مستقیم وغیرہ کو اپنے مذہب کی بنیادی کتابیں مانتے ہیں۔ وہابیوں کی طرح انبیاے عظام و اولیاے کرام کی شانِ اقدس میں شدید گستاخیاں کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مودودی کا شترِ بے مہار قلم سارے اسلاف حتیٰ کہ خود حضور اقدس ﷺ تک سبھی کو نشانہ بناتا ہے۔ علماے اہل سنت کا ان کے بارے میں متفقہ فتویٰ ہے کہ یہ کافر و مرتد ہیں۔ تفصیل کے لیے ''آئینۂ مودودیت، مودودیوں کا الٹا مذہب، جماعت اسلامی'' کا مطالعہ کریں۔ مودودیوں کی کتابیں عوام کو پڑھنا جائز نہیں۔ دیوبندی بھی مودودیوں کو گمراہ جانتے ہیں۔ تفصیل کے لیے ''شیش محل'' کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مودودیوں کے اجتماع میں شریک ہونا ناجائز و گناہ ہے۔

حدیث میں ہے: ''من كثر سواد قوم فهو منهم.''

اور فرمایا: ''إياكم و إياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم.''[1]

قرآن مجید میں فرمایا: ''فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔''[2]

اور فرمایا: ''وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔''[3]

اس آیت سے ظاہر ہے کہ ان کا تعاون کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۶؍ شوال ۱۴۰۱ھ

محمد سلیمان منصور پوری متعصب غیر مقلد تھا؟

مسئولہ: شفاعت علی اشرفی مقام و ڈاک خانہ گڑیا وایا سنگریا ضلع گنگا نگر راجستھان - ۲۴؍ جمادی الاخرہ ۱۴۰۱ھ

مسئلہ - محمد سلیمان منصور پوری مولف تفسیر سورۂ یوسف سنی تھے یا نہیں؟

الجواب

میں نے تفسیر سورہ یوسف نام کی کوئی کتاب نہیں دیکھی ہے کہ بتا سکوں کہ اس کا مصنف کون تھا۔ البتہ کتاب رحمۃ للعالمین کا مصنف محمد سلیمان منصور پوری متعصب، غیر مقلد وہابی تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱) مشكوٰة المصابيح، ص:۲۸، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبع مجلس بركات، اشرفيه، مباركفور

(۲) قرآن مجيد، سورة الانعام، آيت:۶۸.

(۳) قرآن مجيد، سورة المائدة، آيت:۲.

آغا خانی فرقہ اسماعیلیہ اسلام سے خارج کافر ہے

مسئولہ: محمد شبیر صدر کمیٹی جامع مسجد گول بازار ڈونگڑ

مسئلہ - کیا فرماتے ہیں علماے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندوستان میں جو لوگ پرنس آغا خاں کو ماننے والے فرقہ اسماعیلیہ کھوجہ کہلاتے ہیں ان کے عقائد کیا ہیں، اور اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا حکم کیا ہے، اگر کوئی کھوجہ مر جائے تو مسلمان کو اس کے کفن دفن اور نماز جنازہ میں شرکت کرنی جائز ہے یا نہیں اگر کوئی مسلمان کھوجہ کو اسلامی طریقہ پر غسل و کفن دے اور اس کے جنازے کی نماز پڑھے یا پڑھائے تو اس کا حکم کیا ہے؟ کیا ایسے شخص پر توبہ تجدید ایمان و نکاح ضروری ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

میں ساڑھے تین ماہ سے آنکھ کی شدید تکلیف میں مبتلا ہوں اس لیے کھوجہ فرقہ کے عقائد تفصیل کے ساتھ نہیں لکھوا سکتا یہ فرقہ کافر و مرتد اسلام سے خارج ہے جو شخص ان کے جنازے کی نماز پڑھے اس پر بلا شبہہ توبہ و تجدید ایمان بیوی والا ہو تو تجدید نکاح واجب ہے کہ نماز جنازہ دعاے مغفرت ہے اور کافر کے لیے دعاے مغفرت کفر، ہاں اگر کوئی شرما حضوری یا دنیوی مصلحت کا خیال کر کے نمازیوں کے ساتھ کھڑا ہو گیا نماز کی نیت نہیں کی تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا مگر گنہگار بہر حال وہ بھی ہے اسی طرح کھوجہ میت کو سنی مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا منع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آغا خانی باطل فرقہ ہے

مسئولہ: جناب شوکت عزیزی، مقام و پوسٹ سندر گڑھ، اڑیسہ - ۳؍ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

مسئلہ - مفتیان کرام اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ہمارے شہر میں غیر عقیدہ ایک گھر شیعہ اور ایک گھر آغا خانی (کھوجہ) جو کہ تقریباً چالیس سال سے مقیم ہیں۔ پندرہ سال سے شیعہ ہماری مسجد میں نہیں آئے اور نہ ہی ان کا کوئی فرد ہمارے قبرستان میں جگہ پایا ہے۔ لیکن آغا خانی (کھوجہ) عیدین، تراویح و جمعہ میں مسجد میں آکر نماز ادا کرتے ہیں، اور ان کے گھر کے تین افراد نادانستہ ہمارے قبرستان میں جگہ پا چکے ہیں۔ لیکن دونوں فریقین دینی کام میں چندہ دیتے ہیں اور جماعت کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس آغا خانی کا ۱۹۶۴ء میں فرقہ وارانہ فساد کے وقت مکان لوٹا گیا اور آتش زنی بھی کی گئی، صرف یہ سمجھ کر کہ یہ بھی مسلمان ہے۔ لیکن یہ تو

آغاخان کی پرستش کرتا ہے اور تنہا ہونے کے ناتے مسلمانوں سے مل کر رہتا ہے۔ پھر آغاخانی گیارہویں شریف کے زمانے میں لوگوں کو کھانا بھی کھلایا کرتا ہے اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے مسلمانوں کے یہاں گیارہویں شریف کا کھانا کھاتا ہے۔ اس لیے رسماً کھلا دیتا ہے۔ بہر کیف قرآن و حدیث شریف کی روشنی میں یہ مطلع فرمائیں کہ ان کے ساتھ رسم و راہ رکھنی چاہیے، کیا انھیں مسجد میں نماز کے لیے اجازت دینی چاہیے؟ کیا ان سے دینی کام کے لیے چندہ لینا چاہیے؟ اور انھیں مسلم قبرستان میں جگہ دینی چاہیے؟ کیوں کہ ان دونوں کے گھر کا ایک ایک فرداب زندگی کے آخری کشمکش پر ہے اور ان کے ورثا قبرستان میں جگہ طلب کر رہے ہیں اور یہاں کی مسلم جماعت جگہ دینے سے انکار کر رہی ہے۔ ازراہِ کرم شرعی مسئلے سے روشناس فرمائیں۔ مہربانی فرما کر جواب جلد از جلد مرحمت فرمائیں۔ معرض التوا میں نہ ڈال رکھیں ورنہ یہاں فتنہ بڑھنے کا اندیشہ ہے۔

الجواب

آغاخان (کھوجی) غالی رافضیوں کی بدترین قسم ہے اور بوجوہِ کثیرہ کافر و مرتد ہیں، نہ ان کے ساتھ میل جول جائز، نہ ان کے ساتھ کھانا پینا جائز، نہ ان کے یہاں کھانا جائز، نہ ان کو اپنے یہاں کھلانا جائز، نہ یہ جائز کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

شبلی نعمانی معتزلی تھا

مسئولہ: محمد شریف رضوی، دار العلوم غریب نواز، بھیلواڑہ، راجستھان

مسئلہ- مولوی عظیم الدین صاحب نیپالی سنی مدرسہ میں پڑھاتے ہیں اور اراکین و عوام کے سامنے اپنے سنی ہونے کا اظہار کرتے ہیں، پھر شبلی نعمانی کو ہمیشہ علامہ شبلی نعمانی ہی کہہ کر پکارتے ہیں، اس سے نیک عقیدت رکھتے ہیں۔

الجواب

شبلی اعظم گڑھی ایک صلح کلی، معتزلی تھا، اور اہل سنت و وہابیہ کے مابین مختلف فیہ مسائل میں وہابیوں کا ہم نوا، ان مولوی صاحب کو شبلی نعمانی کی بدعقیدگی بتائی جائے، مان جائے فبہا، ورنہ پھر یہ سنی ہرگز ہرگز نہیں۔ شبلی کی طرح گمراہ بددین ہے۔ ارشاد ہے:

”اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔“[1] اب تم بھی انھیں کے مثل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) قرآن مجید، پارہ :۵،سورۃ النساء، آیت:۱۴۰.

شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی نے کثیر معجزات کا انکار کیا ہے

مسئولہ: سید عبد الرحمن

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی صاحبان کی تصنیف سیرۃ النبی عالم اسلام میں کیا وقعت رکھتی ہے، خاص کر اہل سنت و جماعت کی نظر میں اس کتاب کے مطالعہ کا منع کرنے والا شخص کیسا ہے؟

الجواب

شبلی نعمانی اور سلیمان ندوی کی کتاب سیرۃ النبی میں بے شمار غلطیاں ہیں، کثیر معجزات کا انکار ہے اور ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو پڑھا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سلیمان ندوی، ابوالحسن ندوی کے عقائد۔

دیوبندی کو ”رحمۃ اللہ علیہ“ یا ”مدظلہ“ لکھنا کیسا ہے؟

مسئولہ: عبد الغفار الاعظمی، مدرس دار العلوم سرکار آسی، سکندر پور، بلیا، یو۔ پی۔ --۱۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلۂ ذیل میں کہ زید نے اپنی کتاب میں سید سلیمان ندوی کو رحمۃ اللہ علیہ اور سید ابوالحسن ندوی کو مدظلہ العالی لکھا ہے۔ بکر نے اس کے متعلق پوچھا کہ یہ حضرات کافر ہیں اور ہمارے عقیدے کے خلاف ہیں تو اس کے جواب میں زید نے کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے، ہمارا ہی نہیں بلکہ ہمارے سلسلے کے تمام لوگوں کا عقیدہ ہے، کسی کو برا بھلا نہیں کہتے، نہ کسی کو کافر کہتے ہیں، بلکہ توقف کرتے ہیں۔ پھر بکر نے کہا کہ توقف لکھنے میں کیا جائے یا نہ لکھنے میں۔ تو زید نے کہا کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو کافر اور مسلمان دونوں کو کہہ سکتے ہیں مگر مدظلہ سے گریز کرنا چاہیے۔ اس پر بکر نے کہا کہ آپ کی کتاب میں تو لکھا ہوا ہے۔ اس پر زید نے کہا کہ میرا معاملہ الگ ہے۔ میں تو کسی گورنر کو عزت مآب لکھ دیتا ہوں، مجھے تو سب لوگوں سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ دورانِ گفتگو زید نے یہ بھی کہا کہ ایک مرتبہ جب میں چھوٹا تھا تو ایک میت کو چند آدمی یہ کہتے ہوئے ”رام رام ستیہ ہے“ لیے جا رہے تھے۔ (یہ ہندو جب اپنے مردوں کو لے جاتے ہیں تو کہتے ہیں) تو میں نے کہا کہ ”فی نارِ جہنم“ تو میرے والد نے کہا کہ ایسا مت کہو، ہو سکتا ہے کہ یہ کسی مسلمان کی میت ہو۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ سید سلیمان ندوی کو اور ابوالحسن ندوی کو مدظلہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور جس کا عقیدہ یہ ہو کہ کسی کافر کو کافر نہ کہو، کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا اور اگر پیر ہے تو اس سے مرید ہونا یا اس کی تعظیم کرنا درست ہے یا نہیں، اور کسی

ہندو کی لاش کو دیکھ کر جو مذکورہ بالا الفاظ کہتے ہوئے لے جا رہے ہیں، ان کے جواب میں فی نار جہنم کہنا صحیح ہے یا نہیں اور کیا کسی مسلمان کی میت کو دیکھ کر مذکورہ بالا الفاظ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

سلیمان ندوی اور ابوالحسن ندوی انتہائی غالی متعصب، سنیوں کے سخت دشمن، وہابی دیوبندی تھے، اور ہیں۔ سلیمان ندوی اخیر عمر میں تھانوی جیسے شاتم رسول کا مرید ہو گیا تھا۔ ابوالحسن کے بارے میں مسلسل متواتر یہ خبریں ملتی رہتی ہیں جو قطعی یقینی ہیں کہ وہ اہل سنت کے خلاف ندوے کے طلبہ و مدرسین کو ابھارتا رہتا ہے، مشتعل کرتا رہتا ہے۔ ہمارے عرف میں "رحمۃ اللہ علیہ" بزرگوں کے ساتھ خاص ہے، باعتبار معنی لغوی کے وہ مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے۔ کوئی کافر وہ بھی مرتد وہ بھی دیوبندی اس کا مستحق نہیں کہ اسے اللہ کی رحمت سے کوئی حصہ ملے۔ کسی کو "رحمۃ اللہ علیہ" لکھنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ لکھنے والا اسے ولی نہیں تو کم از کم مسلمان جانتا ہے۔ اسی طرح "مد ظلہ العالی" ہمارے عرف میں بزرگوں کے ساتھ خاص ہے اور باعتبار معنی کے مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے۔ کسی کافر کو وہ بھی دیوبندی کو مد ظلہ العالی کہنا کم از کم حرام و گناہ ضرور ہے، بہ اعتبار عرف کے کفر۔ دیوبندیوں کا کفر اتنا قطعی و یقینی ہے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ ان کے کفریات پر مطلع ہو کر توقف کرنے والا خود کافر ہے۔ دیوبندیوں کے بارے میں علمائے حل و حرم، عرب و عجم، ہند و سندھ کا متفقہ فتویٰ ہے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے اس لیے کہ یہ گستاخ رسول ہیں۔ گستاخ رسول کے بارے میں امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ کافر ہیں۔ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ شفا اور شامی میں ہے:

"أجمع المسلمون على أن شاتمه كافر من شك في عذابه و كفره كفر."(1)

کافر کو کافر ماننا اور بوقت ضرورت کافر کہنا ضروریات دین سے ہے۔ کسی کو کافر جانتے ہوئے پھر کافر نہ کہنا جہالت اور سفاہت ہے۔ عجیب بات ہے قرآن مجید میں تو کافروں کو کافر کہا گیا اور قرآن مجید پر ایمان کے مدعی یہ کہیں کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ کافر کو کافر نہیں کہنا چاہیے، نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے کسی کی نماز صحیح، نہ ان سے مرید ہونا جائز۔ اس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس سے مرید ہونا نہ ہونے کے برابر ہے، اسی طرح اس کی تعظیم و تکریم بھی حرام ہے، جس کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ ہندو تھا اور ہندو ہی مرا اس کی لاش کو فی نار جہنم کہنا بلا شبہہ درست ہے، حرام و گناہ نہیں۔ البتہ تقاضائے احتیاط یہ ہے کہ فی نار جہنم نہ کہا جائے، ہو سکتا ہے کہ قبل نزاع اسلام قبول کر لیا ہو جو عند اللہ معتبر ہے۔ مسلمانوں کے جنازے کو دیکھ کر

(۱) شامی، ج:٦، ص:٣٧٠، کتاب الجهاد، باب المرتد

فی نار جہنم کہنا حرام و گناہ، بلکہ بہ ظاہر کفر ہے، کہنے والے پر توبہ، تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود الحسن دیوبندی اور مولوی شبیر احمد سے متعلق سوال

مسئولہ: رضوان احمد بن اختر، گلی ۴، مکان ۶ ۴۳۴، اسلام پورہ، دیوپور، دھولیہ، مہاراشٹر - ۱۱، صفر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ - ایک شخص "شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کامپلکس" ۱۹۸۹ء میں طبع ہوئے ترجمۂ قرآن (ترجمہ شیخ الہند حضرت محمود الحسن صاحب) پر تحریر تفسیری حواشی (شیخ الاسلام حضرت شبیر احمد عثمانی) کا مطالعہ کر رہا تھا۔ یہ دیکھ کر زید نے کہا، کیا کافر کی تفسیر پڑھ رہے ہو؟ اس شخص نے کہا (جو کہ زید کا بھائی ہے) کہ کسی کو بھی اس طرح کافر نہ کہو جب تک کفر ثابت نہ ہو۔ اس پر زید نے کہا کہ، جو تھانوی، گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی کے کفر پر مطلع ہو کر بھی انھیں اپنا پیشوا جانے یا ان کے کفری عقائد تسلیم کرے یا ان کے کفر میں شک کرے یا انھیں مسلمان ہی جانیں، ان پر بھی وہی فتویٰ۔ تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ فتویٰ کے پیش نظر زید نے شبیر احمد عثمانی صاحب کو کافر کہا تو یوں کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو زید کے لیے شرعی حکم کیا ہے؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔

الجواب

زید نے بالکل صحیح کہا۔ مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی شبیر احمد دیوبندی دونوں بلا شبہہ کافر و مرتد ہیں۔ اس لیے کہ یہ دونوں مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی اشرفعلی تھانوی کی ان عبارتوں پر مطلع تھے جن میں ان لوگوں نے ضروریات دین کا انکار کیا ہے اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کی ہے، پھر بھی ان چاروں کو اپنا پیشوا مانتے تھے، اس لیے یہ دونوں بھی کافر ہیں۔ شفا وغیرہ میں علما نے فرمایا، کسی نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین، الصوارم الہندیہ، منصفانہ جائزہ کا مطالعہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سرسید کے عقائد و نظریات

مسئولہ: مولانا محمد ظل الرحمن قادری برہانی، مسجد شاہ پور، ضلع گلبرگہ (کرناٹک) - ۱۹، رجب ۱۴۱۸ھ

مسئلہ - زید نے جمعہ میں اپنی تقریر کے دوران مختلف مذاہب کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سرسید احمد خان فرشتہ، حشر و نشر اور جنت و دوزخ کا منکر تھا اور چوں کہ جنت دوزخ اور فرشتہ وغیرہ کے وجود پر ایمان لانا فرض ہے، اس لیے منکر ہونے کی وجہ سے وہ کافر و مرتد تھا۔ بکر کا کہنا ہے کہ وہ حافظ قرآن تھا۔ اس نے

قرآن شریف کی تفسیریں لکھیں اور بہت ساری تصنیفیں اس کی ہیں، انگریزوں نے سر کا خطاب دیا۔ درسیاتی کتابوں میں اس کے تعلق سے بہت کچھ پڑھایا جاتا ہے، جس میں اس کے بھی مضامین ہوتے ہیں۔ اس نے مسلم یونیورسٹی بھی قائم کیا اور مسلم قوم کے لیے اس نے کیا کچھ نہیں کیا۔ ایسی باوقار شخصیت کو کافر و مرتد کہنا کیسے درست ہوگا اور ایسا شخص کافر و مرتد کیسے ہوسکتا ہے؟

کیا سید احمد خان واقعی جنت و دوزخ و فرشتہ کا منکر تھا؟ اس کی کون سی کتاب ہے جس میں اس نے ان چیزوں کا انکار کیا ہے؟ کیا واقعی جنت و دوزخ کا منکر کافر و مرتد ہے؟ اب جواب طلب یہ ہے زید و بکر پر شریعتِ مطہرہ کیا حکم لگاتی ہے؟

الجواب

زید نے صحیح کہا۔ سر سید نے قرآن مجید کی ایک تفسیر لکھی ہے جس کا نام تفسیر القرآن ہے، اس میں اس نے وحی، فرشتے، جنت و دوزخ وغیرہ کا انکار کیا، جس کی وجہ سے اس وقت کے سارے علما نے خواہ وہ کسی بھی فرقے کے ہوں، سب نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا۔ بلاشبہہ وہ کافر و مرتد ہے۔ رہ گیا یہ کہ اس نے یونیورسٹی قائم کی یہ کیا، وہ کیا۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا مثلاً قادیانی بہ اتفاق اہل اسلام کافر و مرتد اسلام سے خارج ہیں، لیکن انھوں نے بنام اسلام جو کچھ کیا وہ کسی فرقہ کے لوگوں سے نہیں ہوسکا۔ قادیانی یورپ گئے، وہاں اسلام کی تبلیغ کی، سیکڑوں کتابیں انگریزی میں لکھیں، قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کیا، تفسیر لکھی، کیا اس کی وجہ سے وہ کافر نہ رہے۔ بکر نے غلط کہا۔ بکر پر توبہ فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خواجہ حسن نظامی کے عقائد کیا تھے؟

مسئولہ: محمد سرمد بادشاہ قادری، ہاسپیٹ — ۱۰؍ اگست ۱۹۹۹ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ — خیریت مزاج گرامی۔ فقیر خیریت سے ہے

مسئلہ — آپ کی خدمتِ عالیہ میں یہ ایک زیراکس کاپی روانہ ہے۔ یہ ماہ نامہ منادی دہلی کا ایک قصہ ہے، اس میں خواجہ حسن نظامی صاحب کا بیان ہے جس کو آپ ایک نظر دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کیا ایسے خیالات والے پیروں سے بیعت کرکے مرید ہونا ٹھیک ہے۔ اس پر جواب لکھ کر عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔

(۱) شری کرشن کا معجزہ (۲) شری کرشن ایک مذہبی شخصیت (۳) شری کرشن خدا کی طرف سے معمور

الجواب

خواجہ حسن نظامی ایک بہت چالاک دنیادار پیر تھا اور انتہائی آزاد اور خدا ناترس مصنف، جس کی قدرے

تفصیل میں نے ۱۹۴۶ء میں اپنی کتاب ''اشک رواں'' میں کی تھی۔ افسوس وہ کتاب ناپید ہے۔ میرے پاس بھی اس کا نسخہ نہیں۔ نیز حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب تجانب اہل السنہ میں اس کے کثیر کفریات نقل فرمائے ہیں۔ تجانب اہل السنہ ملتی ہے، اسے منگاکر دیکھ لیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

استاد بابا کے متعلق کیا حکم ہے؟

مسئولہ: عبدالوہاب، محمد شریف، حیدر علی، امام الدین، اصغر علی مؤذن — ۷؍ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ

بخدمت جناب حضرت مولانا غلام محی الدین صدیقی رضوی صاحب قبلہ مد ظلہ العالی صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ بدر العلوم گونڈہ روڈ، کٹھوا پل، دوناکہ بہرائچ شریف۔ السلام علیکم۔ برتھا کلاں کے استاد بابا کے بارے میں آپ بھی جانتے ہوں گے کہ وہ دیوبندیوں سے برابر تعلق رکھتے تھے اور دونوں طرف سے آنا جانا، کھانا پینا، رہتا تھا۔ ہم لوگوں نے سنا ہے کہ بابا نے آپ کے سامنے توبہ کرلیا تھا، کیا یہ بات صحیح ہے۔ تفصیل کے ساتھ حقیقت حال سے آگاہ فرمائیں، مہربانی ہوگی۔ فقط... سائل علی احمد ساکن محلہ چکوا، بھنگا بازار، ضلع سراوستی۔

۷۸۶... محترم برادر دینی وایمانی وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ

توبہ کی خبر غلط ہے استاد بابا نے میرے سامنے ہرگز توبہ نہیں کیا ہے معاملہ صرف یہ ہے کہ میں بھرتھا کلاں گاؤں میں تقریر کرنے گیا تھا۔ ردوہابیہ کیا اور مسلمانوں کو احکام شرعیہ سے آگاہ کیا۔ تو بعد تقریر کچھ لوگوں نے کہا آپ تو وہابیوں سے ملنے کو روکتے ہیں اور استاد بابا تو برابر ملتے ہیں کھاتے پیتے ہیں۔ اس لیے میں صبح کے وقت چند لوگوں کے ساتھ بابا کی کٹی پر گیا تاکہ بابا کو حکم شرع سناکر متنبہ کروں۔ بابا نے رسم کے مطابق چائے بنوائی مگر ہم نے چائے پینے سے انکار کیا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ آپ کے یہاں دیوبندی آتے جاتے ہیں ہم چائے نہیں پئیں گے بابا نے کہا ہم فقیر آدمی ہیں کس کو روکیں یہاں تو سب آتے ہیں میں نے کہا اگر آپ وعدہ کریں کہ ہم دیوبندیوں کو بھگائیں گے اور بورڈ لکھ کر لگوائیں گے کہ یہ سنی خانقاہ ہے دیوبندیوں کا آنا منع ہے تو ہم چائے پی سکتے ہیں، بابا مذکورہ دیر تک ادھر ادھر کی بات کرتے رہے اس موقع پر ہم نے تقویۃ الایمان اور غالباً براہین قاطعہ بھی دکھائی کہ دیوبندیوں کے یہ ناپاک عقائد ہیں مگر بابا کے معتقدین بالخصوص بھرتھا کے کلیم اللہ مولوی مجھ سے جھگڑتے رہے کہ آپ کیوں بابا کو پریشان کرتے ہیں آپ فلاں فلاں مولانا کو کیوں نہیں روکتے ہیں آپ سنیت کا ٹھیکہ لیے ہوئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ادھر میرے ساتھ والے بھی منع کرنے کے باوجود بولتے رہے اور شوروغل میں کوئی فیصلہ کن گفتگو نہ ہوسکی، بابا کہتے چائے پیو، چائے پیو اور میں اپنی ضد پر اڑا رہا آخر کار کافی دیر

کے بعد بابا نے تنگ آکر کہا اچھا ٹھیک ہے پیو، بورڈ لگا دیا جائے گا۔ جب انھوں نے دیوبندیوں کو روکنے کا بورڈ لگوانے کا وعدہ کیا تو میں نے چائے پی۔ ادھر بابا کے موافقین اور مخالفین تیز تیز گفتگو کر رہے تھے امید تھی کہ جھگڑا ہو جائے گا اس لیے میں چلا آیا۔ مگر استاد بابا نے وعدہ کے باوجود بورڈ نہیں لگوایا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اپنی پرانی عادت پر قائم رہے اس واقعہ کے چند ہفتہ بعد بابا مر گئے اور ان کی شخصیت سخت مشتبہ رہ گئی، بابا تو آنجہانی ہو گئے مگر بہت سے جاہل مسلمانوں کی گمراہی کا راستہ کھول گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

فقط: غلام محی الدین صدیقی رضوی خادم مدرسہ غوثیہ بدر العلوم دونا کہ بہرائچ -۲۵؍ رجب ۱۴۱۹ھ

مسئلہ -کیا فرماتے ہیں حاملان شریعت و محافظ دین و ملت مفتیان ذوی الاحترام کثرکم المولیٰ تعالیٰ، مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے علاقہ بھنگا ترائی ضلع بہرائچ میں استاذ بابا نام کے ایک بابائے مشہور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور باوضو رہتے تھے اور ہر ایک سے محبت کے ساتھ ملتے تھے، سادہ مزاج سادہ لباس تھے مسجدوں کی تعمیر میں کوشش کرتے تھے اور بہت سی انسانی و عوامی خوبیوں کے حامل تھے۔ میلاد شریف کی محفلوں میں شریک ہوتے تھے اور اپنے آپ کو سنی ہی کہتے تھے۔ مع ان خوبیوں کے ان کی زندگی کے کمزور پہلو بھی تھے۔

اول: وہابیوں اور دیوبندیوں سے بھی ملتے تھے دیوبندیوں کے یہاں جاتے رہتے تھے کھاتے پیتے تھے۔

دوم: ان کی کٹیا پر دیوبندی برابر آتے تھے مختلف سامان لاکر بابا کو پیش کرتے تھے اور کھاتے تھے پیتے بھی تھے دیوبندیوں سے بابا کے مراسم اتنے گہرے تھے کہ بابا کے مرنے کے بعد ان کے معتقدین عرس کرتے ہیں تو عرس کے بھنڈارہ کے انتظام میں دیوبندی بھی شریک ہوتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کے گواہ عام مسلمان پر بابا کے تقریباً سبھی متعلقین جانتے ہیں۔

سوم: بھنگا بازار کا مشہور و معروف دیوبندی عباس مرا اور اس کا جنازہ مشہور و معروف دیوبندی مولوی غلام محمد نے پڑھائی تو بابا مذکور نے اس دیوبندی کی نماز جنازہ اس دیوبندی مولوی کے پیچھے پڑھی۔ اس کے گواہ چند آدمی ہیں جو درج ذیل ہوں گے۔ اور یہ بات بھی خاص طور سے قابل ذکر ہے کہ بابا نے ان حرکتوں سے توبہ بھی نہیں کیا۔ ان کے کچھ معتقدین نے یہ ہوا اڑائی کہ بابا نے بہرائچ کے مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب کے سامنے توبہ کر لیا تھا۔ جب ہم لوگوں نے مولانا موصوف سے معلوم کیا تو انھوں نے کہا کہ توبہ کی خبر غلط ہے اور ایک تحریر لکھ کر دی جو استفتا کے ساتھ ارسال خدمت ہے۔ اب دریافت طلب یہ امور ہیں۔

(۱) استاد بابا کا عرس کرنا مناسب ہے یا نہیں؟ (۲) ان کے عرس میں چندہ دینا ٹھیک ہے یا نہیں؟ (۳) ان کے عرس میں تقریر کرنا اور ان کی ولایت ثابت کرنا، کرامتیں بیان کرنا، لوگوں کو ان کا معتقد بنانا

درست ہے یا نہیں؟ (۴) جو شخص استاد بابا کے عرس میں شرکت نہ کرے اور ان کی قبر پر نہ جائے، سوال میں مذکور شرعی قباحتوں کی بنا پر بابا کی تعریف و توصیف پسند نہ کرے، ان سے بیزاری کا اظہار کرے اور لوگوں سے کہے کہ سالہا سال تک دیوبندیوں سے تعلق رکھنے والا اخلاط ملط کرنے والا ہرگز ہرگز بزرگ نہیں ہو سکتا تو ایسا شخص حق پر ہے یا ناحق پر۔ بینوا و توجروا۔

اے شریعت اسلامیہ کے پاسبانو، سنیت کے معزز محافظو، قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ سرکار اعلیٰ حضرت قبلہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ کی روشنی میں صاف صاف الفاظ میں جوابات سے نوازو، سنیت کے نورانی چہرے کو نکھارو، صلح کلیت کے مکروہ چہروں کو بے نقاب کر دو۔ مولا تعالیٰ آپ کے درجات کو مزید بلندی عطا فرمائے۔ الزام اول و دوم کے گواہان — عبد الوہاب، محمد شریف خاں، حیدر امام، امام الدین، اصغر علی موذن۔

الجواب

استاد بابا جب وہابیوں دیوبندیوں سے ملتے جلتے تھے، ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے، ان کو خوش اخلاقی کے ساتھ اپنے یہاں اٹھاتے بیٹھاتے تھے، حتی کہ انھوں نے ایک دیوبندی کی نماز جنازہ دیوبندی امام کی اقتدا میں پڑھی، وہ ہرگز ولی نہ تھے، وہابیوں کے ساتھ میل جول حرام، سخت حرام ہے۔ بدمذہبوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا:

"فلا تجالسوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم."(۱)

نہ ان کے ساتھ کھاؤ پیو، نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھو۔

دیوبندیوں کے ساتھ میل جول، دوستی کی وجہ سے وہ یقیناً فاسق معلن تھے، میل جول کی وجہ سے ان کو دیوبندی تو نہیں کہا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ شخص لالچی، حریص دنیادار رہا ہو، مگر فاسق معلن ضرور بالضرور تھا، اس لیے وہ ولی نہیں ہو سکتا، اسے ولی ماننا حرام و گناہ۔ قرآن مجید میں ہے:

"اِنْ اَوْلِيَاءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ."(۲) — اللہ کے ولی صرف متقی لوگ ہیں۔

لیکن اس نے دیوبندی کی نماز جنازہ دیوبندی مولوی کے پیچھے پڑھی، اس سے شبہہ ہو رہا ہے کہ دیوبندی تھا۔ اگرچہ یہاں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس نے سب کو خوش رکھنے اور دیوبندیوں سے پیسہ بٹورنے کے لیے

(۱) المستدرك للحاكم، ج:۳، ص:۶۳۲، السنة لابن عاصم، ج:۲، ص:۴۸۳

(۲) قرآن مجید، سورة الانفال، پ:۹، آيت:۳٤

ایسا کیا ہو، لیکن پھر بھی توبہ اور تجدید ایمان لازم تھا۔ شامی میں ہے:

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلا ولا شرعا ولتكذيبه النصوص القطعية."(1)

اور جب یہ شخص بغیر توبہ اور تجدید ایمان کیے مرا تو سنی مسلمان ہرگز ہرگز نہ اس کی قبر پر فاتحہ پڑھنے جائیں، نہ اس کے عرس میں شریک ہوں اور نہ چندہ دیں۔ مولانا غلام محی الدین زید مجدہم کی تحریر سے ثابت ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی۔ رہ گئیں کرامتیں، یہ کوئی چیز نہیں۔ جوگی جے پال ہوا میں اڑتا تھا، کیا وہ ولی تھا؟ کرامت نہیں دیکھنا چاہیے، عقیدے کی صحت اور شریعت پر عمل دیکھنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حبیب سلیمان کیسا شخص ہے؟

مسئولہ: محمد سلیم امجدی ناگوری، متعلم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور- ۲۵/ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

مسئلہ- (پردہ اٹھتا ہے)- سفرنامہ از بمبئی تا ناگور شریف، بتاریخ ۱۰/ دسمبر ۱۹۹۸ء

حبیب سلیمان کیا ہے؟

بخدمت، برادران اہل سنت باسنی ناگور، سلام مسنون۔ بھائیو میں جامعۃ الزہرا فیضان اشرف کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے لیے حاضر ہوا اپنی بہن سلمہ باجی کے ساتھ ایک حقیقت سنیے۔ جسے میں تحریر کے طور پر پیش کر رہا ہوں۔ شاید میں آپ کے سامنے کوئی نئی بات واضح نہیں کر رہا ہوں، لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ حضرات بھی آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ شاید حبیب سلیمان ساکن باسنی کو جماعت اہل سنت میں شمار کر رہے ہیں۔

اتفاقاً باسنی آتے وقت ٹرین میں یہ مردود میرے ساتھ ہو گیا۔ گفتگو کے بعد جو نتیجہ سامنے آیا اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ حبیب سلیمان آپ کی جماعت و قصبہ میں ایک ناسور ہے۔ بھائیو میری اور ان کی گفتگو کے چند نکات پیش خدمت ہیں۔

(۱)- یہ شخص بمبئی میں باقاعدہ طور پر تبلیغی جماعت سے وابستہ ہے اور وہاں کئی ایک جماعت میں بطور امیر شرکت کر چکا ہے۔ یعنی تبلیغی وہابی دیوبندی جماعتوں کا ایک سرگرم رکن ہے۔

(۲)- تمام اہالیان باسنی کو مشرک و بدعتی کہتا ہے۔ علمائے اہل سنت و تمام سلاسل کے بزرگان دین کی حد سے زیادہ توہین کرتا ہے۔ میں سفر کے دوران اس خبیث کا ہم خیال بن گیا تو اس نے ساری

(۱) ردالمحتار، ج:۲،ص:۲۳۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیة

راز داری ظاہر کر دی۔

(۳)- اس کے کہنے کے مطابق حبیب کو کوئی نہیں جانتا کہ وہ وہابی ہے، وہ تو باسنی میں سنی عقیدے کے لحاظ سے ظاہری طور پر زندگی گزار رہا ہے۔ میرے پوچھنے پر اس نے کہا کہ میں نے دھیرے دھیرے یہاں پر ساٹھ ستر کو ہم عقیدہ بنا لیا ہے اور ہم اندرونی پوشیدہ طور پر یہاں کام کر رہے ہیں اور خاص کر یہ کام نوجوانوں اور بچوں کے درمیان رازدارانہ طور پر ہو رہا ہے۔

(۴)- اس خبیث کے مطابق بہت جلد ہم نئی نسل پر قابو پالیں گے، نیز (سلمٰی آپا) بنت کردار کی پوری حمایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے پورا تعاون دیا ہے اور کہا جو بھی ضرورت ہے ہم سے لو، لیکن باسنی چھوڑ کر نہ جاؤ۔ آخر میں مجھ سے کہا کہ ہماری ملاقات کے بارے میں کسی کو نہ بتانا، یہ لوگ سب سنی ہیں تم پر زیادتی کریں گے۔ اب میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ باسنی، سنیت کا یہ گڑھ مانا جاتا ہے باسنی کے علاقہ میں ایسا زہریلا ناگ بھی موجود ہے، اور آپ حضرات ہیں کہ آنکھیں بند کیے مزے کر رہے ہیں۔

اللہ و رسول ﷺ کے واسطے فوراً بیدار ہو جائیے اور لوگوں کو بھی باخبر کر دیجیے کہ شہر باسنی میں گستاخ رسول کی جماعت دھیرے دھیرے پروان چڑھ رہی ہے۔ اگر آپ لوگوں نے ذرا بھی سستی و کاہلی لاپرواہی برتی تو نئی نسلیں تباہ ہو کر رہ جائیں گی اور بعد میں افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

دستخط زاہد حسین رضوی، قریش نگر، کرلا، بمبئی-۷۰...۱۰/ دسمبر ۱۹۹۸ء

شائع کردہ- زاہد حسین رضوی، قریش نگر، کرلا، بمبئی-۷۰

الجواب

اس تحریر پر مکمل اعتماد کرنے میں کچھ الجھن ہے۔ زاہد حسین صاحب پر فرض تھا کہ تحریر میں لکھی ہوئی باتیں اگر صحیح ہیں تو باسنی میں بلا تاخیر اہل سنت کے ذمہ دار حضرات کے سامنے بیان کرتے اور حبیب سلیمان کو بلا کر رو در رو گفتگو کر لیتے۔ باسنی بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ واقعی اہل سنت کا گڑھ ہے۔ وہاں موصوف کے لیے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ باسنی میں نہ بتایا اور کرلا پہنچ کر خط لکھنا کس مصلحت کی بنا پر ہے۔ یہ غور طلب بات ہے۔ ارشاد ہے:

''اَنۡ تُصِيۡبُوۡا قَوۡمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰى مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِيۡنَ۔''[1]

کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہو۔

مگر اس تحریر سے صرف نظر کرنا بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ دیوبندیوں کی پرانی عادت ہے کہ جہاں ان کی دال نہیں گلتی سنی بن کر جاتے ہیں اور اندر اندر اپنا کام کرتے ہیں۔ جیسے اشرف علی تھانوی کان پور میں ۱۲ر سال تک سنی بنے رہے اور اندر اندر دیوبندیت پھیلاتے رہے اور جیسے خلیل احمد بجنوری بدایوں میں تھا۔ اس لیے ضروری ہے کہ حبیب سلیمان کے بارے میں تحقیق کی جائے۔ تحریر میں جو ایسی باتیں ہیں جو زبانی کہی ہوئی ہیں اس کی کما حقہ تحقیق مشکل ہے، مگر یہ جو لکھا ہے کہ بمبئی میں تبلیغی جماعت کا امیر بن کر جاتا ہے اس کی تحقیق ہو سکتی ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ بمبئی میں یا کسی تبلیغی جماعت میں شریک ہوتا ہے، امیر بن کر یا مامور بن کر تبلیغی گشت کرتا ہے تو یقیناً وہ وہابی ہے۔ ایسی صورت میں باسنی کے مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کریں، اپنے بچوں کو اس کے پاس نہ جانے دیں۔ خلاصہ یہ کہ حبیب سلیمان کی طرف سے غفلت برتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس کی تحقیق ضروری ہے کہ وہ کون ہے۔ تحقیق کی ایک صورت میں نے اوپر لکھ دی۔ دوسرے ذرائع سے بھی تحقیق کی جائے۔ غفلت ہرگز ہرگز نہ برتی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۳ر ذو قعدہ ۱۴۱۹ھ

صدیق ہتھوڑوی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ صدیق ہتھوڑوی کی نمازِ جنازہ پڑھنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئولہ: سید محمد ہاشم، موضع ہڑیا، ضلع باندہ، یو۔پی۔ -۱۵ر ستمبر ۱۹۹۷ء

مسئلہ- بانی جامعہ عربیہ ہتھوڑا یعنی جناب مولوی صدیق صاحب آنجہانی قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلمان ہے یا کافر؟ اور جو حضرات ان کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے یا تعزیت کی، ان کے لیے کیا حکم ہے۔ جواب جلد عنایت فرمائیں تاکہ تنازعہ ختم ہو۔

الجواب

ضلع باندہ موضع ہتھوڑا میں جامعہ عربیہ کے بانی مولوی صدیق کو میں برس ہا برس سے ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ انتہائی متعصب کٹر وہابی دیوبندی تھے۔ نہ صرف یہ کہ وہ دیوبندی تھے بلکہ دیوبندی مذہب کے

(۱) قرآن مجید، سورۃ الحجرات، آیت:٦

بہت بڑے مبلغ اور دیوبندی گر تھے۔ تحذیر الناس و براہینِ قاطعہ، حفظ الایمان کی ان کفری عبارتوں سے خوب واقف تھے، جن پر علمائے حل و حرم، عرب و عجم، ہند و سندھ نے یہ فتویٰ دیا کہ ان عبارتوں کے لکھنے والے ضروریاتِ دین کے منکر گستاخِ رسول ہیں، جس کی وجہ سے وہ اسلام سے خارج کافر ہیں، نہ صرف کافر، کافروں کی بدترین قسم مرتد ہیں اور ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو شخص ان عبارتوں سے واقف ہونے کے بعد ان کو کافر نہ کہے خود کافر، گستاخ رسول کے بارے میں شفا اور اس کی شروح اور درر، غرر، الاشباہ والنظائر، در مختار وغیرہ میں ہے:

"من شك في كفره و عذابه كفر."[1]

جو ایسے کے کافر ہونے اور مستحقِ عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

اور مولوی صدیق مذکور نہ یہ کہ ان عبارتوں سے واقف تھے بلکہ ان عبارتوں کے بارے میں علمائے اسلام کے فتوؤں سے واقف تھے، اس کے باوجود وہ ان عبارتوں کے لکھنے والوں، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی کو اپنا بزرگ پیشوا مانتے تھے بلکہ تھانوی صاحب کے مرید بھی تھے اور ظاہر ہے کہ آدمی اسی کو اپنا پیر بزرگ اور پیشوا مانتا ہے جس کے عقیدے پر ہوتا ہے۔ کوئی سنی کسی رافضی مولوی کو اپنا پیشوا نہیں بنائے گا، اس لیے ثابت کہ مولوی صدیق بھی ضروریاتِ دین کے منکر اور گستاخِ رسول تھے، جس کی بنا پر وہ کافر مرتد اور اسلام سے خارج ہوئے اور کافر مرتد کی نمازِ جنازہ پڑھنی حرام و گناہ، منجر الی الکفر۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

''وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا۔''[2]

ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کی نمازِ جنازہ کبھی بھی نہ پڑھنا۔

نمازِ جنازہ دعائے مغفرت ہے اور کافر کی دعائے مغفرت بربنائے مذہب صحیح کفر ہے۔ شامی میں ہے:

"قد علمت أن الصحيح خلافه فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلا ولا شرعا ولتكذيبه النصوص القطعية."[3]

علاوہ ازیں نمازِ جنازہ مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے جس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ مسلمان تھا۔ جو شخص کسی کی بھی نمازِ جنازہ پڑھتا ہے وہ اسے مسلمان اعتقاد کرتا ہے کوئی مسلمان کسی کافر کی

(۱) ردالمحتار، ج:٦،ص:۳۷۰، کتاب الجهاد باب المرتد مطلب فی ساب الانبیاء، دار المکتبة العلمیه
(۲) قرآن مجید، پارہ:۱۰، سورۃ التوبة، آیت: ۸٤
(۳) ردالمحتار، ج:۲،ص:۲۳۷، کتاب الصلوٰۃ، باب صفة الصلوٰۃ، دار الکتب العلمیة

نماز جنازہ نہیں پڑھتا، بے پڑھے لکھے جنازہ پڑھنے والوں سے بھی پوچھا جائے کہ تم نے جس کی نماز جنازہ پڑھی اس کو مسلمان جانتے تھے کہ کافر؟ تو وہ یہی کہے گا کہ ہم نے میت کو مسلمان جان کر نماز جنازہ پڑھی۔ اس لیے نماز جنازہ پڑھنا اس کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والوں نے میت کو مسلمان جانا، کافر کو کافر اعتقاد کرنا ضروریات دین سے ہے جو کافر کو کافر اعتقاد نہ کرے مسلمان جانے وہ خود کافر۔ بناءً علیہ جن لوگوں کو معلوم تھا کہ مولوی صدیق دیوبندی تھا پھر بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی تو ان پر تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ درر، غرر، در مختار رد المحتار میں ہے:

"وما فيه خلاف يؤمر بالتوبة و الاستغفارو تجديد النكاح."[1]

ہاں جن لوگوں کو معلوم نہیں تھا اور انھوں نے اسے سنی سمجھ کر نماز پڑھ لی ان کا یہ حکم نہیں مگر بعد علم انھیں بھی توبہ کر لینا چاہیے۔ مولوی صدیق مذکور کی دیوبندیت اس کی کتاب حق نما سے ظاہر ہے اس کے علاوہ ۱۹۶۷ء میں سعدی پور ضلع باندہ میں اسی مولوی صدیق سے دیوبندیوں کے چاروں مولویوں کی تکفیر پر مناظرہ طے تھا اس مناظرے میں دیوبندی مولوی کا خرچہ نذرانہ اور میزبانی سب اسی مولوی صدیق کے سر تھی اس کے علاوہ اورئی ضلع جالون میں یہ صدیق بار بار دیوبندیت پھیلانے کے لیے گیا جس کے رد کے لیے یہ خادم اورئی گیا، مختصر یہ کہ صدیق مذکور کا دیوبندی ہونا بلکہ دیوبندی گر ہونا ایسا متواتر اور قطعی ہے جس میں کسی شبہہ کی گنجائش نہیں۔ اس لیے جن لوگوں نے یہ جانتے ہوئے کہ یہ دیوبندی ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی ان پر ضرور توبہ، تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۳؍ رجب ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح: ضیاء المصطفیٰ قادری خادم دار العلوم اشرفیہ مبارکپور۔ ۴؍ رجب المرجب ۱۴۱۸ھ
الجواب صحیح: محمد احمد مصباحی استاذ دار العلوم اشرفیہ مبارک پور۔ ۴؍۷؍ ۱۴۱۸ھ۔
الجواب صحیح: محمد نظام الدین الرضوی، خادم الافتا دار العلوم اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ۔

۳؍ رجب ۱۴۱۸ھ

نسیم بھدرکی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئولہ: عبد الحکیم خاں متلو، بھدرک، اڑیسہ۔ ۶؍ صفر ۱۴۱۹ھ

مسئلہ۔ نسیم اختر قادری عرف نسیم سرکار شیخ شاہی بھدرک میں جو ہیں ان کے بارے میں مفتیوں میں بھدرک میں کافی ہنگامہ ہے اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ نسیم کے ماننے والوں سے کیا سلوک

(۱) درمختار، ص:۳۹۰، ج:۶، کتاب الجهاد، باب المرتد، دارالكتب العلمية لبنان.

کیا جائے؟

الجواب

بھدرک کے مسلمانوں پر حیرت ہے کہ ۵۲؍ مفتیوں کے فتوے کے باوجود ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ نسیم کون ہے؟ پھر یہ کہ فریقین کے مشورہ سے اور رضامندی سے اس جھگڑے کو طے کرنے کے لیے علامہ ارشد القادری کو حکم بنایا گیا وہ بالیسر تشریف لائے۔ ایک فریق حاضر ہوا اور نسیم نے آنے سے انکار کر دیا۔ علامہ ارشد القادری نے اپنے طور پر تحقیقات کر کے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ مفتی صاحبان کا فتویٰ حق ہے۔ پھر بھی بھدرک کے مسلمانوں کو ہوش نہیں آیا۔ یہ نسیم کا کتنا بڑا تمرد اور کتنی بڑی سرکشی ہے کہ علامہ ارشد القادری صاحب جیسے عالم دین کی بارگاہ میں حاضری سے اس کو انکار ہوا جب کہ حضرت مولی المسلمین علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زرہ کے مقدمہ کے لیے اپنے مقرر کردہ قاضی شریح کے یہاں تشریف لائے اور اپنے فریق یہودی کے برابر میں بیٹھے کیا نسیم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بڑھ گئے ہیں۔ وہ ایک بے پڑھے لکھے انسان ہیں سید ہیں یا نہیں یہ مشتبہ ہے اور اگر بالفرض سید ہیں بھی تو بے پڑھے لکھے ہیں، کفریات کے پھکنے اڑاتے رہتے ہیں۔ محرمات کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں پھر بھی بھدرک کے مسلمانوں کی آنکھ نہیں کھلتی۔ میں نے تقریباً سال بھر پہلے پوری تحقیق اور چھان بین کے بعد یہ فتویٰ دیا ہے کہ نسیم پر کئی وجہ سے جمہور فقہا کی تصریحات کے مطابق کفر لازم ہے۔ ان سے میل جول، سلام کلام حرام ہے ان کے یہاں جانا اور ان کو اپنے یہاں بلانا حرام ہے ان سے مرید ہونا حرام ہے ان کی خود اپنے پیر سے بیعت ختم ہو چکی ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ بقدر وسعت مسلمانوں کو سمجھا بجھا کر نسیم کے پھندے سے نکالیں جو لوگ علمائے کرام کے فتوے کے باوجود نسیم سے ملتے جلتے ہیں نسیم کو پیر بنائے ہوئے ہیں وہ سب بھی انھیں کے حکم میں ہیں بلا شبہہ جو علمائے کرام کے فتوے کے باوجود نسیم کے چکر میں پھنسا ہوا ہے اسے امام بنانا جائز نہیں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہے۔ بلکہ اس سے بدتر، ایسے مؤذن کی اذان اذان نہیں دوبارہ اذان کہنا ضروری۔ اب اس سے اختلاف ہو، جھگڑا ہو اس کی ذمہ داری نسیم اور نسیم کے چکر میں پھنسنے والوں کی ہے۔ جھگڑے اور فساد کے ڈر سے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ کفریات کے بکنے والوں کو اور اس کے چکر میں پھنسنے والوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے اور ان کے خلاف فتویٰ نہ دیا جائے اور فتویٰ کی اشاعت نہ کی جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

نسیم کی جانب سے شائع "عام اعلان" کی حقیقت۔
شعبدہ بازی ولایت کی دلیل نہیں۔

مسئولہ: محمد میکائیل صاحب، قادریان، بالاسور، اڑیسہ - ۲۸؍ جمادی الآخرہ ۱۴۱۸ھ

مسئلہ- بسم اللہ الرحمن الرحیم- عام اعلان- مبارک پور، یکم ستمبر ۱۹۹۷ء

میں علامہ مفتی محمد شریف الحق اور دیگر علماے کرام ضلع بالیسر کا ایک دیہاتی علاقہ بمقام جلیبسر ۲؍ ستمبر ۱۹۹۷ء کو جلسہ کے لیے گئے تھے وہاں ہمیں دھمکی دے کر جناب نسیم اختر قادری صاحب کے خلاف تقریر کروایا گیا اور جبراً استفتا لکھوایا گیا، اس پر عمل نہ کریں۔ اس لیے جلسہ سے واپسی پر میں نے علامہ مفتی محمد ارشد القادری صاحب قبلہ اور مفتی اعظم ہند حضور علامہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ سے صلاح و مشورہ کر کے جناب نسیم اختر صاحب قبلہ کے نام لگائے گئے تہمت اور الزام کی تحقیق کے لیے دو قاصد حضرت علامہ محمد نور عالم رضوی صاحب بریلی شریف اور علامہ مفتی محمد خلیل مصباحی صاحب کو شہر بالیسر اور بھدرک روانہ کیا۔

تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱- جناب نسیم اختر صاحب کو بدنام اور رسوا کرنے کے لیے تمام الزامات لگائے گئے ہیں۔

۲- جو لوگ نسیم اختر کے خلاف گواہی دیے ہیں، یہ روپیہ اور نوکری کے لالچ میں دیے ہیں۔ یہ سب ان کے ٹھکرائے ہوئے مریدین ہیں۔

۳- جناب نسیم اختر کے خلاف جو بھی استفتا شائع ہوا ہے، یہ اس سے بری ہیں کیوں کہ آج تک ان کے روبرو جا کر کسی نے تحقیق نہیں کیا۔ ان کے خلاف جو کیسٹ شائع کیا گیا ہے یہ بناوٹی اور من گھڑت ہے۔

۴- تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ استفتا منگوانے والے جعلی، فریبی، مکار ہیں، جس کے بہت سارے ثبوت موجود ہیں۔

۵- جناب نسیم اختر صاحب پر جو بھی تہمت لگائی گئی ہے، اس کا کوئی ٹھوس ثبوت، تحریری دلائل جیبی سنی جماعت والوں کے پاس نہیں ہے۔ صرف ان کے مخالفوں کو لے کر علماے کرام کے سامنے روپیہ کے لالچ میں جھوٹی گواہی دے کر جھوٹی گواہی دلوایا گیا ہے۔

۶- جناب نسیم اختر صاحب کا فعل و عمل حضور مجاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حیات ظاہری پر بھی تھا۔ لیکن اس وقت جیبی سنی جماعت والے خاموش کیوں تھے۔ جو حضرات استفتا منگانے میں سب کچھ قربان کیے ہیں، ان کا نام استفتا میں کبھی نہیں آیا، کیوں کہ یہ فریبی جماعت والوں کو دھوکا دے کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش میں

لگے ہوئے ہیں، کیوں کہ ہمیشہ عوام کے سامنے ناکام رہے ہیں۔ تحقیق سے یہ پتہ چلا کہ جناب نسیم اختر صاحب کے ماننے والے ہزاروں کی تعداد میں ہمیشہ بڑھتے ہیں۔

تحقیق سے یہ بھی پتہ چلا کہ جیبی سنی جماعت والوں نے علماے کرام کو دھوکا میں رکھ کر اڑیسہ، بنگال، بہار، یو۔پی۔ میں بدنام کرایا ہے۔

جناب نسیم اختر صاحب کے خلاف جو گواہی دیے ہیں وہ روپیہ لے کر دیے ہیں۔ یہ لوگ ان کے مخالف ہیں۔ کچھ لوگ روپیہ لے کر بھی گواہی نہیں دیے، کچھ لوگ جھوٹی گواہی دینے کا انکار کر دیا ہے۔ اس کا ثبوت بالیسر اور بھدرک میں موجود ہے۔

ایک مخالف اپنے مخالف کا فاسق و فاجر، کافر وغیرہ کا گواہی قابل قبول نہیں، جھوٹی گواہی دے کر قوم کے اندر فتنہ پھیلانے والے کا انجام اور حشر کافروں کے ساتھ ہوگا۔ غلط کاموں سے توبہ کریں اور اپنے ایمان کو درست کریں۔

تحقیق کے بعد اس فتنہ کا اصل مقصد بھی سامنے آگیا ہے۔ اس لیے جناب نسیم اختر صاحب پر کفر کا فتویٰ لگانے والے، کہنے والے اور سمجھنے والے خاص کر جیبی سنی جماعت والے اور استفتا منگوانے والے پر کافر کا فتویٰ الٹ گیا۔ لہٰذا جلد از جلد تجدید ایمان، تجدید نکاح کر کے عام اعلان کریں، ورنہ جماعت والوں کو مسلمان سمجھنا، سلام کرنا۔ ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا، فاتحہ میلاد وغیرہ میں شامل کرانا، ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا سب کفر میں داخل ہے۔

اب جیبی سنی جماعت والے اور اس جماعت کو ماننے والے کو لازم ہے کہ اگر پھر بھی تحقیق کرانا چاہتے ہیں تو تمام مفتیانِ عظام کو مدعو کر کے جناب نسیم اختر صاحب کے پاس بھدرک لے کر چلیں، علماے کرام جھوٹے گواہوں کے فریب میں آنے والے نہیں ہیں۔ اس لیے جماعت والے اس فتنہ کا مرکز شہر بالیسر کے مرکز میں عام جلسہ کر کے جناب نسیم اختر صاحب کے روبرو تمام مفتیانِ عظام کو پیش کر کے تحقیق کر کے عام اعلان کریں ورنہ آج کی تاریخ سے جیبی سنی جماعت والوں پر فتویٰ الٹ گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمونۂ دستخط	نمونۂ دستخط	نمونۂ دستخط
مولانا نور عالم رضوی	علامہ مفتی	حضرت علامہ مفتی
	محمد شریف الحق صاحب قبلہ	محمد اختر رضا خاں قبلہ
وغیرہ ذلک		ازہری مدظلہ العالی

اس کو فوٹو گراف کر کے شہر اور دیہات کی ہر مسجد میں ضرور پہنچا دیں۔

الجواب

باسمہ عز و جل

جناب محمد میکائیل صاحب قادریان، بالاسور، اڑیسہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں باہر تھا کل عصر کے وقت واپس ہوا تو آپ کی رجسٹری ملی اس کے علاوہ مزید اور بھی رجسٹریاں آئی ہیں۔ پرچہ "عام اعلان": میرا لکھا یا لکھوایا ہوا نہیں نہ مجھے اس کی خبر ہے اس پرچے کے نیچے جو میرا دستخط ہے وہ میرا دستخط نہیں، اس تحریر کے ساتھ جس کا جی چاہے ملا لے۔ علاوہ ازیں فتویٰ پر دستخط کے ساتھ ضرور ضرور میں ایسے طریقے استعمال کرتا ہوں کہ جعل ساز پکڑ جاتا ہے۔ بعض خفیہ باتیں ہیں جو صیغۂ راز میں ہیں جس کو ظاہر نہیں کیا جا سکتا مگر کچھ باتیں ظاہر ہیں جنھیں لکھوا دے رہا ہوں۔

میں کسی فتوے پر انگریزی تاریخ اور مہینہ اور سن نہیں لکھتا۔ ہمیشہ اسلامی تاریخ مہینہ اور سن ہجری لکھتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ میں کبھی بھی مہینہ یا تاریخ اس سطر میں نہیں لکھتا، جس میں نام ہوتا ہے، بلکہ نیچے دوسری سطر میں لکھتا ہوں، جس کا نمونہ نیچے دستخط کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے علاوہ جو مہر ہے وہ مہر بھی دار الافتا کی مہر سے نہیں ملتی۔ مختصر یہ کہ پرچہ "عام اعلان" میں جو میرا دستخط بنایا گیا ہے وہ جعلی اور فرضی ہے۔

بھدرک کے نسیم اختر صاحب کے بارے میں میرا فتویٰ اب بھی یہ ہے کہ وہ گمراہ، گمراہ گر ہیں۔ جمہور فقہا کے ارشادات کی روشنی میں وہ کافر ہیں، ولی ہونا تو بڑی چیز ہے وہ صحیح العقیدہ سنی مسلمان نہیں۔ ان سے مرید ہونا حرام، جو لوگ مرید ہو چکے ہیں ان پر واجب ہے کہ بیعت توڑ دیں۔ ان کو اپنے گھر یا جلسے میں بلانا حرام۔ رہ گئیں وہ شعبدہ بازیاں جو وہ دکھاتے ہیں، اگر صحیح بھی ہوں اور ان کے دلالوں کی گڑھی ہوئی نہ ہوں تو بھی ولایت کی دلیل نہیں۔ جوگی جے پال پتھر برساتا تھا، آگ برساتا تھا، ہوا میں اڑتا تھا پھر بھی کافر تھا۔ آپ پر ضروری ہے کہ میری یہ تحریر زیراکس کرواکر ہزاروں کی تعداد میں بٹوا دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نسیم بھدرکی کے مریدوں پر کیا حکم ہے؟

مسئولہ: محمد نیاز-۵، ستمبر ۱۹۹۸ء

مسئلہ- نسیم سرکار کے اوپر مفتیانِ کرام کا کفر کا فتویٰ کے متعلق جاننے کے بعد پھر جو ان سے مرید ہوا، اس پر حکم شرع کیا ہے؟ اس کو اب کیا کرنا ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب

بھدرک کے نسیم کے کفریات پر مطلع ہونے کے باوجود جو شخص اس سے مرید ہو، اس کا حکم بھی وہی ہے

جو نسیم کا ہے۔ اس سے میل جول، سلام کلام جائز نہیں۔ لیکن اس کے مریدین میں اکثر اس کی شعبدے بازی سے متاثر ہیں، اس کے کفریات پر مطلع نہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ واجب ہے کہ سنجیدگی اور متانت کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھایا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۷، جمادی الاولی ۱۴۱۹ھ

صدیق چند بسویشور مسلمان نہیں تھا

مسئولہ: محبوب خان چھتیس گڑھ میڈیکل اسٹور، باگبا پرہ، ضلع رائے پور (ایم۔پی۔)-۲۴، صفر ۱۴۱۲ھ

مسئلہ- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین ذیل کے بارے میں۔ زید اہل سنت اور حنفی المذہب ہے تا عمر نمازی ترانوے سالہ صوفی طبیعت قرآن و حدیث کی روشنی میں زندگی گزاری اور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کیا۔ ۱۹۴۵ء سے حضرت مولانا صدیق دیندار چند بسویشور کے مرید رہے۔ سالہا سال سے تلاوت قرآن پاک اور تہجد گزار رہے۔ نیک نیت، ایمان دار، امانت دار دیانت دار، متقی و پرہیزگار تا عمر سود نہ لیا۔ بیواؤں یتیموں کا خیال رکھا۔ کسی بھی لالچ کے بنا پر ان کی کوئی بھی چیز نہ خریدی، بے سہاروں کا سہارا بنے۔ خدمتِ خلق میں اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر ہر اپنے اور غیر مذہب و ملت کے ہیضہ جیسے وبائیں گھر گھر جاکر دعا دینا اور ان کی تیمار داری کرنا، ان کی زندگی بچانا، قومی خدمت، جان و مال سے سنی جماعت کی عرصہ تک اور سنی جماعت کا متولی بن کر مسجد کی خدمت انجام دی۔ کبھی بھی وعدہ خلافی نہ کیا۔ ہمیشہ کہا کرتے تھے، میں اللہ والا ہوں۔ زید کہتے تھے کہ بہت افسوس ہے کہ کلمہ گو اور ہزار ہا بار انا من نور اللہ کل شی من نوری پڑھنے سننے اور حضور ﷺ نے شب معراج میں انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی امامت فرمائی کے سننے اور جاننے کے بعد بھی کچھ جماعت و مسلک حضور ﷺ کے اعلیٰ سے اعلیٰ مرتبے کو سمجھے ہی نہیں۔ اور لوگوں کو سمجھاتے تھے، ہمارے نبی پیغمبر اعظم حضور سارے پیغمبروں کے سردار، ہماری کتاب تمام الہامی کتابوں کی سردار، ہمارا مذہب سارے مذہبوں کا سردار، ہماری نماز سارے مذہبوں کی عبادتوں کی سردار۔ ہماری نماز پوری کائنات کی فطرت کو اپنے میں سمیٹے ہوئے ہے۔ نمازِ صبح کے ادا کرتے وقت نزاع کی حالت آگئی اور آخری وقت میں بھی زبان سے کلمۂ طیبہ جاری رہا۔ ۹، ذی الحجہ ۲۲، جون ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ صبح ۵:۴۰ منٹ پر انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مندرجہ بالا جملوں کے مطابق زید کی شخصیت کیا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں مستحکم اور مدلل جواب عطا فرمائیں گے۔

فہرست

فرقِ باطلہ

رضویات

شخصیات

☆☆☆☆☆☆☆

الله الرحمن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن الغفار المصور

البارئ الخالق المتکبر الجبار العزیز القابض الباسط الخافض العلیم

الفتاح الرزاق الوھاب القھار العدل الحکم البصیر السمیع المذل المعز

الرافع اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر

الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الرقیب المجیب الکریم الوکیل الحق الشھید

الحکیم الودود المجید الباعث

الواسع القوی الولی الحمید

المتین المحصی

المبدئ المعید المحیی الممیت

الحی الماجد الواحد القیوم الواجد الاحد الآخر الاول المؤخر

المقدم المقتدر القادر الظاھر الصمد الباطن الوالی المتعالی البر التواب

المنتقم العفو النور النافع الضار المانع المعطی المغنی الرؤف

الرشید الصبور الوارث الباقی البدیع الھادی والاکرام الجامع الغنی المقسط

RAZAVI KITAB GHAR
423, Matia Mahal, Jama Masjid,
Delhi-6 , Ph.: 011-23264524
رضوی کتاب گھر دہلی

Designed & Printed by : RAZAVI KITAB GHAR DELHI-6 Ph.: 011-23264524, E-mail ID : razavikitabghar@gmail.com